سسپنس ڈائجسٹ کا
مقبول ترین سلسلہ
دیوتا
49 واں
حصہ

فرہاد علی تیمور

ہنگاموں رنگینیوں اور تحیر کی اس بے تاج بادشاہ کی سحر انگیز کہانی جس نے اپنی بھرپور زندگی میں کبھی شکست کا ذائقہ نہیں چکھا وہ جب اور جس کے ذہن میں جاتا جھانک لیتا اور یہی اس کا مہلک ترین ہتھیار تھا دو نسلوں پر محیط وہ طلسم ہوش ربا جسے قارئین کی دوسری نسل بھی بہت شوق سے پڑھ رہی ہے۔ اپنے اور ملک و قوم کے دشمنوں کو خیال خوانی کے نرم و نازک ہتھیار سے خاک و خون میں نہلا دینے والے فرہاد علی تیمور کی لازوال اور بے مثال داستان عبرت جس میں وہ لہو کے سارے رشتوں کے ساتھ حریفوں سے برسرپیکار ہے۔

اردو زبان کا سب سے زیادہ پڑھا جانے والا طویل ترین سلسلہ

کیا اپنے، کیا پرائے؟ کیا دوست اور کیا دشمن؟ سبھی کو اس جہاز کا انتظار تھا جو پیرس سے ایک پانچ برس کے بچے کو لے کر آ رہا تھا۔ ایک طرف میں، اعلیٰ بی بی، کبریا اور ہمارے چند ٹیلی پیتھی جاننے والے تھے۔ دوسری طرف نومی، سوامی وردان دشوانا تھ اور ان کے کئی آلہ کار تھے۔ سب ہی کی توجہ دہلی ایرپورٹ کے رن وے، امیگریشن کاؤنٹر، لگیج ہال اور وزیٹرز لابی پر تھی۔ وردان کے آلۂ کار ان تمام مقامات پر پھیلے ہوئے تھے اور ہم خیال خوانی کے ذریعے انہیں تلاش کر رہے تھے۔

وہاں ایرپورٹ کی عمارت کے اندر اور باہر ہزاروں افراد تھے۔ ان میں سے دشمنوں کو پہچاننا بہت مشکل تھا۔ پھر بھی ایک آدھ نظروں میں آ ہی گئے۔ امیگریشن کے آس پاس جن افسران کی ڈیوٹی تھی۔ ان میں سے ایک افسر کے دماغ پر نومی یا وردان چھائے ہوئے تھے۔ مجھے اس پر شبہ اس لیے ہوا کہ وہ افسر وزیٹرز لابی میں آ کر ایک شخص سے کہہ رہا تھا۔ ''میں اس بچے کے اور اس کے باپ کے پیچھے چلتا ہوا آؤں گا تو سمجھ لینا کہ میرے آگے آگے چلنے والا بچہ تمہارا شکار ہے۔''

میں نے اپنے ٹیلی پیتھی جاننے والے سے کہا۔ ''اس افسر کے دماغ میں تمہاری ڈیوٹی رہے گی۔ یہ معلوم کرنے کی کوشش کرتے رہو کہ نومی اور وردان مستقل اس کے دماغ میں رہتے ہیں یا وقفے وقفے سے آتے جاتے رہتے ہیں۔ میں حالات کا جائزہ لینے کے بعد بتاؤں گا کہ تمہیں کیا کرنا ہے۔''

ادھر نومی نے وردان سے کہا ''ہمیں کنٹرول ٹاور کے اہم عہدے داروں کے اندر پہنچنا چاہیے۔ ان کے ذریعے ہم طیارے کے پائلٹ کی آواز سن سکیں گے۔ پھر اس پائلٹ کے دماغ میں پہنچ کر طیارے کے اندر پہنچ سکیں گے۔''

وردان نے کہا'' یہ تو اس بچے کے قریب پہنچنے کا بہت ہی آسان طریقہ ہے۔ میں ذہنی طور پر اس قدر الجھا ہوا ہوں کہ اس پہلو پر غور نہ کر سکا۔ تھینک یو نومی! تم ہر قدم پر بہت ہی ہیلپ فل ثابت ہو رہی ہو۔''

وہ دونوں کنٹرول ٹاور کے عہدے داروں کے ذریعے اس جہاز کے اندر پہنچنے کا راستہ بنانے لگے۔ میں جانتا تھا کہ وہ کوئی ایسا طریقۂ کار اختیار کر کے پورس اور عدنان تک پہنچنا چاہیں گے اور سفر کے دوران میں ہی ان کی نگرانی شروع کر دیں گے۔

میں نے پورس کو بتایا کہ دشمن ایسا کر سکتے ہیں۔ لیکن وہ جہاز میں عدنان پر حملہ نہیں کریں گے۔

مجھے ارناکوف کے خیالات نے بتایا تھا کہ وردان میرے پوتے کو اغوا کرنا چاہتا ہے اور یہ معلوم کرنا چاہتا ہے کہ اس ننھے سے بچے میں ایسی کون سی غیر معمولی صلاحیت ہے جو اس کے لیے وبالِ جان بن جائے گی؟

میں نے اعلیٰ بی بی اور کبریا سے کہا ''وہ ایر ہوسٹس وغیرہ کے ذریعے جہاز کے تمام مسافروں پر نظر ڈالیں اور دیکھیں کہ وہاں کتنے بچے عدنان کے ہم عمر ہیں؟''

انہوں نے جہاز کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک دیکھا۔ پھر مجھ سے کہا ''یوں تو جہاز میں کئی بچے ہیں لیکن عدنان کی عمر سے مطابقت رکھنے والے صرف دو ہی ہیں۔''

میں نے کہا ''ان دو بچوں کے والدین کے دماغوں پر قبضہ جمائے رکھو۔ اب سے پہلے تمہاری ماما نے ایسی ہی ایک چال چلی تھی۔ کئی بچوں کے درمیان عدنان کو پہنچا دیا تھا۔ اور دشمنوں کو دھوکا دے کر اپنے پوتے کو صاف بچا کر لے گئی تھی۔''

اعلیٰ بی بی نے کہا ''اس بار بھی آپ ایسی ہی چال چلنا چاہتے ہیں۔ عدنان کو ان بچوں کے والدین کے پاس پہنچا دیں گے۔''

میں نے کہا ''ہاں۔ اور ان کے کسی بچے کو پورس کے پاس پہنچا دوں گا۔ اگرچہ اس بچے کو عدنان کی جگہ خطرہ پیش آ سکتا ہے لیکن ہم اس کی پوری طرح حفاظت کریں گے۔''

یہ کوئی ضروری نہیں تھا کہ ہم ایسا ہی کرتے اور کسی کے بچے کو دشمنوں کے رحم و کرم پر چھوڑ دیتے۔ میرا ایسا کوئی ارادہ نہیں تھا لیکن میں احتیاطاً یہ راستہ بنا کر رکھنا چاہتا تھا۔

اس جہاز کو ایک گھنٹے بعد دہلی پہنچنا چاہیے تھا لیکن وہ مزید اور ایک گھنٹا لیٹ ہو گیا۔ انقرہ پہنچ کر اس جہاز میں کوئی ٹیکنیکل خرابی پیدا ہو گئی تھی جسے درست کرنے میں کچھ دیر لگی۔ بہرحال اب وہ جہاز دو گھنٹے بعد دہلی پہنچنے والا تھا۔

شیوانی تنویمی نیند سے بیدار ہو گئی۔ اس نے آنکھیں کھول کر دیکھا۔ پھر سوچا ''میں کہاں ہوں؟ میں جس ہوٹل میں رہتی ہوں یہ اس ہوٹل کا کمرا نہیں ہے۔''

وہ اٹھ کر بیٹھ گئی۔ اس سے کچھ فاصلے پر اعلیٰ بی بی ایک ایزی چیئر پر بیٹھی خیال خوانی میں مصروف تھی۔ طیارے کے اندر عدنان اور پورس کے پاس پہنچی ہوئی تھی۔

شیوانی نے اسے سوچتی ہوئی نظروں سے دیکھا۔ اسے یاد آیا ''یہ لڑکی اسے شانتا بائی اسپتال میں ملی تھی اور اسے اپنے ساتھ اس مکان میں لے آئی تھی۔ یہ کون ہے۔ اس طرح گم صم کیوں بیٹھی ہوئی ہے؟''

اس نے اپنی پیشانی کو سہلاتے ہوئے سوچا۔ ''پتا نہیں مجھے کیا ہو گیا تھا؟ میں چپ چاپ اس کے ساتھ چلی آئی تھی۔ یہ بھی نہیں پوچھا کہ یہ کون ہے اور مجھ سے ہمدردی کیوں کر رہی ہے؟ اس نے کہا تھا کہ میری پریشانیاں دور کر دے گی اور مجھے گہری نیند سلا دے گی۔ یہ تو میں دیکھ ہی رہی ہوں کہ میں گہری نیند میں تھی اب اچانک ہی میری آنکھ کھل گئی ہے۔''

اس نے اعلیٰ بی بی کو مخاطب کرنے سے پہلے کھنکار کر گلا صاف کیا۔ اعلیٰ بی بی چونک گئی۔ خیال خوانی کا سلسلہ ٹوٹ گیا۔ اس نے دماغی طور پر حاضر ہو کر اسے دیکھا۔ پھر اپنی جگہ سے اٹھتے ہوئے کہا ''اوہ۔۔۔ تمہاری نیند پوری ہو چکی ہے۔ یہ بتاؤ، اب کیسا محسوس کر رہی ہو؟''

وہ بولی۔ ''تم نے کہا تھا۔ مجھے گہری نیند سلا دو گی اور واقعی تم نے سلا دیا۔ آخر تم کون ہو؟''

وہ مسکرا کر بولی ''میں تمہارے بیٹے عدنان کی پھوپی، پورس کی بہن اور تمہاری نند اعلیٰ بی بی ہوں۔''

شیوانی نے حیرانی اور بے یقینی سے اسے دیکھا۔ وہ بولی۔ ''تمہیں یقین نہیں آ رہا ہے مگر ابھی آ جائے گا۔ میں نے تمہارے دماغ کو لاک کر دیا ہے۔ تمہیں وردان کے تنویمی عمل سے نجات مل چکی ہے۔ اب وہ کبھی تمہارے دماغ میں نہیں آئے گا۔''

وہ خوش ہو گئی۔ فوراً ہی بستر سے اتر کر اعلیٰ بی بی کا ہاتھ تھامتے ہوئے بولی ''کیا سچ کہہ رہی ہو؟ مجھے اس شیطان سے نجات مل چکی ہے؟''

اعلیٰ بی بی نے اپنا موبائل فون نکال کر نمبر پنچ کرتے ہوئے کہا۔ ''میں وردان سے رابطہ کر رہی ہوں۔ تم اس سے بات کرو اور چیلنج کرو کہ وہ تمہارے دماغ میں آئے۔ اور تم دیکھو گی کہ وہ تمہارے سامنے بے بس ہو گا۔ تم اسے گالیاں دیتی رہو گی تب بھی وہ تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکے گا۔''

وہ موبائل فون اس کی طرف بڑھاتے ہوئے بولی ''وہاں بیل جا رہی ہے۔ لو اس سے باتیں کرو۔''

اس نے موبائل فون لے کر کان سے لگایا۔ تھوڑی دیر بعد ہی وردان کی آواز سنائی دی۔ ''ہیلو اعلیٰ بی بی! میں اپنے فون پر تمہارا نمبر پڑھ رہا ہوں۔ کیا بات ہے مجھے کیوں یاد کیا جا رہا ہے؟''

شیوانی نے کہا ''میں اعلیٰ بی بی نہیں ہوں۔ اگر مجھے آواز سے پہچان سکتے ہو تو پہچان لو۔''

اس نے چونک کر کہا۔ ''تم؟ کیا تم شیوانی ہو؟ ہاں ...ب ولہجہ وہی آواز ہے۔''

اس نے دوسرے ہی لمحے میں خیال خوانی کی چھلانگ لگائی۔ پھر اس کے اندر پہنچنا چاہا تو شیوانی نے سانس روک لی۔ اس کی سوچ کی لہریں واپس چلی آئیں۔ وہ حیران رہ گیا۔ کبھی سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ وہ اچانک ہی اس سے نجات حاصل کر لے گی۔

''میں نے تو یہ کیسے ہو گیا؟'' وہ پریشان ہو کر سوچنے لگا۔ کوئی نہ اس کے دماغ میں پہنچ اسے بے یار و مددگار کر دیا تھا۔ کوئی نہ اس کے دماغ میں پہنچ سکتا تھا۔ اور نہ ہی وہ آئینے کے سامنے جا کر پورس کو کال کر سکتی تھی۔ پھر اس نے کہاں سے مدد حاصل کی ہے۔ کس طرح اپنے دماغ کو مقفل کرایا ہے؟''

پھر اسے یاد آیا کہ ابھی اس نے اپنے فون پر اعلیٰ بی بی کے نمبر پڑھے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ شیوانی اس وقت اعلیٰ بی بی کے ساتھ ہے اور اسی نے اسے وردان کے تنویمی عمل سے نجات دلائی ہے۔

شیوانی نے فون پر پوچھا۔ ''کیا ہوا کتے! کیا میرے دماغ میں نہیں آئے گا؟ کیا میری مجبوریوں سے فائدہ نہیں اٹھائے گا؟ پہلے میرے دماغ میں آ کر بھونکتا رہتا تھا۔ اب فون پر بولنا ہی بھول گیا ہے۔ منہ پر ایسے جوتے پڑ رہے ہیں کہ اپنی مادری زبان بھول گیا ہے۔''

اس نے فوراً ہی فون بند کر دیا۔ یہ جانتا تھا کہ وہ اب گالیاں دیتی رہے گی اور وہ اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکے گا۔ زیادہ سے زیادہ جواباً گالیاں دے سکے گا لیکن اس کے رہائی پانے سے اتنا زبردست شاک پہنچا تھا کہ وہ تھوڑی دیر کے لیے بولنا ہی بھول گیا تھا۔

دماغی طور پر صدمہ پہنچنے کی بات تھی۔ وہ تین غیر معمولی اور عجیب و غریب عورتوں کو حاصل کرنا چاہتا تھا۔ ان میں سے ایک جمیلہ اور نبیلہ جڑواں بہنیں تھیں۔ جو اچانک ہی کہیں گم ہو گئی تھیں۔ وہ سمجھ رہا تھا کہ میں نے اور میرے بیٹے پارس نے ان کے لیے حفاظتی ٹھوس انتظامات کیے ہیں۔ شمالی ہندوستان کی پولیس اور انٹیلی جنس والے ان جڑواں بہنوں کو تلاش کرنے میں ناکام ہو رہے تھے۔

دوسری عجیب و غریب عورت ارناکوف تھی۔ وہ اسے حاصل کرنا چاہتا تھا لیکن میں نے اسے بھی موت کے گھاٹ اتار دیا تھا۔

تیسری عجیب و غریب عورت شیوانی تھی۔ اسے یقین تھا کہ وہ اسے حاصل کر لے گا۔ اور وہ اس کی گرفت سے کبھی نکل نہیں پائے گی۔
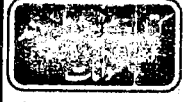
اس کا یقین اور اس کی خوش فہمی ختم ہو چکی تھی۔ جو کبھی سوچ بھی نہیں سکتا تھا وہ ہو گیا تھا۔ وہ بے یار و مددگار حسینہ اس کے ہاتھ سے مچھلی کی طرح پھسل کر پانی میں چلی گئی تھی اور اب وہ اسے بہتے پانی سے نکال نہیں سکتا تھا۔

ارناکوف کی موت کے بعد اب وہ ایک دوسرے آلۂ کار کے اندر پہنچ کر نومی سے باتیں کیا کرتا تھا۔ وہ اسے مخاطب کرتے ہوئے بولا۔ ''فرہاد سے ٹکرانے کے بعد پتا چل رہا ہے کہ وہ کس قدر چال باز ہے۔ وہ بڑی خاموشی سے اور بڑی رازداری سے ہمارے اندر سرنگ بناتا ہوا ہمیں نقصان پہنچا رہا ہے۔''

نومی نے کہا ''بے شک ارناکوف کی موت سے ہمیں بہت بڑا نقصان پہنچا ہے۔''

''اس نے پھر ایک نقصان پہنچایا ہے۔''

اس نے پریشان ہو کر پوچھا۔ ''کیا کہہ رہے ہو؟ کیا وہ اب کوئی اور نقصان پہنچا رہا ہے؟''

''ہاں۔ جیسا کہ میں بتا چکا ہوں۔ شیوانی میرے شکنجے میں تھی۔ کبھی نکل نہیں سکتی تھی لیکن فرہاد کی بیٹی اعلیٰ بی بی اسے میری گرفت سے نکال کر لے گئی ہے۔ یہ فرہاد اور اس کی بیٹی اور بیٹے ہمیں ایک طرف سے الجھاتے ہیں اور دوسری طرف سے فائدہ اٹھاتے رہتے ہیں۔''

نومی نے کہا ''تمہیں ارناکوف کے بارے میں یقین تھا کہ وہ تمہارے شکنجے میں رہے گی۔ لیکن فرہاد نے اسے مار ڈالا۔ شیوانی کے بارے میں بھی تمہیں مکمل یقین تھا کہ کوئی اسے تم سے چھین نہیں سکتا لیکن اس کی بیٹی اسے چھین کر لے گئی۔ اب عدنان کے بارے میں بھی ہمیں یقین ہے کہ ہم اسے ایئرپورٹ سے اغوا کرلیں گے۔ اور اپنا قیدی بنا کر رکھیں گے اس طرح فرہاد کی بہت بڑی کمزوری ہمارے ہاتھ میں رہے گی۔''

وردان نے کہا۔ ''اور میں سوچ رہا ہوں۔ اس بچے کو اپنا قیدی بناؤں گا تو شیوانی کی ممتا تڑپ اٹھے گی۔ وہ اپنے بیٹے کی خاطر جھکنے پر مجبور ہو جائے گی۔ میں پھر اسے حاصل کر سکوں گا۔''

وہ ایک گہری سانس لے کر بولا۔ ''لیکن فرہاد کی چالبازیوں نے اچھی طرح سمجھا دیا ہے کہ ہمیں خوش فہمیوں میں مبتلا نہیں ہونا چاہیے۔ وہ اپنے پوتے کی حفاظت کے لیے پتا نہیں کیسی کیسی تدابیر پر عمل کر رہا ہوگا؟''

''ہم اس ننھے فتنے کو اغوا کرنے کے لیے جن تدابیر پر عمل کر رہے ہیں۔ ہمیں پھر سے ان کا جائزہ لینا چاہیے۔ کہیں کوئی کمزوری رہ گئی ہوگی تو ابھی اسے دور کیا جا سکے گا۔''

''ٹھیک ہے۔ ہمیں باتوں میں وقت ضائع نہیں کرنا چاہیے۔ میں اپنے آلۂ کاروں کے دماغوں میں جا رہا ہوں۔ تم اپنے آلۂ کاروں کے پاس جا کر اپنے منصوبے کا جائزہ لیتی رہو۔''

نومی دماغی طور پر اپنی جگہ حاضر ہو گئی۔ گہری سنجیدگی سے میرے بارے میں سوچنے لگی۔ میں نے وردان کو ان جڑواں بہنوں سے محروم کر دیا تھا۔ اس کی معمولہ اور تابعدار ٹیلی پیتھی جاننے والی ارناکوف کو موت کے گھاٹ اتار دیا تھا۔

وہ شیوانی کے لیے صرف ہوس پرست ہی نہیں تھا۔ بلکہ اس کے ذریعے اس کے بیٹے کو بھی اپنے قابو میں لانا چاہتا تھا۔ لیکن اس سے پہلے ہی میری بیٹی نے شیوانی کو اس سے چھین لیا تھا۔ میری یہ کامیابیاں نومی کو سوچنے پر مجبور کر رہی تھیں کہ میں اپنے دشمنوں سے بہ ظاہر ہارتا جاتا ہوں پھر اچانک ہی میری جیت ہو جاتی ہے۔

وہ کچھ پریشان سی ہو گئی تھی۔ سوچ رہی تھی ''فرہاد سونیا کے سلسلے میں میرے سامنے مجبور ہو گیا ہے۔ کل رات بارہ بجے سے پہلے میری شرائط ماننے والا ہے۔ میرے آگے گھٹنے ٹیکنے والا ہے۔ کیا وہ سونیا کے معاملے میں بھی بازی ہارتے ہارتے اچانک جیت جائے گا؟''

وہ گہری سنجیدگی سے سوچ رہی تھی۔ ''اچانک خلاف توقع کچھ بھی ہو سکتا ہے۔ میں نہیں جانتی کہ وہ درپردہ کیا کر رہا ہے؟ نہ میں اس کے دماغ میں جا سکتی ہوں۔ نہ کسی کے ذریعے یہ معلوم کر سکتی ہوں کہ وہ سونیا کو میری قید سے رہائی دلانے کے سلسلے میں چپ چاپ کیا کر رہا ہے؟''

وہ اندیشوں میں مبتلا ہوئی تھی۔ اس کا دل، اس کا دماغ چیخ چیخ کر کہہ رہا تھا۔ ''اچانک کچھ بھی ہو سکتا ہے۔ وہ ایک دم سے چونکا دینے والا کوئی دھماکا کر سکتا ہے۔ اس کے بعد میں دیکھتی ہی رہ جاؤں گی کہ سونیا میرے ہاتھ سے کیسے نکلتی چلی جائے گی۔ مجھے اس کی طرف پوری توجہ دینی چاہیے۔ لیکن کیا کروں؟ عدنان بھی میرے لیے بہت ضروری ہے۔ وہ میرے ہاتھ لگے گا تو فرہاد کی دو بڑی کمزوریاں میرے پاس رہیں گی۔''

وہ خیال خوانی کے ذریعے ایک منٹ تک سونیا کے پاس رہی۔ پھر کاشف جمال کے پاس گئی۔ دونوں کے خیالات نے بتایا کہ وہاں کوئی خطرہ نہیں ہے۔ سونیا آرام سے ہے۔

نومی نے بہت سوچ سمجھ کر سونیا کو ایسی جگہ پہنچایا تھا جہاں میرے اور میرے کسی بھی ٹیلی پیتھی جاننے والا کا خدشہ نہیں تھا۔

پھر بھی وہ اندیشوں میں گھری ہوئی تھی۔ اس نے کاشف جمال سے کہا ''تمہیں بہت محتاط رہنا ہوگا۔ فرہاد بڑی رازداری سے ایسی چالیں چلتا ہے جو ہمیں نقصان اٹھانے کے بعد سمجھ میں آتی ہیں۔ میں سونیا کے پوتے عدنان کو حاصل کرنے کی کوششوں میں مصروف ہوں۔ تھوڑی دیر بعد پھر آؤں گی۔''

وردان دراصل عدنان کو حاصل کرنا چاہتا تھا۔ اس کے پُراسرار علم نے بتایا تھا کہ وہ ننھا سا بچہ اس کے لیے بہت خطرناک ہے۔ وہ طرح طرح کی مصیبتیں پیدا کرتا رہے گا۔ وہ عدنان کو اغوا کر کے اس کی اسٹڈی کرنا چاہتا تھا۔ معلوم کرنا چاہتا تھا کہ وہ کن پہلوؤں سے اسے نقصان پہنچا سکتا ہے اور کیسے پہنچا سکتا ہے؟ اگر پُراسرار علم کے مطابق وہ واقعی خطرناک ہوتا تو وردان اسے ختم کر دیتا۔

نومی بہ ظاہر وردان کی مدد کر رہی تھی۔ اس نے دہلی میں اپنے آلۂ کار بنائے تھے اور وردان کو یقین دلایا تھا کہ اس کے آلۂ کار بھی اس بچے کو اغوا کرنے کی پوری کوششیں کریں گے اور کامیاب ہونے کے بعد اس بچے کو اس کے حوالے کر دیں گے۔ لیکن نومی گھاٹے کا سودا کبھی نہیں کرتی تھی۔ وہ درپردہ یہ چاہتی تھی کہ عدنان کو اغوا کر کے سونیا کی طرح اسے بھی اپنا قیدی بنا لے۔ میری زیادہ سے زیادہ اہم کمزوریاں اس کے ہاتھوں میں آ جائیں اور وہ اسی لیے وردان کا بھرپور ساتھ دے رہی تھی۔

ادھر شیوانی اعلیٰ بی بی کے پاس بیٹھی ہوئی تھی اور یہ سن کر پھولے نہیں سما رہی تھی کہ اس کا بیٹا عدنان بابا صاحب کے ادارے سے باہر آ گیا ہے اور اب دو گھنٹے کے اندر اسی شہر میں اس کے پاس پہنچنے والا ہے۔

وہ خوشی کے مارے اعلیٰ بی بی سے لپٹ کر بولی ''میں تمہارا یہ احسان کبھی نہیں بھولوں گی۔ ایک تو تم نے مجھے اس شیطان سے نجات دلائی۔ پھر یہ کہ بچھڑے ہوئے شوہر پورس سے اور میرے بیٹے سے ابھی ملانے والی ہو۔ میں تو خوشی سے پاگل ہو رہی ہوں۔ ابھی ایئرپورٹ جانا چاہتی ہوں۔''

اعلیٰ بی بی نے اسے تھپک کر کہا ''جہاز ابھی کچھ لیٹ ہے تم شاور لو۔ فریش ہو جاؤ ایئرپورٹ جانے سے پہلے تمہیں بہت سی رکاوٹوں پر غور کرنا ہوگا۔ میں بھی سوچ رہی، ہوں سمجھ رہی ہوں کہ وہاں کیسی کیسی رکاوٹیں پیش آ سکتی ہیں؟''

وہ ذرا اداس ہو کر بولی ''کوئی بھی خوشی آسانی سے نہیں ملتی۔ میں اپنے بیٹے کو حاصل کرنے کے لیے اب تک کالا جادو جاننے والوں کے اشاروں پر چلتی رہی اور غلطیاں کرتی رہی۔ اب غلطیوں سے باز آ گئی ہوں۔ پورس کا حق تسلیم کر رہی ہوں، کہ بیٹا اسی کے نام سے رہے گا اور اسی کے مذہب کے مطابق زندگی گزارے گا۔ اب میں صحیح راستے پر چل رہی ہوں۔ پھر بھی بیٹے سے ملنے میں دشواریاں پیدا ہو رہی ہیں۔''

''تم فکر نہ کرو۔ میرا بھائی کبریا، میرے پاپا اور دوسرے ٹیلی پیتھی جاننے والے سبھی وہاں ایئرپورٹ پر عدنان کی حفاظت کریں گے اور اسے خیر خیریت سے تمہارے پاس پہنچائیں گے۔''

''اس کا مطلب ہے میں ایئرپورٹ پر اپنے بیٹے سے اور پورس سے نہیں مل پاؤں گی؟''

''کوئی ضروری نہیں ہے کہ تم وہاں ان سے ملاقات کرو۔ ہم چھپ کر انہیں دور ہی دور سے دیکھتے بھی رہیں گے اور دشمنوں کو بھی تاکنے کی کوششیں کرتے رہیں گے۔ میں اپنی خیال خوانی کے ذریعے کسی بھی دشمن کو ان کے قریب پہنچنے نہیں دوں گی۔ اب تم جاؤ شاور لو اور فریش ہو جاؤ۔''

وہ اس کے پاس سے اٹھ کر واش روم میں چلی گئی۔ پانچ برس کے ایک بچے کے دوست بھی تھے اور دشمن بھی ......دوستوں کے اور دشمنوں کے کتنے ہی محاذ قائم ہو گئے تھے۔ میں، کبریا، اعلیٰ بی بی اور ہمارے دوسرے ٹیلی پیتھی جاننے والے ایسے دماغوں میں جگہ بنا رہے تھے جہاں سے عدنان کی حفاظت آسانی سے کر سکتے تھے۔

دشمنوں کے محاذ پر وردان بھی یہی کر رہا تھا۔ اپنے آلۂ کاروں کے علاوہ ایئرپورٹ کے اہم عہدے داروں کے دماغوں میں گھس رہا تھا اور انہیں بھی اپنا آلۂ کار بنانے والا تھا۔

اسے یہ خوش فہمی تھی کہ نومی کرشل اس کے لیے کام کر رہی ہے۔ جبکہ وہ عدنان کو اپنے مقاصد کے لیے حاصل کرنا چاہتی تھی اور اس کی خاطر ایک الگ محاذ قائم کیے ہوئی تھی۔

عدنان کی خاطر ایک اور محاذ جو قائم ہو چکا تھا۔ اس کی خبر نہ مجھے تھی نہ دشمنوں کو تھی۔ اور وہ محاذ تاشا نے بڑی رازداری سے قائم کیا تھا۔ عدنان اور تاشا نے الگ کھچڑی پکا رکھی تھی کہ اسے نہ تو اپنوں کے ہاتھ لگنا ہے، نہ دشمنوں کے اور نہ ہی اپنی ماں کے روبرو جانا ہے۔ اسے جہاز سے اترتے ہی

اپنا ایک الگ راستہ اختیار کرنا تھا۔

اس مقصد کے لیے تاشا اپنے طور پر خیال خوانی میں مصروف تھی۔ وہ ابھی پندرہ برس کی تھی۔ ٹیلی پیتھی جاننے والے پہاڑوں کے مقابلے میں ابھی ایک بچی تھی۔ دیکھنا یہ تھا کہ وہ بچی عدنان کو ان پہاڑوں کے درمیان سے کیسے نکال کر لے جائے گی؟

☆☆☆

جہاز دو گھنٹے لیٹ تھا۔ اسے دن کے بارہ بجے پہنچنا چاہیے تھا اب وہ دو پہر دو بجے پہنچنے والا تھا۔ جب وہ دہلی پہنچے گا تو میں اپنی داستان کے اس حصے کی طرف واپس آؤں گا۔ فی الحال سونیا کا ذکر ہو جائے۔

میری یہ داستان پچھلے ستائیس برس اور آٹھ ماہ سے جاری ہے۔ یہ صرف خدا جانتا ہے کہ میری عمر کتنی ہے اور یہ داستان آئندہ کتنے برسوں تک اور جاری رہے گی؟

اسے دلچسپی سے پڑھنے والے قارئین نے ابتدا سے لے کر اب تک سونیا کو کبھی کمزور اور بے بس نہیں پایا۔ وہ میری زندگی میں کتنے ہی دشوار گزار مراحل سے گزرتی رہی اور اکثر ناممکن کو ممکن بناتی رہی۔ اگر میں یہ کہوں تو مبالغہ نہ ہوگا کہ میری داستان میں سونیا مجھ سے کئی بار سبقت لے جاتی رہی ہے اور مجھ سے زیادہ اپنے پڑھنے والوں کو متاثر کرتی رہی ہے۔

ایسا پہلی بار ہو رہا تھا کہ شکست کھانے کے بعد اسے جہاں پہنچا دیا گیا تھا وہاں وہ بڑی خاموشی سے زندگی گزار رہی تھی اور ایکشن میں نہیں آ رہی تھی۔ اس کے اندر جو تیز طرار اور مکار سونیا چھپی رہتی تھی وہ گہری نیند میں تھی۔ اسے ایک طویل تنویمی عمل سے نجات حاصل کرنے کا موقع نہیں مل رہا تھا۔

لومی نے اس پر ایک بار نہیں کئی بار تنویمی عمل کیا تھا۔ آخری بار بڑی سختی سے ایسا عمل کیا تھا کہ وہ مجھے، اپنے بچوں کو اور اپنی پچھلی زندگی کو بھول گئی تھی۔ ایک بنگلے میں آرام سے وقت گزار رہی تھی۔

وہاں اسے کسی طرح کی پریشانی نہیں تھی۔ بس ایک ہی بات پریشان کرتی تھی کہ اسے اپنی پچھلی زندگی یاد کیوں نہیں آتی ہے؟ اس نے کاشف جمال سے پوچھا تھا ”میرا نام کیا ہے؟ میں کون ہوں؟ اور کہاں سے آئی ہوں؟“

اس نے جواب دیا تھا ”ایک زبردست حادثے میں آپ کو دماغی صدمہ پہنچا ہے۔ اس لیے آپ کی یادداشت کمزور ہو گئی ہے۔“

”مگر میں کون ہوں مجھے بتاؤ؟“

”آپ کا نام لومی کرسٹل ہے۔ آپ کے ماں باپ جکارتہ میں رہتے ہیں۔ آپ نے البم میں ان کی تصویریں دیکھی ہیں۔ اپنا پاسپورٹ اور آئی ڈی کارڈ وغیرہ بھی دیکھا ہے۔ اس سے آپ سمجھ سکتی ہیں کہ آپ پہلے کون تھیں اور جو تھیں وہ اب بھی ہیں۔ جکارتہ میں آپ کی والدہ کا انتقال ہو چکا ہے۔ صرف والد رہ گئے ہیں۔ جب آپ کا علاج ہو جائے گا آپ کی یادداشت واپس آ جائے گی تو آپ اپنے والد کے پاس جا کر ان سے مل سکیں گی۔“

لومی کرسٹل اس کی ہم شکل تھی اس لیے البم میں جتنی بھی تصویریں تھیں۔ وہ سونیا کو اپنی ہی لگ رہی تھیں۔ اسے کسی حد تک یقین ہو گیا کہ وہ لومی کرسٹل ہی ہے۔ ایک ڈاکٹر دن میں ایک بار آ کر اس سے ملتا تھا۔ اس کا معائنہ کرتا تھا اور کچھ دوائیں دے کر چلا جاتا تھا۔ وہ ڈاکٹر بھی کاشف جمال کا معمول اور تابعدار تھا۔ اسی کی مرضی کے مطابق وہاں آ کر سونیا کو ایسا تاثر دیتا تھا کہ واقعی اس کا علاج کیا جا رہا ہو۔

وہ ڈاکٹر جب تیسرے دن اس کے پاس آیا تو اس نے پوچھا ”تم میرا کیسا علاج کر رہے ہو؟ میں تو ویسی کی ویسی ہی اندھیرے میں ہوں۔ کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ میرا ماضی کیا تھا؟ آخر میری بھولی ہوئی زندگی مجھے کب یاد آئے گی؟“

ڈاکٹر نے کہا ”آپ کے دماغ کو بہت گہرا صدمہ پہنچا تھا۔ آپ پچھلے ایک ہفتے سے بے ہوشی کی نیند سوتی رہیں۔ کبھی جاگتی تھیں، ہمیں خالی خالی نظروں سے دیکھتی تھیں۔ آپ کو کچھ کھلایا جانا تھا اس کے بعد پھر سو جاتی تھیں۔ میری دواؤں سے اس حد تک فائدہ ہوا ہے کہ آپ پچھلے تین دنوں سے نارمل حالت میں ہیں۔ زیادہ سوچتی نہیں ہیں۔ اپنے بارے میں زیادہ پریشان بھی نہیں ہوتی ہیں۔ رفتہ رفتہ سب ٹھیک ہو جائے گا۔“

وہ مطمئن نہیں ہو رہی تھی۔ اس نے کاشف جمال سے کہا ”میں اور دو دنوں تک انتظار کروں گی۔ اگر مجھے پچھلی زندگی یاد نہ آئی تو میں جکارتہ جا کر اپنے باپ سے ملوں گی۔ وہاں جانے سے مجھے پچھلی زندگی یاد آ سکتی ہے۔“

وہ ڈاکٹر کے جانے کے بعد بنگلے سے نکل کر باہر لان میں آئی اور وہاں ٹہلنے لگی۔ بنگلے کی چاروں طرف احاطے کی اونچی دیواریں تھیں۔ آگے پیچھے دو آہنی گیٹ تھے جہاں مسلح گارڈز موجود رہتے تھے۔ وہ ٹہلنے کے لیے لان میں آئی تو کاشف جمال بھی وہاں آ کر اس سے ذرا فاصلے پر کھڑا ہو گیا۔

وہ اس کے قریب آ کر ناگواری سے بولی۔ ”تم سائے کی طرح میرے پیچھے کیوں لگے رہتے ہو؟ بنگلے کے اندر جس کمرے میں رہتی ہوں۔ اس کمرے کے دروازے کے باہر پہریدار کی طرح کھڑے رہتے ہو۔ آخر بات کیا ہے؟“

”بات کچھ بھی نہیں ہے میڈم! آپ کی ذہنی حالت درست نہیں ہے۔ آپ اپنے آپ کو کسی طرح نقصان پہنچا سکتی ہیں۔ اس لیے میں نگرانی کرتا رہتا ہوں۔“

ایسے وقت ایک بہت ہی زہریلا سانپ ایک جھاڑی کے پیچھے سے گزر رہا تھا۔ سونیا نے کہا ”میں نہیں چاہتی کہ تم میری نگرانی کرو۔ یہاں سے چلے جاؤ۔“

یہ کہہ کر وہ ناگواری سے پلٹ کر اس جھاڑی کے قریب سے گزرنے لگی۔ ایسے ہی وقت اس کے حلق سے ایک دلخراش چیخ نکلی۔ سانپ نے اسے ڈس لیا تھا۔ وہ چکرا کر گر پڑی۔ کاشف جمال اور دوسرے باڈی گارڈز دوڑتے ہوئے اس کے قریب آئے۔ ایک مسلح گارڈ نے سانپ کو جاتے ہوئے دیکھا تو فوراً گن سیدھی کر کے اسے گولی مار دی۔ ادھر کاشف جمال سونیا کو دونوں بازوؤں میں اٹھا کر گاڑی کی طرف دوڑتے ہوئے بولا۔ ”انہیں فوراً اسپتال پہنچانا ہے۔ میرے ساتھ چلو۔ گاڑی ڈرائیو کرو۔“

اس نے سونیا کو گاڑی کی پچھلی سیٹ پر لے جا کر لٹا دیا۔ ایک سیکورٹی گارڈ نے اسٹیئرنگ سیٹ سنبھالی گاڑی کو اسٹارٹ کیا۔ پھر وہ تیزی سے ڈرائیو کرتے ہوئے قریبی اسپتال کی طرف جانے لگے۔ کاشف جمال نے خیال خوانی کے ذریعے لومی کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ ”غضب ہو گیا۔ سونیا کو ایک زہریلے سانپ نے ڈس لیا ہے۔ وہ بے ہوش ہو گئی ہے۔ میں اسے اسپتال لے جا رہا ہوں۔“

لومی کے لیے یہ اطلاع پریشان کن تھی۔ اس نے فوراً ہی خیال خوانی کی چھلانگ لگائی۔ سونیا کے دماغ میں پہنچ کر خیالات پڑھنے چاہے تو پتا چلا بے ہوشی کے باعث اس کا دماغ اس قدر کمزور ہو گیا ہے کہ اس کے اندر سے نہ سوچ کی لہریں ابھر رہی ہیں اور نہ ہی اس کی سوچ کی لہریں اس کے دماغ کو متاثر کر رہی ہیں۔

لومی کو یوں لگا، جیسے یہ بھی فرہاد کی کوئی چال ہے۔ اور وہ سونیا کو اس سے چھین لینے کے لیے اسے کسی طرح زخمی کر کے اس کے دماغ کو تنویمی عمل سے آزاد کرانا چاہتا ہے۔ اس نے کاشف جمال سے پوچھا ”تمہیں پورا یقین ہے کہ اسے سانپ نے ڈسا ہے؟ کیا تم نے سانپ کو دیکھا تھا؟“

”میں نے نہیں دیکھا تھا لیکن سیکورٹی گارڈ نے اسے دیکھتے ہی گولی مار دی تھی۔“

”میں پوچھتی ہوں تم میں سے کسی نے سانپ کو ڈستے ہوئے دیکھا تھا یا نہیں؟“

”ہم میں سے کسی نے ایسا ہوتے نہیں دیکھا۔“

”تم فرہاد کی چالبازیوں کو نہیں سمجھو گے۔ اس نے کسی طرح سونیا کو بے ہوش کیا ہے۔ اسے میرے تنویمی عمل سے نجات دلانا چاہتا ہے۔ میں تمہارے اندر موجود رہوں گی، یہ دیکھتی رہوں گی کہ ڈاکٹر اس کا معائنہ کرنے کے بعد کیا کہے گا؟“

وہ سونیا کو لے کر اسپتال پہنچا تو لومی اس کے ذریعے ڈاکٹر کے دماغ میں پہنچ گئی۔ وہ اس کا معائنہ کرتے ہوئے بولا۔ ”اسے بہت ہی زہریلے سانپ نے ڈس لیا ہے۔ زہر پورے جسم میں پھیل چکا ہے۔ اس کا بچنا محال ہے۔ پھر بھی ہم کوشش کرتے ہیں۔“

ڈاکٹر اور اس کے دوسرے ماتحت کوششیں کرنے لگے۔ لومی نے پریشان ہو کر کاشف جمال سے کہا۔ ”یہ کیا ہو گیا؟ اگر یہ مر جائے گی تو میرا سارا پلان چوپٹ ہو جائے گا۔“

کاشف جمال نے کہا ”تم ایک بار سونیا بن کر فرہاد سے مل چکی ہو۔ کیا آئندہ اسے دھوکا نہیں دے سکو گی کہ تم سونیا ہو اور لومی کی قید سے کسی طرح فرار ہو کر اس کے پاس چلی آئی ہو؟“

وہ ایک گہری سانس لے کر بولی ”نہیں۔ میں اسے بار بار دھوکا نہیں دے سکوں گی۔ اس کے ساتھ تنہائی میں وقت گزارنے کی بس یہی ایک صورت رہ گئی تھی کہ یہ میری قید میں رہتی اور وہ اس کی سلامتی کی خاطر مجھ سے ملنے پر مجبور ہوتا رہتا۔ پتا نہیں اب کیا ہوگا یہ زندہ بچے گی یا نہیں؟“

کاشف جمال نے کہا ”سونیا کو زندہ رہنا چاہیے ورنہ یہ تمہاری قید میں مرے گی تو فرہاد بہت ہی غضبناک ہو جائے گا۔ ہم دونوں سمندر کی تہ میں یا پاتال میں چھپنا چاہیں گے تو وہاں سے بھی وہ ہمیں ڈھونڈ نکالے گا۔ پھر ایسی اذیت ناک سزائیں دے کر مارے گا جن کا ہم ابھی تصور نہیں کر سکتے لیکن سمجھ سکتے ہیں کہ وہ کس طرح ہمارے چیتھڑے اڑائے گا؟“

وہ سہم کر تصور میں دیکھنے لگی کہ میں کس طرح اس پر تشدد کر رہا ہوں۔ اور کس طرح اسے قسطوں میں کبھی موت دے رہا ہوں اور کبھی زندہ چھوڑ رہا ہوں۔ وہ ایسی اذیتوں سے گزر رہی ہے کہ موت کی بھیک مانگ رہی ہے لیکن اسے

موت نہیں مل رہی ہے۔

اس نے پہلے ہی دن سے یہ طے کرلیا تھا کہ سونیا کو اغوا کرنے کے بعد بھی اسے جانی نقصان نہیں پہنچائے گی۔ اس کی حفاظت کرتی رہے گی۔ اسے زندہ سلامت رکھے گی تو فرہاد دوست بن کر رہے گا۔ ورنہ اس کی بدترین دشمنی اسے بہت مہنگی پڑے گی۔ اور اب اسے کچھ ایسا ہی نظر آرہا تھا۔

اس نے خیال خوانی کی پرواز کی' ڈاکٹر کے دماغ میں پہنچ کر دیکھا تو وہ اور اس کے ماتحت بہت پریشان تھے۔ سونیا کے جسم سے بڑی حد تک زہر نکال چکے تھے۔ پھر بھی وہ خطرے سے باہر نہیں تھی۔

دنیا کے مشہور و معروف زہر کا توڑ کرنے والے ڈاکٹروں کو بلانے کا وقت نہیں تھا۔ ورنہ وہ خیال خوانی کے ذریعے ایسے ڈاکٹروں کو ٹریپ کرکے وہاں پہنچا دیتی۔ فی الوقت جو ڈاکٹر اس کا علاج کررہا تھا۔ وہ بھی زہر کا توڑ کرنے میں ماہر تھا۔ اچھا خاصا تجربے کار تھا۔ مگر بہت پریشان ہورہا تھا۔ اس کے باوجود اپنے تمام تجربہ اور زود اثر انجیکشن آزما رہا تھا۔

تقریباً ایک گھنٹے تک ڈاکٹر سے زیادہ نومی کرسٹل ذہنی کرب میں مبتلا رہی۔ پھر ڈاکٹر کے خیالات نے بتایا کہ سونیا خطرے سے باہر ہوچکی ہے۔ اس نے اطمینان کی ایک گہری سانس لی۔ سینے سے پیشانی تک صلیب کا نشان بناتے ہوئے خدا کا شکر ادا کیا۔

کاشف جمال نے کہا" شکر ہے۔ اب ہم فرہاد کے سامنے سونیا کی زندگی کا ثبوت پیش کرسکتے ہیں۔ وہ اب بھی ہمارا دشمن تو رہے گا لیکن ہمارے خلاف بدترین کارروائی نہیں کرے گا۔"

ڈاکٹر نے کہا" اسے انتہائی نگہداشت والے کمرے میں رکھا جائے گا۔ یہاں چار ڈاکٹرز ہیں۔ ہم سب اگلے چوبیس گھنٹوں تک باری باری اس کو اٹینڈ کرتے رہیں گے۔"

نومی کے لیے یہ ایک نئی پریشانی تھی کہ سونیا کو اسپتال میں رکھا جائے گا۔ وہ نہیں چاہتی تھی کہ اسپتال میں کوئی اسے پہچانے۔ یہ پتا نہیں تھا کہ زہر کے اثر سے اس کا دماغ کب تک کمزور رہے گا؟ یہ اندیشہ تھا کہ میں اور میرے ٹیلی پیتھی جاننے والے کسی وقت بھی اس کے دماغ میں پہنچ سکتے ہیں۔

نومی نے اپنے دستِ راست کاشف جمال سے کہا" بڑی مشکل ہے۔ ہم سونیا کو اپنے خفیہ اڈے میں نہیں پہنچا سکتے۔ اسے کم از کم چوبیس گھنٹوں تک اس اسپتال میں رکھنا ہی ہوگا۔"

کاشف جمال نے کہا" یہ ہوش میں آئے گی تو اس کا دماغ کمزور رہے گا۔ فرہاد اس کے ذریعے اسپتال کے کسی بھی فرد کے اندر پہنچ کر معلوم کرسکتا ہے کہ یہ کون سا شہر ہے اور کون سا اسپتال ہے؟"

نومی نے کہا۔" سونیا نہیں جانتی کہ اسے کس شہر میں اور کس خفیہ بنگلے میں رکھا گیا تھا؟ اگر یہ اس بنگلے میں رہے گی تو فرہاد بھی اس کے خیالات پڑھ کر اس کا سراغ نہیں لگا سکے گا۔ مشکل یہ ہے کہ ہم چوبیس گھنٹے سے پہلے اسے اپنے اس بنگلے میں نہیں لے جاسکیں گے۔"

"ڈاکٹر نے کہا ہے' یہ کئی گھنٹوں تک بے ہوش رہے گی۔ ہم اتنا کرسکتے ہیں کہ یہ جب بھی ہوش میں آئے تو ہم اسے دماغی طور پر غافل بنادیں۔"

نومی نے کہا" جب فرہاد کو معلوم ہوگا کہ یہ بے ہوش پڑی ہے تو وہ سمجھ لے گا کہ ہوش میں آنے کے بعد دماغی طور پر کمزور رہے گی۔ تو اس کی سوچ کی لہروں کو محسوس نہیں کرسکے گی۔ سانس نہیں روک سکے گی۔ پھر تو کتنے ہی ٹیلی پیتھی جاننے والے اس کے دماغ میں پہرا دینے کے لیے پہنچ جائیں گے۔ ہمیں موقع نہیں دیں گے کہ ہم اسے دماغی طور پر غافل بناسکیں۔"

پھر وہ ایک سرد آہ بھر کر بولی" یہ ماننا پڑتا ہے کہ فرہاد قسمت کا دھنی ہے۔ میں اسے اپنی حکمتِ عملی سے کبھی سونیا تک پہنچنے نہ دیتی لیکن قسمت مہربان ہورہی ہے اور اسے سونیا کے پاس پہنچانے والی ہے۔"

کاشف جمال نے کہا" اب تو عدنان بہت ہی ضروری ہوگیا ہے۔ اگر سونیا فرہاد کے ہاتھ لگ جائے گی تو ادھر تم اس کے پوتے کو اپنا قیدی بنا کر پھر ایک بار اسے اپنے سامنے بے بس اور مجبور بنا سکو گی۔"

بے شک اب نومی کے لیے سونیا سے زیادہ عدنان اہمیت اختیار کررہا تھا۔ اس نے کہا" تم اسپتال میں رہو جیسے ہی وہ ہوش میں آئے مجھے فوراً اطلاع دو پھر ہم دونوں بڑے استحکام سے اس کے دماغ پر قبضہ جمائیں گے۔ فرہاد اور اس کے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو یہ جاننے نہیں دیں گے کہ وہ کس شہر کے کس اسپتال میں ہے؟ وہ جیسے ہی ہوش میں آئے گی۔ ہم اسے پھر بے ہوش کردیں گے۔"

نومی کرسٹل اسے اچھی طرح ہدایات دے کر چلی گئی۔ اب وہ زیادہ سے زیادہ عدنان کی طرف توجہ دینا چاہتی تھی۔

☆☆☆

وہ ننھا فتنہ ایک گھنٹے بعد دہلی پہنچنے والا تھا۔ میں اس ایک گھنٹے میں جمیلہ اور نبیلہ کا ذکر کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ یہ دونوں پھر میری داستان کا اہم حصہ بننے والی ہیں۔

وہ اپنے والد عبدالرحمٰن کے ساتھ ایک دور افتادہ پہاڑی علاقے میں تھیں۔ پارس اپنے وعدے کے مطابق مقررہ وقت سے بہت پہلے ہی وہاں پہنچ گیا۔ عبدالرحمٰن نے اسے گلے لگا کر کہا" بیٹے! ہم تمہارا جتنا بھی احسان مانیں اتنا ہی کم ہے۔ تم نے ہمیں اس شیطان سے نجات دلائی ہے ورنہ ہم تو مایوس ہوگئے تھے۔ ہمارے سامنے تو بچاؤ کا کوئی راستہ ہی نہیں رہا تھا۔"

وہ بولا" انکل! اللہ تعالیٰ آپ سب پر مہربان ہے۔ میں تو ایک ناچیز بندہ ہوں۔ اس معبود نے مجھے آپ لوگوں کی مدد کا ایک وسیلہ بنایا اور میں بن گیا۔ اس سے زیادہ میں کچھ نہیں ہوں۔ آپ میرا احسان نہ مانیں۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے رہیں۔"

جمیلہ اور نبیلہ اسے دیکھ کر خوشی سے پھولی نہیں سمارہی تھیں۔ جمیلہ نے کہا" آپ نے تو کل آنے کا وعدہ کیا تھا۔ آج اچانک کیسے پہنچ گئے؟"

پارس نے کہا" اگر میرے جلدی آنے پر اعتراض ہے تو واپس جارہا ہوں۔ کل آجاؤں گا۔"

اس بات پر سب ہنسنے لگے۔ نبیلہ نے اسے بڑی محبت سے دیکھتے ہوئے کہا" آپ کے یہاں آتے ہی ویرانے میں قہقہے گونجنے لگے ہیں۔"

عبدالرحمٰن نے کہا" تم نے پہاڑی علاقے میں سفر کیا ہے تھک گئے ہوگے۔ نہا دھو کر لباس تبدیل کرو۔ میں کھانا تیار کرتا ہوں۔"

پارس نے چونک کر کہا" میں فون پر یہ پوچھنا ہی بھول گیا کہ یہاں کھانے پکانے کا کیا انتظام ہے؟ یہ دونوں تو مجبور ہیں چلنے پھرنے کے قابل نہیں ہیں۔ کیا آپ کھانا پکاتے ہیں؟"

"ہاں بیٹے! میں نے یہاں کسی کو ملازم رکھنا مناسب نہیں سمجھا۔ یہ بات دور تک پھیل سکتی تھی کہ دو بہنیں بیمار ہیں۔ بستر پر پڑی رہتی ہیں، ہم شکل بھی ہیں۔ یہ باتیں دردان تک پہنچ سکتی ہیں۔ ہم اس شیطان سے بہت سہمے ہوئے ہیں۔ یہ نہیں چاہتے کہ وہ دوبارہ ہم پر مسلط ہوجائے۔"

"آپ اس کی فکر نہ کریں۔ ہمارے ٹیلی پیتھی جاننے والے آپ لوگوں کے دماغوں میں آتے جاتے ہیں۔ اگر کوئی یہاں آئے گا اور آپ کے خلاف کوئی انکوائری کرے گا تو ہمارے خیال خوانی کرنے والے ان سے نمٹ لیں گے۔"

عبدالرحمٰن نے کہا" اب تو تم آگئے ہو جو مناسب سمجھو وہ کرو۔ ویسے میں کسی ملازم کی ضرورت نہیں سمجھتا۔ ہم یہاں کے لوگوں سے دور ہی رہیں تو بہتر ہوگا۔"

پارس نے تائید میں سر ہلایا۔ پھر اپنی اٹیچی اٹھا کر دوسرے کمرے میں جاتے ہوئے بولا" میں ابھی فریش ہوکر آتا ہوں۔"

وہ دوسرے کمرے میں چلا گیا۔ عبدالرحمٰن کھانا تیار کرنے کے لیے کچن میں گیا۔ دونوں بہنیں ایک دوسرے کو دیکھ کر مسکرانے لگیں۔ شرمانے لگیں۔ ایک طویل جدائی کے بعد ان کا دولہا آگیا تھا۔

دو بہنوں کا ایک دولہا کیسے ہوسکتا ہے؟ یہی مسئلہ ان کی زندگی میں بڑی الجھنیں پیدا کرنے والا تھا۔ جمیلہ نے سوچا۔" پتا نہیں باتھ روم میں صابن اور تولیا وغیرہ ہے یا نہیں۔ مجھے جا کر دیکھنا چاہیے۔"

انہی لمحات میں یہ سوچ نبیلہ کے اندر بھی ابھری۔ جمیلہ بیڈ سے اترنے لگی تو نبیلہ بھی اترنے لگی۔ وہ دونوں اچھی طرح چلنے پھرنے کے قابل نہیں تھیں لیکن کبھی کبھی اس مکان کے اندر چلنے پھرنے لگتی تھیں۔ کبھی باہر برآمدے میں جا کر بیٹھ جاتی تھیں۔ انہوں نے دوسرے کمرے میں آکر دیکھا تو پارس وہاں نہیں تھا۔ باتھ روم کا دروازہ بند تھا۔ وہ دونوں دروازے کے پاس آکر کان لگا کر سننے لگیں۔ اندر سے شاور کی آواز کے ساتھ پارس کے گنگنانے کی آواز بھی آرہی تھی۔

ان دونوں نے بے اختیار اپنے اپنے دھڑکتے ہوئے دل پر ہاتھ رکھ لیا۔ اس کی گنگناہٹ ان کے دلوں میں اتر رہی تھی۔ ان کے کانوں میں خوش نما پرندے چہچہا رہے تھے۔ آبشار گنگنا رہے تھے اور نگاہوں کے سامنے رنگا رنگ پھول کھلتے جارہے تھے۔

عبدالرحمٰن وہاں سے گزرتے وقت کمرے کے دروازے کے پاس ٹھٹک گیا۔ انہیں دیکھ کر ڈانٹنے کے انداز میں بولا" یہ کیا بے حیائی ہے؟ وہ اندر غسل کررہا ہے اور تم دونوں دروازے سے لگی کھڑی ہو۔"

دونوں اچانک ہی باپ کو وہاں دیکھ کر جھینپ گئیں۔ جمیلہ نے جلدی سے کہا" وہ۔ ابو! ہم یہاں اس لیے آئے ہیں کہ شاید انہیں کسی چیز کی ضرورت ہو۔"

وہ پھر ڈانٹ کر بولا" کیسی بے شرمی کی باتیں کررہی ہو۔ کیا اسے کسی چیز کی ضرورت ہوگی تو واش روم میں جا کر دو گی؟ چلو! اپنے کمرے میں جاؤ۔"

بیڈ پر پارس کی اٹیچی کھلی پڑی تھی۔ نبیلہ اس اٹیچی کی طرف آتے ہوئے بولی۔ ''میں یہاں رہوں گی۔ ان کے کپڑے پریس کروں گی۔''

جمیلہ نے بھی اٹیچی کے پاس آ کر کہا ''میں بھی کپڑے پریس کروں گی۔''

نبیلہ نے کہا ''ٹھیک ہے آدھے کپڑے میں پریس کروں گی۔ آدھے تم کرو گی۔''

باپ بڑی فکرمندی سے انہیں دیکھ رہا تھا۔ اسے یوں لگ رہا تھا جیسے وہ پارس کو آدھا آدھا کر رہی ہوں۔

ایک نے باپ کو دیکھتے ہوئے کہا ''ابو! وہ لمبے سفر سے آئے ہیں۔ بھوکے ہوں گے۔ آپ ذرا جلدی سے کھانا تیار کر دیں۔''

دوسری نے کہا ''اب تو ہم کچن میں بھی جا سکتی ہیں۔ ان کے لیے کھانا تیار کر سکتی ہیں۔''

''ابو! آپ ایسا کریں بس آج کھانا تیار کر دیں۔ کل سے ہم پکایا کریں گی۔''

وہ انہیں دیکھ رہا تھا۔ ان کی باتیں سن رہا تھا۔ وہ بچپن سے ایک جیسے احساسات اور جذبات رکھتی تھیں۔ یہی بات اسے پریشان کر رہی تھی کہ ان کے ایک جیسے احساسات اور جذبات اب مسائل پیدا کر رہے ہیں۔

وہ سر جھکا کر کچن کی طرف چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد پارس نے باتھ روم سے باہر آ کر دیکھا۔ دونوں بہنیں اٹیچی سے اس کے کپڑے نکال کر آپس میں تقسیم کر رہی تھیں۔ کہہ رہی تھیں۔ ''یہ شرٹ تم پریس کر دو یہ ٹراؤزر میں پریس کروں گی۔''

دوسری کہہ رہی تھی۔ ''یہ سوٹ مجھے دو اور وہ سوٹ تم لے لو۔''

وہ دونوں رومال، بنیان اور انڈر ویئر کا بھی بٹوارا کر رہی تھیں۔ پارس نے پوچھا۔ ''یہ کیا ہو رہا ہے؟''

وہ دونوں ایک دم سے چونک گئیں۔ پلٹ کر دیکھا وہ واش روم کے دروازے پر کھڑا ہوا تھا۔ وہ ایک دوسرے کو دیکھ کر شرمانے لگیں۔ ایک نے کہا ''اٹیچی میں رکھے ہوئے کپڑے شکن آلود ہو گئے ہیں۔ ہم انہیں پریس کرنا چاہتی ہیں۔''

وہ بولا ''تم دونوں کو بیڈ پر رہنا چاہیے۔ آرام کرنا چاہیے۔ زیادہ چلتی پھرتی رہو گی تو زخم اچھے نہیں ہوں گے۔''

جمیلہ نے کہا ''ہمیں کوئی تکلیف نہیں ہے۔ کوئی پریشانی نہیں ہے۔''

نبیلہ نے کہا ''ہمیں کام کرنا اچھا لگتا ہے اور پھر آپ کا کام کرتے ہوئے تو ایسا لگتا ہے جیسے ہم آپ ہی کا کام کرنے کے لیے پیدا ہوئی ہیں۔''

''صرف میرا کام کرنے کے لیے ہی نہیں میرا حکم ماننے کے لیے بھی پیدا ہوئی ہو۔ لہٰذا ابھی اپنے بیڈ پر جاؤ اور آرام سے لیٹ جاؤ۔''

انہوں نے مایوس ہو کر ایک دوسرے کو دیکھا پھر جمیلہ نے کہا ''جب سے آپ کے آنے کی اطلاع ملی ہے تب سے میں خوابوں اور خیالوں میں نہ جانے کیا کیا سوچتی رہی ہوں؟ میری ہر سوچ کے پیچھے یہی جذبہ رہا کہ میں آپ کی خدمت کرتی رہوں۔''

نبیلہ نے کہا ''جو سوچ جمیلہ کی ہے وہی میری ہے یہ تو آپ اچھی طرح جانتے ہیں۔ ہمارے جذبات ایک دوسرے سے مختلف نہیں ہیں۔''

اس نے کہا ''تم دونوں کو میری خدمت کرتے رہنے کا بہت موقع ملے گا۔ فی الحال تمہارے زخموں کو جلد سے جلد بھرنا ہے اور تمہیں پوری طرح صحت یاب ہونا ہے۔ لہٰذا جو کہہ رہا ہوں وہ کرو۔ فوراً یہاں سے جاؤ اور بیڈ پر آرام سے لیٹ جاؤ۔''

ان دونوں نے بڑی چاہت سے پارس کو دیکھا۔ پھر سر جھکا کر اپنے کمرے کی طرف چلی گئیں۔ ان کے دن رات ایک ہی بستر پر گزر رہے تھے۔ وہ وہیں سوچتیں، جاگتیں، اٹھتیں، بیٹھتیں تھیں اور کھانا بھی وہیں کھاتی تھیں۔

جب کھانے کا وقت آیا تو پارس نے کہا ''تم دونوں کو کھانے کی میز پر آ کر نہیں کھانا چاہیے۔''

نبیلہ نے کہا ''ہم آپ کے ساتھ کھانا چاہتی ہیں۔''

جمیلہ نے کہا ''پلیز۔ ہماری یہ خوشی تو پوری ہونے دیں۔''

اس نے کہا ''ٹھیک ہے ہم سب تمہارے بیڈ پر کھائیں گے۔''

ان کے بیڈ پر بڑا سا دسترخوان بچھایا گیا۔ وہ سب وہاں بیٹھ کر کھانا کھانے لگے تو جمیلہ نے پارس سے کہا ''پہلا لقمہ میں آپ کو کھلاؤں گی۔''

نبیلہ نے کہا ''میں بھی آپ کو پہلا لقمہ کھلاؤں گی۔''

پارس نے تعجب سے دیدے پھیلاتے ہوئے کہا۔ ''تم دونوں پہلا لقمہ کیسے کھلاؤ گی؟ میرے ایک منہ میں بہ یک وقت دو لقمے کیسے سمائیں گے؟''

باپ نے ناگواری سے کہا ''پارس میاں قابلِ احترام

ہیں۔ اور تم دونوں نے انہیں مذاق بنا رکھا ہے۔''

جمیلہ نے کہا ''آپ جانتے ہیں ابو! ہم انہیں کتنا چاہتی ہیں؟''

وہ سخت لہجے میں بولا ''ہم کا لفظ استعمال نہ کرو۔''

جمیلہ نے کہا ''ٹھیک ہے۔ ہم نہیں کہا جائے گا۔ میں انہیں چاہتی ہوں۔''

نبیلہ نے کہا ''میں بھی انہیں چاہتی ہوں۔''

دونوں نے روٹی کے دو چھوٹے چھوٹے لقمے بنائے پھر پارس سے کہا ''آپ ایک بڑا لقمہ کھاتے ہیں لیکن دو چھوٹے لقمے ایک ساتھ منہ میں ڈال کر چبا سکتے ہیں۔''

یہ کہہ کر انہوں نے ایک ساتھ اپنا اپنا ہاتھ اس کے طرف بڑھایا۔ اس نے منہ کھولا دونوں نے بہ یک وقت پہلا لقمہ اس کے منہ میں پہنچا دیا۔ یوں ان کی پیار بھری خواہش پوری ہوگئی۔

یہ خواہش بڑی دور تک سوچنے پر مجبور کر رہی تھی کہ جب وہ اپنا پہلا لقمہ اسے ایک ساتھ کھلا رہی ہیں تو کیا اپنے اپنے وجود کا پہلا نذرانہ بھی ایک ساتھ پیش کرنا چاہیں گی؟ کیا ان کی ایسی پیشکش ممکن ہوگی؟

یہ ایسی ناممکن سی بات تھی جو کبھی ممکن نہیں ہو سکتی تھی۔ اور پارس بڑی آزمائشوں میں مبتلا ہونے والا تھا۔ عبدالرحمان نے کھانے کے دوران میں کہا۔ ''میں اس وقت جوان بیٹیوں کے ساتھ گھر سے بے گھر ہوں۔ تمام رشتے دار چھوٹ گئے ہیں۔''

پھر وہ پارس کو دیکھتے ہوئے بولا ''تمہارے سوا ہمارا کوئی مددگار نہیں ہے۔ ایسی خانہ بدوشی کی حالت میں میری دو بڑی ذمے داریاں ہیں۔ ایک تو یہ کہ ان کا علاج توجہ سے کراتا رہوں۔ ان کی دیکھ بھال کرتا رہوں اور جب ان کے زخم بھر جائیں۔ یہ اچھی طرح چلنے پھرنے کے قابل ہو جائیں تو ان کی شادیاں کر دی جائیں۔''

دونوں نے شرما کر پارس کو دیکھا۔ اس نے کہا ''بے شک یہ فرض جلد سے جلد ادا ہونا چاہیے۔ اس طرح دردان کو جب معلوم ہوگا کہ ان کی شادیاں ہو چکی ہیں تو پھر وہ ان کا خیال اپنے ذہن سے نکال دے گا۔ اور اگر اس کے بعد بھی انتقامی کارروائی کرنا چاہے گا تو ہم اس سے نمٹتے رہیں گے۔ ہماری کوشش ہے کہ اس شیطان کو جلد سے جلد جہنم میں پہنچا دیا جائے۔''

''بے شک۔ تم میری ایک بیٹی کے محافظ اور مجازی خدا بن کر رہ سکو گے۔ لیکن مجھے تمہارے جیسا ایک اور دلیر داماد چاہیے جو میری دوسری بیٹی کو بھی تحفظ دے سکے۔''

دونوں نے شکایت بھری نظروں سے باپ کو دیکھا پھر ایک نے پوچھا ''آپ اپنی کس دوسری بیٹی کے لیے دوسرے داماد کی بات کر رہے ہیں؟''

باپ نے کہا ''تم میں سے کسی ایک کا نکاح پارس سے پڑھایا جائے گا۔ یہ فیصلہ پارس پر ہے اور تم دونوں پر ہے کہ کس سے نکاح پڑھایا جائے؟ اس کے بعد تم میں سے جو دوسری ہوگی اس کا نکاح کسی دوسرے سے ہوگا۔''

ان دونوں نے ایک دوسرے کو بڑے دکھ سے دیکھا پھر جمیلہ نے سر گھما کر کہا ''وہ دوسرا کوئی نہیں ہوگا۔ آپریشن سے پہلے ہم دونوں کا نکاح پارس صاحب سے پڑھایا جانے والا تھا۔ اب بھی یہی ہو سکتا ہے۔''

باپ نے سخت لہجے میں کہا۔ ''فضول باتیں نہ کرو۔ پہلے کی بات اور تھی اب کی بات اور ہے۔ تم دونوں جسمانی طور پر الگ ہو چکی ہو۔ دو سگی بہنوں کا نکاح کسی ایک شخص سے نہیں ہو سکتا۔''

نبیلہ نے کہا ''اس سلسلے میں اچھی خاصی بحث ہو چکی ہے کہ ہم دونوں کے احساسات اور جذبات ایک جیسے ہیں۔ اس لیے ہم ایک دوسرے سے علیحدہ نہیں ہیں اور نہ ہی کبھی ایک دوسرے سے الگ رہ کر دو الگ الگ چھتوں کے نیچے دو الگ الگ شوہروں کے سائے میں زندگی نہیں گزار سکیں گی۔''

جمیلہ نے کہا ''ہم دونوں نے پارس صاحب کو اپنا مجازی خدا مان لیا ہے۔ صرف نکاح پڑھانے کی دیر ہے۔''

عبدالرحمٰن اپنے ہاتھ کا لقمہ پھینک کر وہاں سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ پھر غصے سے بولا ''بے حیائی اور بے غیرتی کی ایک حد ہوتی ہے۔ باپ کے سامنے ایک ہی شخص کے ساتھ ازدواجی زندگی کی باتیں کر رہی ہو۔ ایسی باتیں شریف زادیاں نہیں بازاری عورتیں کرتی ہیں۔''

وہ پاؤں پٹکتا ہوا دروازے کے قریب گیا پھر وہاں سے پلٹ کر بولا ''پارس میاں! یہ دونوں عقل سے پیدل ہیں تم انہیں سمجھاؤ پھر اخلاق، تہذیب اور شرم و حیا کے تقاضوں کے مطابق کوئی ایک فیصلہ مجھے سناؤ۔ اگر آج رات کے کھانے تک کوئی مناسب فیصلہ نہیں ہوا تو میں بے غیرت بن کر بے حیائی کے تماشے نہیں دیکھوں گا۔ یہاں سے چلا جاؤں گا۔''

وہ دروازہ کھول کر دوسرے کمرے کی طرف چلا گیا۔ وہ دونوں سوالیہ نظروں سے پارس کو دیکھنے لگیں۔ وہ بولا ''چلو پہلے کھانا کھاؤ پھر باتیں ہوں گی۔''

نبیلہ نے کہا ''ہم سے کھایا نہیں جائے گا۔''
جمیلہ نے کہا ''ہمارے حق میں فیصلہ نہ ہوا تو میں بھی نہیں کھاؤں گی۔''
''ٹھیک ہے۔ تو پھر میں بھی نہیں کھاؤں گا۔ ہم بھوکے پیٹ کبھی کوئی دانشمندانہ فیصلہ نہیں کر سکیں گے۔''
وہ دونوں سر جھکائے بیٹھی رہیں۔ اس نے پوچھا ''اچھا تو میں بھوکا رہوں۔ دستر خوان سے اٹھ جاؤں؟''
وہ دونوں کے درمیان بیٹھا ہوا تھا۔ اٹھنا چاہتا تھا لیکن نہ اٹھ سکا۔ انہوں نے دونوں طرف سے اس کے ایک ایک بازو کو تھام لیا۔ ایک نے کہا ''آپ بھوکے رہیں گے تو میرا دل نہیں مانے گا۔''
دوسری نے کہا ''آپ بھوکے رہیں گے تو میں شرم سے مر جاؤں گی۔''
وہ بولا ''اور تم دونوں بھوکی رہو گی تو کیا میں خوشیاں مناؤں گا؟''
اس نے دو ہاتھوں سے دو لقمے بنائے پھر ان کی طرف بڑھا دیے۔ وہ ایک ہی ہاتھ سے پہلے ایک کو اور پھر دوسری کو کھلا سکتا تھا۔ لیکن اس طرح ناانصافی ہوتی کہ ایک کو پہلے کھلایا دوسری کو بعد میں کھلایا۔ وہ ان میں سے کسی کو مایوس نہیں کرنا چاہتا تھا۔ اس لیے اس نے بہ یک وقت دونوں ہاتھوں سے دونوں کے منہ میں ایک ایک لقمہ پہنچا دیا۔
وہ اپنی عقل سے اور تدبیر سے ان کی محبت کے تقاضوں کو کسی نہ کسی طرح پورا کر رہا تھا۔ یہ خوب سمجھ رہا تھا کہ ان تینوں کے درمیان پیار کا جو مثلث بنا ہوا ہے وہ آئندہ قائم نہیں رہ سکے گا۔ بہ یک وقت دونوں کے ساتھ ازدواجی تعلقات ممکن نہیں ہیں اور نہ ہی دین و دنیا اس کی اجازت دیں گے۔
اب وہ اپنے اپنے ہاتھوں سے خود کھا رہے تھے۔ پارس نے دونوں کی طرف کن انکھیوں سے دیکھا۔ پھر کہا ''تم دونوں ماشاءاللہ تعلیم یافتہ ہو سمجھدار ہو۔ یہ سمجھانے کی ضرورت نہیں ہے کہ پہلے ایک دوسری سے جڑی ہوئی تھیں تب بہ حالت مجبوری تم دونوں سے میرا نکاح جائز ہو گیا تھا۔ لیکن اب نہیں ہوگا۔''
وہ ذرا دیر چپ رہیں۔ لقمہ چباتی رہیں۔ پھر جمیلہ نے کہا ''ہم اپنے شہر سے اپنے لوگوں سے دور اس ویران پہاڑی علاقے میں آ گئے ہیں اور یہیں ساری زندگی گزاریں گے۔''
نبیلہ نے کہا ''یہاں کوئی نہیں جانتا کہ ہم دونوں سگی بہنیں ہیں۔''
''خدا جانتا ہے، تمہارے ابو جانتے ہیں اور میں جانتا ہوں۔''
''خدا یہ بھی جانتا ہے کہ ہم ذہنی طور پر کبھی ایک دوسرے سے الگ نہیں ہو سکیں گی۔ دنیا والے ہمارے جسموں کی علیحدگی دیکھ رہے ہیں لیکن ہمارا ذہن ایک ہے۔ احساسات اور جذبات ایک ہیں ہم بیس برس تک ایک پل کے لیے بھی الگ نہیں ہوئیں اور نہ ہی آئندہ ہو سکتی ہیں۔ یہ ہمارا خدا اچھی طرح جانتا ہے۔''
نبیلہ نے کہا ''آپ بھی ہماری ظاہری جسمانی علیحدگی نہ دیکھیں۔ ہمارے دل اور دماغ کو دیکھیں۔ خدا کی اس قدرت کو سمجھیں کہ ہم جسمانی طور پر علیحدہ ہونے کے باوجود ذہنی طور پر پہلے کی طرح ہی ایک ہیں۔ جڑواں ہیں۔''
''میں مانتا ہوں، علیحدہ کرنے کے باوجود کوئی تمہیں ایک دوسرے سے الگ نہ کر سکا۔ تم اب بھی ذہنی طور پر جڑواں ہوں۔ تم دونوں ہی مجھے اپنا پہلا اور آخری جیون ساتھی تسلیم کر چکی ہو۔ میرے سوا کسی دوسرے سے نکاح قبول نہیں کرو گی۔ لیکن دنیا والے ظاہر کو دیکھتے ہیں۔ باطن کو نہیں دیکھتے۔ وہ کبھی تسلیم نہیں کریں گے کہ تم اب بھی جڑواں ہو۔''
''تو پھر ہم دنیا والوں کو یہ نہیں بتائیں گے کہ ہم دونوں سگی بہنیں ہیں۔ یہاں ہمیں کوئی نہیں جانتا ہے۔''
نبیلہ نے کہا ''اگر یہاں بھی کوئی جاننے والا آ جائے۔ یا وردان کوئی شیطانی حرکت کرے تو آپ ماشاءاللہ دولت مند ہیں ہمیں کسی دوسرے ملک میں لے جا سکتے ہیں۔ ہم وہاں کسی محاسبے کے بغیر ازدواجی زندگی گزار سکیں گے۔''
پارس نے کہا ''تم دونوں یہ بھول رہی ہو کہ میرے والدین ہیں، دوسرے رشتے دار ہیں۔ وہ سب تمہارے بارے میں جانتے ہیں۔ وہ کبھی مجھے تم دونوں سے نکاح پڑھانے کی اجازت نہیں دیں گے۔ سب کا فیصلہ یہی ہوگا کہ میں تم میں سے کسی ایک کو اپنی شریک حیات بناؤں اور دوسری کے خیال سے باز آ جاؤں۔''
انہوں نے مایوس ہو کر ایک دوسرے کو دیکھا۔ پھر نبیلہ نے کہا ''آپ بے شک اپنے والدین اور رشتے داروں کی وجہ سے مجبور ہو جائیں گے۔ ہم میں سے کسی ایک کو شریک حیات بنائیں گے۔ اس کے بعد دوسری کا کیا بنے گا؟''
وہ کھانے سے فارغ ہو کر پانی پینے لگا۔ وہ دونوں اس کا منہ تک رہی تھیں۔ اس نے گلاس کو منہ سے ہٹا کر کہا ''میں تم میں سے کسی کا دل نہیں توڑوں گا، کسی کو مایوس نہیں کروں گا۔''

وہ خوش ہو گئیں۔ اس نے کہا ''لیکن......''
انہوں نے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا وہ بولا ''ہم تینوں کے درمیان جو محبتیں ہیں وہ صرف ایک ہی صورت میں قائم رہ سکتی ہیں۔''
جمیلہ نے کہا ''کوئی بھی صورت ہو ہم تینوں کے درمیان کسی چوتھے کی مداخلت نہیں ہونی چاہیے۔''
''کسی چوتھے کی مداخلت اس طرح نہیں ہوگی کہ ہم آپس میں محبت بھی کرتے رہیں اور دنیا والوں کو ناراض بھی نہ کریں۔''
نبیلہ نے پوچھا ''یہ کیسے ہوگا؟''
''سیدھی سی بات ہے۔ دنیا والے یہ کبھی نہیں چاہیں گے کہ میرا نکاح دو سگی بہنوں سے بہ یک وقت پڑھایا جائے۔ لہٰذا ہمارا نکاح نہیں پڑھایا جائے گا۔ ہماری شادی خانہ آبادی نہیں ہوگی۔ ہم شادی کے بغیر ایک دوسرے کو محبتیں دیتے رہیں گے۔''
دونوں نے ایک دوسرے کو سوالیہ نظروں سے دیکھا پھر ایک نے پوچھا ''کیا ہم میاں بیوی والی زندگی نہیں گزاریں گے؟''
پارس نے انکار میں سر ہلا کر کہا ''بس ہماری زندگی میں یہی ایک کمی ہوگی۔ ہماری محبت جسمانی نہیں ہوگی، دلی ہوگی۔ ہم تینوں آپس میں دل سے محبت کرتے رہیں گے۔''
یہ کہہ کر وہ دستر خوان سے اٹھ گیا۔ منہ ہاتھ دھونے کے لیے واش روم کی طرف چلا گیا۔ اس نے ایسا فیصلہ سنایا تھا جس کی توقع وہ دونوں نہیں کر رہی تھیں۔ وہ اس فیصلے پر اعتراض بھی نہیں کر سکتی تھیں کیونکہ وہ دونوں کے ساتھ انصاف کر رہا تھا۔ ان میں سے کسی کو کمتر نہیں بنا رہا تھا۔ دونوں کو اپنے دل میں جگہ دے رہا تھا۔ فی الحال یہی ایک راستہ رہ گیا تھا کہ وہ تینوں دین کے بھی رہیں اور دنیا کے بھی۔ اس طرح ان کی محبت جاری و ساری رہے۔

☆☆☆

وہ جہاز دہلی ایئرپورٹ کے رن وے پر اتر گیا۔ کفر ٹوٹا خدا خدا کر کے۔ دوستوں اور دشمنوں کا انتظار ختم ہو گیا۔ تمام خیال خوانی کرنے والے اپنے اپنے آلۂ کاروں کے دماغوں میں الرٹ ہو گئے تھے۔
طیارے سے اترنے والے مسافر پہلے امیگریشن کاؤنٹر کی طرف جاتے ہیں لہٰذا تمام خیال خوانی کرنے والے وہاں کے چند اہم افسروں کے دماغوں میں پہنچے ہوئے تھے۔ جہاز کے اندر بیٹھے ہوئے مسافر اپنی اپنی جگہ سے اٹھ گئے تھے اور اپنے دستی سامان اٹھا کر ایک قطار میں چلتے ہوئے جہاز سے باہر نکل رہے تھے۔
میں نے عدنان سے کہا ''بیٹے! ہم سب تمہارے پاس موجود رہیں گے اور جیسا تم سے کہیں گے، تم ویسا ہی کرتے رہو گے۔''
اس نے پوچھا ''آپ لوگ میرے دماغ کے اندر کیوں ہیں؟ پلیز۔ یہاں سے چلے جائیں۔''
''یہ کیا کہہ رہے ہو بیٹے! ہم تمہاری حفاظت کے لیے تمہارے ساتھ ساتھ رہیں گے۔ اور تمہیں تمہاری ماما کے پاس پہنچا دیں گے۔''
''میں اپنی ماما کے پاس نہیں جانا چاہتا۔ پلیز آپ سب میرے اندر سے چلے جائیں۔''
اس کی بات ختم ہوتے ہی میں پریشان ہو گیا۔ اس کے اندر کتنی ہی سوچوں کی لہریں آپس میں گڈمڈ ہونے لگیں۔ میری سوچ کی لہریں اس کی کسی بھی ایک سوچ کی لہر کو گرفت میں نہیں لے رہی تھیں۔ اس کا دماغ کسی ایک خیال پر مرکوز نہیں ہو رہا تھا۔
اس سے پہلے عدنان کے بارے میں یہ وضاحت سے بیان ہو چکا ہے کہ جب وہ ناگواری محسوس کرتا تھا اور کسی کی سوچ کی لہروں کو برداشت نہیں کرتا تھا تو اس کے اندر خیالات اسی طرح گڈمڈ ہو جاتے تھے۔ پھر کوئی خیال خوانی کرنے والا اس کے کسی بھی خیال کو پڑھ نہیں پاتا تھا اور یہ سمجھ نہیں پاتا تھا کہ وہ اب کہاں ہے اور آئندہ کیا کرنے والا ہے؟
میں نے پریشان ہو کر پورس سے کہا ''تمہارے بیٹے نے پھر ہمیں پریشان کرنا شروع کر دیا ہے۔ اس وقت اس کے دماغ میں خیالات گڈمڈ ہو گئے ہیں ہم میں سے کوئی خیال خوانی کے ذریعے اس کے دماغ کو متاثر نہیں کر سکے گا۔ ایسے وقت اس کے سامنے ٹیلی پیتھی صفر ہو جایا کرتی ہے یہ تم اچھی طرح جانتے ہو۔''
پورس نے پریشان ہو کر اپنے بیٹے کو دیکھا پھر مجھ سے کہا ''یہ تو میں نے بابا صاحب کے ادارے میں ہی کہہ دیا تھا کہ یہ لڑکا ہمارے لیے مسائل پیدا کرتا رہے گا۔ اب پتا نہیں اسے کیا ہو گیا ہے اس کا دماغ اچانک ایسا کیوں ہو گیا ہے؟''
''ابھی میں اسے سمجھا رہا تھا کہ ہم اسے اس کی ماں کے پاس پہنچانے والے ہیں۔ تمہیں یہ سن کر حیرانی ہوگی کہ اس کا ارادہ بدل گیا ہے۔ یہ اپنی ماں سے ملنا نہیں چاہتا۔ ہماری مدد حاصل کرنا نہیں چاہتا۔ اس لیے اس کا دماغ ہماری

گرفت سے نکل گیا ہے۔"

کبریا نے پورس سے کہا "برادر! اب آپ ہی اپنے بیٹے کو قابو میں رکھ سکتے ہیں۔ اس پر پوری توجہ دیں کہ یہ ادھر سے ادھر نہ جائے۔ اس کا ہاتھ آپ ہی کے ہاتھ میں رہے۔"

میں نے بھی پورس کو یہی سمجھایا کہ وہ ہر لمحہ اس پر نظر رکھے اسے پل بھر کے لیے بھی نظروں سے اوجھل نہ ہونے دے۔

پورس اس کا ہاتھ تھام کر سیٹ پر سے اٹھ گیا تھا۔ پھر ایک قطار میں چلتا ہوا جہاز سے باہر جا رہا تھا۔ اعلیٰ بی بی شیوانی کے ساتھ ایرپورٹ کی عمارت میں پہنچی ہوئی تھی۔ اس نے پریشان ہو کر شیوانی سے کہا "تمہارا بیٹا پھر شرارتیں کرنے لگا ہے۔ اس کا دماغ پھر ہماری گرفت سے نکل گیا ہے۔ اور تم تو جانتی ہو کہ ایسا کیوں ہوتا ہے؟"

شیوانی نے کہا "میرا بیٹا بہت ہی عجیب ہے کوئی بات اس کے مزاج کے خلاف ہوتی ہے تو اس کے دماغ کے اندر اسی طرح خیالات گڈمڈ ہونے لگتے ہیں۔ تم تھوڑی دیر پہلے اس کے دماغ میں تھیں۔ کیا اس وقت اس کے مزاج کے خلاف کوئی ایسی بات کی گئی تھی؟"

"کوئی ایسی بات نہیں کی گئی تھی۔ پاپا اس سے کہہ رہے تھے کہ ہم سب اسے تمہارے پاس پہنچانے والے ہیں لیکن اس نے کہا کہ وہ تم سے ملنا نہیں چاہتا۔"

شیوانی نے حیرانی اور بے یقینی سے پوچھا "کیا؟ کیا میرا بیٹا مجھ سے ملنا نہیں چاہتا؟ نہیں یہ کیسے ہو سکتا ہے کہیں ایسا تو نہیں کہ وردان اس کے دماغ پر حاوی ہو گیا ہو اور اسے مجھ سے دور لے جانا چاہتا ہو؟"

"ہم کئی خیال خوانی کرنے والے عدنان کے اندر موجود تھے۔ وردان کا باپ بھی اس پر حاوی نہیں ہو سکتا تھا۔"

شیوانی نے کہا "تم نے مجھے بتایا تھا کہ وہ مجھ سے ملنے کے لیے اس قدر بے تاب تھا کہ بابا صاحب کے ادارے سے نکل بھاگنا چاہتا تھا۔ آخر اس نے اپنی گرینڈ ماما اور جناب تبریزی سے اپنی ضد منوالی اور مجھ سے ملنے کے لیے یہاں تک چلا آیا۔ پھر وہ میرے پاس آنے کے بعد مجھ سے ملنے سے کیوں انکار کر رہا ہے؟"

"تم نے بھی کیا خوب بیٹا پیدا کیا ہے؟ اچانک ہی سب کو تجسس میں مبتلا کر دیتا ہے۔ جب اس کے دماغ میں خیالات گڈمڈ نہیں ہوں گے اور وہ ایک سوچ پر مرکوز رہے گا۔ تبھی ہم معلوم کر سکیں گے کہ وہ یہاں تمہارے قریب آنے کے بعد پھر تم سے دور کیوں بھاگنا چاہتا ہے؟"

اعلیٰ بی بی آنکھوں سے دوربین لگائے اس طیارے کی طرف دیکھ رہی تھی جہاں سے مسافر باہر آ رہے تھے اور سیڑھیوں سے اترتے ہوئے ایرپورٹ کی عمارت کی طرف جا رہے تھے۔ پھر اسے اپنا بھائی پورس دکھائی دیا۔ وہ اپنے بیٹے عدنان کا ہاتھ تھامے طیارے سے باہر آ رہا تھا اور سیڑھی کے اوپری حصے پر کھڑا ہوا تھا۔

اس نے شیوانی کو دوربین دیتے ہوئے کہا۔ "ادھر دیکھو! تمہاری آتما جب انا میریا کے اندر تھی تب تم اپنے بیٹے کو کلیجے سے لگا کر پیار کرتی تھیں اور اسے دن رات دیکھتی تھیں۔ آج اسے دیکھو۔"

شیوانی نے فوراً ہی دوربین لے کر آنکھوں سے لگائی۔ پھر ادھر دیکھنے لگی اس وقت تک پورس عدنان کو لے کر سیڑھیوں سے اتر رہا تھا اور مسافروں کے درمیان تھا۔ قدآور مسافروں کے درمیان اسے اپنا بیٹا دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ وہ بے چینی سے انتظار کرنے لگی کہ وہ سیڑھیوں سے نیچے آئے گا تو عمارت کی طرف جاتے وقت دکھائی دے گا۔ لیکن مسافر سیڑھیوں سے اترنے کے بعد دوسری طرف گھوم کر عمارت کے دوسرے گیٹ کی طرف جا رہے تھے۔ وہ باپ بیٹے بھی ادھر گھوم کر جانے لگے۔ بیٹے کا چہرہ دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ بس ایک ننھا سا بچہ اپنے باپ کا ہاتھ تھامے جا رہا تھا۔

ہمارے اور دشمنوں کے چند آلۂ کار بھی دوربین لگائے دور سے ان باپ بیٹے کو دیکھ رہے تھے۔ وردان نے نومی کو مخاطب کرتے ہوئے کہا "میں اپنے آلۂ کار کے ذریعے ان باپ بیٹے کو دیکھ رہا ہوں۔ کیا تم اپنے آلۂ کار کے ذریعے دیکھ رہی ہو؟"

"ہاں۔ دیکھ رہی ہوں۔ اب وہ عمارت میں داخل ہو چکے ہیں۔"

"میں اس افسر کے دماغ میں جا رہا ہوں جو امیگریشن کاؤنٹر کے پاس کھڑا ہوا ہے۔"

"میں بھی اسی کے دماغ میں پہنچ رہی ہوں۔"

وہ افسر بہت اہم تھا اس کے دماغ میں صرف وہ دونوں ہی نہیں ہمارے ٹیلی پیتھی جاننے والے بھی پہنچ گئے۔ اس طیارے میں عدنان کے دو ہم عمر بچے بھی اپنے والدین کے ساتھ سفر کر رہے تھے۔ میں، کبریا اور دوسرے دو ٹیلی پیتھی جاننے والے ان بچوں کے والدین کے اندر پہنچے ہوئے تھے۔ ہم نے انہیں ایک قطار میں پورس کے قریب پہنچا دیا۔ اس طرح تین ہم عمر بچے ایک جگہ جمع ہو گئے۔ پورس نے اپنا پاسپورٹ کاؤنٹر کلرک کے سامنے پیش کیا۔ کلرک نے

اسے دیکھنے کے بعد پوچھا "بچہ کہاں ہے؟"

پورس نے بچے کو گود میں اٹھا کر دکھایا تو ایک دم سے چونک گیا وہ عدنان نہیں تھا۔ میں نے کہا "بیٹے! اسی کو عدنان کہہ کر پیش کرو ہمارا عدنان تمہارے دائیں طرف کھڑا ہوا ہے۔"

پاسپورٹ اور ویزا کے کاغذات میں صرف پورس کی تصویر تھی اور عدنان کا نام اور عمر درج تھی۔ اس کی تصویر نہیں تھی۔ کاؤنٹر کلرک نے اس بچے پر ایک نظر ڈالی پھر جھک کر پاسپورٹ اور ویزا پر مہر لگانے لگا۔ وردان اور نومی وغیرہ کاؤنٹر کے پاس کھڑے ہوئے افسر کے دماغ میں موجود تھے اور اس کے ذریعے پارس کی گود میں اس بچے کو دیکھ رہے تھے اور یقین کر رہے تھے کہ وہی پورس کا بیٹا عدنان ہے۔

پورس نے کاؤنٹر کلرک سے پاسپورٹ لے کر اپنے دائیں طرف سر گھما کر دیکھا تو چونک گیا وہاں عدنان نہیں تھا۔ اس نے آس پاس دیکھا پھر خیال خوانی کے ذریعے کہا "پاپا! عدنان یہاں نہیں ہے۔"

میں نے حیرانی سے پوچھا "کیا کہہ رہے ہو؟ ابھی تو یہیں کھڑا ہوا تھا۔"

پھر میں نے کہا "اپنے داہنی طرف دیکھو! چہرے سے پریشانی ظاہر نہ کرنا۔ اس آفیسر کے اندر چھپے ہوئے دشمنوں کو یہ معلوم نہ ہو کہ عدنان وہاں سے لاپتا ہو گیا ہے۔ وہ تمہارے گود والے بچے کو ہی عدنان سمجھتے رہیں تو بہتر ہے۔"

اس دنیا میں صرف ہم ہی چالاک نہیں ہیں۔ دشمن بھی کبھی ہم سے زیادہ چالاک ہو سکتے ہیں۔ نومی اور وردان نے بہت پہلے ہی سمجھ لیا تھا کہ جب عدنان اپنے باپ کے ساتھ ہوگا تو ہم خیال خوانی کرنے والے ضرور پورس کے دماغ میں جاتے آتے ہوں گے۔

وہ دونوں کئی بار پورس کے اندر پہنچ کر ہماری باتیں سن چکے تھے۔ اس بار بھی انہوں نے یہ سن لیا کہ عدنان وہاں کھڑے کھڑے کہیں غائب ہو گیا ہے اور پورس کی گود میں کسی دوسرے کا بچہ ہے۔

وہ دونوں امیگریشن ہال کے دو اہم افسروں کے دماغوں پر قبضہ جما کر عدنان کو تلاش کرنے لگے۔ میں اور میرے تمام ٹیلی پیتھی جاننے والے بھی مختلف آلۂ کاروں کے ذریعے اسے ڈھونڈ رہے تھے۔ وہ چھوٹا سا بچہ نہ جانے کیسے چھپتا چھپاتا اس ہال سے باہر نکل گیا تھا۔

دوسری طرف لگیج ہال تھا۔ میں نے پورس سے کہا "تم لگیج ہال میں جاؤ ہم اسے تلاش کر رہے ہیں۔ وہ یہاں سے

نکل کر وہیں گیا ہوگا۔"

وہ تیزی سے چلتا ہوا ہال میں آیا ہم سب وہاں خیال خوانی کے ذریعے پہنچے ہوئے تھے بار بار عدنان کے دماغ میں بھی جا رہے تھے لیکن وہاں اس کے خیالات ایسے گڈمڈ تھے کہ اس کے اندر رہ کر ہم بھی معلوم نہیں کر سکتے تھے کہ وہ کہاں جا کر چھپ گیا ہے؟

مسافر ایک ایک کر کے اپنا سامان لے کر لگیج ہال سے باہر جا رہے تھے۔ باہر وزیٹرز لابی تھی وہاں استقبال کرنے والوں کا ہجوم تھا۔ سب اپنے اپنے رشتے داروں سے ملنے اور انہیں ریسیو کرنے آئے تھے۔ وہاں سیکڑوں افراد کے درمیان خیال خوانی کے ذریعے اسے تلاش کرنا محال ہو گیا تھا۔ پھر بھی ہم اپنی سی کوششیں کر رہے تھے۔

وہاں دوستوں کے اور دشمنوں کے درجنوں ٹیلی پیتھی جاننے والے تھے اور ہر ٹیلی پیتھی جاننے والے کے دو دو چار چار آلۂ کار تھے۔ یوں ایک پوری فوج تھی جو اس ننھے سے فتنے کو تلاش کر رہی تھی لیکن ہم میں سے کسی کو اس کے قدموں کا ایک نشان بھی نہیں مل رہا تھا۔

ایسے وقت پوچھا جاتا ہے "اسے زمین نگل گئی ہے یا آسمان کھا گیا ہے؟"

لیکن پوچھنے پر بھی جواب نہیں مل سکتا تھا۔ وہ ایسی جگہ پہنچا ہوا تھا جہاں کسٹم پولیس والے کسی کو جانے کی اجازت نہیں دیتے۔ وہ چاروں ہاتھ پاؤں کے بل رینگتا ہوا ان مسلح سپاہیوں کے پیچھے سے اور ان کی ٹانگوں کے نیچے سے گزرتا ہوا ایک کسٹم آفیسر کے کمرے میں پہنچ گیا تھا اور ایک الماری کے پیچھے جا کر چھپ گیا تھا۔

وہاں دو اعلیٰ افسر اور دو ایسے مسافر موجود تھے جو ابھی جہاز سے اتر کر وہاں آئے تھے۔ ان کے سامان سے ہیروئین کے پیکٹس برآمد ہوئے تھے۔ ان مسافروں کو اعلیٰ افسران نے اپنے کمرے میں طلب کیا تھا۔ ان میں سے ایک مسافر نے کہا۔ "میں مہاراشٹر کے گرہ منتری کا سالا ہوں۔ فون نمبر بتا رہا ہوں ابھی اس سے بات کرو اور مجھے یہاں سے مال سمیت جانے دو۔"

ایک اعلیٰ افسر نے کہا "گرہ منتری کا نام لے کر ہمیں امپریس کرنے کی کوشش نہ کرو۔ ابھی تمہارے دوسرے سامان کی بھی تلاشی لی جائے گی اس کے بعد تمہیں حوالات پہنچایا جائے گا۔"

اس شخص نے کہا "معلوم ہوتا ہے تمہاری شامت آ گئی ہے اپنی اس ملازمت سے ہاتھ دھونا چاہتے ہو؟"

وہ اس کی دھمکی کو نظر انداز کرتے ہوئے سپاہی سے بولا "اس کی وہ دوسری اٹیچی کھولو۔"

دوسرے مسافر نے کہا "جسٹ اے منٹ۔ ہمارے درمیان سمجھوتا ہوسکتا ہے۔"

یہ کہہ کر اس نے اپنے ہینڈ بیگ کی زپ کھولی پھر اندر ہاتھ ڈال کر نوٹوں کی چار گڈیاں نکالیں۔ انہیں افسران کے سامنے میز پر رکھتے ہوئے کہا "یہ پورے دو لاکھ ہیں۔"

دوسرے افسر نے ناگواری سے کہا "ایک تو ڈرگ اسمگل کررہے تھے۔ اوپر سے اب رشوت دینے کا بھی جرم کررہے ہو۔"

پھر اس نے سپاہی سے کہا "پہلے ان دونوں کو ہتھ کڑیاں پہناؤ اس کے بعد سامان کی تلاشی لو۔"

تاشا ہر دو چار منٹ کے بعد عدنان کے دماغ میں آرہی تھی اور جارہی تھی۔ ایسے وقت اس کا ذہن ایک سوچ پر مرکوز ہوگیا۔ تاشا نے کہا "عدنان! یہ کیا کررہے ہو؟ ایک خیال پر مرکوز نہیں رہو گے تو میں کیسے تمہارے پاس آکر تمہاری حفاظت کرسکوں گی؟"

وہ بولا "سوری تاشا! میرے پاپا اور گرینڈ پا مجھے ماما سے ملانے لے جانا چاہتے تھے۔ ان سے دور ہونے اور چھپنے کا یہی ایک طریقہ تھا کہ انہیں اپنے دماغ میں نہ آنے دوں۔"

"اس طرح تو میں بھی نہیں آپارہی ہوں۔ میں تمہارے ساتھ نہیں رہوں گی تو تم کسی مصیبت میں پھنس جاؤ گے اور اس وقت تم کہاں پہنچے ہوئے ہو؟"

ادھر اعلیٰ افسر کے حکم کے مطابق ایک سپاہی ان مسافروں کو ہتھکڑیاں پہنانے کے لیے آگے بڑھا تو اچانک ہی ایک مسافر نے اپنے لباس کے اندر سے ریوالور نکال لیا۔ پھر اعلیٰ افسر کو نشانے پر رکھتے ہوئے کہا "خبردار! میں کٹھ منتری کا سالا ہوں اگر مجھے ہتھکڑیاں پہنا کر ذلیل کرنا چاہو گے تو میں گولی ماردوں گا۔ زندگی چاہتے ہو تو جو فون نمبر بتارہا ہوں اسے ڈائل کرو اور میرے جیجا جی سے بات کرو۔"

تاشا نے پریشان ہوکر کہا "عدنان! یہ تم کہاں آکر پھنس گئے ہو؟ یہاں تو گولیاں چل سکتی ہیں۔ تمہاری جان کو خطرہ پیش آسکتا ہے۔"

"یہاں جو ہوتا ہے ہونے دو لیکن میں یہ نہیں چاہتا کہ تم میرے دماغ میں رہو اور تمہارے پیچھے گرینڈ پا اور دوسرے افراد چلے آئیں اور مجھے پکڑ کر ماما کے پاس پہنچا دیں۔"

"میں جارہی ہوں مگر وعدہ کرو کہ تھوڑی تھوڑی دیر میں تم ایک خیال پر مرکوز ہوکر مجھے اپنے اندر آنے دو گے۔"

"ٹھیک ہے۔ تم جو کہہ رہی ہو، میں وہی کروں گا۔"

"ایک اور بات تمہیں یہاں اکیلے بھٹکتے وقت رقم کی ضرورت ہوگی۔ وہاں میز پر نوٹوں کی گڈیاں رکھی ہوئی ہیں۔ جب یہاں ہنگامہ شروع ہو تو تم کم از کم ایک گڈی اٹھا کر یہاں سے لے جانا۔ اچھا میں جارہی ہوں تم تیار رہو بہت کچھ ہونے والا ہے۔"

تاشا اس کے دماغ سے نکلتے ہی اس شخص کے دماغ میں پہنچ گئی جو خود کو کٹھ منتری کا سالا کہہ رہا تھا۔ اور جس اس اعلیٰ افسر کو گن پوائنٹ پر رکھا ہوا تھا۔

اس کمرے میں مسلح گارڈز موجود تھے لیکن وہ اس کٹھ منتری کے سالے کو نہ زخمی کرسکتے تھے اور نہ جان سے مار سکتے تھے کیونکہ ان کے اعلیٰ افسر کی جان خطرے میں تھی۔ وہ اعلیٰ افسر بہت ہی ڈھیٹ تھا۔ قانون کی بالادستی چاہتا تھا اس نے کہا "یہ ریوالور دکھا کر تم تیسرا جرم کررہے ہو۔ کیا مجھے گولی مارنے کے بعد یہاں سے زندہ واپس جاسکو گے؟"

اس نے کہا "میں نہ مرنا چاہتا ہوں، نہ تمہیں مارنا چاہتا ہوں اور نہ ہی سزا پانا چاہتا ہوں۔ بہتر ہے، مجھ سے سمجھوتا کرو اور جو نمبر بتارہا ہوں اس کو ڈائل کرو۔"

وہ شاید اور بھی کچھ کہنا چاہتا تھا لیکن اچانک ہی اس کی کھوپڑی گھوم گئی۔ وہ تاشا کی مرضی کے مطابق ریوالور کا رخ کبھی چھت کی طرف، کبھی دیواروں کی طرف کرکے تڑا تڑ فائرنگ کرنے لگا۔ اعلیٰ افسران، مسلح گارڈز اور دوسرے سپاہی ادھر ادھر چھپ کر پوزیشن لینے لگے۔ پھر ایک نے اس کٹھ منتری کے سالے کے ہاتھ پر گولی ماری تو ریوالور اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر گر پڑا۔ باہر سے بھی کئی سپاہی آگئے تھے کمرے میں بھیڑ لگ گئی تھی۔ ایسے وقت عدنان ان کے درمیان آگیا۔ وہ ایک دوسرے سے الجھے ہوئے تھے۔ ایک دوسرے سے بول رہے تھے۔ انہوں نے اس ننھے بچے کی طرف توجہ نہیں دی۔ وہ ایک گڈی اٹھا کر اپنے بیگ میں رکھ کر وہاں سے جانے لگا۔

ہم اور ہمارے دشمن بھی اسے ایرپورٹ کی عمارت کے اندر اور باہر تلاش کررہے تھے۔ ہم سب کا ایک خیال تھا کہ وہ اسی عمارت کے اندر ہے باہر نہیں نکل پایا ہے۔ پو... نے کہا "پاپا! مجھے لگتا ہے، وہ آپ تمام ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو ڈاج دے کر امیگریشن ہال سے چلا گیا ہے۔ آپ سب اسے وہاں اور لگیج ہال میں ڈھونڈ رہے تھے۔ اتنی دیر میں

وہ عمارت سے باہر بھی جا چکا ہے۔ تقدیر نے ہمارے ساتھ خوب مذاق کیا ہے۔ مجھے ایسا بیٹا دیا ہے جو صرف باپ کو ہی نہیں دادا کو بھی نچاتا رہتا ہے۔''

دوسری طرف شیوانی کی آنکھوں میں آنسو آ گئے تھے۔ وہ روتے ہوئے اعلیٰ بی بی سے بولی ''یہ میرے ساتھ کیا ہو رہا ہے؟ میرا بیٹا مجھ سے ملتے ملتے کیوں بچھڑ جاتا ہے؟''

اعلیٰ بی بی نے بیزار ہو کر کہا ''سبھی اسے عجوبہ کہتے ہیں لیکن میں تو اسے ایب نارمل کہوں گی۔ وہ نیم پاگل ہے اپنے ساتھ ہم سب کو بھی پاگل بناتا رہتا ہے۔''

وہ اپنے آنسو پونچھتے ہوئے بولی ''میرے بیٹے کو پاگل تو نہ کہو۔ میرا دل کہتا ہے وہ میری سلامتی کے لیے کہیں چھپ گیا ہے۔''

اعلیٰ بی بی نے تعجب سے پوچھا ''تمہاری سلامتی کے لیے وہ کہیں جا کر کیوں چھپے گا؟''

''ہو سکتا ہے، اس کے دماغ میں یہ بات آ گئی ہو کہ وہ مجھ سے آ کر ملے گا تو وردان اس کے ذریعے مجھے پہچان لے گا۔ پھر اپنے شکنجے میں کس لے گا۔''

اعلیٰ بی بی نے کہا ''کیسی باتیں کرتی ہو؟ وہ عجوبہ ضرور ہے لیکن ذہین نہیں ہے۔ اس کا ذہن اتنی دور تک نہیں سوچے گا کہ وردان کس طرح اس کے ذریعے پھر تمہیں ٹریپ کر سکتا ہے۔''

وہ بولی ''پلیز۔ میرے ساتھ باتوں میں وقت ضائع نہ کرو۔ خیال خوانی کے ذریعے اسے تلاش کرو۔''

''میں جا رہی ہوں لیکن سمجھ میں نہیں آتا کہاں جاؤں خیال خوانی کے ذریعے جہاں پہنچتی ہوں وہاں مایوسی ہوتی ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ تمہارا بیٹا جادو جانتا ہے۔ اچانک ہی کہیں غائب ہو جاتا ہے۔ تم بھی عجوبہ ہو کہ ایک آتما کے ذریعے ایک دوسری لڑکی کے جسم میں زندہ ہو۔ وہ بھی عجوبہ ہے۔ اسے یوگا میں مہارت حاصل نہیں ہے اس کے باوجود تمام ٹیلی پیتھی جاننے والوں کا راستہ روک دیتا ہے۔''

وہ بڑبڑاتی ہوئی خیال خوانی کے ذریعے وہاں سے چلی گئی۔ دشمن بھی پریشان تھے۔ وردان نے نومی سے کہا ''کیسی عجیب بات ہے؟ ہم آدھے گھنٹے سے عمارت کے ایک ایک حصے میں اسے تلاش کر رہے ہیں۔ تمہارا کیا خیال ہے؟ کیا فرہاد کوئی چالبازی دکھا رہا ہے اور ہم سے چھپ چھپا کر اسے یہاں سے لے جانا چاہتا ہے؟''

نومی نے کہا ''ہم پورس کے دماغ میں پہنچ کر ان کی باتیں سن چکے ہیں۔ وہ بھی اس بچے کے لیے پریشان ہیں۔ اسے ڈھونڈتے پھر رہے ہیں۔''

وہ بولا ''عمارت کے باہر بھی دور تک دیکھا جا رہا ہے۔ اب تو وہاں کوئی بچہ دکھائی نہیں دے رہا ہے۔ جو دو چار بچے تھے وہ اپنے والدین کے ساتھ جا چکے ہیں۔''

نومی نے کہا ''پندرہ منٹ کے بعد ایک اور فلائٹ آنے والی ہے پھر یہاں مسافروں کی بھیڑ ہوگی اور اس بھیڑ میں اسے تلاش کرنا بالکل ہی ناممکن ہوگا۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اسے کب تک تلاش کیا جائے؟ ہم تو یہاں کے ایک ایک عہدے دار کے اندر پہنچ کر معلوم کر رہے ہیں کہ انہوں نے پانچ برس کے کسی لڑکے کو دیکھا ہے یا نہیں؟ اور جہاں جا رہے ہیں وہاں مایوسی ہو رہی ہے۔ میرا خیال ہے ہمیں باتوں میں وقت ضائع نہیں کرنا چاہیے۔ خیال خوانی کے ذریعے اسے ڈھونڈتے رہنا چاہیے۔''

وردان اس آلۂ کار کے دماغ سے چلا گیا۔ نومی خیال خوانی کی پرواز کرتی ہوئی میرے پاس آ گئی۔ ''ہیلو فرہاد! تمہارا پوتا تو بڑی زبردست آنکھ مچولی کھیل رہا ہے۔''

میں نے مسکرا کر کہا ''آخر پوتا کس کا ہے؟ وہ تم سب کو دوڑاتا رہے گا اور پانی پینے کا موقع بھی نہیں دے گا۔ اسے ڈھونڈو ایئرپورٹ کی چھتوں کو توڑ دو اور فرشوں کو کھود ڈالو پاتال میں پہنچ جاؤ۔ پھر بھی وہ نہیں ملے گا۔''

''وہ ملے گا۔ تم مایوس نہیں ہو گے تو میں بھی مایوس نہیں ہوں گی۔ جب تک تم اور تمہارے ٹیلی پیتھی جاننے والے اسے تلاش کرتے رہیں گے۔ میں بھی ایک ایک کے دماغ میں پہنچ کر اسے ڈھونڈ نکالنے کی کوششیں کرتی رہوں گی۔''

''تم نے سونیا کو تو قیدی بنا لیا ہے۔ لیکن میرے پوتے کو گرفت میں نہیں لے سکو گی۔ یہ بتاؤ، ابھی کیوں آ گئی ہو؟''

وہ اندر سے کمزور ہو چکی تھی۔ سونیا کی طویل بے ہوشی نے یہ اندیشہ پیدا کر دیا تھا کہ میں یہاں سے فرصت پا کر سونیا کے اندر پہنچ سکتا ہوں اور یہ معلوم کر سکتا ہوں کہ وہ بے ہوشی کی حالت میں ہے اور اس کا دماغ اب ایسا کمزور ہو گیا ہے کہ میں جب چاہوں گا اس کے اندر پہنچ سکوں گا اور اسے نومی سے چھین سکوں گا۔

اس نے میری باتوں سے اندازہ لگایا کہ میں ابھی سونیا کے دماغ میں نہیں گیا ہوں اور مجھے اس کا موقع نہیں مل رہا ہے۔ شاید میں عدنان کی طرف سے اطمینان حاصل کرنے کے بعد جانا چاہوں گا۔

وہ بولی ''تم خواہ مخواہ سونیا کے دماغ میں کیوں جاتے ہو جب کہ وہ سانس روک لیتی ہے۔ کیا تمہیں یقین ہے کہ تم دھوکے سے اس کے اندر جگہ بنا سکو گے؟''

''میں ایسا نہیں سمجھتا یہ اچھی طرح جانتا ہوں کہ تم نے بڑا ہی مستحکم تنویمی عمل کیا ہے اور مجھے کبھی اس کے دماغ میں پہنچنے نہیں دو گی۔''

''تم ابھی اپنے پوتے کے سلسلے میں پریشان ہو لیکن یہ یاد رکھنا کہ تم نے رات بارہ بجے سے پہلے مجھ سے ملنے کا وعدہ کیا ہے۔ میں جہاں بلاؤں گی وہاں تم آؤ گے اور میرے ساتھ صبح تک وقت گزارو گے۔''

''مجھے اپنا وعدہ یاد ہے۔ ابھی میں اپنے پوتے کے سلسلے میں پریشان ہوں۔ اس لیے تم جاؤ۔''

یہ کہہ کر میں نے سانس روک لی وہ چلی گئی۔ لیکن سونیا کے لیے مجھے فکر میں مبتلا کر گئی۔ ویسے تو میں اس کے لیے فکر مند تھا لیکن فی الحال اپنے پوتے کے سلسلے میں اس قدر مصروف ہو گیا تھا کہ تھوڑی دیر کے لیے اسے بھول ہی گیا تھا۔

میں نے سوچا ''اور ایک آدھ گھنٹے تک اپنے پوتے کو تلاش کروں گا۔ اس کے بعد پھر سونیا کے دماغ میں جانے کی کوشش کروں گا۔ ہائے عدنان! دادا کی جان! تم کہاں ہو؟''

دو گھنٹے گزر گئے اس دوران میں تین مختلف ملکوں سے جہاز آئے اور ان کے مسافروں کی وجہ سے بھیڑ اور بڑھ گئی۔ عدنان بھٹکتا ہوا ایک کوریڈور سے گزر رہا تھا۔ تھوڑی دیر کے لیے اس کا دماغ ایک خیال پر مرکوز ہو گیا تھا۔ اس لیے تاشا اس سے بول رہی تھی اسے سمجھا رہی تھی۔ ''تمہیں سوچ سمجھ کر عمارت سے باہر جانا چاہیے۔ ایسا کرو کسی ایک کمرے میں جا کر گھس جاؤ وہاں جس سے بھی بات کرو گے میں اسے خیال خوانی کے ذریعے ٹریپ کروں گی۔ پھر اسے مجبور کروں گی کہ وہ تمہیں کسی طرح چھپا کر اپنے ساتھ یہاں سے باہر لے جائے۔''

وہ اس کی باتیں سنتا ہوا کوریڈور سے گزر رہا تھا۔ دور سے ایک چوکیدار نے للکارا ''اے بچے! کون ہے؟ یہاں کیا کر رہا ہے؟''

تاشا نے کہا ''یہاں سے بھاگو۔''

وہ دوسری طرف پلٹ کر بھاگتے ہوئے بولا ''تم اسے ٹریپ کیوں نہیں کر رہی ہو۔''

''میں کسی بڑے افسر کو ٹریپ کرنا چاہتی ہوں۔ وہ تمہیں چھپا کر لے جائے گا تو کوئی اسے نہ روکے گا نہ ٹوکے گا۔''

وہ بھاگتا ہوا ایک کوریڈور سے دوسرے کوریڈور کی طرف مڑ گیا پھر وہاں سے تیسرے کوریڈور کی طرف مڑنے کے بعد ایک کمرے میں گھس گیا۔ مخالف سمت کے ایک کوریڈور سے ایک اعلیٰ افسر ایک نوجوان عورت کے ساتھ آ رہا تھا۔ وہ اس سے باتیں کرتا ہوا اسی کمرے کے دروازے پر پہنچ گیا۔ پھر اس عورت سے بولا ''اندر چلو۔ میں تمہارے بارے میں جب تک پوری انکوائری نہیں کروں گا۔ اس وقت تک نہ تمہیں رہائی ملے گی اور نہ ہی تمہیں پولیس کے حوالے کیا جائے گا۔''

وہ پریشان ہو کر بولی ''اس کمرے میں لے جا کر کیا کہیں گے؟ آپ یہاں دوسروں کے سامنے انکوائری کر سکتے تھے۔ وہاں میرا سامان بھی پڑا ہوا ہے۔''

''اپنے سامان کی فکر نہ کرو۔ اپنی فکر کرو۔ کیا تم چاہتی ہو کہ میں کوئی انکوائری نہ کروں اور تمہیں سیدھا پولیس کے حوالے کر دوں؟''

اس عورت نے بے بسی سے اسے دیکھا۔ پھر سر جھکا کر کمرے کے اندر چلی گئی۔ وہ افسر بھی اندر آ کر دروازہ بند کرنا چاہتا تھا۔ اتنے میں وہ چوکیدار دوڑتا ہوا آیا۔ افسر نے پوچھا ''کیا بات ہے؟''

اس نے سیلوٹ کرتے ہوئے کہا ''سر! یہاں ایک بچہ نہ جانے کہاں سے آ گیا ہے؟ میں اسے تلاش کر رہا ہوں۔''

افسر نے ناگواری سے کہا ''یہاں کوئی بچہ وچہ نہیں ہے جاؤ کسی دوسری جگہ تلاش کرو۔''

یہ کہہ کر اس نے دروازے کو اندر سے بند کر دیا۔ اس عورت نے دونوں ہاتھ جوڑ کر کہا ''میں سچ کہتی ہوں۔ مجھے نہیں معلوم تھا کہ میرا پاسپورٹ جعلی ہے۔ میں نے جس ایجنٹ سے وہ پاسپورٹ بنوایا تھا اس نے مجھے دھوکا دیا ہے۔''

''تمہارے اس بیان پر کوئی یقین نہیں کرے گا۔ یہاں کے انٹیلی جنس والے تمہیں غیر ملکی جاسوسہ سمجھ کر جیل میں پہنچا دیں گے۔ اور وہاں پہنچانے سے پہلے تمہاری جوانی کو اچھی طرح چھلنی کر دیں گے۔''

وہ اس کے قریب آ کر اس کا ہاتھ تھامتے ہوئے بولا ''تمہاری عقل مندی یہی ہوگی کہ صرف میرا دل خوش کر دو۔ اس کے بعد میں تمہارے خلاف کوئی انکوائری نہیں کروں گا۔ چپ چاپ تمہیں یہاں سے جانے کا موقع دے دوں گا۔''

وہ پھر دونوں ہاتھ جوڑ کر بولی ''میں ایسی ویسی عورت نہیں ہوں۔ دھوکے سے پھنس گئی ہوں۔ مجھ سے ایسی گندی باتیں نہ کرو۔ پلیز مجھے جانے دو۔''

''میں آگے بحث نہیں کروں گا۔ جو کرنا ہے وہ کروں

گا۔ اگر تم روکو گی تو پولیس والوں کو بلاؤں گا۔ وہ تمہیں انٹیلی جنس والوں کے حوالے کر دیں گے۔''

اس نے ساڑھی کے پلو کو پکڑ لیا پھر ایک جھٹکے سے اپنی طرف کھینچا تو وہ دوسری طرف گھوم گئی۔ دھیمی دھیمی آواز میں التجا کرنے لگی۔ وہ ایک جھٹکا دیتا تھا وہ پھر گھومتی تھی۔ پھر ساڑی کھلتی تھی۔ وہ پھر التجا کرتی تھی۔ ادھر تاشا نے کہا۔ ''توبہ ہے عدنان! تم کیسی گندی جگہ چلے آئے ہو؟''

عدنان نے پوچھا'' یہ کیا کر رہا ہے؟''

وہ بولی'' کچھ نہیں کر رہا ہے۔ تم دوسری طرف منہ پھیر و خبردار ادھر نہ دیکھنا۔ میں ابھی اس سے نمٹ رہی ہوں۔''

اس نے اس افسر کے دماغ میں پہنچتے ہی ایک ہلکا سا جھٹکا دیا تو وہ چیخ مار کر اس عورت سے دور ہو گیا۔ تاشا نے اس عورت کے اندر پہنچ کر کہا۔ ''میں دیوی ماں ہوں۔ تمہاری رکھشا کے لیے آئی ہوں۔ تھوڑی دیر بعد یہ افسر تمہیں ایک بچے کے ساتھ یہاں سے باہر لے جائے گا۔ پھر تم ایک ٹیکسی میں بیٹھ کر اس بچے کو اپنے ساتھ لے جاؤ۔ وہ بچہ بے یارو مددگار ہے۔ تم اس کی مدد کرتی رہو گی تو میں تمہاری مدد کرتی رہوں گی۔''

وہ دونوں ہاتھ جوڑ کر بولی'' دیوی ماتا کی جے! میں آپ کی آگیا کا پالن کروں گی۔''

وہ پھر اس افسر کے دماغ میں آئی۔ وہ فرش پر گر پڑا تھا۔ دونوں ہاتھوں سے سر تھام کر دماغی تکلیف کو برداشت کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ تاشا نے اس کے دماغ پر قبضہ جمایا وہ فرش پر سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس عورت کے سامنے دونوں ہاتھ جوڑ کر بولا'' مجھ سے بڑی بھول ہو گئی۔ مجھے معاف کر دو۔ تم جہاں جانا چاہو گی میں وہاں پہنچا دوں گا۔''

تاشا نے عدنان سے ہ جاؤ۔ اس عورت کے پاس چلے جاؤ۔''

وہ اس کے پاس آ گیا۔ اس عورت نے اسے دیکھتے ہی جھک کر گلے لگایا پھر اسے چومتے ہوئے کہا'' میرے بچے! میں اگرچہ ماں نہیں ہوں لیکن ماں بن کر تمہاری حفاظت کروں گی۔ تم میرے ساتھ چلو گے۔''

اس افسر نے اسی طرح ہاتھ جوڑ کر کہا۔ ''میرے ساتھ چلو۔ میں تم دونوں کو یہاں سے باہر لے چلتا ہوں۔''

وہ تینوں وہاں سے جانے لگے۔ تاشا نے کہا'' عدنان! اب اپنے دماغ میں کسی کو بھی نہ آنے دینا۔ میں اس عورت کے اندر رہ کر تمہاری نگرانی کرتی رہوں گی۔''

دوسرے ہی لمحے میں عدنان کے اندر خیالات گڈمڈ ہونے لگے۔ وہ تینوں اس کمرے سے نکل کر کوریڈور سے گزرتے ہوئے دوسرے کمرے میں آئے وہاں دوسرے افسر اور مسلح سپاہی کھڑے ہوئے تھے۔ اس نے دو سپاہیوں سے کہا۔ ''شریمتی کا سامان ٹرالی میں رکھو اور میرے ساتھ چلو۔''

پھر وہ اس عورت اور عدنان کے ساتھ چلتا ہوا ایرپورٹ کی عمارت سے باہر آیا۔ دو سپاہی ٹرالیوں میں سامان لیے آگے آگے چل رہے تھے۔

عدنان کو تلاش کرتے کرتے تقریباً تین گھنٹے گزر گئے تھے۔ سب کو یقین تھا کہ وہ ایرپورٹ کی عمارت میں کہیں چھپا ہوا ہے اور ابھی باہر نہیں نکلا ہے۔ اس کی تلاش نے سبھی کو تھکا مارا تھا۔ اس کے باوجود تلاش جاری تھی۔ اور تلاش کرنے والوں کو یہ منظور نہیں تھا کہ وہ کسی دوسرے کے ہاتھ آئے اور اس کا ننھا سا ہاتھ تھا کہ کسی کے ہاتھ نہیں آ رہا تھا۔

ہمارے اور دشمنوں کے آلۂ کار اس عمارت کے باہر پارکنگ ایریا میں موجود تھے۔ انہوں نے عدنان کو ایک پولیس افسر اور ایک عورت کے ساتھ ٹیکسی اسٹینڈ میں دیکھا وہ اس عورت کے ساتھ ٹیکسی کی پچھلی سیٹ پر بیٹھ کر جا رہا تھا۔ انہوں نے فوراً ہی موبائل فون کے ذریعے مجھے اس کے بارے میں بتایا۔ دوسرے آلۂ کار بھی نومی اور وردان کو اس کے بارے میں بتانے لگے۔

ہم سب خیال خوانی کے ذریعے اپنے اپنے آلۂ کاروں کے دماغوں میں پہنچے۔ وہ سب ٹیکسی اسٹینڈ میں تھے۔ میں نے پوچھا'' عدنان کہاں ہے؟''

میرے آلۂ کار نے کہا'' وہ ابھی یہاں سے ایک گاڑی میں بیٹھ کر کسی عورت کے ساتھ گیا ہے۔''

میں نے کہا'' تمہیں بھی اس کے پیچھے جانا چاہیے تھا۔ فوراً کسی گاڑی میں بیٹھو اور مجھے اس ٹیکسی کا نمبر بتاؤ۔''

اس نے کہا'' میں نمبر نہ پڑھ سکا۔ جب تک میں اس کے قریب جاتا وہ ٹیکسی وہاں سے جا چکی تھی۔''

میرے اور دشمنوں کے آلہ کار مختلف گاڑیوں میں بیٹھ کر ادھر جانے لگے جدھر وہ ٹیکسی عدنان کو لے گئی تھی۔ نومی اور وردان نے اپنے آلۂ کاروں کو اس پولیس افسر کی طرف دوڑایا جو عدنان کو اس عورت کے ساتھ ٹیکسی میں بیٹھا کر واپس اپنے دفتر کی طرف چلا گیا تھا۔

میرے ایک آلۂ کار نے اس افسر کے پاس پہنچ کر پوچھا'' آپ نے ابھی ایک بچے کو کسی عورت کے ساتھ ٹیکسی

میں یہاں سے روانہ کیا ہے۔ وہ عورت کون ہے اور اس بچے کو لے کر کہاں گئی ہے؟''

اس نے پوچھا'' تم کون ہو اور یہاں میرے آفس میں اجازت کے بغیر کیوں آئے ہو؟''

ہمارے دشمنوں کا ایک آلۂ کار بھی وہاں پہنچا ہوا تھا۔ اس نے بھی یہی پوچھا۔ ''وہ عورت اور وہ بچہ یہاں سے کہاں گئے ہیں؟ آپ فوراً ان کے بارے میں کچھ بتائیں۔''

اس پولیس افسر نے کہا'' تعجب ہے' تم بھی اس عورت اور بچے کے بارے میں پوچھنے آئے ہو۔ آخر بات کیا ہے؟''

میں، نومی اور وردان اپنے اپنے آلۂ کاروں کے ذریعے اس افسر کے دماغ میں پہنچ چکے تھے اور اس کے چور خیالات پڑھ رہے تھے۔ ہمیں یہ جان کر حیرانی ہوئی کہ کسی نے اس پولیس افسر کے دماغ میں پہنچ کر اس کے اندر مختصر سا زلزلہ پیدا کیا تھا۔ اور وہ چکرا کر فرش پر گر پڑا تھا۔ پہلے تو وہ اس عورت کی عزت سے کھیلنا چاہتا تھا۔ لیکن جب اسے سزا ملی تو وہ ہاتھ جوڑ کر اس کے سامنے جھک گیا تھا۔ پھر اس کے ساتھ اس بچے کو بھی عمارت سے باہر لے گیا۔ اور انہیں ایک ٹیکسی میں رخصت کرنے کے بعد وہاں سے واپس آ گیا۔

اس کے خیالات نے بتایا کہ ایسا کرتے وقت اس کا دماغ اپنے اختیار میں نہیں تھا۔ اور وہ بے اختیار اس عورت کو اور بچے کو اس عمارت سے باہر لے گیا تھا۔

اس کے خیالات پڑھنے کے بعد یہی بات سمجھ میں آئی کہ نومی یا وردان نے اس افسر کے دماغ پر قبضہ جما کر عدنان کو کسی عورت کے ساتھ کہیں بھیج دیا ہے۔ یہی بات نومی اور وردان کے ذہن میں آئی کہ میں نے اس کے دماغ پر قبضہ جما کر اپنی ایک آلۂ کار عورت کے ساتھ عدنان کو کسی محفوظ مقام کی طرف روانہ کر دیا ہے۔

ہم میں سے کوئی یہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ تاشا چپ چاپ اس کے دماغ میں آتی ہے اور اس کی مدد کرتی رہتی ہے۔ جب تک عدنان ایرپورٹ کی عمارت میں رہا اس کے دماغ میں خیالات گڈمڈ رہے۔ للہذا یہ بھی نہیں سن سکتے تھے کہ تاشا موقع پا کر چند منٹ کے لیے اس کے اندر آتی رہی ہے اور عدنان بھی اسے اپنے اندر آنے کا موقع دیتا رہا ہے۔ تاشا جیسی نوعمر لڑکی کے بارے میں ہم میں سے کوئی ایسا سوچ ہی نہیں سکتا تھا۔

ہم سب ایک دوسرے پر شبہ کر رہے تھے کہ میرے موبائل فون کا بزر سنائی دیا۔ میں نے نمبر پڑھا نومی کال کر رہی تھی۔ میں نے اس کا بٹن دبا کر اسے کان سے لگایا پھر کہا۔ ''میں جانتا ہوں کہ تم بڑے فخر سے یہ کہنے آئی ہو کہ تم نے میرے مقابلے میں پھر ایک بڑی کامیابی حاصل کی ہے اور میرے پوتے کو مجھ سے چھین کر لے گئی ہو۔''

وہ حیرانی سے بولی'' یہ کیا کہہ رہے ہو؟ میں تو تمہیں کامیابی کی مبارک باد دینے آئی ہوں کہ آخر تم نے اپنے پوتے کو ہمارے ہاتھ لگنے نہیں دیا۔ کسی آلۂ کار خاتون کے ساتھ اسے کہیں بھیج دیا ہے۔''

''یہ کیا بکواس ہے؟ میرے پوتے کو اغوا کرنے کے بعد باتیں کیوں بنا رہی ہو؟''

''باتیں تو تم بنا رہے ہو۔ میں تمہاری چالبازیوں کو خوب سمجھتی ہوں۔ تم ہمیں یہ سمجھانا چاہتے ہو کہ تمہارے پوتے کو میں نے یا وردان نے یا کسی اور نے اغوا کیا ہے اور تم سب اس کے لیے پریشان ہو جب کہ ایسی بات نہیں ہے۔ تم اسے کہیں چھپا کر ہمیں الجھانا چاہتے ہو۔''

میں نے سخت لہجے میں کہا'' دیکھو نومی! نہ میں تم لوگوں کو الجھا رہا ہوں' نہ کوئی چال چل رہا ہوں۔ بلکہ تم چالیں چل رہی ہو۔ تم نے اس پولیس افسر کے دماغ پر قبضہ جما کر میرے پوتے کو کسی عورت کے ساتھ کہیں بھیج دیا ہے۔''

''اگر میں ایسا کرتی تو تم سے کبھی نہ چھپاتی بلکہ فخر سے کہتی کہ سونیا کے بعد میں نے دوسری بڑی کامیابی حاصل کی ہے۔ اب تمہارا پوتا بھی میرا قیدی بنا ہوا ہے۔ لیکن ایسی کوئی بات ہی نہیں ہے اگر تم نے اپنے پوتے کو ہم سے دور نہیں کیا ہے۔ تو یقین کرو میں نے بھی ایسا کچھ نہیں کیا ہے۔''

''تم یہ کہنا چاہتی ہو کہ کسی تیسرے خیال خوانی کرنے والے نے ایسا کیا ہے؟ ذرا ٹھہرو! مجھے سوچنے دو۔ تھوڑی دیر بعد مجھ سے فون پر رابطہ کرو۔''

میں نے فون بند کیا۔ پھر گہری سنجیدگی سے سوچنے لگا کہ واقعی اگر نومی نے عدنان کو اغوا کیا ہوتا تو وہ اپنی یہ کامیابی کبھی مجھ سے نہ چھپاتی بلکہ فخر کرتی۔ پھر سونیا کے علاوہ عدنان کے حوالے سے بھی مجھے بلیک میل کرتی رہتی۔

میں نے سوچا'' تعجب ہے، اگر نومی نے میرے پوتے کو اغوا نہیں کیا ہے تو پھر کس نے کیا ہے؟''

میں نے اپنے فون پر وردان کے نمبر پنچ کیے۔ اس سے رابطہ نہ ہو سکا۔ اس کا فون انگیج تھا۔ نومی اس سے باتیں کر رہی تھی۔ اور کہہ رہی تھی۔ ''فرہاد اپنے پوتے کے لیے پریشان ہے اور مجھ پر شبہ کر رہا ہے۔ سچ بتاؤ وردان! کیا تم نے اسے اغوا کیا ہے۔؟''

''کیسی باتیں کر رہی ہو؟ اگر میں یہ کامیابی حاصل کرتا

تو سب سے پہلے تمہیں خوش خبری سناتا۔"

"تو پھر کون اس بچے کو ہم سب سے چھین کر لے گیا ہے؟ وہ ٹیلی پیتھی جاننے والا کون ہو سکتا ہے جس نے پولیس افسر کے دماغ پر قبضہ جما کر ہمارے مقابلے میں یہ کامیابی حاصل کی ہے؟"

"ہم اس بچے کو حاصل کرنا چاہتے تھے۔ جب ہم نے نہیں کیا ہے تو پھر فرہاد اسے لے گیا ہے اور ہم سے جھوٹ کہہ رہا ہے اور اگر وہ جھوٹ نہیں کہہ رہا ہے تو پھر ایسا کون ٹیلی پیتھی جاننے والا ہو سکتا ہے جو فرہاد کو اور ہم سب کو دھوکا دے سکتا ہے؟"

"ہمیں اس عورت کا سراغ لگانا چاہیے جو عدنان کو اپنے ساتھ لے گئی ہے۔"

"ہم سب کے آلۂ کار مختلف ٹیکسیوں میں بیٹھ کر اس عورت کی تلاش میں گئے تھے۔ ان تمام ٹیکسی ڈرائیوروں نے کہا تھا کہ وہ اس ڈرائیور کو جانتے ہیں جو اس عورت اور بچے کو لے گیا ہے اور وہ واقعی جانتے تھے۔ انہوں نے ایک جگہ اس ٹیکسی ڈرائیور کو ڈھونڈ نکالا۔ ہمارے آلۂ کاروں نے اس سے پوچھا۔ "تم نے اس عورت اور بچے کو کہاں پہنچایا ہے؟"

اس نے کہا "وہ عورت گاندھی روڈ کے چوراہے پر اتر گئی تھی۔ میں اپنا کرایہ وصول کرنے کے بعد دوسری سواری اٹھا کر وہاں سے چلا گیا۔"

میرے آلۂ کار نے پوچھا "وہ گاندھی روڈ کے قریب کہیں کسی مکان میں گئی ہوگی۔ تم نے کسی مکان کے سامنے اسے پہنچایا ہوگا۔"

"میں نے اسے چوراہے پر اتارا تھا۔ اور چوراہے کے آس پاس دکانیں ہیں۔ کوئی مکان نہیں ہے۔"

وہ ڈرائیور نہیں جانتا تھا کہ وہ عورت عدنان کو لے کر اس چوراہے پر کیوں اتر گئی تھی؟ اسے تو اپنے سامان کے ساتھ کسی مکان میں جانا چاہیے تھے۔ ہم نہیں جانتے تھے کہ تاشا بڑی ہوشیاری سے عدنان کی مدد کر رہی تھی۔ اس عورت کے دماغ پر قبضہ جمائے ہوئے تھی اور وہ اس کی مرضی کے مطابق ایک چوراہے کے پاس اتر گئی تھی۔ جب وہ ٹیکسی ڈرائیور وہاں سے چلا گیا تو وہ دوسری ٹیکسی میں بیٹھ کر اپنے مکان کی طرف چلی گئی تھی۔

میں نے اپنے فون پر پھر ایک بار وردان کے نمبر پنچ کیے۔ اس بار اس سے رابطہ ہو گیا۔ میں نے کہا "تم میرے پوتے کو اغوا کر کے مجھ سے دشمنی کر رہے ہو۔"

"مسٹر فرہاد! تم مجھے غلط سمجھ رہے ہو۔ بے شک میں نے تمہارے پوتے کو اغوا کرنے کی کوشش کی تھی لیکن ناکام رہا ہوں اور یہ معلوم ہوا ہے کہ اسے کوئی دوسرا لے گیا ہے۔ اور جو بھی اسے لے گیا ہے وہ ٹیلی پیتھی جانتا ہے۔"

میں نے کہا "دوسرا اور کوئی ایسا ٹیلی پیتھی جاننے والا نہیں ہے۔ جو میرے پوتے سے دشمنی رکھتا ہو۔ میں یقین سے کہتا ہوں کہ دشمن صرف ایک ہے اور وہ ہے لوی۔ لوی نے اسے اغوا کیا ہے۔"

"لوی مجھ سے الگ نہیں ہے۔ یہ تو جانتے ہو کہ ہمارے درمیان گہری دوستی ہے اور ہم ایک دوسرے کے ساتھ مل کر کام کرتے ہیں۔ عدنان کو بھی ہم نے ایک دوسرے کے تعاون سے اغوا کرنا چاہا تھا۔ اگر لوی کامیاب ہوتی تو گویا وہ میری کامیابی ہوتی۔"

"تم بڑی خوش فہمی میں مبتلا ہو۔ اس سے پہلے بھی وہ تمہیں دھوکا دے چکی ہے۔ جب میں نے ارناکوف کو موت کے گھاٹ اتارا تو اس کے خیالات نے بتایا تھا کہ لوی اسے تنویمی عمل کے ذریعے اپنی تابعدار بنانا چاہتی تھی۔ تمہیں اس پر شبہ بھی ہوا تھا لیکن تم اس کی دوستی میں اندھے ہوتے جا رہے ہو۔ اس وقت بھی اس نے میرے پوتے کو اغوا کیا ہے اور یہ بات وہ تم سے چھپا رہی ہے۔"

"میں نہیں مانتا کہ وہ مجھے دھوکا دے رہی ہے۔ تم خواہ مخواہ مجھے اس کے خلاف بھڑکانے کی کوشش کر رہے ہو۔ بہتر ہے' ہماری دوستی کو ختم کرنے کی فکر نہ کرو۔ اپنے پوتے کی فکر کرو۔"

یہ کہہ کر اس نے رابطہ ختم کر دیا۔ بظاہر میری باتوں سے انکار کیا لیکن وہ دل ہی دل میں یہ بات اچھی طرح سمجھتا تھا کہ لوی ناقابلِ اعتماد ہے۔ وہ اس پر بھروسا نہیں کرتا تھا اس کے باوجود اس سے دوستی قائم رکھنا چاہتا تھا۔ اس وقت میں نے اسے یہ سوچنے پر مجبور کیا تھا کہ لوی ہی عدنان کو اغوا کر سکتی ہے۔ ورنہ ہمارے درمیان اور کوئی ایسا خیال خوانی کرنے والا نہیں ہے جسے عدنان کی ضرورت ہو۔

دشمنی کے حوالے سے وردان کے لیے عدنان بہت ضروری تھا اور لوی کے لیے بھی اتنا ہی ضروری تھا وہ میرے پوتے کے ذریعے بھی مجھے بلیک میل کرنا چاہتی تھی۔ یہ باتیں وردان اچھی طرح سمجھ رہا تھا۔ میری بات سے انکار کرنے کے باوجود دل ہی دل میں قائل ہو رہا تھا کہ لوی اپنے مقصد کے لیے عدنان کو اغوا کر چکی ہے اور یہ بات اس سے چھپا رہی ہے۔

دشمنوں کے اتحاد کو کمزور بنانے کے لیے زہر گھولنا

لازمی ہوتا ہے۔ وہ خود ہی زہریلے تھے اور میں ان کے درمیان مزید زہر گھول رہا تھا۔ اپنی الجھنوں اور پریشانیوں کے باوجود دشمنوں پر نظر رکھنا اور انہیں دوڑاتے رہنا لازمی ہوتا ہے۔

میں انہیں الجھانے کی کوششیں کر رہا تھا اور میرا پوتا مجھے بری طرح الجھا رہا تھا۔ میں نے پورس سے کہا "وہ نادان بچہ ہے' ہم سے بچھڑ گیا ہے۔ اسے اور کسی طرح تلاش کرنا ہی ہوگا۔"

وہ جھنجلا کر بولا "میں پہلے ہی اعتراض کر رہا تھا۔ اسے بابا صاحب کے ادارے سے باہر نکلنے کی اجازت نہیں دینی چاہیے تھی۔ پچھلی بار اس نے ہم سب کو اسی طرح تھکا مارا تھا۔ اپنے پیچھے دوڑا تا رہا تھا۔ اب پھر وہی حرکتیں کر رہا ہے۔"

"تمہارے جھنجلانے سے یہ مسئلہ حل نہیں ہوگا۔ وہ پیدائشی طور پر ہی عجیب و غریب ہے اگر وہ عادتاً بھٹک رہا ہے تو اسے اپنی طرف لانا ہمارا فرض ہے۔ ابھی تم اعلیٰ بی بی کی موجودہ رہائش گاہ میں جاؤ وہاں شیوانی تمہارا انتظار کر رہی ہے۔"

اس نے کہا "عدنان ہمارے ہاتھ سے نکل چکا ہے۔ اگر وہ وردان اور لوی کے ہاتھ بھی نہیں آیا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ لوی اور وردان مجھ پر نظر رکھیں گے اور یہ دیکھتے رہیں گے کہ میں کہاں جا رہا ہوں اور کس سے ملاقات کر رہا ہوں؟"

"تم ان سب کو ڈاج دے کر اعلیٰ بی بی کی رہائش گاہ میں جاؤ وہ تمہارے دماغ میں آ رہی ہے۔ تمہیں اپنے مکان تک گائیڈ کرے گی۔"

تھوڑی دیر بعد اعلیٰ بی بی اس کے پاس آ کر بولی۔ "برادر! آپ ٹیکسی میں بیٹھ کر کسی طرف بھی روانہ ہو جائیں۔ میں اپنی کار میں آپ کا تعاقب کروں گی۔ ایک علاقے میں پیچ در پیچ گلیاں ہیں۔ وہاں ٹیکسی سے اتر کر ان گلیوں میں ادھر سے ادھر جاتے رہیں گے۔ پھر میں جہاں کہوں گی آپ وہاں پہنچ کر میری کار میں بیٹھ جائیں گے۔"

اس نے یہی کیا۔ ایک ٹیکسی میں بیٹھ کر وہاں سے روانہ ہو گیا۔ اعلیٰ بی بی اپنے مکان کے ایک کمرے میں بیٹھی خیال خوانی میں مصروف تھی۔ دوسرے بیڈ روم میں شیوانی تنہا تھی اور بیٹے کے لیے پریشان ہو رہی تھی۔

عدنان جس عورت کے ساتھ گیا تھا اس کا نام ارچنا تھا۔ وہ لندن میں اپنے ماں باپ اور دوسرے رشتے داروں کے ساتھ رہتی تھی۔ وہ سب بہت دولت مند تھے لیکن وہ تمام رشتے داروں کو اور دولت کو ٹھکرا کر اپنے عاشق سے ملنے ہندوستان چلی آئی تھی۔

اس کے پریمی کا نام کمار سہگل تھا۔ فون پر اس سے یہ طے ہوا تھا کہ جیسے ہی وہ دہلی ایئرپورٹ پہنچے گی تو وہ اسے ریسیو کرنے کے لیے وہاں آئے گا۔ پھر اپنے ساتھ اپنے بنگلے میں لے جائے گا۔ ارچنا نے احتیاطاً اس کا فون نمبر اور بنگلے کا پتا نوٹ کر لیا تھا۔ دہلی پہنچنے سے پہلے اس نے فون پر رابطہ کرنا چاہا تو پتا چلا کہ فون میں کوئی خرابی پیدا ہو گئی ہے اس سے رابطہ نہیں ہو سکے گا۔ جب وہ دہلی پہنچی تو پتا چلا کہ جس پاسپورٹ پر وہ آئی ہے وہ جعلی ہے۔ اور اب وہ قانون کی گرفت میں آنے والی ہے۔

اس نے پولیس افسران کو کمار سہگل کا پتا بتایا' فون نمبر بتایا لیکن اس نمبر پر کمار سہگل سے رابطہ نہ ہو سکا۔ اور جو ایڈریس اس نے نوٹ کرایا تھا وہ غلط ثابت ہوا۔ جب وہ عدنان کو ساتھ لے کر اس بنگلے پر پہنچی تو پتا چلا کہ وہ بنگلا کمار سہگل کا نہیں کسی اور کا ہے۔ اس نام کا کوئی شخص اس علاقے میں نہیں رہتا ہے۔

ارچنا نے عدنان کو دیکھا پھر اس کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔ "میں تو بری طرح پھنس گئی ہوں۔ کمار سہگل نے مجھے دھوکا دیا ہے۔ فون نمبر بھی غلط تھا اور یہ ایڈریس بھی غلط ہے۔ اب ہم کہاں جائیں گے؟"

تاشا اس کے دماغ میں تھی۔ اس کے ذریعے عدنان کی نگرانی کر رہی تھی۔ اس نے کہا "میں دیوی ماں بول رہی ہوں۔ تم جب تک اس بچے کے ساتھ رہو گی تمہیں کسی مصیبت کا سامنا نہیں کرنا پڑے گا۔ میں تمہاری سہائتا کرتی رہوں گی۔"

وہ دونوں ہاتھ جوڑ کر بولی "دیوی ماتا کی جے ہو۔ میں اپنی آخری سانس تک اس بچے کے ساتھ رہوں گی۔"

"تو پھر ابھی کوئی اخبار خریدو اور اس کے اشتہاری صفحات میں ایسے مکانوں کا پتا نوٹ کرو جہاں تم پے انگ گیسٹ کی حیثیت سے رہ سکو۔"

"میں ابھی اخبار خرید کر معلوم کرتی ہوں کہ مجھے پے انگ گیسٹ کی حیثیت سے کہاں رہنا چاہیے۔"

"جب تم وہاں اپنا ٹھکانا بنا لو گی تو تمہیں ہمیشہ ضرورت کے وقت لاکھوں روپے ملتے رہیں گے۔ اور کمار سہگل کے سلسلے میں بھی جو پریشانیاں ہیں وہ میں دور کر دوں گی۔"

تاشا خیال خوانی کے ذریعے ارچنا کے کام آنے والی

تھی۔ اور اس طرح ارچنا عدنان کے کام آتی رہتی۔ میں نہیں جانتا تھا کہ میرا پوتا اس وقت کہاں ہے؟ لیکن اتنا یقین تھا کہ جس عورت کے ساتھ بھی گیا ہے۔ وہ کسی ٹیلی پیتھی جاننے والی کی آلۂ کار ہے اور اس ٹیلی پیتھی جاننے والے نے کسی مقصد کے تحت میرے پوتے کو اغوا کیا ہے۔

یہ بات ابھی سمجھ میں نہیں آرہی تھی کہ وہ کون ہے اور مجھ سے کیا دشمنی رکھتا ہے۔ اور عدنان کے ذریعے کس طرح مجھے بلیک میل کرنے والا ہے؟ میں انتظار کررہا تھا۔ مجھے یقین تھا کہ وہ اپنا کوئی بڑا مقصد حاصل کرنے کے لیے مجھ سے ضرور رابطہ کرے گا۔

پورس اعلیٰ بی بی کے اس مکان میں پہنچ گیا۔ اعلیٰ بی بی نے کہا۔ ''آپ اس دوسرے کمرے میں جائیں۔ شیوانی انتظار کررہی ہے۔''

پورس اب سے پہلے شیوانی کو آئینے کی سطح پر دیکھتا تھا۔ جب وہ آئینے کے سامنے آکر اسے یاد کرتی تھی تو دوسری طرف وہ اسے آئینے میں دیکھنے لگتا تھا اور اس سے باتیں کرتا تھا۔ اس وقت آئینے کی سطح پر اسے اپنی وہی شیوانی دکھائی دیتی تھی۔

وہ اس سے ملنے کے لیے دوسرے کمرے میں پہنچا تو الکا اگنی ہوتری کو دیکھ کر ٹھٹک گیا۔ ایک حسین و جمیل دوشیزہ اس کے سامنے کھڑی ہوئی تھی لیکن اس کی شیوانی دکھائی نہیں دے رہی تھی۔ وہ الکا اگنی ہوتری کو نہیں پہچانتا تھا لیکن اس کے اندر رہنے والی شیوانی نے اسے پہچان لیا تھا۔ وہ اسے دیکھتے ہی دوڑتی ہوئی آکر اس سے لپٹ گئی پھر بولی ''میں ہوں تمہاری شیوانی، یہ میرا نیا جسم ہے۔''

یہ کہتے ہی وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔ اس وقت وہ دُہرے جذبات سے گزر رہی تھی۔ ایک تو اسے بچھڑا ہوا شوہر مل رہا تھا لیکن دوسری طرف اس کا بیٹا ملتے ملتے بچھڑ گیا تھا۔

وہ جگر کا ٹکڑا کہاں ہوگا؟ کس حال میں ہوگا؟ یہ سوچ سوچ کر دل گھبرا رہا تھا۔ وہ روتے ہوئے بولی ''مجھے تم سے مل کر خوشی ہورہی ہے۔ بہت خوشی ہورہی ہے لیکن میری ممتا ماتم کررہی ہے۔ مجھ سے پوچھ رہی ہے کہ بیٹا کہاں ہے؟ کس حال میں ہے؟ میں اسے کہاں ڈھونڈنے جاؤں؟''

وہ اسے تھپکتے ہوئے بولا ''آنسو بہانے سے بیٹا نہیں ملے گا۔ صبر کرو، حوصلہ کرو ہمارے تمام ٹیلی پیتھی جاننے والے اسے تلاش کررہے ہیں۔ تم جلد ہی اسے اپنی آغوش میں لے کر پیار کرسکو گی۔''

وہ اسے تھپک رہا تھا۔ سمجھا رہا تھا، صبر کی تلقین کررہا تھا۔ صبر تو کرنا ہی تھا۔ پتا نہیں وہ ننھا فتنہ کب تک ان کے صبر کو آزمانے والا تھا؟ تاشیا نے اس کے ننھے سے دماغ میں یہ بہت بڑی بات بھر دی تھی کہ ماں کو زندہ رکھنے کے لیے اس کی ممتا کو رلاتے رہنا ہوگا۔ ایک نہ ایک دن تو اسے صبر آہی جائے گا۔ پھر اس کی ماں ہنستے کھیلتے ایک طویل زندگی گزارتی رہے گی۔ اور وہ اسے دور سے دیکھ دیکھ کر خوش ہوتا رہے گا۔

☆☆☆

سونیا پر طویل بے ہوشی طاری تھی۔ ڈاکٹروں نے اس کے جسم سے سانپ کے زہر کو نکال ڈالا تھا۔ وہ خطرے سے باہر ہوگئی تھی ڈاکٹروں نے یقین سے کہا تھا کہ اب یہ زندہ رہے گی۔

بے شک وہ زندہ تھی۔ سانسیں لے رہی تھی لیکن ہوش میں نہیں آرہی تھی۔ کاشف جمال نے پریشان ہوکر پوچھا ''ڈاکٹر! کل کا دن گزر گیا۔ رات گزر گئی اور آج کا دن گزرنے والا ہے یہ ہوش میں کیوں نہیں آرہی ہے؟''

ڈاکٹر نے کہا ''سانپ کا زہر ایسا ہی ہوتا ہے جسے مارتا نہیں ہے اسے نشے میں مبتلا کردیتا ہے۔ اس وقت یہ گہرے نشے میں ڈوبی ہوئی ہیں۔ یہ زہریلا نشہ بہت ہی سست رفتاری سے کم ہوگا۔ پھر یہ ہوش میں آنے لگیں گی۔''

نومی کو فکر لاحق ہوگئی تھی کہ اس دوران میں اگر میں سونیا کے دماغ میں آنا چاہوں گا تو مجھے پتا چل جائے گا کہ وہ بے ہوش پڑی ہے اور ہوش میں آنے کے بعد میری گرفت میں آسکتی ہے۔ اس نے کاشف جمال سے کہا۔ ''ہمیں کسی نہ کسی طرح فرہاد کا راستہ روکنا چاہیے۔ اسے سونیا کے دماغ میں نہیں پہنچنا چاہیے۔''

وہ بولا ''اسے روکنا ممکن نہیں ہے۔ وہ ضرور روکتا نوٹ سونیا کے دماغ میں آتا ہوگا۔ اس بار بھی آئے گا تو اسے حقیقت معلوم ہوجائے گی۔''

''جب یہ ہوش میں آئے گی اور فرہاد اس کے اندر پہنچے گا تو تم اسے کوئی ایسا انجکشن لگاؤ گے جس سے اس کا دماغ سن ہوجائے۔ کسی بھی سوچ کی لہروں کو محسوس نہ کرسکے۔ اس طرح فرہاد اس کے دماغ میں یا تو پہنچ نہیں پائے گا۔ اگر پہنچے تو دماغ سن ہوچکا ہوگا۔ وہ اس کے ذریعے معلوم نہیں کرسکے گا کہ ہم نے اسے کس شہر کے کس اسپتال میں رکھا ہے؟''

''تم فرہاد کا دل جیتنا چاہتی ہو۔ لیکن اس طرح دوستی کم ہوتی جائے گی اور دشمنی بڑھتی جائے گی۔''

وہ تھوڑی دیر تک چپ رہی۔ پھر بولی ''اس بار میں ایک نیا ڈراما پلے کروں گی۔''

''اب کیا کرنا چاہتی ہو؟''

''جب تک ایک سونیا زندہ رہے گی۔ تب تک وہ دوسری سونیا کو کبھی قبول نہیں کرے گا۔''

کاشف جمال نے پریشان ہوکر پوچھا۔ ''کیا تم اسے مار ڈالنا چاہتی ہو؟''

''میں ایسی حماقت نہیں کروں گی۔ سونیا فرہاد کی جان ہے۔ میں اس کی جان لے کر زیادہ عرصے تک اسے دھوکا نہیں دے سکوں گی۔ اسے جب بھی حقیقت معلوم ہوگی تو وہ مجھے اذیت ناک سزائیں دے کر مار ڈالے گا۔''

''ابھی تم نے کہا ہے کہ ایک سونیا کو مرنا چاہیے؟''

''ہاں اور وہ میں ہوں۔ مجھے مرنا چاہیے۔''

''میں سمجھ گیا تم سونیا کی حیثیت سے مرنا اور نومی کرسٹل کی حیثیت سے زندہ رہنا چاہتی ہو۔''

''ہاں۔ میں کچھ ایسا ہی کرنا چاہتی ہوں۔ لیکن اسے یہ یقین دلاؤں گی کہ نومی کرسٹل مرچکی ہے۔ لہٰذا اب کوئی دوسری سونیا اس کے راستے میں نہیں آئے گی۔''

''اور تم اسے اس کی سونیا تک بھی نہیں پہنچنے دو گی۔ اس کے دماغ کو ناکارہ بنا کر رکھو گی۔''

''ہاں۔ میں یہی کروں گی پھر کبھی موقع پا کر وہی ناکارہ دماغ والی سونیا بن جاؤں گی۔ اور اس سونیا کو پھر کہیں غائب کردوں گی۔''

''فرہاد تمہارے لب و لہجے کو اچھی طرح پہچانتا ہے۔ اپنے آپ کو مردہ ثابت کرنے کے لیے تمہیں اپنے لب و لہجے کو ذہن سے مٹانا ہوگا۔''

''ہاں۔ اس مقصد کے لیے تم مجھ پر تنویمی عمل کرو گے اور میرے موجودہ لب و لہجے کو میرے ذہن سے بالکل مٹا دو گے۔ اس کے بعد فرہاد کی سوچ کی لہریں میرے دماغ میں نہیں پہنچ سکیں گی۔ بھٹکتی رہ جائیں گی اور وہ یہی سمجھے گا کہ میں مرچکی ہوں۔''

''جب تم عدنان کے معاملے میں کامیابی حاصل کرو گی اس کے بعد ہی خود پر تنویمی عمل کراؤ گی؟''

''نہیں عدنان کا معاملہ کھٹائی میں پڑ رہا ہے۔ پتا نہیں وہ کہاں گم ہوگیا ہے؟ اسے تلاش کرنا ہوگا۔ پہلے وہ سونیا سے اہم تھا۔ اب سونیا پھر اس سے زیادہ اہم ہوگئی ہے۔ اسے اپنی مٹھی میں رکھنے کے لیے جلد سے جلد ہمیں نئی تدبیر پر عمل کرنا ہوگا۔''

''میں یہ سن کر حیران ہوں کہ وہ ننھا سا بچہ تمہارے قابو میں نہیں آیا۔''

''میں اس کے متعلق بعد میں باتیں کروں گی۔ سونیا ابھی بے ہوش پڑی ہے تم اسپتال سے نکل کر فوراً گھر پہنچو اور اپنے بیڈ روم میں آکر لیٹ جاؤ۔ پہلے میں تم پر ایک مختصر سا تنویمی عمل کروں گی۔ جب تم تنویمی نیند سے بیدار ہوجاؤ گے تو پھر میری مرضی کے مطابق مجھ پر عمل کرسکو گے۔''

اس نے اسپتال کی ایک نرس کو دس ہزار روپے دیے۔ پھر اسے کہا ''اس مریضہ پر خاص توجہ رکھو۔ زیادہ سے زیادہ اس کے قریب رہو۔ جب بھی یہ ہوش میں آئے یا کوئی پرابلم ہو تو مجھے فون پر اطلاع دو میں چلا آؤں گا۔''

وہ اسی بنگلے میں آگیا جہاں سونیا کو چھپا کر رکھا گیا تھا۔ بیڈ روم میں پہنچ کر بستر پر لیٹ گیا۔ چاروں شانے چت ہوکر اپنے ہاتھ پاؤں ڈھیلے چھوڑ دیے۔ نومی اس کے اندر موجود تھی اس نے صرف ایک منٹ کے اندر اسے گہری نیند سلا دیا۔ وہ پہلے بھی اس کا معمول اور تابعدار تھا۔ اس پر پھر اس نے ایسا ہی عمل کیا اور خاص طور پر یہ تاکید کی کہ وہ نیند سے بیدار ہونے کے بعد جب نومی پر تنویمی عمل کرے گا تو اس کی نیت میں کوئی کھوٹ نہیں ہوگا۔ وہ نومی کا وفادار غلام ہوگا اور اس کی مرضی کے بغیر اسے اپنی معمولہ اور تابعدار نہیں بنائے گا۔

وہ اپنے اطمینان کے مطابق اس پر تنویمی عمل کرنے کے بعد سونیا کے اندر پہنچی۔ اس کے دماغ میں گہری خاموشی تھی۔ سوچ کی کوئی لہر نہیں تھی۔ وہ بدستور بے ہوش پڑی ہوئی تھی۔ کاشف جمال نے ایک نرس کو اچھی خاصی رقم دی تھی تاکہ وہ اس کے قریب رہے اور وہ سونیا کے پاس موجود تھی۔

اس نرس کے اور ڈاکٹر کے خیالات نے بتایا کہ سونیا ابھی اسی طرح بے ہوش رہے گی اور یہ یقین سے کہا نہیں جا سکتا تھا کہ وہ کب ہوش میں آئے گی؟

نومی کو اطمینان ہورہا تھا کہ میں اس کے دماغ میں آکر کوئی فائدہ حاصل نہیں کرسکوں گا۔ یہ بھی معلوم نہیں کرسکوں گا کہ وہ اس حالت میں کہاں بے ہوش پڑی ہوئی ہے؟

اطمینان ہونے کے باوجود یہ بے چینی تھی کہ آئندہ بھی وہ سونیا کو مجھ سے دور رکھنے میں کامیاب ہوسکے گی یا نہیں؟ وہ تھوڑی دیر بعد سونیا کے دماغ میں آگئی۔ ایسے ہی وقت اسے اعلیٰ بی بی کی آواز سنائی دی۔ وہ کہہ رہی تھی ''اوہ خدایا! ماما تو بے ہوش پڑی ہوئی ہیں۔ مجھے فوراً پاپا کو اطلاع دینی چاہیے۔''

نومی نے سمجھ لیا کہ اب وہ مجھے بلا کر لانے والی ہے اسے وہاں چپ چاپ رہنا چاہیے اور ہماری باتیں سن کر یہ معلوم کرنا چاہیے کہ سونیا کی بے ہوشی کے سلسلے میں ہم آیندہ کیا کرنے والے ہیں؟

تھوڑی دیر بعد اس نے میری آواز سنی۔ میں کہہ رہا تھا۔ ''پتا نہیں یہ کب سے بے ہوش ہے؟ اس کا دماغ بالکل سُن ہو چکا ہے۔ نہ سوچ کی کوئی لہر اُبھر رہی ہے اور نہ ہی یہ ہماری سوچ کی لہروں کو محسوس کر رہی ہے۔''

کبریا کی آواز سنائی دی۔ ''پاپا! ہمیں کسی نہ کسی طرح معلوم کرنا چاہیے کہ ماما اس حالت میں کہاں پڑی ہوئی ہیں؟''

اعلیٰ بی بی نے کہا ''اسی چڑیل نے کہیں چھپا رکھا ہے۔ ہمیں کبھی معلوم نہیں ہونے دے گی کہ یہ اس وقت کہاں ہیں؟''

میں نے کہا ''اب وہ زیادہ دیر تک تمہاری ماما کو ہم سے چھپا کر نہیں رکھ سکے گی۔ جیسے ہی یہ ہوش میں آئے گی ہم بہت کچھ معلوم کر لیں گے۔ پھر ایک لمحہ بھی ضائع کیے بغیر تمہاری ماما کے پاس پہنچ جائیں گے۔''

''سوال یہ پیدا ہوتا ہے۔ ماما بے ہوش کیسے ہو گئیں؟ کہیں ایسا تو نہیں کہ کسی حادثے سے دو چار ہو گئی ہوں؟''

''پاپا! آپ نومی سے رابطہ کریں۔ اس سے کچھ تو معلوم کریں۔''

میں نے کہا ''میں ابھی اس کے پاس جا رہا ہوں۔''

نومی بالکل سیدھی ہو کر بیٹھ گئی۔ اپنے سامنے رکھے ہوئے موبائل فون کو دیکھنے لگی۔ تھوڑی دیر بعد ہی بزر کی آواز سنائی دی۔ اس نے فوراً اسے اٹھا کر نمبر پڑھے۔ مسکرائی پھر بٹن دبا کر اسے کان سے لگاتے ہوئے بولی ''ہیلو! میں بول رہی ہوں۔''

میں نے سخت لہجے میں پوچھا ''سونیا کہاں ہے؟''

''وہ جہاں بھی ہے خیریت سے ہے۔''

''تم جھوٹ بول رہی ہو، وہ جہاں بھی ہے وہاں خیریت سے نہیں ہے۔ بے ہوش پڑی ہوئی ہے۔''

''اچھا۔ تو تم اس کے دماغ میں جا چکے ہو۔ اور اب یہ معلوم کرنے آئے ہو کہ وہ بے ہوش کیوں ہو گئی ہے؟''

''ظاہر ہے وہ بیٹھے بیٹھے تو بے ہوش نہیں ہو گئی ہو گی۔ تم نے یقیناً اس کے ساتھ کوئی ایسا سلوک کیا ہے جس کے نتیجے میں اس پر بے ہوشی طاری ہو گئی ہے۔''

''میں نے تم سے وعدہ کیا ہے کہ سونیا کو کبھی ذہنی اور جسمانی طور پر نقصان نہیں پہنچاؤں گی۔ یقین کر سکتے ہو تو کر لو میں نے اس کے ساتھ کچھ نہیں کیا تھا۔ میں اور میرے مسلح گارڈز ہر وقت اس کی حفاظت کرتے رہتے ہیں۔ لیکن......''

وہ کہتے کہتے رک گئی۔ میں نے پوچھا ''لیکن کیا؟''

''جو ہونی ہے وہ ہو کر رہتی ہے۔ ایک سانپ نے اسے ڈس لیا تھا۔''

میں نے پریشان ہو کر پوچھا ''کیا بکواس کر رہی ہو؟''

''تمہیں یقین نہیں آ رہا؟ سانپ بہت زہریلا تھا۔ بڑی مشکلوں سے اس کی جان بچائی گئی ہے۔ ڈاکٹروں نے کہا ہے کہ وہ خطرے سے باہر ہے لیکن چوبیس گھنٹے ہو چکے ہیں اسے ہوش نہیں آ رہا ہے۔''

''مجھے اس ڈاکٹر کے دماغ میں پہنچاؤ میں معلوم کروں گا کہ اس کے ساتھ کیا ہو رہا ہے؟''

''سوری فرہاد! میں جو کہہ رہی ہوں اس کا یقین کرو۔ ڈاکٹر نے کہا ہے کہ اسے رفتہ رفتہ ہوش آئے گا۔ زہر سے تو اسے بچا لیا گیا ہے لیکن وہ شاید اس کے لیے نشہ بن گیا ہے یہ نشہ رفتہ رفتہ کم ہو گا۔ تب ہی وہ ہوش میں آئے گی۔''

میں نے غصے سے کہا ''نومی! تم نے اپنی عمر بہت کم کر لی ہے۔ اگر خدانخواستہ میری سونیا کو کچھ ہوا تو میں اپنے تمام تجربے اور ہتھکنڈے آزما کر تمہاری شہ رگ تک پہنچ جاؤں گا۔ تمہیں ایک کے بعد دوسری سانس لینے نہیں دوں گا۔''

''میں جانتی ہوں' تمہارے ہاتھوں میرا انجام بہت ہی عبرت ناک ہو گا۔ لیکن میں ایسا کوئی موقع نہیں آنے دوں گی۔ سونیا کو میں نے بہت ہی خطرناک زہر سے بچا لیا ہے اور آیندہ بھی اس کی سلامتی کے لیے کوششیں کرتی رہوں گی۔''

''آیندہ تم کچھ نہیں کر سکو گی۔ ہوش میں آتے ہی ہم اس کے خیالات پڑھ کر فوراً اس کے پاس پہنچ جائیں گے اور تم اسے قیدی بنا کر نہیں رکھ سکو گی۔''

''اس کے ہوش میں آنے کے بعد کیا ہونے والا ہے یہ نہ میں کہہ سکتی ہوں اور نہ ہی یقین سے تم کوئی دعویٰ کر سکتے ہو۔''

میں سوچنے لگا۔ ''نومی مطمئن اور پُراعتماد کیوں ہے؟ وہ آیندہ ہمیں سونیا تک پہنچنے سے کیسے روک سکتی ہے؟''

یہ بات ذہن میں آئی کہ وہ سونیا کو ہوش میں نہیں آنے دے گی۔ جب بھی وہ ہوش میں آتی رہے گی تو اسے کسی طرح پھر بے ہوش کر دے گی۔ اگر اس نے ایسا کیا تو اس پر بہت ظلم کرے گی اور میں اسے ایسا کرنے نہیں دوں گا۔

میں نے اپنے خیال خوانی کرنے والوں کو تاکید کی کہ وہ سونیا کے دماغ میں مسلسل رہا کریں اور نومی کو خیال خوانی کے ذریعے کسی طرح کی بھی سازش کرنے نہ دیں۔ موجودہ حالات کا تقاضا تھا کہ نومی کسی طرح سونیا سے چند گھنٹوں کے لیے غافل ہو جائے کوئی ایسا طریقہ اختیار کیا جائے کہ وہ اس سے دور ہو جائے۔

وہ سونیا پر پوری توجہ دے رہی تھی۔ کبھی کبھی اپنے دہلی والے آلۂ کاروں کے اندر جا کر معلوم کرتی تھی کہ انہوں نے عدنان کا سراغ لگایا ہے یا نہیں۔ ایسے ہی وقت ایک آلۂ کار کی سوچ نے اسے بتایا کہ ایک عورت ایک لڑکے کے ساتھ تاج محل ہوٹل کی لابی میں دیکھی گئی ہے۔ وہ آلہ کار اس کی نگرانی کر رہا ہے۔

نومی نے پوچھا ''وہ عورت اور بچہ کہاں ہے؟''

''وہ ابھی رینٹ اے کار سے ایک گاڑی لے کر کہیں گئی ہوئی ہے۔''

''رینٹ اے کار والوں سے پوچھو وہ عورت کون ہے اس کا نام کیا ہے اور وہ ابھی کہاں گئی ہے؟''

میں چاہتا تھا کہ نومی سونیا کی طرف سے چند گھنٹوں کے لیے غافل ہو جائے۔ کسی طرح اس سے دور ہو جائے۔ اور قدرت نے یہ موقع پیدا کر دیا تھا۔ وہ ادھر عدنان کے معاملے میں معروف ہو گئی تھی۔ اسے پتا چلا کہ وہ عورت عدنان کو رینٹڈ کار میں بیٹھا کر کہیں شاپنگ کے لیے گئی ہے۔ اس نے تین گھنٹوں کے لیے وہ کار کرائے پر حاصل کی ہے۔ اس نے اپنے کئی آلۂ کاروں سے کہا کہ وہ دہلی کے مختلف شاپنگ سینٹرز میں جائیں۔ اس عورت اور بچے کو جگہ جگہ تلاش کرتے رہیں۔

وہ تین گھنٹوں کے لیے کار کرائے پر لے کر گئی تھی اور نومی تین گھنٹوں تک انتظار نہیں کرنا چاہتی تھی۔ اسے یہ اندیشہ تھا کہ دردان کو بھی معلوم ہو گا تو اس کے آلۂ کار بھی اس عورت اور بچے کے پیچھے پڑ جائیں گے۔ اور وہ نہیں چاہتی تھی کہ عدنان دردان کے ہاتھ لگ جائے۔

میں نہیں جانتا تھا کہ وہ اچانک ہی عدنان کے معاملے میں معروف ہو گئی ہے۔ اور یہ بھی نہیں جانتا تھا کہ اس کا دستِ راست کاشف جمال ایک گھنٹے کی تنویمی نیند سو رہا ہے۔ ایسے ہی وقت سونیا ہوش میں آ گئی۔

اعلیٰ بی بی نے مجھے پکارا ''پاپا! فوراً آ جائیں ماما ہوش میں آ گئی ہیں۔''

میں دوسرے ہی لمحے میں سونیا کے اندر پہنچ گیا۔ وہ ہوش میں آتے وقت آہستہ آہستہ کسمسا رہی تھی۔ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ ہوش میں آنے سے پہلے دوسرے حواس بیدار ہوتے ہیں۔ کان دھیمی دھیمی سی آوازیں سننے لگتے ہیں۔ ذہن جاگنے لگتا ہے اور سوچنے لگتا ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ایسی کوئی بات نہیں تھی اس وقت بھی اس کے دماغ میں سناٹا تھا۔ ہمیں اس کے آس پاس کی آوازیں سنائی نہیں دے رہی تھیں۔

پھر اس نے آہستہ آہستہ آنکھیں کھولیں تو ہم نے اس کے دماغ سے یہ معلوم کیا کہ اسے صاف طور سے دکھائی نہیں دے رہا ہے۔ ہر چیز دھندلی دھندلی سی ہے۔ کوئی شخص اس پر جھکا ہوا ہے ایک عورت بھی اس پر جھکی ہوئی ہے۔

ہم نے اندازہ لگایا کہ ڈاکٹر وغیرہ اس کا معائنہ کر رہے ہیں۔ جلد ہی اسے صاف طور سے دکھائی دینے لگے گا۔

ہمارا خیال درست نکلا۔ اسے واضح طور پر دکھائی دینے لگا۔ اس کی آنکھیں دیکھ رہی تھیں اور ذہن کہہ رہا تھا کہ کوئی شخص اس پر جھکا ہوا ہے اسے ادھر ادھر سے چھو رہا ہے۔ ان لمحات میں اس کا ذہن یہ سمجھنے سے قاصر تھا کہ وہ ایک ڈاکٹر ہے اور اس کا معائنہ کر رہا ہے۔

پھر وہ شخص اس سے کچھ کہنے لگا۔ وہ اسے چپ چاپ دیکھ رہی تھی لیکن کچھ سمجھ نہیں پا رہی تھی۔ اسے کچھ سنائی نہیں دے رہا تھا۔ ڈاکٹر کے ہونٹ خاموشی سے ہلتے ہوئے دکھائی دے رہے تھے۔

کبریا نے کہا ''مائی گاڈ! ایسا لگتا ہے ماما بہری ہو گئی ہیں۔ انہیں کچھ سنائی نہیں دے رہا ہے۔''

میں جلد سے جلد معلوم کرنا چاہتا تھا کہ وہ کہاں ہے؟ میں نے اس کے دماغ میں یہ سوچ پیدا کی کہ اسے کچھ بولنا چاہیے۔ ڈاکٹر سے پوچھنا چاہیے کہ وہ کس شہر کے کس اسپتال میں ہے؟

میں اس کے اندر بار بار بولنے کی تحریک پیدا کر رہا تھا۔ تب اس کے ہونٹوں میں جنبش پیدا ہوئی۔ وہ کچھ بولنا چاہتی تھی۔ ڈاکٹر اسے دیکھ رہا تھا سمجھنے کی کوشش کر رہا تھا، لیکن سمجھ نہیں پا رہا تھا۔ اعلیٰ بی بی نے کہا ''پاپا! ماما کچھ بول نہیں پا رہی ہیں۔ کیا یہ گونگی ہو گئی ہیں؟''

میں نے کہا ''میرے خدا! نہ یہ سوچ سکتی ہے نہ بول سکتی ہے۔ زہر نے اس کے دماغ کو بُری طرح متاثر کیا ہے۔ ہمیں جلد از جلد تمہاری ماما کے پاس پہنچنا چاہیے۔''

ہم سب نے اس کے اندر یہ تحریک پیدا کی کہ وہ

اشارے سے کاغذ اور قلم کا مطالبہ کرے اور پھر کاغذ پر یہ لکھ کر پوچھے کہ وہ اس وقت کہاں ہے؟

ہم سب اس کے ذہن پر زور ڈال رہے تھے اور وہ کسمسا رہی تھی۔ مٹھیاں بھینچ رہی تھی۔ ڈاکٹر پریشان ہو کر دیکھ رہا تھا وہ ایڑیاں رگڑ رہی تھی اور غصے میں آ رہی تھی۔

جیسا کہ میری داستان میں ذکر ہو چکا ہے۔ میں اور میرے دو بیٹے زہریلے ہیں ہمارے جسم میں بہت پہلے سانپوں کا زہر اتر چکا ہے۔ منجالی نامی ایک زہریلی دوشیزہ میری زندگی میں آئی تھی اس کی وجہ سے میری رگوں میں بھی زہر دوڑنے لگا تھا۔ میں جانتا ہوں کہ زہر کے عمل اور ردِعمل کو برداشت کرنا بہت مشکل ہوتا ہے۔ اور جب برداشت ہو جائے دوبارہ زندگی مل جائے تو انسان اس زہر کے زیرِ اثر رہتا ہے۔

میں اور میرے بیٹے کچھ عرصے کے لیے زہریلے ہو گئے تھے اور ہمیشہ غصے اور جنون میں رہتے تھے۔ یہی حالت اس وقت سونیا کی ہو گئی تھی۔

ایسے وقت نوی بھی اس کی خیریت معلوم کرنے کے لیے اس کے دماغ میں آ گئی تھی۔ اور اسے زہریلے حالات سے دوچار ہوتے دیکھ رہی تھی۔ یہ بات اچھی طرح سمجھ گئی تھی کہ نہ وہ بول سکتی ہے نہ ابھی سُن سکتی ہے۔ خیال خوانی کی لہروں کو برداشت نہیں کر رہی ہے۔ سوچ کی لہروں کے ذریعے اس کے ذہن پر زور ڈالا جا رہا تھا۔ اس لیے وہ طیش میں آ رہی تھی۔

ہم نے ڈاکٹر اور نرس وغیرہ کی آوازیں نہیں سنی تھیں۔ ۔ان کے دماغوں میں نہیں جا سکتے تھے لیکن نوی ان کے اندر موجود تھی۔ ڈاکٹر کے ذریعے معلوم کر رہی تھی کہ زہر نے اس کے ذہن پر بُری طرح اثر کیا ہے۔ وہ فی الحال سننے اور بولنے سے معذور ہو گئی ہے اور کسی وجہ سے جنون میں مبتلا ہو رہی ہے۔

نوی اس کے دماغ میں مجھے مخاطب کر کے کہنا چاہتی تھی کہ میں اس کے اندر پہنچنے کے باوجود اسے حاصل نہیں کر پاؤں گا۔ اس نے مجھے مخاطب کیا "فرہاد!"

سونیا کے دماغ میں اس کی سوچ کی لہر ابھرتے ہی اس نے ایک چیخ ماری پھر یک بارگی سانس روک لی۔ ہم سب اس کے دماغ سے باہر نکل گئے۔ وہ طویل بے ہوشی کے بعد کمزور ہو گئی تھی۔ یوگا میں مہارت کا اظہار نہیں کر سکتی تھی۔ ایک بار سانس روکنے کے بعد بار بار نہیں روک سکتی تھی۔ یہ بات نوی بھی سمجھ رہی تھی۔ ہم سب پھر اس کے دماغ میں پہنچے تو اس نے پھر ایک چیخ ماری اور سانس روک لی۔ ہماری سوچ کی لہریں پھر باہر نکل گئیں۔

نوی نے ڈاکٹر کے خیالات پڑھے۔ اس کے خیالات کہہ رہے تھے۔ "زہر کا اثر ہے۔ اس کا ذہن کسی وجہ سے بُری طرح متاثر ہو رہا ہے۔ وجہ میری سمجھ میں نہیں آ رہی ہے۔ اس کا جسم بار بار ایسے اکڑ جاتا ہے جیسے سانسیں روک رہی ہو۔ فی الحال اسے گہری نیند سلانا ضروری ہے۔"

ڈاکٹر نے اسے نیند کا انجیکشن لگایا۔ بھلا نیند کی دوا زہریلے دماغ پر کیا اثر کرتی؟ لیکن وہ تھک ہار کر سو گئی۔

نوی ڈاکٹر کے اندر پہنچ کر بہت کچھ معلوم کر رہی تھی لیکن ہم کچھ معلوم نہیں کر سکتے تھے۔ جب سونیا گہری نیند میں ڈوبنے لگی تو میں نے اندازہ کیا کہ ڈاکٹر اسے جنون اور غصے سے باز رکھنے کے لیے سُلانا چاہتا ہے۔ شاید اس نے کوئی دوا آزمائی ہے۔ تب ہی وہ گہری نیند میں ڈوبتی جا رہی ہے۔

میں نے اعلیٰ بی بی اور کبریا سے کہا "اس کے دماغ میں رہ کر کوئی بات نہ کریں۔ اسے گہری نیند سونے دیں۔ جب وہ بیدار ہو گی تو شاید سننے اور بولنے کے قابل ہو جائے گی۔"

اعلیٰ بی بی نے میرے پاس آ کر کہا "اس دشمن عورت کو موقع مل رہا ہے۔ وہ ماما کے خلاف کوئی سازش کر رہی ہو گی ان کے ہوش میں آتے ہی پھر کوئی چال چلے گی۔ انہیں ہم سے دور کر دے گی۔"

کبریا نے کہا "یہ کیسی مجبوری ہے کہ ہم اپنی ماما کا پتا ٹھکانا معلوم نہیں کر سکتے اور وہ کم بخت دشمن ان کے پاس پہنچی ہوئی ہو گی۔"

اعلیٰ بی بی نے کہا "وہ ڈاکٹر تبدیل کر دے گی۔ جگہ تبدیل کر دے گی پھر ہم کچھ نہیں کر پائیں گے۔"

میں نے کہا "بیٹے! اللہ تعالیٰ پر بھروسا رکھو اور دعائیں مانگتی رہو کہ زہر کے اثرات جلد سے جلد ختم ہوتے رہیں۔ پتا نہیں وہ کتنا زہریلا سانپ تھا اس کے اثر سے خدانخواستہ وہ دماغی مریضہ بن سکتی ہیں۔"

کاشف جمال ایک گھنٹے بعد نوی نیند سے بیدار ہو گیا تھا۔ نوی نے اسے سونیا کے موجودہ حالات بتائے۔ پھر کہا "مجھے عدنان کا بھی سراغ مل رہا ہے۔ میں دہلی والے آلۂ کاروں کے پاس جا رہی ہوں۔ تم خیال خوانی کے ذریعے سونیا کے اندر جاتے رہو۔ ابھی غسل کر کے فریش ہو جاؤ پھر سیدھے اسپتال پہنچو اور وہیں سونیا کے قریب رہا کرو۔ میں تمہارے پاس آتی جاتی رہوں گی۔"

وہ پھر دہلی کے آلہ کاروں کے اندر پہنچنے لگی۔ تمام آلۂ کار عدنان اور اس عورت کو شہر کے تمام شاپنگ سینٹرز میں ڈھونڈتے پھر رہے تھے۔ ایک آلۂ کار نے اس بچے کو ایک شاپنگ سنٹر کے سامنے دیکھ لیا۔ نوی نے کہا "فوراً اپنے کسی ساتھی کو مدد کے لیے بلاؤ۔ اس بچے کو اٹھا کر گاڑی میں ڈالو اور ایک لمحہ بھی ضائع کیے بغیر اسے یہاں سے لے چلو۔"

وہ تیزی سے چلتا ہوا اس عورت ارچنا کے پاس آیا پھر اسے ریوالور دکھاتے ہوئے بولا۔ "خبردار! اپنی زندگی چاہتی ہو تو بچے کو ہمارے حوالے کر دو۔"

یہ کہہ کر اس نے عدنان کی طرف دیکھا۔ لیکن نظریں ملتے ہی اسے دیکھتا کا دیکھتا ہی رہ گیا۔ اس کے چہرے سے شیوانی کی آنکھیں گھور رہی تھیں۔ وہ آنکھیں اتنی پُرکشش تھیں کہ وہ وہاں سے نظریں ہٹانا بھول گیا۔ وہ اپنے اندر کمزوری محسوس کر رہا تھا۔ نوی نے پوچھا "یہ تمہیں کیا ہو گیا ہے؟ اس بچے کو اٹھاؤ۔"

پھر نوی نے محسوس کیا کہ اس بچے کی آنکھیں اس آلۂ کار کے ذہن میں چبھ رہی ہیں۔ ایک خنجر کی طرح پیوست ہو رہی ہیں اور اس کے ہاتھ پاؤں ڈھیلے پڑتے جا رہے ہیں۔ ادھر ارچنا کے دماغ میں تاشا موجود تھی۔ اس نے تاشا کے مرضی کے مطابق آگے بڑھ کر اس سے ریوالور چھین لیا۔ وہ کچھ نہ بولا۔ کچھ نہ کر سکا۔ گم صُم کھڑا رہا۔

ایسے ہی وقت ایک اور شخص کہیں سے دوڑتا ہوا آیا پھر اس نے ارچنا سے کہا۔ "ریوالور پھینک دو' ورنہ میں اس بچے کو گولی مار دوں گا۔"

عدنان نے آگے بڑھ کر اس سے کہا "مجھے دیکھو۔"

اس نے سر جھکا کر اسے دیکھا تو پھر دیکھتا ہی چلا گیا۔ اس کی نظروں سے اپنی نظریں نہ ہٹا سکا۔ اسی وقت ارچنا نے اس کے ہاتھ پر گولی ماری۔ ریوالور ہاتھ سے گر کر دور چلا گیا۔ عدنان نے دوڑ کر اس ریوالور کو اٹھا لیا۔ وہ دونوں جیسے پتھر کے ہو گئے تھے۔ عدنان' ارچنا کے ساتھ تیزی سے چلتا ہوا ہوٹل کی اس رینٹڈ کار میں جا کر بیٹھ گیا۔

نوی یہ دیکھ کر حیران ہو رہی تھی کہ ایک بچے کی آنکھوں میں ایسی مقناطیسی قوت ہے' جو اس کے منصوبے کو ناکام بنا رہی ہے۔ اس کے آلۂ کار کے ہاتھ پاؤں ایسے ڈھیلے پڑ گئے تھے کہ وہ اس بچے کے پیچھے جانے کے قابل نہیں رہا تھا۔ وہ دونوں کار میں بیٹھ کر جا رہے تھے اور نظروں سے دور ہوتے جا رہے تھے۔

نوی نے اپنے آلۂ کار کے ذریعے اس شخص کو دیکھا جس کے ہاتھ میں گولی لگی تھی۔ اس کے آلۂ کار نے پوچھا "تم کون ہو؟"

اس کا ہاتھ زخمی ہو گیا تھا۔ وہ تکلیف سے کراہتے ہوئے بولا "میں کوئی بھی ہوں تمہیں اس بچے کے پیچھے جانا چاہیے تھا۔ تم ریوالور رکھ کر بھی اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکے۔"

نوی کے آلۂ کار نے کہا "تم نے ریوالور رکھ کر اس کا کیا بگاڑ لیا تھا۔ کیوں مجھے طعنے دے رہے ہو؟"

نوی نے اس زخمی شخص کے اندر پہنچ کر اس کے خیالات پڑھے۔ پتا چلا کہ اس کے دماغ میں کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا آتا ہے۔ وہ اس کی مرضی کے مطابق اس کا کام کرتا رہتا ہے۔

ادھر وردان نے نوی کے آلۂ کار کی آواز سنی تھی اس کے اندر اس کے خیالات پڑھے تو پتا چلا کہ اس آلہ کار کے اندر کوئی عورت آتی ہے۔ اسے حکم دیتی ہے تو وہ اس کے احکامات کی تعمیل کرتا رہتا ہے۔ وردان نے سمجھ لیا کہ وہ ٹیلی پیتھی جاننے والی نوی ہی ہے۔

وہ دماغی طور پر اپنی جگہ حاضر ہو کر زیرِ لب بڑبڑانے لگا "سؤر کی بچی مجھ سے دوستی کر رہی ہے اور درپردہ دھوکا دے رہی ہے۔ اپنے خاص آلۂ کاروں کے ذریعے اس بچے کو اغوا کرا رہی ہے۔ اسے صرف فرہاد سے ہی نہیں مجھ سے بھی دور کر دینا چاہتی ہے۔ جبکہ جانتی ہے کہ وہ بچہ میرے لیے بہت اہم ہے۔"

وہ عدنان کے بارے میں سوچنے لگا۔ "بے شک یہ بچہ اب میرے لیے اور زیادہ اہم ہو گیا ہے۔ اس کی آنکھوں میں پتا نہیں کیسی پُراسرار قوت ہے کہ میرا آلۂ کار ریوالور رکھ کر بھی اس کا اور اس عورت کا کچھ نہ بگاڑ سکا۔ اس کی آنکھوں میں دیکھتا رہ گیا۔ میں خیال خوانی کے ذریعے اسے حکم دے رہا تھا اور وہ میری بات نہیں سن رہا تھا۔"

وہ اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ ادھر سے ادھر ٹہلتے ہوئے سوچنے لگا۔ "اوہ گاڈ! اس کتاب میں درست ہی لکھا تھا کہ وہ ننھا فتنہ ہے۔ مگر وضاحت سے نہیں لکھا گیا تھا۔ اب اس کی پُراسرار قوت سے پتا چل رہا ہے کہ وہ بچہ غیر معمولی ہے اور عجیب و غریب ہے۔ واقعی میرے لیے قدم قدم پر مصیبتیں پیدا کرتا رہے گا۔ مجھے ہر حال میں اس بچے کو حاصل کرنا ہے۔"

اس نے فون پر نوی کے نمبر پنچ کیے۔ پھر رابطہ ہونے پر کہا "ہمارے آلۂ کار کے دماغ میں آؤ۔ میں بات کرنا چاہتا ہوں۔"

اس نے فون بند کردیا۔ وہ دونوں اپنے ایک آلۂ کار کے اندر پہنچ گئے۔ وردان نے کہا "ابھی تمہارا آلۂ کار تقریباً عدنان کے قریب پہنچ گیا تھا لیکن تم اس کے ذریعے اس بچے کو اغوا کرنے میں ناکام رہی ہو۔"

"تمہارا آلۂ کار بھی وہاں پہنچ کر ناکام رہا ہے۔ وہ عورت اسے زخمی کرکے عدنان کو وہاں سے لے گئی ہے۔"

"تم مجھے پہلے بتا سکتی تھیں کہ اپنے آلۂ کار کے ذریعے اسے اغوا کرنے والی ہو۔"

"کیا بتانا ضروری تھا؟ یہ ہم دونوں ہی جانتے ہیں کہ اپنے اپنے آلۂ کاروں کے ذریعے اس بچے کو گھیرنے کی کوششیں کرتے رہتے ہیں اور ناکام ہوتے رہتے ہیں۔"

"یہ درست ہے لیکن اس سے پہلے مجھے تم یہ اطلاع دیتیں کہ اس وقت اپنے آلۂ کار کے ذریعے عدنان کو دیکھ چکی ہو اور اسے اغوا کرنے والی ہو تو میں بھی اپنے آلۂ کاروں کے ذریعے تمہاری مدد کرتا۔"

"دیکھو مسٹر وردان! تم بھی اپنے ذرائع سے اس بچے کو دیکھ چکے تھے اور اس کے تعاقب میں تھے لیکن تم نے مجھے اطلاع نہیں دی۔"

وہ ایک گہری سانس لے کر بولا "ٹھیک ہے، میں نے تمہیں اطلاع نہیں دی۔ تم نے بھی میرے ساتھ یہی کیا ہے۔ ہم دونوں جب تک ایک دوسرے پر اعتماد نہیں کریں گے۔ ایک دوسرے کے لیے معلومات کا ذریعہ نہیں بنیں گے اور متحد ہوکر اس بچے کو گھیرنے کی کوششیں نہیں کریں گے تب تک ہمیں کامیابی حاصل نہیں ہوگی۔"

لومی نے کہا "ابھی اس بچے کے بارے میں ایک نیا انکشاف ہوا ہے۔ اس کی آنکھیں غیر معمولی ہیں وہ جسے دیکھتا ہے اسے سحرزدہ کردیتا ہے۔"

"ہاں۔ میں نے بھی اپنے آلۂ کار کے اندر رہ کر یہی محسوس کیا تھا۔ اس کے ہاتھ میں ریوالور تھا لیکن وہ گولی نہ چلا سکا۔ اس بچے کی آنکھوں میں دیکھتا ہی رہ گیا۔"

لومی نے کہا "میرے آلۂ کار کے ہاتھ پاؤں بھی ڈھیلے پڑ گئے تھے اور اس عورت نے اس سے ریوالور چھین لیا تھا۔ اب ہمیں یہ بات اچھی طرح سمجھ لینی چاہیے کہ ہم کسی معمولی بچے کو اغوا کرنے کی کوشش نہیں کررہے ہیں۔ وہ بچہ ہمیں لوہے کے چنے چبوائے گا۔"

"وہ عورت تاج محل ہوٹل سے رینٹڈ کار لے کر گئی تھی یقیناً وہ کار واپس کرنے کے لیے ضرور جائے گی۔ ہمیں اپنے آلۂ کاروں کے ذریعے اس سے پہلے ہی وہاں پہنچنا چاہیے۔"

"امید تو نہیں ہے کہ وہ وہاں جاکر کار واپس کرنے کی حماقت کرے گی۔ پھر بھی ہمیں اپنے آلۂ کاروں کے ذریعے وہاں پہنچ کر دیکھنا چاہیے کہ کیا ہورہا ہے؟"

وہ اس ایجنسی میں پہنچے جہاں سے وہ رینٹڈ کار لے کر گئی تھی۔ اس ایجنسی کے مالک کے خیالات پڑھے گئے۔ پتا چلا "تھوڑی دیر پہلے اس عورت نے فون کیا تھا کہ ان کی کار ایئرپورٹ کے پارکنگ ایریا میں کھڑی ہوئی ہے وہ وہاں جاکر اسے وصول کرلیں۔"

لومی اور وردان پھر اپنے اس ایک آلۂ کار کے دماغ میں آگئے۔ لومی نے کہا "عدنان ابھی پانچ برس کا ہے۔ بے شک قدرتی طور پر غیر معمولی صلاحیتیں رکھتا ہے لیکن اتنا ذہین نہیں ہے کہ حالات کے مطابق کامیاب پلاننگ کرتا رہے اور اس پر عمل کرتا رہے۔"

وردان نے کہا "اس کے ساتھ جو عورت ہے وہ یقیناً بہت ذہین ہے اور شاید وہ ٹیلی پیتھی جانتی ہے۔ یا پھر کسی ٹیلی پیتھی جاننے والے کی آلۂ کار بنی ہوئی ہے۔ اور عدنان کو ہم سب سے چھپانے کی کوششیں کررہی ہے۔"

"اس نے وہ رینٹڈ کار ایئرپورٹ کے پارکنگ ایریا میں چھوڑی ہے۔ کیا وہ عدنان کو لے کر اس شہر سے کہیں دوسری جگہ جارہی ہے؟"

"ہوسکتا ہے، وہ اندرونِ ملک ایک شہر سے دوسرے شہر جارہی ہو۔ دہلی میں عدنان کے لیے خطرہ محسوس کرتے ہوئے یہ شہر چھوڑ رہی ہو۔"

وہ ایئرپورٹ کے متعلقہ افراد کے دماغوں میں پہنچ کر معلوم کرنے لگے کہ ایک عورت اپنے بچے کے ساتھ کس فلائٹ کے ذریعے کس شہر کی طرف جارہی ہے؟

وہ کئی گھنٹے تک معلومات حاصل کرتے رہے اور دھوکا کھاتے رہے۔ کیونکہ ایئرپورٹ میں کتنی عورتیں تھیں جو اپنے بچوں کے ساتھ سفر کررہی تھیں۔ کچھ عورتیں تنہا تھیں، کچھ اپنے خاندان والوں کے ساتھ تھیں۔ اس طرح وہ معلومات حاصل کرنے کے سلسلے میں الجھتے رہے۔

تاشا چاہتی تھی کہ عدنان اس عورت ارچنا کے ساتھ دہلی شہر چھوڑ دے اور کسی دوسری جگہ چلا جائے۔ لیکن اس نے کہا "میری ماما جہاں رہیں گی، وہیں میں بھی رہوں گا۔ جب بھی موقع ملے گا انہیں دور ہی دور سے دیکھتا رہوں گا۔"

تاشا نے کہا "یہاں تمہارے لیے قدم قدم پر خطرہ ہے۔ اپنے اور پرائے سبھی جانتے ہیں کہ تم ایک عورت کے ساتھ ہو لہٰذا تمہیں ڈھونڈ لینا ان کے لیے آسان ہوگا۔ تمہیں ایک لمحہ بھی ضائع کیے بغیر اس شہر سے نکل جانا چاہیے۔"

ارچنا نے بھی اس سے کہا "میں نے دیوی ماں سے تمہاری حفاظت کی ذمے داری لی ہے۔ تم سے التجا کرتی ہوں، یہ شہر چھوڑ دو۔ ابھی ہم ٹرین کے ذریعے ممبئی جائیں گے۔"

تاشا نے کہا "عدنان! ہماری بات مان لو۔ میں وعدہ کرتی ہوں، تم جہاں جاؤ گے تمہاری ماما بھی وہیں پہنچیں گی۔ جب انہیں معلوم ہوگا کہ تم اس شہر میں نہیں ہو، ممبئی گئے ہوئے ہو تو وہ ضرور تمہارے پیچھے وہاں پہنچیں گی۔"

وہ بولا "تم کہتی ہو تو میں یہاں سے چلا جاؤں گا لیکن میری ماما اگر میرے پیچھے نہیں آئیں گی تو میں تم سے ناراض ہوجاؤں گا تم سے دوستی نہیں کروں گا۔"

"میں تمہیں ناراض نہیں ہونے دوں گی۔ اگر تمہاری ماما وہاں نہیں آئیں گی تو پھر وہ جہاں بھی ہوں گی میں تمہیں وہاں پہنچا دوں گی۔"

وہ راضی ہوگیا۔ ارچنا کے ساتھ ایک ٹرین میں سوار ہوگیا۔ دوسری طرف شیوانی اپنے بیٹے کے لیے پریشان ہورہی تھی۔ پورس کے ساتھ ایک کار میں بیٹھ کر دہلی کی سڑکوں پر اور وہاں کی تنگ اور کشادہ گلیوں میں گھومتی پھر رہی تھی۔ ہر بچے کو توجہ سے دیکھ رہی تھی۔ خیال خوانی کرنے والے ہوٹلوں میں اور ایسے مکانوں میں اسے تلاش کررہے تھے۔ جہاں پے انگ گیسٹ کے طور پر رہا جاتا ہے۔

رات ہوئی تو شیوانی نے کھانا نہیں کھایا۔ کہنے لگی "نہ جانے میرے بچے نے کھایا ہے یا نہیں؟ پتا نہیں بھوکا پیاسا کہاں بھٹک رہا ہوگا؟"

اعلیٰ بی بی نے کہا "کبھی کبھی اس کے دماغ میں ہمیں جگہ ملتی ہے تو ہم اس کے خیالات پڑھنے کی کوششیں کرتے ہیں۔ ایسے وقت پھر اس کے کئی خیالات آپس میں گڈمڈ ہو جاتے ہیں۔ ہمیں بس اتنا ہی معلوم ہوتا ہے کہ وہ جہاں بھی ہے خیریت سے ہے اور کسی دشمن کے زیرِ اثر نہیں ہے۔"

پورس نے اعلیٰ بی بی سے کہا "عالی! اسے زبردستی کھانا کھلاؤ ورنہ یہ بھوکی بھی رہے گی اور تمام رات جاگتی بھی رہے گی۔"

اعلیٰ بی بی نے اس کے دماغ پر قبضہ جمایا تو وہ ان کے ساتھ بیٹھ کر کھانے لگی۔ اس نے کھانے کے دوران کہا "میں خوب سمجھ رہی ہوں عالی میرے اندر رہ کر مجھے کھانے کی طرف مائل کررہی ہے اور میں بے اختیار کھاتی جارہی ہوں۔ لیکن میں آج رات جاگتی رہوں گی۔ تم وعدہ کرو میرے دماغ میں نہیں آؤ گی مجھے جبراً نہیں سلاؤ گی۔"

پورس نے کہا "تم رات کے وقت میرے ساتھ رہو گی تو میری بہن تمہارے پاس نہیں آئے گی۔ تم اطمینان رکھو۔"

کھانے کے بعد پورس نے چپکے سے اعلیٰ بی بی کو سمجھایا کہ وہ اس کے دماغ میں آکر اسے تھپک تھپک کر سلا دے۔

وہ بولی "میں ایسا ہی کروں گی لیکن ہم کب تک ایک ماں کو بہلاتے رہیں گے؟"

"کچھ تو کرنا ہی ہوگا۔ جب یہ سو جائے تو تم خیال خوانی کے ذریعے عدنان کو اس کے خواب میں پہنچاؤ۔ ماں بیٹے کو ایک دوسرے سے ملاؤ۔ اس طرح اس کے دل کو کچھ تو تسکین حاصل ہوگی۔"

ادھر بیٹا ماں کے لیے پریشان ہوتا تھا۔ اس کے قریب نہیں جانا چاہتا تھا لیکن دور ہی دور سے اسے دیکھنا اور اپنے دل کو تسلی دینا چاہتا تھا۔ ادھر ماں اپنی ممتا سے مجبور تھی اس کے لیے تڑپ رہی تھی۔ وہ سونا نہیں چاہتی تھی۔ اس کے لیے سوچتے رہنا چاہتی تھی کہ پتا نہیں وہ کہاں ہوگا اور کس حال میں ہوگا؟

لیکن اعلیٰ بی بی نے اسے بڑے غیر محسوس طریقے سے ٹیلی پیتھی کے ذریعے تھپک تھپک کر سلا دیا۔ اس کے خوابیدہ ذہن میں بیٹے کا تصور پیش کیا تو وہ اسے خواب میں دکھائی دینے لگا۔ وہ تڑپ کر بولی "بیٹے! مجھ سے دور کیوں ہوگئے ہو؟"

وہ بولا "ماما! میں مجبور ہوں دشمنوں نے ہمارے درمیان دیواریں کھڑی کردی ہیں۔ اگر میں آپ سے آکر ملوں گا تو میرے پیچھے دشمن بھی آپ تک پہنچ جائیں گے اور میں یہ نہیں چاہتا۔"

شیوانی نے اپنے آس پاس دیکھتے ہوئے کہا "یہاں مجھے دور یا نزدیک کوئی دشمن دکھائی نہیں دے رہا ہے۔ اب تو آجاؤ بیٹے! ماں کے کلیجے سے لگ جاؤ۔ میں تمہارے بغیر نہیں رہ سکوں گی۔"

عدنان دوڑتا ہوا آیا پھر ماں سے لپٹ گیا اپنی ننھی ننھی بانہیں اس کی گردن میں حمائل کردیں۔ ماں کی دھڑکنوں سے لگ کر بولا "میں آپ کی سلامتی اور خوشحالی چاہتا ہوں۔ جب تک ہمارا دشمن وردان دشوانا تھ زندہ ہے اس وقت تک میں آپ سے دور رہوں گا۔ اپنے ذریعے اسے کبھی آپ کے قریب نہیں پہنچنے دوں گا۔"

وہ بیٹے کے چہرے کو اور گردن کو جگہ جگہ سے چومنے لگی، اسے بار بار دھڑکنوں سے لگانے لگی، روتے ہوئے کہنے لگی "پتا نہیں وہ دشمن کب مرے گا، کب ہم ہمیشہ کے لیے

ایک ہو جائیں گے اور دن رات ساتھ رہا کریں گے؟“

ایسے آثار نظر نہیں آ رہے تھے۔ بیٹے نے ماں کی طویل زندگی کے لیے یہ طے کر لیا تھا کہ کبھی اس کے سامنے نہیں آئے گا۔ کبھی اس کی دھڑکنوں سے نہیں لگے گا۔ ادھر وہ ارچنا کے ساتھ ٹرین میں سفر کرنے کے دوران سو رہا تھا اور تاشا اس کے خواب میں اس کی ماں شیوانی کو پیش کر رہی تھی۔

اس کی طرف سے پیش ہونے والی شیوانی کہہ رہی تھی ”بیٹے! تم جہاں جاؤ گے‘ وہاں میں تمہارے پیچھے آؤں گی۔ تم نے دہلی شہر چھوڑ کر دانشمندی کا ثبوت دیا ہے۔ تاشا تمہاری سچی دوست ہے۔ وہ ساری زندگی تمہاری وفادار رہے گی۔ تم اس کے مشوروں پر عمل کرتے رہا کرو۔“

ادھر اعلیٰ بی بی ماں بیٹے کو خواب میں ملا رہی تھی اور ایک ماں کی ممتا کو تسکین پہنچا رہی تھی۔ ادھر تاشا بھی یہی کر رہی تھی۔ خواب میں ماں بیٹے کو ملا کر عدنان کے دماغ میں یہ بات نقش کر رہی تھی کہ اسے اپنی تاشا پر اندھا اعتماد کرنا چاہیے اور اس کے مشوروں پر عمل کرتے رہنا چاہیے۔

میرا پانچ برس کا پوتا ایسا دل والا تھا‘ ایسی محبت کرنے والا تھا کہ ماں سے دور رہ کر اپنے پیار کی قربانی دے رہا تھا۔ اتنا سا بچہ جیسی قربانی پیش کر رہا تھا‘ ایسی مثال شاید دنیا میں کہیں نہیں ملے گی۔

☆☆☆

سونیا گہری نیند میں تھی۔ ہم سب کی توجہ اسی کی طرف تھی۔ نیند کی دوا کھانے والے یا انجیکشن لگوانے والے ایک اندازے کے مطابق ساری رات سوتے رہتے ہیں۔ بعض ایسے بھی ہوتے ہیں جن پر دوا زیادہ دیر تک اثر نہیں کرتی اور وہ آدھی رات کو بھی اٹھ کر بیٹھ جاتے ہیں۔ مجھے سونیا سے بھی یہی توقع تھی۔

میرا ذاتی تجربہ کہہ رہا تھا کہ میں زہریلا ہوں۔ مجھ پر نہ تو زہر اثر کرتا ہے اور نہ ہی کوئی نشہ آور دوا مجھے متاثر کرتی ہے۔ سونیا پر بھی زہر حاوی تھا۔ جو خواب آور انجیکشن لگایا گیا تھا‘ اس کا اثر دیرپا نہیں ہو سکتا تھا۔

نومی بھی اس کے دماغ میں بار بار آ رہی تھی اور جا رہی تھی۔ ہمارے مقابلے میں اسے یہ سہولت حاصل تھی کہ وہ ڈاکٹر کے اور اسپتال کے دوسرے اہم افراد کے دماغوں میں جا سکتی تھی اور بہت کچھ معلوم کر سکتی تھی۔ پھر یہ کہ کاشف جمال بھی وہاں پہنچ گیا تھا۔ اس نے ڈاکٹر سے پوچھا۔ ”آخر یہ کب تک گہری نیند سوتی رہے گی؟“

”کچھ کہا نہیں جا سکتا۔ مریضہ کو بیدار ہو جانا چاہیے لیکن زہر بہت خطرناک تھا وہ ابھی تک ان کے ذہن پر مسلط ہے یہ اس وقت نشے کی حالت میں سو رہی ہے۔“

”کیا ایسی مسلسل بے ہوشی اور ایسی مسلسل نیند نقصان نہیں پہنچائے گی؟“

”بالکل نہیں۔ ہم نیند کے دوران میں زہریلا خون نکال رہے ہیں اور انہیں نیا خون دے رہے ہیں۔ امید ہے کہ زہر کا اثر کم سے کم ہوتا رہے گا۔ جب یہ بیدار ہوں گی تو پہلے کی طرح جنون میں مبتلا نہیں رہیں گی۔ کچھ نارمل ہو جائیں گی۔“

میں نے فون کے ذریعے نومی سے رابطہ کیا۔ پھر کہا۔ ”اپنی ضد اور دشمنی سے باز آ جاؤ۔ ڈاکٹروں نے تمہیں کہا ہوگا کہ سونیا خطرے سے باہر ہے۔ لیکن ہم چونکہ خود زہریلے رہ چکے ہیں اس لیے جانتے ہیں کہ وہ ابھی خطرے سے باہر نہیں ہے۔ اسے فوراً میرے پاس بھیج دو۔ بابا صاحب کے ادارے میں اس کا بڑی کامیابی سے علاج ہوگا۔“

”سوری فرہاد! میں بھی اس کا کامیابی سے علاج کرنے اور اسے صحیح سلامت رکھنے کے سلسلے میں کوئی کمی نہیں کر رہی ہوں۔ اور تم دیکھ رہے ہو کہ وہ زندہ سلامت ہے اور آئندہ بھی رہے گی۔ یہ میرے پاس تمہاری امانت ہے اور میں امانت میں خیانت نہیں کروں گی۔ تم اسے اپنی محبت کہتے ہو میں تمہیں اپنی محبت کہتی ہوں اور یہ میرا وعدہ ہے کہ تمہاری محبت کو بڑی محبت سے سنبھالتی رہوں گی۔“

اس سے بحث کرنا فضول تھا۔ اس نے یہ طے کر لیا تھا کہ سونیا کو یرغمال بنا کر ہمیشہ مجھے بلیک میل کرتی رہے گی اور تنہائی میں اس کی جگہ حاصل کرتی رہے گی۔ میرے سامنے اب یہی ایک راستہ تھا کہ جلد از جلد اس سے تنہائی میں ملاقات کروں پھر اس کی ایسی کی تیسی کر دوں۔

میں نے کہا ”تم مجھ سے تنہائی میں ملنا چاہتی ہو۔ کیا ابھی ہماری ملاقات نہیں ہو سکتی؟“

وہ ہنسنے لگی میں نے پوچھا ”کیوں ہنس رہی ہو؟“

وہ بہ دستور ہنستے ہوئے بولی ”کیا مجھے نادان بچی سمجھتے ہو۔ تمہاری سونیا زندگی اور موت کی کشمکش میں ہے اور تم میرے ساتھ رنگین و سنگین لمحات گزارنے کی آرزو کر رہے ہو۔ کوئی نادان بچی بھی تمہارے ارادوں کو سمجھ لے گی۔ میں بھی نادان ہوں۔ مگر سمجھ رہی ہوں۔ تم میرے قریب آ کر مجھ جیسی دشمن محبوبہ کو اپنے شکنجے میں لینا چاہتے ہو۔“

”میں پہلے بھی تم سے وعدہ کر چکا ہوں۔ اب بھی کرتا ہوں۔ تنہائی میں تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچاؤں گا۔ بلکہ ہم

دونوں مل کر سونیا کی حفاظت کریں گے۔ اسے جلد سے جلد نارمل حالت میں لانے کی کوششیں کریں گے۔“

”ذرا صبر کرو فرہاد! ابھی یہ طویل نیند سے بیدار ہوگی۔ تو اس کی حالت پہلے سے بہتر ہوگی یہ بڑی حد تک سنبھل چکی ہوگی۔ تمہیں بھی اطمینان ہوگا اور مجھے بھی اطمینان حاصل ہوگا کہ میں تمہاری امانت کو اچھی طرح سنبھال رہی ہوں۔“

میں نے غصے سے کہا ”تم محبت کی زبان کبھی نہیں سمجھو گی۔ شروع سے ہی دشمنی کرتے رہنے پر تلی ہوئی ہو۔ تو پھر یہی سہی۔ اب میں تمہیں بتاؤں گا کہ میری دشمنی تمہیں کتنی مہنگی پڑے گی۔“

میں نے رابطہ ختم کر دیا۔ میں اسے سخت سے سخت سزا دینا چاہتا تھا۔ اسے بدترین حالات سے گزارتے ہوئے بدترین عذاب میں مبتلا کرنا چاہتا تھا لیکن ابھی مجھے کوئی راستہ سجھائی نہیں دے رہا تھا۔ ایک آسرا تھا کہ سونیا پھر گہری نیند سے بیدار ہوگی تو شاید اس کے ذریعے میں اس کم بخت دشمن عورت تک پہنچ سکوں گا۔

دوپہر سے شام ہوگئی۔ شام سے رات گزرنے لگی لیکن وہ گہری نیند سے بیدار نہیں ہو رہی تھی۔ ایسا لگتا تھا کہ ابدی نیند سو رہی ہے۔ اس کی سانسوں سے اور دل کی دھڑکنوں سے زندگی کا سراغ مل رہا تھا۔

ہم سب وقتاً فوقتاً اس کے دماغ میں جاتے تھے۔ پھر اپنی جگہ حاضر ہو کر اس کے بارے میں سوچنے لگتے تھے کہ کس طرح اس کے قریب پہنچا جائے۔ اس بار پوری امید تھی کہ وہ نیند سے بیدار ہوگی تو بڑی حد تک نارمل ہوگی۔ آس پاس کی آوازیں بھی سننے لگے گی اور کچھ بولنے بھی لگے گی اور ہمارے سوچ کی لہروں کے مطابق ہمیں مثبت جوابات دے سکے گی۔

وہ جہاں تھی وہاں رات کے دو بجے تھے۔ ہم سب اپنی اپنی جگہ کبھی سو رہے تھے کبھی جاگ رہے تھے۔ کبھی خیال خوانی کے ذریعے اس کے پاس پہنچتے تھے اور کبھی اپنی جگہ تھوڑی سی نیند پوری کر لیتے تھے۔ اس اسپتال میں کاشف جمال اس کی نگرانی کے لیے موجود تھا۔ وہ ایک کمرے میں آرام سے لیٹا ہوا تھا۔ اسے بھی نیند آ رہی تھی۔ اس نے سوچا سونے سے پہلے پھر ایک بار سونیا کی خیریت معلوم کرنی چاہیے۔

وہ اپنے کمرے سے نکل کر کوریڈور سے گزرتا ہوا سونیا کے کمرے میں پہنچا۔ آہستگی سے دروازے کو کھول کر دیکھا تو وہ بیڈ پر نہیں تھی۔ اس بات نے اسے چونکا دیا۔ ”کیا وہ بیدار ہوئی ہے؟“

اس نے فوراً ہی خیال خوانی کی چھلانگ لگائی۔ سونیا کے دماغ میں پہنچا تو اس نے غصے سے چیختے ہوئے سانس روک لی۔ اس کی سوچ کی لہریں باہر آ گئیں۔ وہ دماغی طور پر اپنی جگہ حاضر ہو گیا۔

اس نے نومی کو مخاطب کیا پھر کہا ”فوراً ہی سونیا کے دماغ میں پہنچو وہ نیند سے بیدار ہو گئی ہے۔ اسپتال سے باہر کہیں گئی ہے۔“

”کیا تم اس کے دماغ میں گئے تھے؟“

”ہاں۔ اس نے چیخ مار کر سانس روک لی۔ مجھے اپنے دماغ سے بھگا دیا ہے۔ تم بھی جاؤ گی تو شاید وہ یہی کرے گی۔“

نومی نے خیال خوانی کی چھلانگ لگائی۔ سونیا کے اندر پہنچی تو اس کے ساتھ بھی یہی ہوا اس نے ایک ہلکی سی چیخ مار کر سانس روک لی۔ نومی نے پھر اس کے اندر پہنچنا چاہا اس نے پھر سانس روک لی۔ وہ ایسا تین چار بار کرتی رہی اور یہ آزماتی رہی کہ سونیا نے یا تو حیرت انگیز طور پر توانائی حاصل کر لی ہے۔ یا غصے اور جنون میں اپنی کمزوری کا بھی خیال نہیں کر رہی ہے اور برابر سانس روکتی جا رہی ہے۔“

وہ پھر ایک بار اس کے دماغ میں گئی تو وہ گہری گہری سانسیں لے رہی تھی۔ بار بار سانس روکنے کے باعث ہانپنے لگی تھی۔ نومی جلد سے جلد اس کے چور خیالات پڑھ کر معلوم کرنا چاہتی تھی کہ وہ اس وقت کہاں ہے؟“

لیکن وہ معلومات حاصل کرنے کے سلسلے میں ناکام ہو رہی تھی۔ پتا چلا وہ پہلے کی طرح نہ آس پاس کی کوئی آواز سُن رہی ہے اور نہ ہی کچھ بولنے کے قابل ہے۔ چونکہ بول نہیں سکتی اس لیے اس کی سوچ کی لہریں بھی کچھ بولنے کے قابل نہیں رہی تھیں۔ اس وقت اس کے دماغ میں بس ایک ہی بات تھی کہ اسے کہیں جانا ہے۔ مگر کہاں جانا ہے‘ وہ خود نہیں جانتی تھی۔ بس کہیں بھٹکنے کے لیے نکل گئی تھی۔

کاشف جمال نے اسپتال کے باہر آ کر چاروں طرف اسے تلاش کیا۔ پھر گاڑی میں بیٹھ کر سڑکوں پر اور گلیوں میں سے تلاش کرنے لگا۔ ایسے وقت میں بھی سونیا کے دماغ میں پہنچا ہوا تھا۔ اسے بھٹکتے ہوئے دیکھ کر پریشان ہو رہا تھا۔ سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ وہ کہاں ہے؟

اس کی سوچ کی لہریں کمزور تھیں۔ اس کے ذریعے آس پاس کے علاقے کے بارے میں کچھ معلوم نہیں کیا جا سکتا تھا۔ وہ ننگے پاؤں تھی۔ چلتے وقت تکلیف محسوس کر رہی تھی۔ اس سے اندازہ ہو رہا تھا کہ وہ پتھروں پر چل رہی ہے۔

نومی نے بھی یہی محسوس کیا پھر کاشف جمال سے

کہا" تم اسے سڑکوں پر تلاش کرر ہے ہو۔ وہ ہموار زمین پر نہیں، پتھروں پر چل رہی ہے۔ تم پہاڑی علاقے کی طرف جاؤ۔"

ہم دوست اور دشمن سبھی اس کے دماغ میں گھسے ہوئے تھے۔ معلوم کرنے کی کوششیں کرر ہے تھے کہ آخر وہ کہاں ہے۔ ایک امید سی تھی کہ شاید اس کی سوچ کی لہریں واضح ہوں گی تو ہمیں بہت کچھ معلوم ہو سکے گا۔

پھر پتا چلا، وہ پتھروں پر نہیں چل رہی ہے۔ اب ہموار راستے پر ہے۔ وہ ہانپتی جارہی ہے اور لڑکھڑاتی جارہی ہے۔ ایسے ہی وقت ایک تیز رفتار گاڑی دور سے آنے لگی۔ اس کے ڈرائیور نے ہیڈ لائٹس کی روشنی میں اسے دیکھا ہوگا۔ اس نے قریب پہنچ کر گاڑی روک دی۔ گاڑی سے باہر آ کر اسے تھام کر کچھ کہنے لگا...... کیا کہنے لگا؟

عجیب مشکل تھی۔ وہ سننے اور بولنے کی صلاحیتوں سے محروم ہو گئی تھی۔ اسے سہارا دینے والا کیا کہہ رہا تھا، یہ ہم سن نہیں پار ہے تھے۔ اس شخص نے اسے سہارا دے کر پچھلی سیٹ پر پہنچا دیا۔

پچھلی سیٹ پر ایک عورت ایک مرد کے ساتھ بیٹھی ہوئی تھی۔ وہ مرد اگلی سیٹ پر آ گیا۔ سونیا پیچھے پہنچتے ہی وہاں تھکے ہوئے انداز میں گر پڑی۔ اس عورت نے اسے آرام سے وہاں لٹا دیا۔

وہ لوگ کون تھے؟ کہاں سے آئے تھے اور کہاں جارہے تھے؟ یہ ہم میں سے کوئی نہیں جان سکتا تھا۔ وہ گاڑی اسٹارٹ ہو کر وہاں سے جا چکی تھی اور سونیا پھر گہری نیند میں ڈوبتی چلی گئی تھی۔

پارس نے اپنا آخری فیصلہ سنا دیا تھا کہ دونوں بہنوں کو بہ یک وقت اپنی شریکِ حیات نہیں بنائے گا۔ نکاح کسی ایک سے پڑھایا جا سکتا ہے اور اس کے لیے یہ بہت مشکل ہے کہ دونوں میں سے کسی ایک کو پسند کرے اور دوسری کو نظر انداز کر دے۔

اس کا آخری فیصلہ یہی تھا کہ کسی سے بھی نکاح نہیں پڑھایا جائے گا۔ وہ دونوں سے محبت کرے گا۔ وہ دونوں بھی اس سے محبت کرتی رہیں گی۔ اس طرح ان تینوں کے درمیان پیار کا ایک مثلث قائم رہے گا۔ ان حالات میں ایک ہی محرومی رہے گی۔ اور وہ محرومی یہ ہوگی کہ وہ کبھی میاں بیوی نہیں بن سکیں گے اور ازدواجی رشتہ قائم نہیں کر سکیں گے۔

پارس کا یہ فیصلہ مناسب تھا۔ اس طرح وہ تینوں آپس میں ایک دوسرے کے قریب رہ سکتے تھے۔ ایک دوسرے کو بھرپور محبتیں دے سکتے تھے اور وہ دونوں بہنیں پارس کی قربت سے خود کو بہلا سکتی تھیں۔

اگر محبت کرتے وقت گناہ کا تصور نہ ہو اور ایک دوسرے کے جسم کی طلب نہ ہو تو ایسی محبت ساری زندگی کی جا سکتی ہے، جیسی کہ وہ تینوں ایک دوسرے سے کرنا چاہتے تھے اور ایسی محبت کرنے کے لیے ہمیشہ ایک دوسرے کے قریب رہنا چاہتے تھے۔

لیکن دنیا والے ایسی محبت کو تسلیم نہیں کرتے۔ ان جوان بیٹیوں کے باپ عبدالرحمٰن کو بھی یہ گوارا نہیں تھا۔ وہ تینوں رات گئے تک ایک کمرے میں ہنستے بولتے رہتے تھے کبھی کبھی خاموشی چھا جاتی تھی اور وہ خاموشی بڑی دیر تک رہتی تھی۔ بوڑھا باپ اندر ہی اندر تلملانے لگتا تھا۔ سوچنے لگتا تھا۔" خاموشی کیوں ہے؟ بند کمرے میں کیا ہو رہا ہے؟"

باپ ہو یا کوئی بھی ہو۔ بند کمرے کے باہر اسی تجسس میں مبتلا رہے گا کہ اندر اگر جوان مرد اور عورتیں ہیں تو وہاں گہری خاموشی کے دوران میں کیا ہو رہا ہے؟

بند کمرے والے یقین نہیں دلا سکتے کہ ان کی نیت میں کھوٹ نہیں ہے اور کوئی ایسی حرکت نہیں کرر ہے ہیں، جو قابلِ گرفت ہو پھر بھی یہ جائز سوال پیدا ہوگا کہ ایک جوان لڑکا دو جوان لڑکیوں کے ساتھ بند کمرے میں کیوں ہے؟ ان لڑکیوں کے ساتھ اس کا کیا رشتہ ہے؟ اور اگر کوئی رشتہ نہیں ہے تو کمرا اندر سے بند کیوں رہتا ہے؟ اور اگر کمرا بند نہ بھی رہے تو وہ تینوں ساری رات ایک چھت کے نیچے چار دیواری کے اندر صبح تک کیا کرتے رہتے ہیں؟

عبدالرحمٰن نے دوسرے دن پارس سے کہا" بیٹے میں تم سے کچھ باتیں کرنا چاہتا ہوں۔ میرے ساتھ باہر چلو۔"

وہ اس مکان سے باہر جانے لگے۔ دونوں بہنیں سوالیہ نظروں سے انہیں جاتے ہوئے دیکھ رہی تھیں۔ نبیلہ نے کہا" جمیلہ! یہ ابا پھر ضرور کوئی گڑبڑ کریں گے۔ پھر کوئی نیا اعتراض اٹھائیں گے۔"

جمیلہ نے ناگواری سے کہا" نہ یہاں ہمارا کوئی رشتے دار ہے۔ نہ کوئی جان پہچان والا ہے اور نہ ہی کوئی ہمارے رشتوں کو جانتا ہے۔ ہم بستی سے بہت دور ہیں اور بستی والوں میں سے کوئی کبھی یہ پوچھنے نہیں آیا کہ ہم کون ہیں اور کہاں سے آئے ہیں اور یہاں کب تک رہیں گے؟"

ایسے ہی وقت پولیس کی ایک جیپ وہاں آ کر رکی۔ پارس اور عبدالرحمٰن مکان کے احاطے کے باہر کھڑے ہوئے

تھے۔ پولیس انسپکٹر ان سے باتیں کرنے لگا۔ جمیلہ نے کہا" ابھی میں کہہ رہی تھی کہ یہاں ہمیں کوئی پوچھنے نہیں آتا اور بات ختم ہوتے ہی پولیس والے شیطان کی طرح آ دھمکے۔"

نبیلہ نے کہا" یہ تو اپنی ڈیوٹی کرنے آئے ہیں۔ انہیں اب پتا چلا ہوگا کہ بستی سے دور ہم نے یہاں رہائش اختیار کی ہے۔ اسی لیے شاید ہمارے بارے میں انکوائری کرر ہے ہیں۔"

ادھر پولیس انسپکٹر عبدالرحمٰن سے کہہ رہا تھا۔" شملہ یہاں سے تیس کلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔ مجھے معلوم ہوا کہ اتنے فاصلے سے روز ایک ڈاکٹر دو مریض بہنوں کو اٹینڈ کرنے آتا ہے اور ان کا علاج کرتا ہے۔"

عبدالرحمٰن نے کہا" جی ہاں اس ڈاکٹر نے آپ کو یہ بھی بتایا ہوگا کہ حال ہی میں ان کا آپریشن ہوا ہے۔ لہٰذا انہیں روز اٹینڈ کرنا اور روز ہی ان کی مرہم پٹی کرنا بہت ضروری ہے۔"

انسپکٹر نے پوچھا" جب اتنا بڑا آپریشن ہوا تھا تو انہیں شہر سے اتنی دور کیوں لایا گیا ہے؟"

"ڈاکٹروں کے مشورے کے مطابق لایا گیا ہے۔ ورنہ میں دو مریض بیٹیوں کا بوجھ اُٹھا کر یہاں نہ آتا۔"

انسپکٹر طرح طرح سے گھما پھرا کر سوالات کرر ہا تھا۔ پارس اور عبدالرحمٰن مناسب جواب دیتے جارہے تھے۔ پھر وہ ان سے مصافحہ کر کے وہاں سے چلا گیا۔

عبدالرحمٰن نے کہا" بیٹے! اب انکوائری شروع ہو گئی ہے۔ پہلے ڈاکٹر آتا تھا اب پولیس والے آرہے ہیں۔ پھر بستی کے کچھ لوگ آنے جانے لگیں گے۔ سبھی یہ معلوم کرنا چاہیں گے کہ میری دونوں بیٹیوں سے تمہارا رشتہ کیا ہے؟"

پارس نے کہا۔" ابھی میں نے انسپکٹر سے کہا ہے کہ میں ان لڑکیوں کا کزن ہوں اور آپ کا بھتیجا ہوں۔ آپ کے سگے بھائی کا بیٹا ہوں۔ اپنی دونوں کزنز کے علاج کے سلسلے میں آپ کی مدد کرنے کے لیے یہاں آیا ہوا ہوں۔"

"لیکن ہم کب تک جھوٹ بولتے رہیں گے۔ حقیقت میں جانتا ہوں۔ میں ان بیٹیوں کا باپ ہوں۔ اور مجھے یہ سوچ کر شرم آتی ہے کہ ان کے ساتھ ایک اجنبی نوجوان دن رات رہتا ہے۔ بے شک تم میرے ہونے والے داماد ہو لیکن کس بیٹی سے منسوب کیے جاؤ گے۔ کب میرے داماد بنو گے؟"

پارس نے سر گھما کر دور برآمدے میں کھڑی ہوئی بہنوں کو دیکھا۔ عبدالرحمٰن نے کہا" جب تک ٹھوس اور جائز رشتہ نہیں ہوگا۔ اس وقت تک یہ غیرت مند باپ شرم سے اندر ہی اندر مرتا رہے گا۔"

"میں آپ کی شرم اور آپ کی غیرت کو سمجھتا ہوں لیکن میں کیا کروں؟ ان میں سے کوئی ایک مجھ سے منسوب ہونے کے لیے راضی نہیں ہوگی۔ دونوں ہی میری شریکِ حیات بننا چاہتی ہیں۔"

"میری بات مانو۔ اس بوڑھے کے تجربے سے کام لو۔ کسی ایک سے نکاح پڑھا لو۔ پھر دیکھو گے کہ رفتہ رفتہ دوسری کو صبر آ جائے گا۔"

"مجھے کوئی انکار نہیں ہے۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ میں کس سے نکاح پڑھاؤں؟ کون مجھ سے منسوب ہونا چاہے گی اور کون محروم رہنا پسند کرے گی؟"

"یہ ہم ان دونوں پر چھوڑتے ہیں۔ میں ان سے کہتا ہوں کہ کوئی ایک شادی کا فیصلہ کرے ورنہ میں اپنی جان دے دوں گا۔ یا پھر یہاں سے منہ چھپا کر چلا جاؤں گا۔"

وہ باتیں کرتے ہوئے احاطے میں داخل ہوئے۔ پھر برآمدے کی طرف آنے لگے۔ وہ دونوں دیکھ رہی تھیں کہ پارس کا سر جھکا ہوا ہے اور وہ جھکا ہوا سر کہہ رہا تھا کہ وہ ان کے ابو کے سامنے سرِ تسلیم خم کر رہا ہے۔

وہ دونوں برآمدے میں آ کر بیٹھ گئے۔ جمیلہ نے پوچھا" کیا بات ہے، وہ انسپکٹر کیا کہہ رہا تھا؟"

عبدالرحمٰن نے کہا" وہ تو بہت کچھ پوچھ رہا تھا۔ اور ہم نے اس کا مناسب جواب دیا ہے۔ لیکن اس کا ایک سوال کھٹکنے والا تھا اور وہ یہ کہ ہمارا آپس میں کیا رشتہ ہے؟"

پارس نے کہا" انسپکٹر کو یہ کہہ کر ٹال دیا گیا ہے کہ میں تم دونوں کا کزن ہوں لیکن یہ بات دوسروں کو کھٹکتی رہے گی۔ ابھی ایک کے بعد دوسرا اور دوسرے کے بعد تیسرا یہاں آتا رہے گا۔ بستی والے تجسس میں مبتلا رہیں گے۔ جب تک میرے اور تم دونوں کے درمیان کوئی ٹھوس رشتہ نہیں ہوگا اس وقت ہم کسی کا منہ بند نہیں کر سکیں گے۔ لوگ ہمارے خلاف طرح طرح کی باتیں بناتے رہیں گے۔"

دونوں نے سر جھکا لیا۔ عبدالرحمٰن نے کہا" یہ لڑکیاں سمجھتی ہیں، میں نے دھوپ میں بال سفید کیے ہیں۔ دنیا داری کو بالکل نہیں سمجھتا ہوں۔ میں نے پہلے یہ کہہ دیا تھا کہ بات آگے بڑھے گی۔ ابھی تو کچھ نہیں ہوا ہے اگر یہ لڑکیاں ایسے ہی اپنی ضد منواتی رہیں گی تو ہم دین سے بھی جائیں گے اور دنیا سے بھی ...... لوگ ہم پر تھوکیں گے۔ ہمیں کہیں منہ

چھپانے کی جگہ بھی نہیں ملے گی۔"

جمیلہ نے کہا "کیا ہم یہ جگہ چھوڑ کر کہیں دوسری جگہ نہیں جاسکتے؟"

پارس نے کہا "ذرا عقل سے سوچو' ہم جہاں بھی جائیں گے وہاں ہمارے رشتے کے بارے میں انکوائری ضرور ہوگی۔ پھر یہ کہ ایک ڈاکٹر پر تنویمی عمل کرنے کے بعد اسے تابعدار بنا کر اس کے ذریعے تم دونوں کا علاج کرایا جارہا ہے۔ ہر جگہ ایسا کرنا بہت مشکل ہوگا۔ ہم جگہ بدلتے رہیں گے۔ علاج کرانے میں تاخیر ہوتی رہے گی تو تم دونوں کو بہت نقصان پہنچے گا۔ زخم کبھی مندمل نہیں ہوسکیں گے۔"

عبدالرحمٰن نے کہا "اب میں اپنا آخری فیصلہ سناتا ہوں۔ ابھی شام ہونے والی ہے۔ آج ایک رات یہاں کسی طرح گزار لوں گا۔ اگر کل صبح تک ان دونوں میں سے کسی نے دانشمندی سے فیصلہ نہ کیا اور کسی ایک نے تم سے نکاح نہ پڑھوایا تو میں سمجھوں گا کہ میری بیٹیاں میرے لیے مرچکی ہیں۔ میں یہاں سے منہ چھپا کر چلا جاؤں گا۔"

پارس نے کہا "اگر آپ جائیں گے تو ان لڑکیوں کے لیے اور زیادہ مصیبتیں پیدا ہوجائیں گی۔ سبھی پوچھیں گے کہ ان کے سر پر کسی بزرگ کا سایہ نہیں ہے۔ پھر مجھ جیسا ایک جوان ان کے ساتھ کیوں رہتا ہے؟ کس رشتے سے رہتا ہے؟ ہم کسی کو کوئی معقول جواب نہیں دے سکیں گے۔"

عبدالرحمٰن بیٹیوں کی طرف سے منہ پھیر کر اپنے کمرے میں چلا گیا۔ پارس ان دونوں کو بڑی محبت سے سمجھانے لگا۔ "اب ایک ٹھوس اور جائز رشتہ قائم کرنا بہت ضروری ہوگیا ہے۔ تمہیں کوئی ایک آخری فیصلہ کرنا ہوگا۔ میں تم دونوں کو ہی دل و جان سے چاہتا ہوں لیکن تمہیں اور تمہارے ابو کو بدنامی سے بچانے کے لیے لازمی ہوگیا ہے کہ شادی کسی ایک سے ہو۔ اور شادی کس سے ہوگی اس کا فیصلہ تم دونوں ہی کرسکتی ہو۔"

یہ کہہ کر وہ وہاں سے اٹھ گیا۔ پھر آہستہ آہستہ چلتا ہوا وہ بھی مکان کے اندر چلا گیا۔ اس نے اور عبدالرحمٰن نے انہیں تنہا سوچنے کے لیے چھوڑ دیا۔ وہ برآمدے میں بڑی دیر تک خاموش بیٹھی رہیں۔ پھر جمیلہ نے کہا "خاموش رہنے سے مسئلہ حل نہیں ہوگا۔"

نبیلہ نے کہا "اور میں اس مسئلے کا حل بتاؤں گی تو تم اسے قبول نہیں کروگی۔"

"میں جانتی ہوں' تم میرے لیے قربانی دینا چاہوگی اور یہی کہوگی کہ میں پارس سے شادی کرلوں۔"

"ہم دونوں میں سے کسی ایک کو کرنی ہی ہوگی۔"

"تو پھر تمہیں کرنی چاہیے۔ میں تمہیں دلہن بناؤں گی۔"

"میں بھی تمہیں دلہن بناسکتی ہوں۔"

"تم خواہ مخواہ ضد کررہی ہو۔ ہم ہمیشہ ایک دوسرے کے مشورے کے مطابق زندگی گزارتی آئی ہیں۔ یہ اہم فیصلہ بھی ایک دوسرے کے مشورے سے راضی خوشی ہونا چاہیے اور خدا کے لیے تم راضی ہوجاؤ۔"

ان میں سے کوئی ایک خدا کے نام سے بھی راضی نہیں ہوسکتی تھی۔ دونوں ہی ایک دوسرے کو دل و جان سے چاہتی تھیں۔ پیدائش کے پہلے لمحے سے ایک دوسرے کے لیے سوچتی اور ایک دوسرے کے لیے بہت کچھ کرتی آئی تھیں۔ اب زندگی کا سب سے اہم فیصلہ کرتے وقت ان کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ ایک دوسرے کو کیسے خوشیاں دے سکتی ہیں؟ انہوں نے بچپن میں بھی ایک دوسری سے ایک معمولی سا کھلونا بھی نہیں چھینا تھا۔ پھر جوانی میں پارس کو ایک دوسرے سے کیسے چھین سکتی تھیں؟

وہ ان کے حواس پر چھایا ہوا تھا۔ دونوں کا دل اسے مانگتا تھا اور وہ زندگی کے ایسے موڑ پر آگئی تھیں جہاں وہ کسی ایک کو مل سکتا تھا۔ لہٰذا وہ اپنی پیدائشی فطرت کے مطابق ایک دوسرے کی خاطر اپنے دل کا خون کرنا چاہتی تھیں۔ ایک دوسرے کے لیے قربانی دینا چاہتی تھیں۔

وہ کبھی برآمدے میں بیٹھ کر سوچتی رہیں' کبھی کمرے میں۔ کھانے کے وقت پارس نے بڑی محبت سے سمجھا منا کر انہیں کھلایا۔ پھر کہا "آج رات میں دیر تک تمہارے ساتھ نہیں رہوں گا۔ تمہیں تنہا رہنا چاہیے اور کوئی دانشمندانہ فیصلہ کرنا چاہیے۔"

رات سونے کے لیے ہوتی ہے لیکن زندگی چلتے چلتے کسی دوراہے پر رک جائے اور سمجھ میں نہ آئے کہ دو میں سے کس راستے پر چلنا ہے تو نیند اُڑ جاتی ہے۔ پارس اور عبدالرحمٰن اپنے اپنے کمرے میں جاکر سوگئے تھے۔

وہ دونوں بڑی دیر تک جاگتی رہیں پھر جمیلہ اٹھ کر بیٹھ گئی۔ نبیلہ نے اسے سوالیہ نظروں سے دیکھا وہ بیڈ سے اترتے ہوئے بولی "میری طبیعت گھبرا رہی ہے۔ میں تھوڑی دیر تک برآمدے میں تنہا بیٹھ کر سوچنا چاہتی ہوں۔ ہمیں صبح تک کسی ایک نتیجے پر پہنچنا ہی ہوگا۔"

وہ بیڈ سے اتر کر آہستہ آہستہ چلتی ہوئی کمرے سے باہر چلی گئی۔ باہر پورے چاند کی رات تھی، چاندنی دور تک پھیلی ہوئی تھی۔ اونچا نیچا پہاڑی علاقہ' جنگل جھاڑیاں اور سیاہ منڈلاتے ہوئے بادل دکھائی دے رہے تھے۔

وہ برآمدے میں ایک کرسی پر آکر بیٹھ گئی۔ پورا چاند سیاہ بادلوں میں کبھی چھپ رہا تھا' کبھی ابھر رہا تھا۔ آثار بتا رہے تھے کہ بارش ہونے والی ہے۔ تیز ہوائیں چلنے والی ہیں۔ پہاڑی علاقے کا موسم بدلنے والا ہے۔ صرف ایک پیار کا موسم ہوتا ہے جو کبھی نہیں بدلتا۔

اس کے اندر اپنی بہن نبیلہ کے لیے پیار اُمڈ رہا تھا۔ ایک بہن کا دل چیخ چیخ کر تقاضا کررہا تھا کہ اسے دوسری بہن کے لیے قربانی دینی چاہیے۔ یہ بات اچھی طرح سمجھ میں آگئی تھی کہ بہن کے روبرو کبھی کوئی دانشمندانہ فیصلہ نہیں ہوسکے گا اور اپنے محبوب پارس کے سامنے وہ کمزور پڑ جائے گی۔ اس کا دل اپنے محبوب کے لیے مچلتا ہی رہے گا۔

دانشمندی یہی تھی کہ وہ ان سب سے دور ہوجائے۔ جتنی دور جائے گی' اتنا ہی فیصلہ کرنے میں آسانی ہوگی۔ اپنے لیے بھی' نبیلہ کے لیے بھی اور پارس کے لیے بھی فیصلہ کرنا رفتہ رفتہ آسان ہوتا جائے گا۔

رات کے دو بجے تھے۔ مکان کے اندر گہری خاموشی تھی۔ یہ خاموشی بتا رہی تھی کہ کروٹیں بدل بدل کر جاگنے والے سوگئے ہیں۔ وہ اٹھ کر کھڑی ہوگئی۔ پھر آہستہ آہستہ چلتی ہوئی برآمدے سے اتر کر مکان کے احاطے سے باہر آگئی۔

وہ نہیں جانتی تھی کہ اسے کہاں جانا ہے؟ کبھی کبھی گھر سے نکلنے والوں کو اپنی منزل کا پتا نہیں ہوتا۔ سیاہ بادل چاند کو اور اس کی چاندنی کو چھپا رہے تھے۔ تاریکی پھیلا رہے تھے اور وہ سوچ رہی تھی۔ اس تاریکی میں بھٹکتی ہوئی کسی پہاڑ کی بلندی سے گر کر مر بھی سکتی ہے اور اگر ایسا ہوجائے تو یہ خودکشی نہیں کہلائے گی۔ حادثہ کہلائے گا اور یہ حادثہ اس کی بہن نبیلہ کی زندگی میں خوشیاں لے آئے گا۔

وہ دھیرے دھیرے چل رہی تھی۔ کبھی لڑکھڑا رہی تھی۔ کبھی سنبھل رہی تھی۔ اس کے جسم کے ایک بڑے حصے کو کاٹ کر بہن کو اس سے الگ کیا گیا تھا۔ آپریشن بہت بڑا تھا۔ زخم اتنی جلدی بھر نہیں سکتا تھا اور نہ ہی تکلیف کم ہوسکتی تھی۔

ڈاکٹر نے سمجھایا تھا کہ یہ دونوں جس قدر بیڈ پر پڑی رہیں گی۔ آرام کرتی رہیں گی تو زخم جلد سے جلد بھرتا رہے گا۔

وہ دونوں اپنے کمرے سے باتھ روم تک یا برآمدے تک چلتی پھرتی تھیں پھر تھک کر لیٹ جایا کرتی تھیں۔ اس وقت وہ مکان سے بہت دور چلی آئی تھی۔ اب اس سے آگے چلا نہیں جارہا تھا۔ دعا مانگ رہی تھی کہ وہاں سے کوئی گاڑی گزرے اور اسے کہیں دور جانے کے لیے لفٹ مل جائے۔

وہ اپنے زخم کی بڑھتی ہوئی تکلیف سے پریشان نہیں تھی۔ بس ایک اندیشہ تھا کہ پارس کی یا اس کی ابو کی آنکھ کھل جائے گی تو وہ اسے تلاش کرتے ہوئے اس کے پاس پہنچ جائیں گے۔ پھر اسے جبراً گھر واپس لے جائیں گے اور وہ ایسا نہیں چاہتی تھی۔

وہ سڑک کے کنارے چلتے چلتے ایک درخت سے ٹیک لگا کر رک گئی بری طرح ہانپنے لگی۔ زخم سے ٹیسیں اٹھ رہی تھیں۔ اس نے اپنا ہاتھ پسلی کی طرف لے جا کر محسوس کیا تو اسے گاڑھی گاڑھی رطوبت سی محسوس ہوئی۔ چاند چھپ گیا تھا۔ چاندنی بجھ گئی تھی۔ اندھیرے میں کچھ دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ لیکن یہ سمجھ میں آگیا کہ زخم کے ٹانکے ٹوٹ گئے ہیں اور وہاں سے خون رسنے لگا ہے۔

اس کا سر چکرانے لگا۔ وہ وہیں درخت سے ٹیک لگا کر بیٹھ گئی۔ اب اس میں اٹھنے اور آگے چلنے کی سکت نہیں رہی تھی۔ وہ رونے لگی "یا خدا! یہ میرے ساتھ کیا ہورہا ہے؟ مجھے زندگی کی خوشیاں نہیں مل سکتیں' موت تو مل سکتی ہے۔ پھر یہ بھی کیوں نہیں مل رہی ہے؟"

وہ سسکتی رہی روتی رہی۔ اللہ تعالیٰ سے اپنی موت کی دعائیں مانگتی رہی پھر اسے تاریکی میں قدموں کی چاپ سنائی دی۔ کوئی آرہا تھا۔ ٹارچ کی روشنی اِدھر اُدھر بھٹک رہی تھی۔ پھر وہ روشنی اس پر آکر ٹھہر گئی۔

وہ روشنی سے بچنے کے لیے منہ چھپانے لگی۔ اسے پارس کی آواز سنائی دی۔ "جمیلہ تم یہاں ہو؟"

اس نے ایک گہری سانس لی۔ مصیبت کے اندھیروں میں محبوب کی آواز ایسی سنائی دی جیسے دھڑکتے ہوئے دل پر مسیحا کا ہاتھ آگیا ہو۔ وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔ کہنے لگی "کیوں آئے ہیں؟ چلے جائیں۔ یہاں سے چلے جائیں۔ مجھے میرے حال پر چھوڑ دیں۔"

پارس نے اس کے قریب آکر اس کے بازو کو تھام کر کہا "پاگل ہوئی ہو۔ کیا کسی مسئلے کا حل یہ ہوتا ہے کہ جوان لڑکی گھر چھوڑ کر چلی جائے اور اس کے پیچھے جوان بہن اور بوڑھا باپ بدنام ہوتا رہے۔"

وہ ٹارچ کی روشنی میں دیکھتے ہوئے بولا "اوہ گاڈ! تمہارے زخم کے ٹانکے ٹوٹ گئے ہیں۔ خون رسنے لگا ہے یہ کیا پاگل پن ہے جمیلہ!۔ چلو اٹھو یہاں سے......"

وہ اٹھنے کے قابل نہیں رہی تھی۔ اس نے اسے دونوں

بازوؤں میں اٹھالیا پھر وہاں سے گھر کی طرف جانے لگا۔ وہ اس سے لپٹ کر رونے لگی۔ کچھ تو تکلیف کی شدت رُلا رہی تھی اور کچھ یہ خوشی بھی تھی کہ اس کے محبوب نے اسے دونوں بازوؤں میں اٹھالیا ہے۔ وہ گھر جانے سے انکار بھی کررہی تھی اور اس کی آغوش میں منہ بھی چھپا رہی تھی۔

وہ اسے بازوؤں میں اٹھائے چلا جارہا تھا اور کہہ رہا تھا "پتا ہے تمہاری اس حرکت سے ہم سب کتنے پریشان ہوتے رہے ہیں؟ ادھر نبیلہ رو رہی تھی اور تمہارے ابو پریشان ہوکر اس اندھیرے میں گھر سے باہر آنا چاہتے تھے۔ لیکن میں نے انہیں روک دیا۔ انہیں سمجھایا کہ نبیلہ کو تنہا چھوڑ کر باہر جانا مناسب نہیں ہے میں ابھی جمیلہ کو تلاش کرکے لے آؤں گا۔ خدا کا شکر ہے تم مل گئیں۔ زیادہ بھٹکنا نہیں پڑا۔"

بادل گرج رہے تھے۔ چاند پوری طرح چھپ گیا تھا۔ تیز ہوائیں چلنے لگی تھیں۔ کبھی کبھی بجلی چمک رہی تھی۔ جب وہ اسے اٹھائے ہوئے مکان کے احاطے کے اندر پہنچا تو برآمدے میں آتے ہی بجلی زور سے چمکی۔ اس روشنی میں وہ دونوں عبدالرحمٰن کو دیکھ کر چونک گئے۔ وہ بوڑھا برآمدے کے فرش پر اوندھا پڑا ہوا تھا۔ بجلی کی لمحاتی روشنی میں بس اتنا ہی دکھائی دیا۔

پارس نے فوراً ہی جمیلہ کو برآمدے کے فرش پر لٹا کر عبدالرحمٰن کی طرف توجہ دی۔ وہ اوندھے منہ فرش پر پڑا تکلیف سے کراہ رہا تھا۔ پارس نے ٹارچ کی روشنی میں دیکھا اس کے سر سے خون بہہ رہا تھا۔ اس نے اسے سہارا دے کر اٹھایا وہ اس کے سہارے بیٹھتے ہوئے بولا "نبیلہ! میری بچی!"

پارس نے جلدی سے پوچھا "نبیلہ کمرے میں ہے؟ وہ خیریت سے تو ہے؟"

اس نے انکار میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔ "وہ۔۔۔ وہ لوگ گن لے کر آئے تھے۔ انہوں نے نبیلہ کو زبردستی اٹھالیا۔ میں روکنا چاہتا تھا انہوں نے مجھے زخمی کرکے یہاں گرادیا۔ پھر اسے ایک گاڑی میں لے کر چلے گئے۔ وہ۔۔۔ وہ ادھر گئے ہیں۔"

وہ ہاتھ اٹھا کر ایک طرف اشارہ کرنے لگا۔ پارس برآمدے کے فرش پر سے اٹھتے ہوئے بولا۔ "آپ بھی زخمی ہیں، جمیلہ زخمی ہے۔ پلیز۔ ایک دوسرے کو کسی طرح سنبھالیں۔ میں نبیلہ کو تلاش کرنے جارہا ہوں۔"

وہ دوڑتا ہوا احاطے میں کھڑی ہوئی گاڑی میں آکر بیٹھ گیا پھر اسے اسٹارٹ کرکے ڈرائیو کرتا ہوا اس سمت جانے لگا جدھر عبدالرحمٰن نے اشارہ کیا تھا۔ رات تاریک تھی۔ ہیڈ لائٹس کی روشنی میں دور تک دیکھا جاسکتا تھا۔ وہ تیزی سے ڈرائیو کررہا تھا اور مختلف راستے بدل بدل کر دور تک جاتے ہوئے معلوم کرنا چاہتا تھا کہ آخر وہ کس سمت نبیلہ کو لے گئے ہیں؟

وہ کئی گھنٹوں تک مختلف راستوں پر بھٹکتا رہا۔ پھر تھک ہار کر ایک جگہ رک گیا فون کے ذریعے مجھ سے رابطہ کرتے ہوئے بولا "پاپا! معلوم ہوتا ہے وردان ہم تک پہنچ گیا ہے۔ ان جڑواں بہنوں میں سے ایک کو اغوا کرلیا گیا ہے۔"

وہ مجھے اپنے اور ان بہنوں کے حالات بتانے لگا۔

میں نے تمام واقعات سننے کے بعد کہا۔ "بیٹے تم نہیں جانتے۔ یہاں میں کس بُری طرح تمہاری ماما کے معاملے میں الجھا ہوا ہوں۔ دشمن ہر سمت سے ہم پر زبردست حملہ کررہے ہیں۔ ادھر وردان نے نبیلہ کو اغوا کرایا ہے۔ دوسری طرف عدنان لاپتا ہے۔ یہ اب تک معلوم نہ ہوسکا کہ وہ کون ٹیلی پیتھی جاننے والا ہے جس نے ہمارے پوتے کو اپنے قابو میں کررکھا ہے۔ ویسے تو ہر طرف سے الجھنیں اور پریشانیاں ہیں۔ لیکن سب سے اہم معاملہ تمہاری ماما کا ہے۔ وہ اسپتال سے نکل کر پتا نہیں کن اجنبیوں کے ہتھے چڑھ گئی ہے؟ کچھ معلوم نہیں ہورہا ہے۔ زندگی میں پہلی بار میں تاریکیوں میں بھٹک رہا ہوں اور مجھے روشنی نہیں مل رہی ہے۔"

"پاپا! میں نہیں جانتا تھا کہ آپ اس قدر پریشان ہوں گے۔ آپ میری اور ان جڑواں بہنوں کی فکر نہ کریں۔ ماما کو کسی طرح بھی تلاش کریں۔"

میں نے بڑے عزم و حوصلے سے کہا "لومی کو جتنی مکاریاں دکھانی تھیں وہ دکھا چکی۔ اب انتہا ہوچکی ہے۔ اب میں تمہاری ماما کو ڈھونڈ نکالنے کے لیے انتہا سے گزر جاؤں گا۔"

میں نے فون بند کردیا۔ اب سے پہلے میں کبھی اس طرح بے دست و پا نہیں ہوا تھا۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے میرے ہاتھ ہیں، نہ پاؤں ہیں۔ میں اپاہج ہوگیا ہوں اور اپنی سونیا کے لیے کچھ کرنے کے قابل نہیں رہا ہوں۔

میں جھنجلا کر دیوار پر گھونسے مارنے لگا۔

ہائے رے فرہاد علی تیمور! تو ناقابلِ شکست تھا اور ناممکن کو ممکن بنادیا کرتا تھا۔

ہائے رے تیری یہ بے بسی۔۔۔

ہم تین اطراف سے مسائل میں گھرے ہوئے تھے۔ ایک طرف پارس پریشان تھا۔ نبیلہ اغوا ہوچکی تھی۔ اگرچہ یہ واضح نہیں ہوا تھا کہ کون اسے جبراً لے گیا ہے۔ لیکن حالات کہہ رہے تھے اور عقل سمجھا رہی تھی کہ اسے وردان نے اغوا کرایا ہے۔

دوسری طرف پورس پریشان تھا۔ شیوانی کا رو رو کر بُرا حال تھا۔ ان کا بیٹا اور میرا پوتا عدنان پھر اپنی پرانی روش پر چل پڑا تھا۔ راہ سے بے راہ ہوکر ہم سب کو اپنے پیچھے دوڑا رہا تھا۔

ان سب سے بڑھ کر، سب سے اہم اور پریشان کن مسئلہ سونیا کا تھا۔ اسے سانپ کے زہر سے بچالیا گیا تھا لیکن وہ زہریلی ہوچکی تھی۔ دماغ میں گرمی اور غصہ بھر گیا تھا۔ کوئی بھی خیال خوانی کرنے والا اس کے دماغ میں آنا چاہتا تو وہ غصے سے چیخ پڑتی تھی۔ بے اختیار سانس روک لیتی تھی۔ سوچ کی لہریں اس کی اندر آتی تو اسے یوں لگتا جیسے مزاج کے خلاف کوئی جبراً اس کے گھر میں گھس آیا ہے۔

اس کا زہریلا ذہن اپنے مزاج کے خلاف کسی کو برداشت نہیں کرتا تھا وہ ایک غضب ناک ناگن بن گئی تھی۔ ہم مجبور ہوگئے تھے اس کے ذریعے یہ معلوم نہیں کرسکتے تھے کہ وہ کہاں ہے؟

وہ لومی کرسٹل کے شکنجے سے بھی نکل گئی تھی۔ اسپتال میں زیرِ علاج تھی وہیں سے فرار ہوگئی تھی۔ اب نہ تو دوست، نہ ہی دشمن اس کے بارے میں یہ معلوم کرسکتے کہ آئندہ بھٹکتے رہنے کے لیے وہ کہاں پہنچ گئی ہے؟

آخری بار یہ معلوم ہوا تھا کہ وہ اندھادھند کہیں جارہی تھی کہ ایک گاڑی اس کے پاس آکر رک گئی تھی۔ اس کے نہ چاہنے کے باوجود ہم جبراً اس کے دماغ میں تھے۔ یہ دیکھ رہے تھے کہ اس گاڑی میں ایک عورت اور دو مرد تھے۔ وہ کون تھے اس سے کیا کہہ رہے تھے؟ ہمیں اس کے ذریعے نہ تو کچھ سنائی دیتا تھا اور نہ ہی وہ بول پاتی تھی۔ زہر کے اثر سے وہ عارضی طور پر گونگی اور بہری ہوگئی تھی۔ ان کی گاڑی کی پچھلی سیٹ پر جاکر لیٹ گئی تھی پھر وہ اسے کہیں لے گئے تھے۔

اس سے پہلے بھی وہ ایک بار دواؤں کے اثر سے اپنی یادداشت کھوچکی تھی اور ہم سے دور جگہ جگہ بھٹکتی رہی تھی۔ ایسے وقت ہمارا پوتا عدنان اسے مل گیا تھا پھر وہ اپنے پوتے کے ساتھ مخالف حالات سے نمٹتی آئی تھی۔

اس بار یہ معاملہ اس لیے تشویش ناک تھا کہ وہ زہریلی ہوگئی تھی۔ پہلے تو وہ قدرتی طور پر اپنی غیر معمولی ذہانت سے کام لے کر اچھے بُرے حالات کا سامنا کرتی رہی تھی لیکن اس بار اس کے دماغ میں زہر بھر گیا تھا، وہ غصے اور بدمزاجی کے باعث پتا نہیں مخالف حالات کا کس طرح سامنا کرے گی اور نہ جانے کیسے کیسے مسائل میں گرفتار ہوتی رہے گی؟

مجھے اپنی بے بسی پر ندامت بھی ہورہی تھی اور غصہ بھی آرہا تھا۔ اتنے عرصے سے وہ لومی کرسٹل کے شکنجے میں تھی اور میں اسے وہاں سے رہائی دلانے میں ناکام ہوتا رہا تھا۔ وہ خود ہی گردشِ حالات سے چکراتی ہوئی اس کی قید سے نکل گئی تھی۔ ہوسکتا ہے وہ مہربان اور فرشتہ صفت لوگوں میں پہنچ گئی ہو اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ وہ آسمان سے گرنے کے بعد کھجور میں اٹک گئی ہو۔

میرے لیے شرم کی بات یہ تھی کہ میں اس کے ایک ذرا بھی کام نہیں آرہا تھا۔ میں جو خیال خوانی کے ذریعے دنیا کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک پہنچ جاتا ہوں۔ راستے میں پہاڑ آجائے تو اسے کاٹ کر گزر جاتا ہوں۔ سب سے زیادہ خطرناک ٹیلی پیتھی جاننے والا مانا جاتا ہوں۔ وہ میں، میں نہیں رہا تھا۔ موجودہ حالات میں بالکل ہی صفر ہوکر رہ گیا تھا۔ اپنی جان سے زیادہ عزیز سونیا تک پہنچ نہیں پارہا تھا۔

میں نے ایک گہری سانس لی، بڑے عزم اور حوصلے سے سیدھا ہوکر تن کر بیٹھ گیا۔ اب کچھ کرنا ہی تھا۔ ایسے وقت اعلیٰ بی بی نے میرے پاس آکر کہا "پاپا! ہماری مما کا کیا ہوگا؟ وہ کہاں ہیں؟ ہم انہیں کیسے تلاش کریں؟"

پھر میرے اندر کبریا کی سوچ ابھری۔ وہ کہہ رہا تھا "پاپا! میں پچھلے دو گھنٹوں سے خیال خوانی کررہا تھا اور فرانس کے تمام بڑے شہروں اور چھوٹے قصبوں کے اسپتالوں میں پہنچ کر معلوم کرنا چاہتا تھا کہ وہاں کوئی ایسی مریضہ آئی ہے جسے سانپ نے کاٹا ہو؟ لیکن سانپ کی ڈسی ہوئی عورت کو یا کسی مرد کو کسی اسپتال میں نہیں پہنچایا گیا ہے۔"

اعلیٰ بی بی نے کہا "فرانس بہت بڑا ملک ہے۔ تم آخر کتنے شہروں اور کتنے قصبوں کے اسپتالوں میں خیال خوانی کے ذریعے جاتے رہو گے۔ یوں معلومات حاصل کرنے میں کئی دن، کئی مہینے لگ سکتے ہیں۔"

میں نے کہا "بیٹی! ابھی میرے ذہن میں یہی تدبیر آئی تھی کہ ہم خیال خوانی کے ذریعے فرانس اور آس پاس کے ملکوں کے تمام اسپتالوں میں جاسکتے ہیں۔ بے شک اس میں اچھا خاصا وقت لگے گا۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہم خیال خوانی کرنے والے ایک دو نہیں ہیں اچھی خاصی تعداد میں ہیں۔ تم باباصاحب کے ادارے سے تعلق رکھنے والے تمام ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو ابھی یہاں بلاؤ۔"

پندرہ منٹ کے اندر چھ ٹیلی پیتھی جاننے والے میرے دماغ میں آ گئے۔ کچھ اور بھی تھے لیکن وہ باباصاحب کے ادارے کے اہم معاملات میں مصروف تھے۔ میں نے کہا "یورپ کے تمام شہروں میں سانپوں کے ڈسنے کی خبریں شاید ہی کہیں شائع کی جاتی ہیں' پڑھی جاتی ہیں یا سنی جاتی ہیں۔ چھوٹے علاقوں میں' خاص طور پر پہاڑی علاقوں میں ایسا ہوتا ہے۔"

اعلیٰ بی بی نے کہا "پاپا! جب مما اس اسپتال سے نکل کر کہیں جارہی تھیں تو وہ اونچی نیچی پتھریلی جگہ سے گزررہی تھیں۔ اس کا مطلب ہے کہ وہ پہاڑی علاقہ تھا۔"

میں نے کہا "بے شک ہمیں پہلے پہاڑی علاقوں کی طرف توجہ دینی چاہیے۔"

کبریا نے کہا "نومی کرسٹل بہت ہی مکار عورت ہے۔ فرانس کے اسپتالوں میں بھٹکنے کے بعد یہ بات سمجھ میں آئی کہ وہ مما کو فرانس کے باہر کہیں لے گئی ہے۔"

ایک ٹیلی پیتھی جاننے والے نے پوچھا "سر! آپ اس اسپتال کے بارے میں کچھ اور معلومات فراہم کرسکتے ہیں؟"

میں نے کہا "تمہاری میڈم زہر کے اثر سے کچھ سننے اور بولنے کے قابل نہیں رہی تھیں۔ ہم ان کے ذریعے اس اسپتال کے کسی فرد تک نہیں پہنچ سکے اور نہ ہی کسی کی باتیں سن کر دماغ میں جگہ بنا سکے۔"

دوسرے ٹیلی پیتھی جاننے والے نے پوچھا "کیا میڈم کے دماغ میں کسی طرح جگہ نہیں مل سکے گی؟"

"نہیں۔ تمہاری میڈم کا دماغ زہریلا ہوگیا ہے وہ کسی کی بھی سوچ کی لہروں کو اپنے اندر برداشت نہیں کرتی ہیں۔ غصے سے چیخنے لگتی ہیں اور سانس روک کر بھگا دیتی ہیں۔"

کبریا نے کہا "پاپا! بہت وقت گزر گیا ہے۔ ہوسکتا ہے مما کا غصہ کچھ کم ہوگیا ہو۔ ہمیں پھر ایک بار ان کے پاس جانا چاہیے۔"

"تمام ٹیلی پیتھی جاننے والے میرے اندر موجود تھے میں نے خیال خوانی کے ذریعے سونیا کے اندر پہنچ کر دیکھا تو وہ گہری نیند میں تھی۔ اس کے خوابیدہ خیالات ایک دوسرے سے گڈمڈ ہورہے تھے اور وہ الٹے سیدھے بے ترتیب خواب دیکھ رہی تھی۔ میں نے بڑے پیار سے مخاطب کیا۔ "سونیا! میری جان! میں آیا ہوں۔ میں تمہارا فرہاد ہوں۔ مجھے پہچانو......"

وہ خواب کی اسکرین پر کسی دھندلے سے شخص کو دیکھ رہی تھی۔ وہ میں تھا۔ میری بات ختم ہوتے ہی میں خواب کی اسکرین سے گم ہوگیا۔ کبریا نے کہا "مما! میں آپ کا لاڈلا بیٹا بول رہا ہوں۔ مجھے دیکھئے' مجھے پہچانیے۔ میں آپ کے سامنے ہوں۔"

وہ پھر خواب کی اسکرین پر ایک دھندلے سے جوان کو دیکھ رہی تھی۔ کبریا کی بات ختم ہوتے ہی وہ نوجوان بھی اس کے سامنے سے گم ہوگیا۔ ہم اس کے خوابیدہ خیالات پڑھ کر اس کی ذہنی حالت کو سمجھ رہے تھے۔ اعلیٰ بی بی نے کہا "یہ ہمیں بھول گئی ہیں۔ ہمارے چہرے پہچان نہیں رہی ہیں۔"

"خدا کا شکر ہے کہ خواب کی حالت میں ہماری سوچ کی لہروں کو برداشت کررہی ہے۔ شاید بیداری کی حالت میں نہیں کرے گی۔ پہلے کی طرح غصہ دکھائے گی اور سانس روکے گی۔"

اعلیٰ بی بی نے کہا "یہ ہماری باتوں کے جواب میں کچھ نہیں بول رہی ہیں۔ جب تک ہماری گفتگو جاری رہتی ہے یہ ہمیں خواب کی اسکرین پر دیکھتی ہیں پھر ہماری باتیں ختم ہوتی ہیں تو ہم بھی گم ہوجاتے ہیں۔"

میں نے کہا "یہ ہماری باتوں سے متاثر نہیں ہورہی ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ ہماری سوچ کی لہریں اس پر اثر انداز نہیں ہوں گی۔ میں تمہاری مما کے دماغ پر قبضہ جمانے کی کوششیں کررہا ہوں اور ناکام ہورہا ہوں۔"

ایسے وقت نومی کرسٹل کی آواز سنائی دی۔ وہ کہہ رہی تھی "میں بھی بڑی دیر سے یہی کوشش کررہی ہوں۔ یہ بات یقینی ہے کہ کوئی بھی خیال خوانی کرنے والا اس کے دماغ پر قبضہ نہیں جما سکے گا۔"

اعلیٰ بی بی نے غصے سے کہا "چڑیل کی بچی! تم مما کے دماغ میں گھسی رہتی ہو۔ اب بھی ان کا پیچھا نہیں چھوڑ رہی ہو۔ یاد رکھو اگر انہیں کچھ ہوگیا تو ہم تمہیں تڑپا تڑپا کر کبھی زندگی دیتے رہیں گے کبھی موت دیتے رہیں گے۔"

"یہ کہنے کی ضرورت نہیں ہے، میں جانتی ہوں اگر سونیا کو کچھ ہوگیا تو میرا بہت ہی براعبرت ناک انجام ہوگا۔"

پھر وہ مجھے مخاطب کرتے ہوئے بولی "فرہاد! تمہیں یہ تو ماننا چاہیے کہ میں نے سونیا کو بہت ہی خطرناک سانپ کے زہر سے بچایا ہے۔"

میں نے کہا "تم نے نہیں اسپتال کے ڈاکٹر نے بچایا ہے۔ اگر وہ سانپوں کے زہر کا توڑ کرنا نہ جانتا تو سونیا کو کوئی دوسرا ڈاکٹر بچا نہیں پاتا۔"

وہ چُپ رہی۔ میں نے کہا "وہ یقیناً زہروں کا ماہر اور معالج ہوگا۔ جن علاقوں میں سانپوں کی بہتات ہوتی ہے وہاں زہروں کے ایسے ماہر ڈاکٹر موجود رہتے ہیں۔"

وہ بولی "بے شک وہ زہروں کا ماہر بھی ہے اور معالج بھی ہے۔"

"تم خود کو بے قصور ظاہر کررہی ہو۔ تمہاری سب سے بڑی غلطی یہی ہے تم نے سونیا کو ایسے علاقے میں لے جاکر رکھا تھا جہاں کثرت سے زہریلے سانپ پائے جاتے ہیں۔"

"بے شک میں نے اسے ایسی جگہ رکھا تھا' لیکن انسانی آبادی میں شاذ و نادر ہی سانپ دیکھے جاتے ہیں۔ یہ میرے مقدر کی خرابی تھی کہ ایک سانپ نے اسے ڈس لیا اور وہ میری گرفت سے نکل گئی۔"

میں نے سخت لہجے میں کہا "اب اسے بھول جاؤ۔ اس کے دماغ سے چلی جاؤ۔ ہم اسے تلاش کررہے ہیں۔ آیندہ اسے تمہاری گرفت میں نہیں آنے دیں گے۔"

پھر میں نے اپنے بیٹے سے کہا "کبریا! میں ایک ضروری کام سے جارہا ہوں تم اپنی مما کے دماغ میں موجود رہو اور اس مکار عورت کو کچھ بولنے کا بھی موقع نہ دو۔ یہ تمہاری مما سے بات کرے تو بات نہ کرنے دو۔ میں ابھی تھوڑی دیر بعد آؤں گا۔"

یہ کہہ کر میں دماغی طور پر حاضر ہوگیا۔ اعلیٰ بی بی اور دوسرے ٹیلی پیتھی جاننے والے یہ سمجھتے تھے کہ ابھی میرے اندر آکر باتیں نہیں کرنی چاہئیں۔ ایسے وقت وہ بھی چپکے سے آجائے گی تو میں اس کی سوچ کی لہروں کو محسوس نہیں کرسکوں گا۔ میں نے تقریباً آدھے گھنٹے تک کسی سے رابطہ نہیں کیا۔ چپ چاپ سونیا کے دماغ میں جاکر دیکھتا رہا کہ نومی وہاں رہ کر کیا کرنا چاہتی ہے؟ اس کے دماغ میں خاموشی تھی۔ نومی کچھ نہیں بول رہی تھی شاید وہاں سے جاچکی تھی۔

اور یہی بات تھی وہ اپنے دستِ راست کاشف جمال کے پاس پہنچی ہوئی تھی۔ جیسا کہ میں پہلے بیان کرچکا ہوں۔ اب وہ میری قربت حاصل کرنے کے لیے دوسری چال چلنے والی تھی اس نے کاشف جمال سے کہا تھا "آیندہ میں ایسا ڈراما پلے کروں گی کہ فرہاد کو میری موت کا یقین ہوجائے گا اس طرح مجھے دو فائدے حاصل ہوں گے، ایک تو یہ کہ وہ سونیا کے معاملے میں مجھ سے انتقام لینے کے لیے مجھے تلاش نہیں کرے گا۔ صبر کرکے بیٹھ جائے گا کہ میں تو مرچکی ہوں۔ دوسرا فائدہ یہ ہوگا کہ میں سونیا کی گمشدگی سے فائدہ اٹھاؤں گی۔ اسے بھی فرہاد تک پہنچنے نہیں دوں گی۔ اسے یہ یقین دلاؤں گی کہ اس کی گمشدہ سونیا اس کے پاس آچکی ہے اور اس طرح میں مکمل سونیا بن کر اس کے ساتھ رہا کروں گی۔"

اس نے اپنے طور پر بڑی اچھی پلاننگ کی تھی۔ اگر وہ مجھے اپنی موت کا یقین دلا دیتی تو اس کے بعد میں کبھی یہ شبہ نہ کرتا کہ وہ پھر سونیا بن کر میرے قریب آگئی ہے۔

اپنی اس پلاننگ پر عمل کرنے کے لیے یہ لازمی تھا کہ وہ خود پر تنویمی عمل کراتی اور اپنے ذہن سے نومی کرسٹل کی شخصیت کو مٹا دیتی۔ اس طرح میں اس کے چور خیالات پڑھتا تو کبھی مجھے معلوم نہ ہوتا کہ وہ مجھے سونیا بن کر دھوکا دے رہی ہے۔

نومی اس وقت سونیا کے دماغ سے نکل کر کاشف جمال کے پاس آگئی۔ اس سے بولی "فرہاد اور اس کے ٹیلی پیتھی جاننے والے سونیا کے دماغ میں چوبیس گھنٹے رہیں گے۔ اس کا پیچھا نہیں چھوڑیں گے۔ مجھے وہاں کسی طرح کی چال چلنے کا موقع نہیں دیں گے۔ بہتر یہی ہے کہ پہلے میں اپنا تحفظ کروں۔ فرہاد کو یہ پوری طرح یقین دلا دوں کہ میں مرچکی ہوں۔"

کاشف جمال نے پوچھا "کیا ابھی تم پر تنویمی عمل کیا جائے گا؟"

"ہاں۔ ابھی تم مجھ پر عمل کروگے۔ اس سے پہلے میں تم پر عمل کرچکی ہوں۔ تمہارے ذہن میں یہ بات نقش کرچکی ہوں کہ تم میرے دماغ میں کون کون سی اہم باتیں نقش کروگے۔ ان طے شدہ باتوں کے علاوہ ایک لفظ بھی زیادہ نہیں بولوگے۔ نہ ہی مجھے دھوکا دوگے اور نہ اپنے تنویمی عمل کے ذریعے مجھے اپنی معمولہ اور تابعدار بناؤگے۔"

"میں تمہارا معمول اور تابعدار ہوں۔ تمہاری نافرمانی کبھی نہیں کرتا۔ مجھ پر بھروسا نہ کرو لیکن اپنے تنویمی عمل پر کرو۔ تم میرے ذہن میں یہ باتیں نقش کرچکی ہو کہ میں تم سے غداری نہیں کروں گا' تمہیں دھوکا نہیں دوں گا تو پھر ایسا نہیں کروں گا۔"

"بے شک مجھے اپنے تنویمی عمل پر بھروسا ہے۔ تم مجھے دھوکا نہیں دے سکوگے۔ پھر بھی میں زیادہ محتاط رہنا چاہتی ہوں۔ ابھی تمہارے پاس ایک شخص آئے گا۔ وہ میرا معمول اور تابعدار ہے۔ میں نے اس کے دماغ میں یہ بات نقش کی ہے کہ جب تم مجھ پر تنویمی عمل کرتے رہوگے تو وہ تمہیں گن پوائنٹ پر رکھے گا۔ تم عمل کرنے کے دوران میں مجھے اپنی معمولہ اور تابعدار بنانے والی کوئی بھی بات کروگے تو وہ تمہیں گولی ماردے گا۔"

"تم میری مالکہ ہو مجھ پر تمہارا اختیار ہے۔ تم اپنے اطمینان کے لیے جو کرنا چاہتی ہو کرو۔ میں تمہارے احکامات کی تعمیل کرتا رہوں گا۔"

تھوڑی دیر بعد ایک شخص اس بنگلے میں آیا۔ نومی نے کاشف جمال سے کہا "میں اسے اپنے ساتھ لائی ہوں۔ اس

کے ساتھ کسی کمرے میں جاؤ اور دروازے کو اندر سے بند کرلو۔“

اس نے حکم کی تعمیل کی۔اس شخص کے ساتھ چلتا ہوا ایک کمرے میں آیا پھر دروازے کو بند کرتے ہوئے بولا” اب کیا حکم ہے؟“

”میں یہاں اپنے بیڈ پر آرام سے لیٹ گئی ہوں۔ آنکھیں بند کررہی ہوں۔تم میرے اندر آؤ اور تنویمی عمل شروع کرو۔“

پھر وہ اپنے دوسرے معمول اور تابعدار سے بولی”تم کاشف جمال کو گن پوائنٹ پر رکھو۔تمہیں جو ہدایات دی گئی ہیں اس کے مطابق عمل کروگے۔اگر یہ مجھے معمولہ اور تابعدار بنانے والی کوئی بھی بات کرے گا تو فوراً اسے گولی ماردو گے ورنہ اس کے دوست رہو گے اور اسے کوئی نقصان نہیں پہنچاؤ گے۔“

کاشف جمال اس کے دماغ میں پہنچ گیا۔وہ اپنے جسم کو ڈھیلا چھوڑ کر چاروں شانے چت لیٹی ہوئی تھی۔اور آنکھیں بند کرچکی تھی وہ اس کے حکم کے مطابق عمل کرنے لگا۔جب وہ اس کے زیراثر آگئی تو اس نے کہا”نومی کرسٹل !تم میرے حکم سے اپنی زندگی میں اہم تبدیلیاں لاؤ گی۔“

وہ ایک معمولہ کی حیثیت سے سحر زدہ ہوکر بولی”میں تمہارے حکم کے مطابق اپنی زندگی میں اہم تبدیلیاں لاؤں گی۔“

”تم اپنی آواز اور اپنا لب ولہجہ ہمیشہ کے لیے بھول جاؤ گی۔تمہارے ذہن میں صرف سونیا کی آواز اور لب ولہجہ نقش رہے گا۔“

وہ تابعداری سے اس کے احکامات کو دہرانے لگی۔

کاشف جمال نے ایک عامل کی حیثیت سے کہا”نومی کرسٹل اور سونیا کی آواز اور لب ولہجے کی تبدیلی کا ایک وقت مقرر ہوگا۔تم اس تنویمی عمل کے چھ گھنٹے بعد فرہاد سے رابطہ کرو گی اور اپنی موت کا ڈراما پلے کروگی۔“

وہ بولی”میں تنویمی عمل کے چھ گھنٹے بعد فرہاد سے رابطہ کروں گی اور اپنی موت کا ڈراما پلے کروں گی۔“

ایسے وقت میں خاموشی سے تمہارے اندر موجود رہوں گا۔جیسے ہی تم آخری ہچکی لوگی‘میں بڑی آہستگی سے تمہارے اندر”ٹِک“ کا لفظ ادا کروں گا۔یہ لفظ’ٹِک‘ایک حکم ہوگا کہ نومی کرسٹل کی آواز اور لب ولہجہ ہمیشہ کے لیے بھول جاؤ اور تم بھول جاؤ گی۔“

وہ اپنی نمائشی موت کی بڑی زبردست پلاننگ کرچکی تھی۔

جب کاشف جمال اس کے دماغ میں’ٹِک‘ کا لفظ استعمال کرتا اور وہ تنویمی عمل کے مطابق اپنی آواز اور لب ولہجہ ہمیشہ کے لیے بھول جاتی تو میری سوچ کی لہریں اس کے دماغ سے نکل جاتیں۔کیونکہ اس کی آواز اور لب و لہجے کے ختم ہونے کا مطلب یہ ہوتا کہ وہ مرچکی ہے۔

خیال خوانی کی لہریں ہمیشہ اپنے معمول کی آواز اور لب و لہجے کو گرفت میں لیتی ہیں۔تبھی اس کے دماغ میں رہتی ہیں۔ جب وہ لب ولہجہ نہیں رہتا تو پھر کسی کی سوچ کی لہریں بھی وہاں نہیں رہ پاتیں۔یہی سمجھ میں آتا ہے کہ وہ معمول مرچکا ہے یا مرچکی ہے۔

اس وقت میں نہیں جانتا تھا کہ وہ ایسے معاملات میں مصروف ہے۔میں اپنے معاملے میں مصروف ہوگیا تھا۔میں نے اعلیٰ بی بی، کبریا اور تمام ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو بلاکر کہا”جب میں سونیا کے دماغ میں نومی سے باتیں کررہا تھا تو تم سب سن رہے تھے۔اس نے روانی میں ایسی گفتگو کی ہے جس سے ہماری معلومات میں اضافہ ہوگیا ہے۔کیا تم لوگوں نے توجہ سے اس کی گفتگو سنی تھی؟“

اعلیٰ بی بی نے کہا”ہاں۔اس کی باتوں سے یہ معلوم ہوا کہ مما کو ایسے علاقے میں لے جایا گیا ہے جہاں کثرت سے سانپ پائے جاتے ہیں۔“

ایک ٹیلی پیتھی جاننے والے نے کہا”یورپ کے کئی ملکوں میں سانپ پائے جاتے ہیں لیکن وہ قابلِ ذکر نہیں ہوتے۔افریقا کے تمام ملکوں میں سانپوں کی بہتات ہے۔اگر آپ اجازت دیں تو ہم افریقا کے شمالی حصوں کے ملکوں اور شہروں میں پہنچ کر معلومات حاصل کریں۔“

میں نے تائید میں سر ہلا کر کہا”یہی کرنا چاہیے۔“

کبریا نے کہا”نومی کی گفتگو سے ایک اور اہم بات معلوم ہورہی ہے اور وہ یہ کہ سانپوں کے زہر کو سمجھنے والا اور مہارت رکھنے والا تجربے کار ڈاکٹر کسی چھوٹے قصبے کے اسپتال میں نہیں رہے گا۔جس ڈاکٹر نے مما کا علاج کیا ہے وہ کسی بڑے یا چھوٹے شہر میں ہوگا۔پہلے ہمیں ان شہروں کے اسپتالوں سے معلومات حاصل کرنی ہوگی۔“

میں نے کہا”کبریا درست کہہ رہا ہے۔تم سب شمالی افریقا کے تمام چھوٹے بڑے شہروں کے اسپتالوں میں جاؤ۔“

وہ سب چلے گئے۔ایک ملک کی ٹریولنگ ایجنسیوں کے تعلقات دوسرے ملکوں کی ٹریولنگ ایجنسیوں سے رہتے ہیں۔ وہ سب ان ایجنسیوں کے کارکنوں کے اندر پہنچنے لگے۔ان کے ذریعے شمالی افریقا کے ملکوں کی ٹریولنگ ایجنسیوں تک پہنچ کر

مختلف اسپتالوں کے فون نمبر معلوم کرنے لگے۔پھر فون کے ذریعے وہاں کے ڈاکٹروں اور نرسوں تک پہنچ کر یہ معلوم کرنے لگے کہ سانپوں کی ڈسی ہوئی کتنی عورتوں کو وہاں پہنچایا گیا ہے؟

یہ بڑا مشکل کام تھا۔برِاعظم افریقا میں کئی ممالک ہیں اور ہر ملک اپنے رقبے کے لحاظ سے بہت ہی وسیع وعریض ہے۔ ان ممالک میں ہزاروں نہیں‘ لاکھوں اسپتال ہیں۔ ویسے کروڑوں اسپتال ہوتے تب بھی سونیا کا سراغ لگانا تھا۔اور اس وقت سب ہی بڑی تن دہی سے خیال خوانی کررہے تھے‘اور ایک اسپتال سے دوسرے اسپتال کے طرف جارہے تھے۔

یہ معلوم ہورہا تھا کہ کتنی ہی جوان اور بوڑھی عورتوں کو کتنے ہی اسپتالوں میں لایا گیا تھا‘ جنہیں سانپوں نے ڈس لیا تھا۔ ان میں سے کچھ عورتیں مرچکی تھی۔کچھ زندہ تھیں لیکن ایسی کوئی نہیں تھی‘ جو اسپتال سے فرار ہوگئی ہو۔

تقریباً تین گھنٹے بعد ایک ٹیلی پیتھی جاننے والے نے کہا”سر! میں نے ایک ایسے اسپتال کے ڈاکٹر کے خیالات پڑھے ہیں‘ جو مختلف سانپوں کی نسلوں اور ان کے زہروں کے سلسلے میں حیرت انگیز معلومات رکھتا ہے۔وہ لبنان کے ایک شہر العقیلہ کے اسپتال کا سب سے سینئر ڈاکٹر ہے۔اس نے ایک ایسی خاتون کا علاج کیا ہے جو زہر کے اثر سے ایب نارمل ہوگئی تھی اور اس کے سننے اور بولنے کی صلاحیتیں ختم ہوگئی تھیں۔“

میں نے تڑپ کر کہا”خدا کرے وہ سونیا ہو۔“

”یس سر! وہ ہماری میڈم ہے۔ڈاکٹر کی سوچ نے بتایا ہے کہ وہ پچھلی رات اسپتال سے فرار ہوگئی ہیں۔“میں اپنی بیٹی اور بیٹے کے ساتھ فوراً ہی اس ٹیلی پیتھی جاننے والے کے دماغ میں آیا اس نے ہمیں اس ڈاکٹر کے پاس پہنچادیا۔ہم سب اس ڈاکٹر کے اور اسپتال کے ان تمام ملازمین کے دماغوں میں پہنچنے لگے جو علاج کے دوران سونیا کو اٹینڈ کرتے رہے تھے۔

ان سب کے مشترکہ خیالات یہی تھے کہ ہماری سونیا وہاں زیرِ علاج تھی اور وہ اسی علاقے کے ایک بنگلے میں رہتی تھی۔جب اسے اسپتال میں ایڈمٹ کیا گیا تھا تو اس کا رہائشی پتا بھی لکھوایا گیا تھا۔اسے اسپتال میں داخل کرانے والے کاشف جمال کا فرضی نام عاصم بن زید لکھایا گیا تھا۔

میں یہ بیان کرچکا ہوں کہ کاشف جمال نے ایک بار ایک نرس کو دس ہزار روپے رشوت کے طور پر دیے تھے اور اسے کہا تھا ”میں چند گھنٹوں کے لیے جارہا ہوں۔میری عدم موجودگی میں میڈم کے پاس رہا کرو۔کوئی بھی پرابلم ہو تو فوراً فون پر مجھے اطلاع دو۔“

میں نے اس نرس کے خیالات پڑھے۔پتا چلا وہ کاشف جمال پر مرمٹی تھی۔اس کے ساتھ جذباتی لمحات گزارنا چاہتی تھی لیکن وہ اسے نظرانداز کرتا رہتا تھا۔اس کے خیالات نے بتایا کہ لبنان کے شمالی ساحلی شہر بن غازی سے تقریباً ساڑھے تین سو کلومیٹر کے فاصلے پر شہر العقیلہ ہے۔وہاں دریا کے ساحل پر دور تک چھوٹے چھوٹے خوبصورت بنگلے ہیں۔ایسے ہی ایک بنگلے میں عاصم بن زید (کاشف جمال) رہتا ہے۔وہ اس سے ملنے کے لیے وہاں بنگلے میں جاچکی ہے۔

میں اس کے خیالات پڑھنے کے بعد اسے اس بنگلے میں پہنچانا چاہتا تھا۔وہاں دیکھنا چاہتا تھا کہ وہ عاصم بن زید کون ہے۔یہ اندازہ ہوگیا تھا کہ سونیا کو اسی بنگلے میں چھپا کر رکھا جاتا تھا۔میں اس عاصم نام کے شخص کو دبوچ کر بہت کچھ معلوم کرسکتا تھا۔

جب اس نرس کے ذریعے وہاں پہنچا تو بنگلا خالی تھا۔اس بنگلے کے مالک نے کہا”جو کرائے دار ایک خاتون کے ساتھ رہتا تھا وہ یہاں کی چابیاں دے کر چلا گیا ہے اب شاید نہیں آئے گا۔“

نومی غیر معمولی ذہانت کی حامل تھی۔ بہت ہی چالاک تھی۔اس نے دیکھ لیا تھا کہ سونیا ہاتھ سے نکل چکی ہے۔پتا نہیں اس کے ہاتھ لگے گی یا ہمارے پاس پہنچ جائے گی؟ اسے یہ اندیشہ بھی تھا کہ ہم کسی طرح سراغ لگاتے ہوئے اس اسپتال تک پہنچ سکتے ہیں۔لہٰذا اس نے کاشف جمال کو وہ علاقہ چھوڑ دینے کا حکم دیا تھا۔وہ حکم کا بندہ تھا وہاں سے جاچکا تھا۔

اعلیٰ بی بی، کبریا اور دوسرے ٹیلی پیتھی جاننے والے یہ معلوم کرنے کی کوششیں کررہے تھے کہ سونیا اسپتال سے نکلنے کے بعد رات کو کہاں بھٹکتی رہی۔شہر العقیلہ کا وہ کون سا علاقہ تھا جو پتھریلا تھا اور جہاں ایک سڑک بھی تھی۔اسی سڑک پر ایک گاڑی آئی تھی اور سونیا اس میں بیٹھ کر چلی گئی تھی۔

اس سڑک کے بارے میں کچھ معلوم ہوا۔وہ ایک ویران علاقے سے گزرتی تھی لیکن ایئرپورٹ کی طرف جاتی تھی۔اب یہی اندازہ کیا جاسکتا تھا کہ وہ لوگ سونیا کو اسی ایئرپورٹ لے گئے تھے۔

کیا وہ اسے اپنے ساتھ کسی دوسرے ملک لے گئے تھے؟ سوال یہ پیدا ہوتا تھا کہ وہ سونیا جیسی کسی اجنبی اور بیمار عورت کو اپنے ساتھ کیوں لے جائیں گے؟

جس طرح انہوں نے سونیا جیسی بیمار عورت سے ہمدردی کی تھی اور اسے اپنی گاڑی میں لے گئے تھے تو ان کا فرض یہ تھا کہ وہ اسے کسی اسپتال میں پہنچادیتے۔ہم سب نے ایئرپورٹ کے آس پاس کے اسپتالوں میں اور پورے شہر کے اسپتالوں

میں معلوم کیا۔ ''کیا کسی بیمار اور ایب نارمل عورت کو ایڈمٹ کیا گیا ہے؟''

کسی اسپتال میں داخل نہیں کیا گیا تھا۔ پتا نہیں وہ کون لوگ تھے اور سونیا کو اپنے ساتھ کیوں لے گئے تھے؟ کہاں لے گئے تھے؟

فی الحال وہ زہر اس کے لیے نشہ بن گیا تھا۔ پچھلی بار وہ نشے کی حالت میں کئی گھنٹوں تک سوتی رہی تھی۔ اب بھی وہ پچھلے چار گھنٹوں سے سو رہی تھی۔ امید تھی کہ بیدار ہونے کے بعد شاید کچھ نارمل ہو جائے گی۔ کچھ غصہ کم ہوگا تو خیال خوانی کی لہروں کو محسوس کر کے نہیں جھنجلائے گی۔ سانس نہیں روکے گی۔ ہمیں اپنے خیالات پڑھنے اور اس کے موجودہ حالات معلوم کرنے کا موقع دے گی۔

☆☆☆

جمیلہ رہ گئی تھی۔ نبیلہ کو اغوا کر لیا گیا تھا۔ عبدالرحمٰن جدا ہونے والی بیٹی کے لیے پریشان تھا۔ سمجھ میں نہیں آ رہا تھا اسے کہاں تلاش کرنے جائے؟ کس کی مدد حاصل کرے؟

پارس کہہ گیا تھا۔ ''یہاں میرے لیے خطرہ پیدا ہو گیا ہے۔ وردان کے آدمی نبیلہ کو اغوا کرتے وقت اگر مجھے یہاں دیکھ لیتے تو گولی مار دیتے اور جمیلہ کو بھی ساتھ لے جاتے۔''

وردان نے شمالی ہندوستان کے بعض اہم حکمرانوں کو اپنا معمول اور تابعدار بنا رکھا تھا۔ اس نے ان کے ذریعے تمام پولیس اور انٹیلی جنس والوں کو جڑواں بہنوں کی تلاش پر مامور کرایا تھا۔ وہ سب انہیں ڈھونڈتے پھر رہے تھے۔ آخر اس پہاڑی علاقے میں پہنچ گئے تھے۔ دونوں بہنوں کو اغوا کرنے والے تھے لیکن نبیلہ کو اغوا کرتے وقت جمیلہ وہاں موجود نہیں تھی۔ پارس بھی نہیں تھا۔

جب وہ جمیلہ کے ساتھ کاٹیج میں واپس آیا تو عبدالرحمٰن زخمی حالت میں برآمدے میں پڑا تھا اور وہ لوگ نبیلہ کو لے جا چکے تھے۔ عبدالرحمٰن کی مرہم پٹی کی گئی تھی۔ پھر پارس فوراً ہی یہ کہہ کر چلا گیا۔ ''مجھے ابھی روپوش ہو جانا چاہیے۔ اگر میں یہاں رہوں گا تو ہم سب مارے جائیں گے۔''

جمیلہ اس کی جدائی برداشت نہیں کر سکتی تھی لیکن اب تو اس بہن کی بھی جدائی برداشت کر رہی تھی جو جڑواں تھی اور جس کے بغیر وہ رہ نہیں سکتی تھی۔ اس نے پارس سے کہا ''میں تمہاری جدائی برداشت کر لوں گی۔ لیکن تمہیں نقصان پہنچتے نہیں دیکھ سکوں گی۔ فوراً یہاں سے چلے جاؤ۔ ہماری فکر نہ کرو۔''

''فکر تو ضرور کروں گا۔ میں اور میرے ٹیلی پیتھی جاننے والے تمہاری اور انکل کی نگرانی کرتے رہیں گے۔''

رخصت ہونے سے پہلے جمیلہ قریب آ کر اس کے گلے لگ گئی۔ اگر نبیلہ ہوتی تو وہ بھی اسی طرح گلے لگ جاتی۔ اس وقت ایک ہی کا دل پارس کے دل سے لگ کر دھڑک رہا تھا۔ پارس نے کہا ''تم دونوں بہنیں ایک دوسرے کے جذبات اور احساسات کو بہ یک وقت محسوس کرتی ہو' جو تم پر گزرتی ہے' وہ اس پر گزرتی ہے۔ کیا اس وقت اس کا دل بھی اسی طرح دھڑک رہا ہوگا؟ کیا ان لمحات میں وہ بھی تمہاری طرح جذباتی ہو رہی ہوگی؟''

وہ بولی ''ہاں اس وقت میں اسے اپنے اندر محسوس کر رہی ہوں۔ وہ بھی مجھے اور میرے جذبات کو محسوس کر رہی ہوگی۔ خدا جانے وہ کہاں ہوگی؟ اور کس حال میں ہوگی؟''

پارس نے کہا ''خدا کرے وہ خیریت سے ہو۔ ویسے وہ پریشان ہوتی اور کسی تکلیف میں ہوتی تو وہی پریشانی اور مصیبت تم اپنے اندر محسوس کرتیں۔''

''ہاں۔ ابھی میں پریشانی محسوس تو کر رہی ہوں' لیکن کوئی تکلیف محسوس نہیں کر رہی ہوں۔''

پھر وہ ایک گہری سانس لے کر بولی ''تمہارے بازوؤں میں آ کر میں یہ سمجھ رہی ہوں کہ اس کا دل بری طرح دھڑک رہا ہے۔ وہ میری طرح جذباتی ہو رہی ہے بہت بے چین ہے۔''

وہ فوراً ہی پارس سے الگ ہو کر بولی ''مجھے تم سے دور رہنا چاہیے۔ اپنی بہن کو بے چینی میں مبتلا نہیں کرنا چاہیے۔''

پارس نے اسے بڑی محبت سے دیکھا پھر کہا۔ ''تم دونوں بہنیں ایک دوسرے کے جذبات اور احساسات کا بہت خیال رکھتی ہو۔ تم دونوں غیر معمولی ہو اور تمہاری محبتیں بے مثال ہیں۔''

یہ کہہ کر وہ وہاں سے چلا گیا۔ جمیلہ نے عبدالرحمٰن کے پاس آ کر پوچھا۔ ''آپ کے زخم کیسے ہیں؟''

''میں ٹھیک ہوں۔ مگر اپنی نبیلہ کے لیے پریشان ہوں۔ تم اس علاقے کے تھانے میں فون کرو۔ پولیس والوں کو بتاؤ کہ ہم پر کیا گزر رہی ہے۔''

اس نے اپنے کمرے میں آ کر فون کو اٹھایا لیکن نمبر پنچ کرنے سے پہلے ہی باہر گاڑیوں کی آواز سنائی دی۔ ان کی ہیڈ لائیٹس کے باعث وہ کاٹیج روشنی میں نہا گیا تھا۔ دونوں باپ بیٹی نے دروازے پر آ کر دیکھا تو دو گاڑیاں تھیں۔ پولیس والے ان گاڑیوں سے اُتر کر آ رہے تھے۔ مسلح سپاہی دوڑتے ہوئے اس کاٹیج کو چاروں طرف سے گھیر رہے تھے۔

انسپکٹر تیزی سے چلتا ہوا برآمدے میں آیا۔ عبدالرحمٰن نے کہا ''ابھی ہم آپ کو فون کرنے والے تھے۔ یہ میری حالت

دیکھیں' ابھی کچھ نامعلوم افراد آئے تھے۔ انہوں نے مجھے زخمی کیا اور پھر میری بیٹی کو اٹھا کر لے گئے۔''

انسپکٹر نے کہا ''ہم آپ کا یہ دُکھڑا بعد میں سنیں گے۔ پہلے یہ بتائیں کہ وہ نوجوان کہاں ہے جو آپ کے ساتھ یہاں رہتا ہے؟''

''وہ نہیں ہے۔ یہاں سے جا چکا ہے۔''

وہ طنزیہ انداز میں بولا ''اوہ۔ اچھا۔ ہمیں بتایا گیا تھا کہ وہ بہت چالاک ہے اور خطرناک بھی ہے۔ اسی لیے میں اتنے سپاہی لایا ہوں۔''

اس کے پیچھے آنے والے دو سپاہی کاٹیج کے اندر گھس کر تلاشی لینے لگے۔ عبدالرحمٰن نے پریشان ہو کر پوچھا ''یہ کیا ہو رہا ہے؟ ہم پر ظلم ہوا ہے۔ میری بیٹی کو اغوا کیا گیا ہے۔ لیکن آپ میرے بھتیجے اور ہونے والے داماد کو تلاش کر رہے ہیں۔ شاید اسے گرفتار کرنے آئے ہیں۔''

''ہم گرفتار کرنے نہیں، گولی مارنے آئے ہیں اور اس لڑکی کو بھی......''

اس نے جمیلہ کو چبھتی ہوئی نظروں سے دیکھا' پھر کہا۔ ''اپنے ساتھ لے جائیں گے۔''

جمیلہ نے پیچھے ہٹ کر حیرانی سے پوچھا۔ ''مجھے ساتھ کیوں لے جائیں گے؟ کہاں لے جائیں گے؟''

انسپکٹر نے کہا۔ ''یہ ہم نہیں جانتے۔ ہم تمہیں ایک گاڑی میں بٹھا دیں گے۔ وہ گاڑی والے تمہیں وہاں لے جائیں گے' جہاں تمہاری دوسری بہن کو لے جایا گیا ہے۔''

باپ بیٹی نے ایک دوسرے کو حیرانی اور پریشانی سے دیکھا۔ پھر عبدالرحمٰن نے پوچھا۔ ''کیا آپ جانتے ہیں کہ میری بیٹی نبیلہ کو کہاں لے جایا گیا ہے؟''

''میں نے کہا نا میں کچھ نہیں جانتا۔ تمہاری اس بیٹی کو بھی ایک گاڑی میں بٹھا دیا گیا تھا۔ اسے اغوا کرنے والے ہمارے ہی آدمی تھے۔ کیا کریں ہم پولیس والے مجبور ہو جاتے ہیں۔ قانونی ڈیوٹی سے ہٹ کر غیر قانونی ڈیوٹی بھی کرتے ہیں۔ وہ جو اوپر والے حکومت کرنے کے لیے بیٹھے ہیں' ان کا آرڈر ہمیں ماننا پڑتا ہے۔ نہیں مانیں گے تو پولیس کی مال کمانے والی نوکری سے ہاتھ دھونا پڑے گا۔''

دونوں مسلح سپاہیوں نے اندر سے نکلتے ہوئے کہا ''سر! وہ یہاں نہیں ہے۔''

انسپکٹر نے بڑی خباثت سے مسکراتے ہوئے جمیلہ کو دیکھا پھر کہا۔ ''کوئی بات نہیں ہم اس لڑکی کو لے جائیں گے تو لڑکا اس کے پیچھے خود ہی لڑھکتا ہوا چلا آئے گا۔''

پھر اس نے سپاہیوں کو حکم دیا۔ ''اسے اٹھا کر لے چلو۔''

حکم کی تعمیل کرنے کے لیے دو میں سے ایک سپاہی جمیلہ کی طرف بڑھا۔ دوسرے سپاہی نے اپنی گن سیدھی کی پھر اپنے ساتھی سپاہی کو گولی مار دی۔ انسپکٹر نے غصے سے دہاڑتے ہوئے پوچھا۔ ''کتے کے بچے! تو نے یہ کیا کیا؟ اسے گولی کیوں ماری؟''

سپاہی نے اسے نشانے پر رکھتے ہوئے کہا۔ ''اس لڑکی کو جو بھی ہاتھ لگائے گا۔ میں اسے گولی مار دوں گا۔''

انسپکٹر نے سہم کر ایک قدم پیچھے ہٹتے ہوئے پوچھا ''ابے! کیا تیرا دماغ خراب ہو گیا ہے؟''

اس سپاہی نے کہا۔ ''میرا نہیں' اس وردان کا دماغ خراب ہو گیا ہے۔ جس نے تم لوگوں کو یہ نہیں بتایا کہ ہم ٹیلی پیتھی جانتے ہیں۔ کسی کے بھی دماغ میں گھس کر اس کی ایسی کی تیسی کر دیتے ہیں۔''

پارس نے اس کاٹیج سے نکلتے ہی فون کے ذریعے اپنے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو اطلاع دی تھی اور ان سے کہا تھا کہ دونوں باپ بیٹی کے دماغوں میں موجود رہیں۔ ان کے ساتھ ابھی کچھ بھی ہو سکتا ہے۔

اور اب ان کے ساتھ بہت کچھ ہونے والا تھا لیکن ہمارے ٹیلی پیتھی جاننے والے وہاں موجود تھے۔ اس سپاہی نے انسپکٹر سے کہا ''وردان تمہارے اندر موجود ہے میں اس سے بات کرنا چاہتا ہوں۔''

انسپکٹر نے پریشان ہو کر پوچھا ''یہ وردان کون ہے؟ اگر تم مہا گیانی وردان وشوا ناتھ کی بات کر رہے ہو تو ان کے بارے میں سنا ہے وہ دوسرے انسانوں کے اندر پہنچ جاتے ہیں لیکن ابھی میرے اندر تو کوئی نہیں ہے۔''

سپاہی نے کہا ''اس کا مطلب ہے' وہ خبیث یہاں لڑکیوں کو اٹھوانے کا حکم دے کر کسی دوسرے معاملے میں مصروف ہو گیا ہے۔ کوئی بات نہیں تم ان کے ساتھ رہنے والے نوجوان کو گولی مارنے آئے تھے۔ میں تمہیں گولی مار کر زخمی کرتا ہوں۔''

یہ کہتے ہی اس نے ایک فائر کیا اس کی ٹانگ پر گولی ماری۔ وہ ایک دم سے اچھل کر برآمدے میں گرتے ہوئے وہاں سے لڑھکتے ہوئے نیچے گھاس پر چلا گیا۔ اس کی ٹانگ میں گولی لگی تھی۔ وہ تکلیف سے کراہ رہا تھا۔ سپاہی نے کہا۔ ''سر! مجھے افسوس ہے میں نے جان بوجھ کر ایسا نہیں کیا ہے لیکن آپ زخمی ہونے کے بعد اپنے اوپر والوں کو کہہ سکیں گے کہ ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی غفلت سے ایک لڑکی کو اغوا کیا گیا ہے

لیکن اس دوسری کو ہاتھ لگانا گویا موت کو دعوت دینا ہے۔ وہ لوگ اس دوسری تک بھی پہنچ جائیں گے۔ اب ہمیں یہاں سے چلنا چاہیے۔"

وہ سپاہی برآمدے سے اتر کر نیچے آیا۔ پھر اپنے افسر کو گھاس پر سے اٹھانے لگا۔ دوسرے سپاہی بھی آ گئے تھے۔ انہوں نے اس گولی چلانے والے سپاہی کو گرفتار کرلیا تھا۔ ہمارے ٹیلی پیتھی جاننے والے نے انسپکٹر کے اندر آ کر کہا۔ "اگر اس سپاہی کو نقصان پہنچا تو تم بھی جان سے جاؤ گے۔ اب یہاں سے جاؤ۔ دوبارہ ادھر کا رخ نہ کرنا۔"

انسپکٹر نے کہا "اس سپاہی کو گرفتار نہ کرو۔ یہ بے قصور ہے۔ اس کا فیصلہ ہمارے اوپر والے کریں گے۔"

وہ سب اپنی گاڑی میں بیٹھ کر وہاں سے جانے لگے۔ جمیلہ باپ سے لپٹ کر رونے لگی۔ کہنے لگی "پارس نے اور اس کے ٹیلی پیتھی جاننے والوں نے ہمیں بچایا ہے۔ ورنہ یہ لوگ مجھے بھی یہاں سے لے جاتے۔"

عبدالرحمٰن نے بیٹی کو تھپکتے ہوئے کہا "بیٹی صبر کرو جس طرح پارس کے ٹیلی پیتھی جاننے والے ہماری مدد کررہے ہیں۔ اسی طرح وہ نبیلہ کی بھی مدد کریں گے۔"

وردان دوسرے معاملات میں بری طرح الجھا ہوا تھا۔ عدنان نے اسے الجھایا تھا۔ پچھلی بار اسے معلوم ہوا تھا کہ وہ کسی عورت کے ساتھ شاپنگ سینٹر کی طرف گیا ہے۔ وردان کے آلۂ کار نے وہاں اسے اغوا کرنا چاہا۔ وہاں وردان کو پتا چلا کہ اس بچے کی آنکھیں بہت خطرناک ہیں غیر معمولی کشش رکھتی ہیں۔ وہ اپنی آنکھوں کے ذریعے اس کے آلۂ کار کو سحر زدہ کر کے اس عورت کے ساتھ چلا گیا تھا۔

وردان کے اور نومی کے آلۂ کاروں نے پھر اسے تلاش کیا تو پتا چلا وہ اس عورت کے ساتھ ایر پورٹ کی طرف گیا ہے لیکن عدنان کے ساتھ رہنے والی ارچنا نے انہیں ڈاج دیا تھا۔ ایر پورٹ کے بجائے ریلوے اسٹیشن پہنچی تھی۔ اور وہاں سے عدنان کے ساتھ ممبئی جارہی تھی۔ یہ بات دشمنوں کو معلوم نہ ہو سکی۔ وہ اسے دہلی میں ہی تلاش کرتے رہ گئے۔

اس کے بعد ہی نومی نے وردان سے رابطہ ختم کردیا۔ کیونکہ اس وقت سونیا اسپتال سے فرار ہوگئی تھی۔ اس کے ہاتھ سے نکل گئی تھی اور اب نومی کے لیے یہ ضروری ہوگیا تھا کہ ایک تو سونیا کو مجھ تک پہنچنے سے روکے اور دوسرا یہ کہ میں کبھی نومی تک نہ پہنچ سکوں اور اسے عبرت ناک سزا نہ دے سکوں لہٰذا وہ اپنی موت کا ڈراما پلے کرنے کے لیے دوسرے تمام معاملات سے الگ ہوگئی تھی۔ وردان سے بھی رابطہ ختم کردیا تھا۔

یہ بات وردان کے لیے تشویشناک تھی۔ اس نے فون کے ذریعے نومی سے رابطہ کرنا چاہا۔ خیال خوانی کے ذریعے بھی اسے مخاطب کرنا چاہا تو اس نے سانس روک لی۔ صرف اتنا کہا "اگلے بارہ گھنٹوں تک مجھ سے کوئی رابطہ نہ کرنا۔ میں بہت پریشان ہوں اور خطرات میں گھری ہوئی ہوں۔"

اس نے وردان سے جھوٹ کہا۔ اسے بھی تشویش میں مبتلا کردیا۔ اب وہ پریشان ہوکر سوچ رہا تھا۔ "معاملہ کیا ہے؟ نومی کو کیسے خطرات پیش آرہے ہیں؟ فرہاد کیسی چالیں چل رہا ہے؟ مجھے بہت محتاط رہنا ہوگا۔"

ادھر پارس نے فون کے ذریعے مجھ سے کہا۔ "پاپا! یہ تو میں آپ کو بتا چکا ہوں کہ انہوں نے نبیلہ کو اغوا کیا ہے۔ اب وہ جمیلہ کو بھی اغوا کرنے آئے تھے اور مجھے گولی مارنا چاہتے تھے۔ ہمارے ٹیلی پیتھی جاننے والوں نے ان کی کوششوں کو ناکام بنادیا ہے۔"

میں نے کہا "جمیلہ اور اس کے باپ کی فکر نہ کرو ہمارے ٹیلی پیتھی جاننے والے ان کی حفاظت کرتے رہیں گے۔"

"وہ تو ٹھیک ہے پاپا! مگر نبیلہ کو جہاں پہنچایا گیا ہے۔ وہاں وردان پہنچ کر اس کی عزت آبرو کا دشمن بن سکتا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ وہ نبیلہ تک نہ پہنچے۔ آپ کوئی تدبیر کریں۔"

"ٹھیک ہے۔ میں کچھ کرتا ہوں ہم نبیلہ کی بھی بھرپور حفاظت کریں گے۔"

میں نے اس سے رابطہ ختم کیا پھر سوچنے لگا۔ اب سے پہلے وردان نے شیوانی کو نیپال کے ایک علاقے میں آنے پر مجبور کیا تھا۔ وہاں اس بنگلے میں اس کی عزت لوٹنا چاہتا تھا ایسے وقت میں اس کی موت بن کر وہاں پہنچ گیا تھا۔ اس کے مقدر میں ابھی زندگی لکھی ہوئی تھی۔ اس لیے بچ کر نکل گیا لیکن تب سے اب تک دہشت زدہ تھا۔

وہ ارنا کوف کو بھی تنہائی میں حاصل کرنا چاہتا تھا۔ اس نے اسے دارجلنگ کے ایک بنگلے میں بلایا تھا۔ لیکن اس کا حوصلہ نہیں ہوتا تھا کہ وہاں جا کر اس سے تنہائی میں ملے اور عیش و عشرت کے لمحات گزارے۔ وہ میری حکمتِ عملی یا مکاری سے بری طرح خوف زدہ تھا۔ یہ اندیشہ دل میں رہتا تھا کہ میں کسی بھی چالاکی سے کسی وقت بھی اس کی شہ رگ تک پہنچ سکتا ہوں۔

بہرحال اسے ارنا کوف تک بھی پہنچنے کی حسرت رہ گئی۔ وہ اسے تنہائی میں خوش نہ کرسکی اس سے پہلے ہی میں نے اسے موت کے گھاٹ اتار دیا۔

اس طرح وردان دوسری بار بھی یہ سوچ کر دہشت زدہ ہوا کہ میں دارجلنگ میں اس کے دوسرے خفیہ بنگلے کے بارے میں بھی جانتا تھا اور مجھے یہ بھی معلوم تھا کہ اس نے ارنا کوف کو وہاں چھپا رکھا ہے۔ اگر وہ اس کے ساتھ رنگین لمحات گزارنے کے لیے جاتا تو بے موت مارا جاتا۔

اب تک اس کے ساتھ یہ ہورہا تھا کہ شیوانی اس کے ہاتھ آتے آتے نکل گئی تھی۔ اور اب پورس کی پناہ میں پہنچ گئی تھی۔ ارنا کوف کو میں نے موت کے گھاٹ اتار دیا تھا۔ اب ان دو جڑواں بہنوں میں سے ایک نبیلہ اس کے ہاتھ آئی تھی۔ اس بار اس نے بڑی احتیاط سے کام لینے کی کوششیں کیں۔ اپنے یوگا جاننے والے آلۂ کاروں کے ذریعے نبیلہ کو ایک خفیہ اڈے میں پہنچایا۔ تاکہ ہمارا کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا ان آلۂ کاروں کے دماغوں تک نہ پہنچے اور نہ ہی نبیلہ کا سراغ لگا سکے کہ وہ کہاں پہنچائی گئی ہے؟

میں اس کی پے در پے ناکامیوں سے اچھی طرح واقف تھا۔ اب اس پر ایک نفسیاتی حربہ استعمال کرسکتا تھا۔ میں نے اپنے فون پر اس کے نمبر پنچ کیے پھر اسے کان سے لگا کر انتظار کیا۔ تھوڑی دیر میں اس کی آواز سنائی دی۔ وہ کہہ رہا تھا۔ "مسٹر فرہاد! آپ نے مجھے کیسے یاد کیا؟"

میں نے کہا "یاد نہ کروں تو اور کیا کروں؟ کب سے تمہارا انتظار کررہا ہوں۔ آخر تم کب آؤ گے؟"

اس نے حیرانی سے پوچھا "میں کب آؤں گا؟ کہاں آؤں گا؟ تم میرا کہاں انتظار کررہے ہو؟"

"بھئی سمجھ لیا کرو۔ پہلی بار میں نے اس کمین گاہ میں تمہارا انتظار کیا جہاں تم شیوانی کو حاصل کرنا چاہتے تھے۔ وہاں تو خوش قسمتی سے بچ نکلے۔ دوسری بار دارجلنگ والے بنگلے میں' جہاں ارنا کوف تھی۔ وہاں تمہارا انتظار کرتا رہا۔ تمہیں بڑی خوش فہمی ہے کہ جہاں بھی اپنی کسی معشوقہ کو چھپا کر رکھو گے' وہاں میں پہنچ نہیں پاؤں گا۔"

وہ بولا "ہاں۔ مانتا ہوں تم میری دونوں شکار گاہوں تک پہنچ گئے تھے۔ لیکن اب نہیں پہنچ پاؤ گے۔"

میں طنزیہ ہنسی ہنسنے لگا۔ وہ پریشان ہوکر بولا "کیوں ہنس رہے ہو؟"

"کچھ نہیں بس تمہارا انتظار کررہا ہوں۔ نبیلہ کے پاس آجاؤ میری اور بھی مصروفیات ہیں۔ وہاں آؤ گے تو خوب گزرے گی جو مل بیٹھیں گے دیوانے دو......"

یہ کہہ کر میں نے فون بند کردیا۔ اس نے ہیلو ہیلو کہہ کر مجھے پکارا پھر دیدے پھاڑ کر اپنے فون کو تکنے لگا۔ دماغ میں خطرے کی گھنٹیاں بجا کرتی ہیں اس کے اندر گھنٹے بجنے لگے۔ وہ تین غیر معمولی عورتوں کو حاصل کرنا چاہتا تھا۔ ان میں سے شیوانی ہاتھ سے نکل گئی پھر ارنا کوف ہاتھ سے نکل گئی۔ اس کی ان ناکامیوں کے پیچھے میں موجود رہا تھا۔ ہمیشہ اس کے خفیہ اڈے تک پہنچتا رہا تھا۔ اس بار بھی دماغ چیخ چیخ کر کہہ رہا تھا۔ لمبی عمر تک سانسیں لینا چاہتے ہو تو نبیلہ کے پاس فی الحال نہ جاؤ۔ اس سے دور رہنے میں تمہاری سلامتی ہے۔

وہ ایکدم ڈھیلے ڈھالے انداز میں کرسی پر بیٹھ گیا' جیسے غبارے سے ہوا نکل گئی ہو۔ یہ بات سمجھ میں نہیں آرہی تھی کہ وہ کیسی گردش میں ہے۔ کامیاب ہوتے ہوتے ناکام ہو جاتا ہے۔ شیوانی اور ارنا کوف کی مثالیں سامنے تھیں۔ اب وہ نبیلہ کو بھی اغوا کرنے میں کامیاب ہوگیا تھا لیکن ناکامی پہلے سے سرخ جھنڈی دکھا رہی تھی کہ خیریت چاہتے ہو تو رک جاؤ۔ کامیابی کی خوش فہمی میں مبتلا ہوکر نبیلہ کے قریب نہ جاؤ۔

وہ سنجیدگی سے سوچنے لگا۔ دانش مندی یہی ہے کہ میں جلد بازی نہ کروں۔ پہلے مختلف ذرائع سے یہ معلوم کرتا رہوں کہ فرہاد کس طرح اس خفیہ اڈے تک پہنچنے والا ہے۔ پہلے میں اس کی چالبازیوں کو سمجھوں گا۔ پھر نبیلہ کی آرزو کروں گا۔

ایسے وقت اسے فون کے ذریعے اطلاع ملی کہ اس علاقے کا تھانے دار جمیلہ کو بھی اغوا کرنے گیا تھا۔ لیکن وہاں ان کا ایک سپاہی مارا گیا ہے اور تھانے دار زخمی ہوگیا ہے۔

وردان نے پوچھا "کیا وہاں مقابلہ کرنے والے موجود تھے؟"

جواب ملا "وہاں کوئی دشمن موجود نہیں تھا۔ کوئی تھانے دار کے دماغ میں کہہ رہا تھا۔ وردان سے کہہ دو کہ ان کی غفلت کی وجہ سے وہ نبیلہ کو اغوا کرنے میں کامیاب ہوا ہے، لیکن جمیلہ کو ہاتھ بھی نہیں لگا سکے گا اور وہ جلد ہی نبیلہ کو بھی واپس لے آئیں گے۔"

وردان نے جھنجلا کر فون بند کردیا۔ اب وہ دل ہی دل میں تسلیم کررہا تھا کہ ہم لوہے کے چنے ہیں۔ ہمیں چبا نہیں سکے گا۔ اگر اسی طرح تنہا ہمارا مقابلہ کرتا رہا تو جلد ہی ہمارے شکنجے میں آجائے گا۔ بے موت مارا جائے گا۔

فی الحال یہ مجبوری بھی تھی کہ وہ بالکل تنہا ہوگیا تھا۔ ٹیلی پیتھی جاننے والی ارنا کوف ماری گئی تھی اور نومی کرسٹل نے عارضی طور پر ساتھ چھوڑ دیا تھا۔ عقل سمجھا رہی تھی کہ فرہاد علی تیمور کا میدانِ جنگ بہت وسیع و عریض ہے۔ اس میدان جنگ میں کئی بھول بھلیوں سے گزرنا پڑتا ہے۔ دانشمندی یہ ہے کہ وہ تنہا مقابلہ نہ کرے یا تو پیچھے ہٹ جائے یا پھر کوئی اور مضبوط سہارا حاصل کرے۔

تب اس نے اپنے گرُودیو پربھو دیال شنکر کو یاد کیا۔ وہ گرُودیو مہا گیانی تھے۔ کچھ پراسرار علوم بھی جانتے تھے۔ وردان دشوانا تھ نے ابتدائی تعلیم انہی سے حاصل کی تھی وہ دس برس تک ان کی سیوا کرتا رہا تھا۔ ان کا سب سے ہونہار شاگرد سمجھا جاتا رہا تھا۔

وہ اپنے گرودیو کے اندر کی شکتی کو خوب سمجھتا تھا۔ دعوے سے کہتا تھا کہ ''وہ مہا شکتی مان ہیں۔ دوسرے تو ٹیلی پیتھی کے ذریعے صرف دماغوں تک پہنچتے ہیں۔ گرودیو پربھو دیال شنکر دلوں تک پہنچ جاتے تھے۔ روح کی گہرائیوں میں اتر جاتے تھے اور جس کے اندر پہنچتے تھے اسے نچوڑ کر رکھ دیتے تھے۔''

وردان کو اب تک یہ گمان تھا کہ وہ تنہا میرے مقابلے پر ثابت قدم رہے گا اور مجھے ہندوستان سے واپس بھاگنے پر مجبور کردے گا۔ اب اس کی مسلسل ناکامیاں سمجھا رہی تھیں کہ اسے اپنے گرودیو کے چرنوں میں جانا ہی ہوگا۔

اس نے فون کے ذریعے رابطہ کیا۔ گرودیو کے سیکریٹری نے سی ایل آئی پر وردان کے نمبر پڑھ کر بڑی عقیدت سے کہا ''سوامی جی نمسکار! آپ نے بڑے دنوں بعد یاد کیا ہے۔''

وہ بولا۔ ''کسی کٹھن سمے میں ہی پربھو کی یاد آتی ہے۔ میں براہِ راست ان سے رابطہ کرسکتا ہوں لیکن یہ معلوم کرنے کے لیے فون کیا ہے کہ وہ کہیں گیان دھیان میں مصروف تو نہیں ہیں؟''

''نہیں۔ انہوں نے ابھی بھوجن کیا ہے اور اپنی بیٹھک میں اکیلے ہیں۔''

''ٹھیک ہے میں ان کے پاس جاتا ہوں۔''

وردان نے فون کا رابطہ ختم کیا۔ پھر خیال خوانی کی پرواز کرتے ہوئے گرودیو کے پاس پہنچ کر کہا ''جے ہو گرودیو کی! آپ کا سیوک سوامی وردان دشوانا تھ آپ کے سامنے ڈنڈوت کرتا ہے۔''

وہ جہاں تھا' وہاں دونوں ہاتھ جوڑ کر فرش پر اوندھے منہ لیٹ گیا۔ پیشانی کو اور ناک کو زمین سے لگالیا۔ دیوی دیوتاؤں کے سامنے یا گرودیو جیسی بڑی ہستیوں کے سامنے اسی طرح اوندھے منہ لیٹ کر دونوں ہاتھ جوڑ کر ڈنڈوت کیا جاتا ہے۔

گرودیو سوامی پربھو دیال شنکر خیال خوانی کے ذریعے اسے دیکھ رہے تھے اور بھاری بھرکم آواز میں کہہ رہے تھے۔ ''وردان! سواگتم...... جب تو آخری بار یہاں سے گیا تو میں نے تجھے آشیرباد دی تھی۔ تجھ سے کہا تھا۔ دکھی لوگوں کی سیوا کرتا رہے گا' بے بس اور مجبور لوگوں کی دعائیں لیتا رہے گا تو تجھے عزت شہرت اور دولت ملتی رہے گی۔ اور تو آسمان کی بلندیوں کو چھوتا رہے گا۔''

وہ ایک گہری سانس لے کر بولے۔ ''مگر تو نے اپنے گرودیو کو نراش کیا ہے۔ آسمان تو بہت دور ہے تو ابھی تک زمین سے چمٹا ہوا ہے۔ مٹی کے کیڑے! تو پاؤں تلے روندا جانے والا ہے۔''

وہ عاجزی سے گڑگڑاتے ہوئے بولا۔ ''گرودیو! مجھ سے جانے ان جانے میں جو بھی بھول ہوئی ہے اس کے لیے مجھے شما کرو۔ آپ کی دیا سے مجھے ٹیلی پیتھی جیسی شکتی ملی۔ میں سمجھنے لگا اس شکتی سے ساری دنیا کو جیت لوں گا مگر....''

''مگر یہ بھول گیا تھا کہ ہماری دنیا میں سیر پر سوا سیر ہیں۔ تو ایک ایسی شکتی سے ٹکرا گیا ہے جس کو کچلنا تیرے بس کی بات نہیں ہے۔''

''میرے بس میں نہیں ہے اسی لیے آپ کے چرنوں میں آیا ہوں۔ پتا نہیں کیا بات ہے' جب بھی کوئی قدم اٹھاتا ہوں' لڑکھڑا جاتا ہوں۔ دشمن سچ مچ مہا شکتی مان ہے۔ میں اسے ایک طرف سے مارنا چاہتا ہوں۔ وہ دس طرف سے مارتا ہے۔ بھگوان کے لیے آپ میری سہائتا کریں۔''

وہ اپنی گونجتی اور گرجتی ہوئی آواز میں بولے۔ ''بھاؤنا سے کرتو اونچا ہے۔ (عمل' جذبات سے برتر ہوا کرتا ہے) تو اپنے کرتو کو بھول گیا اور بھاؤنا میں بہنے لگا۔ میں نے گیان دھیان کے سمے تجھے عورتوں سے دور رہنے کی شکشا دی تھی۔''

گرودیو نے ایک ذرا چپ رہنے کے بعد کہا ''میں نے سمجھایا تھا۔ تو بس ایک شادی کرے گا اور دوسری عورتوں کو ماں' بہن اور بیٹی سمجھتا رہے گا تو تیرا مان بڑھتا رہے گا۔ مگر تو سندر ناریوں کے پیچھے اپنا کرتو بھول گیا۔''

وہ ندامت سے بولا ''میں بہت مجبور ہو گیا تھا۔ آپ میرے اندر کی بات جانتے ہیں جو لوگ غیر معمولی ہوتے ہیں' میں ان کے لیے تجسس میں مبتلا ہو جاتا ہوں۔''

وہ زمین پر سے اٹھ گیا۔ دوزانو ہو کر دونوں ہاتھ جوڑ کر بیٹھ گیا پھر سر جھکاتے ہوئے بولا۔ ''لوی کرسٹل، الپا اور فرہاد علی تیمور سبھی ٹیلی پیتھی جیسی غیر معمولی صلاحیتیں رکھتے ہیں۔ میں ان سب کے خلاف تجسس میں مبتلا ہو گیا۔''

''اگر تو تین غیر معمولی عورتوں کے پھیر میں نہ آتا تو اُن ٹیلی پیتھی جاننے والوں سے دشمنی نہ ہوتی۔ ان کے ساتھ دوستی کر کے اپنی شکتی بڑھاتا رہتا۔ لیکن اُن عورتوں کے بارے میں تیرے اندر کھد بد پیدا ہوگئی تھی۔''

اس نے گرودیو کو اپنے حالات نہیں بتائے تھے' لیکن وہ انتریامی تھے۔ اسے کہہ رہے تھے۔ ''تو بھاؤنا میں بہتے ہوئے

سوچنے لگا کہ جڑواں بہنوں کو حاصل کرے گا۔ یا ایسی عورت کو حاصل کرے گا' جس کا شریر (جسم) کسی کا ہے اور آتما کسی کی ہے۔ تو ایسی عورت کے پھیر میں بھی پڑ گیا تھا' جو عمر میں بہت بوڑھی تھی' لیکن کالے جادو کی شکتی سے جوان چھوکری بن گئی تھی۔ ان تمام عجیب و غریب عورتوں نے تجھ کو کہیں کا نہ رکھا۔ تو ان کی خاطر فرہاد علی تیمور جیسے مہا شکتی مان سے ٹکرا رہا ہے اور مات پر مات کھا رہا ہے۔''

''گرودیو! آپ مہا گیانی ہیں۔ فرہاد کے بارے میں بہت کچھ جانتے ہوں گے۔ اس کی کمزوریوں کو بھی خوب سمجھتے ہوں گے۔ آپ کا یہ سیوک آپ سے بس ایک بھیک مانگتا ہے۔ فرہاد کی کوئی ایک ایسی کمزوری بتا دیں' جسے میں ذریعہ بنا کر اسے اپنی مٹھی میں رکھوں اور اسے اپنا معمول اور تابعدار بنا سکوں۔''

''بھگوان نے مجھے مہا شکتی مان بنایا ہے۔ پھر بھی میں کسی کو اپنا سیوک اپنا غلام نہیں بناتا۔ تو فرہاد کو کیوں غلام بنانا چاہتا ہے اس نے تیرا کیا بگاڑا ہے؟ کیا تجھے اس نے کبھی نقصان پہنچایا ہے؟''

''اس سے بڑا اور کیا نقصان پہنچا سکتا ہے کہ جہاں میں کامیابی حاصل کرتا ہوں' وہ وہاں پہنچ کر مجھے ناکام بنا دیتا ہے۔''

''وہ خود تجھے نقصان پہنچانے نہیں آیا تو نے اسے مجبور کیا۔ فرہاد نے اپنی زندگی میں کبھی پہلا پتھر کسی کو نہیں مارا۔ جب کوئی اس سے چھیڑ کرتا ہے تب ہی وہ اینٹ کے جواب میں پتھر مارتا ہے۔''

وہ حیرانی سے بولا ''گرودیو! وہ مسلمان ہے۔ ہمارا دشمن ہے اور آپ اس کی حمایت میں بول رہے ہیں۔''

''وہ مسلمان ہے تو کیا انسان نہیں ہے۔ اور اگر ہم ہندو ہیں تو کیا بہت بڑے انسان ہیں۔ دین دھرم اور ذات پات کا فرق کرتے ہو تو بتاؤ فرہاد دشمن کیوں ہے؟ اس نے کیا دشمنی کی ہے؟ اس نے اب تک تمہیں اور تمہارے بھارت دیش کو کیا نقصان پہنچایا ہے؟''

''میں نے خیال خوانی کے ذریعے معلوم کیا ہے وہ ہماری حکومت کے اور ملٹری انٹیلی جنس کے راز چرانے کے لیے اپنی ٹیلی پیتھی سے کام لیتا رہتا ہے۔''

''دنیا کے ہر ملک کے جاسوس ٹیلی پیتھی نہ جاننے کے باوجود دوسرے ملکوں کے راز چراتے ہیں۔ ہماری خفیہ ایجنسی را کے جاسوس پاکستان میں تخریبی کارروائیاں کرتے ہیں۔ وہاں کے راز چرا کر لاتے ہیں۔ کیا ہم ان مسلمانوں کے دشمن نہیں کرتے ہیں؟''

وہ ایک ذرا توقف سے بولا ''جب ہم اپنی بہتری کے لیے' ترقی اور مسلمانوں سے اونچا ہونے کے لیے کوئی بھی جائز و ناجائز کام کرتے ہیں تو وہ نہ جرم ہوتا ہے نہ دشمنی ہوتی ہے لیکن یہی کام مسلمان کریں تو ہم انہیں مکار دشمن کہتے ہیں۔''

وہ چپ رہا۔ سوامی پربھو دیال شنکر نے کہا۔ ''دو بھائی اپنے باپ کی دولت اور جائداد حاصل کرنے کے لیے ایک دوسرے سے لڑتے ہیں۔ ایک دوسرے سے دشمنی کرتے ہیں اور دونوں ہی اپنی اپنی جگہ خود کو جائز اور دوسرے کو ناجائز کہتے ہیں۔ یہ دشمنی دین دھرم سے پیدا نہیں ہوتی۔ اپنے اندر کی بدنیتی سے پیدا ہوتی ہے۔''

''گرودیو! آپ نے کہا تھا۔ تمام لوگ ایک دوسرے سے الگ ہوتے ہیں۔ سب کا مزاج سب کے ارادے سب کی نیتیں الگ الگ ہوتی ہیں۔ اس لیے کہیں دوستی ہے کہیں دشمنی۔ کہیں نفرتیں ہیں۔ کہیں محبتیں......''

''ہاں۔ میں نے کہا تھا اگر صرف پُن (نیک عمل) ہو اور پاپ نہ ہو تو یہ ساری دنیا جنت بن جائے گی اور اگر پاپ ہو اور پُن نہ ہو تو یہ دنیا جہنم بن جائے گی۔ بھگوان نے اس دنیا کو ہمارے کرتو (اعمال) پر چھوڑ دیا ہے۔ ہم میں سے کوئی نفرت' دشمنی اور پاپ سے اس دنیا کو نرک بناتا ہے اور کوئی محبت' دوستی اور پُن سے اسے سورگ بنا دیتا ہے۔''

وہ پریشان ہو کر بولا ''میں بہت برے حالات سے گزر رہا ہوں۔ آپ کی یہ اچھی باتیں میری سمجھ میں نہیں آئیں گی۔ مجھے شکتی دو۔ ایسا راستہ دکھاؤ' جس پر چلتے چلتے میں فرہاد کو اپنے قدموں تلے لے آؤں۔''

''میں اپنی شکتی سے پہاڑ کو جھکا سکتا ہوں۔ آسمان سے تارے توڑ کر لا سکتا ہوں لیکن مجھے ہوا کو مٹھی میں بند کرنے کا منتر نہیں آتا۔ جس سے تم ٹکرا رہے ہو' وہ ہوا کا جھونکا ہے۔ کبھی مٹھی میں نہیں آئے گا۔''

''کیا آپ بھی اپنی مہا شکتی سے فرہاد کو اپنے بس میں نہیں کرسکیں گے؟''

''کہہ تو دیا۔ میں تو کیا ہمارے دیوتا بھی ہوا کو مٹھی میں بند نہیں کرسکتے۔ جو ناممکن ہے اسے ممکن بنانے کی بات کیوں کرتے ہو؟''

''اس طرح آپ یہ مان رہے ہیں کہ فرہاد کے مقابلے میں آپ کمزور ہیں۔''

''میری کسی بات سے کمزوری ظاہر نہیں ہو رہی ہے۔ یہ سمجھ لو کہ فرہاد مجھ سے ٹکرائے گا اور مجھے اپنے بس میں کرنا چاہے

گا تو کبھی نہیں کر سکے گا۔ وہ بھی میرے مقابلے میں کمزور پڑ جائے گا۔"

"پھر تو آپ ضرور اسے کمزور بنائیں۔ اسے یہاں سے بھاگنے پر مجبور کردیں۔"

"ہم دونوں نادان بچے نہیں ہیں۔ نہ وہ مجھ سے ٹکرائے گا' نہ میں اس سے ٹکراؤں گا۔ اس کا راستہ الگ ہے۔ میری ڈگر الگ ہے۔ نہ اس کے دل میں نفرت اور دشمنی ہے اور نہ ہی میرے دل میں ایسا کچھ ہے۔"

"آپ مجھے مایوس کررہے ہیں۔ میں کسی بھی طرح آپ کی سہائتا چاہتا ہوں۔"

"میں پہلے بھی سمجھا چکا ہوں۔ میرے پاس آؤ تو اپنے دل اور دماغ کو پوتر (پاک صاف) کرکے آؤ۔ جب تمہاری نفرت اور دشمنی سے کسی کو نقصان نہیں پہنچے گا' تب میں تمہارے کسی کام آؤں گا۔"

"ٹھیک ہے آپ کسی طرح کی شکتی نہ دیں۔ میری سہائتا نہ کریں' لیکن میں جن لوگوں کو تلاش کررہا ہوں' وہ مجھے کہاں ملیں گے' اتنا تو بتادیں۔"

"وہ سب تمہیں ممبئی میں ملیں گے۔ یہ بات میں اس لیے بتا رہا ہوں کہ تم ڈھونڈ لینے کے بعد بھی انہیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکو گے۔"

"میں آپ کے سامنے آکر ڈنڈوت کرنا چاہتا ہوں۔"

"میں بھی اسی شہر میں ہوں' جہاں تم انہیں ڈھونڈنے آؤ گے۔ یہاں جب چاہو میرے پاس آسکتے ہو۔ بس اب جاؤ۔ میں ابھی مصروف رہوں گا۔"

وہ ایک طرف فرش پر سر جھکائے دوزانو بیٹھا ہوا تھا۔ اس وقت تک خیال خوانی کے ذریعے اپنے گرودیو کے سامنے حاضر تھا۔ اب دماغی طور پر اپنی ایک خفیہ پناہ گاہ میں حاضر ہوگیا تھا۔

وہ شیوانی اور عدنان کی تلاش میں بھٹک رہا تھا۔ پریشان ہورہا تھا۔ گرودیو کے پاس جانے کا یہ فائدہ ہوا کہ ان کا سراغ مل گیا۔ یہ معلوم ہوگیا کہ ممبئی شہر میں انہیں تلاش کیا جاسکتا ہے۔ وہ اُٹھ کر کھڑا ہوگیا۔ اسی وقت ممبئی جانے کی تیاریاں کرنے لگا۔

☆☆☆

شیوانی نے اپنی موت کے بعد لتا میریا کے جسم میں نئی زندگی حاصل کی تھی پھر اس کے ذریعے اس نے اپنے سابقہ شوہر پورس کو حاصل کیا تھا۔ ان کا بیٹا عدنان بھی اس کے ساتھ تھا۔ کبھی اس کے ساتھ رہتا تھا' کبھی بچھڑ جاتا تھا۔

پھر لتا میریا کا جسم بھی فنا ہوگیا۔ اس کے بعد ایک دوسری دوشیزہ الکا اگنی ہوتری کے جسم میں اسے پھر ایک بار نئی زندگی ملی۔ اب ایک طویل عرصے کے بعد اسے پھر پورس کی پیار بھری آغوش مل رہی تھی' لیکن پیار بھری خوشیاں ملنے کے باوجود وہ خوش نہیں تھی۔ اپنے بیٹے عدنان کی جدائی میں تڑپ رہی تھی۔

پورس نے اسے سمجھایا۔ "خوشی اور غم' ملنا اور بچھڑنا' انسان کی زندگی میں لگا ہی رہتا ہے۔ میں کتنی بار تم سے بچھڑتا رہا۔ دیکھو ہم پھر مل رہے ہیں۔ اسی طرح ہمارا بیٹا بھی ایک دن ہمیں ملے گا۔"

"وہ ایک دن کب آئے گا' جب میں بیٹے کی صورت دیکھوں گی اور اسے کلیجے سے لگا کر پیار کروں گی؟"

"تم دیکھ رہی ہو کہ بھی خیال خوانی کے ذریعے اسے تلاش کررہے ہیں۔"

"اسے صرف اسی شہر میں تلاش کیا جارہا ہے۔ ہوسکتا ہے وہ یہاں سے کسی دوسری جگہ چلا گیا ہو۔"

پورس نے اسے سوچتی ہوئی نظروں سے دیکھا۔ پھر کہا۔ "آخری بار جب خیال خوانی کے ذریعے عدنان کے دماغ میں جگہ ملی تھی تو وہ کسی اجنبی عورت کے ساتھ تھا اور اسی شہر میں تھا۔"

"یہ بات تم نے کل شام کو کہی تھی۔ اب پندرہ گھنٹے گزر چکے ہیں۔ اس عرصے میں پتا نہیں' وہ شہر چھوڑ کر کہاں سے کہاں پہنچ گیا ہوگا؟"

وہ بیزار ہو کر بولا "پتا نہیں تم نے کیسا بیٹا پیدا کیا ہے۔ کبھی ایک جگہ ٹک کر نہیں رہتا۔ خود بھٹکتا ہے اور ہمیں بھی اپنے پیچھے بھٹکاتا رہتا ہے۔ اس کے ایب نارمل ہونے میں اب کوئی شبہ نہیں رہا۔"

وہ ناراض ہو کر بولی "میرے بیٹے کو ایب نارمل نہ کہو؟"

"اور کیا کہوں؟ وہاں بابا صاحب کے ادارے میں اس نے ایک ہنگامہ برپا کر رکھا تھا کہ تمہارے پاس جائے گا۔ تم سے ملے گا۔ وہ ملنے کے لیے میرے ساتھ یہاں دہلی تک آیا پھر یہاں آتے ہی اس کی کھوپڑی گھوم گئی۔ اچانک ہی تم سے دور ہوگیا۔ کیا اس طرح یہ ظاہر نہیں ہوتا کہ وہ نیم پاگل ہے۔ سر پھرا ہے۔"

"پلیز پورس! میرے بیٹے کو پاگل اور سر پھرا نہ کہو۔ اس کا یہ کمال دیکھو کہ دوست ہو یا دشمن' تمام ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو اپنے پیچھے دوڑا رہا ہے اور کسی کو اپنے سائے تک پہنچنے بھی نہیں دے رہا ہے۔ ٹیلی پیتھی کی دنیا میں اس کے گرینڈ پا ناقابلِ شکست ہیں اور خیال خوانی کے شہنشاہ کہلاتے ہیں۔ ان کا پوتا انہیں بھی تگنی کا ناچ نچا رہا ہے۔"

"بیٹے کے ایسے کمالات بڑے فخر سے بیان کررہی ہو اور اس کی بے تکی حرکتوں کے باعث پریشان بھی ہوتی ہو۔ روتی بھی ہو۔ اس کی جدائی میں تڑپتی بھی ہو۔"

وہ پریشان ہو کر بولی "بس اس کی یہی حرکت سمجھ میں نہیں آرہی ہے' وہ ایسا کیوں کرتا رہتا ہے۔"

دروازے پر ہلکی سی دستک سنائی دی۔ وہ دونوں الگ ہو کر بیٹھ گئے پھر پورس نے کہا۔ "آجاؤ۔"

اعلیٰ بی بی دروازہ کھول کر اندر آگئی۔ شیوانی نے جلدی سے اٹھ کر بے چینی سے پوچھا۔ "کیا اس کی کوئی خبر ملی؟"

وہ انکار میں سر ہلا کر بولی "کل رات اس کے دماغ میں جگہ ملی تھی۔ پتا چلا وہ اس عورت کے ساتھ ٹرین میں سفر کررہا ہے۔"

شیوانی نے پورس کے بازو کو تھام کر کہا "دیکھو میں نہ کہتی تھی کہ وہ اب اس شہر میں نہیں ہے۔ کہیں دوسری جگہ جاچکا ہے۔ اور وہ جارہا ہے۔"

پورس نے اعلیٰ بی بی سے پوچھا "تم نے اس کے خیالات پڑھے ہوں گے۔ وہ کہاں جارہا ہے؟"

"بھائی! میں کیا کہوں۔ یہ لڑکا کیسا ہے آپ سب جانتے ہیں۔ کچھ معلوم کرنے سے پہلے ہی اس کے خیالات پھر گڈمڈ ہو گئے۔ تب سے اب تک میں کئی بار اس کے اندر جاچکی ہوں لیکن اس کی سوچ کی مختلف لہریں کسی ایک خیال پر مرکوز نہیں ہیں۔"

"اس کے ساتھ جو عورت ہے' کیا اس کے خیالات پڑھے نہیں جاسکتے؟"

"وہ سانس روک لیتی ہے یا تو یوگا جانتی ہے یا شاید ٹیلی پیتھی بھی جانتی ہے۔ عدنان کو اپنے ساتھ لیے پھر رہی ہے۔ پتا نہیں اس کے مقاصد کیا ہیں؟"

شیوانی نے اعلیٰ بی بی سے کہا "عالی! کچھ کرو کسی طرح معلوم کرو کہ وہ ٹرین کے ذریعے کہاں گیا ہے؟"

"ہماری معلومات کا ذریعہ صرف عدنان ہے۔ جب وہ اپنے دماغ میں خیالات پڑھنے کا موقع دیتا ہے تو ہمیں کچھ معلوم ہوتا ہے۔ یہ لڑکا تو ہمارے لیے چیلنج بن گیا ہے۔ اگر ابھی مما ہوتیں تو ضرور اسے قابو میں کرلیتیں۔"

عدنان دہلی سے جانا نہیں چاہتا تھا۔ جہاں اس کی ماں تھی' وہیں رہ کر اسے دور ہی دور سے دیکھنا چاہتا تھا۔ لیکن وہاں اس کے لیے خطرات پیدا ہوگئے تھے۔ نومی اور روردان نے اسے اس کی ساتھی ارچنا کے ساتھ ایک شاپنگ سینٹر میں ٹریپ کرنا چاہا تھا۔ ایسے وقت تاشا اسے وہاں سے بچا کرلے گئی تھی۔ پھر اسے سمجھایا تھا کہ فوراً ہی یہ شہر چھوڑ دینا چاہیے۔

وہ اسی شرط پر راضی ہوا کہ وہ جہاں بھی جائے گا' وہاں اس کی ماں شیوانی کو بھی پہنچنا چاہیے اور تاشا نے اس سے وعدہ کیا تھا کہ شیوانی بھی جلد ہی ممبئی آئے گی۔

اب اگر وہ ممبئی نہ جاتی تو عدنان تاشا سے ناراض ہوجاتا اور وہ کسی صورت میں اسے ناراض نہیں ہونے دیتی تھی۔ وہ اس کا ہونے والا مجازی خدا تھا لیکن ابھی بہت چھوٹا تھا۔ وہ اسے بہلا پھسلا کر راضی رکھتی تھی۔

چھوٹا سا بلما مورا
روٹھ جاتا ہے
نہ جانے یہ کب
جوان ہوگا
موری بانہوں میں
آندھی اور طوفان ہوگا؟

اب اسے راضی رکھنے کے لیے تاشا کو اپنا وعدہ پورا کرنا تھا۔ شیوانی کو کسی طرح ممبئی کا راستہ دکھانا تھا۔ اس نے ارچنا کو مخاطب کیا۔ وہ دونوں ہاتھ جوڑ کر بولی "جے ہو دیوی کی......!"

تاشا نے ارچنا کو یہ تاثر دیا تھا کہ وہ اس کی دیوی ماں ہے' جو برے وقت میں اس کی مدد کے لیے آگئی ہے۔ وہ عدنان کے سر پر سایہ بن کر رہے گی تو دیوی ماں اس کی ہر مصیبت میں کام آتی رہے گی اور اسے ضرورت کے وقت لاکھوں روپے ملتے رہیں گے۔

اور وہ دیکھ رہی تھی کہ دیوی جو کہتی تھی' وہی ہوجاتا تھا۔ وہ اپنی ضرورت بیان کرکے رات کو سوتی تھی، اس کی غفلت کے دوران تاشا کسی کو آلۂ کار بنا کر اچھی خاصی رقم اس کے کمرے میں پہنچا دیتی تھی۔ اسے پورا یقین ہوگیا تھا کہ دیوی ماں اس پر مہربان ہے۔ اور جب تک وہ اس بچے کی حفاظت کرتی رہے گی' تب تک ماتاجی اس کی مشکلیں آسان کرتی رہے گی۔

ارچنا کے بارے میں پہلے ذکر ہوچکا ہے کہ وہ کسی کمار سہگل نامی شخص سے محبت کرتی تھی۔ اس نے اسے دھوکا دیا تھا۔ ارچنا کو لندن سے یہاں بلا کر خود کہیں غائب ہوگیا تھا۔ وہ کمار سہگل کے بتائے ہوئے پتے پر گئی تھی۔ پتا چلا اس کوٹھی میں کوئی دوسری فیملی رہتی ہے اور کمار سہگل کا دیا ہوا فون نمبر بھی غلط تھا۔ اس نمبر پر رابطہ کرنے سے معلوم ہوا کہ وہ فون کسی دوسرے شخص کا تھا اور وہ شخص اس کمار سہگل کو نہیں جانتا تھا۔

تاشا نے دیوی کی حیثیت سے وعدہ کیا تھا کہ وہ ارچنا کے فراڈ محبوب کو تلاش کر [illegible] اور اسے اس فراڈ سے انتقام لینے کا پورا پورا موقع دے گی۔ فی الحال وہ اپنے عدنان کے

معاملے میں الجھی ہوئی تھی۔

اس نے ارچنا کا لب و لہجہ اور آواز اختیار کر کے خیال خوانی کے ذریعے پورس کے پاس پہنچنا چاہا تو اس نے سانس روک لی۔ سامنے اعلیٰ بی بی، شیوانی کے ساتھ بیٹھی ہوئی تھی اس نے کہا "کوئی میرے دماغ میں آنا چاہتا ہے تم فوراً میرے اندر آؤ۔"

اِدھر اعلیٰ بی بی اس کے اندر آئی اُدھر تاشا نے دوسری بار ارچنا کی آواز اور لب و لہجے میں اس کے پاس آ کر کہا "سانس نہ روکنا۔ میں تمہارے بیٹے کی باڈی گارڈ ہوں۔ میرا فون نمبر نوٹ کرو۔"

پورس نے وہ نمبر نوٹ کیے۔ اسی وقت وہ واپس چلی گئی۔ اعلیٰ بی بی نے پورس کے دماغ سے نکل کر اسے دیکھا پھر پوچھا۔ "کیا وہ موجود ہے؟"

اس نے انکار میں سر ہلایا۔ اعلیٰ بی بی نے خیال خوانی کی پرواز کی، پھر ارچنا کے لب و لہجے کو گرفت میں لے کر اس کے اندر پہنچی تو اس نے سانس روک لی۔ وہ پورس کے پاس واپس آ کر بولی۔ "میں اس کے اندر پہلے بھی جا چکی ہوں، وہ سانس روک لیتی ہے۔ اس بار خود ہی ظاہر کر دیا کہ ٹیلی پیتھی بھی جانتی ہے۔ وہ نہیں چاہتی کہ کوئی اس کے دماغ میں آئے۔ اسی لیے اپنا فون نمبر دیا ہے۔"

تاشا نے ارچنا پر تنویمی عمل کیا تھا۔ اس کے دماغ کو حساس بنا دیا تھا۔ وہ کسی بھی سوچ کی لہر کو محسوس کرتے ہی سانس روک لیتی تھی۔ پھر تاشا نے اس کے دماغ میں یہ بات نقش کر دی تھی کہ عدنان کیوں اپنوں سے چھپتا پھر رہا ہے اور وہ اپنی ماں کی طویل زندگی کے لیے کس طرح اس سے آنکھ مچولی کھیل رہا ہے؟

وہ عدنان کے ساتھ ممبئی کے ایک فائیو اسٹار ہوٹل میں تھی۔ اس نے بزر کی آواز سنتے ہی موبائل فون کی طرف دیکھا۔ تاشا اس کے اندر موجود تھی۔ اس نے فون اٹینڈ کرنے پر اسے مائل کیا۔ وہ اسے اٹھا کر اس کا بٹن دبا کر کان سے لگاتے ہوئے بولی۔ "ہیلو!"

دوسری طرف سے پورس نے کہا۔ "ابھی تم خیال خوانی کے ذریعے میرے پاس آئی تھیں۔ تم نے یہ فون نمبر دیا تھا۔ پلیز مجھے بتاؤ، میرا بیٹا کہاں ہے؟ اور تم اسے کیوں اپنوں سے الگ کر رہی ہو؟"

ارچنا نے تاشا کی مرضی کے مطابق کہا۔ "اگر میں ایسا نہ کرتی تو دشمن اسے الگ کر دیتے۔"

"کیا یہ دشمنی نہیں ہے کہ تم پچھلے تیس گھنٹوں سے اسے اپنے ساتھ لیے پھر رہی ہو۔ تم دوست ہو یا دشمن ہو؟ اگر دوست ہو تو اسے ہمارے پاس کیوں نہیں لاتیں؟ اور اگر دشمن ہو تو دشمنی کی وجہ بتاؤ۔ کیا اس کی واپسی کے لیے کوئی بڑا مطالبہ کرنے والی ہو؟"

"مجھے مطالبہ کرنا ہوتا تو اب تک کر چکی ہوتی۔ مجھے کسی طرح کا لالچ نہیں ہے۔ میں نے اس بچے کو اغوا نہیں کیا ہے یہ خود میرے پاس آیا ہے۔"

"تم چاہو تو اسے ہمارے پاس لا سکتی ہو۔"

"میرے چاہنے سے کچھ نہیں ہوگا۔ یہ چاہے گا تو میں اسے آپ کے پاس پہنچا دوں گی۔ ورنہ اس کی مرضی کے خلاف کچھ نہیں کر سکوں گی۔"

"تم اپنا مکمل پتا بتاؤ۔ ہم ابھی وہاں پہنچیں گے۔"

"میں بتا چکی ہوں کہ عدنان کے ساتھ ممبئی میں ہوں۔ میں اس بچے کے حکم کی پابند ہوں۔ یہ مجھے حکم دے گا تو میں مکمل پتا بتا دوں گی۔"

ریسیور پورس کے کان سے لگا ہوا تھا، لیکن اعلیٰ بی بی اور شیوانی وائیڈ اسپیکر کے ذریعے دوسری طرف کی باتیں سن رہے تھے۔ ان تینوں نے ایک دوسرے کو حیرانی سے دیکھا۔ پھر پورس نے پوچھا "کیا تم اس بچے کے احکامات کی پابند ہو؟ ایسی کیا بات ہے؟ کیا معاملہ ہے کہ تم اس کی تابعدار بن گئی ہو؟"

"میں نہیں جانتی کہ عدنان کے زیرِ اثر کیسے آ گئی ہوں۔ ویسے میں اس کی داسی یا نوکرانی نہیں ہوں۔ اپنی مرضی سے راضی خوشی اس کی ہر بات مانتی رہتی ہوں۔ اس کی مرضی کے خلاف ایسی کوئی بات نہیں کرنا چاہتی جس سے یہ ناراض ہو جائے۔ یہ ناراض ہوگا تو دیوی ماں مجھ سے ناراض ہو جائیں گی۔"

ان تینوں نے وائیڈ اسپیکر کو گھور کر دیکھا پھر ایک دوسرے کو سوالیہ نظروں سے دیکھنے لگے۔ شیوانی نے کہا۔ "دیوی ماں یہ کوئی ہندو عورت ہے، میرے بیٹے کی محافظ بنی ہوئی ہے۔ اس کی تابعداری کر رہی ہے۔ یہ کیا معاملہ ہے؟"

وہ جلدی سے ٹیلی فون سیٹ کے قریب آ کر جھکتے ہوئے بولی۔ "میں اپنے بیٹے سے بات کرنا چاہتی ہوں۔ میں اس کی ماں ہوں اسے فون پر بلاؤ۔"

"جسٹ اے منٹ ----" ارچنا نے آواز دی۔ "عدنان یہاں آؤ۔ تمہاری ممی تم سے بات کرنا چاہتی ہیں۔"

عدنان واش روم سے باہر آ رہا تھا۔ اس نے چونک کر فون کی طرف دیکھا۔ ایسے وقت تاشا نے اس کے اندر آ کر کہا۔ "میں نے تم سے وعدہ کیا تھا، ممبئی پہنچو گے تو تمہاری ماں بھی وہاں پہنچے گی۔ فی الحال تو وہ دہلی میں ہے ابھی فون پر اس سے بات کر سکتے ہو۔"

وہ پریشان ہو کر بولا "تم جانتی ہو مجھے ممی کے قریب نہیں جانا چاہیے۔"

"میں جانتی ہوں تم ان کے قریب نہیں جا رہے ہو۔ صرف ان کی آواز سنو گے اور اپنی آواز سناؤ گے۔"

وہ ہچکچاتے ہوئے بولا۔ "میری ممی پر کوئی مصیبت تو نہیں آئے گی۔ اگر وہ میری آواز سنتے ہی مر جائیں گی یا ان کی زندگی کم ہو جائے گی تو میں کبھی تم سے بات نہیں کروں گا۔"

تاشا نے کہا "تم نے جناب تبریزی کی یہ پیش گوئی بتائی تھی کہ تم جب بھی اپنی ماں کے پاس جاؤ گے اس کے گلے لگو گے تو اس کے چالیس دنوں کے بعد ان کی موت واقع ہوگی۔ یاد رکھو تم ان کے گلے نہیں لگنے جا رہے ہو صرف آواز کے ذریعے ملاقات ہوگی۔ تمہاری ممی کو کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔ جاؤ فون اٹینڈ کرو۔"

وہ آہستہ آہستہ چلتا ہوا ارچنا کے پاس آیا پھر اس سے فون لے کر اپنے کان سے لگا کر بولا۔ "ہیلو! میں عدنان بول رہا ہوں۔"

دوسری طرف شیوانی ایک دم سے تڑپ گئی۔ بیٹے کی آواز سن کر بولی۔ "میری جان! تم کہاں ہو؟ کیوں ماں کو تڑپا رہے ہو؟ یہ عورت کون ہے؟ اس نے کیوں تمہیں مجھ سے دور کر دیا ہے؟"

"انہوں نے مجھے کسی سے دور نہیں کیا ہے۔ یہ میری سسٹر ہیں۔ یہ مجھے دشمنوں سے بچاتی رہتی ہیں۔ مجھ سے بہت پیار کرتی ہیں۔"

"تمہیں اتنا پیار کرتی ہے تو اس سے کہو، ہمیں مکمل پتا بتائے۔ ہم ابھی تمہارے پاس آئیں گے۔"

"سوری ممی! میں لاپتا رہنا چاہتا ہوں۔"

ان تینوں نے ایک دوسرے کو سوالیہ نظروں سے دیکھا پھر پورس نے پوچھا۔ "بیٹے تم کیوں لاپتا رہنا چاہتے ہو؟ اس طرح ہم سے دور کیوں بھاگ رہے ہو؟"

وہ بولا۔ "میں دور رہوں گا تو میری ممی زندہ سلامت رہیں گی۔"

شیوانی ممتا کے جذبوں سے بھر گئی روتے ہوئے بولی۔ "بیٹے اور تم نزدیک نہیں آؤ گے۔ میرے کلیجے سے نہیں لگو گے تو میں مر جاؤں گی۔"

"دشمن مریں گے۔ آپ نہیں مریں گی۔ آپ دیکھتی رہیں گی کہ جب تک میں دور رہوں گا، آپ زندہ سلامت رہیں گی اور خوش رہا کریں گی۔ میں آپ کی لمبی عمر چاہتا ہوں۔"

"میں اپنے بیٹے کے بغیر لمبی عمر جی کر کیا کروں گی۔ تمہارے بغیر دنیا کی کوئی خوشی مجھے خوشی نہیں لگتی۔ میں تمہارے ڈیڈی سے مل کر بھی اداس رہتی ہوں۔ تمہارے لیے روتی رہتی ہوں۔ اپنی ماں کے آنسوؤں کا خیال کرو اور ہمیں اس طرح اپنے پیچھے نہ دوڑاؤ۔ بیٹے! فوراً اپنا پتا بتاؤ۔ میں ابھی تمہارے ڈیڈی کے ساتھ آؤں گی۔"

"آپ ضرور آئیں۔ میں ممبئی شہر میں ہوں لیکن ہم کبھی ایک دوسرے کے سامنے نہیں آئیں گے، میں دور ہی دور سے آپ کو دیکھ کر خوش ہوتا رہوں گا۔"

"کیسی باتیں کرتے ہو بیٹے! تم مجھے دور ہی دور سے دیکھتے رہو گے اور میں تمہیں نہ دیکھوں؟"

عدنان اس وقت تاشا کی مرضی کے مطابق بول رہا تھا۔ "آپ مجھے دیکھیں گی تو دوری برداشت نہیں کریں گی۔ فوراً یہاں آ کر مجھے گود میں لے کر پیار کرنے لگیں گی اور یہ میں نہیں چاہتا۔"

وہ حیرانی سے بولی "کیا تم نہیں چاہتے کہ ماں تمہیں کلیجے سے لگا کر پیار کرے؟"

"میں کیا بتاؤں ممی! ہم ماں بیٹے کا مقدر عجیب ہے میں آپ کی آواز تو سن سکتا ہوں۔ دور سے دیکھ بھی سکتا ہوں لیکن قریب نہیں آ سکتا۔"

پورس نے کہا "ایسی کیا بات ہے؟ تم صاف صاف بتاؤ۔ قریب کیوں نہیں آ سکتے؟ آنے سے کیا ہوگا؟ کس نے تمہارے دماغ میں یہ بات بھر دی ہے کہ تمہیں ماں سے دور رہنا چاہیے؟"

وہ بولا "پاپا! پوری طرح یقین کرنے کے بعد ہی میں دور رہنے لگا ہوں۔ نزدیک آؤں گا ممی مجھے اپنے سینے سے لگا کر پیار کریں گی تو ان کا پیار مجھے صرف چالیس دنوں تک ملتا رہے گا۔ چالیس دن بعد وہ مر جائیں گی۔"

شیوانی، پورس اور اعلیٰ بی بی تینوں ایک دوسرے کو شدید حیرانی سے دیکھنے لگے۔ پھر اعلیٰ بی بی نے پوچھا۔ "بیٹے! یہ بات تم سے کس نے کہہ دی ہے؟ ایسا کیسے ہو سکتا ہے کہ ماں اپنے بیٹے کو گود میں لے کر پیار کرے اور اس کے چالیس دن بعد مر جائے۔ ایسا کبھی نہیں ہوتا۔"

عدنان نے تاشا کی مرضی کے مطابق پوچھا "کیا جناب اسد اللہ تبریزی پیش گوئی کریں گے تب بھی ایسا نہیں ہوگا؟"

ان تینوں کو چپ لگ گئی انھوں نے ایک دوسرے کو بے یقینی سے دیکھا۔ تاہم دلوں میں یہ یقین تھا کہ اگر یہ بات جناب تبریزی نے کہی ہے تو پھر درست ہوگی۔

پورس نے پوچھا "بیٹے! کیا یہ بات جناب تبریزی نے تم سے کی ہے؟"

"ہاں۔ انھوں نے میری گرینڈ ماما سے یہ بات کہی ہے۔"

اعلیٰ بی بی نے ان دونوں سے کہا۔ "تم فون پر اس سے باتیں کرتے رہو۔ میں ابھی معلوم کرتی ہوں۔"

یہ کہتے ہی وہ خیال خوانی کے ذریعے آمنہ کے پاس پہنچی۔ اس سے کہا "ماما! میں آپ کی بیٹی اعلیٰ بی بی ہوں۔ ایک ضروری بات پوچھنے آئی ہوں۔"

"ہاں بیٹی پوچھو۔"

"کیا جناب تبریزی نے آپ سے کہا ہے کہ شیوانی اپنے بیٹے سے ملے گی تو ان ماں بیٹے کا ملاپ صرف چالیس دنوں تک رہے گا اس کے بعد اس کی موت واقع ہو جائے گی۔"

آمنہ ذرا دیر چپ رہی۔ سر جھکائے بیٹھی رہی۔ پھر اس نے کہا۔ "ہاں شیوانی قدرت کے خلاف زندگی گزار رہی ہے۔ وہ بہت پہلے مر چکی ہے لیکن اس کی روح کو نجات نہیں مل رہی ہے۔ بہ ظاہر یہ دیکھنے میں آ رہا ہے کہ کالے جادو کے عمل سے اسے بھٹکایا جا رہا ہے۔"

وہ ایک ذرا توقف سے بولی "جناب تبریزی فرماتے ہیں کہ لوحِ مقدر پر جو لکھا ہے وہی ہوتا ہے۔ اس کے مقدر میں یہ لکھا ہے کہ جب تک وہ بیٹے سے نہیں ملے گی اس کی روح بھٹکتی رہے گی۔ جب بھی وہ دونوں ملیں گے تو ماں کی زندگی مختصر ہو جائے گی۔ روح کے بھٹکنے کا سلسلہ ختم ہو جائے گا۔ وہ عالمِ ارواح میں چلی جائے گی۔"

"ماما! آپ اپنے پوتے کے بارے میں کچھ جانتی ہیں؟"

"بہت کچھ جانتی ہوں۔ اس کے ننھے سے دماغ میں اتنی بڑی بات سما گئی ہے کہ وہ ماں سے ملے گا تو ماں چالیس دنوں بعد اس سے ہمیشہ کے لیے جدا ہو جائے گی۔ اس لیے وہ شیوانی سے دور بھاگ رہا ہے۔"

"کیا ایسا ممکن ہے کہ وہ ماں سے دور بھاگتا رہے۔ اس کے روبرو نہ آئے تو شیوانی کی زندگی طویل ہو جائے گی۔"

"ہاں صرف ماں بیٹے کے ملن سے ہی اس کی روح کو نجات ملے گی لیکن میرا پوتا قدرت کے خلاف جنگ لڑ رہا ہے۔"

"ماما! اس جنگ کا انجام کیا ہوگا؟"

"یہ مجھ سے نہ پوچھو۔ آگے جو ہونے والا ہے چپ چاپ دیکھتی رہو۔ اب تم جا سکتی ہو۔"

وہ پورس اور شیوانی کے پاس دماغی طور پر حاضر ہوگ[ئی]۔ فون کا رابطہ ختم ہو گیا تھا۔ شیوانی رو رہی تھی اور کہہ رہی تھی۔ "[ہم] ابھی کسی پہلی فلائٹ سے ممبئی جائیں گے۔"

اعلیٰ بی بی نے پوچھا۔ "کیا اس نے اپنا پتا بتایا ہے؟"

پورس نے انکار میں سر ہلا کر کہا۔ "نہیں۔ خدا جانے ا[س] کے دماغ میں یہ بات کیوں سما گئی ہے کہ وہ ماں سے ملے گا [تو] چالیس دنوں کے بعد مر جائے گی۔"

اعلیٰ بی بی نے کہا "وہ درست کہہ رہا ہے۔ یہ جنا[ب] تبریزی کی پیش گوئی ہے۔"

دونوں نے اسے چونک کر دیکھا۔ وہ آمنہ سے جو با[تیں] معلوم کر کے آئی تھی، وہ ان کے سامنے بیان کرنے لگی۔ وہ [یہ] باتیں سننے کے بعد شیوانی نے اپنے سینے پر دونوں ہاتھوں [کو] بھینچی یوں ہٹا لی جیسے بیٹے کو خیال ہی خیال میں سینے سے لگا[کر] دبوچ رہی ہو۔ پھر وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔ کہنے لگی "[میرا] بچہ مجھ سے کتنی محبت کرتا ہے۔ میری لمبی عمر کے لیے مجھ [سے] دور رہنا چاہتا ہے لیکن میں ایسی عمر لے کر کیا کروں گی۔ [مجھے] اس سے ملنے کے بعد چالیس دن کی زندگی منظور ہے۔ مجھے [جتنی] بھی زندگی ملے گی وہ میں اپنے بچے کے ساتھ گزاروں گی۔"

پورس نے اسے تھپک کر کہا۔ "آنسو پونچھ لو۔ ہم [ممبئی] جا رہے ہیں۔"

☆☆☆

لومی کرسٹل نے آنکھیں کھول کر دیکھا وہ اپنے ب[یڈ پر] چاروں شانے چت لیٹی ہوئی تھی۔ آنکھیں کھلتے ہی اسے [یاد] آ گیا کہ اس نے خود پر تنویمی عمل کرایا تھا۔ کاشف جمال ا[س پر] عمل کرتا رہا تھا۔ پھر اس نے دو گھنٹے تک تنویمی نیند سونے [کا حکم] دیا تھا۔ اور وہ اس کے حکم کے مطابق دو گھنٹے کی نیند پوری کر[نے] کے بعد بیدار ہو گئی تھی۔

یہ سب کچھ اس طرح ہوا تھا کہ لومی کے ایک اور [مع]تمد اور تابعدار نے کاشف جمال کو اس وقت تک گن پوائنٹ [پر رکھا] تھا جب تک وہ لومی پر عمل کرتا رہا تھا۔

ایسے وقت لومی ان دونوں سے سیکڑوں میل دور [تھی]۔ کاشف جمال کو بھی حکم دیا تھا کہ وہ اس بنگلے کو چھوڑ کر دوسری جگہ چلا جائے۔ دوسرے مکان میں وہ گن مین کا[شف] جمال کے ساتھ تھا۔ لومی کرسٹل ان دونوں کے خیالات [پڑھ] رہی تھی۔ پھر اس نے گن مین سے کہا "میں تنویمی نیند پو[ری کر] چکی ہوں اور اب اپنے ہوش و حواس میں ہوں۔ تم کا[شف] جمال کو اب گن پوائنٹ پر نہیں رکھو گے۔"

اس نے کاشف جمال سے کہا "میں شاور لینے جا رہی ہوں اس کے بعد تم سے رابطہ کروں گی۔"

وہ شاور لینے کے دوران میں سوچتی رہی کہ کاشف نے اس کے دماغ میں کیسی کیسی باتیں نقش کی ہیں۔ اسے سب کچھ یاد آ رہا تھا۔ عمل کے آخر میں اسے حکم دیا گیا تھا کہ اس پر جو بھی عمل کیا گیا ہے۔ اس کی ایک ایک تفصیل بعد میں یاد رہے گی۔

اس نے آدھے گھنٹے بعد کاشف جمال کو مخاطب کیا۔ پھر اس سے کہا۔ "میں بہت اہم تبدیلیوں سے گزرنے والی ہوں۔ تم نے میرے دماغ میں یہ بات نقش کی ہے کہ چھ گھنٹے بعد میں فرہاد کے سامنے اپنی موت کا ڈراما پلے کروں گی۔ ان چھ گھنٹوں میں سے دو گھنٹے گزر چکے ہیں۔ لومی کی حیثیت سے میری زندگی صرف چار گھنٹوں کی رہ گئی ہے اس مختصر سے وقت میں مجھے اہم کام نمٹانے ہیں۔"

وہ بولا۔ "تم اپنے معاملات خوب سمجھتی ہو۔ پھر بھی میں تمھیں یہ یاد دلا دوں کہ میڈم سونیا کے بعد الپا تمھارے لیے بہت اہم ہے۔ تمھاری معمولہ اور تابعدار ہے اور تم نے اسے اسرائیل پہنچا دیا ہے۔"

"ہاں مجھے الپا کے سر پر سوار رہ کر اسرائیلی اکابرین پر حکومت کرنا ہے۔ یہ بہت بڑا گیم ہے اور بہت ہی منافع بخش ہے۔ میں لومی کی حیثیت سے مرنے کے بعد بھی یہ گیم جاری رکھوں گی۔"

"میڈم سونیا کی حیثیت سے زندہ رہ کر بھی تمھیں یہ سب کچھ یاد رہے گا کہ کس کے ساتھ کیسا کیسا گیم کھیل رہی ہو۔"

"میں نے یہ طے کیا تھا کہ ہر تین چار دنوں کے بعد سونیا پر تنویمی عمل کیا کروں گی۔ تاکہ میرا عمل مستحکم رہے اور وہ کبھی میرے اثر سے نہ نکل سکے۔ ابھی میں اس مقصد کے لیے اس کے پاس جاؤں گی۔"

"میڈم سونیا کے سلسلے میں کیا کیا جائے؟ انھیں کہاں تلاش کیا جائے؟"

وہ پریشان ہو کر بولی۔ "یہ میرا سب سے اہم مشورہ ہے۔ اگر وہ فرہاد کے ہاتھ لگ جائے گی تو میری ساری پلاننگ چوپٹ ہو جائے گی۔ تم اس ہاسپٹل کے ڈاکٹرز اور نرسوں کے پاس جاؤ جہاں سونیا زیرِ علاج تھی۔ اسے تلاش کرنے کے اور بھی ذرائع پیدا کرو اور اسے ڈھونڈتے رہو۔ میں الپا سے فارغ ہو کر تمھیں مخاطب کروں گی۔"

الپا نے پہلے کی طرح اسرائیلی اکابرین کا بھرپور اعتماد حاصل کر لیا تھا۔ ان سے یہ صاف صاف کہہ دیا تھا کہ فی الحال وہ فلسطینی مجاہدین کے خلاف خیال خوانی سے کام نہیں لے گی۔

اس نے کہا۔ "میں فی الحال فرہاد اور پارس کو ناراض نہیں کرنا چاہتی۔ ان سے بنائے رکھنا چاہتی ہوں کیونکہ میری بیٹی الوشے بابا صاحب کے ادارے میں زیرِ تعلیم ہے۔"

ایک حاکم نے کہا۔ "آپ کی بیٹی یہاں بھی اعلیٰ تعلیم حاصل کر سکتی ہے۔ دنیا میں بڑے بڑے تعلیمی ادارے ہیں، جہاں وہ طرح طرح کے علوم حاصل کر سکتی ہیں۔"

وہ بولی "بے شک بڑے بڑے تعلیمی ادارے اس دنیا میں ہیں لیکن کوئی ادارہ اسے ٹیلی پیتھی نہیں سکھائے گا اور اس کے اندر غیر معمولی صلاحیتیں پیدا نہیں کر سکے گا۔ یہ صرف بابا صاحب کے ادارے میں ہی ممکن ہے۔ اسی لیے میں نے اسے وہاں تعلیم حاصل کرنے تک چھوڑ دیا ہے۔ جب تعلیم مکمل ہو جائے گی تو میں کسی حیلے بہانے سے اسے یہاں لے آؤں گی۔"

ایک فوجی آفیسر نے کہا "فلسطینی مسلمان روزِ اوّل سے ہمارے لیے مسئلہ بنے ہوئے ہیں۔ ہم آپ کی خیال خوانی کے ذریعے انھیں بآسانی کچل سکتے ہیں لیکن آپ اپنی ایک بیٹی کو وہاں چھوڑ کر اس مسئلے کو اور پیچیدہ اور طویل بنا رہی ہیں۔"

"بہت عرصہ پہلے میں خیال خوانی کے ذریعے ان فلسطینی مسلمانوں کے خلاف کئی طرح کے اقدامات کر چکی ہوں لیکن نتیجہ آپ سب کے سامنے ہے۔ پہلے فرہاد کے چند ٹیلی پیتھی جاننے والے تھے جو فلسطینی مسلمانوں کی مدد کرتے تھے۔ اب تو بابا صاحب کے ادارے میں نہ جانے کتنے خیال خوانی کرنے والے پیدا ہو گئے ہیں۔ وہ سب فلسطینی مسلمانوں کی حمایت کے لیے یہاں آئیں گے تو میں تنہا ان کا مقابلہ نہیں کر سکوں گی۔ بہتر یہی ہے کہ ہم ابھی دوستانہ انداز اختیار کریں۔"

ایک آرمی افسر نے کہا "آپ کھل کر خیال خوانی کے ذریعے فلسطینی مجاہدوں کے خلاف کوئی قدم نہ اٹھائیں۔ درپردہ ہمارا ساتھ دیں۔ اس طرح فرہاد اور پارس کو آپ سے کوئی شکایت نہیں ہوگی۔"

وہ بولی "آپ ٹیلی پیتھی کے ہتھکنڈوں کو نہیں سمجھتے ہیں۔ فرہاد اتنا نادان نہیں ہے کہ میں درپردہ خیال خوانی کے ذریعے کسی بھی فلسطینی مجاہد کو نقصان پہنچاؤں اور اسے معلوم نہ ہو سکے۔ بہتر ہے آپ حضرات ٹیلی پیتھی کے معاملے میں مجھ سے بحث نہ کریں۔ میں حکومت کے اور فوج کے ہر پیچیدہ معاملے میں کام آؤں گی۔ صرف فلسطینی مجاہدین کے خلاف کوئی قدم نہیں اٹھاؤں گی۔"

ایک نے کہا "ہم فوج کے اعلیٰ افسران ہیں۔ اپنی حکمتِ

عملی سے کام لیتے ہیں۔ اگر آپ خیال خوانی کے ذریعے ہماری مدد نہیں کریں گی تو پھر ہم امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والوں کا تعاون حاصل کریں گے۔"

"میں اس کی اجازت نہیں دوں گی۔"

"آپ کیوں اعتراض کررہی ہیں؟"

"اس لیے کہ وہ امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والے فلسطینی مجاہدین کو نقصان پہنچائیں گے تو فرہاد اور پارس کو یہی شبہ ہوگا کہ میں خیال خوانی کے ذریعے ایسا کررہی ہوں۔ جبکہ میں انہیں کسی شبہے میں مبتلا نہیں کرنا چاہتی۔"

وہ اعلیٰ افسر چپ رہا۔ الپا نے اس کے خیالات پڑھے پھر کہا۔ "میں تمہاری سوچ پڑھ رہی ہوں اور یہ سمجھ رہی ہوں کہ تم مصلحتاً ابھی خاموش ہوگئے ہو۔ لیکن تم نے یہ ارادہ کرلیا ہے کہ میں نے خیال خوانی کے ذریعے فلسطینی مجاہدین کے سلسلے میں اپنی فوج کا ساتھ نہ دیا تو پھر امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والوں کا تعاون حاصل کیا جائے گا۔"

وہ افسر انکار نہ کرسکا۔ خاموش بیٹھا رہا۔ وہ بولی۔ "یاد رکھو اگر ایسا ہوگیا تو سمجھو تم سب مجھ سے محاذ آرائی کروگے۔ اگر میری مرضی کے خلاف امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والوں کا تعاون حاصل کروگے تو میں فرہاد اور اس کے تمام ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو یہاں بلالوں گی' پھر اس کا نتیجہ کتنا بھیانک ہوگا۔ یہ تم سب اچھی طرح سمجھ سکتے ہو۔"

یہ بات سن کر سبھی کو چپ لگ گئی۔ سب اپنی اپنی جگہ سوچنے لگے۔ پھر ایک حاکم نے کہا "میڈم اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ جو بات آپ کو ناگوار گزرے گی اور کسی معاملے پر ہم سے اختلاف ہوگا تو آپ ہمارے خلاف محاذ آرائی کے لیے مسلمان ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو بلالیں گی۔ یہ تو کوئی حُبّ الوطنی نہ ہوئی۔"

الپا نے کہا۔ "کیا یہ حُبّ الوطنی نہیں ہے کہ میں خیال خوانی کے ذریعے آپ کا ہر کام کررہی ہوں؟ کسی بات سے انکار نہیں کرتی ہوں۔ مسلمانوں کے سلسلے میں بھی مصلحت سے کام لے رہی ہوں۔ اگر ہم ان سے دوستی کرکے امن و امان سے رہ سکتے ہیں تو کیوں خواہ مخواہ جھگڑا مول لیں۔ اگر فلسطینی مسلمانوں کے خلاف خیال خوانی کا ہتھیار استعمال نہ کیا گیا تو فرہاد کے ٹیلی پیتھی جاننے والے بھی آپ لوگوں کو نقصان نہیں پہنچائیں گے۔ کیا اتنی سی بات آپ لوگوں کی سمجھ میں نہیں آرہی ہے؟"

وہ اٹھ کر کھڑی ہوگئی۔ پھر بولی "میں تھوڑی دیر آرام کرنے جارہی ہوں۔ آپ موجودہ حالات پر غور کریں اور یہ بات اچھی طرح ذہن نشین کرلیں کہ اس ملک میں میرے مقابلے پر کسی بھی امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والے کو لایا جائے گا تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ میرے خلاف محاذ آرائی ہورہی ہے۔ اس سے پہلے بھی ایسا ہوا تھا اور میں یہ ملک چھوڑ کر چلی گئی تھی۔ لیکن اس بار میں ملک نہیں چھوڑوں گی۔ آپ اپنی اپنی کرسیاں چھوڑیں گے۔"

وہ ان سے منہ پھیر کر جانے لگی پھر دروازے کے پاس رک کر پلٹ گئی۔ ایک آرمی آفیسر کو دیکھتے ہوئے بولی "تمہارے دماغ میں یہ بات پک رہی ہے کہ اب تو میں تم سب کی نظروں کے سامنے آنے لگی ہوں۔ کسی وقت بھی مجھے گولی ماری جاسکتی ہے۔ تم اپنی یہ حسرت کسی وقت بھی پوری کرکے دیکھ لو۔ میرے مرتے ہی ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی پوری فوج یہاں آئے گی اور تم سب کو تہس نہس کرکے رکھ دے گی۔"

وہ ان سب پر نظر ڈالتی ہوئی بولی "جب تک میری بیٹی الوشے باباصاحب کے ادارے میں ہے۔ تب تک ان سب کی ہمدردیاں الوشے کی اس ماں کے ساتھ بھی رہیں گی۔ مختصر یہ کہ میرے خلاف محاذ آرائی بہت مہنگی پڑے گی۔"

وہ باہر آکر اپنی کار میں بیٹھ گئی پھر مکمل پروٹوکول کے ساتھ اپنے شاہی محل میں پہنچ گئی۔ وہاں اس نے آرام سے بیٹھ کر پارس کو مخاطب کیا۔ "ہائے پارس! میں الپا بول رہی ہوں۔"

"بولو الپا! کیسی ہو؟"

وہ بولی۔ "تمہاری اور الوشے کی محبت کے سہارے جی رہی ہوں۔ لیکن جب سے یہاں تل ابیب پہنچی ہوں تب سے میری بیٹی مجھے اپنے دماغ میں آنے نہیں دیتی۔ جیسے ہی میں اس کے اندر پہنچتی ہوں' وہ سانس روک لیتی ہے۔"

"یہ بات تمہیں سمجھنا چاہیے کہ اسرائیل پہنچنے کے بعد تم مشکوک ہوگئی ہو۔ وہاں تمہیں پہلے کی طرح اقتدار حاصل ہوگیا ہے۔ ایک طرح سے وہاں کی حکمران ہو۔"

"بے شک میں پہلے کی طرح یہاں حکومت کررہی ہوں۔ لیکن تمہاری اور الوشے کی محبت نے میری سوچ اور میرے ارادے بدل دیے ہیں۔ مجھ میں یہ اہم تبدیلی آئی ہے کہ میں مسلمانوں کے خلاف خیال خوانی کا ہتھیار استعمال نہیں کرتی ہوں۔"

وہ بولا "الپا! تم یہ جانتی ہو کہ میں جمیلہ اور نبیلہ کے معاملے میں بری طرح الجھا ہوا ہوں۔ میں نہیں جانتا کہ الوشے اپنی ماں کو اپنے دماغ میں کیوں نہیں آنے دیتی؟ سانس کیوں روک لیتی ہے؟ بہتر یہ ہوگا کہ تم پاپا سے بات کرو۔ وہ شاید اس سلسلے

میں تمہاری مدد کرسکیں گے اور بہترین مشورے دے سکیں گے۔"

اس نے میرے پاس آکر مخاطب کیا "پاپا! میں الپا بول رہی ہوں۔"

"ہاں بیٹی! بولو جب سے لومی نے تمہیں ٹریپ کیا ہے تم بالکل ہی ہم سے دور ہوگئی ہو۔ سنا ہے اسرائیل میں ہو اور پہلے کی طرح وہاں اقتدار سنبھال لیا ہے۔"

"آپ نے درست سنا ہے۔ لیکن مجھے کسی ملک پر حکومت کرنے کا شوق نہیں ہے۔ میں صرف اپنی بیٹی الوشے کا دل جیتنا چاہتی ہوں۔ پتا نہیں وہ کیوں مجھ سے ناراض ہوگئی ہے۔ جب بھی اس کے پاس جاتی ہوں' وہ سانس روک لیتی ہے۔"

میں نے پوچھا "کیا اس کی وجہ تمہاری سمجھ میں نہیں آئی؟"

"اگر سمجھ میں آتی تو آپ کے پاس بیٹی کی شکایت کرنے نہ آتی۔"

"میری پوتی الوشے تم سے ناراض نہیں ہے۔ ہم سب یہ جانتے ہیں کہ تمہارے پیچھے لومی کرسٹل چھپی ہوئی ہے۔ تم اگر الوشے کے اندر جاؤ گی تو اس کا مطلب ہوگا کہ تمہارے پیچھے لومی کرسٹل' الوشے کے اندر پہنچے گی۔ گویا وہ باباصاحب کے ادارے کے اندر پہنچ جائے گی۔"

الپا سوچ میں پڑ گئی۔ میں نے کہا "تمہاری بیٹی دراصل تمہارا راستہ نہیں' لومی کرسٹل کا راستہ روکتی رہتی ہے۔"

وہ پریشان ہوکر اپنی پیشانی کو ایک انگلی سے رگڑتے ہوئے بولی "مگر پاپا! مجھے ایسا نہیں لگتا کہ لومی نے میرے دماغ پر قبضہ جمار کھا ہے۔ میں تو خود کو بہت ہی آزاد اور خودمختار محسوس کررہی ہوں۔"

"الپا! تم نے اپنی زندگی میں کتنی ہی بار کتنوں پر تنویمی عمل کیے ہیں۔ یہ جانتی ہو کہ اگر اپنے معمول کے دماغ میں یہ بات نقش کردی جائے کہ اسے تنویمی عمل کے زیر اثر آنے کا احساس نہ ہو اور وہ خود کو آزاد اور خودمختار سمجھتا رہے تو پھر وہ تنویمی نیند سے بیدار ہونے کے بعد خود کو آزاد اور خودمختار سمجھنے لگتا ہے۔ جیسا کہ تم سمجھ رہی ہو۔"

وہ تائید میں سر ہلا کر بولی۔ "ہاں پاپا! آخری بار لومی کرسٹل نے مجھ پر حملہ کیا تھا۔ اس کے بعد میں خود سے غافل ہوگئی تھی۔ اتنے دنوں تک اسرائیلی اکابرین سے مختلف معاملات میں مصروف رہی اور آپ سب سے رابطہ کرنا ہی بھول گئی۔ اس طرح مجھے معلوم ہورہا ہے کہ لومی کرسٹل نے مجھے اسرائیلی اکابرین کی طرف لگادیا ہے اور مجھے آپ لوگوں سے دور کرچکی ہے۔"

وہ پریشان ہوکر بولی۔ "اوہ گاڈ! میں کیا کروں۔ کس طرح اس سے نجات حاصل کروں؟"

"اگر تم مجھے دماغ میں آنے دوگی تو میں تمہیں نجات دلا سکوں گا لیکن شاید تم ایسا نہ کرسکو۔ تم اس کے زیر اثر ہو۔"

"آپ میرے دماغ میں آکر دیکھیں' شاید میں سانس نہ روکوں اور آپ کو دل سے خوش آمدید کہہ سکوں۔"

میں نے خیال خوانی کی پرواز کی پھر اس کے اندر جیسے ہی پہنچا' اس نے ایک دم سے سانس روک لی۔ اس وقت لومی کرسٹل اس کے اندر تھی' اس پر تنویمی عمل کرنے آئی تھی اور ہماری باتیں سن رہی تھی۔ اگر الپا دو چار سیکنڈ کے لیے بھی مجھے اپنے اندر آنے دیتی تو میں اس کے دماغ کو کمزور بنا کر اس پر چھا جاتا لیکن لومی نے ایسا نہیں ہونے دیا۔ جیسے ہی میری سوچ کی لہریں اس کے اندر پہنچیں' اس نے اسے سانس روکنے پر مجبور کردیا وہ میرے اندر آکر بولی "سوری پاپا! میں نہ چاہتے ہوئے بھی بے اختیار سانس روک لیتی ہوں اور آپ کو واپس جانا پڑتا ہے۔"

"اس طرح تمہیں سمجھ لینا چاہیے کہ تم اپنے اختیار میں نہیں ہو۔ تنویمی عمل کے زیر اثر ہو۔"

"بے شک یہ ثابت ہوچکا ہے۔ میں مانتی ہوں کہ لومی نے مجھے اپنی معمولہ اور تابعدار بنالیا ہے۔ اور یہ سمجھ لینے کے بعد مجھے بہت صدمہ پہنچ رہا ہے۔ کل کی چھوکری نے آکر مجھ جیسی تجربے کار عورت کو اسیر بنالیا ہے۔"

"تم سونیا سے زیادہ ذہین اور تجربے کار نہیں ہو۔ اس نے تو سونیا کو بھی اسیر بنالیا تھا' اب وہ اس کے شکنجے سے نکل گئی ہے۔"

"یہ تو بڑی خوشی کی بات ہے کہ مما کو اس سے رہائی مل گئی ہے۔"

"لیکن ہم خوش نہیں ہیں' پریشان ہیں۔ وہ اس کے شکنجے سے نکل کر پتا نہیں کہاں بھٹکتی پھر رہی ہے۔"

"کیا آپ کو ان کے دماغ میں جگہ نہیں مل رہی ہے؟"

"اسے ایک زہریلے سانپ نے کاٹا تھا۔ اس کا دماغ زہریلا ہوگیا ہے۔ وہ بہت غصہ ور ہوگئی ہے۔ کسی کو اپنے اندر آنے نہیں دیتی۔ سوچ کی لہروں کو محسوس کرتے ہی سانس روک لیتی ہے۔ غصہ دکھاتی ہے' چیخنے لگتی ہے۔"

"اوہ گاڈ! یہ مما کے ساتھ کیا ہورہا ہے۔ آپ کے جسم میں بھی زہر بھر گیا تھا۔ آپ بھی زہریلے ہوگئے تھے کیا مما رفتہ رفتہ

آپ کی طرح نارمل ہو جائیں گی؟“

”انشا اللہ ضرور نارمل ہوں گی‘ پھر ہمیں اپنے دماغ میں جگہ دے گی تو معلوم ہو سکے گا کہ وہ کہاں ہے؟ میں تو دعا مانگ رہا ہوں کہ وہ نارمل ہوتے ہی خود میرے پاس چلی آئے۔“

”خدا نے چاہا تو ایسا ہی ہوگا۔“

نومی نے اس کے اندر خیال پیدا کیا کہ اب اسے واپس جانا چاہیے اور کچھ دیر آرام کرنا چاہیے۔“

وہ اس کی مرضی کے مطابق مجھ سے اجازت لے کر دماغی طور پر اپنی جگہ حاضر ہو گئی۔ پھر ذرا تھکے ہوئے انداز میں بولی ”نومی! کیا تم میرے اندر ہو؟“

اس کے اندر خاموشی رہی۔ اس نے کہا ”دیکھو میں ابھی پاپا سے باتیں کر رہی تھی اچانک میرے اندر تم نے یہ خیال پیدا کیا کہ مجھے زیادہ باتیں نہیں کرنا چاہیے۔ واپس اپنی جگہ حاضر ہو جانا چاہیے۔ یہ تمہارا مشورہ بھی تھا اور تمہارا حکم بھی تھا جسے مان کر میں چلی آئی ہوں۔ میں اپنے اختیار میں نہیں ہوں۔ اس وقت تم موجود ہو مجھ سے باتیں کرو۔“

نومی نے پوچھا ”کیا باتیں کرنا چاہتی ہو۔ میں جو چاہتی ہوں وہ تم سے منوا لیتی ہوں۔ پھر کیا بات کروں؟“

”تم ٹیلی پیتھی کا استعمال غلط کر رہی ہو۔ تمہیں زیادہ سے زیادہ دوست بنانے چاہئیں لیکن تم دشمن بناتی جا رہی ہو۔ میں تمہاری معمولہ اور تابعدار ہوں تمہارے خلاف کچھ بول نہیں سکوں گی۔ اتنا ضرور کہوں گی کہ تم پاپا کو دشمن بنا کر بہت بڑی غلطی کر رہی ہو۔“

”وہ غلطی تو میں کر چکی ہوں۔ اب اس کی تلافی ممکن نہیں ہے کیونکہ سونیا بھی میرے ہاتھوں سے نکل چکی ہے۔ میں اسے فرہاد کے حوالے کر کے اس سے معافی مانگ کر دوستی نہیں کر سکتی۔ اب دشمنی ہی جاری رہے گی۔“

”ایسا نہ کہو‘ تم اب بھی دوستی کر سکتی ہو۔ میں دوستی کرا سکتی ہوں۔ تم پاپا کے ساتھ مل کر مما کو تلاش کرو گی تو وہ تمہیں معاف کر دیں گے۔“

”ایک تو اسے سانپ نے ڈس لیا ہے۔ پتا نہیں اس کا زہر کیا رنگ لائے گا۔ آگے جا کر وہ نارمل ہوگی یا دماغی مریضہ بن جائے گی یا مر جائے گی۔ ایسے میں کیا فرہاد بھی مجھے معاف کرے گا؟ یقیناً کبھی نہیں۔ میں کسی خوش فہمی میں مبتلا ہو کر فرہاد کے قریب جانے کا خطرہ مول لینا نہیں چاہوں گی۔“

الپا مجھ سے گفتگو کرتے کرتے اچانک اجازت لے کر چلی گئی تھی۔ اس سے مجھے شبہ ہوا کہ نومی اس کے اندر موجود ہے اور نہیں چاہتی کہ الپا مجھ سے زیادہ باتیں کرے۔ اسی لیے اسے مجھ سے دور لے گئی ہے۔ شاید اپنے طور پر اس سے کچھ باتیں کرنے والی ہے۔

میں دو چار منٹ کے بعد الپا کے اندر گیا تو میرا خیال درست ثابت ہوا۔ نومی اس سے کہہ رہی تھی کہ وہ بہت زیادہ تھکی ہوئی ہے۔ لہٰذا اسے بیڈ پر لیٹنا چاہیے۔“

وہ اپنی جگہ سے اٹھ کر بیڈ پر آ کر لیٹ گئی۔ پھر بولی ”میں تمہارے ارادوں کو سمجھ رہی ہوں۔ تم پھر مجھ پر تنویمی عمل کرنا چاہتی ہو۔“

نومی نے سخت لہجے میں کہا ”میں تمہیں حکم دیتی ہوں بالکل خاموش رہو خبردار! ایک لفظ منہ سے نہ نکالنا۔ اب میں احکام دیتی رہوں گی اور تم ان کی تعمیل کرتی رہو گی۔“

میں فوراً ہی الپا کے دماغ سے نکل آیا۔ یہ جانتا تھا کہ نومی تنویمی عمل کرنے سے پہلے اس کے دماغ سے جائے گی اور پھر آ کر دیکھے گی کہ میں الپا کے دماغ میں آیا تھا یا نہیں؟ وہ پہلے پوری طرح اطمینان حاصل کرے گی پھر اس پر تنویمی عمل کرے گی۔

میں اطمینان سے اپنی جگہ آرام کرتا رہا۔ تنویمی عمل دس پندرہ منٹ میں نہیں ہوتا۔ اس کے لیے کچھ وقت لگتا ہے۔ میں تقریباً پندرہ منٹ گزارنے کے بعد پھر الپا کے دماغ میں پہنچا تو اس وقت تک نومی مطمئن ہو چکی تھی، اور الپا پر تنویمی عمل کر رہی تھی۔ میں اس کے اندر خاموش تماشائی بنا رہا۔ نومی اس کے ذہن میں اپنے طرح طرح کے احکامات نقش کرتی رہی۔ خاص طور پر میرے متعلق یہ حکم دیا کہ آئندہ وہ مجھ سے رابطہ نہیں کرے گی اور نہ ہی مجھے اپنے دماغ میں آنے کی اجازت دے گی۔“

کیونکہ نومی اس کے اندر رہ کر تنویمی عمل کر رہی تھی اس لیے الپا میری سوچ کی لہروں کو محسوس نہیں کر رہی تھی۔ اگر نومی وہاں نہ رہتی تو وہ میری سوچ کی لہروں کو محسوس کرتے ہی سانس روک لیتی مجھے اپنے اندر سے بھگا دیتی۔ وہ بے چاری مجبور تھی۔

اس نے ابھی الپا کے دماغ میں یہ بات نقش کی تھی کہ مجھے اپنے اندر آنے کی اجازت نہیں دے گی۔ ایسے ہی وقت رنگ میں بھنگ پڑ گیا۔ میں نے اچانک ہی اس کے تنویمی عمل کو توڑ دیا‘ اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا ”تم مجھے اس کے اندر آنے سے کیا روک سکو گی۔ تمہیں کیا پتا ہے کہ میں کب سے یہاں بیٹھا تمہارے تنویمی عمل کا تماشا دیکھ رہا ہوں۔ بس یہ تماشا بند کرو۔“

یہ کہتے ہی میں نے الپا کے دماغ میں ہلکا سا زلزلہ پیدا کیا۔ وہ چیخ مار کر اٹھ بیٹھی۔ نومی نے اس کے دماغ پر قبضہ جمانا چاہا۔ میں نے کہا ”اب تم کسی بھی طرح اسے اپنے شکنجے میں نہیں لے سکو گی۔ زلزلے کے جھٹکے نے اس کے دماغ کو کمزور بنا دیا

ہے۔“

میں نے اپنے دو ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو بلایا پھر نومی سے کہا ”اس لمحے سے اس کے اندر میرے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی فوج رہا کرے گی۔ تم اسے دوبارہ اپنی معمولہ اور تابعدار نہیں بنا سکو گی۔ اب کوششیں کرتی رہو اور ناکام ہوتی رہو۔“

الپا کی دماغی تکلیف کچھ کم ہو رہی تھی۔ میں نے کہا ”سوری الپا! تمہیں اس چڑیل سے نجات دلانے کے لیے یہ ضروری تھا۔ اس لیے میں نے تھوڑا سا ظلم کیا ہے۔“

وہ تکلیف اور کمزوری کے باوجود مسکرا کر بولی ”او پاپا! آپ نے تو مجھ پر احسان کیا ہے۔ آئی لو یو پاپا!“

میں نے کہا۔ ”اب تمہارے اندر ہمارے خیال خوانی کرنے والے موجود رہیں گے۔ اس وقت بھی موجود ہیں۔“

پھر میں نے نومی سے کہا ”تم ایسی ذلیل عورت ہو‘ جس نے میری سونیا کو دربدر کر دیا ہے۔ تم کیا سمجھتی ہو‘ میں تمہیں سکون سے رہنے دوں گا؟ تم نے اب تک جہاں جہاں کامیابیاں حاصل کی ہیں‘ میں وہاں تمہیں ناکام بناتا رہوں گا۔ اتنا کچھ ہونے کے باوجود تمہارے لیے ابھی معافی کی گنجائش ہے۔ جتنی جلدی ہو سکے سونیا کو تلاش کر کے میرے پاس پہنچا دو۔ میں تم سے دشمنی بھول جاؤں گا۔“

پھر میں نے الپا سے کہا ”بیٹی! میں ابھی ضروری کام سے جا رہا ہوں پھر کسی وقت آؤں گا۔ تم اب فکر نہ کرنا۔“

میں وہاں سے چلا گیا۔ نومی تھوڑی دیر تک چپ رہی‘ سوچتی رہی۔ پھر الپا کے خیالات پڑھنے لگی وہ خوش تھی۔ بستر پر لیٹ کر مسکراتے ہوئے انگڑائیاں لے رہی تھی۔ اس نے کہا ”الپا! بہت خوش ہو رہی ہو۔ میں نومی بول رہی ہوں۔ اس وقت فرہاد جا چکا ہے میں تنہا ہوں تمہیں پھر اپنے زیر اثر لا سکتی ہوں۔“

یہ کہہ کر اس نے الپا کے دماغ میں پہنچنا چاہا تو اس نے سانس روک لی‘ مسکرا کر بولی ”میرا ذہن اگرچہ کمزور ہے لیکن ٹیلی پیتھی جاننے والے محسن میرے اندر موجود ہیں۔ اور مجھے تحفظ فراہم کر رہے ہیں۔ تم جتنی کوششیں کرنا چاہو کر لو‘ کامیابی کبھی نہیں ہوگی۔ بہتر ہے تم یہاں سے چلی جاؤ۔“

وہ اپنی جگہ دماغی طور پر حاضر ہو گئی۔ کبھی سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ الپا اچانک ہی اس کے ہاتھ سے نکل جائے گی۔ وہ تو اس کے ذریعے اسرائیل میں بہت بڑا گیم کھیلنا چاہتی تھی۔ اس کے سر پر سوار رہ کر وہاں کی حکمران بن جانا چاہتی تھی لیکن اس کا یہ خواب شرمندۂ تعبیر نہ ہو سکا۔

وہ مایوس ہو کر اپنے معمول اور تابعدار کاشف جمال کے پاس آئی پھر اس سے پوچھا ”سونیا کا کوئی سراغ ملا؟“

”نو میڈم! میں جس نرس کو رشوت دے کر سونیا کی نگرانی کروا رہا تھا‘ اس نرس کے خیالات نے بتایا ہے کہ وہ بے اختیار مجھ سے ملنے کے لیے اس بنگلے میں آئی تھی‘ جہاں میں میڈم سونیا کے ساتھ رہتا تھا۔ تم نے صحیح وقت پر مجھے وہ بنگلا چھوڑ دینے کا حکم دیا تھا اور میں وہاں سے چلا آیا تھا۔ اگر وہاں رہتا تو فرہاد اور اس کے ٹیلی پیتھی جاننے والے مجھ تک پہنچ جاتے۔“

وہ بولی ”۔فرہاد اب تیزی دکھا رہا ہے۔ اس اسپتال تک پہنچ گیا ہے‘ جہاں سونیا زیر علاج تھی۔ وہ جلد ہی اسے ڈھونڈ نکالے گا۔ ادھر اس نے اچانک ہی مجھ پر ایک حملہ کیا ہے۔ کمبخت نے الپا کو مجھ سے چھین لیا ہے۔“

کاشف جمال نے حیرانی اور بے یقینی سے پوچھا۔ ”یہ کیا کہہ رہی ہو۔ الپا تمہارے ہاتھ سے کیسے نکل گئی؟“

”جیسے بھی نکل گئی۔ اپنی ناکامی کا ذکر کرنا اچھا نہیں لگتا۔“

”کیا فرہاد کی چالبازی تمہاری سمجھ میں آ رہی ہے؟“

”میں نادان نہیں ہوں۔ یہ دیکھ رہی ہوں کہ پہلے وہ مجھے ہر طرف سے ناکام بنا رہا ہے۔ مجھے کمزور کر رہا ہے پھر اچانک ہی کہیں سے آ کر مجھے دبوچ لے گا۔“

”تمہاری یہی تدبیر بہتر ہے کہ نومی کرسٹل کی جو پرسنالٹی ہے‘ جو وجود ہے‘ اسے عارضی طور پر گم کر دو۔ میڈم سونیا کی حیثیت سے زندہ رہو‘ اس طرح کامیابی سے روپوش رہ کر دیکھتی رہو گی کہ فرہاد تمہاری موت کا یقین کر رہا ہے یا نہیں اور اگر یقین ہو چکا ہے تو آئندہ کیا کرنے والا ہے اور کس طرح سونیا تک پہنچنے والا ہے؟“

دو گھنٹے بعد مجھے فرہاد کے سامنے اپنی موت کا ڈراما پلے کرنا ہے۔ اس سے پہلے میں دیکھنا چاہتی ہوں کہ وردان کیا کر رہا ہے۔ اور وہ اپنے معاملات میں کس طرح فرہاد سے نمٹ رہا ہے؟“

کاشف جمال نے کہا ”وہ بچہ تو بہت ہی عجیب و غریب ثابت ہو رہا ہے اب تک کسی کے ہاتھ نہیں آ رہا ہے۔ پتا نہیں کہاں گم ہو گیا ہے؟“

”میں سونیا کے معاملات میں الجھی ہوئی ہوں۔ پھر ایک نیا صدمہ پہنچا ہے کہ الپا ہاتھ سے نکل گئی ہے اس لیے میں وردان کی طرف توجہ نہیں دے پا رہی ہوں۔“

اس نے فون کے ذریعے وردان کے آلۂ کار سے کہا ”اپنے باس کو فون کرو اور اسے اپنے دماغ میں بلاؤ۔ میں ایک منٹ بعد آؤں گی۔“

وہ ایک منٹ بعد وہاں پہنچی تو وردان موجود تھا۔ اس نے پوچھا۔ ”تم پچھلے کئی گھنٹوں سے لاپتا رہی ہو۔ فون کے ذریعے یا کسی آلۂ کار کے ذریعے رابطہ نہیں کیا۔ آخر کیا کرتی پھر رہی ہو؟“

”میں اپنی ناکامیوں کا ماتم کرتی پھر رہی ہوں۔ پہلے سونیا میرے ہاتھ سے نکل گئی۔ اور اب الپا بھی نکل گئی ہے۔ پہلے والا فرہاد ایکشن میں آ گیا ہے۔“

”تم میرے پاس چلی آؤ۔ میرے پاس خفیہ پناہ گاہیں بہت ہیں۔ تم جہاں کہو گی، میں اس بنگلے کی چابیاں تمہیں دے دوں گا۔ وہاں رازداری سے ہماری ملاقاتیں ہو سکیں گی۔“

لوی ہنسنے لگی۔ اس نے پوچھا ”کیوں ہنس رہی ہو؟“

”تمہاری خفیہ پناہ گاہ بھی خوب ہے کہ تم سے پہلے فرہاد وہاں پہنچ جاتا ہے۔ تم نے یہ بتایا تھا کہ شیوانی کو نیپال والے کسی بنگلے میں لے گئے تھے۔ وہاں فرہاد اچانک ہی تمہاری موت بن کر پہنچ گیا تھا۔ بس قسمت اچھی تھی کہ بچ نکلے۔“

وہ ہنستے ہوئے بولی ”دوسری بار تم نے ارنا کوف کو دارجلنگ والے خفیہ بنگلے میں بھیجا۔ فرہاد نے وہاں پہنچ کر اس کا کام تمام کر دیا۔ اگر تم وہاں ہوتے تو کیا اب تک یوں سانسیں لیتے رہتے؟“

”تم درست کہہ رہی ہو۔ فرہاد کچھ زیادہ ہی تیزی دکھا رہا ہے۔ میں نے ان جڑواں بہنوں میں سے ایک کو اغوا کیا ہے اسے بھی ایک خفیہ بنگلے میں پہنچایا ہے لیکن میں وہاں نہیں جا سکتا۔“

”کیوں نہیں جا سکتے؟“

”شاید فرہاد کو میری اس خفیہ پناہ گاہ کا بھی پتا چل گیا ہے۔ وہ وہیں کہیں آس پاس ہے۔ میرا انتظار کر رہا ہے۔ میں نبیلہ کے پاس جاؤں گا تو وہ مجھ پر ضرور جان لیوا حملہ کرے گا۔“

”تمہاری پسند کی تمام غیر معمولی عورتیں ہاتھ سے نکل چکی ہیں۔ اب وہ جڑواں بہنیں رہ گئی ہیں۔ میرا مشورہ ہے جس بہن کو بھی تم نے اغوا کیا ہے اس کے قریب ابھی نہ جاؤ بلکہ کبھی نہ جاؤ۔ ہو سکے تو اپنی رہائش گاہ بدلتے رہو۔ تمہارے لیے وہ بچہ اہم ہے اسے تلاش کرو۔“

”مجھے اس کا سراغ مل گیا ہے۔ میرے ایک گرو دیو پربھو دیال شنکر نے بتایا ہے کہ وہ ایک عورت کے ساتھ ممبئی میں ہے۔ میں کل صبح تک وہاں پہنچ جاؤں گا۔ اسے ضرور کہیں نہ کہیں سے ڈھونڈ نکالوں گا۔ تم بھی وہیں اسے تلاش کرو۔ شاید ہمیں کامیابی نصیب ہو جائے۔“

”میں فی الحال نہ اسے تلاش کروں گی اور نہ ہی کسی دوسرے معاملے میں مصروف رہوں گی۔“

”کیا تم مایوس ہو رہی ہو؟“

”ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ میری طبیعت کچھ ٹھیک نہیں ہے۔ میں کمزوری محسوس کر رہی ہوں۔ اس لیے خیال خوانی کے موڈ میں نہیں ہوں۔“

”کیا تم بیمار ہو؟“

لوی نے کچھ سوچا۔ مکاری سے مسکرائی، پھر بولی۔ ”بیمار ہی سمجھو۔ دراصل میں بہت اونچی سیڑھیوں سے گر پڑی تھی۔ سخت چوٹیں آئی ہیں۔ ڈاکٹر نے مرہم پٹی کی ہے۔ اب ذرا آرام کر رہی ہوں۔“

یہ سنتے ہی وردان نے خیال خوانی کی چھلانگ لگائی۔ اس کے اندر پہنچنا چاہا تو اس نے سانس روک لی۔ پھر ہنسنے لگی۔ وردان نے جھینپ کر پوچھا ”کیوں ہنس رہی ہو؟“

”یہ معلوم ہوتے ہی کہ میں زخمی ہوں۔ خیال خوانی کی لہروں کو اپنے اندر روک نہیں پاؤں گی۔ تم فوراً اُچھل کر چلے آئے۔ ہائے! مجھے ٹریپ کرنے کا کیا خوب سنہری موقع تھا۔“

”تم مجھے غلط سمجھ رہی ہو۔ میں تو تم سے فون پر باتیں کر رہا ہوں۔ کیا ابھی کسی نے تمہارے اندر آنے کی کوشش کی تھی؟“

وہ ہنستے ہوئے بولی۔ ”چھوڑو اس بات کو، تم نے کوشش کی ہو یا کسی اور نے کی ہو، اس کے منہ پر جوتا پڑ چکا ہے۔ جو میرے کاندھے پر بندوق رکھ کر چلانا چاہتے ہیں میں ایسے دوستوں کو خوب پہچانتی ہوں۔ او کے۔۔۔ سو فار۔“

اس نے رابطہ ختم کر دیا۔ وردان نے ناگواری سے اپنے فون کو دیکھ کر اسے آف کیا پھر سوچنے لگا۔ اس کم بخت ٹیلی پیتھی جاننے والی سے مجھے کیا فائدہ پہنچ رہا ہے؟ یہ بہت چالاک ہے۔ مجھے اپنے اندر پہنچنے کا کبھی موقع نہیں دے گی۔

اس نے جب سے لوی کو دوست بنایا تھا، تب سے اپنے نفع نقصان کے بارے میں سوچنے لگا۔ ”میرا نقصان یہ ہے کہ وہ باتوں ہی باتوں میں میرے بہت سے معاملات کو اندر تک سمجھ لیتی ہے۔ میرا فائدہ یہ ہے کہ وہ میرے دشمنوں کے بارے میں بعض اوقات اہم معلومات فراہم کرتی ہے۔ دوست بنائے رکھنے کا ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ اس نے اب تک مجھ سے کسی طرح کی دشمنی نہیں کی ہے۔“

کبھی کبھی لوی کی ذہانت اور چالبازی اسے غصہ دلاتی تھی اور اندیشوں میں مبتلا کر دیتی۔ ابھی تھوڑی دیر پہلے اس نے بڑی چالاکی سے اسے اُلو بنایا تھا اور اپنے دماغ میں پہنچنے کا موقع دیا تھا۔ اس طرح وہ سمجھ گئی تھی کہ جب بھی زخمی ہوگی یا کسی وجہ سے دماغی طور پر کمزور ہوگی تو وہ فوراً اس پر قبضہ جمانے کے لیے پہنچ جائے گا۔

یہ بات تو سبھی ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو معلوم ہے کہ وہ ضرورت کے وقت ایک دوسرے کے کام آتے ہیں۔ دوستی نباہتے ہیں لیکن جب بھی کسی کے دماغ میں پہنچ کر اس پر قبضہ جمانے کا موقع ملتا ہے تو وہ اس موقع کو ہاتھ سے جانے نہیں دیتے۔

اس نے جھنجلا کر سوچا ”میں کیوں خواہ مخواہ لوی کے بارے میں سوچ رہا ہوں؟ مجھے عدنان کے بارے میں سوچنا چاہیے کہ ممبئی میں وہ کہاں ہوگا؟“

وردان ممبئی پہنچ گیا تھا۔ یہ بات موٹی سی عقل سے بھی سمجھ میں آتی تھی کہ وہ جس عورت کے ساتھ بھٹک رہا ہے، وہ کسی شہر میں مکان خرید کر نہیں رہے گی یا تو کسی چھوٹے بڑے ہوٹل میں رہے گی یا اس نے کوئی چھوٹا بڑا مکان کرائے پر لیا ہوگا۔

وہ نہیں جانتا تھا کہ عدنان کو تحفظ دینے والی ارچنا دولت مند ہے یا غریب ہے، اسے کسی بڑے ہوٹل میں لے جائے گی یا اس کے ساتھ کسی چھوٹے سے ہوٹل میں ہوگی۔

وہ پہلے مہنگے ہوٹلوں میں انہیں تلاش کرنے لگا۔ کئی گھنٹوں تک تلاش کرتے رہنے کے بعد عدنان تو نظر نہیں آیا لیکن ایک خوبصورت سے پارک میں شیوانی نظر آ گئی۔

وہ پورس کے ساتھ ممبئی آ گئی تھی۔ اس کا خیال تھا کہ بیٹا کہیں بچوں کے پارک میں بھی کھیلتا کودتا نظر آ سکتا ہے۔ لہٰذا وہ اسے وہاں تلاش کر رہی تھی۔ وردان نے اسے دور ہی سے پہچان لیا۔ اس نے ایک بار اسے نیپال میں بلایا تھا وہاں اپنے ایک خفیہ بنگلے میں اسے بہت قریب سے دیکھ چکا تھا۔ اس لیے دیکھتے ہی پہچان گیا۔

لیکن شیوانی اسے نہ پہچان سکی۔ وردان اس وقت ایک عالم فاضل پنڈت کے بھیس میں تھا۔ گیروے رنگ کا لباس پہنے ہوئے تھا۔ چہرے پر داڑھی مونچھیں تھیں۔ آنکھوں پر عینک لگائے ہوئے تھا۔ عارضی میک اپ کے ذریعے چہرے پر معمولی سی تبدیلیاں کی تھیں۔ وہ اسے دیکھتے ہی پہچان نہ سکی۔ سامنا ہوتے ہی ٹھٹک گئی۔ کیونکہ وہ اچانک اس کے سامنے آ کر کھڑا ہو گیا تھا۔

وہ ایک قدم پیچھے ہٹ گئی۔ اس نے ناگواری کا اظہار نہیں کیا۔ کیونکہ وہ حلیے سے پنڈت دکھائی دیتا تھا۔ اس نے دونوں ہاتھ جوڑ کر سر کو جھکا لیا۔ وردان نے آشیرباد دینے کے لیے اس کے سر پر ہاتھ رکھا۔ پھر آواز بدل کر بھاری بھرکم لہجے میں کہا۔ ”تو بہت پریشان ہے، اپنی کھوئی ہوئی چیز تلاش کر رہی ہے۔“

اس نے چونک کر سر اٹھایا۔ اسے دیکھا پھر کہا ”جی ہاں۔ پنڈت جی! آپ انتریامی ہیں۔ میری کوئی سہائتا کریں۔“

”ہم تیری پریشانی کو جانتے ہیں۔ کوئی ایسی ویسی معمولی چیز گم نہیں ہوئی ہے۔ تیرے کلیجے کا ٹکڑا تجھ سے الگ ہو گیا ہے اور تو ممتا کی ماری دن رات روتی رہتی ہے اسے ڈھونڈتی رہتی ہے۔“

وہ متاثر ہو کر جھک گئی۔ اس کے پاؤں چھونے لگی وہ دونوں بازو پکڑ کر اسے اٹھاتے ہوئے سوچنے لگا۔ کیا بھرے بھرے بازو ہیں۔ کیسا گدرایا ہوا بدن ہے۔ سالی ہاتھ نہیں آتی ہے۔ دیکھتا ہوں کیسے نہیں آئے گی؟

اس نے تسلیاں دینے کے انداز میں اس کی پشت کو سہلاتے ہوئے کہا۔ ”تو بہت ہی کٹھن دور سے گزر رہی ہے۔ تجھے کوئی ایک چیز ملتی ہے تو دوسری گم ہو جاتی ہے۔“

شیوانی نے اسے سوالیہ نظروں سے دیکھا۔ وہ بولا۔ ”تیرا پتی تجھے ملا تو بیٹا گم ہو گیا۔“

وہ جلدی سے اثبات میں سر ہلانے لگی۔ اس نے کہا ”دونوں رشتے اہم ہیں۔ تیرا پتی دیو بھی اور تیرا بیٹا بھی۔ لیکن تیرے بھاگ میں لکھا ہے، یا تو بیٹا ملے گا یا پتی دیو......“

وہ پریشان ہو کر بولی ”یہ میرے نصیب کیسے ہیں؟ میں کیا کروں؟“

”تو خود ہی دیکھ لے، پتی مل گیا ہے تو بیٹا نہیں مل رہا ہے۔ اگر بیٹے کو حاصل کرنا چاہتی ہے تو اپنے پتی سے دور ہونا پڑے گا۔“

وہ نفی میں سر ہلا کر بولی ”آپ ایسا نہ کہیں، میں ان سے الگ نہیں ہو سکتی۔“

”تو پھر بیٹا بھی نہیں ملے گا۔ آزما کر دیکھ لے۔ دو دنوں تک اور دو راتوں تک اپنے پتی سے دور ہو جا، پھر دیکھ بیٹا خود ہی تیرے پاس چلا آئے گا۔“

وہ پریشان ہو کر اسے دیکھنے لگی۔ سوچنے لگی۔ اس نے پوچھا ”کیا بیٹے کو پانے کے لیے پتی سے الگ نہیں ہو سکتی؟ صرف دو دنوں اور دو راتوں کی بات ہے۔“

”کیا دو دنوں اور دو راتوں کے بعد میرا بیٹا خود ہی میرے پاس آ جائے گا۔“

”بالکل وہ خود چل کر تمہارے پاس آئے گا۔ دو دنوں تک روز صبح سورج نکلنے سے پہلے تو مہالکشمی کے مندر میں جائے گی وہاں پوجا کرے گی، پھر پجاری جو پرشاد دے گا، اسے کھائے گی۔ تیرا کلیان ہوگا۔“

پھر وہ اس کے سر پر ہاتھ رکھ کر بولا۔ ”میں جا رہا ہوں۔

میری پوجا کا سے ہو رہا ہے۔"

وہ وہاں سے پلٹ کر ذرا دور گیا پھر گھوم کر بولا "یاد رکھ بیٹے کو پانا ہے تو پتی سے دور ہونا ہے اور ہر صبح سورج نکلنے سے پہلے مہا لکشمی کے مندر میں جانا ہے۔ بیٹے کو پانے کا یہ بھید کسی کو نہیں بتانا ہے۔ کسی سے بولے گی تو سدا کے لیے بیٹے سے ہاتھ دھو لے گی۔"

یہ کہہ کر وہ وہاں سے چلا آیا۔ کچھ دور جا کر ایک درخت کے پیچھے چھپ گیا۔ دور ہی دور سے اسے دیکھنے لگا۔ اس نے یہ بات اس کے ذہن میں نقش کر دی تھی کہ بیٹے کو پانا چاہتی ہے تو شوہر سے دور ہونا پڑے گا اور ایسا کرنے کے لیے وہ کسی سے کچھ نہیں بولے گی۔ چپ چاپ وہی کرے گی جو اسے سمجھایا جا رہا ہے۔

اسے پورا یقین تھا کہ وہ بیٹے کو حاصل کرنے کے لیے پولیس سے اور اپنے تمام مسلمان مددگاروں سے دور ہو جائے گی۔

شیوانی وہاں کھڑی سوچ میں گم تھی۔ اس وقت پورس نے آ کر پوچھا "تم یہاں کھڑی ہو؟ بیٹے کو تلاش نہیں کر رہی ہو؟ میں تو دور دور تک دیکھ آیا ہوں۔ کیا تم نے ادھر جا کر دیکھا ہے؟"

وہ انکار میں سر ہلا کر بولی "تم ادھر چلے جاؤ۔ میں پارک کے باہر جا کر دیکھتی ہوں۔"

وہ بولا "تمہاری صورت بتا رہی ہے کہ تم پھر بیٹے کے لیے رونے والی ہو۔ دیکھو صبر اور حوصلے سے کام لو۔ وہ ملے گا' انشا اللہ ضرور ملے گا۔ ٹھیک ہے میں ادھر جا رہا ہوں۔ تم پارک کے باہر جاؤ اور وہیں میرا انتظار کرو۔"

وہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ بیٹے کو حاصل کرنے کے لیے اس کا ارادہ بدل رہا ہے اور وہ اسے چھوڑ کر کہیں جانے والی ہے۔

وہ پارک کے دوسرے حصے میں عدنان کو تلاش کرنے کے لیے چلا گیا۔ یہ پارک کے بیرونی گیٹ کی طرف جاتے ہوئے دل ہی دل میں کہنے لگی "پورس! مجھے معاف کرنا میں دو دنوں کے لیے اور صرف دو راتوں کے لیے تم سے الگ ہو رہی ہوں۔ جیسے ہی میرا عدنان مجھے ملے گا میں اسے لے کر تمہارے پاس آ جاؤں گی۔"

اس نے پارک کے گیٹ کے پاس آ کر وہاں سے پلٹ کر دیکھا۔ اب پورس دور دور تک دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ وہ جلدی سے گھوم کر گیٹ کے باہر آ گئی۔ فٹ پاتھ پر آ کر کسی رکشے یا ٹیکسی کا انتظار کرنے لگی۔ ایسے ہی وقت وردان نے اس کے پاس آ کر پوچھا "تو یہاں کیوں کھڑی ہے؟"

"میں آپ کے مشورے پر عمل کرنا چاہتی ہوں۔ یہ دیکھنا چاہتی ہوں کہ اپنے شوہر سے دور ہونے کے بعد بیٹے کو پا سکوں گی یا نہیں؟"

وہ مسکرا کر بولا "جب تو اسے پانے کے راستے پر چل پڑی ہے تو پھر سمجھ لے کہ دو دنوں سے پہلے ہی وہ صبح مہا لکشمی کے مندر میں مل جائے گا۔"

وہ خوش ہو کر بولی "آپ سچ کہہ رہے ہیں؟"

وہ بولا "ایک ہی دن اور ایک ہی صبح کی بات ہے اس کو دیکھ لے۔ ویسے تو ابھی کہاں جانا چاہتی ہے؟ میں اپنی کار میں تجھے پہنچا دوں گا۔"

وہ جھجکتے ہوئے بولی "آپ۔ آپ کے پاس گاڑی ہے؟"

"اس میں حیرانی کی کیا بات ہے۔ کیا ہمارے مندروں کے پنڈتوں کے پاس اے سی کار نہیں ہوتی ہے؟ میں غریب یا کنگال نہیں ہوں۔"

"میں آپ کو غریب یا کنگال نہیں کہہ رہی تھی۔ کہنا یہ ہے کہ آپ مجھے کہیں بھی پہنچانے کا کشٹ اٹھائیں گے۔"

"میں تیرا بوجھ اٹھا کر نہیں لے جاؤں گا۔ گاڑی لے جائے گی۔ پھر مجھے کشٹ کیسے پہنچے گا؟ آ۔ وہ میری گاڑی کھڑی ہے۔"

وہ اس کے ساتھ چلتی ہوئی کار کے اگلے دروازے کے پاس آئی اس نے دروازہ کھولا۔ وہ اندر آ کر بیٹھ گئی۔ وردان دوسری طرف سے گھوم کر اسٹیئرنگ سیٹ پر آ گیا۔ پھر اسے اسٹارٹ کر کے آگے بڑھاتے ہوئے بولا "دراصل یہ میرا شہر نہیں ہے میں یہاں نہیں رہتا ہوں۔ کچھ دنوں کے لیے آیا ہوں۔ ہوٹل میں ٹھہرا ہوا ہوں۔ ویسے ابھی تو اپنے پتی کو چھوڑ کر آئی ہے۔ تیرا کوئی ٹھکانا نہیں ہے اب کہاں جا کر رہے گی؟"

وہ بولی "شام ہو رہی ہے۔ ایک ہی رات کی بات ہے۔ آپ نے کہا ہے کل صبح مہا لکشمی کے مندر میں میرا بیٹا مجھے مل سکتا ہے۔ میں آج کی رات کسی آشرم میں گزار لوں گی۔"

وہ مسکراتے ہوئے بولا "آشرم بوڑھی عورتوں کے لیے مناسب ہوتا ہے۔ جوان عورتوں پر وہاں کے پنڈتوں اور پجاریوں کی نیتیں خراب ہوتی رہتی ہیں۔"

"سارے آشرم ایسے نہیں ہوتے۔"

"کون سی جگہ ایسی ہوتی ہے اور کون سی ایسی نہیں ہوتی تو کیسے سمجھ پائے گی؟"

"میں سوچ سمجھ کر کسی آشرم میں جاؤں گی۔"

"تو چاہے تو آج کی رات میرے ساتھ ہوٹل میں ...

سکتی ہے۔"

اس نے چونک کر سر گھماتے ہوئے اسے دیکھا پھر کہا "یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں؟"

"میں کوئی بری بات نہیں کر رہا ہوں۔ تجھے سہارا دے رہا ہوں۔ ایک رات گزارنے کی جگہ پیش کر رہا ہوں۔"

وہ ناگواری سے منہ پھیر کر ونڈ اسکرین کے پار دیکھتے ہوئے بولی "شکریہ آپ مجھے یہیں اتار دیں۔"

کار تیز رفتاری سے جا رہی تھی۔ اتنی ہی تیزی سے اس نے بریک لگائے۔ کار ایک جھٹکے سے رکی تو شیوانی کا سر ڈیش بورڈ سے ٹکرا گیا۔ تکلیف کی شدت سے چیخ نکل گئی۔ وردان کے لیے اتنا ہی موقع کافی تھا۔ سر چکراتے ہی وہ اس کے اندر پہنچا پھر اس نے ہلکا سا زلزلہ پیدا کیا۔ اس کے حلق سے چیخ نکل گئی۔ وہ گاڑی اسٹارٹ کر کے اسے آگے بڑھانے لگا۔ فاتحانہ انداز میں کہنے لگا "تم نے اپنے دماغ کے دروازے میرے لیے بند کیے تھے۔ دیکھو میں نے کس طرح ان دروازوں کو کھولا ہے۔ تمہاری مدد کرنے والے ٹیلی پیتھی جاننے والے مجھے اب تمہارے اندر آنے سے نہیں روک سکیں گے۔"

وہ دماغی تکلیفیں برداشت کرنے کی کوششیں کر رہی تھی۔ آہستہ آہستہ کراہ رہی تھی۔ اعلیٰ بی بی نے اس کی زبان سے کہا "تم اس کے اندر آ کر بھی اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکو گے۔ اسے جہاں لے جاؤ گے۔ ہم وہاں تمہاری موت بن کر پہنچ جائیں گے۔"

وہ مسکراتے ہوئے بولا "میں جانتا تھا کہ اس پارک میں پورس اس کے ساتھ ہے۔ تمہارے ٹیلی پیتھی جاننے والے اس کے دماغ میں آتے جاتے رہتے ہیں۔ اس لیے میں نے اسے وہاں نہیں چھیڑا۔ اس کی ممتا سے کھیل کر اسے اُلّو بنایا۔ اور یہاں لے آیا۔ اب دیکھو کہ آگے کیا کرتا ہوں۔"

اس نے ایک ویران سی سڑک کے کنارے کار روک دی۔ پھر اس کے دماغ میں زلزلہ پہنچانا چاہا تو پتا چلا کہ ٹیلی پیتھی جاننے والوں نے اس کے دماغ پر پوری طرح قبضہ جمایا ہوا ہے۔ وردان اس کے دماغ میں آ کر بھی اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکے گا۔

اس نے اپنے لباس کے اندر سے ریوالور نکال کر اس کا نشانہ لیا۔ پھر پوچھا "اعلیٰ بی بی! تم اپنی معمولہ کی زندگی چاہتی ہو یا موت؟"

اعلیٰ بی بی نے پریشان ہو کر کہا "اس پر گولی چلانے کی حماقت نہ کرنا۔"

"تم اپنے ٹیلی پیتھی جاننے والوں سے کہو اس کے دماغ پر قبضہ جمانے کی حماقت نہ کریں۔ ورنہ دونوں طرف سے حماقتیں ہوں گی تو یہ جان سے جائے گی۔"

چند لمحوں تک خاموشی رہی۔ اس کے بعد اعلیٰ بی بی نے کہا "ٹھیک ہے۔ قبضہ ہٹا لیا گیا ہے۔ تم اس کے دماغ میں آ سکتے ہو۔"

وہ بول رہی تھی اور شیوانی کے ذریعے آس پاس کے علاقے کو دیکھ کر سمجھنا چاہتی تھی کہ وردان اس وقت کہاں ہے؟ ایسے ہی وقت شیوانی کے حلق سے ایک دل خراش چیخ نکلی۔ وہ اُچھل کر تڑپتے ہوئے سیٹ کے نیچے گر پڑی۔ وہاں بھی جگہ کی تنگی کے باوجود اِدھر اُدھر ٹکرانے لگی۔ وردان نے دوسری بار بڑی سنگ دلی سے زلزلہ پیدا کیا۔ اس کے بعد تو وہ چیخنے کے قابل بھی نہیں رہی۔ ایک دم سے ٹھنڈی پڑ گئی۔ اس کی سانسیں چل رہی تھی۔ لیکن وہ بے ہوش ہو چکی تھی۔

عدنان ارچنا کے ساتھ اگلی سیٹ پر بیٹھا ہوا تھا۔ وہ ڈرائیو کر رہی تھی اور ممبئی کی مختلف شاہراہوں سے گزر رہی تھی۔ ایسے وقت عدنان نے بے چینی محسوس کی تھی۔ ارچنا نے پوچھا "کیا بات ہے؟ تم کچھ پریشان ہو؟"

"ہاں۔ مجھے عجیب سا لگ رہا ہے۔ میرا دل کھنچا جا رہا ہے۔"

"تمہارا دل کس طرف کھنچا جا رہا ہے؟"

اس نے انگلی سے ایک طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا "اُدھر چلو۔"

اس وقت تاشا اس کے پاس موجود نہیں تھی۔ لیکن ارچنا کے ذہن میں یہ بات سمائی ہوئی تھی کہ وہ عدنان کی ہر بات مانتی رہے گی۔ اس کے ہر حکم کی تعمیل کرتی رہے گی تو دیوی ماں اس سے خوش رہا کرے گی۔ اس نے جدھر اشارہ کیا ارچنا نے گاڑی اُدھر موڑ دی۔

ونڈ اسکرین کے پار اسے اپنی ماں کا دھندلا دھندلا عکس دکھائی دے رہا تھا۔ وہ دونوں باہیں پھیلا کر اس کی طرف دوڑتی چلی آ رہی تھی۔ اس نے ارچنا سے کہا "اب رائٹ ٹرن لو۔"

اس نے گاڑی دائیں طرف موڑ دی۔ ان ماں بیٹے کے درمیان ایسا قدرتی رابطہ تھا کہ بیٹے کے بغیر ماں کی روح کو نجات نہیں مل رہی تھی۔ اور ماں کو کوئی تکلیف پہنچتی تھی تو بیٹا بیتاب ہو جاتا تھا۔ جب وہ بابا صاحب کے ادارے میں تھا اور دوسری طرف شیوانی مصائب میں مبتلا ہو رہی تھی تب وہاں بھی وہ بے چین ہو گیا تھا۔ بابا صاحب کے ادارے سے بھاگ کر ماں کے پاس جانے کی کوششیں کرتا رہا تھا۔

ان لمحات میں بھی شیوانی جسمانی اور ذہنی تکالیف سے گزر رہی تھی۔ اور بیٹا اندر ہی اندر تڑپ رہا تھا۔ ایک کشش اسے کہہ رہی تھی کہ ماں کی طرف کس سمت جانا چاہیے۔ اور وہ ارچنا کو اسی سمت لے جا رہا تھا۔

وہ کار ڈرائیو کرتی ہوئی ایک ویران سڑک پر آگئی تھی۔ دور اسے ایک کار کھڑی ہوئی دکھائی دے رہی تھی۔ عدنان نے ایک طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا ''وہاں گاڑی روکو۔''

اس نے ٹھیک اس گاڑی کے سامنے پہنچ کر اپنی کار روک دی۔ وردان اپنے سامنے ایک گاڑی کو رُکتے دیکھ کر کچھ پریشان سا ہوا۔ سوچنے لگا ''یہ کون ہو سکتے ہیں؟ کیا اعلیٰ بی بی اور اس کے ٹیلی پیتھی جاننے والے پہنچ گئے ہیں؟''

اس نے سیٹ کے نیچے آڑی ترچھی پڑی شیوانی کو دیکھا۔ وہ خود سے غافل ہو چکی تھی۔ پتا نہیں کب ہوش میں آنے والی تھی۔ ابھی وہ خیال خوانی کے ذریعے اپنے آلۂ کاروں کو بلا کر شیوانی کو ان کے حوالے کرنے والا تھا۔ ایسے ہی وقت سامنے ایک رُکاوٹ آکر کھڑی ہوگئی تھی۔

سامنے ڈیش بورڈ پر ریوالور رکھا ہوا تھا۔ وہ اسے لے کر کار سے باہر نکلتے ہوئے بولا ''کون ہو تم؟''

کار کی ہیڈ لائٹس کی روشنی میں ارچنا اسٹیئرنگ سیٹ پر دکھائی دے رہی تھی۔ وہ سمجھ رہا تھا کہ اعلیٰ بی بی بیٹھی ہوئی ہے۔

وہ اسی طرح چپ چاپ بیٹھی ہوئی تھی۔ دوسری طرف کا دروازہ کھول کر عدنان باہر آیا تو وردان اسے دیکھ کر چونک گیا۔ وہ اسے چہرے سے پہچان نہیں سکتا تھا۔ لیکن اس پر نظر پڑتے ہی دماغ نے چیخ کر کہا ''یہی وہ بچہ ہے جس کی تلاش میں اپنے پرائے سب ہی بھٹک رہے ہیں۔ اس نے ڈپٹ کر پوچھا ''کون ہو تم؟''

وہ کار سے باہر آکر اپنے ننھے قدموں سے آہستہ آہستہ چلتا ہوا اس کی طرف آ رہا تھا۔ وردان نے دور بیٹھی ہوئی ارچنا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا ''اگر تم اعلیٰ بی بی ہو تو پھر یہ تمہارے بھائی کا بیٹا عدنان ہے۔ اور اگر تمہارے ٹیلی پیتھی جاننے والے مجھے یہاں گھیرنے آرہے ہیں تو اس سے پہلے ہی میں اس بچے کو گولی مار دوں گا۔''

عدنان نے کار سے اترتے وقت ارچنا سے کہا تھا کہ وہ چپ چاپ بیٹھی رہے۔ اس لیے وہ کوئی جواب نہیں دے رہی تھی۔ گم صم بیٹھی اس ریوالور والے کو دیکھ رہی تھی۔ وردان سوچ رہا تھا اگر یہ عدنان ہے تو پھر ماں کے ساتھ بیٹا بھی مل رہا ہے۔ ابھی اپنے آلۂ کاروں کو بلا کر ان دونوں کو ان کے حوالے کر دے گا۔

اس نے گولی مارنے کی دھمکی دیتے ہوئے ریوالور کا رُخ عدنان کی طرف کیا۔ عدنان اس کے قریب آچکا تھا۔ ہیڈ لائٹس کی روشنی میں تھا۔ اس نے نظریں اٹھا کر وردان کی طرف دیکھا۔ دونوں کی نظریں ملیں۔ پھر ایسا لگا جیسے اس بچے کی آنکھیں اپنی عمر سے زیادہ بڑی ہوگئی ہیں۔ وہ شیوانی کی آنکھیں تھیں۔ وہ آنکھیں وردان کی آنکھوں میں اُتر گئی تھیں۔ اور آنکھوں کے راستے سیدھی دماغ میں گھس رہی تھیں۔

وہ گھبرا کر سوچنے لگا ''یہ میرے ساتھ کیا ہو رہا ہے۔ میرے ہاتھ پاؤں کیوں ڈھیلے پڑ رہے ہیں۔''

اسے اپنے کسی سوال کا جواب نہیں مل رہا تھا۔ واقعی ہاتھ پاؤں ایسے ڈھیلے پڑ گئے تھے کہ ریوالور ہاتھ سے چھوٹ کر زمین پر گر پڑا تھا۔ ایسے ہی وقت تاشا عدنان کے پاس پہنچ گئی۔ وہاں کی سچویشن دیکھنے لگی۔ پھر عدنان سے بولی ''تمہارے خیالات بتا رہے ہیں کہ تم اپنی ممی کی تلاش میں یہاں تک آئے ہو۔''

وہ بولا ''ہاں۔ اس گاڑی کے اندر میری ممی ہیں۔''

وہ حیرانی سے بولی ''اوہ گاڈ! کیا تم اپنی ممی تک پہنچ گئے ہو؟''

''ہاں۔ یہ آدمی ہمارا دشمن ہے۔ تم اسے سنبھالو۔ میں ممی کے پاس جاؤں گا۔''

وہ دوڑتا ہوا اگلی سیٹ کے دروازے کے پاس آیا۔ پھر اسے ایک جھٹکے سے کھولا۔ وہاں سیٹ کے نیچے شیوانی آڑی ترچھی پڑی ہوئی تھی۔ وہ اسے دیکھتے ہی ٹھٹک گیا۔ اس سے پہلے اس نے اپنی ماں کو انا میریا کے روپ میں دیکھا تھا۔ اب اس کی آتما الکا اگنی ہوتری کے اندر سمائی ہوئی تھی۔ یہ چہرہ بیٹے کے لیے نیا تھا۔

وہ ذرا دیکھنے اور سمجھنے کے لیے رُکا تھا۔ دل دھڑک دھڑک کر کہہ رہا تھا کہ یہی میری ممی ہیں۔ اس یقین کے ساتھ ہی ماں کے پاس آکر اس سے لپٹ کر اسے پیار کرنے کے لیے تڑپ گیا۔

پھر جیسے ہی اس نے ماں کے قریب قدم بڑھایا تاشا نے چیخ کر کہا ''رُک جاؤ۔ یہ کیا حماقت کر رہے ہو۔ تم ممی کی آغوش میں جاؤ گے تو جناب تبریزی کی پیش گوئی پوری ہونے لگے گی۔ ماں کا پیار تو تمہیں مل جائے گا لیکن اب سے چالیس دن بعد تم اس پیار کرنے والی ماں سے ہمیشہ کے لیے محروم ہو جاؤ گے۔''

وہ رُک گیا۔ دل ماں کی طرف کھنچا جا رہا تھا۔ لیکن ایک قدم پیچھے ہٹ گیا تھا۔ اسے یوں لگ رہا تھا جیسے ماں کے پاس نہیں جائے گا تو دل سینے سے نکل کر وہاں چلا جائے گا۔ تاشا نے کہا ''میں تمہارے جذبات سمجھ رہی ہوں۔ تم ماں کے پاس

جانے کے لیے تڑپ رہے ہو۔ لیکن تمہیں صبر کرنا ہوگا۔ تم نے کہا تھا کہ اپنی ممی کو دور ہی دور سے دیکھو گے اور ان کی لمبی عمر کی دعائیں مانگتے رہو گے۔''

وہ ماں سے چند قدم کے فاصلے پر گم صم سا کھڑا رہ گیا۔ ماں کے چہرے کو پیار سے تکتا رہا۔ اُدھر وردان کی عجیب حالت ہوگئی تھی۔ وہ جہاں تھا وہیں چُپ چاپ کھڑا رہ گیا تھا۔ بڑی دیر تک اس کا دماغ سوچنے سمجھنے کے قابل نہیں رہا تھا۔ شیوانی کے آنکھیں اس کے دماغ میں نقش ہوگئی تھیں اور جیسے حکم دے رہی تھیں کہ جہاں ہو وہیں کھڑے رہو۔ تاشا نے کہا ''عدنان دشمن کی طرف دھیان دو۔ یہ وہی شخص ہوگا جو تمہیں اغوا کرنا چاہتا ہے۔ دیکھو اس نے تمہاری ماں کا کیا حال کیا ہے۔''

وہ پلٹ کر وردان کی طرف گیا۔ پھر اسے گھور کر دیکھنے لگا۔ تاشا نے کہا ''اسے بولنے پر مجبور کرو۔ میں اسے ٹریپ کروں گی۔''

عدنان نے غصے سے پوچھا ''اے تم کون ہو؟ جواب دو؟''

وہ فوراً ہی تابعداری سے بولا ''میرا نام وردان ہے۔ میں اس بچے کو تلاش کر رہا ہوں جو میرے لیے مصیبتیں لانے والا ہے۔ اور میں سمجھ رہا ہوں کہ تم وہی عدنان ہو۔''

بہت پہلے شیوانی کی خطرناک آنکھوں کے بارے میں بہت کچھ کہا گیا ہے۔ اس کی نظریں شکنجے کی طرح کسی کے بھی دماغ کو جکڑ لیتی تھیں۔ ان لمحات میں وردان کا دماغ بھی جکڑا ہوا تھا۔ اس وقت وہ سوچنے سمجھنے کے قابل نہیں رہا تھا۔ یوگا کی مہارت کو اور ٹیلی پیتھی کی صلاحیتوں کو عارضی طور پر بھول گیا تھا۔

تاشا اس کے اندر پہنچ گئی تھی اور اس کے خیالات پڑھ رہی تھی۔ پھر اس نے حکم دیا ''کار کے پاس جاؤ اور عدنان کی ممی کو وہاں سے اٹھا کر ہماری گاڑی کی پچھلی سیٹ پر لٹا دو۔''

اس نے تابعدار کی طرح فوراً ہی حکم کی تعمیل کی۔ کار کے پاس آکر شیوانی کو دونوں بازوؤں میں اٹھایا۔ پھر وہاں سے لے جا کر ارچنا کی کار کی پچھلی سیٹ پر لٹا دیا۔ تاشا نے کہا ''عدنان اپنی ممی کو یہاں سے لے جاؤ۔ اب تمہاری یہ سسٹر ارچنا تمہاری ممی کی دیکھ بھال کریں گی۔ ایسے وقت تم عارضی طور پر اپنی ممی سے اور ارچنا سے دور ہو جاؤ گے۔ قریب رہو گے تو اپنی ممی کے گلے لگنے کو یا انہیں چھونے کو دل چاہے گا جبکہ تمہیں چھونا نہیں چاہیے۔ انہیں دور ہی دور سے دیکھنا چاہیے۔ میری بات سمجھ رہے ہو ناں؟''

اس نے اثبات میں سر ہلایا۔ پھر ارچنا کے پاس آکر اگلی سیٹ پر بیٹھ گیا۔ تاشا نے ارچنا سے کہا ''تم اس خاتون کو فوراً کسی ہاسپٹل میں پہنچاؤ۔ اسے چھوڑنے کے بعد کسی فون کے ذریعے عدنان کے باپ یا ماں کو اطلاع دو کہ وہ انہیں فلاں ہاسپٹل میں مل سکتی ہیں۔''

پھر اس نے عدنان سے کہا ''تم ابھی یہاں سے جاؤ۔ میں تھوڑی دیر بعد تمہارے پاس آؤں گی۔''

وہ اپنی ماں کے ساتھ اس کار میں وہاں سے چلا گیا۔ تاشا وردان کے پاس آگئی۔ وہ پریشان ہو رہا تھا کہ اس کے ساتھ کیا ہو رہا ہے۔ اور کوئی عورت اس کے اندر آکر اس کی مالک کیسے بن گئی ہے۔ کیوں وہ اس کے احکامات کی تعمیل کر رہا ہے۔

تاشا نے کہا ''تم یہی کرو گے۔ میرے معمول اور تابعدار بن کر رہو گے۔ اس کے لیے تمہارے دماغ کو کمزور بنانا اور تنویمی عمل کرنا ضروری ہے۔''

یہ کہتے ہی اس نے اس کے اندر ایک زلزلہ پیدا کیا۔ اس کے حلق سے ایک چیخ نکل گئی۔ وہ اسٹیئرنگ سیٹ پر بیٹھا ہوا تھا۔ تڑپنے کے باعث اِدھر سے اُدھر کبھی دروازے سے اور کبھی اسٹیئرنگ سے اور کبھی ڈیش بورڈ سے ٹکرانے لگا۔ تاشا نے کہا ''تمہارا دماغ اب پھوڑے کی طرح پکنے لگے گا۔ تم کم از کم دو گھنٹے تک دماغی توانائی حاصل نہیں کر سکو گے۔ میں پھر تمہارے پاس آؤں گی۔''

وہ اس کے دماغ سے چلی گئی۔ جس وقت شیوانی زلزلے کے جھٹکوں کے باعث بے ہوش ہوگئی تھی، اس وقت اعلیٰ بی بی پریشان ہو کر میرے پاس پہنچی تھی۔ اس نے وہاں کے حالات بتائے۔ میں اس کے ساتھ شیوانی کے دماغ میں پہنچا تو اس کا دماغ بالکل ہی بے حس ہو چکا تھا۔ وہ بے ہوش پڑی ہوئی تھی اور ہم عدنان کے اندر نہیں جا سکتے تھے۔ اس لیے دماغی طور پر اپنی اپنی جگہ حاضر ہوگئے۔ اعلیٰ بی بی میرے اندر تھی۔

میں نے کہا۔ ''فی الحال ہم کچھ نہیں کر سکیں گے، شیوانی کے ہوش میں آنے کا انتظار کرنا ہوگا۔ تم آدھے گھنٹے بعد اس کے اندر جاؤ۔ وہ ہوش میں آئے تو وردان کو اس پر تنویمی عمل نہ کرنے دینا۔''

پارس بھی شیوانی کی تلاش میں بھٹکتا رہ گیا تھا۔ اعلیٰ بی بی کبھی اس سے رابطہ کر رہی تھی، کبھی عدنان کے دماغ میں جانے کی کوششیں کر رہی تھی۔ وہ جب بھی اس کے اندر پہنچتی تھی تو اس کے خیالات گڈمڈ ہونے لگتے تھے اور ناکام ہو کر چلی آتی تھی۔

وہ آدھے گھنٹے بعد شیوانی کے اندر پہنچی تو وہ بہ دستور بے ہوش تھی۔ اس کے خیالات پڑھے نہیں جا سکتے تھے۔ اس لیے وہ دماغی طور پر حاضر ہوگئی۔ اگر اس وقت اسے معلوم ہوتا کہ

عدنان کے اندر خیالات گڈمڈ نہیں ہو رہے ہیں اور وہ کسی ایک خیال پر مرکوز ہے تو وہ اس کے اندر جا کر یہ معلوم کر سکتی تھی کہ ایک کم سن بچہ کس طرح وردان جیسے پہاڑ کو ریزہ ریزہ کر رہا ہے؟

اعلیٰ بی بی وردان کے اندر بھی نہیں گئی۔ وہ نہیں جانتی تھی کہ اس کے دماغ کے دروازے بھی کھل چکے ہیں اور اس وقت تاشا وہاں موجود ہے۔ وہ تو یہی سمجھ رہی تھی کہ جب بھی وردان کے اندر جانے کی کوشش کی جاتی ہے تو وہ سانس روک کر خیال خوانی کی لہروں کو بھگا دیتا ہے۔ بعض اوقات ایسا ہوتا ہے، بہترین مواقع نصیب ہوتے ہیں لیکن انسان اپنی لاعلمی کے باعث ان مواقع سے فائدہ نہیں اٹھا پاتا۔

وردان کا دماغ پھوڑے کی طرح دُکھ رہا تھا۔ وہ سیٹ کے اور اسٹیئرنگ کے نیچے دبکا ہوا نیم بے ہوشی کی حالت میں بیٹھا ہوا تھا۔ تکلیف برداشت کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ سوچ رہا تھا۔ ''وہ دشمن عورت کون تھی؟ اس کا لہجہ اعلیٰ بی بی جیسا نہیں تھا۔ وہ کوئی دوسری تھی، دوبارہ آنے کا کہہ کر گئی ہے۔''

وہ پریشان ہو کر سوچنے لگا۔ ''دوبارہ آنے کا مطلب یہی ہے کہ وہ مجھ پر تنویمی عمل کرے گی۔ مجھے اپنا معمول اور تابعدار بنائے گی۔ نہیں۔ میں ایسا نہیں ہونے دوں گا۔ مجھے کسی بھی طرح اپنا بچاؤ کرنا چاہیے۔''

اگر باہر سے اس پر جسمانی حملہ ہوتا تو وہ اپنے آلۂ کاروں کو بلا کر، ان کی پناہ میں رہ کر کسی محفوظ پناہ گاہ میں پہنچ جاتا۔ لیکن تاشا دماغ کے اندر آ کر حملہ کرنے والی تھی، اسے غلام بنانے والی تھی۔

فی الوقت اس کے ہاتھ پاؤں میں اتنی جان نہیں تھی کہ وہ موبائل فون کو اپنی جیب سے نکال کر نمبر پنچ کرتا اور کسی کو مدد کے لیے پکارتا۔ ایسے وقت یہ اندیشہ بھی تھا کہ نومی کرسٹل کو کسی طرح اس کی کمزوری کا علم ہوگا تو وہ فوراً آ کر اس کے دماغ پر قبضہ جما لے گی۔ اسے ہمیشہ اپنے قدموں تلے رکھے گی۔ کبھی سر اٹھانے کا موقع نہیں دے گی۔

وہ گہری گہری سانسیں لے رہا تھا۔ اگر وہ چند سیکنڈ کے لیے بھی خیال خوانی کے قابل ہوتا تو فوراً اپنے گرودیو سوامی... پربھو دیال شنکر کو مدد کے لیے پکارتا۔ لیکن افسوس! بے بسی نے اسے چاروں طرف سے جکڑ لیا تھا۔ خود کو شہزور سمجھنے والا نہ ہی اپنی مدد آپ کر سکتا تھا اور نہ کسی کو مدد کے لیے پکار سکتا تھا۔

وہ بڑی دیر تک یونہی بیٹھا رہا پھر ہاتھ پاؤں میں توانائی محسوس کرنے لگا۔ آہستہ آہستہ اٹھتا ہوا اسٹیئرنگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ وہ کار اسی ویران سڑک پر کھڑی ہوئی تھی۔ اِکا دُکا گاڑیاں گزرتی تھیں لیکن کسی نے رک کر اس کی خیریت نہیں پوچھی۔ وہاں سے گزرتے وقت یہ پتا نہیں چل رہا تھا کہ اس کار میں کوئی پریشان حال بیٹھا ہوا ہے۔

ان لمحات میں اسے جتنی توانائی حاصل ہو رہی تھی۔ ان سب کو یکجا کر کے اس نے موبائل فون کو جیب سے نکالا، پھر گہری گہری سانسیں لیتے ہوئے ایک ایک نمبر پنچ کرنے لگا۔ تھرتھراتے ہوئے ہاتھوں سے اس موبائل فون کو کان سے لگا کر رابطے کا انتظار کرنے لگا۔

تھوڑی دیر بعد گرودیو کے خاص چیلے کی آواز سنائی دی۔ ''ہیلو۔ سوامی وردان جی!......''

''گرودیو جی کو جلدی سے بولو، میرے دماغ میں آ جائیں۔''

''وہ ابھی نہیں آ سکیں گے۔ دھیان گیان میں مصروف ہیں۔ آپ تو جانتے ہیں، ایسے وقت ان کی جان بھی نکلتی ہو تو دھیان گیان سے باہر نہیں نکلتے۔''

وہ کراہتے ہوئے بولا۔ ''آہ! میری جان نکل رہی ہے، کسی بھی طرح گرودیو کو میرے دماغ میں بھیج دو۔ تمہاری بڑی مہربانی ہوگی۔''

''آپ تو جانتے ہیں، دھیان گیان کے سمے ہم ان کے دروازے پر بھی نہیں جاتے۔ دو گھنٹے بعد ان کا دروازہ کھلے گا۔ آپ تھوڑا صبر کر لیں۔''

دوسری طرف سے رابطہ ختم ہو گیا۔ وہ ''ہیلو۔ ہیلو'' کہہ کر پکارتا رہ گیا۔ اس کے اندر اتنی سکت نہیں رہی تھی کہ وہ غصہ دکھاتا، جھنجلاتا اور فون بند کرنے والے کو گالیاں دیتا۔

اس نے ایک بار پھر ہمت کر کے اپنے ایک آلۂ کار سے رابطہ کیا۔ اس سے کہا۔ ''میں اس وقت ایک ویران سڑک کے کنارے اپنی کار میں ہوں۔ تم فوراً یہاں پہنچو۔''

آلۂ کار نے پوچھا۔ ''آپ کس سڑک پر ہیں؟ وہاں کا پورا ایڈریس بتائیں۔''

وہ ہانپتے ہوئے اس علاقے کی نشاندہی کرنے لگا۔ آلۂ کار نے کہا۔ ''میں اس وقت جُوہُو کے علاقے میں ہوں۔ اور آپ یہاں سے بہت دور ہیں۔ پھر بھی میں ایک گھنٹے کے اندر پہنچنے کی کوشش کروں گا۔''

''کسی بھی طرح جلدی آنے کی کوشش کرو۔ میں بہت مشکل میں ہوں۔''

پھر وہ دوسرے لمحے میں ہی اچانک تبدیل ہو گیا۔ غصے سے بولا۔ ''اگر میں مشکل میں ہوں تو تمہارے باپ کا کیا جاتا ہے؟ خبردار! میری مدد کے لیے نہ آنا۔ میں نے جو پتا بتایا تھا وہ غلط ہے۔'' یہ کہہ کر اس نے فون بند کر دیا۔ پھر حیرانی سے سوچنے لگا۔ ''یہ ابھی میں نے کیا کہہ دیا ہے؟ اب تو وہ میری مدد کے لیے نہیں آئے گا۔''

اس نے اپنے فون کو دیکھا۔ پھر یہ بات سمجھ میں آئی کہ ابھی وہ اپنی مرضی سے نہیں بول رہا تھا۔ وہ اجنبی ٹیلی پیتھی جاننے والی اس کے اندر آ گئی ہے۔

اس نے پریشان ہو کر کہا۔ ''کیا تم میرے اندر موجود ہو؟''

اسے جواب نہیں ملا۔ لیکن وہ اچانک ہی اپنے اندر توانائی محسوس کرنے لگا۔ اسٹیئرنگ سیٹ پر سیدھا ہو کر بیٹھ گیا۔ پھر کار اسٹارٹ کر کے اسے آگے بڑھانے لگا۔ ابھی تھوڑی دیر پہلے اس میں اتنی سکت نہیں تھی کہ فون پر کسی کو مخاطب کرتا۔ بڑی مشکل سے رابطہ کر رہا تھا۔ اب اتنی توانائی پیدا ہو گئی تھی کہ وہ کار چلانے لگا تھا۔

وہ پریشان ہو کر بڑبڑانے لگا۔ ''میں سمجھ رہا ہوں، اچھی طرح سمجھ رہا ہوں۔ تم میرے اندر ہو اور میرے اندر اتنی توانائی پیدا کر رہی ہو کہ میں یہاں سے اپنے ہوٹل کے کمرے تک جا سکوں۔''

تاشا خاموش تھی، وہ اس کے اندر صرف توانائی پیدا کر رہی تھی، ابھی کچھ بولنا نہیں چاہتی تھی۔ چپ چاپ اس کے چور خیالات پڑھ کر اس کی پوری ہسٹری معلوم کر رہی تھی۔ تاشا کا دل اور دماغ صرف عدنان کی طرف لگا رہتا تھا۔ وہ اسی کے حوالے سے بہت سی باتیں معلوم کر رہی تھی۔ وردان نے اپنے پُراَسرار علوم سے یہ معلوم کیا تھا کہ ایک چھوٹا سا بچہ اس کے لیے مصیبت بن جائے گا۔

جب اس نے اس بچے کے بارے میں معلوم کیا تو پتا چلا کہ وہ شیوانی کا بیٹا عدنان ہے۔ اسے یہ معلوم ہوا تھا کہ وہ بچہ ایک ننھے سے زہریلے کانٹے کی طرح اس کے پاؤں میں چبھتا رہے گا۔

وہ سمجھنا چاہتا تھا کہ ایک ننھا سا بچہ اس کے لیے وقتاً فوقتاً کس طرح مصیبت بن سکتا ہے؟ پہلے وہ عدنان کو اغوا کر کے اس کی اصلیت معلوم کرنا چاہتا تھا۔ جب اسے خطرہ محسوس ہوتا تو اسے ہلاک بھی کر سکتا تھا۔ اور اب وہ دیکھ رہا تھا کہ واقعی وہ ننھا سا بچہ غیر معمولی صلاحیتوں کا حامل ہے۔

پہلی بار اسے دہلی میں معلوم ہوا کہ بچے کی آنکھیں غیر معمولی ہیں۔ کسی کو بھی سحر زدہ کر دیتی ہیں اور ابھی وہ بچہ ایسا شہزور ثابت ہوا تھا کہ اپنی ماں شیوانی کو اس کے شکنجے سے نکال کر لے گیا تھا۔ اور اس جیسے یوگا کے ماہر کو اپنی آنکھوں سے سحر زدہ کر گیا تھا۔

ایک بات اس کے لیے حیران کن تھی کہ وہ پورس کا بیٹا اور فرہاد علی تیمور کا پوتا تھا۔ جب اس نے اپنی آنکھوں سے اسے سحر زدہ کیا اور وہ اتنی دیر سے دماغی کمزوری میں مبتلا ہے تو فرہاد یا اس کا کوئی بھی ٹیلی پیتھی جاننے والا اس کے اندر کیوں نہیں آ رہا ہے؟

اس نے صرف ایک ہی لڑکی کی آواز اپنے اندر سنی تھی۔ وہ کہہ کر گئی تھی کہ تھوڑی دیر بعد واپس آئے گی۔ اور شاید آ چکی تھی۔ اس کے اندر اتنی توانائی پیدا کر رہی تھی کہ وہ کار ڈرائیو کرتا ہوا ہوٹل کے احاطے میں پہنچ گیا تھا۔

وہ بری طرح کمزوری محسوس کر رہا تھا۔ پھر بھی کار ڈرائیو کرتا ہوا وہاں تک چلا آیا تھا۔ وہ گاڑی سے اتر کر آہستہ آہستہ چلتا ہوا ہوٹل کے اندر آیا پھر لفٹ میں پہنچ کر بولا۔ ''کیا تم میرے اندر موجود ہو؟ میں بے حد کمزوری کے باوجود چلتا ہوا یہاں تک آیا ہوں۔ اب اپنے کمرے کی طرف جا رہا ہوں۔ یقیناً تم میرے اندر رہ کر مجھے توانائی پہنچا رہی ہو۔''

وہ لفٹ سے نکل کر ایک کوریڈور سے گزرتا ہوا اپنے کمرے کے اندر آیا۔ اس کا دماغ بُری طرح دکھ رہا تھا، وہ کمرے میں پہنچتے ہی بستر پر چاروں شانے چت گر پڑا۔ بڑی نقاہت سے سوچ کے ذریعے بولا۔ ''میں سب سمجھ رہا ہوں۔ اب تم مجھ پر تنویمی عمل کرو گی، مجھے اپنا معمول اور تابعدار بناؤ گی۔''

''ہاں۔ تم اس ہستی کو نقصان پہنچانا چاہتے ہو جو میری زندگی میں سب سے اہم ہے۔ میں اس کے بغیر نہ جی سکتی ہوں، نہ مر سکتی ہوں۔''

وہ بولا۔ ''میں تمہیں نہیں جانتا پھر میں تمہیں یا تم سے تعلق رکھنے والی کسی ہستی کو کیوں نقصان پہنچاؤں گا؟ آخر تم ہو کون......؟''

''میں فرہاد علی تیمور کے پوتے عدنان علی تیمور کی ہونے والی شریکِ حیات ہوں۔''

وہ حیرانی سے بولا۔ ''تم۔ تم اس کی شریکِ حیات کیسے ہو سکتی ہو؟ اپنی آواز سے اور اپنی باتوں سے ایک بالغ نوجوان لڑکی لگتی ہو۔ اور عدنان ابھی صرف پانچ برس کا ہے۔ کیا یہ بات مذاق میں کہہ رہی ہو؟''

''یہ مذاق نہیں، حقیقت ہے۔ میں پندرہ برس کی ہوں اور وہ پانچ برس کا ہے۔ جب وہ بیس برس کا جوان ہوگا تو میں اس سے شادی کروں گی۔''

''اوہ گاڈ! میں یہاں مصیبت میں مبتلا ہوں۔ میرا سر پھوڑے کی طرح دکھ رہا ہے۔ کمزوری کے باعث میری حالت خراب ہے اور ایسے میں تم بے تکی باتیں کر رہی ہو۔''

''یہ تمہارے لیے بے تکی باتیں ہیں۔ وہ میرا آج کا محبوب اور کل کا شوہر ہے۔ میں اس کی سلامتی کے لیے تمہاری جان بھی لے سکتی ہوں۔ کیونکہ تم اس کے بدترین دشمن ہو۔''

وہ جلدی سے بولا۔ ''نہیں نہیں۔ میں اس کا دشمن نہیں ہوں۔ میں اسے کبھی نقصان نہیں پہنچاؤں گا۔''

''اگرچہ میں پندرہ برس کی ہوں لیکن نادان نہیں ہوں۔ تمہارے چور خیالات پڑھ کر اچھی طرح سمجھ گئی ہوں کہ عدنان کے ستارے تم سے نہیں ملتے۔ تم دونوں آگ اور پانی ہو۔ آگ لگنے سے پہلے ہی اسے بجھا دینا چاہو گے۔ اور میں ایسا ہونے نہیں دوں گی۔''

''میں تمہارے خدا کا واسطہ دیتا ہوں، میری جان کی دشمن نہ بنو۔ جلد بازی میں ایسا کوئی قدم نہ اٹھاؤ، جس پر بعد میں پچھتانا پڑے۔ مجھے ایک بار موقع دو، میں ثابت کرنا چاہتا ہوں کہ عدنان سے کبھی دشمنی نہیں کروں گا۔ تمہاری طرح اس کا محافظ بن کر رہوں گا۔''

''ٹھیک ہے، تمہیں یہ ثابت کرنے کا موقع ملے گا۔ میں نے اپنی اس چھوٹی سی عمر میں کبھی کسی کی جان نہیں لی۔ اس لیے تمہاری زندگی بھی تم سے چھیننا نہیں چاہوں گی۔ تمہیں اپنے عدنان کا معمول اور تابعدار بنا کر رکھوں گی۔''

وہ ایک دم سے پریشان ہو کر بولا۔ ''پلیز! ایسا نہ کرو، مجھے اپنا یا عدنان کا غلام نہ بناؤ۔ دوست بنا لو، دوست بنا کر مجھے آزماؤ۔ میں آخری سانس تک دوستی نبھاتا رہوں گا۔''

''ٹھیک ہے، میں ایسا ہی تنویمی عمل کروں گی جس کے نتیجے میں تم غلام بن کر نہیں، دوست بن کر رہا کرو گے۔''

وہ مجبور ہو کر بولا۔ ''عمل کرنے سے پہلے میرے ایک سوال کا جواب دو۔ فرہاد اور اس کے ٹیلی پیتھی جاننے والے سب ہی مجھے عدنان کا دشمن سمجھتے ہیں۔ اب میں تمہارے زیر اثر آ گیا ہوں تو ان میں سے کوئی میرے دماغ میں کیوں نہیں آ رہا ہے؟ فرہاد کو تو سب سے پہلے یہاں آ کر مجھے اپنا غلام بنانا چاہیے تھا۔''

وہ بولی۔ ''عدنان کے گرینڈ پا اور ان کے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو یہ نہیں معلوم ہے کہ تم میرے زیر اثر آ چکے ہو۔''

''تم ان سے اتنی بڑی بات کیوں چھپا رہی ہو؟''

''میں اپنے اور عدنان کے معاملات سب ہی سے چھپا رہی ہوں۔ بس اب زیادہ باتیں نہ کرو۔ خاموشی سے آنکھیں بند کرو اور جسم کو ڈھیلا چھوڑ دو۔''

اس نے حکم کی تعمیل کی، وہ اس پر تنویمی عمل کرنے لگی۔ ابھی پندرہ برس کی تھی، ٹیلی پیتھی کی دنیا میں کوئی تجربہ نہیں رکھتی تھی۔ لیکن غیر معمولی ذہانت کی حامل تھی۔ اپنے اور عدنان کے حالات کے مطابق جس حد تک ذہانت سے کام لے سکتی تھی، لے رہی تھی۔

اس کی ماں ارنا کوف اور بھائی آوازون نے کالے جادو کے ذریعے نہ جانے کتنوں کی جانیں لی تھیں؟ تاشا نے بھی وہ کالا عمل سیکھا تھا لیکن کبھی کسی کو نقصان نہیں پہنچایا تھا۔ پھر بابا صاحب کے ادارے میں پہنچتے ہی اس کے ذہن سے وہ سارا کالا عمل مٹ گیا تھا۔

مختصر یہ کہ اس کے سینے میں بہت ہی محبت کرنے والا دل تھا۔ وہ دوست یا دشمن کسی کو نقصان نہیں پہنچانا چاہتی تھی۔ اسی لیے تنویمی عمل کے ذریعے وردان کو نقصان نہیں پہنچا رہی تھی، اسے اپنا غلام بنانے کے بجائے دوست بنا رہی تھی۔

اس نے اسے معمول بنا کر حکم دیا کہ وہ ہمیشہ دوست بن کر رہے گا۔ اگر دشمنی کرے گا تو اپنی ذہانت اور چالاکی بھول جائے گا۔ ایسی حماقتیں کرے گا، جس سے خود اس کی ذات کو نقصان پہنچے گا۔

پھر اس نے دوسری بات اس کے دماغ میں نقش کی کہ فرہاد علی تیمور سے دشمنی کرنے کا مطلب یہ ہوگا کہ وہ اس کے پوتے عدنان سے دشمنی کر رہا ہے۔ اور عدنان سے دوستی کرنے کا مطلب یہ ہوگا کہ وہ اس کے دادا سے دوستی کر رہا ہے۔ لہٰذا عدنان کے خاندان کے کسی فرد سے، کسی بھی ٹیلی پیتھی جاننے والے سے وہ دشمنی نہیں کرے گا۔

اس نے وعدہ کیا کہ ہمارے خاندان کے کسی فرد سے دشمنی نہیں کرے گا۔

تاشا نے کہا۔ ''تم تنویمی نیند سے بیدار ہونے کے بعد نبیلہ کو عزت آبرو سے اس کی دوسری بہن کے پاس پہنچاؤ گے!''

وہ بولا۔ ''میں تنویمی نیند سے بیدار ہونے کے بعد تمہارے تمام احکامات کی تعمیل کروں گا۔''

تاشا نے اسے دو گھنٹے تک تنویمی نیند سونے کا حکم دیا۔ پھر وہاں سے ارچنا کے پاس آ گئی۔ وہ ایک اسپتال میں شیوانی کے ساتھ تھی۔ ہوش میں آ چکی تھی اور پوچھ رہی تھی۔ ''میں کہاں ہوں؟ کیا وردان نے مجھے پھر سے اپنی معمولہ اور تابعدار بنالیا ہے؟''

عدنان کمرے کے باہر کھڑکی کے پاس کھڑا اپنی ماں کو

بڑی محبت سے دیکھ رہا تھا۔ ارچنا نے شیوانی کے ہاتھ کو اپنے ہاتھوں میں لے کر کہا۔ ''آپ کسی طرح کی فکر نہ کریں۔ وردان نے آپ کو کوئی نقصان نہیں پہنچایا ہے۔ آپ پوری طرح خیریت سے ہیں۔ میں آپ کے ہوش میں آنے کا انتظار کر رہی تھی۔ اب آپ کے پتی دیو سے فون پر رابطہ کرتی ہوں۔ انہیں یہاں بلاتی ہوں۔''

شیوانی نے پوچھا۔ ''تم کون ہو اور اتنی محبت سے کیوں پیش آ رہی ہو؟''

''میں آپ کے بیٹے عدنان کی محافظ ہوں۔''

شیوانی فوراً ہی اٹھ کر بیٹھ گئی، تڑپ کر پوچھنے لگی۔ ''میرا بیٹا کہاں ہے؟ تم اس کی محافظ ہو تو وہ ضرور تمہارے ساتھ ہوگا۔''

ارچنا نے چور نظروں سے کھڑکی کی طرف دیکھا۔ پھر کہا۔ ''وہ میرے ساتھ نہیں ہے۔ اس نے کہا تھا کہ میں آپ کو یہاں اسپتال پہنچا دوں۔ وہ جو کہتا ہے، میں وہی کرتی رہتی ہوں۔''

شیوانی نے اس کی چور نظروں کو دیکھ لیا تھا۔ وہ فوراً ہی بیڈ سے اتر کر دروازے کی طرف جانے لگی۔ ارچنا نے پریشان ہو کر پوچھا۔ ''آپ کہاں جا رہی ہیں؟ آرام سے لیٹ جائیں۔''

وہ دروازہ کھول کر باہر آئی، کھڑکی کی طرف دیکھا تو وہاں کوئی دکھائی نہیں دیا۔ اس نے تڑپ کر آواز دی۔ ''عدنان! میرے بچے! تم کہاں ہو؟''

وہ کوریڈور میں ایک سرے سے دوسرے سرے تک گئی پھر اسپتال کے دوسرے حصوں میں اسے تلاش کرنے لگی۔ ارچنا پیچھے پیچھے تھی اور کہہ رہی تھی۔ ''آپ خواہ مخواہ اسے پکار رہی ہیں۔ وہ یہاں نہیں ہے۔''

شیوانی کمزوری محسوس کرتے ہوئے ایک بینچ پر بیٹھ گئی۔ ہانپتے ہوئے بولی۔ ''یہاں نہیں ہے تو پھر کہاں ہے؟ تم اچھی طرح جانتی ہو، مگر مجھ سے چھپا رہی ہو۔ میں تمہیں بھگوان کا واسطہ دیتی ہوں۔ مجھے میرے بیٹے کے پاس لے چلو۔''

''میں سچ کہتی ہوں، مجھے نہیں معلوم کہ اس وقت وہ کہاں ہے؟ آپ کمرے میں چل کر آرام کریں۔ میں اسے باہر جا کر تلاش کروں گی۔''

وہ دونوں ہاتھوں سے سر تھام کر بولی۔ ''میں بہت کمزوری محسوس کر رہی ہوں۔ اس ظالم دشمن نے میرے دماغ کو پھوڑا بنا دیا ہے۔ میں زیادہ چل پھر نہیں سکتی۔ اسے کہاں تلاش کروں؟ کیسے تلاش کروں؟''

ارچنا نے کہا۔ ''میں کہہ تو رہی ہوں، آپ آرام کریں میں باہر جا کر دیکھتی ہوں۔''

''اپنا موبائل فون مجھے دو۔ میں ابھی اس کے باپ کو یہاں بلاتی ہوں۔''

وہ اپنا موبائل فون شیوانی کو دے کر وہاں سے چلی گئی۔ وہ پورس کے نمبر پنچ کرنے لگی۔ رابطہ ہونے پر بولی۔ ''پورس! میں یہاں ہوں۔ جلدی آؤ......''

''تم کہاں ہو؟ خیریت سے تو ہو نا؟''

''ہاں۔ خیریت سے ہوں۔ جو عورت مجھے وردان سے بچا کر یہاں لائی ہے۔ وہ خود کو ہمارے بیٹے کی محافظ کہہ رہی ہے۔ میں یقین سے کہتی ہوں، ہمارا عدنان بھی یہیں کہیں چھپا ہوا ہے۔ میرے سامنے نہیں آ رہا ہے۔ تم جلدی چلے آؤ۔''

''تم بتاؤ تو سہی، کہاں ہو؟''

اس نے نظریں اٹھا کر ادھر ادھر دیکھا۔ پھر ایک شخص سے پوچھا۔ ''بھائی! اس اسپتال کا نام کیا ہے؟''

اس نے نام بتایا۔ وہ فون پر بولی۔ ''میں اس وقت سبھاش چندر بوس اسپتال میں ہوں۔ تمہارا انتظار کر رہی ہوں۔ فوراً چلے آؤ۔''

''ابھی آ رہا ہوں۔ کیا ہمارے بیٹے کی حفاظت کرنے والی وہ عورت تمہارے ساتھ ہے؟''

''ہاں۔ میرے ساتھ ہے۔ ابھی عدنان کو تلاش کرنے کے لیے باہر گئی ہے۔ آتی ہی ہوگی۔''

''اسے کہیں جانے نہ دو۔ وہ ہمارے ساتھ رہے گی تو اس کے ذریعے ہم اپنے بیٹے تک پہنچ سکیں گے۔ میں بس ابھی آ رہا ہوں۔''

رابطہ ختم ہو گیا۔ پورس نے فون کے ذریعے اعلیٰ بی بی کو بتایا۔ ''شیوانی مل گئی ہے۔ اس وقت ایک اسپتال میں ہے۔ تم اس کے دماغ میں جا سکتی ہو۔ پاپا کو بھی اطلاع دے دو۔''

اعلیٰ بی بی نے مجھے خبر کی۔ ہم دونوں شیوانی کے دماغ میں پہنچ گئے۔ اس کے خیالات پڑھ کر معلوم کرنے لگے کہ اب تک اس پر کیا گزرتی رہی ہے؟ اس کے خیالات مکمل حالات نہیں بتا سکتے تھے۔ کیونکہ وہ بے ہوش ہو گئی تھی۔

بس اتنا پتا چلا کہ وردان اسے ٹریپ کر کے لے جا رہا تھا اور جب وہ قابو میں نہیں آ رہی تھی تو اس نے بڑی سنگدلی سے اس کے اندر ایسا زلزلہ پیدا کیا کہ وہ بے ہوش ہو گئی تھی۔

پھر اسے وقت کا پتا نہ چلا کہ کب تک بے ہوش رہی؟ ہوش میں آئی تو خود کو ایک اسپتال کے کمرے میں پایا۔ اس کے پاس ارچنا بیٹھی ہوئی تھی۔ اس نے شیوانی کو بتایا کہ وہ عدنان کے حکم سے اسے اسپتال لائی ہے۔ اور اب اس کے شوہر کو اطلاع

دینے والی ہے۔ اطلاع تو شیوانی نے دی تھی۔ اور ارچنا یہ کہہ کر چلی گئی تھی کہ اسپتال کے باہر عدنان کو تلاش کرے گی۔ اسے ماں کے پاس لائے گی۔

پورس اسپتال پہنچ گیا تھا۔ ایک گھنٹا گزر چکا تھا۔ لیکن ارچنا واپس نہیں آئی تھی۔ عدنان کے ساتھ کہیں گم ہو گئی تھی۔ بیٹا ماں کے ساتھ آنکھ مچولی کھیل رہا تھا۔ لیکن ہم سب کی آنکھوں پر بھی پٹیاں باندھ چکا تھا۔ ہم اندھوں کی طرح اسے ڈھونڈتے پھر رہے تھے۔

ہمارے ذہن میں یہ سوالات ابھر رہے تھے کہ شیوانی نے وردان سے کس طرح نجات حاصل کی؟ کیا ہمارے پوتے عدنان اور اس کی باڈی گارڈ ارچنا نے شیوانی کو نجات دلائی ہے؟ مگر کیسے؟ ان دونوں نے اس شہزور کا مقابلہ کیسے کیا؟ کیسے اسے زیر کیا اور شیوانی کو اسپتال لے آئے؟

ایسے کسی سوال کا جواب ہمارے پاس نہیں تھا۔ ایک بات عقل میں آ رہی تھی کہ وردان کو کسی نہ کسی طرح زیر کیا گیا ہے تب ہی شیوانی کو اس سے نجات ملی ہے۔ اور اگر اسے زیر کیا گیا ہے تو یقیناً وہ جسمانی اور دماغی طور پر کمزور ہوگا۔

میں نے خیال خوانی کی پرواز کی۔ اس کے دماغ میں پہنچنا چاہا تو اس نے سانس روک لی۔ آئندہ صرف تاشا ہی اپنے مخصوص لب و لہجے اور آواز کے ذریعے اس کے دماغ میں جا سکتی تھی۔ میں نہیں جانتا تھا کہ درپردہ کیا ہو چکا ہے؟ یہ سوچ کر حیران ہو رہا تھا کہ وردان ابھی شہزور ہے، جسمانی اور دماغی کمزوری میں مبتلا نہیں ہے۔ پرائی سوچ کی لہروں کو اپنے اندر آنے سے روک رہا ہے۔ پھر اس پر کیسے قابو پایا گیا؟ کس طرح شیوانی کو نجات دلائی گئی؟

میں نے فون کے ذریعے وردان سے رابطہ کیا۔ اس نے موبائل پر میرا نمبر پڑھ لیا تھا۔ جب وہ بولا تو اس کے لہجے میں عاجزی اور انکساری تھی۔ ''مسٹر فرہاد! میں ابھی آپ سے رابطہ کرنے والا تھا۔ آپ کو یہ خوش خبری سنانا چاہتا ہوں کہ میں نے ان جڑواں بہنوں میں سے ایک کو اغوا کیا تھا۔ لیکن اب وہ میری قیدی نہیں ہے۔ میں نے اسے رہا کر دیا ہے۔ میرے آدمی اسے اس کے گھر واپس پہنچانے گئے ہیں۔''

میں نے کہا۔ ''تعجب ہے، جب اسے واپس ہی بھیجنا تھا تو پھر اغوا کیوں کیا تھا؟ اور اب تک ان بہنوں سے دشمنی کیوں کرتے رہے تھے؟''

''میں کیا بتاؤں؟ ایک تنکا زمین سے اڑ کر پہاڑ کی چوٹی پر آ گیا ہے۔ میں پہاڑ ہوں، اس تنکے کے بوجھ سے دبا جا رہا ہوں۔ آپ کے ننھے پوتے نے میرا دل، میرا دماغ، میرا مزاج سب کچھ بدل دیا ہے۔''

میں نے شدید حیرانی سے اور بے یقینی سے پوچھا۔ ''یہ کیا کہہ رہے ہو؟''

''وہی کہہ رہا ہوں جو میرے ساتھ ہو رہا ہے۔ میں کبھی دشمنوں کو معاف نہیں کرتا۔ اپنے شکار کو ہاتھ سے جانے نہیں دیتا لیکن شکار کی ہوئی نبیلہ کو جانے دیا ہے۔ جو مجھے نہیں کرنا چاہیے وہ میں اپنے مزاج کے خلاف کر رہا ہوں۔ کیونکہ میرا مزاج بدل چکا ہے۔''

میں نے اعلیٰ بی بی، کبریا اور الپا سب ہی کو اپنے دماغ میں بلا لیا تھا اور وہ ہماری باتیں سن کر حیران ہو رہے تھے۔ میں نے اس سے سوال کیا۔ ''تم میرے پوتے کے زیر اثر کیسے آ گئے؟''

''اس کے ساتھ رہنے والی ایک لڑکی نے مجھے تابعدار بنایا ہے۔ لیکن غلام نہیں بنایا، دوست بنایا ہے۔''

اس کی باتیں سن کر ہم سب کا ذہن ارچنا کی طرف گیا کیونکہ وہی اس کی باڈی گارڈ تھی اور اسی کے ساتھ رہا کرتی تھی۔ اعلیٰ بی بی نے کہا۔ ''لیکن پاپا! اگر اس کے ساتھ رہنے والی ٹیلی پیتھی جانتی تو خیال خوانی کے ذریعے پورس کو اطلاع دیتی کہ شیوانی اسپتال میں ہے۔ وہ اپنا فون شیوانی کو دے کر چلی گئی۔ خیال خوانی کے ذریعے کسی سے رابطہ نہیں کیا۔ کسی کو شیوانی کے بارے میں کچھ نہیں بتایا۔''

میں نے وردان سے کہا۔ ''ابھی تھوڑی دیر بعد تم سے رابطہ کروں گا۔''

میں نے فون بند کر کے اپنی بیٹی سے کہا۔ ''عالی! شیوانی اور پورس سے کہو، وہ فون کے ذریعے عدنان کی باڈی گارڈ سے رابطہ کریں۔ کیا اس عورت نے اپنا کوئی نام نہیں بتایا ہے؟''

''اس کا نام ارچنا ہے۔ عدنان اسے سسٹر کہتا ہے۔ لیکن ابھی فون کے ذریعے اس سے رابطہ نہیں ہو سکے گا۔ کیونکہ وہ اپنا فون شیوانی کو دے گئی تھی۔''

میں نے کہا۔ ''کیا مصیبت ہے؟ عدنان کی خیریت معلوم کرنے کا وہ فون ہی واحد ذریعہ تھا۔ ہم اس عورت سے بات کر سکتے تھے۔ لیکن وہ اپنا فون بھی شیوانی کو دے کر چلی گئی ہے۔''

کبریا نے کہا۔ ''پاپا! عالی کی یہ بات درست ہے کہ ارچنا ٹیلی پیتھی نہیں جانتی ہے۔ اور اگر جانتی ہے تو یہ عورت کون ہے؟ اچانک ہی کہاں سے ٹیلی پیتھی سیکھ کر آ گئی ہے؟''

میں نے کہا۔ ''وہ ٹیلی پیتھی جاننے والی تو می کرسٹل بھی اچانک کہیں سے آ گئی تھی۔ اب تک مجھ سے دوستی کا دعویٰ کر رہی ہے۔ اور دشمنی کرتی جا رہی ہے۔ اسی طرح یہ نئی ٹیلی پیتھی جاننے والی میرے پوتے سے دوستی کر رہی ہے، پتا نہیں اس دوستی کے پیچھے اس کا کیا مقصد ہے؟ اور کب اپنی دشمنی کا مظاہرہ کرنے والی ہے؟''

کبریا نے کہا۔ ''آثار بتا رہے ہیں، آئندہ وہ دشمنی کرے گی۔ اگر دوست ہوتی تو عدنان کو ہم سے یوں دور نہ رکھتی اور خود بھی پُر اسرار بن کر نہ رہتی۔ وہ اپنے بارے میں ہمیں کچھ نہیں بتا رہی ہے۔''

میں نے بیٹی اور بیٹے سے کہا۔ ''آؤ، ہم پورس اور شیوانی کے پاس چلتے ہیں۔''

ہم نے پورس کے پاس آ کر پوچھا۔ ''کیا اس ارچنا نامی عورت نے رابطہ کیا ہے؟''

''نو پاپا! عدنان حد سے گزر چکا ہے، میرے لیے ناقابلِ برداشت ہو گیا ہے۔ میں تو اسے اس کے حال پر چھوڑ دینا چاہتا ہوں۔ لیکن شیوانی کا رو رو کر بُرا حال ہے۔''

میں نے کہا۔ ''شیوانی کو ارچنا سے فون نہیں لینا چاہیے تھا۔ یہ فون اس کے پاس رہتا تو ہم اس سے رابطہ کر سکتے تھے۔''

پورس نے کہا۔ ''شیوانی کیا جانتی تھی کہ وہ اپنا فون دینے کے بعد جائے گی تو واپس نہیں آئے گی۔''

میں نے پریشان ہو کر کہا۔ ''ہمیں معلوم کرنا ہی ہوگا کہ ٹیلی پیتھی جاننے والی کون ہے؟''

میں نے پھر وردان سے فون کے ذریعے رابطہ کیا۔ اس سے پوچھا۔ ''جس ٹیلی پیتھی جاننے والی نے تم پر تنویمی عمل کیا ہے اس سے تم نے اچھی خاصی باتیں کی ہوں گی۔''

وہ بولا۔ ''اس سے کچھ زیادہ باتیں تو نہیں ہوئیں۔ ویسے آپ پوچھنا کیا چاہتے ہیں؟''

''تم نے اس سے یہ نہیں پوچھا جب وہ ہمارے پوتے کی اس قدر حفاظت کر رہی ہے تو پھر ہم سے رابطہ کیوں نہیں کر رہی ہے؟ ہمارے پوتے کو ہم سے دور کیوں رکھتی ہے؟ کیوں ہم سے ایسی دشمنی کر رہی ہے؟''

وردان نے کہا۔ ''وہ عدنان کو آپ لوگوں سے دور کیوں رکھتی ہے، یہ میں نہیں جانتا۔ لیکن اتنا جانتا ہوں کہ وہ آپ کی دشمن نہیں ہے۔ اس نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں آپ سے اور آپ کے خاندان والوں سے دشمنی نہ کروں اور نبیلہ کو اپنی قید سے رہا کر دوں۔''

میں نے کہا۔ ''تعجب ہے۔ جب وہ تمہارے جیسے دشمن کو ہم سے دوستی کرنے پر مجبور کر رہی ہے تو پھر خود دوست بن کر ہم سے رابطہ کیوں نہیں کر رہی ہے؟ پلیز اس کے بارے میں کچھ بولو۔ کچھ ایسی باتیں بتاؤ جن سے اس کی نشاندہی ہو سکے۔''

وردان سوچنے لگا پھر بولا۔ ''ہاں۔ یاد آ رہا ہے۔ مجھے اس کی زبان سے یہ سن کر حیرانی ہوئی تھی کہ وہ آپ کے پوتے کی ہونے والی پتنی ہے۔ اور وہ عدنان کو اپنا محبوب سمجھتی ہے اور اسے اپنا ہونے والا پتی کہتی ہے۔''

اعلیٰ بی بی اور کبریا میرے دماغ میں تھے۔ فون پر ہونے والی گفتگو سن رہے تھے۔ اعلیٰ بی بی نے چیخ کر کہا۔ ''پاپا! یہ تو تاشا ہو سکتی ہے۔''

وردان نے کہا۔ ''میں حیران ہوں، آپ کا پوتا پانچ برس کا ہے اور وہ ٹیلی پیتھی جاننے والی خود کو پندرہ برس کا کہتی ہے۔ کیا واقعی آپ بھی اس لڑکی کی طرح اپنے پوتے کے جوان ہونے کا انتظار کر رہے ہیں؟''

میں نے کچھ کہے سنے بغیر فون کا رابطہ ختم کر دیا۔ فوراً ہی خیال خوانی کی چھلانگ لگا کر تاشا کے پاس پہنچا تو اس نے سانس روک لی۔ وہ بابا صاحب کے ادارے کے ایک ہوسٹل میں تھی۔ میں نے دوسری بار اس کے اندر پہنچتے ہی کہا۔ ''میں ہوں فرہاد۔ سانس نہ روکو۔''

اس نے مجھے سلام کیا۔ میں نے کہا۔ ''یہ تم کیا حرکتیں کر رہی ہو؟''

وہ جھجکتے ہوئے بولی۔ ''جی۔ وہ۔ میں۔ میں کیا کر رہی ہوں؟''

''انجان نہ بنو۔ بالشت بھر کی ہو اور ہمیں دھوکا دیتی آ رہی ہو۔ کیا ہمیں یہ نہیں بتا سکتی تھیں کہ خیال خوانی کے ذریعے عدنان کے پاس جاتی رہتی ہو؟ اس کی حفاظت کرتی رہتی ہو؟''

''وہ پاپا! مجھے عدنان سے ڈر لگتا ہے، اس کے مزاج کے خلاف کوئی بات کرتی ہوں تو وہ ناراض ہو جاتا ہے۔ آپ سب سے دور رہنے والا مجھے اپنے دماغ میں اس لیے آنے دیتا ہے کہ میں اس کی ہر جائز اور ناجائز بات مانتی رہتی ہوں۔''

''ٹھیک ہے۔ تم اس کی ہر بات مانتی رہتیں لیکن چپکے سے ہمیں بتا سکتی تھیں کہ تم اسے کہاں لیے لیے پھر رہی ہو؟''

''سوری پاپا! جب میں عدنان سے سچ بولتی ہوں اور کوئی وعدہ کرتی ہوں تو اسے ہر حال میں پورا کرتی ہوں۔ پھر میں نے سوچا، اگر آپ لوگوں کو یہ معلوم ہوگا کہ عدنان اپنی ممی کی لمبی عمر کی خاطر ان سے دور بھاگ رہا ہے تو آپ سب ماں بیٹے کو ایک دوسرے سے ملانا چاہیں گے، اس کی ممی کی آتما کو بھٹکنے سے نجات دلانا چاہیں گے اور اس طرح جناب تبریزی کی پیش گوئی کو درست ہونے دیں گے۔''

''اور تم نہیں چاہتیں کہ ان کی پیش گوئی درست ہو اور اس کی ممی کی روح کو نجات ملے؟''

''میں وہی چاہوں گی جو میرا عدنان چاہے گا۔ میں اس

کی ہر جائز اور ناجائز خواہش کے سامنے سر جھکاتی رہوں گی۔ پلیز، یہ نہ سمجھیں کہ میں آپ کے پوتے کو آپ کے خلاف بہکا رہی ہوں اور اسے بھٹکا رہی ہوں۔ آپ اس کے دادا ہیں، اس کے دل میں بیٹھ کر دیکھیں۔ وہ اپنی ماں کی زندگی کے لیے کیا چاہتا ہے؟ ایک ننھا سا بچہ اتنی بڑی قربانی دے رہا ہے کہ ماں کے کلیجے سے جا کر لگتا نہیں ہے۔ دور ہی دور سے اسے دیکھ کر تسلی کرتا رہتا ہے۔ اور اس کی لمبی عمر کی دعائیں مانگتا رہتا ہے۔"

وہ بڑے جذبے سے بول رہی تھی، ہم سن رہے تھے اور متاثر ہو رہے تھے۔ متاثر ہونے کی بات ہی تھی کہ ایک کم سن بچہ اپنی ماں کی طویل عمری کے لیے کیسی قربانی دے رہا ہے۔ اس نے ہم سب کو اس لیے بھلا دیا اور دور ہو گیا کہ ہم اسے ماں کے پاس جبراً لے جائیں گے، اس سے ملائیں گے تو ماں کی عمر کم ہو جائے گی۔

اور وہ ایسا نہیں چاہتا تھا۔ اس لیے اس نے تاشا کو بھی تاکید کی تھی اور تاشا اسے ناراض نہیں کرنا چاہتی تھی۔ وہ جو کہہ رہا تھا وہی کرتی جا رہی تھی۔

اعلیٰ بی بی نے کہا۔ "بے شک، تم عدنان کے جذبات کو خوب سمجھ رہی ہو اور اسے ناراض نہیں کرنا چاہتی ہو۔ لیکن ہمیں یہ بالکل اچھا نہیں لگا کہ تم اب تک ہمیں بے وقوف بناتی رہی ہو۔ خواہ مخواہ دن رات ہمیں دوڑاتی رہی ہو۔"

وہ عاجزی سے بولی۔ "آپ ناراض نہ ہوں۔ ٹھنڈے دل سے سوچیں گی تو معلوم ہو گا کہ میں نے آپ لوگوں کو پریشان نہیں کیا ہے۔ عدنان جو چاہتا رہا، میں وہی کرتی رہی ہوں۔ اور آیندہ بھی وہی کروں گی۔ وہ میرا ہونے والا مجازی خدا ہے۔ وہی میرا اوّل ہے اور وہی میرا آخر ہے۔"

میں نے کہا۔ "عالی! ہمیں تاشا سے ناراض نہیں ہونا چاہیے۔ اگر یہ عدنان کی بات نہ مانتی، اسے خوش رکھنے کے لیے اس کے ہر حکم کی تعمیل نہ کرتی تو عدنان اس سے بھی ناراض ہو جاتا۔ جس طرح ہمیں دھوکا دیتا رہتا ہے، ہم سے دور بھاگتا رہتا ہے، اسی طرح تاشا سے بھی دور بھاگتا رہتا۔ اس نے بہت سمجھداری سے کام لیا ہے۔"

تاشا نے خوش ہو کر کہا۔ "شکریہ پاپا! میں اکثر سوچتی تھی کہ جب بھید کھلے گا تو سب ہی مجھ سے ناراض ہوں گے۔ لیکن آپ ضرور مجھ سے انصاف کریں گے۔ آئی لو یو گرینڈ پا۔"

"می ٹو، لو یو ٹو! میں تم سے بہت خوش ہوں۔ اب یہ بتاؤ میرا پوتا کہاں ہے؟"

"آپ کا حکم سر آنکھوں پر۔ لیکن ذرا یہ تو سوچیں، میں نے آپ کو پتا بتایا اور آپ اس کے پاس پہنچ گئے تو وہ مجھ سے ناراض ہو جائے گا۔ اس کے دل میں یہ اندیشہ پیدا ہو گا کہ اب اسے اس کی ممی سے ملایا جائے گا اور اس کی ممی کی عمر کم ہو جائے گی۔"

"ایسی کوئی بات نہیں ہو گی۔ میں اسے یقین دلاؤں گا کہ اسے اس کی ممی سے نہیں ملایا جائے گا۔ وہ جو چاہتا ہے وہی ہو گا اور اپنی ماں کو دور ہی دور سے دیکھتا رہے گا۔"

وہ بولی۔ "اگر آپ برا نہ مانیں تو ایک بات کہوں؟"

"کہو، کیا بات ہے؟"

"میں اپنے مجازی خدا کی اجازت کے بغیر کوئی کام نہیں کرنا چاہتی۔ میں ابھی جا رہی ہوں، اسے آپ کی باتیں سمجھاؤں گی۔ آپ کی ہدایات پر عمل کرنے کے لیے کہوں گی۔ اگر وہ راضی ہو جائے گا تو میں آپ سب کو اس کے پاس پہنچا دوں گی۔"

اعلیٰ بی بی نے ناگواری سے کہا۔ "تم کچھ ضرورت سے زیادہ ہی شوہر پرست بنتی جا رہی ہو۔"

میں نے سخت لہجے میں کہا۔ "عالی! فضول باتیں نہ کرو۔ تاشا کے جذبے کو سمجھو، وہ ہمارے عدنان کے لیے کتنے اچھے خیالات اور جذبات رکھتی ہے؟"

کبریا نے کہا۔ "تاشا درست کہہ رہی ہے۔ اگر یہ عدنان کی مرضی کے خلاف ہماری بات مانے گی تو وہ اس سے بھی ناراض ہو جائے گا۔ اس سے بھی دور ہو جائے گا تو ہم اسے ڈھونڈ نہیں پائیں گے۔ فی الحال ہمارے لیے یہ بہت بڑی بات ہے کہ تاشا اس کی محافظ بنی ہوئی ہے اور آیندہ بھی اس کی نگرانی کرتی رہے گی۔"

میں نے کہا۔ "ٹھیک ہے تاشا! تم جاؤ اور عدنان کو یقین دلاؤ کہ ہم اسے ماں سے ملنے پر مجبور نہیں کریں گے۔ وہ دور ہی دور سے اپنی ماں کو دیکھتا رہے گا۔"

"اچھی بات ہے پاپا! میں ابھی اسے سمجھاتی ہوں۔"

وہ چلی گئی، میں نے اعلیٰ بی بی سے کہا۔ "دیکھو! اس طرح محبت سے اور حکمتِ عملی سے کام بنتا ہے۔ تم خواہ مخواہ اس پر تنقید کر رہی تھیں۔"

وہ بولی۔ "مجھے یقین نہیں ہے کہ وہ عدنان کو ہمارے حق میں سمجھائے گی۔ آپ دیکھیں گے کہ وہ ابھی آ کر ہمیں الٹی سیدھی باتیں سمجھائے گی۔"

"وہ جتنی بھی چالاکی دکھائے گی پھر بھی بچی ہی رہے گی۔ تم دیکھتی رہو کہ میں کس طرح اپنے پوتے کے پاس پہنچوں گا۔"

تاشا ہمارے معاملے میں مصروف تھی۔ اُدھر وردان بے چینی اور گھبراہٹ میں مبتلا تھا۔ وہ کسی کا غلام بن کر نہیں رہنا چاہتا تھا۔ مجبوری یہ کہ ایک پندرہ برس کی بچی نے اسے اپنا معمول اور تابعدار بنا لیا تھا۔

وہ تیزی سے کار ڈرائیو کرتا ہوا جا رہا تھا۔ اور زیرِ لب کہتا جا رہا تھا۔ "گُرودیو کی جے ہو۔ جے ہو گُرودیو کی......"

اسے تاشا کے تنویمی عمل سے صرف گُرودیو سوامی پربھو دیال شنکر ہی نجات دلا سکتے تھے۔ وہ ان کے استھان پر پہنچ گیا۔ وہاں کتنے ہی چیلے چپاٹے یوگا میں اور گیان دھیان میں مصروف تھے۔ ان میں سے کچھ اکھاڑوں میں ڈنڈ بیٹھک کر رہے تھے۔ گُرودیو کے خاص چیلے نے وردان کو دیکھا لیکن اسے آگے جانے سے نہیں روکا۔

وہ تمام راستے گُرودیو کی جے جے کار کرتا آیا تھا۔ سوامی جی کو معلوم ہو چکا تھا کہ وہ آ رہا ہے۔ لہٰذا کسی نے اس کا راستہ نہیں روکا۔ وہ ایک چٹائی پر پالتھی مارے بیٹھے ہوئے تھے۔ وردان نے وہاں پہنچتے ہی ڈنڈوت کیا۔ "جے ہو گُرودیو کی۔"

سوامی پربھو دیال شنکر نے آشیرباد دینے کے انداز میں ہاتھ اٹھا کر کہا۔ "آدمی سے شیطان بن گیا۔ اب شیطان سے پھر آدمی بننے آیا ہے۔ مگر میں خوب سمجھتا ہوں، برائی دل و دماغ پر چھا جائے تو پھر وہ آدمی کے اندر سے نہیں جاتی۔ اور کیسے جائے؟ ہماری دنیا اچھائی اور برائی کی تکرار کے لیے بنی ہے۔ اندھیرے کو ختم کرنے کے لیے دن کا ہونا اور دن کو ختم کرنے کے لیے اندھیرے کا ہونا بہت ضروری ہے۔ جا! میں تجھے تنویمی عمل سے مکتی دیتا ہوں......"

شیطان کو زنجیروں میں کبھی جکڑا نہیں گیا۔ وردان کی زنجیریں بھی ٹوٹ گئیں۔ اب پتا نہیں، وہ کیا گل کھلانے والا تھا؟

تاشا ہمیں عدنان کے قریب لے جا سکتی تھی یا نہیں؟ مگر میں نے طے کر لیا تھا، خواہ تاشا کی گردن دبوچنا پڑے، ہم عدنان تک پہنچ کر ہی دم لیں گے۔

اُدھر لوبی مکمل سونیا بننے کے لیے اپنی موت کا ڈراما پلے کرنے والی تھی۔ دیکھنا یہ تھا کہ ان تمام مسائل کے بیچ میں ہمارا اُونٹ کس کروٹ بیٹھنے والا تھا؟

♣

میں، پورس، شیوانی اور اعلیٰ بی بی سب ہی تاشا کا انتظار کر رہے تھے۔ یہ کسی حد تک امید تھی کہ وہ عدنان کو سمجھا منا کر ماں کے پاس لے آئے گی۔

لیکن سیدھی انگلی سے گھی نکلنے والا نہیں تھا۔ نہ وہ سمجھا سکتی تھی، نہ وہ ماننے والا تھا۔ وہ واپس آ کر بڑی پریشانی سے بولی۔ "پاپا! میں کیا کروں؟ اسے سمجھا سمجھا کر تھک گئی ہوں۔ وہ مجھے چیلنج کرتا ہے کہ آپ کو اس کا پتا ٹھکانا بتاؤں گی تو وہ مجھے اپنے دماغ میں کبھی نہیں آنے دے گا۔"

اعلیٰ بی بی نے کہا۔ "یہ تو میں پہلے ہی کہہ چکی تھی، یہ ہمیں اس کے پاس کبھی نہیں پہنچائے گی۔ یہ صرف اپنی مجبوریاں بیان کرتی رہے گی۔"

تاشا نے عاجزی سے کہا۔ "میری بات کا یقین کریں، میں اسے ہر پہلو سے سمجھاتی رہی ہوں کہ وہ ماں سے دور رہے، کوئی بات نہیں مگر باپ اور دادا سے دور نہیں رہنا چاہیے۔"

وہ ذرا چپ ہوئی، میں نے پوچھا۔ "کیا ہم سے بھی ملنا نہیں چاہتا؟"

"وہ اپنی عمر سے کچھ زیادہ ہی سمجھدار ہے۔ کہتا ہے، پاپا اور گرینڈ پا سے قریب ہو گا اور ان کے ساتھ رہے گا تو ممی دھوکے سے ہی قریب آ سکتی ہیں۔ وہ بے اختیار اسے گلے لگا کر پیار کر سکتی ہیں۔"

"اس سے پوچھو، کیا وہ ماں کی آنکھوں میں آنسو دیکھ سکتا ہے؟ یہ گھنٹے دو گھنٹے یا ایک دو دن کی بات نہیں ہے۔ وہ جب تک نہیں ملے گا، ماں آنسو بہاتی رہے گی۔ ساری زندگی نہیں ملے گا، وہ ساری زندگی روتی رہے گی۔ کیا وہ ہمیشہ رلاتے رہنے کے لیے اسے لمبی زندگی دینا چاہتا ہے؟"

"پاپا! میں یہ ساری باتیں اسے سمجھا چکی ہوں۔ وہ کہتا ہے، کوئی ساری زندگی کسی کے لیے نہیں روتا۔ وہ بڑے بوڑھوں کی طرح باتیں کرتا ہے اور کہتا ہے، ممی کو آہستہ آہستہ صبر آ جائے گا اور وہ پاپا کے ساتھ ہنسی خوشی رہنے لگیں گی۔"

"اس سے کہو، اپنے دماغ میں ایک ہی خیال پر مرکوز رہے۔ میں اس کے پاس آ کر اس سے باتیں کرنا چاہتا ہوں۔"

وہ بڑی بے بسی سے بولی۔ "وہ ایسی کوئی بات نہیں مانتا ہے۔ آپ خود ہی اس کے پاس جا کر اسے منا سکتے ہیں تو منا لیں۔"

علی نے خیال خوانی کی پرواز کی۔ اس کے اندر پہنچ کر بڑی محبت سے اسے مخاطب کیا۔ "بیٹے! میں تمہارا گرینڈ پا

ہوں......"

اسی لمحے اس کے اندر خیالات گڈمڈ ہونے لگے۔ یہ ایسی حرکت تھی کہ مجھے غصہ آنے لگا۔ وہ میرا پوتا تھا' میرا خون تھا اور مجھے اپنے اندر سے یوں بھگا رہا تھا جیسے میں کوئی غیر ہوں یا دشمن ہوں یا اس کا کوئی لگتا ہی نہیں ہوں۔

تاشا میرے اندر تھی۔ وہ بولی۔ "آپ نے دیکھ لیا' وہ بہت ضدی ہے۔ کسی کی نہیں مانتا ہے۔"

"میں اس کا دادا ہوں' اپنی ضد پر آجاتا ہوں تو پھر میں بھی کسی کی نہیں مانتا۔"

وہ پریشان ہو کر بولی۔ "آپ کیا کرنا چاہتے ہیں؟"

"تم جانتی ہو' جو بھی نیگیٹو خیال خوانی کرنے والے ہوتے ہیں' ان کی سوچ کی لہریں بابا صاحب کے ادارے کے اندر نہیں پہنچتیں یا کوئی بھی منفی خیالات رکھنے والا یا والی اس ادارے میں بیٹھ کر خیال خوانی نہیں کر سکتی۔"

"جی ہاں۔ یہ بات میں جانتی ہوں۔"

"تو تمہیں یہ بھی جان لینا چاہیے کہ تم وہاں بیٹھ کر جناب تبریزی کی پیش گوئی کے خلاف خیال خوانی کر رہی ہو اور عدنان کی مدد کر رہی ہو۔"

وہ میری یہ بات سن کر پریشان ہو رہی تھی۔ میں نے کہا۔ "جناب تبریزی کی پیش گوئی کے مطابق بیٹے کو اب تک ماں کی آغوش میں پہنچ جانا چاہیے' لیکن تم اسے پہنچنے نہیں دے رہی ہو۔ اس کی ماں کی روح بھٹک رہی ہے۔ کیا تم نہیں سمجھتیں کہ اسے نجات دلانا ضروری ہے؟"

"بے شک میں چاہتی ہوں۔ ان کی روح کو سکون ملنا چاہیے۔"

"تو پھر ہمیں عدنان کا موجودہ پتا فوراً بتاؤ۔ ورنہ روحانی عمل کے ذریعے تمہاری خیال خوانی کی لہروں کو روک دیا جائے گا۔ تم اس ادارے میں رہ کر نہ خیال خوانی کر سکو گی' نہ کبھی عدنان سے باتیں کر سکو گی۔"

وہ پریشان ہو کر سوچنے لگی۔ "نہیں میں اپنے عدنان سے دور نہیں ہونا چاہتی۔ اگر میری خیال خوانی پر پابندی لگائی گئی تو میں کبھی عدنان سے دو باتیں بھی نہیں کر سکوں گی۔"

میں نے کہا۔ "جناب تبریزی تمہارے اور عدنان کے بارے میں سب کچھ جانتے ہوں گے اور مصلحتاً خاموش ہوں گے' لیکن میں اور میری فیملی کے تمام ممبران' ان سے شیوانی کی نجات کے لیے التجا کریں گے تو فوراً ہی تمہاری خیال خوانی پر پابندیاں عائد کر دی جائیں گی۔"

وہ عدنان کی جدائی کسی حال میں برداشت نہیں کر سکتی تھی۔ تڑپ کر بولی۔ "پاپا! ایسا ظلم نہ کریں۔ میرے عد[نان] سے مجھے جدا نہ کریں۔"

"اور تم جو ہمارے خون کو خون کے رشتوں سے [دور] کر رہی ہو؟ اس کا کوئی احساس ہے تمہیں؟"

وہ روتے ہوئے بولی۔ "میں کیا کروں میری سمجھ [میں] نہیں آتا۔ میں اس کی بات نہیں مانوں گی تو وہ مجھ سے [روٹھ] جائے گا' پھر جیسے ساری دنیا مجھ سے روٹھ جائے گی۔ [میرا] پڑھنے لکھنے میں دل نہیں لگے گا۔ بابا صاحب کے ادارے [میں] میری پروگریس رپورٹ صفر ہو جائے گی۔"

"ایسا کچھ نہیں ہوگا۔ اگر یہ چاہتی ہو کہ تمہارا رابطہ [بھی] عدنان سے رہے تو تم پر کسی طرح کی پابندی عائد نہیں [کی] جائے گی۔ اس کا پتا بتا دو۔ عدنان سے یہ نہیں کہا جائے گا کہ [تم] نے اس کا پتا ہمیں بتایا ہے۔"

تاشا نے روتے روتے اس کا مکمل موجودہ پتا بتا[یا]۔ میں نے کہا۔ "اب تم جاؤ اور اطمینان رکھو، ہم ایسا کوئی [قدم] نہیں اٹھائیں گے جس کے نتیجے میں عدنان تم سے ناراض [ہو] جائے۔"

وہ چلی گئی۔ پورس اسپتال میں شیوانی کے پاس تھا۔ [اس کی] وردان نے اتنی بے رحمی سے اس کے اندر زلزلہ پیدا کیا تھا [کہ] وہ بہت ہی کمزور ہو گئی تھی۔ اچھی طرح سوچنے سمجھنے کے قا[بل] نہیں رہی تھی۔ یادداشت کمزور ہونے کے باوجود بیٹے کو [یاد] کرتی تھی اور اس سے ملنے کے لیے تڑپتی رہتی تھی۔

اعلیٰ بی بی اور کبریا نے اس کے خیالات پڑھ کر کہا۔ "اس کے دماغ میں ایک کے بعد دوسرے خیالات غال[ب] آتے رہتے ہیں۔ جب پورس اس کے سامنے رہتا ہے، ا[سے] مخاطب کرتا ہے تو وہ اسے دیکھ کر، اس کی باتیں سن کر ا[یک] خیال پر مرکوز رہتی ہے اور بیٹے کو بھی یاد کرتی ہے۔"

کبریا نے کہا۔ "جب پورس بھائی اس کی نظروں [سے] اوجھل ہو جاتے ہیں تو اس کے دماغ میں تاریکی سی چھا[تی] ہے۔ عدنان کی طرح اس کے دماغ میں بھی کئی طرح [کے] خیالات گڈمڈ ہونے لگتے ہیں۔ اسے زیادہ سے زیادہ آ[رام] کرنا چاہیے۔ اور ہمیں اس پر زیادہ سے زیادہ توجہ [دینی] چاہیے۔"

میں نے پورس کے پاس آ کر کہا۔ "ہمیں عدنان [کا] موجودہ پتا معلوم ہو گیا ہے۔ وہ جس مکان میں ہے۔ وہاں [تم] کسی وقت بھی جا سکتے ہو۔"

وہ بولا۔ "پاپا! عدنان بہت ضروری ہو گیا ہے۔ وہ یہاں آئے گا تو شیوانی اسے دیکھ کر ذہنی طور پر نارمل ہونے لگے [گی۔] اس کے علاج میں بھی آسانی ہو جائے گی۔ اور یہ جلد ہی دماغی توانائی حاصل کر لے گی۔"

"میں نے تاشا سے وعدہ کیا ہے، عدنان کو اس سے ناراض نہیں ہونے دیا جائے گا۔ لہٰذا عدنان کو اس طرح ٹریپ کیا جائے کہ وہ تاشا پر شبہ نہ کرے۔ اور ان دونوں کی دوستی برقرار رہے۔"

"اگر ہم نے اسے فوراً ہی قابو میں نہ کیا تو وہ ہمیشہ کی طرح پھر ہمارے ہاتھ سے نکل جائے گا۔ رہی تاشا کی بات' تو ہم عدنان کو بعد میں پوری طرح یقین دلانے کی کوشش کریں گے کہ ہم نے اسے حاصل کرنے کے لیے تاشا کی ایک ذرا سی بھی مدد حاصل نہیں کی تھی۔ اور تاشا نے اس سے بے وفائی نہیں کی ہے۔"

وہ درست کہہ رہا تھا۔ اپنے پوتے کے سلسلے میں مجھے اچھا خاصا تجربہ ہو چکا تھا۔ وہ بار بار ہاتھ آ کر نکل جایا کرتا تھا۔ اس بار آسانی سے ہاتھ آنے والا تھا۔ لہٰذا اس موقع کو ہاتھ سے جانے دینا دانشمندی نہ ہوتی۔

میں نے کہا۔ "ٹھیک ہے۔ تم جو مناسب سمجھتے ہو، وہ کرو۔"

اس نے کہا۔ "شیوانی کی حالت ایسی نہیں ہے کہ میں اسے یہاں تنہا چھوڑ کر جاؤں۔ یہ بیٹھے بیٹھے اچانک ہی کہیں گم ہو جاتی ہے۔ جب میں اسے جھنجوڑ کر مخاطب کرتا ہوں تب یہ چونک کر مجھے دیکھتی ہے۔ میں ابھی اسے ساتھ لے جاؤں گا۔"

"یہی بہتر ہوگا۔ شیوانی کے بغیر عدنان کو قابو میں کرنا چاہو گے تو وہ مچل جائے گا پھر کسی طرح کہیں بھاگنے کی کوشش کرے گا۔ اگر شیوانی سے سامنا ہو جائے گا اور وہ ماں بیٹے ایک دوسرے کے گلے لگ جائیں گے تو پھر اس کے دور بھاگنے کا کوئی جواز نہیں رہے گا۔ اسے یقین ہو جائے گا کہ اب ماں کی آغوش میں آنے کے بعد اسے صرف چالیس دنوں تک اس کی ممتا ملتی رہے گی۔ وہ چالیس دن اس کے لیے بہت اہم ہوں گے۔ پھر وہ ماں کو چھوڑ کر کہیں نہیں جائے گا۔"

پورس نے شیوانی کو دیکھا۔ وہ بیڈ کے سرہانے ٹیک لگائے بیٹھی تھی۔ اس کی آنکھیں بند تھیں۔ اس نے مخاطب کیا۔ "شیوانی!"

وہ ایسے گم صم رہی جیسے آواز نہ سنی ہو۔ اس نے اس کے قریب جھک کر پکارا۔ "شیوانی!"

وہ اسی طرح غافل ہو جایا کرتی تھی۔ اس بار پارس نے اس کا بازو پکڑ کر جھنجوڑتے ہوئے مخاطب کیا۔ "شیوانی!"

اس نے چونک کر آنکھیں کھول دیں۔ پارس کو دیکھ پھر اس سے لپٹ کر بولی۔ "تم۔ تم کہاں چلے گئے تھے؟"

"کیسی باتیں کرتی ہو؟ میں تو مسلسل اسی اسپتال میں تمہارے ساتھ ہوں۔"

وہ کمرے کو دیکھتے ہوئے بولی۔ "کیا میں اسپتال میں ہوں؟"

"ہاں۔ اب ہم یہاں سے جائیں گے۔ تمہارے لیے ایک خوش خبری ہے۔ ابھی تمہارا بیٹا تمہیں مل جائے گا۔"

وہ خوش ہو کر بولی۔ "کیا سچ کہہ رہے ہو؟ میرا بچہ مجھے مل جائے گا؟ کہاں ہے وہ؟ مجھے ابھی اس کے پاس لے چلو۔"

"ہاں۔ ہاں۔ ہم ابھی اس کے پاس جا رہے ہیں۔ چلو' میرے ساتھ آؤ......"

وہ بیڈ سے اتر کر ایسے کھڑی ہو گئی جیسے بیمار نہ ہو۔ لیکن کمزوری کے باعث ڈگمگا رہی تھی۔ بیٹے سے ملنے کی خوشی ایسی تھی کہ اس میں کسی حد تک توانائی پیدا ہو گئی تھی۔ وہ پارس کے سہارے چلتی ہوئی اسپتال کے باہر آئی پھر کار کی اگلی سیٹ پر بیٹھ گئی۔

پورس نے اسٹیئرنگ سیٹ پر آ کر گاڑی اسٹارٹ کی۔ پھر اسے آگے بڑھانے لگا۔ اس نے پوچھا۔ "میرا بیٹا کہاں ہے؟ کیا ہمیں زیادہ دور جانا ہوگا؟"

"ہم آدھے گھنٹے میں وہاں پہنچ جائیں گے۔ مگر میری ایک بات یاد رکھو۔ اس سے ملنے کی جلدی نہ کرنا۔ پہلے میں اس مکان کے اندر جاؤں گا۔ تم دروازے کے باہر چھپی رہو گی۔ میں اسے قابو میں کرنے کے بعد تمہیں آواز دوں گا تو تم چلی آنا۔ اور آتے ہی اسے اپنی آغوش میں لے لینا۔ اس کے بعد وہ پھر تم سے دور نہیں جانا چاہے گا۔"

"تم جو کہو گے، میں وہی کروں گی۔ بس ایک بار وہ مل جائے۔ اس بار کوئی دھوکا نہ ہو' کوئی بدنصیبی آڑے نہ آئے۔ میرے بھگوان! میرے بچے کے خدا! مجھے اس سے ملا دے بس ایک بار میں اسے اپنے سینے سے لگا لوں۔"

وہ آدھے گھنٹے میں اس مکان کے سامنے پہنچ گئے۔ پورس نے گاڑی کو مکان سے کچھ فاصلے پر روکا تاکہ گاڑی کی آواز مکان کے اندر نہ جا سکے۔

اس نے کار سے اتر کر شیوانی کو سہارا دیا۔ پھر اسے ساتھ لے کر آہستہ آہستہ چلتا ہوا اس مکان کے برآمدے میں پہنچا۔ اسے اشارے سے سمجھایا کہ وہ یہیں دروازے کے باہر چپ چاپ کھڑی رہے۔ وہ تھوڑی دیر بعد اسے اندر

بلائے گا۔

میں اپنے بیٹے کے اندر تھا۔ اس نے دروازے کو آہستگی سے کھولنا چاہا تو پتا چلا وہ اندر سے بند ہے۔ میں نے کہا۔ ''تم انتظار کرو۔ میں ابھی دروازہ کھلواتا ہوں۔''

میں نے تاشا کے دماغ میں پہنچ کر کہا۔ ''ارچنا تمہاری معمولہ اور تابعدار ہے۔ اس کے اندر جاؤ اور اسے دروازہ کھولنے پر مائل کرو۔''

اس نے میری ہدایت پر عمل کیا۔ ارچنا کے پاس پہنچ کر اسے دروازہ کھولنے کا حکم دیا۔ وہ اس کی مرضی کے مطابق بیڈ سے اتر کر آہستہ آہستہ چلتی ہوئی دروازے کے پاس آئی۔ پھر اسے کھول دیا۔ وہاں ایک اجنبی کو دیکھ کر بولی۔ ''آپ کون ہیں؟''

''میں عدنان کا باپ ہوں۔ کہاں ہے وہ؟''

وہ بولتا ہوا اندر آیا۔ ارچنا نے تاشا کی مرضی کے مطابق کہا۔ ''وہ دوسرے کمرے میں ہے۔''

پورس تیزی سے چلتا ہوا دوسرے کمرے کے دروازے پر آیا۔ وہ اندر سے بند نہیں تھا۔ اس نے آہستگی سے دروازے کو کھولا تو آہٹ سنتے ہی عدنان کی آنکھ کھل گئی۔ اس نے دروازے کی طرف دیکھا پھر اپنے باپ کو دیکھتے ہی ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھا۔

اس نے فوراً ہی سر گھما کر کمرے کے دوسرے دروازے کو دیکھا۔ وہ بند تھا، وہ اسے کھول کر باہر جا سکتا تھا۔ پارس نے کہا۔ ''تم اپنے باپ سے زیادہ پھرتیلے نہیں ہو۔ یہاں سے فرار نہیں ہو سکو گے۔''

وہ بے بسی سے بولا۔ ''پاپا! مجھے یہاں سے جانے دیں۔ اگر ممی یہاں آئی ہیں تو انہیں میرے سامنے نہ آنے دیں۔ کیا آپ ممی کو دل سے نہیں چاہتے ہیں؟''

''جان سے بھی زیادہ چاہتا ہوں اسی لیے اس کی آنکھوں میں آنسو نہیں دیکھ سکتا۔ اس کے آنسو تم ہی پونچھ سکتے ہو۔''

''کیا آپ نہیں جانتے، میں ممی سے ملوں گا تو ان کی عمر کم ہو جائے گی؟ وہ چالیس دنوں کے بعد زندہ نہیں رہیں گی۔ میں اپنی ممی کو کھونا نہیں چاہتا۔''

''تم ابھی بچے ہو اور بچگانہ ذہن سے سوچ رہے ہو۔ کوئی اپنی عمر سے زیادہ اس دنیا میں جی نہیں سکتا۔ تمہاری ممی کو بھی اپنے مقررہ وقت پر اس دنیا سے چلے جانا چاہیے۔ تم اپنی ماں کے لیے ہم سے لڑ سکتے ہو لیکن اس کے مقدر سے نہیں لڑ سکتے۔''

پورس نے سر گھما کر دیکھا۔ پیچھے ارچنا کھڑی ہوئی تھی۔ اس نے آواز دی۔ ''شیوانی! آ جاؤ۔ اپنے بیٹے کو آغوش میں لے کر خوب پیار کرو۔''

یہ سنتے ہی شیوانی کو تیزی سے دوڑتے ہوئے بیٹے کے پاس آنا چاہیے تھا لیکن وہ نہیں آئی۔ پارس نے دور کمرے کے بیرونی دروازے کی طرف دیکھا۔ وہ دروازہ کھلا ہوا تھا۔ اس نے پھر آواز دی۔ ''شیوانی! کیا تم میری آواز سن رہی ہو؟''

پورس کے ذہن میں یہ بات تھی کہ وہ اپنے آپ سے غافل ہو جاتی ہے، قریب سے پکارا جائے تب بھی کوئی آواز نہیں سنتی ہے۔ شاید اس وقت بھی اس کی یہی حالت ہے۔

پورس نے بیٹے سے کہا۔ ''دیکھو! تمہاری ضد کی وجہ سے تمہاری ممی کی کیا حالت ہو گئی ہے؟ وہ جسمانی اور دماغی طور پر کمزور ہو گئی ہے۔ کبھی کبھی تو ہماری آواز بہت قریب سے بھی سن نہیں پاتی۔ خدا کے لیے اب اس سے دور جانے کے بارے میں نہ سوچو۔ اس پر رحم کرو۔''

اس نے آگے بڑھ کر بیٹے کا ہاتھ تھام لیا۔ پھر اسے کھینچتے ہوئے کہا۔ ''چلو میرے ساتھ باہر آؤ۔ میں تمہیں یہاں چھوڑ کر شیوانی کو بلانے باہر نہیں جاؤں گا۔ اُدھر جاؤں گا تو اِدھر ہاتھ سے نکل جاؤ گے۔''

وہ اسے کھینچتا ہوا ایک کمرے سے دوسرے کمرے میں لایا۔ وہ گڑگڑا رہا تھا۔ ''پاپا! پلیز۔ ایک بار پھر سوچ لیں۔ مجھے ممی سے نہ ملائیں۔''

وہ اسے کھینچتا ہوا برآمدے میں آیا تو وہاں شیوانی نہیں تھی۔ اس نے حیرانی سے اِدھر اُدھر دیکھا۔ پھر مکان کے بیرونی دروازے سے باہر آ کر دیکھا، وہ دور دور تک دکھائی نہیں دے رہی تھی۔ اس نے چونک کر اپنی گاڑی کو دیکھا۔ وہاں نہ تو شیوانی تھی اور نہ ہی اس کی کار دکھائی دے رہی تھی۔

وہ مجھے مخاطب کرنا چاہتا تھا لیکن اس وقت موبائل فون بھی اس کے پاس نہیں تھا۔ وہ حیران تھا کہ میں نے اچانک اس کا ساتھ کیوں چھوڑ دیا ہے؟

اس وقت میں مجبور تھا، شیوانی کے اندر رہ کر وردان سے باتیں کر رہا تھا۔ جب پورس شیوانی کو برآمدے میں چھوڑ کر اندر گیا تھا تب ہی مجھے وردان کی آواز اس کے اندر سنائی دی تھی۔

وہ کہہ رہا تھا۔ ''میں جانتا ہوں، اس کے اندر ضرور کوئی خیال خوانی کرنے والا موجود ہے۔ میں اسے مخاطب کر رہا ہوں۔ اس وقت شیوانی میرے نشانے پر ہے۔ اگر کوئی اسے میرے پاس آنے سے روکے گا تو میں اسے گولی مار دوں گا۔''

میں نے حیرانی سے پوچھا۔ ''وردان! کیا تم تاشا کے تنویمی عمل سے نجات پا چکے ہو؟''

وہ بولا۔ ''دھرم دیو کی جے ہو۔ چلو اچھا ہے مسٹر فرہاد! تم کو فکر ہو رہی ہے۔ اگر اس کی بہتری اور اس کی زندگی چاہتے ہو تو اس کے دماغ پر قبضہ نہ جماؤ۔ میں اسے اپنی طرف بلا رہا ہوں۔ اور یہ میری مرضی کے مطابق نہیں آئے گی تو میں بار بار نہیں کہوں گا کہ میں کیا کر سکتا ہوں؟''

میں خاموش رہا۔ شیوانی بے اختیار مکان سے نکل کر اس کار کی طرف جا رہی تھی جس میں وہ پارس کے ساتھ آئی تھی۔ اس کی اسٹیئرنگ سیٹ پر وردان کا ایک آلۂ کار بیٹھا ہوا تھا۔ وہ اس کے برابر والی سیٹ پر آ کر بیٹھ گئی۔

وردان نے کہا۔ ''مسٹر فرہاد! تم دیکھ رہے ہو، میرے اس آلۂ کار کے ہاتھ میں ریوالور ہے۔ لہٰذا اس کے ساتھ جو ہو رہا ہے اسے چپ چاپ دیکھتے رہو۔''

اس کے آلۂ کار نے شیوانی کی آنکھوں پر پٹی باندھ دی۔ پھر کار اسٹارٹ کر کے وہاں سے جانے لگا۔ اب میں شیوانی کے اندر رہ تو سکتا تھا لیکن اس کے ذریعے یہ نہیں دیکھ سکتا تھا کہ اسے کہاں لے جایا جا رہا ہے؟

پورس اپنے بیٹے عدنان کا ہاتھ پکڑ کر اس کے ساتھ دوڑتا ہوا اس جگہ آیا تھا جہاں اس نے کار کھڑی کی تھی۔ دور دور تک وہ کار دکھائی نہیں دے رہی تھی۔ ایسے وقت میں نے اس کے پاس آ کر کہا۔ ''سوری بیٹے! میں شیوانی کو اغوا ہونے سے نہ بچا سکا۔ اگر اسے بچانے کے لیے کوئی بھی چالا کی دکھاتا تو اسے فوراً گولی مار دی جاتی۔''

میں نے اسے بتایا کہ وردان نے اچانک ہی حیرت انگیز طور پر دماغی توانائی حاصل کر لی ہے۔ وہ تاشا کے تنویمی عمل سے بھی نجات پا چکا ہے۔ اور اب جوابی کارروائی کے سلسلے میں بڑی تیزی دکھا رہا ہے۔ پورس نے کہا۔ ''کیا مصیبت ہے؟ پہلے بیوی ملی تو بیٹا نہیں مل رہا تھا۔ اب بیٹا ملا ہے تو بیوی ہاتھ سے نکل گئی ہے۔''

میں نے کہا۔ ''میں شیوانی کو روکنے کے لیے بہت کچھ کر سکتا تھا لیکن اس کی دماغی حالت درست نہیں ہے۔ وہ بہت کمزور ہو گئی ہے۔ اگر وہ ظالم پھر اس کے دماغ میں زلزلہ پیدا کرتا تو وہ مکمل طور پر دماغی مریضہ بن جاتی یا مر جاتی۔ میں جا رہا ہوں، دیکھتا ہوں، وہ اس کے ساتھ کیا سلوک کرنے والا ہے؟''

میں پھر شیوانی کے دماغ میں آیا۔ وہاں خاموشی تھی۔

اس کے خیالات بتا رہے تھے کہ وہ اسی طرح گاڑی کی فرنٹ سیٹ پر بیٹھی ہوئی ہے۔ اور وہ گاڑی کہیں تیزی سے چلی جا رہی ہے۔

یہ بات سمجھ میں آ رہی تھی کہ وردان ابھی شیوانی کے دماغ میں نہیں ہے۔ کیونکہ اس کی آنکھوں پر پٹی بندھی ہوئی تھی۔ وہ اس کے ذریعے یہ نہیں دیکھ سکتا تھا کہ گاڑی کہاں جا رہی ہے؟ اور آگے کیسی رکاوٹیں آنے والی ہیں؟ اس لیے وہ اپنے آلۂ کار کے دماغ میں تھا۔ اس کے ذریعے کہہ رہا تھا۔ ''مسٹر فرہاد! میں اچھی طرح سمجھ رہا ہوں، تم شیوانی کے اندر موجود ہو۔ لیکن بالکل خاموش ہو۔ کسی مناسب موقع کی تاک میں ہو۔ لیکن یاد رکھو، میں تمہیں کوئی موقع نہیں دوں گا۔ اگر دیکھوں گا کہ شیوانی ہاتھوں سے نکل رہی ہے تو میں اسے جان سے مار ڈالوں گا۔''

میں نے اعلیٰ بی بی اور کبریا کو اپنے پاس بلایا۔ پھر کہا۔ ''تم دونوں شیوانی کے دماغ میں رہو گے۔ جیسے ہی موقع ملے گا اس کے دماغ پر مضبوطی سے قبضہ جما لینا تاکہ وردان اسے نقصان نہ پہنچا سکے۔''

کبریا نے پوچھا۔ ''کیا یہ کار ڈرائیو کرنے والا وردان ہے؟''

''نہیں۔ اس کا ایک آلۂ کار ہے۔ اس کے پاس ریوالور ہے۔ وردان دھمکی دے رہا ہے کہ اس آلۂ کار کے ذریعے شیوانی کو کسی وقت بھی گولی ماری جا سکتی ہے۔ میں اس سے نمٹنے کے لیے کسی موقع کی تاک میں ہوں۔''

وہ دونوں شیوانی کے اندر موجود رہے۔ اُدھر وردان مجھ سے کچھ نہ کچھ کہتا رہا۔ اور یہ سمجھتا رہا کہ میں جواباً کچھ نہ کچھ کہوں گا۔ پھر شاید اسے یقین ہونے لگا کہ میں موجود نہیں ہوں۔

ہم نے شیوانی کے ذریعے محسوس کیا کہ کار کی رفتار سست ہو رہی ہے۔ شاید وردان کی منزل آ گئی تھی۔ وہ شیوانی کو کہیں چھپانا چاہتا تھا۔ لیکن بات کچھ اور تھی۔ اس آلۂ کار نے فوراً ہی شیوانی کی آنکھوں سے پٹی کھول دی۔ وردان کی آواز سنائی دی۔ ''تم خاموش بیٹھی رہو گی۔ اور خود کو بیمار ظاہر کرتی رہو گی۔ یہاں چیکنگ ہو رہی ہے۔''

میں نے اعلیٰ بی بی اور کبریا سے کہا۔ ''اب شیوانی کے دماغ پر مضبوطی سے قبضہ جما لو۔ تاکہ یہ زلزلہ نہ پیدا کر سکے۔''

اس کی آنکھوں سے پٹی کھل چکی تھی۔ میں نے دیکھا۔ ایک پولیس افسر گاڑی کے پاس آ کر اس آلۂ کار سے پوچھ رہا

تھا۔ ''تم کون ہو اور کہاں جا رہے ہو؟''
اس نے کہا۔ ''یہ میری دھرم پتنی ہے۔ بیمار ہے۔ میں اسے اسپتال لے گیا تھا۔ اب گھر واپس جا رہا ہوں۔''
اس افسر کی آواز سنتے ہی میں اس کے اندر پہنچ گیا۔ اس نے میری مرضی کے مطابق اس سے مزید کوئی سوال نہیں کیا۔ فوراً ہی اپنا ریوالور نکال کر اس کے بازو پر ایک گولی ماری۔ وہ تکلیف سے چیخ پڑا۔ میں اس کے دماغ میں پہنچ گیا میرے حکم پر اس نے ریوالور کو باہر نکالا اور اس افسر کا نشانہ لینا چاہا' تو افسر نے اس کے دوسرے ہاتھ پر بھی ایک فائر کیا۔ ریوالور چھوٹ کر گر پڑا۔ افسر نے دروازہ کھول کر اسے گریبان سے پکڑ کر باہر کھینچ لیا۔
ادھر وردان سمجھ گیا تھا کہ مجھے اپنا کام دکھانے کا موقع مل گیا ہے۔ وہ فوراً ہی شیوانی کے دماغ میں آ کر اس کے اندر زلزلہ پیدا کرنا چاہتا تھا۔ لیکن اسے ناکامی ہوئی۔ یہ معلوم ہو گیا کہ وہاں مضبوطی سے قبضہ جمایا جا چکا ہے۔ اور اس کی سوچ کی لہریں بے اثر ہو رہی ہیں۔
میں نے اس افسر کے خیالات سے معلوم کیا کہ وہ کون سی جگہ ہے؟
پورس عدنان کے ساتھ اس مکان کے باہر کھڑا تھا۔ میں نے اس سے کہا۔ ''فوراً ہی کسی گاڑی میں بیٹھ کر ناگ پور جانے والی ہائی وے کی طرف بڑھتے چلے جاؤ۔ تمہیں دس بارہ میل کے فاصلے تک جانا ہے۔ وہاں ایک پولیس چوکی کے پاس گاڑی رکی ہوئی ہے۔ شیوانی وہاں بیٹھی ہے۔''
وہاں اس زخمی آلۂ کار کو گرفتار کر لیا گیا تھا اور افسر شیوانی سے پوچھ رہا تھا کہ وہ کون ہے اور اس شخص کے ساتھ کہاں جا رہی تھی؟
شیوانی کی حالت بتا رہی تھی کہ وہ واقعی بیمار اور کمزور ہے۔ اسے سہارا دے کر پولیس چوکی کے ایک کمرے میں لایا گیا تھا۔ اور ایک چارپائی پر لٹا دیا گیا تھا۔ وہاں وہ افسر کو اپنی روداد سنا رہی تھی۔ اور اس کا بیان نوٹ کیا جا رہا تھا۔
اس کا بیان ختم ہونے تک پورس وہاں پہنچ گیا۔ عدنان نے ماں کو دیکھتے ہی آواز دی۔ ''ممی!''
بیٹے کی آواز سنتے ہی وہ ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھی۔ تڑپ کر دونوں بانہیں پھیلا کر اسے دیکھنے لگی۔ بیٹا دوڑتا ہوا آ کر اچھل کر چارپائی پر پہنچ گیا پھر ماں سے لپٹ گیا۔ اس بچے کے ذہن نے یہ سمجھا دیا تھا کہ اگر وہ ماں کی طویل عمری کے لیے اسی طرح اس سے دور رہے گا تو ماں مصائب میں مبتلا ہوتی رہے گی۔ جب سب ہی یہ چاہتے ہیں کہ زندگی مختصر ہو لیکن بہتر ہو تو پھر وہ ماں کی آغوش میں رہ کر چالیس دنوں تک اس کی آنکھوں میں آنسو نہیں آنے دے گا۔

☆☆☆

لوی نے خود پر تنویمی عمل کرایا تھا۔ اس کے مطابق دو گھنٹے بعد مجھے فون پر مخاطب کر کے اپنی موت کا ڈراما کرنے والی تھی۔ اس نے وقتِ مقررہ پر میرے فون نمبر پنچ کیے۔ میں نے سی ایل آئی پر اس کے نمبر پڑھتے ہی فون کو بند کر دیا۔ وہ بار بار مجھے بیل دینے لگی۔ میں نے فون آن کر کے کان سے لگاتے ہوئے کہا۔ ''کیا بات ہے، کیوں مجھے ڈسٹرب کر رہی ہو؟''
''میں تم سے ضروری باتیں کرنا چاہتی ہوں۔''
''اس وقت میرے لیے سونیا سے زیادہ ضروری اور بات نہیں ہے۔ اگر تم اسے واپس لا رہی ہو تو بولو۔ ورنہ فون بند کر رہا ہوں۔''
''میں ایک دوسری اہم بات کرنا چاہتی ہوں۔ میری بات سن لو۔''
میں نے کہا۔ ''میں ابھی بہت مصروف ہوں۔ دو چار گھنٹے بعد ہی تمہاری کوئی بات سن سکتا ہوں۔''
میں نے فون بند کر دیا۔ اس نے دوبارہ میرے نمبر پر رابطہ کرنا چاہا تو پتا چلا کہ میں نے اپنے فون کو آف کر دیا ہے۔ اب وہ مجھے کال نہیں کر سکے گی۔ وہ تھوڑی دیر تک سوچتی رہی۔ عقل نے سمجھایا کہ واقعی فرہاد مصروف ہے، اسی لیے اس سے کترا رہا ہے۔ اسے دو چار گھنٹوں تک انتظار کرنا چاہیے۔
اس نے خیال خوانی کے ذریعے اپنے دستِ راست کاشف جمال کو مخاطب کیا پھر پوچھا۔ ''سونیا کا کچھ پتا چلا؟''
''میں کتنے ہی ممکن ذرائع اختیار کر چکا ہوں لیکن اس کا کوئی سراغ نہیں مل رہا ہے۔ سمجھ میں نہیں آتا۔ وہ اچانک کہاں گم ہو گئی ہے؟ اس کے دماغ میں بھی جگہ نہیں مل رہی ہے۔ ایسا لگتا ہے جیسے وہ مر چکی ہے۔''
''اگر وہ مر چکی ہو گی تو میں تمہارا منہ میٹھا کراؤں گی تمہارا منہ موتیوں سے بھر دوں گی۔ جو خواہش کرو گے اسے پورا کروں گی۔''
وہ بولا۔ ''اب اس کا مر جانا لازمی ہو گیا ہے۔ کیونکہ تم اس کی جگہ لینے والی ہو۔ لیکن دو گھنٹے تو پورے ہو چکے ہیں۔ اپنی موت کا ڈراما پلے کیوں نہیں کر رہی ہو؟''
''میں ابھی وہی کرنا چاہتی تھی۔ لیکن فرہاد اپنے معاملات میں بہت مصروف ہے۔ میرا فون بھی اٹینڈ نہیں کر رہا ہے۔ شاید دو چار گھنٹے بعد اس سے باتیں ہو سکیں گی؟''
''جیسا کہ میں نے تم پر تنویمی عمل کیا ہے۔ اس کے مطابق اب تمہیں ڈراما پلے کرنا چاہیے۔ تم وقت ضائع نہ کرو۔ اسے کسی بھی طرح مخاطب کرو۔''
''بڑی مشکل ہے۔ وہ فون اٹینڈ نہیں کر رہا ہے۔ بلکہ اس نے اپنا فون ہی بند کر دیا ہے۔''
''تم خیال خوانی کے ذریعے اس کے پاس جاؤ۔ اور اس کے اندر سونیا کا نام لو۔ وہ تڑپ کر تمہاری طرف آئے گا۔ پھر اس سے سونیا کے سلسلے میں الٹی سیدھی باتیں کرنے کے دوران اپنی موت کا ڈراما پلے کر دینا۔''
وہ قائل ہو کر بولی۔ ''بے شک۔ مجھے یہی کرنا چاہیے۔ وقت ضائع نہیں کرنا چاہیے۔ تم میرے اندر آ جاؤ۔ میں اسے مخاطب کر رہی ہوں۔''
کاشف جمال اس کے دماغ میں پہنچ گیا۔ وہ اپنے دستِ راست سے بہت دور ایک دوسرے شہر میں تھی۔ اور کاشف جمال اس کے ایک آلۂ کار کے ساتھ تھا۔ وہ اپنے دوسرے آلۂ کار کو مخاطب کرتے ہوئے بولی۔ ''اب کاشف جمال میرے دماغ میں رہے گا اور میری پلاننگ کے مطابق ایک بار زبان سے ٹِک کا لفظ ادا کرے گا۔ اگر اس سے زیادہ کچھ بولے گا تو تم اسے گولی مار دو گے۔ ورنہ اس کے دوست بن کر رہو گے۔ اسے کوئی نقصان نہیں پہنچاؤ گے۔''
اس آلۂ کار نے کاشف جمال کو گن پوائنٹ پر رکھ لیا۔ وہ نہتا تھا۔ اس نے سوچ کے ذریعے لوی سے کہا۔ ''اب اس کی کیا ضرورت ہے؟ جبکہ میں تم پر تنویمی عمل نہیں کروں گا۔ صرف ایک بار اس عمل کے مطابق ٹِک کا لفظ ادا کروں گا۔''
''میں جانتی ہوں، اس کی ضرورت نہیں ہے۔ پھر بھی میں محتاط رہنا چاہوں گی۔ اور تمہیں اس ایک لفظ ٹِک سے زیادہ کچھ کہنے نہیں دوں گی۔''
''اچھی بات ہے۔ تم اپنے اطمینان کے لیے جو کرنا چاہو کرو۔ میں تو تمہارا تابعدار ہوں۔''
وہ خیال خوانی کی پرواز کرتی ہوئی میرے دماغ میں پہنچی۔ میں نے فوراً ہی سانس روک لی۔
تھوڑی دیر بعد اس نے دوبارہ میرے اندر پہنچنا چاہا۔ میں نے پوچھا۔ ''کون ہے؟''
وہ بولی۔ ''سونیا کے بارے میں ضروری انفارمیشن ہے۔''
میں نے کہا۔ ''میں فون آن کر رہا ہوں، مجھ سے رابطہ کرو۔''
میں نے سانس روک لی۔ وہ دماغی طور پر حاضر ہو کر کاشف جمال سے بولی ''محتاط رہو۔ اب میں ڈراما پلے کرنے والی ہوں۔''
پھر اس نے فون پر مجھے مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ ''میں بول رہی ہوں۔''
میں نے کہا۔ ''ہاں۔ جلدی بولو۔ اگر سونیا کے بارے میں واقعی کوئی انفارمیشن ہے تو میں بات کروں گا ورنہ فون بند کر دوں گا۔''
وہ بولی۔ ''کیا تم نے العقیلہ کے ایئرپورٹ والوں سے رابطہ کیا تھا؟ یہ معلوم کیا تھا کہ جس رات سونیا اسپتال سے فرار ہوئی تھی اس رات کسی فلائٹ سے اسے کچھ لوگ لے گئے ہیں یا نہیں؟''
''میں نے کیا معلوم کیا ہے اور کیا معلوم نہیں کیا ہے یہ پوچھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ تمہاری معلومات کیا ہیں، وہ بتاؤ۔''
''میں نے معلوم کیا ہے، جس رات سونیا اسپتال سے فرار ہوئی تھی۔ اس رات وہاں کے ایئرپورٹ سے دو عورتیں اور دو مرد پیرس کی طرف گئے ہیں۔ ان میں سے ایک عورت ضرور سونیا ہے۔''
''یہ تم کیسے کہہ سکتی ہو؟''
''جب وہ اسپتال سے فرار ہونے کے بعد کسی گاڑی میں بیٹھ رہی تھی تو اس گاڑی میں ایک مرد اور ایک عورت بھی ساتھ تھی۔ سونیا ان کے ساتھ گئی تھی۔ کیا اس طرح بات سمجھ میں نہیں آتی کہ اس فلائٹ سے جانے والے دو مردوں کے ساتھ جو دو عورتیں تھیں، ان میں سے ایک سونیا ہو سکتی ہے؟''
وہ مجھے باتوں میں الجھا رہی تھی اور میں کسی حد تک قائل ہو رہا تھا۔ میں نے بھی خیال خوانی کے ذریعے اپنی سونیا کو ایک عورت اور دو مردوں کے ساتھ جاتے دیکھا تھا اور وہ سب ایئرپورٹ کی طرف گئے تھے۔
میں نے پوچھا۔ ''پھر تو تم نے یہ بھی معلوم کیا ہوگا کہ اس کے پاسپورٹ میں پیرس کا مکمل رہائشی پتا کیا تھا؟ کیا وہ سب ایک ہی ایڈریس پر گئے ہیں؟ یا ان کی الگ الگ منزلیں تھیں؟''
میری بات ختم ہوتے ہی اس نے ڈراما شروع کیا ایک دم سے گھبرا کر چیختے ہوئے بولی۔ ''کیا کر رہے ہو تم ..... ؟''
میں نے تعجب سے پوچھا۔ ''یہ کیسا سوال ہے؟''
''نہیں۔ یہ۔ یہ میرے سامنے میرا دستِ راست کھڑا ہوا ہے۔ یہ تو میرا معمول اور تابعدار تھا۔ لیکن اب اس نے مجھے گن پوائنٹ پر رکھا ہوا ہے۔''

پھر وہ ایسے بولی جیسے کاشف جمال سامنے کھڑا ہو۔ اس نے پوچھا۔ ''گولی چل جائے گی، اسے پیچھے ہٹاؤ۔ آخر تم کیا چاہتے ہو؟''

کاشف جمال کی آواز سنائی دی۔ ''میں تمہارے تنویمی عمل سے نجات پا چکا ہوں۔ اب تمہارا جادو مجھ پر نہیں چلے گا۔''

حالانکہ وہ اس کے دماغ میں بول رہا تھا لیکن مجھے ایسے ہی لگا جیسے وہ لوی کے سامنے کھڑا ہوا بول رہا ہو۔ وہ کہہ رہا تھا۔ ''تم نے مجھے غلام بنانے کے لیے میری محبوبہ کو مار ڈالا۔ میں تمہیں زندہ نہیں چھوڑوں گا۔''

اس کی بات ختم ہوتے ہی لوی نے اپنے دوسرے ہاتھ میں پکڑے ہوئے ریوالور سے ایک فائر کیا۔ مجھے فون کے ذریعے گولی کی آواز، ساتھ ہی لوی کی درد بھری کراہ سنائی دی۔ پھر دوسری گولی چلنے کی آواز آئی۔ میں فوراً ہی خیال خوانی کی چھلانگ لگا کر اس کے دماغ میں پہنچا تو اس سے پہلے ہی کاشف جمال اس کے اندر بِنک کا لفظ ادا کر چکا تھا۔ اس لفظ کی ادائیگی کے ساتھ ہی تنویمی عمل کے مطابق اس کے ذہن سے اس کی آواز اور لب و لہجہ ہمیشہ کے لیے مٹ گیا۔

میری خیال خوانی کی لہریں اس کے اندر پہنچیں تو مجھے اس کا دماغ نہیں ملا۔ بالکل ایسا ہی لگ رہا تھا، جیسے وہ ابدی نیند سو چکی ہے۔

میں حیرانی اور بے یقینی سے سوچنے لگا۔ ''کیا واقعی وہ مر چکی ہے؟ یہ اچانک کیسے ہو گیا؟ کیا واقعی اس کے دستِ راست نے اس کے تنویمی عمل سے نجات حاصل کرنے کے بعد اسے گولی ماری ہے؟''

میرا دل نہیں مان رہا تھا۔ عقل تسلیم نہیں کر رہی تھی کہ وہ سونیا کی طرح مکاریاں دکھانے والی اور بہت کم عرصے میں اپنی چالاکیوں اور ٹیلی پیتھی کی صلاحیتوں کا سکہ جمانے والی یوں اچانک پٹ سے مر جائے گی۔

ایسے وقت الپا نے مجھے مخاطب کیا۔ ''پاپا! عدنان کا کچھ پتا چلا؟''

''ہاں وہ ماں بیٹے ایک دوسرے سے مل چکے ہیں۔ اب اللہ نے چاہا تو میرا پوتا کہیں گم نہیں ہوگا۔ کم از کم اپنی ماں کو چھوڑ کر تو کہیں نہیں جائے گا۔''

''میں مما کو دن رات تلاش کرتی رہتی ہوں۔ اب نئی بات یہ معلوم ہوئی ہے کہ ان کی آواز اور لہجہ بھی گم ہو گیا ہے۔ ایسا لگتا ہے جیسے کسی نے ان کا برین واش کر دیا ہے۔''

''میں بھی یہی سمجھ رہا ہوں۔ اب نہ جانے ہم کب تک اس کے دماغ میں نہیں جا سکیں گے؟ اور اس کا سراغ نہ لگا سکیں گے۔ ایک نئی اور ناقابلِ یقین بات سنو گی؟''

''کیا آپ کوئی چونکا دینے والی بات کہنے والے ہیں؟''

''ہاں۔ لوی کرسٹل مر چکی ہے۔''

وہ بے یقینی سے بولی۔ ''او ہ نو...... وہ اچانک کیسے مر گئی؟''

''ابھی دس منٹ پہلے وہ مجھ سے فون پر باتیں کر رہی تھی۔ ایسے ہی وقت اس کے ایک معمول اور تابعدار نے اسے گولی ماردی۔''

''جب وہ اس کا تابعدار تھا تو اسے گولی کیسے مار دی ہے؟''

''میں نے فون کے ذریعے اس کی آواز سنی تھی۔ وہ کہہ رہا تھا کہ وہ اس کے تنویمی عمل سے نجات پا چکا ہے۔ لوی نے اسے اپنا غلام بنانے سے پہلے اس کی محبوبہ کو ہلاک کیا تھا۔ اس نے انتقام لینے کے لیے لوی کو گولی ماردی۔''

''پھر تو اس کی موت بڑے ہی ڈرامائی انداز میں ہوئی ہے۔''

''تم کیا سمجھتی ہو؟ کیا واقعی وہ مر چکی ہے؟''

''کیا آپ کو اس کے دماغ میں جگہ مل رہی ہے؟''

''نہیں۔ دو گولیاں چلی تھیں۔ میں جیسے ہی اس کے دماغ میں پہنچا تو میری خیال خوانی کی لہریں بھٹک گئیں۔ اس طرح ثابت ہوتا ہے کہ وہ مَر چکی ہے۔ لیکن یقین نہیں آتا ہے کہ اتنی زبردست عورت اتنی آسانی سے کیسے مَر گئی؟''

وہ بولی۔ ''پاپا! کبھی کبھی توقع کے خلاف ایسا کچھ ہوتا ہے کہ یقین نہیں آتا۔ جب وہ فون پر بات کر رہی تھی اور اسی وقت اس کی موت واقع ہوئی ہے تو یقیناً وہ مَر چکی ہے۔ ایسے حالات میں وہ کوئی ڈراما پلے نہیں کر سکتی تھی۔''

''بے شک وہ فون پر باتیں کرتے وقت اچانک اپنے دماغ سے، اپنی آواز اور لب و لہجے کو مٹا نہیں سکتی تھی۔ اگر ایسا کرتی تو مجھے پتا چل جاتا۔ بہرحال اگر وہ کوئی ڈراما کر رہی ہے تو فی الوقت اس کی مکاری ہماری سمجھ میں نہیں آ رہی ہے۔ ہم وقتاً فوقتاً اس کے لب و لہجے کو گرفت میں لے کر اس سے رابطہ کرنے کی کوشش کرتے رہیں گے۔ دیکھتے ہیں، آگے کیا ہوگا؟''

دوسری طرف لوی کرسٹل اپنی کامیابی پر کھلکھلا کر ہنس رہی تھی۔ اور کہہ رہی تھی۔ ''ویل ڈن۔ کاشف جمال! تم نے میرے ساتھ بہت اچھا ڈراما پلے کیا ہے۔ اب فرہاد کو یقین کرنا ہی ہوگا کہ میں مَر چکی ہوں۔ آیندہ اسے سونیا ملے یا نہ ملے وہ اس کا انتقام مجھ سے نہیں لے سکے گا۔ میں لوی کرسٹل کی حیثیت سے ہمیشہ کے لیے مَر چکی ہوں۔''

وہ پھر ہنسنے لگی۔ کاشف نے کہا۔ ''میں تمہیں اس کامیابی پر مبارک باد دیتا ہوں۔ لیکن یہ نہ بھولو، یہ کامیابی ادھوری ہے۔''

''کیا تم یہ کہنا چاہتے ہو کہ فرہاد کو میری موت کا یقین نہیں ہوگا؟''

''یہ بات نہیں ہے۔ وہ بار بار تمہارے لب و لہجے کو گرفت میں لے کر خیال خوانی کی پرواز کرے گا اور بھٹکتا رہے گا۔ پھر اسے یقین ہو جائے گا۔ لیکن جب تک سونیا زندہ ہے، تب تک تم اس کی زندگی میں سونیا بن کر نہیں رہ سکو گی۔''

وہ ناگواری سے بولی۔ ''بے شک۔ اب وہ مجھے مجرم کی طرح کھٹک رہی ہے۔ پتا نہیں کہاں گم ہو گئی ہے؟ زندہ بھی ہے یا مَر چکی ہے؟ جب تک اس کی موت کا یقین نہیں ہوگا، تب تک میں سونیا بن کر فرہاد کے سامنے جانے کا خطرہ مول لینا نہیں چاہوں گی۔''

''جس طرح فرہاد اور دوسرے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو بھی تمہارا دماغ نہیں ملے گا، اور وہ تمہیں مُردہ سمجھتے رہیں گے، کیا اسی طرح ہم سونیا کو بھی مُردہ سمجھ لیں گے؟ کیونکہ اس کا دماغ بھی ہمیں نہیں مل رہا ہے۔''

''کچھ عرصے تک دیکھنا ہوگا۔ اسے تلاش کرنا ہوگا۔ جب اس کی آواز اور لب و لہجہ نہیں ملے گا، اس کی زندگی کے کوئی آثار نظر نہیں آئیں گے تب سمجھنا ہوگا کہ واقعی وہ مَر چکی ہے۔''

وہ ایک ذرا توقف سے بولی۔ ''میں بہت بڑا گیم کھیلنے جا رہی ہوں۔ سونیا بن کر ساری زندگی فرہاد کے ساتھ رہنا چاہوں گی۔ آج نہیں تو کل اس کا سراغ ضرور ملے گا۔ اگر وہ زندہ ہوگی تو میں اسے زندہ نہیں رہنے دوں گی۔ لیکن......''

وہ بولتے بولتے رُک گئی۔ اس نے پوچھا۔ ''چپ کیوں ہوگئیں؟''

''میں یہ نہیں چاہتی کہ میرے اس گیم کا کوئی بھی رازدار زندہ رہے۔ تمہارے سامنے میرا آلۂ کار بیٹھا ہوا ہے۔ وہ جانتا ہے کہ آج ہم نے کیسا ڈراما پلے کیا ہے؟ یہ شخص فرہاد یا اس کے کسی ٹیلی پیتھی جاننے والے کے ہتھے چڑھ سکتا ہے۔ اور وہ اس کے چور خیالات پڑھ کر معلوم کر سکتے ہیں کہ میں کس طرح لوی کرسٹل کی شخصیت کو ختم کر کے سونیا بن رہی ہوں۔''

وہ تائید میں سر ہلا کر بولا۔ ''بے شک۔ کبھی اتفاقاً ایسا ہو سکتا ہے۔ یہ فرہاد وغیرہ کے ہتھے چڑھ سکتا ہے۔''

''اس سے گن لے لو۔''

کاشف نے فوراً ہی اس کے حکم کی تعمیل کی۔ اس کے ہاتھوں سے گن لے لی۔ لوی اس آلۂ کار کے اندر تھی۔ اس لیے اس نے انکار نہیں کیا۔ چپ چاپ اسے اپنی گن دے دی۔ پھر لوی نے اس سے کہا۔ ''میں نے بہت مختصر سے عرصے کے لیے تمہیں اپنا تابعدار بنایا تھا۔ اب مجھے تمہاری ضرورت نہیں ہے۔''

وہ بولا۔ ''جیسے آپ کی مرضی۔ کیا میں یہاں سے چلا جاؤں؟''

''ہاں۔ مگر یہاں سے سیدھے اوپر جاؤ۔ اب تمہیں مَر جانا چاہیے۔ تمہارے زندہ رہنے سے میری موجودہ پلاننگ کو نقصان پہنچ سکتا ہے۔''

وہ گھبرا کر بولا۔ ''یہ آپ کیا کہہ رہی ہیں؟ میں نے آپ کی خدمت کی ہے۔ آپ کی تابعداری کرتا رہا ہوں۔ اب بھی کہیں گی تو ساری زندگی تابعداری کرتا رہوں گا لیکن مجھے جان سے نہ ماریں۔ میں زندہ رہنا چاہتا ہوں۔''

''سب ہی زندہ رہنا چاہتے ہیں۔ کوئی موت نہیں چاہتا۔ لیکن کیا کیا جائے؟ کبھی کبھی ایک زندہ انسان دوسرے زندہ انسان کے لیے خطرہ بن جاتا ہے۔ تم بھی میرے لیے خطرہ بن گئے ہو۔''

وہ کاشف جمال کے دماغ میں آ گئی۔ اس نے اشارہ ملتے ہی اس تابعدار کو گولی ماردی۔ وہ جو تابعدار تھا، اس کی غلامی کر رہا تھا، اس نے کبھی بے وفائی نہیں کی تھی۔ نہ کرنے سے بھی کیا ہوتا ہے؟ لوگ وفا کے صلے میں بھی مارے جاتے ہیں۔

چند لمحوں تک خاموشی رہی۔ کاشف سامنے پڑی ہوئی لاش کو دیکھتا رہا۔ لوی نے اس کے ذریعے اس آلۂ کار کی موت کا یقین کیا۔ پھر کہا۔ ''ایک رازدار ختم ہو چکا ہے۔ اب ایک اور رہ گیا ہے۔''

اس نے تعجب سے پوچھا۔ ''اور کون رہ گیا ہے؟''

وہ ایک ذرا چپ رہی پھر بولی۔ ''میں بڑے دُکھ کے ساتھ اور افسوس کے ساتھ کہہ رہی ہوں۔ وہ تم ہو......''

اس نے ایک دم سے چونک کر خلا میں تکتے ہوئے کہا۔ ''میں؟ میں تو تمہارا پرانا تابعدار ہوں؟ کیا میری فرمانبرداری اور تابعداری پر تمہیں کوئی شبہ ہے؟''

''شبہ تو کسی پر نہیں کیا جا سکتا۔ لیکن تم بھی فرہاد یا اس

کے کسی ٹیلی پیتھی جاننے والے کے ہتھے چڑھ سکتے ہو۔ وہ تمہارے چور خیالات پڑھ کر میرے بارے میں سب کچھ معلوم کرلیں گے۔ یہ بھید کھل جائے گا کہ میں اصل سونیا نہیں ہوں۔ بلکہ سونیا کا رول ادا کررہی ہوں۔''

وہ پریشان ہوکر بولا۔ ''لیکن۔ میں۔ میں تو بہت محتاط رہتا ہوں۔ اور تم بھی میری حفاظت کرتی رہتی ہو۔ پھر بھلا میں دشمنوں کے ہتھے کیسے چڑھ سکتا ہوں؟''

''جو ہم کبھی نہیں سوچتے وہ ہو جاتا ہے۔ اتفاقاً کچھ بھی ہوسکتا ہے۔ تم زندہ رہنے کے لیے خواہ مخواہ بحث نہ کرو۔ مر جاؤ۔''

''تمہیں میرے جیسا مددگار ٹیلی پیتھی جاننے والا دوسرا کوئی نہیں ملے گا۔ اچھی طرح سوچ لو۔''

''سوچ لیا ہے۔ میں فرہاد کی قربت حاصل کرنے کے لیے جب اپنے آپ کو مار سکتی ہوں تو پھر تمہاری کیا حیثیت ہے؟ مجھے ٹیلی پیتھی جاننے والے تابعدار اور بہت مل جائیں گے۔ چلو اس گن کا رُخ اپنی طرف کرو۔''

وہ ایسا نہیں کرنا چاہتا تھا لیکن بے اختیار کرتا چلا جارہا تھا۔ نومی نے اس کے دماغ پر پوری طرح قبضہ جما رکھا تھا۔ اس کے اندر انکار کی ایک ذرا گنجایش نہیں چھوڑنا چاہتی تھی۔ اور ایسا ہی ہوا۔ اس نے پستول کی نال کو اپنی ٹھوڑی کے نیچے حلق کے پاس رکھا۔ پھر ٹریگر کو دبا دیا۔

خیال خوانی کی لہریں ایک جھٹکے سے واپس آگئیں۔ نومی اپنی جگہ دماغی طور پر حاضر ہوگئی۔ جب اس نے ٹیلی پیتھی سیکھی تھی، تب سے کاشف جمال ہی اس کا پہلا معمول اور تابعدار بنا تھا۔ وہ ایک طویل عرصے سے دن رات اس کا وفادار رہا تھا۔ اس کے ہر حکم کی تعمیل کرتا آیا تھا۔ لیکن کیا کیا جائے؟ اپنے بدن کے کسی ایک حصے میں زہر پھیلنے کا شبہ ہو جائے تو اسے کاٹ کر پھینک دینا پڑتا ہے۔ ورنہ پورا وجود خاک ہوجاتا ہے۔

اس نے کاشف جمال کو کاٹ کر پھینک دیا تھا اور اپنے باقی وجود کو بچالیا تھا۔

☆☆☆

وہ بچپن ہی سے عجیب و غریب لڑکی سمجھی جاتی تھی۔ کبھی کبھی ایسی باتیں کرتی تھی جو محض بکواس لگتی تھیں۔ لیکن وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اس کی وہ باتیں درست ثابت ہوتی تھیں۔ رفتہ رفتہ یہ حقیقت واضح ہونے لگی کہ اسے پیش آنے والے واقعات کا علم پہلے سے ہوجاتا ہے۔

اس کی عادتیں عجیب سی تھیں۔ سردی کا موسم ہو یا گرمی کا۔ وہ روز صبح گھر سے نکل جایا کرتی تھی۔ یا گھر کے باہر بھی رات گزارتی تھی وہاں سے سیدھی مسجد کے سامنے جاتی تھی۔ اور اس کے ایک زینے پر سر جھکا کر بیٹھ جاتی تھی۔ صبح سے لے کر سورج غروب ہونے تک وہ نہایت نیک اور پارسا رہتی تھی۔ فجر، ظہر اور عصر کی نمازیں پڑھا کرتی تھی۔ اور دکھی انسانوں کے کام آتی رہتی تھی۔ پھر شام اندھیرا پھیلتے پھیلتے وہ شہر سے دور چلی جاتی تھی۔ اور شہر سے کٹے ابوالہول کے مجسمے کے پاس جاکر کھڑی ہو جاتی تھی۔ اس کا طواف کرتی تھی۔ اور رفتہ رفتہ ایسی خطرناک ہو جاتی تھی جیسے کوئی چڑیل ابھی قبرستان سے اٹھ کر چلی آرہی ہو۔

جب وہ بچی تھی تو قاہرہ شہر سے ابوالہول کے مجسمے تک میلوں دور کیسے چلی جایا کرتی تھی، یہ کبھی معلوم نہ ہوا۔ جوانی میں بڑی تیز طرار ہوگئی تھی۔ موٹر سائیکل اور کار آندھی طوفان کی طرح ڈرائیو کرتی تھی۔ اور ابوالہول کے مجسمے تک پہنچ جایا کرتی تھی۔

میری داستان میں کبھی ضرورت ہوئی تو میں اس کے بچپن کے چند اہم واقعات پیش کروں گا۔ فی الحال جوانی بھری بہاروں سے اس کی روداد پیش کررہا ہوں۔

اس کا نام جمائلہ حقانی تھا۔ بچپن سے جوان ہونے تک اس کی اتنی شہرت ہوگئی تھی کہ قاہرہ شہر کے باہر پورے مصر میں اس کے متعلق طرح طرح کی باتیں ہونے لگی تھیں۔ اور اس کی ذات سے عجیب و غریب واقعات منسوب کیے جانے لگے تھے۔

اُس بچی کے بارے میں کہا جاتا تھا کہ وہ آنے والی مصیبتوں کے بارے میں ہمیشہ سچ بولتی ہے۔ جو کہہ دیتی ہے وہ واقعہ ضرور پیش آتا ہے۔

اس کے بارے میں یہ بھی مشہور تھا کہ وہ سامنے والے کا چہرہ دیکھ کر بتا دیتی ہے کہ وہ دوست ہے یا دشمن ہے، یار ہے یا عیار ہے۔ ایک بار پولیس کے ایک بہت بڑے افسر نے اسے آزمایا تھا۔ اس سے پوچھا تھا کہ جو خطرناک مجرم پچھلے چار برس سے گرفت میں نہیں آرہا ہے، نہ جانے کہاں روپوش رہتا ہے؟ کیا وہ اس کا پتا ٹھکانا بتا سکتی ہے؟

اس گیارہ برس کی بچی نے انکار میں سر ہلا کر کہا۔ ''مجھے بتانے کی ضرورت نہیں ہے۔ وہ کل شام بہرام کے اس میوزیم میں گرفتار ہوگا، جہاں فرعون ثانی کی ممی رکھی ہوئی ہے۔''

دوسرے دن شام کو وہی ہوا جو اس نے کہا تھا۔ وہ خطرناک مجرم چار برس کے بعد اچانک ہی ڈرامائی انداز میں گرفتار کرلیا گیا تھا۔ اس پیش گوئی کے بعد جمائلہ حقانی کی شہرت دور دور تک پھیل گئی۔

جب وہ چودہ برس کی ہوئی تو محکمۂ موسمیات کے ایک عہدیدار نے کہا۔ ''ہمارے بارے میں بھی کوئی اچھی پیش گوئی کرو۔''

وہ انکار میں سر ہلا کر بولی۔ ''کوئی اچھی پیش گوئی نہیں ہے۔ دریائے نیل میں بلا کی طغیانی آنے والی ہے۔''

اس پیش گوئی کے دو دن بعد ہی دریائے نیل میں ایسا سیلاب آیا کہ اس کے کنارے کی کئی بستیاں زیرِ آب آگئیں۔

وہ بڑی معصومیت سے کہتی تھی۔ ''میں کوئی جادو نہیں جانتی ہوں۔ مجھے کوئی پُراسرار علم نہیں آتا ہے۔ بس میں آنکھوں کے سامنے ایسے مناظر دیکھتی ہوں جو مجھ سے کہتے ہیں کہ یہ ضرور ہونے والا ہے۔ اور میں دیکھتی ہوں، یہ ضرور ہونے والا ہے، آپ سب بھی دیکھتے ہیں کہ ایسا ضرور ہوتا ہے۔''

جب وہ سولہ برس کی ہوئی تو وہاں کی وزارتِ داخلہ کے سیکریٹری نے اس کے والدین سے کہا۔ ''تمہاری بیٹی بہت خوش نصیب ہے اسے پولیس کے محکمے میں ایک بہت بڑا عہدہ دیا جارہا ہے۔ وہ مجرموں کی تصاویر دیکھا کرے گی اور ان کے گھر والوں سے ملا کرے گی۔ اس طرح قانون کی بالادستی قائم رکھے گی۔''

اس کے والدین بہت خوش ہوئے۔ لیکن جمائلہ نے صاف انکار کردیا۔ وزارتِ داخلہ کے سیکریٹری کے پاس پہنچ کر کہا۔ ''میرے آگے اندھیرا ہی اندھیرا ہے، اس تاریکی میں جو بھی میرے پاس آئے گا یا مجھے اپنے ساتھ لے جانا چاہے گا تو بہت نقصان اٹھائے گا۔''

پولیس کے ایک اعلیٰ افسر نے کہا۔ ''تم قانون کے محافظوں کا ساتھ نہیں دینا چاہتیں اس لیے باتیں بنارہی ہو۔ کچھ معلوم بھی تو ہو کہ ہمیں کس طرح کا نقصان پہنچ سکتا ہے؟''

جمائلہ نے کہا۔ ''جس دن میں تمہارے ڈیپارٹمنٹ میں قدم رکھوں گی، اس دن کے بعد ہر ہفتے پولیس کا اعلیٰ افسر مارا جائے گا۔ تین ہفتوں میں تین اعلیٰ افسر بے موت مارے جائیں گے۔ ان کی موت کا کوئی سراغ بھی نہیں ملے گا۔ اور نہ ہی ان کے قاتل کو گرفتار کیا جاسکے گا۔''

اعلیٰ افسر نے کہا۔ ''تم یہ کہنا چاہتی ہو کہ ہمارے ڈیپارٹمنٹ میں سب ناکارہ ہیں، نااہل ہیں؟ تمہاری پیش گوئی کے بعد ہم محتاط نہیں رہ سکیں گے اور اس قاتل کو گرفتار نہیں کرسکیں گے؟ یہ تو ہمارے لیے ایک بہت بڑا چیلنج ہے۔''

دوسرے اعلیٰ افسر نے کہا۔ ''تم کل سے ہمارے ڈیپارٹمنٹ میں آکر اپنی ڈیوٹی سنبھالو گی۔ ہم دیکھنا چاہتے ہیں کہ وہ کون ایسا جی دار قاتل ہے جو ہم میں سے تین افسران کو قتل کر کے چلا جائے گا اور ہم اس کا کچھ بگاڑ نہیں سکیں گے؟''

وہ دوسرے دن اس ڈیپارٹمنٹ میں اپنی ڈیوٹی ادا کرنے کے لیے گئی۔ اس سے پہلے ہی پورا پولیس ڈیپارٹمنٹ الرٹ ہوگیا تھا۔ اعلیٰ افسران اپنے سائے کو دیکھ کر یوں چونک جاتے تھے جیسے وہ اجنبی قاتل آگیا ہو۔

پورے سات دنوں تک تمام افسران سہمے ہوئے ٹینشن میں مبتلا رہے۔ ساتویں دن اعلیٰ افسران نے جمائلہ کو طلب کیا پھر کہا۔ ''تمہاری پیش گوئی اس بار غلط ثابت ہوئی ہے۔ ہماری تربیت، ہمارے تجربات ایسے ہیں کہ ہم نے تمہاری پیش گوئی کو درست ہونے نہیں دیا ہے۔''

جمائلہ حقانی نے کہا۔ ''میری پیش گوئی کبھی غلط نہیں ہوتی۔ آپ میں سے ایک اعلیٰ افسر کم ہے۔''

ایک نے کہا۔ ''ہم جانتے ہیں۔ وہ چھٹی پر گیا ہوا ہے۔''

وہ بولی۔ ''وہ ہمیشہ کے لیے چھٹی پر جاچکا ہے۔''

سب نے چونک کر اسے دیکھا۔ پھر کہا۔ ''تم جھوٹ بولتی ہو۔''

''اس سے رابطہ کر کے دیکھ لیں، حقیقت کیا ہے؟ وہ یہاں سے اسی لیے چھٹی پر گیا تھا کہ موت وہاں اسے گلے لگانے کے لیے بلارہی تھی۔''

انہوں نے رابطہ کیا۔ دوسرے شہر سے اس کے ایک رشتے دار نے کہا۔ ''ابھی ہم آپ کو اطلاع دینے ہی والے تھے۔ سپرنٹنڈنٹ آف پولیس جبار ایک مجرم کے تعاقب میں گیا تھا۔ واپسی پر اس کی لاش آئی ہے۔''

یہ سنتے ہی تمام افسران جمائلہ کو حیرانی اور پریشانی سے دیکھنے لگے۔ ایک نے کہا۔ ''جب تمہیں یہ معلوم ہے کہ ہم میں سے تین افسران یکے بعد دیگرے مارے جائیں گے تو تم یہ بھی جانتی ہوگی کہ ان میں سے ایک کو کس نے قتل کیا ہے؟ اور باقی دو کو کون قتل کرنے والا ہے؟''

''اگر میں جانتی تو بتا دیتی۔ نہیں جانتی اس لیے خاموش ہوں۔''

ایک اعلیٰ افسر نے سخت لہجے میں کہا۔ ''جھوٹ مت بولو۔ تم اس ڈیپارٹمنٹ میں رہ کر اپنے ملک و قوم کی خدمت نہیں کرنا چاہتی ہو۔ اس لیے اس قاتل کی نشان دہی نہیں کررہی ہو۔''

اُن تمام افسران نے متفقہ طور پر فیصلہ سنایا کہ اگلے ہفتے پھر دیکھا جائے گا کہ اس کی دوسری پیش گوئی درست ہوتی ہے یا نہیں؟

اگر اس کی دوسری پیش گوئی بھی درست ثابت ہوگی تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ جمائلہ قاتل سے ملی ہوئی ہے۔ اسے قتل کرنے کے مواقع فراہم کرتی ہے۔ یا پھر کسی پُر اَسرار علم کے ذریعے ان کے افسران کو موت کے گھاٹ اتار رہی ہے۔

یہ فیصلہ بھی کیا گیا کہ اگلے دو ہفتوں تک جمائلہ کو پولیس کسٹڈی میں رکھا جائے گا۔ وہ پولیس کی نگرانی میں اپنے گھر سے ڈیوٹی پر آیا کرے گی۔ اور ڈیوٹی سے گھر جایا کرے گی۔ اس کے گھر میں بھی پولیس کا پہرا رہا کرے گا۔

اس نے ان کے فیصلے کے آگے سر جھکا لیا۔ اس کی ایک بہت بڑی اصلیت کوئی نہیں جانتا تھا کہ وہ دن کے وقت سیدھی سادی، پُر امن شریف زادی بن کر رہتی ہے، پھر سورج کے غروب ہوتے ہی اس کا مزاج اور اس کی فطرت بدل جاتی ہے۔ وہ خیر سے شر بن جاتی ہے۔

اس روز سے وہ پولیس کی نگرانی میں رہنے لگی۔ پولیس کی دین اسے گھر لے کر آئی، اس وقت شام ہو رہی تھی۔ تھوڑی دیر بعد اندھیرا پھیلنے والا تھا۔ سورج کے ڈوبتے ہی اس کی فطرت بدلنے والی تھی۔

اس نے اپنے کمرے میں آکر دروازے کو اندر سے بند کیا۔ پھر باتھ روم میں جا کر شاور لیا۔ اس کے بعد لباس تبدیل کر کے ایک الماری کو کھولا۔ اس کے ایک حصے میں ناک کٹے ابوالہول کی ایک بڑی سی تصویر رکھی ہوئی تھی۔

اس وقت سورج ڈوب رہا تھا۔ اس نے تصویر کو نکال کر ایک میز پر رکھا۔ پھر اس کے سامنے سر جھکا کر کہا۔ ”اے اندھیرے کے خدا! میری راتوں کے رہبر! آج میں تیرے حضور حاضر نہ ہو سکی۔ میری مجبوری تو جانتا ہے۔ مگر میں آؤں گی۔ دیر سے آؤں گی لیکن ضرور آؤں گی۔ ابھی میرا شکار آنے ہی والا ہے۔“

ایسا کہتے وقت اس کی آنکھوں کے سامنے بڑا سا نمبر سیون دکھائی دیا۔ کچھ انگریز اور کچھ ایشیائی باشندے بیٹھے ہوئے تھے۔ وہ بھی ان کے درمیان بیٹھی باتوں میں مصروف تھی۔ اور اس کے کانوں میں ایک ہی سرگوشی گونج رہی تھی۔

”سیون۔ لکی سیون۔ سیون۔ لکی سیون۔“

ساری دنیا میں نمبر سات خوش قسمتی کا عدد سمجھا جاتا ہے۔ وہ عدد اس کی آنکھوں کے سامنے دکھائی دے رہا تھا۔ اور دماغ میں گونج رہا تھا۔ ایسے وقت دروازے پر دستک سنائی دی۔ اس نے پوچھا۔ ”کون ہے؟“

ماں کی آواز سنائی دی۔ ”بیٹی! میں ہوں [illegible] صاحب آئے ہیں۔ تم سے ملنا چاہتے ہیں۔“

اس نے معنی خیز انداز میں سامنے رکھی ہوئی تو[illegible] دیکھا پھر کہا۔ ”آپ انہیں قہوہ پلائیں۔ میں ابھی پہنچ آتی ہوں۔“

وہ گہری نظروں سے تصویر کو دیکھنے لگی، تصویر [illegible] اسے دیکھ رہی تھی۔ دونوں ایک دوسرے کے اندر [illegible] تھے۔ جمائلہ کی بھنویں تن کر کمان ہو گئی تھیں۔ آنکھ[illegible] گہری چمک پیدا ہو گئی تھی۔ چہرے کی معصومیت [illegible] سائے گہرے ہو گئے تھے۔ اس نے الماری کے پاس[illegible] مختصر سا سیکسی لباس نکالا۔

وہ پولیس کے آئی جی کی نیت کو خوب سمجھتی تھی۔ [illegible] اسے بیڈ روم میں بلایا۔ وہ کمرے میں آتے ہی ٹکٹکی [illegible] عریاں لباس سے جھلکتے ہوئے بدن کو للچائی ہوئی نظروں [illegible] دیکھنے لگا۔ وہ دن کے وقت جتنی سیدھی سادی دکھائی [illegible] اب اس کے برعکس نظر آ رہی تھی۔

وہ بیڈ کے سرے پر ایک ادائے ناز سے لیٹتے ہو[illegible]

”کیا خیال ہے؟ میں پورے سولہ برس کی ہوں۔“

وہ افسر ادھیڑ عمر کا تھا۔ جوانی سے بڑھاپے کی طر[illegible] رہا تھا۔ اب اس کی طرف آتے وقت کچھ جذبات [illegible] بڑھاپے سے ہانپنے لگا تھا۔

اس نے قریب آ کر اسے چھونا چاہا تو وہ کروٹ [illegible] بیڈ پر دور چلی گئی۔ پھر اٹھ کر بیٹھتے ہوئے بولی۔ ”مجھے [illegible] میں شرم آتی ہے۔ کہیں باہر لے چلو۔“

وہ کھنکار کر گلا صاف کرتے ہوئے بولا۔ ”ہاں [illegible] کیوں نہیں؟ ابھی چلو، میرے پاس گاڑی ہے۔“

”میں پولیس کی گاڑی میں نہیں جاؤں گی۔ [illegible] ہے کہ میری کار میں مجھے لے چلو گے۔ اور ہمارے سا[illegible] سپاہی بھی نہیں ہوگا۔“

وہ اس کی طرف بڑھتے ہوئے بولا۔ ”تم جو کہو گی [illegible] ہوگا۔ مگر مجھے چھونے تو دو۔“

وہ ایک ادا سے پیچھے ہٹتے ہوئے بولی۔ ”نہیں [illegible] دور نیل کے ویران ساحل پر چلو۔ وہاں چھونے کا [illegible] گا۔“

وہ اس کے لیے بُری طرح للچا رہا تھا۔ اس کی ہر [illegible] سر جھکا رہا تھا۔ وہ اس کے ساتھ چلتی ہوئی مکان سے [illegible] وہاں کھڑے ہوئے جونیئر آفیسر اور سپاہی اٹینشن [illegible]

سیلیوٹ کرنے لگے۔ آئی جی نے کہا۔ ”میں اسے لے کر باہر جا رہا ہوں۔ صبح سے پہلے واپس لے آؤں گا۔“

وہ جمائلہ کے ساتھ اس کی کار میں بیٹھ گیا۔ خود ڈرائیو کرتا ہوا وہاں سے جانے لگا۔ ایک افسر نے کہا۔ ”جب ہم یہاں آئے تو آئی جی صاحب کا ایسا کوئی ارادہ نہیں تھا۔ اب ان کے انداز سے پتا چل رہا ہے کہ وہ اس پر ہزار جان سے عاشق ہو رہے ہیں۔“

دوسرے افسر نے کہا۔ ”ہمیں ان کا تعاقب کرنا چاہیے۔ اس خطرناک کم سن حسینہ کی نگرانی کرتے رہنا چاہیے۔“

دوسری طرف جمائلہ نے کہا۔ ”میں ڈرائیو کرنا چاہتی ہوں۔“

وہ بولا۔ ”تم ابھی قانون کے مطابق کم عمر ہو۔ تمہیں ڈرائیونگ کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔“

”قانون تو تمہارے ہاتھوں کا کھلونا ہے۔ کیا تم میری یہ چھوٹی سی خواہش پوری نہیں کرو گے؟“

اس نے گاڑی کو سڑک کے کنارے روک دیا۔ پھر سیٹوں کا تبادلہ کیا۔ وہ اس کی سیٹ پر آ گیا۔ اور وہ اسٹیئرنگ سیٹ پر بیٹھ کر گاڑی ڈرائیو کرنے لگی۔ اسے ایسے علاقے میں لے آئی جہاں گاڑیوں کا اور پیدل چلنے والوں کا ہجوم لگا رہتا تھا۔ آئی جی نے پریشان ہو کر کہا۔ ”یہ تم کہاں چلی آئی ہو؟ گاڑی ہجوم میں پھنسے گی تو ہم یہاں سے نکل نہیں پائیں گے۔ گھنٹوں لگ جائیں گے۔“

وہ مسکرا کر بولی۔ ”مجھے بھیڑ میں بہت اچھا لگتا ہے۔ گاڑیوں کے ہارن کا شور، دوڑتے بھاگتے ہوئے لوگ، بہت اچھے لگتے ہیں۔ میں ذرا انجوائے کرنا چاہتی ہوں۔ کیا تمہیں اعتراض ہے؟“

”مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔ میں تو تمہاری ہر خوشی پوری کرنا چاہتا ہوں۔ لیکن ذرا میرے بھی جذبات کا خیال کرو۔ اور جلد سے جلد مجھے تنہائی کا موقع دو۔“

”میں ضرور موقع دوں گی۔ دیر آید۔ درست آید...... فی الحال تم مجھ سے باتیں کرتے رہو، دیکھتے رہو اور للچاتے رہو۔“

وہ گاڑیوں کے اور لوگوں کے ہجوم میں تنگ راستوں اور گلیوں سے گزرنے کے لیے آئی تھی۔ وہاں سے وہ اپنا تعاقب کرنے والوں کو آسانی سے ڈاج دے سکتی تھی اور وہ یہی کر رہی تھی۔ پولیس افسران اور سپاہی اِدھر اُدھر مختلف راستوں اور گلیوں میں بکھر گئے تھے۔ تعاقب کے دوران جمائلہ سے دور نہیں رہنا چاہتے تھے۔ لیکن ہجوم میں اس کی گاڑی کبھی نظر آتی تھی اور کبھی نظروں سے اوجھل ہو جاتی تھی۔

پھر وہ اوجھل ہو گئی۔ وہ اسے تلاش کرتے ہی رہ گئے۔

آئی جی نے حیرانی سے کہا۔ ”تم اتنی سی ہو۔ لیکن کتنی مشاقی سے کار ڈرائیو کرتی ہوئی ہجوم سے نکل آئی ہو۔ آخر تم ہو کیا چیز؟“

”میں ابھی چھوٹی ہوں۔ مگر عادتاً کھوٹی ہوں۔ کیا میرے بارے میں بہت کچھ جاننا چاہو گے؟“

”ہاں۔ ہم سب تجسس میں مبتلا رہتے ہیں کہ آخر تمہارے اندر کیسی غیر معمولی صلاحیتیں ہیں؟ ہمارے جاسوسوں نے معلومات حاصل کی ہیں۔ تم کالا جادو نہیں جانتی ہو۔ اور نہ ہی کبھی بلیک میجک کے سلسلے میں تمہاری کوئی مصروفیت دیکھی گئی ہے۔ پھر بھی تم غیب کی باتیں جان لیتی ہو؟“

”مجھے آگہی ملتی ہے۔ میں پیش آنے والے واقعات کو پہلے سے ہی اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھ لیتی ہوں۔“

وہ ونڈ اسکرین کے پار دیکھتے ہوئے بولا۔ ”یہ تو ہم شہر سے باہر نکل آئے ہیں۔ تم کہاں جا رہی ہو؟“

”میں تمہیں ایسی جگہ لے جا رہی ہوں، جہاں ہم دونوں کے علاوہ کوئی تیسرا نہیں ہوگا۔ اور میں وہاں تمہیں اپنے بارے میں بہت اہم باتیں بتانے والی ہوں۔ کیا تم معلوم نہیں کرنا چاہو گے؟“

وہ تجسس میں مبتلا تھا۔ جلدی سے سر ہلا کر بولا۔ ”ہاں۔ ہاں۔ میں ضرور معلوم کرنا چاہوں گا۔“

وہ ہائی وے پر طوفانی رفتار سے کار ڈرائیو کر رہی تھی۔ اس نے پریشان ہو کر کہا۔ ”تم اتنی خطرناک ڈرائیونگ کیوں کر رہی ہو؟ آرام سے چلو۔“

”تمہاری قربت مجھے بھڑکا رہی ہے۔ اب مجھ سے بھی برداشت نہیں ہو رہا ہے۔ میں جلد سے جلد اپنی منزل تک پہنچنا چاہتی ہوں۔“

ایک گھنٹے بعد دور ہی سے ابوالہول کا مجسمہ دکھائی دینے لگا۔ وہ بولا۔ ”چاندنی رات میں یہ مجسمہ دور ہی سے بڑا ہیبت ناک لگتا ہے۔“

وہ بولی۔ ”اسے ہیبت ناک نہ کہو۔ یہ دنیا کا سب سے خوبصورت مجسمہ ہے۔ میں اس سے پیار کرتی ہوں۔“

وہ بڑی حیرانی سے بولا۔ ”تم اس سے پیار کرتی ہو؟ عقل والوں کے لیے یہ ایک عبرت ناک مجسمہ ہے۔ یہ ابوالہول شیطانی صفات کا حامل تھا۔ اس کی کٹی ہوئی ناک

بتاتی ہے کہ جو بُرے اعمال کے مرتکب ہوتے ہیں وہ موت کے بعد بھی ایسے ہی بدصورت، بدنما اور بدنام رہتے ہیں۔''
اس نے مجسمے کے سامنے پہنچ کر گاڑی کو ایک جھٹکے سے روک دیا۔ دروازہ کھول کر باہر آگئی، وہ بھی باہر آتے ہوئے بولا۔ ''یہاں ایک چھوٹا سا، خوبصورت سا ہوٹل ہے۔ ہم وہاں کئی گھنٹے عیش و عشرت میں گزار سکتے ہیں۔''
وہ اس کے قریب آکر بولی۔ ''اگر یہ ابوالہول بُرے اعمال کا مرتکب تھا تو تم اس وقت کیا ہو؟ میرے ساتھ کس نیت سے آئے ہو؟ اگر نیت اچھی ہے تو مجھے بیٹی کہو۔ اور اگر بُری ہے تو میں تمہاری بھی ناک کاٹ کر پھینک دوں گی۔''
''تم اپنی عمر سے زیادہ بول رہی ہو۔ تمہارے لہجے میں سراسر بدتمیزی ہے۔''
''مجھے ہاتھ لگاؤ گے تو اس سے بھی زیادہ بدتمیزی.... دکھاؤں گی۔''
وہ ناگواری سے بولا۔ ''کیا بکواس کر رہی ہو؟ میں یہاں صرف ہاتھ لگانے نہیں آیا ہوں۔ تمہیں پکڑنے، جکڑنے اور پیس ڈالنے کے لیے آیا ہوں۔ اور تم مجھے چیلنج کر رہی ہو۔''
وہ قہقہہ لگاتی ہوئی دو قدم پیچھے ہٹ گئی۔ اس نے لپک کر اسے پکڑ لیا۔ دوسرے ہی لمحے اس کے حلق سے ایک چیخ نکلی۔ اسے اپنی پسلی میں تکلیف کا احساس ہوا تھا۔
اس نے جمائلہ کو دھکا دے کر پیچھے ہٹتے ہوئے اپنی پسلی کی طرف دیکھا، تو وہاں سے لہو رس رہا تھا۔ اور جمائلہ کی پانچوں انگلیاں اس کے لہو میں ڈوبی ہوئی تھیں۔ وہ جیسے انگلیاں نہیں تھیں۔ نوکیلی چھریاں تھیں۔ اس کی پسلی میں گھس کر تھوڑا سا گوشت نکال کر لے آئی تھیں۔
آئی جی کا سر چکرانے لگا۔ اس نے فوراً ہی اپنے لباس کے اندر ہاتھ ڈال کر ریوالور نکالا۔ جمائلہ نے گھوم کر قریب آتے ہوئے اس کی کلائی پر کراٹے کا ایک وار کیا۔ وہ تکلیف کی شدت سے چیخ پڑا، ریوالور ہاتھ سے چھوٹ کر دور جا گرا۔ یوں لگ رہا تھا جیسے کلائی کی ہڈی ٹوٹ گئی ہے۔
پسلیوں کی اور کلائی کی تکلیف ناقابلِ برداشت تھی۔ وہ گھٹنوں کے بل زمین پر بیٹھتا چلا گیا۔ ایسے ہی وقت جمائلہ نے پیچھے سے آکر اس کی گردن کو ایک بازو میں دبوچ لیا۔ دوسرے ہی لمحے میں آئی جی کے حلق سے ایک چیخ نکلی، اس نے ایک تیز دھاری آلے سے اس کی ناک کاٹ دی۔ اسے ابوالہول بنا دیا۔
وہ بے ہوش ہوگیا تھا۔ جمائلہ نے اسے زمین پر پٹخ دیا اور اپنے ہاتھوں کو اور اس آلے کو اس کے کپڑوں سے اچھی طرح پونچھنے لگی۔ پھر ابوالہول کے مجسمے کی طرف گھوم کر بولی۔ ''اس نے مجھے تیرے پاس آنے سے روکا تھا۔ ... نے اسے سزا دے دی۔ کیا تو مجھ سے خوش ہوا؟''
اسے اپنے اندر ''ہاں......'' کی ایک لمبی سی آواز سنائی دی جیسے ابوالہول اس کے اندر دھڑک دھڑک کر ... ہے۔ ''ہاں میں تجھ سے خوش ہوا۔ اور ہمیشہ خوش رہتا ہوں۔''
اسے ایسی کوئی آواز سنائی نہیں دی تھی، لیکن آگہی کے طور پر چشمِ تصور میں یہی دکھائی دے رہا تھا کہ ابوالہول اس سے بہت خوش ہے۔ یہ اس کی خوش فہمی نہیں تھی۔ اسے ... آکر جیسی پُراسرار قوتیں حاصل ہوتی رہتی تھیں اس سے یقین ہو جاتا تھا کہ ابوالہول اس پر مہربان رہتا ہے۔
وہ تھوڑی دیر تک مجسمے کے سامنے سر جھکائے کھڑی ... اپنے انداز میں اس کی پرستش کرتی رہی۔ پھر اس نے پلٹ کر آئی جی کی طرف دیکھا۔ وہ خون میں لتھڑا ہوا تھا۔ اور رفتہ رفتہ ہوش میں آرہا تھا۔ اسی وقت اس کے لباس میں رکھے ہوئے موبائل فون کا بزر سنائی دیا۔
جمائلہ نے اس کا فون نکال کر اسے آن کیا۔ اسی وقت آئی جی کی آنکھ کھل گئی۔ وہ دوسری طرف کی آواز سننے کی کوشش کرنے لگا۔ اس کے ماتحت افسران پوچھ رہے تھے، وہ کہاں ہے؟ اور اس سے رابطہ کیوں نہیں ہو رہا ہے؟
جمائلہ نے فون کو کان سے لگاتے ہوئے کہا۔ ''تمہارا افسر ابوالہول کے سامنے آدھا مُردہ اور آدھا زندہ پڑا ہوا ہے۔ آکر اسے لے جاؤ۔''
اس نے فون کو آف کر کے آئی جی کے سینے پر رکھا، پھر وہاں سے اٹھ کر اپنی کار میں آکر بیٹھ گئی۔ اسے اسٹارٹ کر کے وہاں سے جانے لگی۔ اب وہ گھر واپس نہیں جا سکتی تھی۔ اپنے والدین سے نہیں مل سکتی تھی۔ یہ یقینی بات تھی کہ پولیس والے اسے تلاش کریں گے پھر اسے زندہ نہیں چھوڑیں گے۔
اس نے شہر میں آکر میک اپ کا سامان اور کچھ ضروری چیزیں خریدیں۔ پھر وہاں سے کار ڈرائیو کرتی ہوئی نیل کے ایک ویران ساحل پر آکر رک گئی۔
اس نے ہیڈ لائٹس کو آن رکھا۔ پھر میک اپ کا سامان اور آئینہ لے کر اس لائٹ کے سامنے کچھ فاصلے پر بیٹھ گئی اور میک اپ کے ذریعے چہرے کو تبدیل کرنے لگی۔ ابھی وہ کم سن تھی، اس نے کہیں سے مجرمانہ زندگی گزارنے کی تربیت حاصل نہیں کی تھی۔ لیکن جب کچھ کرنے جاتی تھی تو ایسی کامیابی سے کر گزرتی تھی، جیسے جرائم کی دنیا میں گھاٹ گھاٹ کا پانی پی چکی ہو۔ اس نے میک اپ کرنا بھی کسی سے نہیں سیکھا تھا۔ لیکن جب وہ آئینے کے سامنے بیٹھی تو اپنا چہرہ بڑی کامیابی سے تبدیل کرتی چلی گئی۔
وہ جانتی تھی کہ شہر میں ایک سولہ برس کی کم سن دوشیزہ کو تلاش کیا جائے گا۔ وہ کسی بھی میک اپ میں رہتی تو اس پر شبہ کیا جا سکتا تھا۔ لہٰذا اس نے خود کو میک اپ کے ذریعے ایک بوڑھی خاتون بنا لیا۔ اس نے ٹیک ٹیک کر چلنے کے لیے ایک ایسی چھڑی خریدی تھی جس کے اندر نوک دار چاقو چھپا ہوا تھا۔ اس چھڑی کے ہتھے کے ایک بٹن کو دبایا جاتا تو اس کے نچلے سرے سے فوراً ہی ایک چاقو باہر نکل آتا تھا۔
اس نے موبائل فون اور کچھ ضروری سامان بھی خریدا تھا۔ پھر وہ سب ایک بیگ میں رکھ کر چھڑی ٹیکتی ہوئی اپنی کار کو وہیں چھوڑ کر جانے لگی۔
وہ نیل کے ساحل پر کئی میل تک پیدل چلتی رہی۔ اسے آنکھوں کے سامنے ایک چھوٹا سا خالی بنگلا دکھائی دے رہا تھا۔ آگہی مل رہی تھی کہ وہ بنگلا باہر سے مقفل ہے، لیکن وہ اسے کھول سکتی ہے۔ اور وہاں پناہ لے سکتی ہے۔
وہ چلتے چلتے شہری آبادی میں پہنچ گئی۔ وہاں سے ایک ٹیکسی میں بیٹھ کر ٹھیک اسی بنگلے کے سامنے پہنچ گئی۔ اس نے ٹیکسی والے کو کرایہ دے کر رخصت کیا۔ پھر ایک تار کے ذریعے اس مقفل دروازے کو کھولا تو وہ بڑی آسانی سے کھلتا چلا گیا۔
اس نے اندر آکر اس بنگلے کا جائزہ لیا۔ وہ بہت ہی خوبصورت اور آرام دہ تھا۔ اس نے ایک صوفے پر بیٹھ کر موبائل فون کے ذریعے اپنے ڈیڈی سے رابطہ کیا۔ پھر کہا۔ ''میں جمائلہ بول رہی ہوں۔ آپ اور ممی خیریت سے تو ہیں؟''
''بیٹی! تم کہاں چلی گئی ہو؟ پتا چلا ہے کہ وہ آئی جی زخمی حالت میں ملا ہے۔ اس کی ناک کاٹ دی گئی ہے۔ اسے اسپتال پہنچایا گیا ہے، پولیس والے تمہیں تلاش کر رہے ہیں۔ ہم پر سختی کی جا رہی ہے۔ تمہارا پتا پوچھا جا رہا ہے۔ ہماری سمجھ میں نہیں آرہا۔ تم یہ سب کیا کرتی پھر رہی ہو؟''
''ڈیڈ! بچپن سے میں اب تک عجیب و غریب ضرور رہی ہوں لیکن آپ کے لیے اور ممی کے لیے کبھی پرابلم نہیں بنی۔ اگر تھوڑی دیر کے لیے مصیبتیں آتی ہیں تو وہ ٹل جاتی ہیں۔ آج بھی آپ کو مصائب کا سامنا کرنا ہوگا۔ میں جلد ہی ان پولیس والوں سے آپ دونوں کو نجات دلا دوں گی۔''
اس نے اپنے ماں باپ کو تسلیاں دے کر فون بند کر دیا۔
اس کے والدین بھی اپنی بیٹی کو اچھی طرح جانتے تھے۔ اور یہ سمجھتے تھے کہ وہ اتنی سی عمر میں ناقابلِ شکست ہے۔ کوئی اس پر غالب نہیں آسکے گا۔ اگرچہ مصیبتیں آئیں گی لیکن وہ عارضی ہوں گی۔ بیٹی انہیں ضرور نجات دلائے گی۔
وہ بچپن میں اپنی راتیں ابوالہول کے سائے میں گزارا کرتی تھی۔ جوان ہونے لگی تو کبھی ابوالہول کے سائے میں رہنے لگی اور کبھی شہر کے نائٹ کلب اور تفریح گاہوں میں راتیں گزارنے لگی تھی۔ اس رات وہ ایک بوڑھی خاتون کے روپ میں تفریح کرنے کے لیے نکلی، ایک نائٹ کلب میں پہنچی جہاں وہ جوان لڑکی کے روپ میں پہلے کئی بار آچکی تھی وہ پورے شہر میں شیطان کی طرح مشہور ہوگئی تھی۔ کوئی اس کے ساتھ بیٹھ کر تاش نہیں کھیلتا تھا۔ سب جانتے تھے کہ جو بھی بیٹھے گا اس کے سامنے ہزاروں، لاکھوں ڈالرز ہار کر ہی اٹھے گا۔
اس رات وہ ایک میز کے پاس آکر بیٹھ گئی۔ وہاں دو جواری کھیلنے میں مصروف تھے۔ ایک نے اسے دیکھ کر پوچھا۔ ''بوڑھی اماں! یہ تمہارے اللہ اللہ کرنے کی عمر ہے، کیا یہاں دو کے چار اور پانچ کے دس بنانے آئی ہو؟''
وہ کپکپاتی ہوئی آواز میں بولی۔ ''ہاں۔ میری حالت بہت خراب ہے۔ مالی طور پر بہت کمزور ہوں۔ سوچا، شاید یہاں سے کچھ حاصل کر کے جاسکوں؟''
دوسرے جواری نے کہا۔ ''بھئی میں تو خالی ہوگیا۔ تم اس بوڑھی اماں کے ساتھ کھیلنا چاہو تو کھیل لو۔ میں تو چلا......''
وہ جواری ادھیڑ عمر کا ایک شخص تھا۔ اس نے پوچھا۔ ''کیا واقعی کھیلو گی؟''
وہ بولی۔ ''ہاں۔ میں کاؤنٹر پر پچاس ہزار ڈالر دے کر آئی ہوں۔ اور یہ دس ہزار ڈالر کے ٹوکن ہیں۔ کھیل شروع کرو۔''
کھیل شروع ہوگیا۔ پہلی ہی بازی میں جمائلہ نے دو ہزار ڈالر داؤ پر لگا کر دس ہزار جیت لیے۔ وہ حیرانی سے بولا۔ ''اولڈ ماما! تم تو بڑی لکی ہو۔ کوئی بات نہیں۔ اگلی بازی میں جیت لوں گا۔''
پھر سے پتے پھینٹے گئے۔ اور بانٹے گئے۔ ایسے وقت اس نے دیکھا، پولیس کا ایک اعلیٰ افسر سپاہیوں کے ساتھ وہاں آگیا تھا۔ کلب کے منیجر کے ساتھ گھومتا پھر رہا تھا۔ اسے تلاش کر رہا تھا۔ اگلی بار جمائلہ نے دس ہزار ڈالر داؤ پر لگائے تھے۔ اور اس کے پاس خاصے بڑے پتے آئے تھے۔

وہ دس ہزار کے بیس ہزار جیت سکتی تھی۔ اور وہ ہر بار جیتنے کے باعث اس کلب میں بدنام ہو چکی تھی۔ سب ہی جانتے تھے کہ جمائلہ سے کوئی بازی نہیں لے جا سکتا۔

اب پولیس والوں کی موجودگی میں ہار جانا ضروری ہو گیا تھا۔ اس نے اپنے پتے تاش کی گڈی میں واپس رکھ دیے۔ جواری نے پوچھا۔ ”کیا ہوا؟ تم نے پتے کیوں رکھ دیے؟“

وہ بولی۔ ”پتے اتنے چھوٹے تھے کہ شو کرتے ہوئے شرم آ رہی تھی۔ تم مجھ سے زیادہ لکی ہو۔ میں نے تم سے دس ہزار جیتے اور تم بیس ہزار جیت رہے ہو۔“

پولیس افسر نے کلب کے منیجر کے ساتھ وہاں آ کر جمائلہ کو دیکھا۔ پھر پوچھا۔ ”کیا یہاں بوڑھی خواتین بھی کھیلنے آتی ہیں؟“

منیجر نے کہا۔ ”آج پہلی بار یہ خاتون آئی ہیں۔“

پھر اس نے جمائلہ سے پوچھا۔ ”ویل میڈم! کیا تمہاری لک کام کر رہی ہے؟“

وہ کانپتی ہوئی آواز میں مایوس ہو کر بولی۔ ”میں قسمت آزمانے آئی تھی۔ لیکن یہاں بھی بدنصیبی رنگ دکھا رہی ہے۔ مجھے یہاں سے جانا ہی ہو گا۔“

پولیس افسر ہنستا ہوا منیجر کے ساتھ وہاں سے دوسری طرف چلا گیا۔ جواری نے کہا۔ ”اولڈ ماما! اتنی جلدی مایوس نہیں ہونا چاہیے۔ اور ایک آدھ بازی لگاؤ۔ شاید تمہاری لک کام کر جائے؟“

وہ پھر کھیلنے لگی۔ کبھی جیتنے لگتی۔ کبھی ہارنے لگتی۔ دوسری طرف پولیس والے اس کے گھر میں گھسے ہوئے تھے۔ اس کے ماں باپ کو پریشان کر رہے تھے۔ باپ کو ایک کمرے میں اور ماں کو دوسرے کمرے میں بند کیا گیا تھا۔ انہیں ٹارچر کیا جا رہا تھا اور پوچھا جا رہا تھا۔ ”سچ سچ بتاؤ، وہ راتوں کو کہاں جاتی ہے اور صبح تک یہاں کیوں نہیں آتی؟“

بوڑھی ماں نے روتے ہوئے کہا۔ ”اس طرح ظلم نہ کرو، تمہیں بہت مہنگا پڑے گا۔ میری بیٹی بہت سیدھی سادی ہے۔ میں یہ تو نہیں جانتی کہ وہ ساری رات کہاں رہتی ہے؟ لیکن صبح ہوتے ہی وہ مسجد کے زینے پر جا کر سر جھکا کر بیٹھ جاتی ہے۔ میں جانتی ہوں، وہ بہت نیک ہے۔ پارسا ہے، کوئی غلط کام نہیں کرتی ہے۔“

اس سے پوچھا گیا۔ ”وہ کس مسجد کے زینے پر جا کر بیٹھتی ہے؟“

”اسی علاقے کی پچھلی سڑک پر جو بڑی مسجد ہے، وہ وہیں صبح کے وقت ملے گی۔“

اس اعلیٰ افسر نے اپنے ماتحت افسر کو حکم دیا۔ ”سپاہیوں کے ساتھ اس مسجد کے پاس جاؤ۔ اور وہاں رہو۔ رات کے تین بج رہے ہیں۔ وہ اذان کے وقت مسجد کی سیڑھیوں پر ضرور آئے گی۔“

کلب میں رات کے تین بجے کھیل ختم ہو گیا۔ وہ ... ہزار ڈالر ہار گئی اور جان بوجھ کر ہار گئی۔ یہ جانتی تھی کہ ... والوں نے کلب کے منیجر کو حکم دیا ہے کہ جمائلہ کا کوئی سراغ ملے تو فوراً انہیں اطلاع دی جائے۔ اگر اس منیجر کو معلوم ہوتا کہ ایک بوڑھی خاتون پچاس ہزار ڈالر جیت ... ہے تو ایک نئی آنے والی خاتون کے سلسلے میں وہ ضرور ... سوچتا اور پولیس والوں کو ضرور اطلاع دیتا۔

وہ نہیں چاہتی تھی کہ پولیس والے آئیں اور اسے ... کر کے لے جائیں۔ وہ اپنی چھڑی کو تھام کر اٹھ گئی۔ جواری نے کہا۔ ”مجھے افسوس ہے، تم اپنی تمام رقم ہار کر جا رہی ہو۔ گھر جانے کے لیے کرائے کی ضرورت ہے تو میں تمہیں رقم دے سکتا ہوں۔“

”جو رقم ہار چکی ہوں، اس میں سے ایک بھی ڈالر ... بھیک کے طور پر لینا چاہوں گی اور نہ ہی قرض کے طور پر۔ اگر مجھے لفٹ دینا چاہو اور گھر تک پہنچانا چاہو تو مجھے خوشی ہو گی۔“

وہ دونوں وہاں سے جانے لگے۔ کاؤنٹر پر منیجر نے رخصتی مصافحہ کرتے ہوئے کہا۔ ”ہمیں خبر ملی ہے کہ آپ تمام رقم ہار چکی ہیں۔ ہمیں بہت افسوس ہے۔ ہم پچاس ... ڈالر تک ہارنے والوں کو پانچ سو ڈالرز واپسی کے لیے ... ہیں۔“

اس نے ایک لفافہ اس کی طرف بڑھاتے ہوئے ... ”اس میں پانچ سو ڈالر ہیں۔“

وہ انکار میں سر ہلا کر بولی۔ ”نہیں۔ میں یہاں ... بھیک لے کر نہیں جاؤں گی۔ دوسری بار آؤں گی اور ... ہزار کی جگہ ایک لاکھ ڈالر جیت کر لے جاؤں گی۔“

وہ اس جواری کے ساتھ وہاں سے جانے لگی۔ منیجر نے اسے طنزیہ نظروں سے دیکھا۔ اور زیرِ لب کہا۔ ”... والے ایسے ہی خواب دیکھتے ہوئے یہاں سے جاتے ہیں۔“

وہ باہر آ کر جواری کے ساتھ کار کی اگلی سیٹ پر ... پھر وہ کار وہاں سے چل پڑی۔ جواری نے کار ڈرائیو کرتے ہوئے پوچھا۔ ”کیا تمہاری کوئی اولاد بھی ہے؟“

”ہاں۔ جوان بیٹا ہے، بہو ہے۔ وہ میرے ... نہیں کرتے ہیں۔ میرے پاس اپنے خاوند کی چھوڑی ہوئی اچھی خاصی رقم ہے۔ میں اسی کو داؤ پر لگا کر دو کے دس اور دس کے بیس بنانا چاہتی ہوں۔ مگر آج قسمت نے میرا ساتھ نہیں دیا۔ کل دیکھوں گی۔“

وہ ایک علاقے سے گزرتے ہوئے بولی۔ ”بس اس بنگلے کے سامنے گاڑی روک دو۔“

گاڑی رُک گئی۔ وہ اترتے ہوئے بولی۔ ”کیا تم مجھے دروازے تک چھوڑنا نہیں چاہو گے؟“

وہ کار سے اتر کر اس کے سامنے کھڑا ہو گیا۔ اس نے اپنی چھڑی کو اٹھا کر اس کے نچلے سرے کو جواری کے سینے پر رکھا۔ پھر کہا۔ ”یہ میرا بنگلا نہیں ہے۔ میں دوسرے علاقے میں رہتی ہوں۔ تمہاری آخری سانسوں میں یہ بتا دینا چاہتی ہوں کہ تم سے جان بوجھ کر ہارتی رہی ہوں۔ اگر جیت جاتی تب بھی میری ہار ہوتی۔ پولیس والے مجھے گرفتار کر لیتے۔“

وہ ہنستے ہوئے بولا۔ ”اولڈ ماما! تم نے تو یہ چھڑی میرے سینے پر اس طرح رکھی ہے جیسے رائفل سے گولی مارنے والی ہو۔“

اس نے ہنسنے کے لیے منہ کھولا تو منہ کھلا کا کھلا رہ گیا۔ اس کے حلق سے ایک کراہ نکلی اور چھڑی کے اندر سے نکلا ہوا چاقو اس کے سینے میں پیوست ہو گیا۔

اس نے چھڑی کو اپنی طرف کھینچا پھر دوبارہ اس کے جسم میں پیوست کر دیا۔ وہ لڑکھڑا کر پیچھے گیا پھر زمین پر گر کر تڑپنے لگا۔ ذرا سی دیر میں ہی ٹھنڈا پڑ گیا۔ جمائلہ اس کے لباس سے اپنے چاقو کو صاف کرتے ہوئے بڑبڑانے لگی۔ ”یہ رات بڑی مہربان ہوتی ہے۔ تمام گناہوں کو اور تمام جرائم کو چھپا لیتی ہے۔“

اس نے بٹن دبا کر چاقو کو چھڑی کے اندر کیا پھر گاڑی میں آ کر بیٹھ گئی۔ اسے اسٹارٹ کر کے آگے بڑھانے لگی۔ کچھ دور جانے کے بعد روپوں سے بھرا ہوا بریف کیس اٹھا کر گاڑی سے اتر گئی۔ وہاں سے ایک ٹیکسی میں بیٹھ کر اپنے بنگلے میں پہنچی۔ صبح کے چار بجنے والے تھے۔ اس نے فوراً ہی غسل کیا۔ لباس تبدیل کیا۔ اس بار اس نے ایک شریف زادی کی طرح مکمل لباس پہنا، چہرے اور سر کو اسکارف سے ڈھانپ لیا۔ پھر اس بنگلے سے نکل کر مسجد کی طرف جانے لگی۔

پولیس افسر اور کئی سپاہی اس مسجد کو چاروں طرف سے گھیرے ہوئے تھے۔ اور اس کا انتظار کر رہے تھے۔ لیکن وہ اپنے علاقے کی مسجد سے تقریباً چھ میل کے فاصلے پر تھی۔ وہاں جو قریبی مسجد تھی، وہ اس کے ایک زینے پر آ کر بیٹھ گئی۔

اذان ہو رہی تھی۔ اور اس کا سر جھکا ہوا تھا۔ اس کے ذہن سے ساری خباثتیں نکل رہی تھیں۔ ابوالہول کا نام اور اس کا مجسمہ اس کے ذہن سے اور یادداشت سے گم ہو چکا تھا۔

ان لمحات میں اس کے دل اور دماغ کے اندر اللہ تعالیٰ کی تکبیر گونج رہی تھی۔ ”یا اللہ تعالیٰ! تو بڑا ہے۔ بے شک بڑا ہے۔ یا اللہ تعالیٰ! تو قوی ہے۔ قادرِ مطلق ہے۔ بے شک قدرت والا ہے۔ یا اللہ تعالیٰ! تو بڑا ہے۔ بے شک بڑا ہے۔ یا اللہ تعالیٰ! مجھ پر رحم فرما، تیرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے۔ تو ہمیشہ زندہ رہنے والا اور ہمیشہ قائم رہنے والا ہے۔ نہ تجھے اُونگھ آتی ہے، نہ نیند آتی ہے۔ تو زمین اور آسمان پر حکمرانی کرنے والا واحد معبود ہے۔ تیرے سامنے شیطان ہیچ ہے۔ کمینہ ہے۔ میں شیطان مردُود سے تیری پناہ مانگتی ہوں۔“

وہاں آنے والے نمازی اسے دیکھ رہے تھے۔ اور سیڑھیاں چڑھتے ہوئے مسجد کے اندر جا رہے تھے۔ وہ تمام عبادت گزار مسجد کے اندر نماز ادا کر رہے تھے اور وہ سیڑھی پر بیٹھی سر جھکائے کلامِ پاک کی آیتیں پڑھ رہی تھی۔ پھر وہاں سے اٹھ کر، چھڑی ٹیکتی ہوئی مسجد کے باہر آئی۔ سڑک کے کنارے ایک ٹیکسی میں بیٹھ کر اپنے بنگلے میں پہنچ گئی۔ وہاں اس نے موبائل فون کے ذریعے اپنی ماں سے رابطہ کیا۔ ”ہیلو ممی! میں بول رہی ہوں۔“

وہ روتے ہوئے بولی۔ ”بیٹی! تم کہاں ہو؟ پولیس والے اس مسجد کے پاس گئے تھے جہاں تم ہر صبح جاتی ہو۔ لیکن تم وہاں نہیں تھیں۔“

اس نے پوچھا۔ ”وہ آپ کے ساتھ کیسا سلوک کر رہے ہیں؟“

”بہت ہی بے رحمانہ سلوک کر رہے ہیں۔ انہوں نے تمہارے ڈیڈی کو گرفتار کر لیا ہے۔ اس وقت وہ حوالات میں ہیں۔“

وہ پریشان ہو کر بولی۔ ”آپ فکر نہ کریں۔ میں انہیں جلد ہی رہائی دلانے کی کوشش کروں گی۔“

ماں نے کہا۔ ”بیٹی! تم کیسے رہائی دلاؤ گی؟ ہم تمہاری عادت کو بچپن سے جانتے ہیں۔ دن کے وقت تم ایک سیدھی سادی اور نیک سیرت لڑکی بن جاتی ہو۔ ایسے میں تم سے کوئی غیر قانونی اور غیر اخلاقی فعل سرزد نہیں ہوتا۔“

”بے شک۔ میں قانون کو اپنے ہاتھوں میں نہیں لوں گی اور نہ ہی کوئی ایسا قدم اٹھاؤں گی جس میں اللہ تعالیٰ کی رضا شامل نہ ہو۔ آپ ذرا صبر کریں۔ میں پھر کسی وقت رابطہ

کروں گی۔''

اس نے فون بند کر دیا۔ پریشان ہو کر ادھر سے ادھر ٹہلنے لگی۔ شام ہونے تک اس کے دل و دماغ میں نیکی اور پاکیزگی رہتی۔ وہ کسی حال میں بھی مجبور ہو کر منفی حرکتوں کی مرتکب نہ ہوتی۔

وہ ٹہل رہی تھی، اللہ تعالیٰ کو یاد کر رہی تھی۔ اور کہہ رہی تھی۔ ''یا میرے معبود! یہ تیری دنیا کیسی ہے؟ یہاں نیکی اور شرافت سے کوئی بات نہیں بنتی۔ مزید بگڑتی ہی چلی جاتی ہے۔ اس کے برعکس بدمعاشی اور شیطانی حرکتوں سے بگڑا ہوا کام بن جاتا ہے۔ لیکن میں شیطان مردود پر لعنت بھیجتی ہوں۔ ایسی کوئی حرکت نہیں کروں گی جو تیری منشا کے اور قانون کے خلاف ہو۔''

اس نے فون کے ذریعے ڈی آئی جی کو مخاطب کیا۔ وہ اس کی آواز اور اس کا نام سنتے ہی چیخ کر بولا۔ ''تم؟ چڑیل کی بچی! کہاں چھپی ہوئی ہو؟ فوراً یہاں آ جاؤ۔ تم نے ہمارے آئی جی کی ناک نہیں کاٹی پورے پولیس ڈیپارٹمنٹ کی ناک کاٹ کر رکھ دی ہے۔ ہم تمہاری گردن اڑا دیں گے۔''

وہ بڑی نرمی سے بولی۔ ''تمہارا وہ اعلیٰ افسر میری آبرو لوٹنا چاہتا تھا، اسی لیے مجھے اس ویرانے میں لے گیا تھا۔ اگر وہ کامیاب ہو جاتا تو میری ناک کٹ جاتی۔ کیا اس وقت تم میری محبت میں اور ہمدردی میں اسی طرح چیختے چلاتے؟''

''بکواس مت کرو۔ فوراً یہاں چلی آؤ۔ یاد رکھو، تم ہماری نظروں سے چھپ نہیں سکو گی۔ کب تک چوہے کی طرح بل میں گھسی رہو گی؟''

''کیا تمہارا وہ افسر ہوش میں آ گیا ہے؟ میں اس سے بات کرنا چاہتی ہوں۔''

''آئی جی صاحب کی ناک کی اور پسلیوں کی مرہم پٹی کی گئی ہے۔ ان کی ناک میں نلکیاں لگائی گئی ہیں۔ جن کے ذریعے وہ سانس لے رہے ہیں۔ فی الحال وہ کسی سے بات کرنے کے قابل نہیں ہیں۔''

وہ بولی۔ ''ڈی آئی جی صاحب! میں آپ کو سمجھاتی ہوں۔ اپنے اس افسر کی حالت دیکھ کر عبرت حاصل کریں۔ میں قانون کو ہاتھ میں لینا نہیں چاہتی۔ اور نہ ہی کبھی لوں گی۔ لیکن وہ جو جمائلہ حقانی ہے۔ وہ موت سے زیادہ خطرناک ہے۔ کیونکہ موت ایک ہی بار آتی ہے۔ اور جمائلہ بار بار آ کر جینا حرام کر دیتی ہے۔''

''تم دھمکی دے رہی ہو کہ ہمارا جینا حرام کر دو گی۔ جبکہ ہم تمہیں ایک خارش زدہ کتیا کی موت مارنے والے ہیں۔''

''بے شک۔ آپ میری جان لے سکتے ہیں۔ لیکن میں جمائلہ کی بات کر رہی ہوں۔''

وہ غصے سے بولا۔ ''کیا بکواس کر رہی ہو؟ کیا تم جمائلہ نہیں ہو؟''

''میں جمائلہ ہوں۔ لیکن وہ جمائلہ نہیں ہوں، جس نے تمہارے اس افسر کی ناک کاٹی ہے۔''

''یو شٹ اپ! ہم سے مذاق کر رہی ہو۔ خود بول رہی ہو اور خود کو جمائلہ کی حیثیت سے چھپا بھی رہی ہو۔''

وہ پھر نرمی سے بولی۔ ''پلیز، آپ میری ایک بات کا جواب دیں۔ آپ نے میرے ڈیڈی کو کس جرم میں گرفتار کیا ہے؟''

''ابھی تو تمہارے باپ کو صرف گرفتار کیا ہے۔ تم آ گئیں تو اسے رہا کر دیا جائے گا۔ اور ہم نے یہ فیصلہ کیا ہے، اگر تم چوبیس گھنٹوں کے اندر ہمارے سامنے حاضر نہ ہوئیں تو تمہارے باپ کو گولی مار دیں گے۔''

''تم کس قانون کے تحت انہیں موت کی سزا دو گے؟''

''جب کوئی مجرم ہمارے قابو میں نہیں آتا تو ہم اسے عدالت میں پہنچنے سے پہلے ہی اس طرح ٹھکانے لگا دیتے ہیں کہ ہم پر کوئی الزام نہیں آتا۔ اگر چاہتی ہو کہ تمہارا باپ بے موت نہ مارا جائے تو کل ٹھیک دس بجے میرے آفس میں حاضر ہو جاؤ۔''

''آفیسر! میں نے ایک پیش گوئی کی تھی۔ تمہارے ڈیپارٹمنٹ میں جب بھی قدم رکھوں گی تو تمہارا کوئی ایک اعلیٰ افسر ایک ہفتے کے اندر اندر بے موت مارا جائے گا۔ اس طرح تین اعلیٰ افسر تین ہفتوں میں مارے جائیں گے۔ جس میں سے میری ایک پیش گوئی درست ہو چکی ہے۔''

وہ ایک ذرا توقف سے بولی۔ ''اب تم مجھے اپنے ڈیپارٹمنٹ میں حاضر ہونے کے لیے کہہ رہے ہو۔ میں وہاں قدم رکھوں گی تو میری پیش گوئی کے مطابق تمہارا کوئی دوسرا افسر ضرور مارا جائے گا۔ کیا تم کسی کی موت چاہتے ہو؟''

''ہم اچھی طرح سمجھ گئے ہیں۔ تمہاری کوئی پیش گوئی سچی نہیں ہوتی ہے۔ تم نے ہی ہمارے اس افسر کا مرڈر کیا تھا۔ اب یہاں آ کر گرفتار ہو جاؤ گی اور آہنی سلاخوں کے پیچھے رہو گی تو ہمارا کوئی افسر بے موت مارا نہیں جائے گا۔''

''میں خواہ مخواہ تم سے بحث کر رہی ہوں۔ نہ میں تمہیں سمجھا سکوں گی، نہ تم سمجھ سکو گے۔ آخری بار کہتی ہوں۔ جمائلہ حقانی سے ہوشیار رہو۔ تم مجھے حاضر ہونے کے لیے چوبیس گھنٹوں کی مہلت دے رہے ہو۔ وہ انتقام لینے پر آئے گی تو تم بھی نہیں بچ سکو گے۔''

وہ ایک گہری سانس لے کر بولی۔ ''میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتی ہوں۔ کسی کا نقصان نہیں چاہتی۔ تم میں سے کسی افسر کو بے موت مرتے نہیں دیکھنا چاہتی۔ اس لیے تمہیں سمجھا رہی ہوں۔ نہیں سمجھو گے تو بُری طرح پچھتاؤ گے۔''

یہ کہہ کر اس نے فون بند کر دیا۔ پریشان ہو کر پھر ٹہلنے لگی۔ اسے اپنی کمزوری اور بے بسی کا شدت سے احساس ہو رہا تھا۔ پتا نہیں، حوالات میں اس کے باپ کے ساتھ کیسا سلوک کیا جا رہا تھا؟ اور وہ اس کے تحفظ کے لیے کچھ کر نہیں پا رہی تھی۔

ایسے وقت قانون کا سہارا لیا جاتا ہے۔ لیکن وہ خود ایک مجرم کی حیثیت سے روپوش تھی۔ قانون کا سہارا نہیں لے سکتی تھی۔ یہ اچھی طرح جانتی تھی کہ پولیس والے اسے گرفتاری پیش کرنے کے لیے ہر جائز اور ناجائز طریقے سے مجبور کریں گے۔ اس کے باپ کو بھی حوالات سے باہر نکال کر گولی مار دیں گے اور یہ رپورٹ درج کریں گے کہ مجرم فرار ہو رہا تھا۔ ان پر فائرنگ کر رہا تھا لہٰذا مجبوراً اسے گولی ماری گئی ہے۔

باپ کی رہائی کے لیے کوئی قانونی اور جائز راستہ دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ دن کی روشنی تھی۔ اس کا دل اور دماغ روشن تھا۔ وہ اس روشنی میں اندھیر مچانا نہیں چاہتی تھی۔ اگر چاہتی تب بھی وہ جسمانی طور پر کمزور تھی۔ ذہنی طور پر کوئی تدبیر سجھائی نہیں دے رہی تھی۔ جو بھی تدبیر دماغ میں آتی تھی، وہ غیر قانونی اور شیطانی ہوتی تھی۔ اور اس وقت وہ ایک سیدھی سادی سی شیطانی عمل سے توبہ کرنے والی لڑکی تھی۔

وہ تھک ہار کر بستر پر لیٹ گئی۔ ایسے وقت اس کی آنکھوں کے سامنے پھر ایک بڑا سا نمبر سیون دکھائی دیا۔ اس کے ذہن میں سرگوشی سی ابھرنے لگی۔ ''لکی سیون۔ نمبر سیون۔ لکی سیون......''

وہ خود کو بڑے ہی شاہانہ انداز میں چلتے ہوئے دیکھ رہی تھی۔ اس کے پیچھے چند انگریز اور ایشیائی باشندے تھے۔ وہ سب بہت ہی خوش پوش، مہذب اور باوقار دکھائی دے رہے تھے۔ ان میں سے ایک نے اس کے لیے ایک بہت ہی قیمتی کار کا دروازہ کھولا۔ وہ اس میں بیٹھ گئی۔ پھر ڈرائیو کرتی ہوئی وہاں سے جانے لگی۔ ذہن میں سرگوشی ابھرنے لگی۔ ''لکی سیون۔ نمبر سیون......''

اس آگہی کے ساتھ ہی وہ گہری نیند میں ڈوب گئی۔ جب آنکھ کھلی تو شام کے چار بج چکے تھے۔ ایک گھنٹے بعد شام کے سائے پھیلنے والے تھے۔ وہ فوراً ہی اٹھ کر بیٹھ گئی۔ ہاتھ روم میں جا کر شاور لینے لگی۔ اس کے بعد لباس تبدیل کر کے باہر آ گئی۔ ایک ٹیکسی میں بیٹھ کر شہر کے باہر ہائی وے کی طرف جانے لگی۔

تمام دنیا کے سیاح ہر روز اچھی خاصی تعداد میں اہرامِ مصر اور ابوالہول کا ناک کٹا چہرہ دیکھنے کے لیے وہاں آیا کرتے ہیں۔ جب وہ وہاں پہنچی تو اچھی خاصی چہل پہل تھی۔ شام کے سائے تاریکی میں بدل رہے تھے۔ اور وہ اس مجسمے کے سامنے سر جھکا کر کھڑی ہو گئی تھی۔ زیرِ لب کہہ رہی تھی۔ ''اے اندھیرے کے خدا! اے میری راتوں کے رہبر! میں آ گئی ہوں۔ اپنے ماں باپ کی سلامتی کے لیے بہت پریشان ہوں۔ مجھے وہ غیر معمولی اور منفی قوتیں دے جن سے میں اپنے دشمنوں کو خاک میں ملا سکوں۔''

ایسے وقت اس کی آنکھوں کے سامنے بڑا سا نمبر سیون دکھائی دے رہا تھا۔ اور وہ ہوائی جہاز میں سفر کر رہی تھی۔ یہ آگہی مل رہی تھی کہ وہ اپنا یہ ملک چھوڑ کر کہیں دور جانے والی ہے۔

رات کے آٹھ بجے ڈی آئی جی اپنے گھر سے باہر تفریح کے لیے جا رہا تھا۔ اس وقت وہ وردی میں نہیں تھا۔ وہ باہر آ کر اپنی کار میں بیٹھنا چاہتا تھا۔ ایسے وقت اس نے دیکھا، کچھ فاصلے سے ایک بوڑھی عورت چھڑی ٹیکتی چلی آ رہی تھی۔ چلتے چلتے ٹھوکر کھا کر وہ اوندھے منہ گر پڑی۔

وہ جلدی سے دوڑتا ہوا اس کے پاس آیا۔ پھر اسے سہارا دے کر اٹھاتے ہوئے بولا۔ ''تم کون ہو؟ پیدل کہاں جا رہی ہو؟''

وہ ہانپتے ہوئے بولی۔ ''کیا بتاؤں بیٹا! ادھر کوئی ٹیکسی نہیں مل رہی ہے۔ ہو سکے تو مجھے کسی ٹیکسی اسٹینڈ تک پہنچا دو۔''

''کوئی بات نہیں۔ میری گاڑی میں بیٹھو۔ میں تمہیں پہنچا دوں گا۔''

وہ ایک ہاتھ سے چھڑی ٹیکتی ہوئی اور دوسرے ہاتھ سے کمر کو پکڑ کر کراہتی ہوئی بولی۔ ''ہائے میری کمر...... میں تو بیٹھ بھی نہیں سکوں گی۔ مجھے پچھلی سیٹ پر لٹا دو۔''

اس نے اسے پچھلی سیٹ پر لٹا دیا۔ پھر خود اسٹیئرنگ سیٹ پر آ کر گاڑی اسٹارٹ کرتے ہوئے بولا۔ ''تم کہاں رہتی ہو؟ کہو تو میں تمہیں گھر تک پہنچا دوں؟''

وہ کار اسٹارٹ کرنا چاہتا تھا ایسے ہی وقت شدید تکلیف میں مبتلا ہو گیا۔ اس کی گردن جمائلہ کے شکنجے میں آ گئی تھی۔ اسے یوں لگ رہا تھا جیسے اس کی پانچوں انگلیاں نوکیلی

چھریوں کی طرح ہیں۔ جو اس کی گردن میں پیوست ہو گئی ہیں۔

اس نے فوراً ہی لباس سے ریوالور نکالنا چاہا۔ جمائلہ کے دوسرے ہاتھ کی پانچوں انگلیاں اس کے بازو میں پیوست ہو گئیں۔ پھر ایک جھٹکے سے بازو کا گوشت نکل کر اس کی ہتھیلی پر آ گیا۔ وہ بولی۔ ''اب دوسرا ہاتھ استعمال کرو گے تو وہاں کا گوشت بھی نوچ لوں گی۔''

وہ شدید تکلیف میں مبتلا تھا۔ ایک طرف بازو کا تھوڑا سا گوشت نکل گیا تھا، وہاں سے لہو رس رہا تھا۔ دوسری طرف اس کی گردن میں پانچ انگلیاں پیوست ہو چکی تھیں۔ وہ کہہ رہی تھی۔ ''تم میرے ڈیڈی کو حوالات سے گھر نہ پہنچا سکے' مجھے کیا میرے گھر پہنچاؤ گے؟ اب اپنی جیب سے ریوالور نہیں' موبائل فون نکالو۔ اپنے ساتھی افسران میں سے کسی کو مخاطب کرو۔''

اس نے حکم کی تعمیل کی۔ تکلیف سے نجات پانے کے لیے فوراً ہی فون نکال کر نمبر پنچ کرنے لگا۔ پھر رابطہ ہوتے ہی تکلیف سے کراہتے ہوئے بولا۔ ''میں ڈی آئی جی بول رہا ہوں۔ اس وقت بہت تکلیف میں مبتلا ہوں۔ جمائلہ نے مجھے اپنے شکنجے میں لے رکھا ہے۔ اور میں اس سے رہائی پانے کے قابل نہیں ہوں۔ پلیز میری مدد کرو۔ جلدی آؤ۔ میں اپنے گھر کے سامنے ہوں۔''

جمائلہ نے اس سے فون چھین کر اپنے کان سے لگاتے ہوئے کہا۔ ''تم لوگ جتنی بھی جلدی آؤ گے، پھر بھی موت سے پہلے نہیں آسکو گے۔ تم لوگ چوبیس گھنٹوں بعد میرے ڈیڈی کو گولی مارنے والے تھے۔ اور میں کہتی ہوں، صبح تک انہیں رہا نہ کیا گیا تو اس افسر کے بعد تم سب کی شامتیں آتی رہیں گی۔ بیڈلک فار یو آل......''

اس نے فون بند کیا پھر اس کی گردن میں پوری طرح پانچوں انگلیوں کو پیوست کر کے ایک جھٹکے سے باہر کھینچا تو آدھی گردن کا گوشت باہر آ گیا۔ باقی آدھی گردن دوسرے شانے کی طرف ڈھلک گئی۔

پولیس کی گاڑیوں کے سائرن چیخ رہے تھے۔ وہ دوڑتی ہوئی آ رہی تھیں۔ جب ڈی آئی جی کے بنگلے کے سامنے پہنچیں تو وہاں گاڑی میں اس کی لاش ملی۔ ایک افسر نے فون پر جمائلہ کا چیلنج سنا تھا۔ اور ڈی آئی جی کی لاش کہہ رہی تھی کہ وہ اپنا چیلنج ضرور پورا کرے گی۔ اب اس ڈی آئی جی کے بعد کسی دوسرے افسر کی شامت آنے والی ہے۔

تمام افسران نے ہنگامی اجلاس طلب کیا۔ وہاں مل بیٹھ کر سوچنے لگے، پریشان ہونے لگے۔ چند افسران بڑے اعتماد اور حوصلے سے کہہ رہے تھے کہ وہ جمائلہ کو ضرور گرفتار کریں گے۔ اس بار وہ جس افسر کی طرف بھی حملہ کرنے آئے گی، بچ کر نہیں جائے گی۔

چند افسران خوفزدہ تھے۔ وہ کہہ رہے تھے۔ ''ہم نے ایک نہیں کئی بار اس کی غیر معمولی شیطانی قوتوں کا تماشا دیکھا ہے۔''

ایک افسر نے کہا۔ ''وہ کم بخت کہتی ہے کہ جادو نہیں جانتی جبکہ شیطان کی خالہ ہے۔ خطرناک جادوگرنی ہے۔ جب تک روپوش رہے گی، تب تک نہ ہم اسے گرفتار کر سکیں گے اور نہ ہی جادو کرنے سے اسے باز رکھ سکیں گے۔''

ایک اعلیٰ افسر نے کہا۔ ''اسے ایسی شیطانی حرکتوں سے باز رکھنے کے لیے ہی ہم کہہ رہے ہیں کہ اس کے چیلنج سے خوفزدہ نہیں ہونا چاہیے۔ وہ ہم میں سے کسی دوسرے افسر پر حملہ کرے گی۔ ہم سب محتاط رہیں گے۔ اور صبح ہونے سے پہلے اسے ضرور گرفتار کر لیں گے۔''

جو افسران اجلاس میں شریک نہیں ہو سکے تھے، انہیں بھی فون کے ذریعے خبردار کیا گیا کہ وہ محتاط رہیں۔ اور مسلح سپاہیوں کو اپنے ساتھ رکھیں۔

ان کا ناک کٹا آئی جی اسپتال میں پڑا ہوا تھا۔ اس کی جگہ ایک دوسرے اعلیٰ افسر کو قائم مقام آئی جی بنایا گیا تھا۔ اس وقت وہ ایک میٹرنٹی ہوم میں تھا۔ وہاں اس کی بیوی بچے کو جنم دینے والی تھی۔ لیکن بڑی تکلیف میں مبتلا تھی۔ کتنے ہی ڈاکٹر اسے اٹینڈ کر رہے تھے۔ لیکن اس کی تکلیف سمجھ میں نہیں آ رہی تھی۔ سب ہی کہہ رہے تھے کہ ڈلیوری بہت مشکل ہوگی۔ یہ بچے کو جنم نہیں دے سکے گی۔

تمام ڈاکٹروں نے متفقہ طور پر فیصلہ کیا کہ اسے بے ہوش کر کے آپریشن کیا جائے۔ تب ہی اس ماں بننے والی کی جان بچ سکے گی۔

ایسے وقت جمائلہ چھڑی ٹیکتی ہوئی کمر جھکائے وہاں پہنچی۔ قائم مقام آئی جی کو دیکھ کر بولی۔ ''میں یہاں اپنی ایک عزیزہ سے ملنے آئی تھی۔ پتا چلا تمہاری وائف بہت تکلیف میں مبتلا ہے۔ میں تکلیف سے نجات دلانے کا ایک عمل جانتی ہوں۔ ابھی اسے آرام آ جائے گا۔''

وہ دھیرے دھیرے چلتی ہوئی، اس کی بیوی کے پاس آئی۔ وہ تکلیف سے دہری ہو رہی تھی۔ جمائلہ نے اپنا ایک ہاتھ اس کے پیٹ پر رکھ دیا۔ چند سیکنڈ کے بعد ہی اس کی تکلیف کم ہونے لگی۔ اسے آرام پہنچنے لگا۔

وہاں کھڑی ہوئی ایک لیڈی ڈاکٹر اور ایک ڈاکٹر دونوں ہی بڑی حیرانی سے اس بوڑھی عورت کو دیکھنے لگے۔ وہ بولی۔ ''جتنے مرد ہیں انہیں اس لیبر روم سے باہر چلے جانا چاہیے۔ اس کی زچگی کسی مرد کی موجودگی میں نہیں ہوگی۔''

اس نے ایسا کرشمہ دکھایا تھا کہ سب نے اس کی ہدایت پر عمل کیا۔ قائم مقام آئی جی ڈاکٹر کے ساتھ باہر چلا گیا۔ صرف لیڈی ڈاکٹر ایک نرس کے ساتھ رہ گئی۔

لیبر روم سے باہر آنے والوں کو پندرہ منٹ کے بعد ہی بچے کی ننھی سی آواز سنائی دی۔ آئی جی خوشی سے دوڑتا ہوا وہاں آیا تو پتا چلا کہ اس کی وائف کو لیبر روم سے اس کے کمرے میں منتقل کر دیا گیا ہے۔ وہ ڈاکٹر کے ساتھ اس کمرے میں آیا۔ اپنے نومولود بچے کو دیکھ کر خوشی سے کھل گیا۔ اسے بازوؤں میں اٹھا کر چومنے لگا۔ ڈاکٹر نے لیڈی ڈاکٹر سے کہا۔ ''یہ تو کوئی معجزہ سا ہو گیا ہے۔ ہمارا تجربہ کہہ رہا تھا کہ ڈلیوری آپریشن کے ذریعے ہی ممکن ہوگی۔''

لیڈی ڈاکٹر نے کہا۔ ''میں بھی حیران ہوں۔ یہ سب کیسے ہو گیا؟ اس بوڑھی عورت نے تو کمال ہی کر دکھایا ہے۔''

ڈاکٹر نے پوچھا۔ ''وہ عورت ہے کہاں؟''

لیڈی ڈاکٹر اور نرس سر گھما کر ادھر ادھر دیکھنے لگیں۔ پھر نرس نے کہا۔ ''وہ لیبر روم میں ہمارے ساتھ تھی۔ ہم نے سمجھا وہ ہمارے ساتھ اس کمرے میں آ رہی ہے۔''

لیڈی ڈاکٹر نے کہا۔ ''ہماری ساری توجہ زچہ اور بچہ کی طرف تھی۔ شاید وہ کمرے کے باہر ہوگی۔''

آئی جی تیزی سے چلتا ہوا کمرے کے باہر گیا پھر دور تک ادھر ادھر دیکھنے کے بعد واپس آ کر بولا۔ ''وہ تو کہیں دکھائی نہیں دے رہی ہے۔''

اس نے بچے کو اپنی بیوی کے پہلو میں لٹاتے ہوئے کہا۔ ''میں جا رہا ہوں۔ اسپتال کے اندر اور باہر اسے تلاش کروں گا۔ وہ ہمارے لیے اور اس ننھی سی جان کے لیے مسیحا بن کر آئی ہے۔ میں اسے منہ مانگا انعام دوں گا۔''

وہ تیزی سے چلتا ہوا کمرے سے باہر آیا پھر اسپتال کے مختلف حصوں میں اسے تلاش کرنے لگا۔

وہاں کاؤنٹر کلرک نے اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ ''آئی جی صاحب! آپ کا فون ہے۔''

اس نے ریسیور لے کر اسے کان سے لگا کر کہا۔ ''ہیلو! کون......؟''

دوسری طرف سے جمائلہ نے کہا۔ ''میں وہی بوڑھی عورت بول رہی ہوں۔''

اس نے جلدی سے پوچھا۔ ''تم کہاں ہو؟ تمہیں یہاں رہنا چاہیے تھا۔ کیا تم اسپتال میں نہیں ہو؟''

''ہاں۔ میں اسپتال سے بہت دور آ گئی ہوں۔ تم سے پوچھنا چاہتی ہوں، میری نیکی کے صلے میں کیا کوئی نیکی کر سکتے ہو؟''

''یہ کوئی پوچھنے کی بات ہے؟ تمہارے وسیلے سے اللہ تعالیٰ نے مجھے ایک چاند سا بیٹا دیا ہے۔ تم جو مانگو گی، میں دوں گا۔''

''میرے ڈیڈی جمال حقانی کو رہا کر دو۔ میں جمائلہ حقانی بول رہی ہوں۔''

وہ ایک دم سے چونک گیا۔ بے یقینی سے بولا۔ ''کیا واقعی تم جمائلہ بول رہی ہو؟ اگر تم جمائلہ ہو تو وہ بوڑھی عورت کون تھی؟''

''وہ میں ہی تھی۔ میری بات کا جواب دو، میرے ڈیڈی کو رہا کرو گے؟''

وہ سوچ میں پڑ گیا۔ پھر بولا۔ ''تم نے مجھے مشکل میں ڈال دیا ہے۔ میری سمجھ میں نہیں آ رہا ہے، تمہاری نیکی کے بدلے کیسے نیکی کروں؟''

''نہیں کرو گے تو میں بدی کے بدلے بدی کروں گی۔''

وہ پریشان ہو کر بولا۔ ''تم۔ تم۔ میرا مطلب ہے، اگر تمہارا مطالبہ پورا نہ کیا گیا تو تم کیا کرو گی؟''

''صبح چھ بجے تک میرے ڈیڈی کو رہا نہ کیا گیا تو ابھی گود میں آنے والا تمہارا وہ بچہ بے موت مارا جائے گا۔''

وہ گھبرا کر بولا۔ ''نہیں۔ نہیں تم ایسا نہیں کرو گی۔''

''اب تک دیکھ چکے ہو، جو کہتی آئی ہوں، وہ کرتی آئی ہوں۔''

وہ بولا۔ ''ٹھیک ہے۔ ٹھیک ہے، میں کوشش کرتا ہوں۔ صبح چھ بجے سے پہلے تمہارے ڈیڈی کو رہا کرانے کی کوشش کروں گا۔''

وہ بولی۔ ''ایک بات اور تم یہ کسی سے نہیں کہو گے کہ تمہاری بیوی کی مسیحائی کرنے والی جو بوڑھی عورت اسپتال میں آئی تھی وہ جمائلہ حقانی تھی۔ یہ راز تمہارے سینے میں دفن رہے گا۔''

''ٹھیک ہے۔ میں یہ بات کسی کو نہیں بتاؤں گا۔''

''یاد رکھو، اگر پولیس والے اس مسیحائی کرنے والی بوڑھی عورت کے پیچھے پڑ گئے تو پھر تمہاری اور تمہارے بچے کی خیر نہیں ہوگی۔''

جمائلہ نے رابطہ ختم کر دیا۔ قائم مقام آئی جی کو بُری

طرح اضطراب میں مبتلا کر دیا۔ جو بچہ ابھی پیدا ہوا تھا اور اس کے بازوؤں میں آیا تھا، جسے وہ چومتا رہا تھا اب وہی صبح چھ بجے تک مر بھی سکتا تھا اور اس کی عمر طویل بھی ہو سکتی تھی۔

وہ فون کے ذریعے دوسرے افسران سے رابطہ کرنے لگا۔ انہیں اس بات پر قائل کرنے لگا جمال حقانی کو رہا کر دیا جائے۔ ورنہ جمائلہ کی شیطانی قوتیں ان سب کو ہلاک کرتی رہیں گی۔

چند افسران اس کی باتوں سے قائل ہو رہے تھے۔ اور کچھ ایسے تھے جو مخالفت کر رہے تھے۔ یہ دعویٰ کر رہے تھے کہ صبح ہونے سے پہلے جمائلہ کو ضرور گرفتار کر لیں گے۔ قائم مقام آئی جی نے کہا۔ ''میں صبح چار بجے تک انتظار کروں گا۔ اگر تم میں سے کسی نے جمائلہ کو گرفتار کر لیا تو اسے انعام بھی دیا جائے گا اور اس کی ترقی بھی ہوگی۔ اور اگر مقررہ وقت تک وہ گرفتار نہ ہوئی تو میں جمال حقانی کو رہا کر دوں گا۔''

آدھی رات سے پہلے ایک سپرنٹنڈنٹ آف پولیس کو فون موصول ہوا۔ اس نے پوچھا۔ ''ہیلو! کون بول رہا ہے؟''

دوسری طرف سے ایک خاتون کی آواز سنائی دی۔ ''بیٹے! میں تمہاری ممی بول رہی ہوں۔''

اس نے ماں کی آواز پہچانتے ہوئے پوچھا۔ ''ممی! آپ ابھی تک جاگ رہی ہیں؟ آپ کو سو جانا چاہیے تھا۔''

''بیٹے! کیسے سو جاؤں؟ میرے سر پر ننگی تلوار لٹک رہی ہے۔ وہ حیران ہو کر بولا۔ ''آپ کیا کہہ رہی ہیں؟''

''موت میرے سامنے کھڑی ہے۔ لو! تم اس سے بات کرو۔''

تھوڑی دیر بعد اسے جمائلہ کی آواز سنائی دی۔ ''ہیلو! میں بول رہی ہوں۔ کیا مجھے آواز سے پہچان رہے ہو؟ یا اس وقت پہچانو گے جب تمہاری ماں کا دم نکل چکا ہوگا؟''

وہ تڑپ کر بولا۔ ''خبردار! میری ممی کو کوئی نقصان نہ پہنچانا۔ ورنہ مجھ سے برا کوئی نہ ہوگا۔''

''جب تمہاری ماں کو جانی نقصان پہنچ چکا ہوگا تو تمہارے برے ہونے سے مجھے کوئی فرق نہیں پڑے گا۔''

وہ بولا۔ ''تم کیا چاہتی ہو؟''

''میں باپ کی رہائی چاہتی ہوں۔ اس سے زیادہ کچھ نہیں چاہتی۔ تم تمام افسران نے یہ سوچ لیا تھا کہ اپنی اپنی حفاظت خوب کر سکو گے، چاروں طرف مسلح سپاہیوں کے پہرے بٹھا دو گے۔ لیکن یہ بھول گئے کہ اپنی فیملیوں کی حفاظت کیسے کر سکو گے؟ اگر کر سکتے ہو تو میرے باپ کو رہا نہ کرو۔ اور اپنی فیملیوں کی موت کا تماشا دیکھتے رہو۔''

وہ جلدی سے بولا۔ ''نہیں۔ نہیں۔ تم وہاں سے چلی جاؤ۔ میری ماں کو نقصان نہ پہنچاؤ۔ تمہارا مطالبہ ابھی پورا ہو جائے گا۔ آئی جی صاحب نے تمہارے باپ کی رہائی کا حکم دیا ہے۔ اب ہم اس حکم کی تعمیل کریں گے۔''

پھر صبح چھ بجے سے پہلے ہی حکم کی تعمیل ہو گئی۔ وہ ایک مسجد کی سیڑھیوں پر سر جھکائے بیٹھی ہوئی تھی۔ ابو الہول کو بھول رہی تھی۔ اور اللہ تعالیٰ کی عظمت کے آگے سر جھکا رہی تھی۔

ایسے ہی وقت اس کا باپ جمال حقانی رہا ہو کر گھر پہنچ گیا۔ شہر کے تمام پولیس افسران ٹھنڈے پڑ گئے۔ پھر کسی نے جمائلہ کو چیلنج نہیں کیا۔

اس نے فون کے ذریعے اپنے باپ سے کہا۔ ''ڈیڈ! اب میں آپ لوگوں سے مل نہیں سکوں گی۔ اس شہر میں بلکہ اس ملک میں ہمارا ملنا مناسب نہیں ہے۔ پولیس والوں نے اگرچہ میرے آگے ہتھیار ڈال دیے ہیں۔ لیکن میں کبھی ان کے روبرو آؤں گی تو وہ مجھے ضرور شکنجے میں لیں گے۔ بلکہ مجھے دیکھتے ہی گولی مار دیں گے۔''

باپ نے پریشان ہو کر پوچھا۔ ''بیٹی! تم کب تک روپوش رہو گی؟''

''میں نے فیصلہ کیا ہے، ہم یہ ملک چھوڑ دیں گے۔ سب سے پہلے آپ ممی کو لے کر یہاں سے چلے جائیں۔ یورپ کے کسی شہر میں منتقل ہو جائیں۔ میں کسی وقت آپ کے پاس پہنچ جاؤں گی۔ وہاں ہم آزادی سے ایک ساتھ رہ سکیں گے۔''

''بیٹی! ایک بات میں پہلے سے کہہ دوں کہ ہم دنیا کے کسی بھی ملک میں، کسی بھی شہر میں آزادی سے اور سکون سے نہیں رہ سکیں گے۔ تم اتنی عجیب و غریب ہو کہ اپنے آپ کو کہیں بھی چھپا نہیں سکو گی۔ دن کی روشنی میں کوئی تمہیں پہچان نہیں سکے گا، سب تمہاری عزت کریں گے لیکن رات ہوتے ہی تمہارے منفی خیالات اور تمہاری شیطانی حرکتیں کسی سے چھپی نہیں رہیں گی۔''

''ڈیڈ! میں ہمیشہ ایسا نہیں کرتی ہوں۔ جب کوئی مجھے مجبور کرتا ہے، مجھے غصہ دلاتا ہے تب ہی میں نیگیٹو ہو جاتی ہوں ورنہ ہمیشہ نارمل رہنے کی کوشش کرتی ہوں۔''

وہ اچھی سوچ رکھتی تھی۔ اس کا خیال تھا کہ اگر کوشش کرتی رہے گی تو رفتہ رفتہ مکمل طور پر نارمل ہو جائے گی۔ ایک ہفتے بعد اس کے ڈیڈی نے فون پر کہا۔ ''کچھ لوگ مجھ سے ملنے آئے تھے۔ ان میں دو انگریز تھے اور تین ایشیائی باشندے تھے۔ وہ تم سے ملنا چاہتے ہیں۔''

یہ سنتے ہی جمائلہ کو یاد آیا کہ اس نے جب بھی نمبر سیون کو نگاہوں کے سامنے دیکھا ہے تو اس کے ساتھ ہی چند انگریزوں اور ایشیائی باشندوں کو اپنے ساتھ اٹھتے بیٹھتے، چلتے پھرتے دیکھا ہے۔ اس نے اپنے باپ سے پوچھا۔ ''وہ لوگ کیا کہہ رہے تھے؟''

''وہ تمہارے بارے میں بہت کچھ جانتے ہیں۔ کہہ رہے تھے کہ تمہیں پوری طرح قانونی تحفظ دیں گے۔ اور تم دنیا کے جس ملک، جس شہر میں رہنا چاہو گی۔ ہم سب کو وہاں کی شہریت مل جائے گی۔ اور ہم اتنے دولت مند ہو جائیں گے، جس کی ابھی توقع بھی نہیں کر سکتے ہیں۔''

وہ بولی۔ ''اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ میری غیر معمولی صلاحیتوں سے فائدہ اٹھانا چاہتے ہیں۔''

''یہی بات ہے بیٹی! اس دنیا میں کوئی کچھ لیتا ہے، تب ہی کچھ دیتا ہے۔ انہوں نے اپنا فون نمبر دیا ہے۔ اگر تم ان سے رابطہ کرنا چاہو تو پھر یہ نمبر نوٹ کر لو۔''

اس نے ان نمبروں کو اپنے موبائل فون میں فیڈ کیا پھر ان سے رابطہ کر کے کہا۔ ''میں جمائلہ حقانی بول رہی ہوں۔''

دوسری طرف سے کسی شخص نے گرم جوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ ''او مس حقانی! تمہاری آواز سن کر تو مجھے ایسا لگ رہا ہے جیسے کرسمس کی خوشیاں نصیب ہو رہی ہوں۔''

وہ بولی۔ ''میں بہت زیادہ خوبصورت نہیں ہوں۔ لہٰذا یہ سمجھ رہی ہوں کہ میری غیر معمولی صلاحیتوں سے کام لینے کے لیے آپ مجھے تلاش کر رہے ہیں۔ اور مجھ سے ملاقات کرنا چاہتے ہیں۔''

''ویری ڈیپنس۔ بے شک، ہم تمہارے کام آئیں گے۔ تم ہمارے کام آؤ گی۔ تمہیں ہر طرح کا تحفظ دیا جائے گا۔''

''کچھ معلوم تو ہو کہ آپ کون ہیں اور کہاں سے آئے ہیں؟''

''ہم سیون بلڈرز کہلاتے ہیں۔''

یہ سنتے ہی نمبر سیون کا بڑا سا عدد جمائلہ کی آنکھوں کے سامنے آ گیا۔ دماغ میں سرگوشی ابھرنے لگی۔ ''نمبر سیون۔ لکی سیون۔''

وہ کہہ رہا تھا۔ ''ہماری ایک خفیہ تنظیم ہے۔ یہ تنظیم اتنی طاقتور ہے کہ امریکا کی ایف بی آئی ہمارے زیر اثر رہتی ہے اور دنیا کے تمام حصوں میں امریکی سی آئی اے والے ہماری مدد کے محتاج رہتے ہیں۔ وہ ہمارے کام آتے ہیں، ہم ان کے کام آتے ہیں۔ قاہرہ میں امریکی سی آئی اے کا جو دفتر ہے، ہم نے اس کے انچارج سے کہہ دیا ہے کہ جمائلہ حقانی اور اس کے والدین پر کسی قسم کی بھی قانونی گرفت نہیں ہونی چاہیے۔''

وہ بولی۔ ''آپ نے تو امریکی سی آئی اے سے یہ بات کی ہے۔ کیا یہاں کے پولیس ڈیپارٹمنٹ والے آپ کی اس بات کو تسلیم کریں گے؟''

''ان کے باپ بھی تسلیم کریں گے۔ اب تمہیں روپوش نہیں رہنا چاہیے۔ تم سوچ بھی نہیں سکتیں کہ ہماری دوستی تمہیں کہاں سے کہاں پہنچا سکتی ہے؟ دنیا کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک کسی ملک کا قانون تمہاری کلائی نہیں پکڑ سکے گا۔''

اسے آگہی مل چکی تھی کہ اسے ایسے لوگوں کے ساتھ ملنا ہے ان کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا ہے اور کہیں جانا بھی ہے لہٰذا اس نے پوچھا۔ ''ہماری ملاقات کہاں ہو سکتی ہے؟''

''ابھی پی سی کی وزیٹرز لابی میں چلی آؤ۔ ہم انتظار کر رہے ہیں۔''

''ٹھیک ہے۔ میں ایک گھنٹے میں پہنچ رہی ہوں۔''

وہ کسی پر بھروسا نہیں کرتی تھی۔ لیکن جو آگہی ملتی تھی اس پر مکمل بھروسا کرتی تھی۔ اس آگہی نے یقین دلایا تھا کہ نمبر سیون سے اسے کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔ لہٰذا وہ پورے یقین کے ساتھ ایک گھنٹے بعد چھتری ٹیکتی ہوئی ہوٹل پرل کی وزیٹرز لابی میں پہنچ گئی۔ وہاں ہوٹل میں آنے جانے والے اور لابی میں بیٹھنے والے کتنے ہی لوگ تھے۔ لیکن ان میں دو انگریز اور تین ایشیائی باشندے تھے۔ انہیں دیکھتے ہی آگہی کی اسکرین پر دکھائی دینے والا... ایک ایک چہرہ... یاد آ گیا۔ وہ وہی افراد تھے، وہ ان کے درمیان آ کر بیٹھ گئی۔

انہوں نے اسے سوالیہ نظروں سے دیکھا۔ وہ مسکرا کر بولی۔ ''میں جمائلہ حقانی ہوں۔''

وہ سب چونک گئے۔ بے یقینی سے اسے دیکھنے لگے۔ ان میں سے ایک نے کہا۔ ''ہماری معلومات کے مطابق جمائلہ حقانی سولہ یا سترہ برس کی دوشیزہ ہے۔''

''بے شک۔ میں سولہ برس کی ہو چکی ہوں۔ اب سترہویں میں ہوں۔ یہ میرے میک اپ اور گیٹ اپ کا کمال ہے کہ مکمل بوڑھی دکھائی دے رہی ہوں۔''

دوسرے نے کہا۔ ''ہماری معلومات کے مطابق تم سامنے والوں کی آنکھیں اور چہرے پڑھ لیتی ہو۔ کیا اپنی صلاحیتوں کا مظاہرہ کرو گی؟''

جمائلہ نے ایک انگریز سے پوچھا۔ ''آپ کا نام کیا ہے؟''

اس نے کہا۔ ”میرا نام بیری ھمٹ ہے۔“

وہ بولی۔ ”مسٹر ھمٹ! آپ کی آنکھیں کہہ رہی ہیں کہ آپ بہت ہی شاطر ہیں۔ بڑی زبردست منصوبہ بندی کرتے ہیں۔ اور آپ کی آنکھوں کا اطمینان کہہ رہا ہے کہ آپ کو بہت کم ناکامی کا سامنا ہوتا ہے۔ ورنہ کامیابیاں آپ کا مقدر بنتی رہتی ہیں۔“

اس نے پوچھا۔ ”اور کچھ......؟“

”آپ کا چہرہ اور یہ دونوں جبڑے بتا رہے ہیں کہ آپ بہت ہی سفاک اور بے رحم ہیں۔ اپنے کام کے لوگوں کی قدر کرتے ہیں۔ اور جو کام آتے آتے ناکارہ ہو جائیں تو آپ ان کے پچھلے تمام کارناموں کو بھلا کر انہیں دودھ کی مکھی کی طرح اپنی زندگی سے نکال پھینکتے ہیں۔“

وہ ذرا توقف سے بولی۔ ”آپ کا پورا چہرہ، آپ کی آنکھیں اور دیکھنے کا انداز، پیشانی کی شکنیں بالکل مکڑی کی طرح ہیں۔ اور آپ ہمیشہ جال بنتے رہتے ہیں۔“

وہ مسکرا کر بولا۔ ”رائٹ یو آر۔ میں جال بنتا ہوں اور جال بچھاتا رہتا ہوں۔ اپنی تنظیم میں میرا عہدہ ایک بہت بڑے پلانر کا ہے۔ اور میرے پانچ معاون پلانرز ہیں۔“

وہ دوسرے انگریز کی طرف دیکھ کر بولی۔ ”مسٹر جاسوس! ....آپ کا نام کیا ہے؟“

”میرا نام ماؤس مرکر ہے۔ ہائی داوے۔ تم نے مجھے جاسوس کیوں کہا؟“

”میں جب سے یہاں آئی ہوں، آپ کی آنکھیں میرے اندر بہت کچھ ڈھونڈ رہی ہیں۔ آپ کی آنکھوں کے پیچھے بھی آنکھیں ہیں۔ وہ بڑی راز داری سے اپنے مطلوبہ افراد کو تاڑتی رہتی ہیں۔ میں یہ کہہ سکتی ہوں کہ آپ نے یہاں آ کر میرے متعلق اچھی خاصی معلومات حاصل کی ہیں۔ یہ یقین کیا ہے کہ میرے اندر عجیب و غریب صلاحیتیں ہیں۔ اور میں آپ کے بہت کام آ سکتی ہوں۔ اسی لیے آپ حضرات نے مجھ سے ملنے کی زحمت گوارا کی ہے۔“

پھر وہ تیسرے شخص کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔ ”آپ صورت شکل سے ایشیائی دکھائی دیتے ہیں۔ مشرق بعید کے ملک چائنا سے آپ کا تعلق ہوگا۔“

وہ اثبات میں سر ہلا کر بولا۔ ”تم درست کہہ رہی ہو۔ میرا نام ژاؤ کوم ہے۔ میں ہانگ لانگ کے شمالی پہاڑی علاقے کا باشندہ ہوں۔ آج کل یورپ کے ایک شہر میں رہتا ہوں۔“

میری داستان میں ژاؤ کوم کو برا کا ذکر اچھا خاصا ہو چکا ہے۔ وہ اپنی بیوی اینجی سے بہت محبت کرتا تھا۔ اس نے اس سے وعدہ کیا تھا کہ کبھی فرہاد علی تیمور کے خلاف محاذ آرائی نہیں کرے گا۔ تب سے وہ ٹیلی پیتھی کی دنیا سے بالکل ہی گم ہو گیا تھا۔ اور خاموشی سے زندگی گزار رہا تھا۔ اب سیون بلڈرز تنظیم میں اچانک نمودار ہو گیا تھا۔

جمائلہ اس کی آنکھوں اور چہرے کو پڑھتے ہوئے اہم باتیں بتا رہی تھی۔ پھر اس نے چوتھے شخص کو دیکھتے ہوئے کہا۔ ”آپ بھی ایشیائی ہیں۔ آپ کا تعلق یقیناً تھائی لینڈ، فلپائن یا انڈونیشیا سے ہے۔“

وہ اثبات میں سر ہلا کر بولا۔ ”میں انڈونیشیا کا رہنے والا ہوں۔ اور میرا نام مہادھابی ہے۔“

میری داستان میں مہادھابی کا بھی اچھا خاصا ذکر ہو چکا ہے۔ کبھی وہ ٹیررسٹ تنظیم سے تعلق رکھتا تھا۔ اس تنظیم میں وہ اور دو ٹیلی پیتھی جاننے والے تھے۔ جو ہمارے ہاتھوں مارے گئے تھے۔ اس کے بعد مہادھابی ہمارے خوف سے روپوش ہو گیا تھا۔

جمائلہ اس کی آنکھوں اور چہرے کو پڑھ کر کچھ اہم باتیں بتا رہی تھی۔ اور اسے یہ بتایا جا رہا تھا کہ ژاؤ کوم کو برا اور مہادھابی ٹیلی پیتھی جانتے ہیں۔

پانچواں شخص بھی ایشیائی تھا۔ وہ انڈیا کا رہنے والا تھا۔ اور سب اسے گوتم نارائن کہتے تھے۔ اس کی آنکھوں میں کشش تھی۔ جمائلہ نے اسے دیکھتے ہی کہا۔ ”آپ ہپناٹزم کے ماہر ہیں۔ اپنی باتوں سے اور اپنے حسنِ سلوک سے کسی کو بھی اپنی طرف مائل کر لیتے ہیں۔ پھر اسے تنویمی عمل کے ذریعے اپنا معمول اور تابعدار بنا لیتے ہیں۔“

گوتم نارائن نے کہا۔ ”مجھے اس بات کا ہمیشہ دعویٰ رہا ہے کہ میں ایک ہی نظر میں اپنے سامنے والوں کو تسخیر کر لیتا ہوں۔ کم از کم انہیں اپنی شخصیت سے متاثر کر دیتا ہوں۔ میں بڑی دیر سے تمہیں دیکھ رہا ہوں۔ تم نے کئی بار مجھ سے آنکھیں بھی ملائیں، مجھے کہنا پڑتا ہے کہ میری زندگی میں تم پہلی ہو جسے میں متاثر کرنے میں ناکام رہا ہوں۔“

جمائلہ نے ان سب کو دیکھتے ہوئے پوچھا۔ ”کیا آپ لوگ مطمئن ہیں کہ میں جمائلہ حقانی ہوں؟“

بیری ھمٹ نے کہا۔ ”بے شک۔ تم جمائلہ ہو۔ اب تم ہم سب کے بارے میں درست باتیں بتاتی رہی ہو۔ اب اپنے بارے میں بتاؤ۔ تم عجیب و غریب کیوں ہو؟ کیسے؟ کیا تم نے پُراسرار علوم سیکھے ہیں؟“

اس نے انکار میں سر ہلا کر کہا۔ ”میں نے کوئی پُراسرار علم نہیں سیکھا ہے۔ نہ ہی کالا جادو جانتی ہوں۔ بچپن میں میرے والدین، محلے پڑوس والے، اسکول کے بچے اور اساتذہ وغیرہ سب ہی مجھے عجیب و غریب کہا کرتے تھے۔ اسکول میں کسی کی کتاب، کاپی یا پینسل گم ہو جاتی تھی تو میں کسی نہ کسی طالب علم کا چہرہ پڑھ کر بتا دیتی تھی کہ چوری اس نے کی ہے۔“

وہ ذرا چپ ہوئی، پھر بولی۔ ”یہ میک اپ اور گیٹ اپ کا ہنر بھی میں نے کسی سے نہیں سیکھا ہے۔ پہلی بار ایسا میک اپ کیا ہے۔ اور کامیاب رہی ہوں۔ اگر میں کسی شخص تک پہنچنا چاہوں اور مجھے یہ معلوم نہ ہو کہ وہ مطلوبہ شخص کہاں ملے گا تو بھی میں وہاں خود بہ خود پہنچ جاتی ہوں۔ مجھے بچپن میں ایک سانپ نے کاٹا تھا۔“

یہ کہہ کر وہ چپ ہو گئی۔ گوتم نارائن نے پوچھا۔ ”پھر کیا ہوا؟“

”وہ سانپ بہت زہریلا تھا۔ مجھے مر جانا چاہیے تھا۔ لیکن وہ ڈسنے والا مر گیا۔“

سب ہی چونک کر اسے یوں تکنے لگے۔ جیسے اندر سے محتاط ہو گئے ہوں۔ اس نے مسکرا کر پوچھا۔ ”کیا ہوا؟ میں بہت خطرناک ہوں ناں؟ ویسے آپ یہ کہہ چکے ہیں کہ آپ کی تنظیم بھی بہت خطرناک ہے۔ مجھے یہاں نہیں آنا چاہیے تھا لیکن مجھے آگہی مل چکی ہے کہ یہاں مجھے کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔ بلکہ توقع سے زیادہ ترقی اور خوشحالی ملے گی۔“

بیری ھمٹ نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔ ”کیا یہ آگہی غلط نہیں ہو سکتی؟ کیا ہم سے دھوکا نہیں ہوگا؟“

وہ انکار میں سر ہلا کر بولی۔ ”نہیں۔ اگر دھوکا ہوا تو نقصان آپ سب اٹھائیں گے۔ اور میں مکھن کے بال کی طرح یہاں سے نکل جاؤں گی۔ آزمایش شرط ہے۔“

”ہم تمہیں آزمائیں گے۔ ذرا مختلف انداز میں آزمائیں گے۔ تم نے ابھی کہا ہے کہ تم کسی بھی مطلوبہ شخص کو نہ جاننے کے باوجود اس کے پاس پہنچ جاتی ہو؟“

”آگے نہ بولو۔ میں سمجھ گئی، تم چاہتے ہو، میں تمہاری کسی مطلوبہ ہستی تک پہنچ کر دکھاؤں۔“

وہ مسکراتے ہوئے بولا۔ ”ویری جینئس۔ ہماری ایک اور ٹیلی پیتھی جاننے والی ہے۔ وہ ہمارے ساتھ نہیں آئی۔ کہیں چلی گئی ہے۔ ہم چاہتے ہیں۔ تم اس کے پاس پہنچو۔“

جمائلہ نے کہا۔ ”اگر وہ دوست ہے تو ابھی دن کی روشنی میں اسے ڈھونڈ لاؤں گی اور اگر دشمن ہے تو رات کی تاریکی میں اس کا کلیجہ نوچ کر آپ کے سامنے رکھ دوں گی۔“

وہ ہاتھ اٹھا کر بولا۔ ”نو نو۔ وہ دشمن نہیں ہے۔ دوست ہے۔“

”تو پھر اس کی کوئی تصویر دکھاؤ۔ تصویر نہ ہو تو یہ بتاؤ، وہ کون سی خوشبو استعمال کرتی ہے؟ یا پھر فون پر یا کسی ریکارڈر پر مجھے اس کی آواز سنا دو۔ اس سے تعلق رکھنے والا کوئی اشارہ ملے گا تو میں وہاں پہنچ جاؤں گی۔“

”اگر کوئی دشمن تم پر حملہ کرنا چاہے اور تم اسے نہیں جانتی ہو تو کیا تم بے خبری میں ماری جاؤ گی؟“

وہ انکار میں سر ہلا کر بولی۔ ”ایسے وقت میرے دماغ میں خطرے کا الارم بجنے لگتا ہے۔ میں آگہی کی اسکرین پر اس انجانے دشمن کو دیکھ لیتی ہوں۔“

بیری ھمٹ نے ایک تصویر نکال کر اس کی طرف بڑھائی۔ پھر کہا۔ ”یہ ٹیلی پیتھی جانتی ہے۔ اس کا نام کردنا ہے۔“

کردنا کا ذکر بھی میری داستان میں ایک عرصے تک ہوتا رہا ہے۔ وہ کبھی پارس کے ساتھ رہی کبھی راسپوٹین کے ساتھ رہی۔ وہ الپا کی طرح کسی ملک کی حکمران بن کر ٹیلی پیتھی کے ذریعے حکومت کرنا چاہتی تھی۔ لیکن ناکام ہونے کے بعد اچانک کہیں گم ہو گئی تھی۔ اور گمنامی کی زندگی گزارنے لگی تھی۔

ژاؤ کوم کو برا، مہادھابی اور کردنا۔ تینوں ہی ناکام ٹیلی پیتھی جاننے والے تھے۔ ناکامی کی وجہ یہ تھی کہ وہ غلط فیصلے کرتے تھے۔ اور غلط منصوبے بناتے تھے اب وہ تینوں ایک ایسی مستحکم اور منصوبہ ساز تنظیم میں پہنچ گئے تھے، جہاں بیری ھمٹ جیسے زبردست منصوبہ ساز تھے۔ وہاں وہ تینوں ٹیلی پیتھی جاننے والے اس سے صحیح پلاننگ کے زاویے اور اصول سیکھ رہے تھے۔

جمائلہ نے کردنا کی تصویر پر ایک نظر ڈالی۔ اسے دیکھا چشمِ زدن میں دماغ کی اسکرین پر ایک بند کمرا دکھائی دیا۔ پھر اس کمرے کا دروازہ دکھائی دیا۔ وہ بیری ھمٹ کو تصویر واپس کرتے ہوئے بولی۔ ”میں ابھی اسے لے کر آتی ہوں۔“

وہ بیرونی دروازے کی طرف جانے لگی۔ سیون بلڈرز کے جاسوس ماؤس مرکر نے پوچھا۔ ”ہمیں کتنی دیر انتظار کرنا ہوگا؟“

وہ بولی۔ ”کچھ زیادہ نہیں۔ میں آدھے گھنٹے کے اندر آ جاؤں گی۔“

وہ ان کے درمیان سے گزرتی ہوئی ہوٹل کے باہر چلی گئی۔ بیری ھمٹ اور ماؤس مرکر نے مسکرا کر ایک دوسرے کو دیکھا۔ وہ تینوں ایشیائی بھی طنزیہ انداز میں مسکرا رہے تھے۔

پھر ایک نے ہنستے ہوئے کہا۔ ''کرونا ہوٹل میں اپنے کمرے کے اندر ہے اور وہ ہوٹل کے باہر اسے تلاش کرنے گئی ہے۔''

بیری ہنٹ نے کہا۔ ''اب تک تو وہ اپنی باتوں سے اور اپنے عمل سے متاثر کرتی رہی تھی، ہماری آنکھیں اور چہرے پڑھ کر بالکل درست باتیں بتاتی رہی تھی لیکن ہماری پہلی آزمائش میں ہی مات کھانے والی ہے۔''

جمائلہ ہوٹل سے باہر آکر دوسری طرف سے گھوم کر اس پچھلے دروازے پر پہنچی جو ایمرجنسی ایگزٹ کے لیے کھلتا تھا۔ وہ دروازہ کھول کر سیڑھیاں چڑھتی ہوئی چوتھے فلور کے روم نمبر ٹو زیرو فور کے دروازے پر پہنچی۔ وہاں کال بیل کا بٹن دبایا۔ اندر سے کرونا کی آواز سنائی دی۔ ''کون......؟''

اس نے جواب نہیں دیا۔ کرونا نے پھر پوچھا۔ ''کون ہے؟''

وہ اس بار بھی چپ رہی۔ دروازے سے دور چلی گئی۔ کرونا نے دروازے پر لگی فِش آئی کے ذریعے باہر دیکھا' کوئی دکھائی نہیں دیا۔ وہ ناگواری سے پیچھے ہٹ گئی۔ واپس اپنے بیڈ کی طرف جانے لگی۔ کال بیل کی آواز پھر سنائی دی۔ اس نے فوراً ہی خیال خوانی کے ذریعے بیری ہنٹ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ ''میں خطرہ محسوس کر رہی ہوں۔ دروازے پر کوئی آیا ہے۔ لیکن اس کی آواز سنائی نہیں دے رہی ہے۔ اور میں نے فِش آئی کے ذریعے دیکھا ہے، باہر کوئی دکھائی بھی نہیں دے رہا ہے۔''

بیری ہنٹ فوراً ہی اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ پھر اپنے ساتھیوں سے بولا۔ ''کرونا اپنے روم میں ہے، لیکن باہر خطرہ محسوس کر رہی ہے۔''

گوتم نارائن نے حیرانی سے پوچھا۔ ''کیا جمائلہ وہاں پہنچ گئی ہے؟''

مہا دھابی نے کہا۔ ''اگر وہ وہاں پہنچتی تو کرونا سے ملاقات کرتی۔ اور بڑے فخر سے اسے ہمارے پاس لے کر آتی۔''

ادھر جمائلہ نے دروازے کو ایک مرتبہ پھر زور زور سے پیٹا اور ایک طرف ہٹ گئی۔ کرونا نے سہم کر خیال خوانی کے ذریعے کہا۔ ''مسٹر ہنٹ! آپ لوگ آپس میں باتیں کر رہے ہیں، یہاں ایسا لگتا ہے، جیسے کوئی دروازہ توڑنا چاہتا ہے۔ پلیز۔ فوراً آئیں۔''

وہ سب تیزی سے چلتے ہوئے لفٹ کے پاس آئے۔ جمائلہ تیزی سے چلتی ہوئی زینے کے پاس آکر چھپ گئی۔ وہ پانچوں لفٹ کے ذریعے کوریڈور میں پہنچے۔ بیری ہنٹ نے دروازے پر دستک دیتے ہوئے کہا۔ ''کرونا! ہم آگئے ہیں۔ دروازہ کھولو۔''

اس نے دروازہ کھول دیا۔ پھر باہر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ ''کیا یہاں کوئی نہیں ہے؟''

جمائلہ زینے کے پاس سے چلتی ہوئی ان کے سامنے آکر بولی۔ ''میں ہوں۔ آپ نے کرونا کو لانے کے لیے کہا تھا۔ میں نے آپ سب کو اس کے پاس پہنچا دیا۔''

ان تینوں نے خوش ہو کر اسے دیکھا۔ ماؤس مرکر نے کہا: ''کرونا! یہ مس جمائلہ ہے۔''

اس نے آگے بڑھ کر اس سے مصافحہ کیا۔ پھر کہا: ''آپ سب اندر آجائیں۔''

وہ سب کمرے کے اندر آکر صوفوں پر اور بیڈ پر بیٹھ گئے۔ کرونا نے کہا۔ ''جمائلہ! میں خیال خوانی کے ذریعے تم لوگوں کی باتیں سن رہی تھی۔ تم واقعی باکمال ہو۔ تم سے مل کر بڑی خوشی ہو رہی ہے۔ اور تم نے یہ گیٹ اپ بھی غضب کا کیا ہے۔''

بیری نے کہا۔ ''تم واقعی عجیب ہو۔ تمہاری شمولیت سے ہماری تنظیم اور زیادہ مستحکم ہو جائے گی۔ اب ہم پُراسرار اور خطرناک بن کر رہنے والے دشمنوں تک تمہارے ذریعے آسانی پہنچ سکیں گے۔''

ماؤس مرکر نے کہا۔ ''صرف اتنا ہی نہیں۔ ہم دنیا کے بڑے بڑے ممالک کے راز بھی تمہارے ذریعے باآسانی معلوم کرسکیں گے۔ اور پھر جب چاہیں گے، انہیں بلیک میل کرسکیں گے۔''

گوتم نارائن نے کہا۔ ''ہم آج بھی یہی کر رہے ہیں۔ لیکن ان کے راز چرانے اور انہیں بلیک میل کرنے کے لیے میں کبھی کبھی دشواریاں پیش آتی ہیں۔ لیکن اب وہ تمہاری وجہ سے پیش نہیں آئیں گی۔ ہمیں کتنے ہی معاملات میں آسانیاں فراہم ہوتی رہیں گی۔''

انہوں نے اسی وقت اپنے ہیڈ کوارٹر کے ایک اعلیٰ افسر سے رابطہ کر کے کہا۔ ''جمائلہ حقانی ہماری معلومات سے زیادہ عجیب و غریب ہے۔ اور ہماری توقع سے زیادہ ہمیں کامیابیوں سے ہمکنار کرتی رہے گی جو ہمارے لیے ناممکن ہوتی ہیں۔ یہ لڑکی ناممکن کو ممکن بنانا جانتی ہے۔''

اعلیٰ افسر نے کہا۔ ''فوراً اس سے معاملات طے کرو اور اس کی ہر خواہش، ہر مطالبہ پورا کرو۔''

بیری ہنٹ نے کہا۔ ''جمائلہ حقانی! تمہیں مبارک ہو۔ ہیڈ کوارٹر نے منظوری دے دی ہے۔ تم ہماری تنظیم کی بہت اہم رُکن کی حیثیت سے ہمارے ساتھ کام کروگی۔''

اس نے اٹھ کر مصافحے کے لیے جمائلہ کی طرف ہاتھ بڑھایا۔ وہ اس کے ہاتھ کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔ ''پہلے میری ایک اہم شرط سن لیں۔''

وہ اپنا ہاتھ پیچھے کرتے ہوئے بولا۔ ''تمہاری ہر شرط، ہر مطالبہ پورا کیا جائے گا۔ بولو! کیا کہنا چاہتی ہو؟''

''میری پہلی شرط یہ ہے کہ میں صرف دن کے وقت تم لوگوں سے ملاقات کیا کروں گی۔ تمہارا ہر کام کروں گی۔ لیکن رات کو کسی سے ملاقات نہیں ہوگی۔ اگر کبھی اتفاق سے سامنا ہو جائے تو آپ سب مجھ سے کترائیں گے۔ دور چلے جائیں گے۔ مجھ سے بات تک نہیں کریں گے۔''

''عجیب شرط ہے، اگر ہمیں رات کو کسی وقت ایمرجنسی پیش آئی، تمہیں کوئی ضروری اطلاع دینی ہوئی، تم سے کوئی ضروری کام لینا ہوا تو ہم کیا کریں گے؟''

''صرف فون کے ذریعے رابطہ کریں گے۔ مجھے بتائیں گے کہ کیا چاہتے ہیں؟ اور جو چاہیں گے، وہ ہو جایا کرے گا۔''

''پھر تو کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ ہمیں تمہاری یہ شرط منظور ہے۔''

''یاد رکھیں، یہ خاص طور پر نوٹ کرلیں کہ شام چھ بجے سے صبح چھ بجے تک کوئی مجھ سے روبرو ملاقات کی بات نہیں کرے گا۔ اور میری دوسری شرط یہ ہے کہ میرے مزاج کے خلاف کوئی مجھے ہاتھ نہیں لگائے گا۔ اگر کسی نے مجھ پر نیت خراب کی تو اس کی زندگی اس کے لیے عذاب بن جائے گی۔ جو مجھ سے محبت کرے گا، اچھی نیت سے دوستی کرے گا، اسے میری ذات سے کبھی کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔''

اس کی شرائط مان لی گئیں۔ اس کے والدین قاہرہ چھوڑنے کے بعد پُرتگال میں رہائش اختیار کرنا چاہتے تھے۔ قاہرہ کے بازاروں میں قدیم مصری نوادرات فروخت کی جاتی ہیں۔ وہ تمام نوادرات نقلی ہوتی ہیں۔ جمائلہ نے ابوالہول کا ایک بڑا سا مجسمہ خریدا۔ پھر اسے اپنے ساتھ پُرتگال لے گئی۔

وہاں اسے ایک وسیع و عریض شاہی طرز کا بنگلا رہائش کے لیے دیا گیا۔ اور یہ کہا گیا کہ ایک ہفتے کے اندر وہ بنگلا اس کے نام کر دیا جائے گا۔ وہاں کتنی ہی قیمتی گاڑیاں تھیں۔ اور باوردی مسلح ملازم تھے۔ پیشگی کے طور پر اس کے اکاؤنٹ میں پچاس لاکھ ڈالر جمع کر دیے گئے تھے۔ وہ اپنی نئی زندگی کا آغاز ایک شہزادی کی حیثیت سے کر رہی تھی۔

وہاں بھی اس کی زندگی کا معمول یہی تھا۔ وہ دن کے وقت پازیٹو اور رات کے وقت نیگیٹو ہو جایا کرتی تھی۔ وہ قدرتی طور پر اپنی پیدائش کے وقت سے ایسی ہی تھی۔ اس کے حالات، اس کا مزاج اور اس کے تیور بتا رہے تھے کہ وہ ہمیشہ ایسی ہی رہے گی۔

پہلی بار سیون بلڈرز کے ایک اعلیٰ عہدے دار نے فون کے ذریعے رابطہ کیا پھر اس سے کہا۔ ''ہم یہ جاننا چاہتے ہیں کہ افغانستان میں امریکی پالیسی کیا ہے اور امریکا فوجی نکتہ نظر سے ہندوستان، پاکستان اور افغانستان میں کس طرح کامیابیاں حاصل کرنا چاہتا ہے؟ ان ممالک کی افواج کو اپنے زیرِ اثر لا کر کس طرح چین کے خلاف محاذ آرائی کرنے والا ہے؟''

جمائلہ نے کہا۔ ''پاکستان، افغانستان اور ہندوستان کے معاملات میں جتنے امریکی سیاستدان اور ان کے منصوبہ ساز ملوث ہیں، مجھے ان کے روبرو جانا ہوگا۔ ان کی آنکھوں اور چہروں کو پڑھنا ہوگا۔''

اسے دوسرے دن کی فلائٹ سے ہی واشنگٹن بھیج دیا گیا۔ سیون بلڈرز کے اراکین کی پہنچ بہت دور دور تک تھی۔ جمائلہ کے لیے ایسے انتظامات کیے گئے کہ وہ بڑے سیاستدانوں کی ذاتی تقریبات میں شریک ہونے لگی۔ مطلوبہ افراد کی آنکھوں اور چہروں کو پڑھنے لگی۔ اس دوران میں اسے ان افراد کے متعلق آگہی ملتی رہی۔

اس نے دو ہفتوں کے اندر ہی ساؤتھ ایسٹ ایشیا میں امریکی پالیسیوں کی پوری تفصیلات سیون بلڈرز کے آگے پیش کر دیں۔ اس کی رپورٹ کے مطابق حالیہ بہت سی باتیں درست تھیں اور باقی باتیں مستقبل میں درست ثابت ہونے والی تھیں۔

واشنگٹن میں ایک سیاستدان اس پر عاشق ہو گیا تھا۔ اگر دن کے وقت اس پر نیت خراب کرتا تو وہ بڑی سادگی سے اور شرافت سے اسے سمجھا دیتی کہ کسی بھی شریف زادی کو بُری نظر سے نہیں دیکھنا چاہیے۔ لیکن اس سیاستدان کی شامت آئی تھی۔ اس نے رات کے وقت نشے کی حالت میں اسے چھیڑا پھر ایک گھنٹے بعد ہی حرام موت مارا گیا۔

اس کی موت نے اونچی سوسائٹی کے سیاستدانوں کو چونکا دیا۔ وہاں کے جاسوس الرٹ ہو گئے۔ معلوم کرنے کی کوشش کرنے لگے کہ ایسی عجیب و غریب واردات کس نے کی ہے؟ نہ ریوالور استعمال کیا گیا تھا اور نہ چاقو چھری استعمال کی گئی تھی۔ یوں لگتا تھا جیسے کسی چڑیل نے اپنے پنجے اس کے سینے میں گاڑ کر اس کا دل نکال لیا ہو۔

جمائلہ حقانی میک اپ کے ذریعے چہرہ بدل کر واشنگٹن گئی تھی۔ امریکی سی آئی اے نے رپورٹ دی کہ ایک اجنبی دوشیزہ وہاں کے سیاستدانوں سے ربط ضبط بڑھاتی رہی ہے اور اس مرڈر کے بعد کہیں گم ہوگئی ہے۔

وہ واشنگٹن سے واپس پرتگال آ گئی تھی۔ سی آئی اے نے دور تک معلومات حاصل کیں کہ موجودہ دور میں ایسا وحشیانہ قتل دنیا کے کسی اور ملک یا شہر میں بھی ہوتا رہا ہے یا نہیں؟

قاہرہ کے سی آئی اے نے اپنی رپورٹ پیش کی کہ وہاں ایک جمائلہ حقانی نام کی ایک حسین دوشیزہ رہتی تھی۔ اس کے متعلق عجیب و غریب قصے مشہور ہیں۔ اور وہ اسی قسم کی واردات کرتی تھی۔ اس نے قاہرہ کے آئی جی کی پسلی سے گوشت نوچ لیا تھا اور ڈی آئی جی کی گردن سے اس طرح گوشت نوچا تھا کہ اس کی آدھی گردن شانے پر ڈھلک گئی تھی۔

سیون بلڈرز والوں نے سی آئی والوں کی یہ رپورٹ سنی تو ایک دم سے محتاط ہو گئے۔ ایک ہنگامی اجلاس طلب کیا اور وہاں جمائلہ حقانی کو بلایا گیا۔ اس سے طرح طرح کے سوالات کیے گئے۔ یہ پوچھا گیا۔ ”تم نے ہمیں پہلے یہ کیوں نہیں بتایا کہ تم دن کو پازیٹو اور رات کو نیگیٹو ہو جاتی ہو؟“

وہ بولی۔ ”میں نے وضاحت نہیں کی تھی۔ لیکن یہ تاکید کی تھی کہ شام چھ بجے سے صبح چھ بجے تک میں سیون بلڈرز کے کسی بھی رُکن سے ملاقات نہیں کروں گی۔ رات کے وقت کوئی ایمرجنسی ہو تو فون کے ذریعے مجھ سے رابطہ کیا جا سکتا ہے۔“

ایک عہدے دار نے کہا۔ ”تم نے وضاحت سے اپنے متعلق یہ بات نہیں بتائی لیکن سی آئی اے کی رپورٹ یہاں سے امریکا تک پہنچ گئی ہے۔“

ایک اور عہدیدار نے کہا۔ ”بے شک۔ تم نے ہمارے کام کرنے کے دوران میں مجبور ہو کر یہ مرڈر کیا ہے۔ لیکن تمہارا یہ طریقہ کار آئندہ تمہارے لیے مصیبتیں پیدا کرے گا۔“

وہ بولی۔ ”میں چہرے بدلتی رہوں گی تو مجھ پر کوئی مصیبت نہیں آئے گی۔ اور اگر آنے والی ہو گی تو مجھے پہلے سے آگہی مل جائے گی۔ میں اپنی حفاظت کرنا خوب جانتی ہوں۔“

”آئندہ تمہیں عراق کے متعلق امریکی ایجنسیوں کی رپورٹ حاصل کرنی ہے۔ یہ تم کس طرح کرو گی؟ کیا پھر ایک نئے روپ میں واشنگٹن جاؤ گی؟“

اس نے انکار میں سر ہلا کر کہا۔ ”نہیں۔ میں نے ایک ایک سیاستدان کے چہرے کو اچھی طرح پڑھ لیا ہے۔ ان کی آواز اور لہجہ بھی سنا ہے۔ ان کے چہرے میرے ذہن میں نقش ہیں۔ اب وہاں جانا اور ان ضروری نہیں ہے۔ میں یہاں بیٹھے بیٹھے ان کے تمام اور فوجی رازوں تک پہنچ سکتی ہوں۔“

انہوں نے خوش ہو کر ایک دوسرے کو دیکھا۔ افسر نے کہا۔ ”تمہارے اکاؤنٹ میں دو کروڑ ڈالر جمع رہے ہیں۔ اس کے علاوہ بھی جو خواہش، جو ضرورت بیان کرو گی تو اسے فوراً پورا کیا جائے گا۔“

جمائلہ نے پہلے ساؤتھ ایسٹ ایشیا کے بارے میں عراق کے بارے میں جو رپورٹ پیش کی تھی وہ دو برس چار سال بعد درست ثابت ہو رہی تھی۔ سیون بلڈرز نے امریکی حکام کو خوب اچھی طرح بلیک میل کیا تھا۔ کروڑوں ڈالرز بھی وصول کیے تھے اور دنیا کے مختلف میں اپنی ضرورت کے مطابق کئی طرح کی مراعات حاصل تھیں۔ انہیں مجبور کیا تھا کہ امریکی ایف بی آئی اور آئی اے دنیا کے کسی حصے میں بھی ان سے بھرپور تعاون گے۔ اگر کسی معاملے میں دھوکا کریں گے تو سیون بلڈرز امریکا کے درمیان جو خفیہ معاہدہ ہے اسے ختم کر دیا جا

جمائلہ حقانی نے سیون بلڈرز میں چار برس گزار وہ ان کے لیے بڑے بڑے کارنامے انجام دے رہی تمام اعلیٰ عہدیدار اس سے بہت خوش تھے۔ اور اسے طرح سے خوش رکھنا چاہتے تھے۔ لیکن ایک بات بھول رہے تھے اور وہ یہ کہ جمائلہ ان سے بھی رو برو ان کی آنکھوں اور چہروں کو بھی اچھی طرح پڑھتی رہتی ان کی کتنی ہی کمزوریوں سے واقف ہو چکی ہے۔

وہ بہت گہری، بہت پُر اَسرار تھی۔ اپنے اندر کی کو نہیں بتاتی تھی۔ کسی پر بھروسا نہیں کرتی تھی۔ بیس برس چکی تھی۔ اب تک نہ اس کا کوئی آئیڈیل تھا، نہ کوئی محبوب اور نہ ہی وہ کسی میں دلچسپی لینا چاہتی تھی۔

چار برس کے بعد سیون بلڈرز کا رخ ہماری طرف وہ بڑے بڑے ممالک کو بلیک میل کرتے تھے۔ امریکا سُپر پاور کی جڑوں تک پہنچے ہوئے تھے۔ ان کی کمزوری سے بھی کھیلتے تھے۔ اب یہ ناکامی کھٹک رہی تھی کہ صاحب کے ادارے کے اندر کیوں پہنچ نہیں پاتے ہیں

وہ پچھلے کئی برسوں سے کوششیں کرتے رہے تھے کے جاسوس نام نہاد مسلمان بن کر، بھیس بدل کر اس

کے اندر جانے کی کوششیں کر چکے تھے اور ناکام ہوتے رہے تھے۔ اب جمائلہ حقانی کے کارنامے دیکھ کر یہ یقین ہو رہا تھا کہ بابا صاحب کے ادارے کا صدر دروازہ ان کے لیے کھلنے ہی والا ہے۔

انہوں نے جمائلہ کو اپنے اجلاس میں طلب کیا۔ پھر کہا۔ ”اب ہمارا سب سے بڑا اور اہم ٹارگٹ بابا صاحب کا ادارہ ہے۔ کیا تم اس ادارے کے بارے میں کچھ جانتی ہو؟“

وہ بولی۔ ”میں نے اس ادارے کا نام سنا ہے لیکن میں کسی شخص میں یا کسی ادارے میں اسی وقت دلچسپی لیتی ہوں جب مجھے اس سے کوئی فائدہ پہنچتا ہے۔ یا اس سے کوئی نقصان پہنچنے والا ہوتا ہے۔“

وہ بابا صاحب کے ادارے کے بارے میں اسے تفصیل سے بہت کچھ بتانے لگے۔ وہ بڑی توجہ سے سنتی رہی پھر بولی۔

”آپ کیا چاہتے ہیں؟“

”تم دیکھ رہی ہو، ہم بڑے بڑے ممالک کے ریکارڈ روم کے اندر پہنچ جاتے ہیں۔ امریکا جیسے سپر پاور کی کمزوریوں سے کھیلتے ہیں۔ لہٰذا بابا صاحب کے ادارے کی بھی کمزوریوں سے کھیلنا چاہتے ہیں۔“

وہ بولی۔ ”وہ ادارہ کسی کو نقصان پہنچائے بغیر اپنے دینِ اسلام کی تبلیغ کر رہا ہے۔ آپ کی باتیں سن کر یہ سمجھ میں آیا ہے کہ وہ ادارہ ہمارے دین کو استحکام پہنچا رہا ہے۔ میں مسلمان ہوں، میرا ایمان ہے کہ ایسے ادارے میں کوئی کمزوری نہیں ہو سکتی۔ اگر ہو گی تو میں اسے دور کروں گی۔ لیکن اس ادارے کے خلاف کوئی کام نہیں کروں گی۔“

اس کے انکار نے سیون بلڈرز کے تمام عہدے داروں کو چونکا دیا۔ ایک نے ناراض ہو کر کہا۔ ”یہ تم کیا کہہ رہی ہو؟ سیون بلڈرز تمہاری تنظیم ہے۔ تم اس کے لیے ایک اہم فرض ادا کرنے سے انکار کر رہی ہو۔“

وہ اپنی سیٹ پر سے اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔ پھر بولی۔ ”سوری۔ میں اپنی زندگی میں دو کام کبھی نہیں کروں گی۔ ایک تو اپنے والدین کی نافرمانی اور دوسرا اپنے دین کے خلاف کبھی کچھ سوچنا بھی گوارا نہیں کروں گی۔ بہتر ہے، آپ حضرات اس ادارے کے خلاف سوچنا چھوڑ دیں۔ ورنہ میری مخالفت مول لینی ہو گی۔“

وہ پلٹ کر جانے لگی۔ پھر دروازے کے پاس رک کر بولی۔ ”میں سیون بلڈرز کی وفادار ہوں، اس تنظیم کے لیے ناممکن کو ممکن بنا دیا کرتی ہوں۔ آئندہ بھی یہی کروں گی۔ آپ حضرات میرے انکار کو نہیں، میری وفاداری کو سمجھنے کی کوشش کریں۔“

یہ کہہ کر وہ چلی گئی۔ اس کے پیچھے دروازہ بند ہو گیا۔ اجلاس میں تھوڑی دیر تک خاموشی رہی۔ پھر ایک عہدیدار نے ناگواری سے کہا۔ ”یہ بہت سر پر چڑھ گئی ہے۔ اسے سر سے اتار کر قدموں میں لانا ہو گا۔“

دوسرے عہدیدار نے کہا۔ ”اس کے خلاف کچھ بھی سوچنے یا کوئی قدم اٹھانے سے پہلے یہ اچھی طرح سمجھ لینا چاہیے کہ اسے آگہی ملتی ہے۔“

تیسرے عہدیدار نے کہا۔ ”بے شک۔ ہم اس کے خلاف کوئی منصوبہ بنائیں گے اور اس سے دشمنی کرنا چاہیں گے تو اسے پہلے سے خبر ہو جائے گی پھر یہ ہمارے لیے مصیبت بن جائے گی۔“

ایک اور عہدیدار نے کہا۔ ”نہ ہم اسے مصیبت بنانا چاہتے ہیں نہ اس کے خلاف کوئی کارروائی کرنا چاہتے ہیں۔ اسے دوست بنائے رکھنے میں ہم سب کی بہتری ہے۔“

ایک نے پوچھا۔ ”کیا ہم بابا صاحب کے ادارے کو ٹارگٹ نہ بنائیں؟ اس کے اندر پہنچنے کی کوشش نہ کریں؟ وہ ادارہ ہم سب کے لیے چیلنج بنا ہوا ہے۔“

سیون بلڈرز کے سات اعلیٰ عہدیدار تھے۔ وہ ساتوں اس تنظیم کے سیاہ و سفید کے مالک تھے۔ وہ اپنے اپنے عہدے کے مطابق ون، ٹو، تھری، فور، فائیو، سکس اور سیون کہلاتے تھے۔ اس وقت جمائلہ حقانی کے انکار نے انہیں بری طرح الجھا دیا تھا۔

بلڈر ون نے کہا۔ ”اس سلسلے میں الجھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہم سب سے ایک بہت بڑی غلطی ہوئی ہے۔“

سب نے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا۔ ایک نے پوچھا۔ ”کیسی غلطی؟“

”وہ یہ کہ ہم نے دن کے وقت جمائلہ سے یہ بات کی ہے۔ ایسے وقت ہم بھول گئے تھے کہ وہ مسلمان ہے اور دن کے وقت بہت سیدھی سادی اور شریفانہ زندگی گزارتی ہے۔ ہمیں اپنی ذہانت سے کام لینا چاہیے۔ ہم اس کے انکار کو اقرار میں بدل دیں گے۔ رات ہونے کا انتظار کریں۔ پھر دیکھیں کہ اس کا انکار کس طرح اقرار میں بدلتا ہے؟“

ان سب کو اپنی غلطی کا احساس ہوا۔ انہوں نے خوش ہو کر بلڈر ون کا شکریہ ادا کیا۔ اس کی ذہانت واقعی کام آئی۔

انہوں نے رات کے آٹھ بجے فون کے ذریعے جمائلہ سے رابطہ کر کے کہا۔ ”تم ہماری بڑی سے بڑی مشکل آسان کر دیتی ہو۔ کیا اپنے سیون بلڈرز کی خاطر بابا صاحب کے

ادارے کی کمزوریاں معلوم نہیں کرو گی؟"

وہ بولی۔ "ضرور کروں گی۔ مجھے افسوس ہے کہ میں نے دن کے وقت آپ کی بات نہیں مانی تھی۔ مگر کیا کروں؟ میں مجبور ہو جاتی ہوں۔ لیکن ابھی مجبور نہیں ہوں۔ جو کہو گے، وہ کروں گی۔"

بلڈروِن نے خوش ہو کر کہا۔ "ہم جانتے ہیں، تم سیون بلڈرز کی وفادار ہو۔ ہمارا یہ کام ضرور کرو گی۔"

وہ بولی۔ "آپ مشورہ دیں۔ ابھی مجھے کیا کرنا چاہیے؟"

"یہ سمجھنے کی کوشش کرو کہ تم اپنی ذہانت سے اور عجیب و غریب پُراَسرار صلاحیتوں کے ذریعے کس طرح اس ادارے میں داخل ہو سکتی ہو؟ تم مسلمان ہو۔ وہاں تمہارے جانے پر کسی کو اعتراض نہیں ہونا چاہیے۔ ہم وہاں کے چند فون نمبر بتا رہے ہیں۔ انہیں نوٹ کرو۔"

بلڈروِن نے چار فون نمبرز بتائے۔ جمائلہ نے انہیں نوٹ کرنے کے بعد کہا۔ "ٹھیک ہے۔ میں ابھی معلومات حاصل کرتی ہوں۔ پھر آپ سے رابطہ کروں گی۔"

اس نے بلڈروِن سے رابطہ ختم کیا۔ پھر اس کے بتائے ہوئے نمبروں کو پنچ کرنے لگی۔ پہلے پہلا فون نمبر، دوسرا فون نمبر، تیسرا فون نمبر پھر چوتھا فون نمبر پنچ کیا۔ ہر نمبر پر رابطہ ہوتا رہا اور ایک ہی جواب ملتا رہا۔ "سوری اس ادارے میں انٹری بند ہے۔"

وہ جھنجلا گئی، اس نے غصے سے فون کو دیکھا پھر اسے آف کر دیا۔ اسے بتایا گیا تھا کہ بابا صاحب کے ادارے میں رہنے والے چند بزرگ روحانیت کے حامل ہیں۔ اور وہاں روحانیت کا کچھ ایسا عمل دخل ہے جو عام انسانوں کی سمجھ میں نہیں آ سکتا۔ فی الوقت جمائلہ کی سمجھ میں آ رہا تھا کہ اس وقت وہ بیکیو ہے، شر کے سائے میں ہے۔ اسی لیے رابطہ کرتے ہی وہاں معلوم ہو گیا کہ کوئی شر پسند اس ادارے میں اپنی انٹری چاہتا ہے۔ یا چاہتی ہے۔

وہ بابا صاحب کے ادارے کا تصور کرنے لگی۔ اس نے وہاں کے میڈیکل کالج، یونیورسٹی، سائنس لیبارٹری اور دوسری اہم عمارتوں کو نہیں دیکھا تھا۔ آگہی حاصل کرنا چاہتی تھی کہ وہ کیسا ادارہ ہے؟ وہاں داخل ہونے کا راستہ کس طرح مل سکتا ہے؟

اسے آگہی کی اسکرین پر فولادی قلعہ دکھائی دینے لگا۔ وہ جدھر جا رہی تھی، ادھر فولادی دیواریں تھیں۔ نہ کوئی کھڑکی تھی، نہ کوئی دروازہ تھا۔

اس آگہی نے سمجھا دیا کہ اسے بابا صاحب کے ادا... میں جانے کا راستہ نہیں ملے گا۔ فولادی دیواروں میں... بھی نہیں کیا جا سکتا۔ اس کی کوئی تدبیر، کوئی حکمتِ عملی کا... آ سکے گی۔

جب سے وہ پیدا ہوئی تھی اور ہوش سنبھالا تھا تو... اس نے اپنے سامنے کسی قسم کی رکاوٹ نہیں دیکھی تھی... بھی کوئی رکاوٹ آتی تھی تو کبھی آگہی کے ذریعے، کبھی... شناسی کے ذریعے اور کبھی پُراَسرار طور پر یا حیرت انگیز... وہ رکاوٹ دور ہو جاتی تھی۔ اب اسے یہ ضد ہو گئی تھی... رکاوٹ کس طرح دور ہو گی؟ وہ کس طرح اس ادارے... اندر جا سکے گی؟

وہ اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔ ایک بڑے سے صندوق... پاس آ کر اسے کھولا۔ پھر اس میں ابوالہول کا بڑا سا مجسمہ... کر ایک میز پر رکھ دیا۔

وہ اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دیکھنے لگی... لگ رہا تھا، جیسے وہ مجسمہ بھی اسے دیکھ رہا ہے۔ وہ ایک... پیچھے ہٹ گئی۔ ہاتھ باندھ کر سر جھکا کر کھڑی ہو گئی... کرنے لگی۔ "اے اندھیروں کے خدا! اے میرے... کے رہبر! آج تک میرے راستے میں کبھی کوئی رکاوٹ... آئی۔ پھر یہ کیسی رکاوٹ ہے؟ کیا میں بابا صاحب... ادارے میں کبھی نہیں جا سکوں گی؟ وہاں کے متعلق معلو... حاصل نہیں کر سکوں گی؟ اے ہول پیدا کرنے والے ابو... میں اس ادارے کے اندر گھسنا چاہتی ہوں، ان کی... کمزوریاں معلوم کرنا چاہتی ہوں۔ مجھے شکتی دے، را... مجھے ایسی غیر معمولی صلاحیتیں دے کہ میں اس فولادی د... توڑ کر اندر پہنچ جاؤں۔"

اس کی باتوں اور التجاؤں کے ساتھ ہی گڑگڑاہٹ... سنائی دی۔ جیسے بادل گرج رہے ہوں۔ وہ بولی۔ "... ابوالہول! مجھے راستہ دکھا۔ اگر کوئی ایسا راستہ نہ ہو جہاں... چل کر نہ جا سکوں تو کوئی وسیلہ پیدا کر دے۔"

بادلوں کی گرج کے ساتھ یک بیک بجلی کڑکی... لمحاتی روشنی ابوالہول کے چہرے پر سے گزرتی چلی گئی... چہرہ بہت گہرا، پُراَسرار اور ہیبت ناک لگ رہا تھا۔

پتھر کے بُت بولتے نہیں ہیں۔ لیکن جمائلہ کو... رہا تھا، جیسے وہ بول رہا ہے۔ اسے اپنے اندر بھاری بھر... گوشی سنائی دے رہی تھی۔ "ایس فار سیون۔ جس طر... سات تمہارے لیے لکی ہے اسی طرح انگریزی کا لفظ ا... تمہارے لیے لکی ہے۔ وہ دیکھو!......"

وہ دوسرے ہی لمحے میں آگہی کی دنیا میں پہنچ گئی۔ اسے کسی عورت کے پاؤں دکھائی دے رہے تھے۔ وہ جوگرز پہنے ہوئی تھی۔ دوڑ رہی تھی، دوڑتے دوڑتے اس نے اچھل کر ایک فلائنگ کِک ماری۔ اس کی لات ایک بھاری بھرکم پہاڑ جیسے پہلوان کے منہ پر پڑی، وہ الٹ کر زمین پر گرا تو پھر وہاں سے اٹھ نہ سکا۔ آگہی کی اسکرین پر سونیا کا چہرہ دکھائی دینے لگا تھا۔ وہ بڑے فاتحانہ انداز میں مسکرا رہی تھی۔

جمائلہ کے اندر سوال ابھرا۔ "یہ کون ہے جس نے ایسے شہ زور کو مات دے دی ہے؟"

اس عورت کے دو ہاتھ دکھائی دیے۔ جو اونچے ہوتے جا رہے تھے۔ حتیٰ کہ وہ ہاتھ آسمان تک پہنچ گئے۔ اور وہ تارے توڑ کر لے آئی۔

جمائلہ کے اندر پھر سوال ابھرا۔ "یہ کون ہے جو آسمان سے تارے توڑ کر لا سکتی ہے؟"

آگہی کی اسکرین پر اس عورت کی پانچ انگلیاں نظر آئیں۔ وہ انگلیاں مُڑ کر مٹھی بن گئیں۔ پھر وہ مٹھی جب ایک گھونسے کی طرح فولادی دیوار پر پڑی تو اس دیوار میں شگاف پڑ گیا۔

جمائلہ چونک کر آگہی کی دنیا سے نکل آئی۔ آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر ابوالہول کے مجسمے کو دیکھنے لگی۔ "یہ کون ہے؟ اے ہول پیدا کرنے والے ابوالہول! یہ خطرناک شہ زور عورت کون ہے؟"

اس کے اندر ایک بار پھر وہی بھاری بھرکم سرگوشی ابھرنے لگی۔ "ایس فار لکی سیون۔ ایس فار لکی سونیا......"

سن سے لکی نمبر سات اور سن سے لکی سونیا۔ دی بولٹ فرام دی بلیو۔ آسمان کی کڑکتی ہوئی بجلی......

اس نے ابھی چند لمحے پہلے آگہی کی اسکرین پر سونیا کو دیکھا تھا۔ ابھی اس نے ابوالہول سے التجا کی تھی کہ اسے اس ادارے کے اندر پہنچنے کی شکتی اور صلاحیت دی جائے۔ یا پھر ایسا وسیلہ بتایا جائے، جس کے ذریعے وہ وہاں تک پہنچ سکے۔ اور اب سونیا کو وہ وسیلے کے طور پر آگہی کی اسکرین پر دیکھ چکی تھی۔ وہی شہ زور اور خطرناک عورت اسے اس ادارے میں لے جا سکتی تھی۔

اس نے سر جھکا کر کہا۔ "تیرا شکریہ۔ ابوالہول! تیرا بول بالا ہو۔"

اس نے ناک کٹے ابوالہول کو اٹھا کر دوبارہ صندوق میں بند کر دیا۔ پھر فون کے ذریعے بلڈروِن سے رابطہ کیا۔ اس سے کہا۔ "میں ایک بہت ہی باکمال اور شہ زور عورت سونیا کے ذریعے اس ادارے میں پہنچ سکتی ہوں۔"

"کیا تم مسز سونیا فرہاد کی بات کر رہی ہو؟"

"میں نہیں جانتی کہ وہ مسز سونیا فرہاد ہے یا کون ہے؟ اور کہاں رہتی ہے؟ آگہی کے ذریعے مجھے اس کا نام سونیا معلوم ہوا ہے۔ اور میں نے اس کا چہرہ بھی دیکھ لیا ہے، میں اسے باآسانی پہچان سکتی ہوں۔"

"فرہاد کی فیملی میں سب سے زیادہ خطرناک عورت سونیا ہے۔ وہ اپنی ذہانت اور مکاریوں سے ناممکن کو ممکن بنا دیتی ہے۔"

"پھر تو یہ وہی عورت ہو گی، میں اس کے بارے میں مکمل معلومات حاصل کرنا چاہتی ہوں۔ اس سے ملنا چاہتی ہوں۔"

وہ اسے سونیا کے بارے میں بہت کچھ بتانے لگا۔ پھر اس نے کہا۔ "اگر تم مزید معلومات حاصل کرنا چاہتی ہو تو سیون بلڈرز کے ریکارڈ روم میں جاؤ، وہاں فرہاد علی تیمور کے تمام فیملی ممبران کی فائلیں، آڈیو اور ویڈیو سی ڈیز موجود ہیں۔"

"آل رائٹ! میں ابھی جا رہی ہوں۔ اس کے بارے میں میرے اندر آگ کے شعلوں کی طرح تجسس بھڑک رہا ہے۔"

وہ بولا۔ "میں نے اس کے بارے میں اب تک جو بتایا ہے، کیا اس سے اندازہ نہیں ہوتا کہ تم اسے ٹریپ نہیں کر سکو گی؟"

"تم نے بتایا ہے کہ بڑے بڑے شہ زور اور غیر معمولی صلاحیتیں رکھنے والے بھی اس سے مات کھا جاتے ہیں۔ اسے اپنے قابو میں کرنے والے خود اس کے شکنجے میں پھنس جاتے ہیں۔"

وہ ایک ذرا توقف سے بولی۔ "میں نے اب تک یہی دیکھا ہے کہ میں جسے اپنے شکنجے میں لینا چاہتی ہوں، وہ مجھ سے بچ نہیں پاتا۔"

"سونیا کے مقابلے میں تم بہت کم عمر ہو۔ اس کے تجربات تمہاری عمر سے کئی گنا زیادہ ہیں۔"

"نہ میں عمر کا حساب کرتی ہوں اور نہ تجربات کا۔ مجھے جو پُراَسرار قوتیں ملتی ہیں، ان کے سامنے سونیا کے صدیوں کے تجربات خاک ہو جائیں گے۔"

وہ اسی وقت گھر سے نکل کر اپنی تنظیم کے ریکارڈ روم میں پہنچ گئی۔ وہاں وہ سونیا سے تعلق رکھنے والی فائلیں نکال کر پڑھنے لگی اور ویڈیو فلمیں وغیرہ ٹی وی اسکرین پر دیکھنے لگی۔

حیرانی سے سوچنے لگی۔ ''کیا ہماری دنیا میں ایسی ہستیاں بھی ہیں جو کبھی کسی سے شکست نہیں کھاتیں؟ اپنے مخالفین کو مات دیتی چلی جاتی ہیں۔''

وہ سوچ رہی تھی۔ ''مجھ جیسی لڑکیاں تو غیر معمولی ہوتی ہیں، قدرتی طور پر ایسی قوتیں حاصل ہو جاتی ہیں کہ نا قابلِ شکست بن جاتی ہیں۔ لیکن سونیا کے پاس تو کوئی غیر معمولی قوت یا صلاحیت نہیں ہے، وہ اپنے شوہر اور اپنے بچوں کی طرح ٹیلی پیتھی بھی نہیں جانتی ہے۔ مائی گاڈ! اس کے باوجود جرائم کی اور ٹیلی پیتھی کی دنیا میں اس کے نام کی دہشت طاری رہتی ہے۔''

وہ اسکرین پر سونیا کی ذہانت کو اور اس کے بھرپور ایکشن کو دیکھ رہی تھی۔ دیکھتے دیکھتے اچانک آگہی کی دنیا میں پہنچ گئی۔ وہاں وہ سونیا کے مقابلے پر تھی۔ پہلی بار اسے روبرو دیکھ رہی تھی۔ رات کا وقت تھا۔ اسے شیطانی قوتیں حاصل ہو گئی تھیں۔ اس کے دونوں ہاتھوں کے ناخن یوں بڑھ گئے تھے جیسے وہ انگلیاں نہ ہوں، تیز چھریاں ہوں۔ سونیا کہہ رہی تھی۔ ''میں نے تمہیں پیار سے سمجھایا، منایا۔ لیکن تم ماننا نہیں چاہتیں۔ جو بھوت باتوں سے نہیں مانتے، وہ لاتوں سے مانتے ہیں۔''

جمائلہ نے کہا۔ ''میری ایک لات پڑے گی تو تم بولنے کے قابل نہیں رہو گی۔ جو دل فرہاد کے لیے دھڑکتا رہتا ہے، اسے میں پلک جھپکتے ہی تمہارے سینے سے نوچ کر نکال لوں گی۔''

یہ کہتے ہی اس نے سونیا پر حملہ کیا۔ اس کا پہلا حملہ ہی آخری حملہ ہوتا ہے۔ اس کے بعد اس کا کوئی مخالف زندہ نہیں بچتا۔ بچ بھی جائے تو مہینوں اسپتال میں پڑا رہتا ہے۔ جمائلہ نے دیکھا، پہلی بار ایسا ہوا تھا کہ اس کے حملے سے سونیا بچ گئی تھی۔

اس نے دوسرا حملہ کیا پھر تیسرا حملہ کیا۔ اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ وہ کیسے ذہانت سے کام لیتے ہوئے اس کے ہر حملے کو ناکام بنا رہی ہے؟ اور اس پر جوابی حملے بھی کر رہی ہے؟

وہ اس کے جسم میں پنجے گاڑ کر گوشت نوچ سکتی تھی۔ کلیجہ نکال سکتی تھی لیکن ایسا نہیں کر پا رہی تھی۔ وہ سر سے ٹکر مار کر دروازے توڑ دیا کرتی تھی، اس کی ٹکر سے دیواروں میں دراڑیں پڑ جایا کرتی تھیں۔ مگر اسے موقع ہی نہیں مل رہا تھا۔ کہ وہ سونیا سے ایک بار بھی ٹکرا سکے۔

پھر جمائلہ نے ادھر اُدھر دیکھا۔ وہ کہیں دکھائی نہیں دے رہی تھی۔ اس کا قہقہہ سنائی دیا۔ وہ ہنستے ہوئے کہہ رہی تھی۔ ''ابھی تم بچی ہو، جاؤ آرام کرو۔ کل دن کی روشنی میں سمجھاؤں گی۔''

آگہی کی اسکرین بجھ گئی۔ جمائلہ نے چونک کر دیکھا۔ وہ ریکارڈ روم کے ایک کمرے میں بیٹھی ہوئی تھی۔ اس کے سامنے ٹی وی آن تھا۔ جہاں سونیا کی ویڈیو فلم چل رہی تھی۔ وہ فلم ختم ہو چکی تھی۔ آگہی کے اسکرین کی طرح ٹی وی بھی بند ہو گیا تھا۔

وہ ریکارڈ روم سے نکل کر اپنی گاڑی میں آ کر بیٹھ گئی۔ گھر کی طرف جانے لگی۔ آگہی نے اسے سمجھا دیا تھا کہ وہ ہمیشہ اپنی پُراسرار قوتوں سے کامیاب ہونے والی اور دشمنوں پر غالب آنے والی سونیا کو قابو نہیں کر پائے گی۔

ایسی شکست، ایسی توہین کے خیال سے ہی اسے غصہ آ رہا تھا۔

یہ بات بھی سمجھ میں آ رہی تھی کہ غصہ کرنے سے جھنجلانے سے کچھ حاصل نہیں ہو گا۔ آگہی کے ذریعے پتا آنے والے واقعات کا علم ہو چکا تھا۔ اور اب آئندہ جو ہونا تھا وہ ضرور ہونے والا تھا۔

وہ گھر پہنچتے ہی ابوالہول کے مجسمے کے سامنے گھٹنے ٹیکنے والی تھی۔ سر جھکا کر گڑگڑا کر کہنے والی تھی کہ اسے سونیا پر غالب آنے والی شکتی حاصل ہو جائے۔ لیکن وہ آگے نہ جا سکی۔ اس نے فوراً ہی بریک لگا کر گاڑی روک دی۔

وقت بہت گزر چکا تھا۔ رات کی عمر ختم ہو گئی تھی۔ اس کے کانوں میں اذان کی آواز سنائی دے رہی تھی۔ جبکہ اس کے پاس دور دور تک کوئی مسجد نہیں تھی۔ لیکن یہ آواز وہ بچپن سے بلاناغہ سنتی آئی تھی۔ صبح ہونے سے پہلے فجر کی اذان اس کی رگوں میں لہو کی طرح دوڑنے لگتی تھی۔

وہ گاڑی سے اتر کر بے اختیار دوڑتی ہوئی سمندر کی طرف جانے لگی۔ پھر ریت پر چلتی ہوئی ایک جگہ گھٹنے ٹیک کر بیٹھ گئی۔

جب وہ پُرتگال آئی تھی اور جب وہ واشنگٹن گئی تھی، تب بھی اس کے ساتھ یہی ہوتا رہا تھا۔ ٹھیک اذان کے وقت آس پاس کہیں مسجد ہو یا نہ ہو، لیکن وہ خیالی مسجد کے زینے پر پہنچ جاتی تھی۔ پوری ایک مسجد اس کے سامنے تعمیر ہو جاتی تھی، اور وہ سر جھکا کر پہلے اپنے اندر اللہ تعالیٰ کی تکبیر سنتی رہتی تھی پھر خود آیتیں پڑھنے لگتی تھی۔

اس وقت بھی وہ ایک مسجد کے زینے پر سر جھکائے بیٹھی زیرِ لب کہہ رہی تھی۔ ''اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے، وہ ہمیشہ زندہ رہنے والا ہے۔ زمین و آسمان پر اسی کی حکمرانی ہے۔''

وہ پڑھتی جا رہی تھی اور پاکیزگی میں نہاتی جا رہی تھی۔ ایسے وقت ایک خاتون آ کر اس کے قریب زینے پر بیٹھ گئی۔ اس کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے بولی۔ ''مجھے دیکھو۔''

اس نے سر اٹھا کر دیکھا تو ایک دم سے چونک گئی۔ سونیا اس کے پاس بیٹھی ہوئی تھی۔ بڑی سنجیدگی سے مسکرا کر کہہ رہی تھی۔ ''تم دعا کرو، میں دوا کروں گی۔ میری کوشش ہوگی کہ رات کی تاریکی میں بھی تمہارا دل اور دماغ ایمان کی روشنی سے جگمگاتا رہے۔''

وہ سونیا کو اچانک اپنے سامنے دیکھ کر اس قدر حیران ہو رہی تھی کہ کچھ بول نہیں پا رہی تھی۔ وہ بڑے ہی ممتا بھرے لہجے میں بول رہی تھی۔ ''ایک ماں نے تمہیں پیدا کیا، پھر دن اور رات کے خیر اور شر کے درمیان الجھا دیا۔ میں بھی ایک ماں ہوں۔ تمہیں ان الجھنوں سے نکالوں گی۔''

وہ ایک ذرا توقف سے بولی۔ ''ان الجھنوں سے تمہیں نکلنا ہی ہوگا۔ ایک شیطانی آگہی تمہیں مل چکی ہے کہ مجھے وسیلہ بنا کر تم بابا صاحب کے ادارے میں جا سکتی ہو۔''

وہ پھر ذرا چپ ہوئی۔ اس کے بعد بولی۔ ''لیکن یہ شیطانی آگہی نہیں ہے۔ میں وسیلہ بن کر اس وقت تمہارے پاس آئی ہوں۔ یہاں طہارت ہے، ایمان ہے، یہاں بیٹھ کر تم سے وعدہ کرتی ہوں کہ شر کی تاریکیوں سے نکال کر تمہیں بابا صاحب کے ادارے میں لے جاؤں گی۔''

وہ خوش ہو کر اسے دیکھنے لگی۔ اس نے کہا۔ ''اپنے دل میں پورے استحکام سے کہو، اللہ تعالیٰ ایک ہے، وہی شر سے نجات دلاتا ہے۔''

وہ سر جھکا کر زیرِ لب اس کی باتوں کو دہرانے لگی۔ ایسے وقت اسے محسوس ہوا، جیسے ذہن کو ہلکا سا جھٹکا لگا ہو۔ اس نے سر اٹھا کر دیکھا، وہاں نہ مسجد تھی، نہ مسجد کی سیڑھیاں تھیں اور نہ ہی سونیا تھی۔ وہ سمندر کی ساحلی ریت پر دوزانو بیٹھی ہوئی تھی۔

اس نے ایک گہری سانس لی۔ اس کے ذہن سے منفی خیالات نکل چکے تھے۔ وہ شرمندگی سے سوچ رہی تھی کہ وہ سونیا سے کیوں دشمنی کرے گی؟ کیوں اس پر جان لیوا حملے کرے گی؟

ایک آگہی سے معلوم ہوا تھا کہ وہ سونیا کی دشمن ہے، اور دوسری آگہی کہہ رہی تھی کہ وہ دوست ہے، صرف دوست نہیں ہے، سونیا نے تو خود کو اس کی ماں کہا ہے۔ یعنی اسے بیٹی بنا چکی ہے؟

کیا وہ بیٹی بننے کے بعد اس ماں کی موت بھی بنتی رہے گی؟

وہ گھر واپس آ گئی۔ رات کو جس بیڈ روم میں رہتی تھی، دن کے وقت اس کی طرف نہیں جاتی تھی۔ کیونکہ وہاں ایک صندوق میں ابوالہول کا مجسمہ رکھا ہوا تھا۔ دن کے لیے دوسرا کمرا تھا۔ وہاں اس کے دوسرے ڈھنگ کے ملبوسات تھے۔ جائے نماز اور کلام پاک رکھا ہوا تھا۔ وہ پانچوں وقت کی نمازی نہیں تھی۔ لیکن جب بھی گھر میں ہوتی تھی اور نماز کا وقت ہوتا تھا تو وہ ضرور نماز ادا کرتی تھی۔ اور دن میں ایک بار کلام پاک کی تلاوت کیا کرتی تھی۔

اس نے پہلے کبھی نیکی اور بدی کی تمیز نہیں کی تھی، دن کی روشنی میں نیک اور پارسا بن کر رہتی تھی اور شام ہوتے ہی اس زندگی کو بھول کر بدی کی طرف مائل ہو جاتی تھی۔ تمام رات گزارنے کے بعد جب صبح ہوتی تو وہ بدی کو بھول جاتی تھی۔ اسے گزری ہوئی تمام باتیں، تمام واقعات یاد رہتے تھے لیکن وہ نیکی اور بدی کے کسی بھی معاملے کو اہمیت نہیں دیتی تھی۔ آج پہلی بار وہ سونیا سے دشمنی اور دوستی کے درمیان الجھ کر رہ گئی تھی۔

سونیا صرف ایک منٹ کے لیے اس کی آگہی یا تصور میں اس کے سامنے آئی تھی۔ چند فقرے ادا کیے تھے۔ اس کے بعد گم ہو گئی تھی۔ لیکن دل اور دماغ میں جیسے نقش ہو گئی تھی۔ وہ اس سے اس قدر متاثر ہوئی تھی کہ وہاں سے گھر آنے کے بعد صرف اسی کے بارے میں سوچ رہی تھی۔ اور اس بات سے پریشان ہو رہی تھی کہ تاریکی میں جب اس کا مزاج، اس کی فطرت بدلے گی تو کیا وہ اس سے دشمنی کرے گی؟

نہیں۔ نہیں...... بڑی عقیدت سے، بڑی محبت سے اس کا دل سونیا کی طرف اس طرح کھنچا جا رہا تھا کہ اسے ابوالہول سے اور رات کے اندھیرے سے نفرت ہونے لگی تھی۔ اس کا دل ایک ہی ضد کر رہا تھا کہ اسے ماں کی ممتا دینے والی اس ہستی کے پاس ضرور جانا ہے۔ ہر حال میں جانا ہے۔

اس نے فون کے ذریعے بلڈ روَن سے رابطہ کیا پھر کہا۔ ''کل میں نے بابا صاحب کے ادارے میں جانے سے انکار کیا تھا۔ سوسوری۔ اب مجھے کوئی انکار نہیں ہے۔ جب مجھے یہ معلوم ہو چکا ہے کہ میں میڈم سونیا کو وسیلہ بنا کر وہاں جا سکتی ہوں تو مجھے ایسا ضرور کرنا چاہیے۔''

اس نے خوش ہو کر کہا۔ ''مس جمائلہ! تم نے تو ہمارا دل خوش کر دیا ہے۔ بولو! ہم اس سلسلے میں تمہاری کیسے مدد کر سکتے

ہیں؟''

''شاید میں کسی کی مدد کے بغیر میڈم سونیا تک پہنچ سکوں گی۔ لیکن مجھے انتظار ہے، اس کے سلسلے میں آگہی ضرور ملے گی۔ مگر تب تک آپ یہ معلوم کرنے کی کوشش کریں کہ آج کل میڈم کس ملک میں ہیں؟ اور ان کی مصروفیات کیا ہیں؟''

''یہ معلومات ہم ایک گھنٹے کے اندر حاصل کر کے تمہیں بتا دیں گے۔''

سیون بلڈرز کے وہ سات افراد بہت ہی وسیع ذرائع کے مالک تھے۔ لیکن سونیا کے متعلق معلومات حاصل کرنے میں دشواری پیش آ رہی تھی۔ پہلے انہوں نے معلوم کیا کہ میں اور میرے بچے اور دوسرے ٹیلی پیتھی جاننے والے کس ملک میں ہیں اور کیا کر رہے ہیں؟

یہ تو معلوم نہ ہو سکا کہ ہم کیا کر رہے ہیں؟ لیکن اتنا معلوم ہو گیا کہ میں دہلی سے پیرس آ گیا ہوں۔ اعلیٰ بی بی دہلی میں موجود ہے، پورس ممبئی میں ہے، پارس کہیں روپوش ہے اور الپا ان ۔ لوں اسرائیل پہنچی ہوئی ہے۔ اور وہاں پہلے کی طرح اس نے اقتدار کی کرسی سنبھال لی ہے۔

کئی گھنٹوں تک اپنے ذرائع استعمال کرنے کے بعد پتا چلا کہ سونیا لاپتا ہے۔ فرہاد علی تیمور اور اس کی فیملی کے تمام ممبران اسے تلاش کر رہے ہیں۔ لیکن اس کا سراغ نہیں مل رہا ہے۔

یہ ساری رپورٹ جمائلہ کو فراہم کی گئی۔ اس نے کہا۔ ''اگر میں اسے تلاش کرنے نکلوں گی تو ضرور بھٹکتی ہوئی اس کے پاس پہنچ جاؤں گی۔ لیکن میں انتظار کر رہی ہوں۔ مجھے آگہی کے ذریعے ضرور رہنمائی ملے گی۔''

وہ لنچ کے بعد بیڈ پر آ کر لیٹی تو ایسے وقت آگہی کی اسکرین پر دیکھنے لگی۔ شمالی افریقا کے ایک شہر العقیلہ کا ایرپورٹ دکھائی دے رہا تھا۔ اسی شہر کے ایک اسپتال میں سونیا دکھائی دی۔ وہ اس اسپتال سے چپ چاپ نکل کر کہیں جا رہی تھی۔ عمارت سے باہر نکلنے کے بعد رات کی تاریکی میں بھٹک رہی تھی۔ پہاڑی علاقے کے اونچے نیچے راستوں پر چل رہی تھی۔ پھر وہ ایک پختہ سڑک پر پہنچ گئی۔

ایسے وقت دور سے کوئی گاڑی آتی ہوئی دکھائی دی۔ جب وہ گاڑی سونیا کے قریب آ کر رکی تو اس کے اندر جمائلہ نے خود کو پچھلی سیٹ پر دیکھا۔ اور گاڑی کی اگلی سیٹوں پر بیری ہنٹ اور ماؤس مرکر بیٹھے دکھائی دے رہے تھے۔ جمائلہ نے

کہا۔ ''یہی سونیا ہے۔ اسے سہارا دو اور یہاں لے آؤ۔''

سونیا کو سہارا دے کر پچھلی سیٹ پر پہنچایا گیا۔ وہ وہاں پہنچتے ہی لیٹ گئی۔ وہ گاڑی ایک ٹرن لے کر واپس جانے لگی۔ جمائلہ نے کہا۔ ''سونیا کے اپنے اور پرائے سب ہی تلاش کر رہے ہیں۔ وہ سب ایرپورٹ کی طرف ضرور جائیں گے۔ لہٰذا ہم یہاں سے نہیں بن غازی ایرپورٹ سے فلائی کریں گے۔''

منظر بدل گیا۔ وہ بن غازی ایرپورٹ پر تھے۔ وہاں ایک بڑے سے کلینڈر پر دن اور تاریخ واضح طور پر دکھائی دے رہے تھے۔

آگہی کی اسکرین تاریک ہو گئی۔ وہ ایکدم سے اٹھ کر بیٹھ گئی۔ فوراً ہی بلڈر وَن سے رابطہ کر کے بولی۔ ''میڈم سونیا کا سراغ مل گیا ہے۔ وہ بارہ تاریخ اتوار کو آدھی رات کے بعد مجھے ملے گی۔''

اس نے خوش ہو کر کہا۔ ''مس جمائلہ! تم واقعی باکمال ہو۔ ہمیں بتاؤ، وہ کہاں ملے گی؟ تمہیں کہاں جانا ہوگا؟''

''مجھے کل رات سے پہلے شمالی افریقا کے ایک شہر العقیلہ پہنچنا ہے۔ میرے ساتھ بیری ہنٹ اور ماؤس مرکر بھی جائیں گے۔''

''کیا سونیا العقیلہ میں ہے؟ کیا وہاں تک پہنچ کر تم اسے ٹریپ کر سکو گی؟ تمہارے لیے کوئی خطرہ تو نہیں ہے؟''

''میرے لیے کوئی خطرہ نہیں ہے۔ نہ میں اس کے پاس جاؤں گی، نہ کوئی خطرہ پیش آئے گا۔ وہ خود ہی دوڑتی ہوئی ہمارے پاس آئے گی۔ ہم اسے وہاں سے یہاں لے آئیں گے۔''

ہم سب ٹیلی پیتھی کے ذریعے اور دوسرے ذرائع سے سونیا کو تلاش کرتے کرتے ہلکان ہو رہے تھے، اور مایوس ہو رہے تھے۔ ادھر جمائلہ حقانی بیٹھے بیٹھے سونیا تک پہنچ گئی تھی۔

اب وہ اسے کس طرح وہاں سے لانے والی تھی؟ اس دہری زندگی گزارنے والی جمائلہ اس کے ساتھ کیسا سلوک کرنے والی تھی؟ دوست بن کر یا دشمن بن کر، خون آشام چڑیل بن کر یا ایک بیٹی بن کر......؟

جمائلہ خود نہیں جانتی تھی، آیندہ ملنے والی آگہی اسے بتا سکتی تھی کہ آگے کیا ہونے والا ہے؟

سیون بلڈرز کے ساتوں عہدے داروں نے ہنگامی اجلاس طلب کیا۔ اس اجلاس میں جمائلہ حقانی کے علاوہ بیری ہنٹ، ماؤس مرکر، ژاؤ کوم کوبرا، مہا دھابی، گوتم نارائن اور کرونا سب ہی کو طلب کیا گیا تھا۔ ان سب سے کہا گیا تھا کہ جمائلہ ایک بہت بڑی مہم سر کرنے جا رہی ہے۔ اس سلسلے میں ایک اہم پلاننگ پر بحث کرنا اور ایک دوسرے سے مشورے کرنا بہت ضروری ہے۔

ابتدا میں بلڈرز نے اختصار سے بتایا کہ ہم سیون بلڈرز والے بابا صاحب کے ادارے میں داخل ہونے کی پلاننگ کر رہے ہیں۔ اس سلسلے میں جمائلہ حقانی آج رات کی فلائٹ سے میڈم سونیا کو ٹریپ کرنے جا رہی ہے۔

بیری ہنٹ نے کہا ''ہم اب تک فرہاد اور اس کے ٹیلی پیتھی جاننے والوں سے دور ہی دور رہتے آئے ہیں اور اپنے ہر مشن میں کامیاب ہوتے رہے ہیں۔ ہماری کامیابی کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ ہم نے فرہاد علی تیمور کو اپنا دشمن نہیں بنایا ہے۔''

ژاؤ کوم کوبرا نے کہا ''فرہاد کے متعلق ایک بات تو طے ہے کہ وہ خود کبھی کسی سے دشمنی مول نہیں لیتا، جب کوئی دشمنی کرتا ہے تو پھر وہ اس کے لیے عذاب بن جاتا ہے۔''

کرونا نے کہا ''یہاں ہم تین ٹیلی پیتھی جاننے والے ہیں۔ میں ہوں، ژاؤ کوم کوبرا ہے اور مہا دھابی ہے۔ ہم تینوں سونیا جیسی ناگن اور اس کے سنپولوں کے ڈسے ہوئے ہیں۔ ہم جانتے ہیں کہ وہ کیسی خطرناک بَلا ہے۔''

کرونا نے جمائلہ کو دیکھتے ہوئے کہا ''جمائلہ! میری بات کا برا مت ماننا۔ بے شک۔ تم عجیب و غریب صلاحیتوں کی مالک ہو لیکن ہم نے فرہاد اور سونیا کو ایسے شہ زوروں پر بھی غالب آتے دیکھا ہے جو پُراسرار قوتوں کے مالک ہوا کرتے تھے۔ تم اپنی پُراسرار قوتوں کے ذریعے چاند پر پہنچ سکتی ہو، ستاروں پر کمند ڈال سکتی ہو لیکن سونیا کے گلے میں پھندا ڈالنا چاہو گی تو وہ پھندا تمہارے گلے میں پڑ جائے گا۔''

بلڈر فور نے سخت لہجے میں کہا ''کرونا! تم جمائلہ کو خواہ مخواہ خوف زدہ کر رہی ہو۔ یہ تنہا نہیں ہے، اس کے پیچھے ہماری قوتیں ہیں۔ بیری ہنٹ جیسا پلاننگ ماسٹر ہے۔ تم تین ٹیلی پیتھی جاننے والے ہو۔ پہلے الگ الگ اپنی ٹیلی پیتھی کے ذریعے کامیاب ہونے کی کوششیں کرتے رہے اور ناکام ہوتے رہے، اب تم تینوں متحد ہو اور ہماری پناہ میں ہو۔ ہمارے وسیع ذرائع تمہارے لیے ہیں۔''

بلڈر تھری نے کہا ''ہم نے فرہاد اور سونیا کے تمام ریکارڈز پڑھے ہیں ہم ان کے بارے میں ذرا ذرا سی معلومات رکھتے ہیں۔ ان کی کمزوریوں کو بھی سمجھتے ہیں اور ان کی قوتوں کا استعمال بھی جانتے ہیں۔''

بلڈر ٹو نے کہا ''لیکن وہ ہمارے بارے میں کچھ نہیں جانتے ہیں اور یہ ہمارے لیے ایک پلس پوائنٹ ہے۔ ہم ان کی لاعلمی میں ان کے خلاف بہت کچھ کر سکتے ہیں۔''

بلڈر وَن نے کہا ''ہمارا دوسرا پلس پوائنٹ یہ ہے کہ سونیا لاپتا ہے۔ فرہاد علی تیمور اور اس کے تمام ٹیلی پیتھی جاننے والے بھی اسے ڈھونڈتے پھر رہے ہیں۔ اگر ہم نے سونیا کو حاصل کر لیا تو وہ کبھی یہ معلوم نہیں کر سکیں گے کہ ان کی سب سے اہم ہستی ہمارے قبضے میں ہے۔''

جمائلہ نے کہا ''ایک اور پلس پوائنٹ ہے اور وہ یہ کہ سونیا بہت بیمار ہے۔ میں نے آگہی کی اسکرین پر اسے دیکھا ہے۔ میں اسے بڑی آسانی سے اس تنظیم میں لا سکتی ہوں۔''

بلڈر فائیو نے کہا ''جمائلہ ایک ناممکن مرحلے سے گزر کر اسے ممکن بنانے والی ہے۔ ہمیں اسے حوصلہ دینا چاہیے اور اس سے بھرپور تعاون کرنا چاہیے نا یہ کہ اسے خواہ مخواہ سونیا کے نام سے دہشت زدہ کیا جائے۔ جب اس نے خود ہی دیکھا ہے کہ سونیا بیمار ہے اور آسانی سے قابو میں آ سکتی ہے تو ہمیں رکاوٹیں پیدا کرنے والی کوئی بات نہیں کرنی چاہیے۔''

بلڈر وَن نے کہا ''یہ تو ہمیں پورا یقین ہے کہ جمائلہ اس خطرناک بَلا کو ہمارے پاس لے آئے گی۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ہم اسے یہاں کس طرح رکھیں گے؟ اگر ہم دوست بنانا چاہیں گے تو بے شک وہ دوست بن جائے گی لیکن ہمارے لیے بابا صاحب کے ادارے کے اندر پہنچنے کا وسیلہ نہیں بن سکے گی۔ ہمارے کسی جاسوس کو وہاں داخل ہونے کی اجازت نہیں دی جائے گی۔''

بلڈر وَن نے کہا ''مسٹر گوتم نارائن! تم ہپناٹزم کے ماہر ہو، اس سلسلے میں تم کیا کہتے ہو؟''

گوتم نارائن نے کہا ''صرف تنویمی عمل کیا جائے تو وہ عارضی ہوتا ہے، سونیا پر آج تنویمی عمل کیا جائے گا، وہ دو چار دنوں بعد یا ایک آدھ ہفتے میں پھر اس عمل سے نجات حاصل کر لے گی۔ لہٰذا اس پر بار بار تنویمی عمل کرنا ہوگا۔''

''کیا ایسا کوئی عمل نہیں ہے جس کے ذریعے اسے ہمیشہ کے لیے معمولہ اور تابعدار بنا لیا جائے؟''

گوتم نارائن نے کہا ''ایسا عمل ہے۔ میں اس پر تنویمی عمل کرنے کے بعد اس کا برین واش کر سکتا ہوں۔ اس کے دماغ سے پچھلی تمام زندگی بھلا سکتا ہوں۔ جب وہ بھول

جائے گی تو پھر کبھی یاد نہیں کر سکے گی، جب تک کہ اس پر کوئی دوسرا تنویمی عمل نہ کرے اور اسے اس کی پچھلی زندگی یاد نہ دلائے۔''

''مسٹر گوتم نارائن! اگر تم ایسا کر دو گے، تو یہ ہماری بہت بڑی کامیابی ہوگی۔ وہ اپنی پچھلی تمام زندگی بھول کر، اپنے شوہر اور بچوں کو بھول کر صرف ہماری دوست اور وفادار رہے گی اور آسمانوں پر کڑکنے والی وہ بجلی ہمارے دشمنوں پر بلکہ اپنوں پر بھی بجلی بن کر گرتی رہے گی۔''

جمائلہ حقانی ان سب کی باتیں سن رہی تھی۔ بلڈرون کی یہ بات اسے بہت اچھی لگی کیونکہ وہ سونیا سے اس قدر متاثر ہو گئی تھی کہ ہمیشہ اسے اپنے ساتھ رکھنا چاہتی تھی۔ اس نے ایک منٹ کی آگہی میں دیکھا تھا کہ سونیا اسے بھرپور ممتا دے رہی ہے۔ اگر اس کا برین واش ہو جائے گا تو وہ پچھلی تمام زندگی اور اپنے تمام خون کے رشتوں کو بھول جائے گی اور اس کی ماں بن کر زندگی بھر اسے ممتا دیتی رہے گی۔ اس کے برے وقت میں بھی کام آئے گی اور سیون بلڈرز کے لیے بھی کام کرتی رہے گی۔

یہ سب کچھ سوچتے وقت اس کے ذہن میں یہ بات نہیں تھی کہ وہ سونیا سے دشمنی کر رہی ہے۔ اسے اس کے شوہر سے، اس کی اولاد سے چھین رہی ہے۔ اس وقت تو یہ جذبہ تھا کہ سونیا کو اپنی ماں بنانا ہے اور جب دو چار اولادیں ہوتی ہیں تو ہر اولاد اپنے اپنے طور پر ماں کے دل و دماغ پر قبضہ جمانا چاہتی ہے اور اسے اپنے پاس رکھنا چاہتی ہے۔ ماں ہو، زمین ہو، جائداد ہو سب ہی کے لیے اولادیں ایک دوسرے سے لڑتی ہیں۔ ایک دوسرے سے یہ چیزیں چھینتی رہتی ہیں۔ جمائلہ بھی صرف اپنے لیے سونیا کو چھین لینے کا جذبہ رکھتی تھی۔

اسی رات وہ ہیری ہنٹ اور ماؤس مرکر کے ساتھ وہاں سے روانہ ہوئی۔ صبح چھ بجے افریقا کے شمالی شہر بن غازی پہنچی۔ وہاں ان کے لیے ایک بڑی سی وین موجود تھی۔ وہ اس گاڑی میں بیٹھ کر شام چھ بجے تک العقیلہ پہنچ گئے۔

سونیا اس شہر کے بہت بڑے اسپتال میں زیرِ علاج تھی۔ ڈاکٹروں کے لیے اور ہم سب کے لیے مسئلہ بنی ہوئی تھی۔ اس کے اندر سے سانپ کا زہر نکال دیا گیا تھا لیکن اس کے باوجود زہریلے اثرات اس کے اندر موجود تھے۔ اب وہ زہر اسے مار تو نہیں سکتا تھا لیکن تیز و تند نشہ بن کر اس کے ذہن پر حاوی ہو گیا تھا۔

اس زہر نے اسے عارضی طور گونگا اور بہرا بنا دیا تھا۔ نہ وہ کسی سے کچھ بولتی تھی، نہ کسی کی بات سنتی تھی۔ اس وجہ سے ہم اس کے ذریعے کسی کے دماغ میں نہیں پہنچ سکتے تھے اور نہ معلوم کر سکتے تھے کہ وہ کس ملک کے کس شہر میں ہے؟

وہ اپنے مزاج کے برخلاف بہت ہی بدمزاج، چڑچڑی ہو گئی تھی۔ اپنے اندر سوچ کی لہروں کو محسوس کر کے غصے سے چیخنے لگتی تھی پھر سانس روک لیتی تھی۔ دواؤں کے ذریعے زہریلے اثرات کو کم سے کم کرنے کی کوششیں ہو رہی تھیں۔ ہمیں امید تھی کہ وہ صبح تک کچھ نارمل ہو سکے گی۔ زہریلا نشہ اتنا تیز تھا کہ وہ گہری نیند سو رہی تھی۔

رات آٹھ بجے ہیری ماؤنٹ اور ماؤس مرکر کے ساتھ اسپتال میں آئی۔ اسپیشل وارڈ کے اسپیشل کمرے کے پاس آ کر اس نے کھڑکی سے جھانک کر اندر دیکھا۔ سونیا گہری نیند میں تھی۔ اس سے پہلے اس نے اسے آگہی کی اسکرین پر دیکھا تھا، آج پہلی بار روبرو دیکھ رہی تھی۔

اسے دیکھ کر یوں لگ رہا تھا جیسے وہ پیدائش کے دن سے سونیا کو جانتی ہے۔ بچہ پیدا ہوتے ہی دیکھتا ضرور ہے لیکن دیکھنے والوں کو نہ جانتا ہے نہ پہچانتا ہے، نہ کچھ سمجھتا ہے لیکن اس کا دل کہہ رہا تھا کہ جب اس نے دنیا میں آتے ہی پہلی سانس لی تو سونیا اس پہلی سانس کے ساتھ ہی اس کے اندر آ بسی تھی۔

ماؤس مرکر نے کہا ''اسپیشل وارڈ کی طرف کم لوگ آتے ہیں۔ پھر اس کمرے کا ایک پچھلا دروازہ ہے، اگر میں گاڑی اسپتال کے پچھلے حصے میں لے آؤں تو ہم پچھلے دروازے سے اسے کڈنیپ کر سکتے ہیں۔''

جمائلہ نے کہا ''نہیں۔ یہاں سے چلو۔''

وہ پلٹ کر اسپتال سے باہر جانے لگی۔ ہیری ہنٹ نے کہا ''تم انکار کیوں کر رہی ہو؟ جب کہ اسے کڈنیپ کرنے کی بڑی سہولتیں ہیں۔ ماؤس مرکر کو ایسے معاملات میں برسوں کا تجربہ ہے۔''

وہ باہر آ کر گاڑی میں بیٹھتے ہوئے بولی ''بے شک تجربہ ہوگا لیکن ابھی کڈنیپ کرنے سے ناکامی ہو سکتی ہے۔''

ماؤس مرکر نے ناگواری سے کہا ''تم مجھے اناڑی سمجھ رہی ہو جبکہ میں سیون بلڈرز کا بہت ہی خطرناک، تجربے کار جاسوس اور سیکرٹ ایجنٹ کہلاتا ہوں۔ میں نے قتل اور اغوا کی ایسی ایسی وارداتیں کی ہیں کہ تم سنو گی تو لرز جاؤ گی۔''

''میں لرزنا نہیں چاہتی۔ پلیز اپنے تجربات اور ماضی میں کی جانے والی وارداتوں کو اپنے ریکارڈ ہی میں محفوظ رکھو۔ میڈم کو یہاں سے پرتگال پہنچانے تک تم دونوں وہی کرتے رہو گے جو میں کہوں گی۔''

ہیری ہنٹ کچھ کہنا چاہتا تھا۔ وہ ہاتھ اُٹھا کر بولی ''نو مور آرگومنٹس......''

وہ دونوں چپ رہے۔ یہ جانتے تھے کہ رات کا وقت ہے، وہ صبح تک بہت ہی ضدی اور بدمزاج رہے گی۔ اپنے مزاج کے خلاف کوئی بات برداشت نہیں کرے گی پھر سیون بلڈرز کے ساتوں اعلیٰ عہدیدار یہ کبھی نہیں چاہیں گے کہ وہ دونوں جمائلہ کے حکم کے خلاف کوئی کام کریں۔ اس لیے انہوں نے چپ سادھ لی۔

دوسری طرف سیون بلڈرز میں وہ تین ٹیلی پیتھی جاننے والے سونیا کے متعلق اپنے اپنے دماغ میں کھچڑی پکا رہے تھے۔ یہ طے پایا تھا کہ سونیا کو پرتگال کے سب سے بڑے شہر لزبن پہنچانے کے بعد تنویمی عمل کے ذریعے اس کا برین واش کیا جائے گا۔ کرونا، ڈاؤ کوم کوبرا اور مہا دھابی تینوں ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی یہ خواہش تھی کہ انہیں سونیا پر تنویمی عمل کرنے کا موقع دیا جائے۔

لیکن سیون بلڈرز نے پہلے ہی فیصلہ سنا دیا تھا کہ گوتم نارائن ہپناٹزم کا ماہر ہے، وہی سونیا کا برین واش کرے گا۔ اس کے اندر سے ماضی کی تمام یادیں مٹا دے گا۔ پھر خیال خوانی کرنے والے اس کے دماغ میں پہنچ کر اسے نیا نام دیں گے، اس کی نئی شخصیت بنائیں گے۔

وہ تینوں ٹیلی پیتھی جاننے والے اپنے اپنے طور پر مکاری سے سوچ رہے تھے کہ سونیا جیسی زبردست عورت کو اپنی معمولہ اور تابعدار بنائیں گے۔ جب گوتم نارائن تنویمی عمل کے ذریعے اس کا برین واش کر دے گا تو وہ چونکہ ٹیلی پیتھی نہیں جانتا ہے اس لیے سونیا کے دماغ میں نہیں پہنچ سکے گا۔ صرف اپنے تنویمی عمل کے ذریعے اس کے دماغ میں اہم باتیں نقش کرے گا۔ ایسے وقت وہ تینوں چپ چاپ ٹیلی پیتھی کے ذریعے سونیا کے اندر رہ کر بہت کچھ کر سکتے تھے۔ اسے اپنی اپنی طرف مائل کر سکتے تھے۔

کرونا نے بلڈرون سے رابطہ کرتے ہوئے کہا ''مسٹر گوتم نارائن باہر سے ہی اس پر تنویمی عمل کر سکیں گے لیکن میں سونیا کے اندر پہنچ کر اس کے دماغ میں آپ کے احکامات کے مطابق اہم باتیں نقش کر سکتی ہوں۔ اسے اتنے استحکام سے آپ کی معمولہ اور تابعدار بنا سکتی ہوں کہ کبھی آپ سے بغاوت نہیں کرے گی اور نہ ہی ہمارے تنویمی عمل سے نجات حاصل کر سکے گی۔''

بلڈرون نے کہا ''ہم ساتوں بلڈرز یہ نہیں چاہتے کہ تم تینوں میں سے کوئی بھی تنویمی عمل کرنے والا سونیا کے دماغ

میں جا کر اسے اپنے طور پر ہپناٹائز کرے۔ ہم یہ نہیں جان سکیں گے کہ تم تینوں سونیا کے اندر جا کر کیا بول رہے ہو اور کیسی کیسی باتیں اس کے اندر نقش کر رہے ہو؟ لہٰذا تم میں سے کسی کو اس کے دماغ میں جانے کی اجازت نہیں دی جائے گی۔"

ژاؤ کوم کوبرا اور مہادھابی نے بھی اپنے اپنے طور پر ان سیون بلڈرز سے رابطہ کیا اور یہ خواہش ظاہر کی کہ انہیں سونیا پر تنویمی عمل کرنے کی اجازت دی جائے۔ ان دونوں کو بھی یہی ٹکا سا جواب دیا گیا۔

مہادھابی نے کہا "ہم آپ کے ٹیلی پیتھی جاننے والے وفادار ہیں۔ آپ کو ہم پر بھروسا کرنا چاہیے۔"

بلڈر وَن نے کہا "تم میں سے کوئی بھی خیال خوانی کے ذریعے سونیا کے دماغ میں جائے گا تو ہم کبھی یہ معلوم نہیں کر سکیں گے کہ اس کے اندر تم کیا بول رہے ہو اور ہمارے حق میں اسے صحیح طور پر ہماری معمولہ اور تابعدار بنا رہے ہو یا بہ ظاہر ہماری اور درپردہ اپنی تابعدار بنا لینا چاہتے ہو۔ بے شک تم تینوں ٹیلی پیتھی جاننے والے ہمارے وفادار ہو لیکن ہم آنکھیں بند کر کے کسی پر بھروسا نہیں کرتے ہیں۔"

ان تینوں کو اپنے آقا یعنی سیون بلڈرز سے مایوسی ہوئی۔ کرونا نے ژاؤ کوم کوبرا اور مہادھابی سے کہا "میں جانتی ہوں کہ جب گوتم نارائن سونیا پر تنویمی عمل کر رہا ہوگا، میں چپکے سے اس کے اندر جا کر اپنے طور پر سونیا کو مائل کروں گی۔ تم دونوں بھی وہاں موجود رہو گے اور تمہاری بھی یہی خواہش ہوگی کہ سونیا کو اپنی تابعدار بنا لو۔"

انہوں نے کہا "بے شک۔ ہم یہی چاہتے ہیں، لیکن سیون بلڈرز کے ہمارے ساتوں آقا ہمیں اس پر تنویمی عمل کرنے کی اجازت نہیں دیں گے۔"

مہادھابی نے کہا "ہم چپ چاپ سونیا پر عمل کر سکتے ہیں لیکن ہم تینوں میں سے کون اسے تابعدار بنائے گا؟"

ژاؤ کوم کوبرا نے کہا "اگر ہم تینوں جھگڑا کریں گے تو تینوں میں سے کوئی بھی کامیاب نہیں ہو سکے گا۔ ہم تینوں ایک دوسرے کا راستہ کاٹنے کی کوششیں کرتے رہیں گے۔ نتیجتاً سونیا کسی کے قابو میں نہیں رہے گی۔"

کرونا نے کہا "ہم تینوں متحد ہو جائیں تو بات بن سکتی ہے۔ ہم سونیا کے دماغ میں ایک مخصوص آواز اور لب و لہجہ نقش کر دیں گے اور اسی مخصوص لب و لہجے کے ذریعے جب چاہیں گے ان کے اندر جا کر اپنی بات منوا سکیں گے۔ اس خطرناک عورت کو اپنے طور پر استعمال کر سکیں گے۔"

جمائلہ نے آگہی کی اسکرین پر جو دیکھا، وہی رات کے بعد ہونے لگا۔ اس نے بیری ہنٹ سے کہا "گاڑی اسٹارٹ کرو اور آہستہ آہستہ ڈرائیو کرتے ہوئے ایئرپورٹ کی سڑک پر چلتے رہو۔"

وہ اس کے حکم کی تعمیل کرنے لگا، دل ہی دل میں کہنے لگا "ایک وقت تھا جب میرے احکامات کی تعمیل کی جاتی تھی۔ جب سے یہ لڑکی آئی ہے ہمارے سروں پر ناچ رہی ہے۔ مختصر سے عرصے میں ہم سب سے آگے نکل گئی ہے۔ سیون بلڈرز نے ہم سب کو اس کا ماتحت بنا ڈالا ہے۔"

اس کے برابر فرنٹ سیٹ پر ماؤس مرکر بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے فرانسیسی زبان میں کہا "یہ فرنچ لینگویج نہیں جانتی ہے۔ میں تم سے پوچھتا ہوں کیا ہم ہمیشہ اس کے تابعدار بن کر رہیں گے؟ ہماری عمر اور ہمارے تجربات کے سامنے یہ لڑکی ابھی طفلِ مکتب ہے۔ صرف اپنی پُراسرار صلاحیتوں کے باعث ہم پر حاوی ہو رہی ہے۔"

"ہاں۔ یہی دیکھو! اسے اپنی آگہی پر کتنا بھروسا ہے۔ ہمیں میڈم کو کڈنیپ کرنے کی اجازت نہیں دی۔ ایسے جا رہی ہے جیسے میڈم خود اس کی جھولی میں آ گرے گی۔"

"میں تو اپنے طور پر دعا کر رہا ہوں کہ اس کی آگہی درست نہ ہو۔ یہ میڈم کو حاصل کرنے میں ناکام ہو جائے۔ ایک بار ناکام ہو گئی تو سیون بلڈرز کے آقاؤں کی نظروں سے گر جائے گی۔ اس کی اہمیت کم ہو جائے گی۔"

جمائلہ پچھلی سیٹ پر آرام سے بیٹھی ہوئی تھی۔ اسے اس بات کی پروا نہیں تھی کہ وہ فرانسیسی زبان میں ایک دوسرے سے کیا بول رہے ہیں؟ وہ نہ تو کسی کی باتوں پر توجہ دیتی تھی اور نہ ہی اسے اس بات کی پروا ہوتی تھی کہ کوئی اس کے خلاف بول رہا ہے؟ جب کوئی اس سے دشمنی کرتا تھا اور عملی طور پر کوئی قدم اٹھانا چاہتا تھا تب اسے فوراً ہی آگہی ملتی تھی اور وہ اپنے ان مخالفین سے ہوشیار ہو جاتی تھی۔

اس وقت وہ دونوں اس کی مخالفت میں بول رہے تھے لیکن اس کے خلاف کوئی عملی قدم اٹھانا نہیں چاہتے تھے۔ لہٰذا ان سے متعلق اسے کوئی آگہی نہیں مل رہی تھی۔

وہ دونوں دعا مانگ رہے تھے کہ سونیا کے متعلق اسے جو آگہی مل چکی ہے وہ درست نہ ہو۔ کسی کے خلاف دعا مانگی جائے یا بددعا دی جائے تو وہ پوری نہیں ہوتی۔ بیری ہنٹ اور ماؤس مرکر نے ہیڈ لائٹس کی روشنی میں دیکھا، دور ایک عورت سڑک پر دکھائی دے رہی تھی، وہ لڑکھڑاتی ہوئی چلی آ رہی تھی۔ جمائلہ نے کہا "اس کے قریب پہنچ کر گاڑی روکو۔ یہی میڈم سونیا ہے۔"

انہوں نے قریب پہنچ کر گاڑی روک دی۔ ہیڈ لائٹس کی روشنی میں دیدے پھیلا کر اسے دیکھنے لگے۔ وہ وہی دکھائی دے رہی تھی، جیسے وہ اسپتال میں دیکھ چکے تھے۔ ماؤس مرکر نے گاڑی سے اتر کر سونیا کو سہارا دیا پھر اسے پچھلی سیٹ پر بٹھا دیا۔ جمائلہ اس کی کمزوری اور پریشانیوں کو سمجھ رہی تھی، اس نے پچھلی سیٹ پر لیٹنے کی جگہ بنا دی، وہ آرام سے وہاں لیٹ گئی۔ گاڑی وہاں سے گھوم کر ہائی وے کی طرف جانے لگی۔ تمام رات سفر کرنے کے بعد وہ بن غازی ایئرپورٹ پہنچ گئے۔

سیون بلڈرز کے ایک ماتحت نے ان کے لیے چار سیٹیں ایک فلائٹ میں ادکے کرا لی تھیں۔ جمائلہ نے بورڈنگ کارڈ لیتے وقت ایک کیلنڈر میں بارہ تاریخ دیکھی، اس نے آگہی کے منظر میں یہی سب کچھ دیکھا تھا۔

وہ شام تک پرتگال کے مغربی ساحلی شہر لزبن پہنچ گئے۔ وہاں ردیبونامی ایک علاقے میں جمائلہ اپنے والدین کے ساتھ رہائش پذیر تھی۔

جمائلہ یہ بتا چکی تھی کہ سونیا کو کسی زہریلے سانپ نے ڈسا ہے اور اسے بڑی مشکلوں سے اس سانپ کے زہر سے بچایا گیا ہے۔ سیون بلڈرز کے ڈاکٹروں نے اس کا معائنہ کیا پھر کہا "اس پر کوئی دوا اثر نہیں کرے گی، صرف وہی دوائیں جو زہر کا توڑ کر سکتی ہیں وہی سست رفتاری سے اس پر اثر کرتی رہیں گی اور یہ رفتہ رفتہ نارمل ہوگی۔"

ڈاکٹر نے اسے انجکشن لگایا، کھانے کے لیے دوائی دی پھر وہ دونوں ڈاکٹر چلے گئے۔ ایک نرس اور دو خادمائیں اس کی خدمت کے لیے وہاں رہ گئیں۔ گوتم نارائن نے کہا "یہ جسمانی اور ذہنی طور پر کمزور ہے، میں بڑی کامیابی سے اس پر تنویمی عمل کر سکوں گا۔"

بلڈر تھری نے کہا "تم وہاں میڈم سونیا کے بنگلے میں جاؤ اور ڈرائنگ روم میں بیٹھ کر ہمارے دوسرے حکم کا انتظار کرو۔"

جمائلہ سے پوچھا گیا۔ "گوتم نارائن وہاں آ رہا ہے۔ کیا میڈم سونیا جاگ رہی ہیں؟"

"ابھی سو رہی ہیں۔"

"ٹھیک ہے۔ جب تک وہ سوتی رہے، گوتم نارائن ڈرائنگ روم میں بیٹھا رہے گا۔ اس کے بیدار ہونے پر تنویمی عمل کرے گا۔"

بلڈر وَن کے حکم کے مطابق دو دو مسلح گارڈز کرونا، ژاؤ کوم کوبرا اور مہادھابی کے بنگلے میں پہنچ گئے۔ انہوں نے ان تینوں کو گن پوائنٹ پر رکھ کر کہا "باس کا حکم ہے کہ ایک گلاس پانی پیو۔"

انہوں نے فریج سے پانی نکالا، اپنے اپنے گلاس میں ڈالا، مسلح گارڈز نے جیب سے شیشی نکال کر پانی سے بھرے ہوئے گلاس میں چار قطرے ٹپکا دیے پھر کہا "اسے پی لو۔"

وہ تینوں خیال خوانی کے ذریعے ان مسلح گارڈز کے اندر نہیں جا سکتے تھے۔ وہ سانس روک لیتے تھے۔ انہوں نے پوچھا "یہ کیسی دوا ہے؟"

جواب ملا "ہم نہیں جانتے۔ جو حکم دیا گیا ہے، اس پر عمل کرو۔"

"کیا ہمیں زبردستی پینا ہوگا؟"

انہوں نے انہیں گن پوائنٹ پر رکھتے ہوئے کہا "بے شک! پیو یا پھر مرو۔"

کوئی مرنا نہیں چاہتا۔ انہوں نے مجبور ہو کر گلاس اٹھایا اور غٹ غٹ پی کر خالی کر دیا۔ تھوڑی دیر بعد ہی دوا نے اثر دکھایا۔ وہ دماغی اور جسمانی طور پر کمزوری محسوس کرنے لگے۔ اپنے اپنے بستر پر جا کر لیٹ گئے۔ یہ سمجھ گئے کہ ان کے دوسرے ٹیلی پیتھی جاننے والے ساتھیوں کے ساتھ بھی یہی ہو رہا ہوگا۔

وہ تینوں اپنی اپنی رہائش گاہ میں کمزوری کے باعث گہری نیند سو گئے۔ ان کے پاس کھڑے ہوئے مسلح گارڈز اپنی ڈیوٹی پر موجود رہے۔ انہیں تاکید کی گئی تھی کہ وہ وہاں مسلسل موجود رہیں۔ اگر وہ آٹھ دس گھنٹے بعد نیند سے بیدار ہو جائیں تو انہیں پھر دوا پلا کر سلا دیا جائے تاکہ وہ گوتم نارائن کے تنویمی عمل کے وقت یا تنویمی عمل کے بعد میڈم سونیا کے اندر خیال خوانی کے ذریعے نہ جا سکیں اور کوئی مکاری نہ دکھا سکیں۔

سونیا نیند سے بیدار ہو گئی تھی۔ جمائلہ نے گوتم نارائن سے کہا "میرے ساتھ میڈم کے بیڈ روم میں چلو اور انہیں ہپناٹائز کرو۔"

وہ بولا "ہپناٹائز کرنے کے لیے ہمیشہ تنہائی اور خاموشی ضروری ہوتی ہے۔ وہاں میں ہوتا ہوں یا میرا معمول یا معمولہ ہوتی ہے، کوئی تیسرا نہیں ہوتا۔"

وہ بولی "آج تمہیں اپنا یہ اصول توڑنا ہوگا۔ میں موجود رہوں گی۔ اگر انکار کرو گے تو میں ہپناٹائز کرنے کی اجازت نہیں دوں گی۔"

وہ بولا" سیون بلڈرز کے ساتوں آقا مجھ پر اعتماد کرتے ہیں۔ ٹیلی پیتھی جاننے والوں پر اتنا بھروسا نہیں کرتے جتنا کہ مجھ پر کرتے ہیں۔ تمہیں بھی مجھ پر بھروسا کرنا چاہیے۔"

"سوری۔ میں میڈم کے معاملے میں اپنے باپ پر بھی بھروسا نہیں کروں گی۔ جو کہہ رہی ہوں تم وہی کرو۔ ورنہ اس دنیا میں ہپناٹائز کرنے والوں کی کمی نہیں ہے۔ میں کسی دوسرے کی خدمات حاصل کرلوں گی۔"

"یہاں تمہارا نہیں سیون بلڈرز کا حکم چلتا ہے۔ تم اپنی مرضی سے کسی دوسرے ہپناٹائز کرنے والے کی خدمات حاصل نہیں کرسکو گی۔"

"اتنا تو کرسکوں گی کہ تمہیں یہاں سے باہر نکال دوں؟"

"تم میری توہین کررہی ہو۔"

"میرے مزاج کے خلاف کوئی بات کرو گے یا کوئی کام کرو گے تو اس سے بھی زیادہ توہین ہوگی۔"

اس نے فون کے ذریعے بلڈر وَن سے رابطہ کیا پھر کہا۔ "مس جمائلہ میرے کام میں مداخلت کررہی ہیں۔ میں ہپناٹائز نہیں کرسکوں گا۔"

بلڈر وَن نے پوچھا" وہ کس قسم کی مداخلت کررہی ہے؟"

"میں ہمیشہ تنہائی میں بند کمرے کے اندر ہپناٹائز کرتا ہوں لیکن یہ اس بند کمرے میں میرے اور معمولہ کے درمیان موجود رہنا چاہتی ہے جو کہ خلاف اصول ہے۔"

بلڈر وَن نے کہا" آج یہ اصول توڑ دو، جمائلہ کی موجودگی میں تنویمی عمل کرو۔"

اس نے گھور کر جمائلہ کو دیکھا پھر فون پر کہا" آل رائٹ باس......!"

اس نے فون بند کردیا پھر کہا" ٹھیک ہے۔ میڈم کے کمرے میں چلو۔"

سونیا اپنے بیڈ پر لیٹی ہوئی تھی۔ آنکھیں کھول کر اپنے حالات پر غور کررہی تھی۔ سمجھنا چاہتی تھی کہ اس کے ساتھ کیا ہورہا ہے۔ وہ گونگی اور بہری کیوں بن گئی ہے؟ جمائلہ نے اس کے کمرے کے دروازے پر آکر اسے دیکھا۔ پہلی بار سونیا سے سامنا ہورہا تھا۔ اب تک وہ کبھی سورہی تھی تو کبھی جاگ رہی تھی۔ جاگنے کے دوران اس پر عجیب بے خودی سی طاری رہتی تھی۔ کسی کو اچھی طرح پہچان نہیں پاتی تھی۔ اس بار اس نے دیکھا کہ کمرے کے دروازے پر ایک خوبصورت سی نوجوان لڑکی کھڑی ہوئی ہے۔ جمائلہ نے اس کی طرف بڑھتے ہوئے، اپنا ایک ہاتھ مصافحے کے لیے بڑھاتے ہوئے کہا" میرا نام جمائلہ حقانی ہے۔ کیا آپ میری آواز سن سکتی ہیں؟"

وہ خوش ہوکر اثبات میں سر ہلانے لگی۔ اس وقت اسے آواز سنائی دے رہی تھی۔ عارضی بہرا پن ختم ہوگیا تھا۔

جمائلہ نے پوچھا" کیا آپ اپنا نام اور اپنی کچھ باتیں بیان کرسکیں گی؟ کیونکہ آپ ہمارے لیے بالکل اجنبی ہیں۔"

وہ دھیرے دھیرے لرزتی ہوئی آواز میں بولی۔ "ہاں۔ مجھے کچھ کچھ یاد آرہا ہے۔ میرا نام سونیا ہے۔ میں کچھ تنہائی میں اپنے بارے میں سوچوں گی۔ اپنی پچھلی زندگی کو یاد کروں گی پھر تمہیں اپنے بارے میں بتاؤں گی۔"

جمائلہ نے کہا" ہمارے ایک اور معالج ہیں۔ وہ آپ کا معائنہ کرنا چاہتے ہیں۔ کیا آپ ابھی ان سے ملنا پسند کریں گی؟"

"بے شک۔ تم انہیں یہاں بلاسکتی ہو۔"

سونیا بیڈ سے اتر کر ایک صوفے پر آکر آرام سے بیٹھ گئی۔ جمائلہ باہر جاکر گوتم نارائن کو اپنے ساتھ لے آئی۔ اس نے کمرے میں آکر سونیا کو دیکھا۔ وہ سر جھکائے بیٹھی ہوئی تھی۔ ان لمحات میں اس پر زہریلے اثرات غالب آرہے تھے۔ ایسے ہی وقت میں نے خیال خوانی کے ذریعے اس کے اندر پہنچنا چاہا تو اس نے ایک چیخ ماری پھر سانس روک لی۔ اس کی چیخ سن کر گوتم نارائن سہم گیا، ایک قدم پیچھے ہٹ گیا۔ جمائلہ نے آگے بڑھ کر پوچھا" کیا بات ہے میڈم! آپ کوئی تکلیف محسوس کررہی ہیں؟"

سونیا نے ایک ہاتھ سے اپنے سر کو تھام کر کہا" میرے سر میں عجیب سی بے چینی پیدا ہوگئی تھی۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے کوئی بلا گھس آئی ہو۔ میرے ساتھ جب بھی ایسا ہوتا ہے تو میں غصے سے چیخنے لگتی ہوں، سانس روک لیتی ہوں تو وہ بلا میرے اندر سے باہر نکل جاتی ہے۔"

گوتم نارائن نے کہا" اس کا مطلب یہ ہے، کہ کوئی خیال خوانی کرنے والا آپ کے دماغ میں آتا ہے اور آپ پرائی سوچ کی لہروں کو برداشت نہیں کرپاتیں۔ تکلیف محسوس کرتی ہیں یا غصے میں آکر سانس روک لیتی ہیں۔"

وہ اثبات میں سر ہلا کر بولی" شاید ایسی ہی کوئی بات ہے۔"

میں پھر اس کے دماغ میں پہنچنے کے بعد ناکام رہا تھا۔ اس کے سانس روکنے کے باعث واپس آگیا تھا۔ بار بار اس کے پاس آکر اسے غصہ نہیں دلانا چاہتا تھا۔ زہر کے زیر

اثر اس کے تند مزاج کے پیش نظر عقل یہی سمجھا رہی تھی کہ مجھے صبر کرنا چاہیے۔ وہ رفتہ رفتہ نارمل ہوگی، اس کے اندر سے بدمزاجی اور غصہ کم ہوگا تو وہ میری سوچ کی لہروں کو برداشت کرے گی۔ پھر مجھ سے بات ضرور کرے گی۔

میں، میرے بچے اور دوسرے ٹیلی پیتھی جاننے والے اس کے موجودہ حالات سے بے خبر تھے۔ یہ نہیں جانتے تھے کہ وہ کہاں سے کہاں پہنچ گئی ہے۔ ایک طرح سے ہم اسے خدا کے حوالے کرچکے تھے۔ صبر کررہے تھے کہ اگر خدا چاہے گا تو اسے ہم سے کبھی نہ کبھی ضرور ملائے گا۔

گوتم نارائن نے کہا" میڈم! میں آپ کا معائنہ کرنا چاہتا ہوں۔ آپ کو اعتراض نہ ہو تو پلیز، بیڈ پر آکر لیٹ جائیں۔"

وہ اپنی جگہ سے اٹھ کر کھڑی ہوگئی پھر نظریں اٹھا کر گوتم نارائن کو دیکھتے ہوئے بولی" پہلے ہی دو ڈاکٹر مجھے دیکھ کر جاچکے ہیں۔ دوائیں بھی دے چکے ہیں۔ اب آپ کیا کرنا چاہتے ہیں؟"

سونیا نے پہلی بار نظریں اٹھا کر گوتم نارائن کی طرف دیکھا تھا۔ اس ہپناٹائز کرنے والے نے جب اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دیکھا تو وہ سہم گیا، اسے جھٹکا سا لگا وہ ایک قدم پیچھے ہٹ گیا۔

وہ تنویمی عمل کے سلسلے میں برسوں کا تجربہ رکھتا تھا۔ بے شمار افراد پر تنویمی عمل کرچکا تھا۔ اس کی آنکھیں بڑی بڑی تھیں اور اتنی پُرکشش تھیں کہ دیکھنے والے پہلی ہی نظر میں اس سے متاثر ہوجاتے تھے۔ اس کی آواز میں بڑا رعب اور دبدبہ تھا۔ ہپناٹائز کرنے والا وہی عامل کامیاب ہوتا ہے، جس کی آنکھیں بہت ہی پُراسرار اور پُرکشش ہوں اور آواز میں بلا کی گھن گرج، رعب اور دبدبہ ہو۔

گوتم نارائن کی آواز میں اور آنکھوں میں ایسی ہی کشش اور ایسا ہی دبدبہ تھا لیکن سونیا کی آنکھوں میں دیکھتے ہی اسے ایسا لگا جیسے کسی ناگن کی آنکھیں اسے ڈس رہی ہوں۔ سانپ کے زہر نے صرف اس کے دماغ کو ہی متاثر نہیں کیا تھا، اس کی نگاہوں کو بھی زہریلی چمک اور کشش پیدا کردی تھی۔ سونیا نے اسے گھور کر دیکھتے ہوئے پوچھا" آپ نے میری بات کا جواب نہیں دیا۔ آپ کس طرح میرا علاج کرنا چاہتے ہیں؟"

وہ اس کی طرف دیکھنا نہیں چاہتا تھا۔ نظریں چرا رہا تھا۔ پہلی ہی نظر میں اس نے اس کے ذہن کو جھٹکا پہنچایا تھا۔ اس سے نظریں تو چرا رہا تھا لیکن اپنی انسلٹ بھی محسوس کررہا تھا۔ جو بھی اس سے نظریں ملاتا تھا، اس کی نظریں فوراً جھک جاتی تھیں۔ آج اس کی نظریں سونیا کے سامنے جھک گئی تھیں۔

اس نے سوچا" شاید یہ ایک اتفاق ہے۔ میری نظریں اس سے کمزور نہیں ہوسکتیں۔ مجھے پھر آزمانا چاہیے۔ اس بار میں اس سے نظریں ملاؤں گا تو اس کی آنکھیں جھک جائیں گی۔"

یہ سوچ کر اس نے آہستہ آہستہ نظریں اٹھائیں۔ اس کی طرف دیکھا۔ اس وقت وہ جمائلہ کی طرف دیکھ رہی تھی۔ اس سے پوچھ رہی تھی" یہ تم کسے پکڑ کر لے آئی ہو؟"

وہ بولا" میں کوئی ایسا ویسا شخص نہیں ہوں۔ بہت بڑا عامل ہوں۔ ہپناٹائز کرتا ہوں۔ میری آنکھوں میں دیکھو اور بیڈ پر جاکر لیٹ جاؤ۔"

سونیا نے سر گھما کر اسے دیکھا تو پھر اس کے ذہن کو ایک جھٹکا سا لگا۔ اس بار وہ نظریں نہ ہٹا سکا، اس کی آنکھوں نے اسے گرفتار کرلیا تھا۔ وہ پریشان ہوکر، گھبرا کر بولا" جمائلہ! میں۔ میں یہاں سے جانا چاہتا ہوں۔"

جمائلہ نے پوچھا" کیا بات ہے؟ تم پریشان کیوں ہو؟ کیا میڈم پر تنویمی عمل نہیں کرو گے؟"

سونیا نے اس سے نظریں ہٹا کر جمائلہ کو دیکھتے ہوئے کہا" اس کا باپ بھی مجھ پر کوئی عمل نہیں کرسکے گا۔ تم اسے کہاں سے پکڑ کر لائی ہو، بھگاؤ یہاں سے......"

جمائلہ کیا بھگاتی۔ سونیا کی نظریں ہٹتے ہی، اس کی گرفت سے نجات ملتے ہی وہ پلٹ کر تیزی سے چلتا ہوا اس کمرے سے باہر چلا گیا۔ یوں لگ رہا تھا کہ گردن کہیں پھنسی ہوئی تھی اور سانسیں لینا دشوار ہورہا تھا۔

وہ دوڑنے کے انداز میں تیزی سے چلتا ہوا ڈرائنگ روم میں آیا پھر وہاں سے دوڑتا ہوا اس بنگلے کے باہر پہنچ کر موبائل فون کے ذریعے بلڈر وَن سے بولا" او گاڈ! آپ نے مجھے یہ نہیں بتایا تھا کہ اس کی آنکھوں میں زہریلی کشش ہے۔ ایسی آنکھوں والی کو کوئی زیر نہیں کرسکے گا کیونکہ ہم ہپناٹائز کرنے والے اپنی آواز اور اپنی آنکھوں کے ذریعے ہی کسی کو زیر کرتے ہیں اور اسے اپنا معمول اور تابعدار بناتے ہیں۔"

بلڈر وَن نے پوچھا" یعنی تم یہ کہنا چاہتے ہو کہ کوئی بھی اسے تنویمی عمل کے ذریعے زیر نہیں کرسکے گا اور ہم اسے اپنی معمولہ اور تابعدار بنانے میں ناکام رہیں گے؟"

وہ بولا" فی الحال تو یہی کہا جاسکتا ہے۔ جب میں اس کے سامنے تھا تو کوئی اس کے دماغ میں آنا چاہتا تھا۔ اس نے

غصے سے چیخ مار کر سانس روک لی۔ آنے والا واپس چلا گیا۔ اس طرح آپ سمجھ سکتے ہیں کہ وہ کسی ٹیلی پیتھی جاننے والے کو بھی اپنے دماغ میں نہیں آنے دے گی۔ نہ کوئی اس کے اندر جائے گا، نہ اس پر عمل کر سکے گا۔ فی الحال آپ اسے اپنی معمولہ اور تابعدار بنائے رکھنے کا خیال دل سے نکال دیں۔ وہ بہت خطرناک ہے ایک ناگن کو کبھی دودھ نہیں پلانا چاہیے۔ اس سے پہلے کہ وہ ڈس لے، اسے ختم کر دینا چاہیے۔ میں آپ ساتوں کا وفادار ہوں۔ آپ سب کی بہتری کے لیے یہی بہتر مشورہ دے سکتا ہوں۔ اوکے سو فار۔''

بلڈر ڈن نے اپنے فون کو دیکھا وہ بند ہو چکا تھا، سونیا نے آتے ہی ان سب کو تشویش میں مبتلا کر دیا تھا۔ اب انہیں اپنی سلامتی کے لیے سوچنا تھا۔ کیا سونیا کو زنجیریں پہنا کر کسی کال کوٹھری میں بند کر دیا جائے اور آئندہ اسے تابعدار بنائے رکھنے کی کوئی اچھی سی تدبیر کی جائے یا پھر اپنی بقا کے لیے سونیا کی باقی سانسیں چھین لی جائیں؟

☆☆☆☆

میری داستان کئی سمتوں میں پھیلی ہوئی ہے۔ ہر سمت کا احاطہ کرنا ضروری ہوتا ہے۔ جمائلہ حقانی کا ذکر بڑی طوالت اختیار کر چکا ہے اور یہ ضروری بھی تھا کیونکہ بے یار و مددگار بھٹکنے والی سونیا کو کسی ایک منزل تک پہنچانا تھا۔ وہ جمائلہ حقانی اور سیون بلڈرز کے سائے میں پہنچ چکی تھی۔

سونیا کہیں پہنچے اور وہاں دھماکے نہ ہوں، یہ ناممکن سی بات ہے۔ اسے ٹیلی پیتھی جاننے والے زیر نہیں کر سکتے تھے۔ گوتم نارائن جیسا ہپناٹائز کرنے والا تجربے کار شخص بھی ناکام ہو گیا تھا۔ سیون بلڈرز کے ذہنوں میں یہ خیال پیدا ہو رہا تھا کہ انہوں نے اپنی موت کو خود ہی اپنے پاس بلا لیا ہے۔

وہ سب سونیا کے سلسلے میں کوئی اہم فیصلہ کرنے والے تھے۔ اور جب تک وہ فیصلہ کر رہے ہیں، میں اپنی داستان کو اس سمت لے جا رہا ہوں۔ جہاں جمیلہ اور نبیلہ کے قصے کو اب تمام ہونا ہے۔

وردان کے ستارے گردش میں تھے۔ وہ قدم قدم پر مات کھا رہا تھا۔ یہ اس کی بدنصیبی تھی کہ پندرہ برس کی تاشا نے اسے اپنا معمول اور تابعدار بنا لیا تھا۔ عدنان اور شیوانی کو اس کے چنگل سے نجات دلائی تھی پھر اسے حکم دیا تھا کہ وہ نبیلہ کو اپنی قید سے رہا کر دے اور اسے اس کے گھر تک پہنچا دے۔

وردان اس وقت مجبور تھا، تاشا نے جو کہا، اس نے کر دیا۔ اپنے ہی ایک آلۂ کار کو حکم دیا کہ نبیلہ کو اس ر... پہنچا دیا جائے۔

بعد میں وردان کو یہ یقین ہوا کہ تاشا کہیں دوسری... مصروف ہے اور ابھی اس کے دماغ میں نہیں آئے گی... سیدھا دوڑتا ہوا اپنے گرو دیو سوامی پربھو دیال شنکر کے... پہنچ گیا۔ ان کے قدموں میں گر کر معافی مانگنے لگا، گڑگڑا... لگا کہ اسے تاشا کے تنویمی عمل سے نجات دلائی جائے۔

سوامی پربھو دیال شنکر کو نہ کسی سے دشمنی تھی، نہ ہی... کا برا چاہتے تھے، نہ تاشا کے خلاف کچھ کرنا چاہتے تھے... ہی وردان جیسے چیلے کو پریشان دیکھ سکتے تھے۔ وہ مہا... تھے، یہ جانتے تھے کہ شیطان کبھی نہیں مرتا۔ شر کسی نہ... صورت سے دور تک پھیلتا رہتا ہے۔ وردان کو بھی پھیلنا تو... آگے جا کر اسے اپنی موت آپ مرنا تھا۔ یہ جانتے ہو... انہوں نے اسے تاشا کے تنویمی عمل سے نجات دلا دی۔

وردان کو اپنے گرو دیو پربھو دیال کی پیش گوئی یاد تھی... وہ کبھی فرہاد علی تیمور کے مقابلے میں کامیاب نہیں ہوگا... اسے عارضی کامیابی حاصل ہوتی رہے گی۔ پھر وہ ناکام... جایا کرے گا۔

اور پھر شیوانی کے سلسلے میں ناکام ہو کر وہ نبیلہ کی طرف آیا۔ چاہتا تھا کہ پھر اس پر قبضہ جمائے اور واپس اسے... خفیہ پناہ گاہ میں پہنچا دے۔ لیکن اس کے دماغ میں پہنچ... اس نے سانس روک لی۔ یہ پتا چلا کہ اس کے دماغ کو لاک... دیا گیا ہے۔ وہ اپنا سا منہ لے کر رہ گیا۔ پے در پے ملنے... ناکامی اسے سمجھا رہی تھی کہ اب محتاط رہنا چاہیے۔ میر... خاندان میں فی الوقت اعلیٰ بی بی اور کبریا ٹیلی پیتھی جانتے... الپا بھی میرے خاندان کا ایک حصہ تھی۔

اس کے بعد یہ انکشاف ہوا تھا کہ کوئی پندرہ برس کی لڑ... تاشا ہے۔ جو آئندہ کبھی میرے پانچ برس کے پوتے... منسوب ہونے والی ہے۔ جب ایک پندرہ برس کی لڑکی... ٹیلی پیتھی کے ذریعے اسے معمول اور تابعدار بنا سکتی... اعلیٰ بی بی اور کبریا بھی اسے بخشنے والے نہیں ہیں۔ وہ کسی... کبھی ان کے ہاتھ لگ سکتا ہے۔

وہ پھر اپنے گرو دیو سوامی پربھو دیال شنکر کے پاس... ان کے سامنے ڈنڈوت کرتے ہوئے بولا۔ ''مجھے کامیا... کے راستے دکھائیں، میں بری طرح مات پر مات کھا رہا ہو...''

گرو دیو نے کہا۔ ''میں پہلے ہی کہہ چکا ہوں۔ تم فر... علی تیمور کے مقابلے میں ہمیشہ ناکام رہو گے۔ بہتر ہے... سے دوستی کرو۔ یا دشمنی سے باز آ جاؤ۔ جدھر موت ہو، ادھر کبھی نہیں جانا چاہیے۔''

''گرو دیو! میں اپنی توہین کیسے برداشت کروں؟ آپ کہتے ہیں، میں فرہاد کے مقابلے میں میدان چھوڑ دوں۔ آپ ہی بتائیں، میں کیا کروں؟''

''میں کہہ چکا ہوں، اس سے دوستی کرو۔ یا کہیں دور چلے جاؤ۔ دور جاؤ گے تو دشمنی نہیں کرو گے۔ اس طرح فرہاد اور اس کے ٹیلی پیتھی جاننے والوں سے محفوظ رہو گے۔''

''کیا آگے کبھی میری کامیابی کے راستے کھل سکتے ہیں؟''

''جب تمہیں اچھی طرح ٹھوکریں لگیں گی اور یہ بات سمجھ میں آئے گی کہ نفرت اور دشمنی سے کبھی کچھ حاصل نہیں کر پاؤ گے تو پھر تم اچھے کرتاؤ (نیک عمل) کی طرف آؤ گے۔''

وہ سر جھکا کر سوچنے لگا پھر بولا۔ ''فرہاد سے دور جانے کا مطلب یہ ہوا کہ میں اپنا دیش چھوڑ کر چلا جاؤں؟''

''میرا یہی مشورہ ہے۔''

''تو پھر راستہ دکھائیں، مجھے کہاں جانا چاہیے؟''

''پرتگال کے شہر لزبن جاؤ۔ وہاں بھی تمہیں ٹھوکریں ملیں گی لیکن عقل آ سکتی ہے۔ آنکھیں کھلیں گی تو تمہارا مزاج، تمہارا رویہ سب کچھ بدل جائے گا۔ جس فرہاد کو تم دشمن سمجھتے ہو، وہی دوست بن کر تمہیں سلامتی دے گا۔''

''آپ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ میں اپنا دیش چھوڑ کر فرہاد سے ہزاروں میل دور جا کر بھی فرہاد کا ہی محتاج رہوں گا؟''

''مجھ سے اور کوئی سوال نہ کرو۔ میرے دھیان گیان کا وقت ہو رہا ہے۔ اب یہاں سے جاؤ۔''

وہ برسوں سے اپنے گرو دیو سوامی پربھو دیال کو اچھی طرح جانتا تھا، ان کی ایک ایک بات درست ہوا کرتی تھی۔ اس وقت بھی انہوں نے جو مشورہ دیا تھا، اس پر عمل کرنا اس کے لیے ضروری ہو گیا تھا۔ ہم سے مسلسل مات کھاتے رہنے کے بعد یہ عقل آ گئی تھی کہ ہمارے مقابلے میں وہ فی الحال کامیاب نہیں ہو سکے گا۔ اور نہ ہی اپنے ملک میں رہ کر ہم سے برتری حاصل کر سکے گا۔

اس نے چوبیس گھنٹوں کے اندر اپنا ملک چھوڑنے کا فیصلہ کر لیا۔ وہ پرتگال کے شہر لزبن جانے والا تھا۔ سوامی جی اسے جمائلہ حقانی کی ٹھوکروں میں بھیج رہے تھے۔ وہ وردان کے دشمن نہیں تھے، اس کی بہتری کے لیے چاہتے تھے کہ ٹھوکریں لگیں اور اسے عقل آتی رہے۔ فی الحال وردان کا باب یہاں ختم ہو رہا ہے۔ آئندہ وہ کبھی لزبن میں نظر آئے گا۔

نبیلہ اس سے رہائی پا کر اپنے دہلی والے مکان میں پہنچ گئی تھی۔ جمیلہ اور عبدالرحمن پہاڑی علاقے سے نکل کر پہلے وہاں پہنچے ہوئے تھے۔ بچھڑی ہوئی بہنیں ایک دوسرے سے لپٹ کر روتی رہیں۔ اور اپنے اپنے دکھڑے سناتی رہیں۔ باپ نے ان کے سروں پر ہاتھ رکھ کر کہا۔ ''خدا جانے اس وردان نامی شیطان سے کب پوری طرح نجات ملے گی؟ ہم پر پارس کے بڑے احسانات ہیں۔ اگر اس کے ٹیلی پیتھی جاننے والے ہمارے ساتھ نہ ہوتے تو وہ شیطان نہ جانے تمہارے ساتھ کیا سلوک کرتا؟ میں تو شرم سے مر ہی جاتا۔''

نبیلہ نے کہا۔ ''اللہ نے چاہا تو وہ شیطان کبھی کامیاب نہیں ہوگا۔ میں پارس سے ملنا چاہتی ہوں۔ کیا وہ یہاں آتے ہیں؟''

جمیلہ نے کہا۔ ''جب تک وہ کم بخت وردان زندہ ہے پارس آزادی سے ہمارے پاس نہیں آ سکیں گے۔ انہوں نے فون کے ذریعے اطلاع دی تھی کہ تمہیں اس سے نجات مل گئی ہے اور تم یہاں پہنچنے والی ہو۔''

عبدالرحمن نے کہا۔ ''وہاں پہاڑی علاقے میں وردان کے آدمی پارس کو گولی مارنے آئے تھے۔ یہ تو خدا کو پارس بچانا مقصود تھا' اس لیے وہ جمیلہ کی تلاش میں باہر چلا گیا تھا۔ وہ لوگ مجھے زخمی کر کے تمہیں لے گئے تھے۔ اگر پارس ہوتا تو خدا کی پناہ! ہم میں سے کوئی اسے بچا نہ سکتا۔ وہ بے موت مارا جاتا۔''

نبیلہ نے بڑے دکھ سے کہا۔ ''دیکھا جائے تو پارس ہمارے لیے بڑے خطرات سے کھیل رہے ہیں۔ اپنی جان کی بھی پروا نہیں کر رہے ہیں۔ اور ہم ہیں کہ مسلسل انہیں اپنے مسائل میں الجھاتے آ رہے ہیں۔ آخر ایسا کب تک ہوگا؟''

وہ بولا۔ ''پارس تم دونوں کے لیے بڑی قربانیاں دے رہا ہے۔ لیکن جب تک تم دونوں اس کے لیے قربانی نہیں دو گی، اس وقت تک وہ تمہارے لیے خطرات سے کھیلتا رہے گا۔''

دونوں نے باپ کو سوالیہ نظروں سے دیکھا۔ پھر جمیلہ نے پوچھا۔ ''ہم کس طرح کی قربانی دے سکتے ہیں؟''

''تم دونوں میں سے کسی کی شادی پارس سے ہو جائے گی تو وہ فرہاد علی تیمور کے خاندان کی بہو بن جائے گی۔ ابھی تو ان کے صرف ٹیلی پیتھی جاننے والے ہماری مدد کرتے ہیں' بہو بن جانے کے بعد تم دونوں سے گہرا رشتہ ہو جائے گا۔ ایک بہو بن کر بابا صاحب کے ادارے میں جائے گی تو

دوسری بہن کو بھی وہاں پناہ مل جائے گی۔ وہاں وردان جیسے دشمن پہنچ نہیں پاتے ہیں۔ تم دونوں ہمیشہ محفوظ رہو گی۔ وہاں کسی نیک اور شریف مسلمان سے دوسری بہن کا بھی رشتہ ہو سکتا ہے۔"

ان دونوں نے گہری سنجیدگی سے ایک دوسرے کو دیکھا۔ پھر کہا۔ "ابو! ہم نے پہلے کبھی سوچا بھی نہیں تھا کہ بہو بن جانے کے بعد ہمیں بابا صاحب کے ادارے میں جانے کی اجازت مل سکتی ہے اور وہاں پناہ بھی مل سکتی ہے۔"

"تم دونوں نے پہلے نہیں سوچا، اب سوچو اور جلد سے جلد فیصلہ کرو کہ تم میں سے کس کا نکاح پارس کے ساتھ پڑھایا جائے؟ یہ کام جتنی جلدی ہو جائے، اتنا ہی ہم سب کے لیے بہتر ہوگا، بلکہ پارس کی بہتری کے لیے تم دونوں کو فوری طور پر کوئی مناسب فیصلہ کرنا ہوگا۔"

وہ دونوں سر جھکا کر اپنے کمرے میں آ گئیں۔ دروازے کو بند کر کے ایک دوسرے کے روبرو بیٹھ گئیں۔ جمیلہ نے کہا۔ "بہت ہو چکا' ہم اپنے ساتھ اپنے چاہنے والے کی زندگی کو بھی خطرات سے دوچار کرتے رہتے ہیں۔ ہم اپنے لیے نہ سہی، پارس کے لیے تو کچھ کر سکتے ہیں۔"

نبیلہ نے کہا۔ "بے شک۔ یہ ہماری خودغرضی ہے۔ میں تمہاری محبت میں چاہتی ہوں کہ تم اس کی دلہن بن جاؤ۔ تم میرے لیے یہ سوچتی ہو کہ میں اس کی دلہن بن جاؤں۔ لیکن فیصلہ ہو نہیں پاتا۔ اگر جلد ہی کوئی دانشمندانہ فیصلہ نہ ہوا تو ہمیں پچھتانا پڑے گا۔ خدانخواستہ پارس کو کچھ ہو گیا تو کیا ہم اپنے آپ کو کبھی معاف کر سکیں گے؟ ہم تو اپنی نظروں میں گر جائیں گے۔ شرم سے مر جائیں گے۔ ہمارا ضمیر ہی ہمیں مار ڈالے گا۔"

جمیلہ نے کہا۔ "ایسا ہے تو اب تم مجھ سے بحث نہ کرنا۔ شادی کے لیے راضی ہو جاؤ۔"

وہ بولی۔ "ہرگز نہیں۔ شادی ہو گی تو تم سے۔ پارس کی دلہن تم بنو گی۔"

"ہمارے درمیان پھر وہی جھگڑا شروع ہو گیا ہے۔ اس طرح تو ہم کسی نتیجے تک پہنچ نہیں پائیں گے۔"

"ایسا کرتے ہیں کہ پہلے پارس سے پہلے فون پر بات کرتے ہیں۔ ان کی پسند معلوم کرتے ہیں۔ وہ ہم میں سے جسے دلہن بنانا چاہیں گے، ہم راضی ہو جائیں گے پھر کوئی بحث نہیں کریں گے۔"

جمیلہ نے موبائل فون پر پارس کے نمبر پنچ کیے، پھر اسے کان سے لگا کر انتظار کرنے لگی۔ چند سیکنڈ کے بعد ہی اس کی آواز سنائی دی "ہیلو جمیلہ! کیا نبیلہ وہاں پہنچ گئی؟"

"ہاں۔ خیر خیریت سے واپس آ گئی ہے۔ محبت کرنے والے ایک دوسرے پر احسان نہیں کرتے پھر بھی آپ جس طرح ہماری جان و مال اور عزت و آبرو کی حفاظت کر رہے ہیں۔ ایک شیطان سے ہمیں محفوظ رکھنے کے لیے جس طرح خود کو خطرات میں ڈال رہے ہیں' اس کی مثال مشکل ہی سے ملتی ہے۔"

"پلیز! میرے قصیدے نہ پڑھو، نبیلہ سے بات کراؤ۔"

اس نے فون نبیلہ کو دیا، وہ اسے کان سے لگا کر بولی "ہیلو پارس! میں یہاں خیریت سے پہنچ گئی ہوں، میری سمجھ میں نہیں آتا، کس طرح آپ کا شکریہ ادا کروں؟ بے شک' آپ ہماری محبت میں ایسا کرتے ہیں، پھر بھی اتنا کر رہے ہیں کہ کوئی فرشتہ بھی ہمارے لیے اتنی مشکلات سے نہ گزرتا۔"

"ابھی جمیلہ میرے قصیدے پڑھ رہی تھی' اب تم پڑھنے لگی ہو۔ کیا کوئی دوسری بات نہیں ہو سکتی؟"

"ہاں۔ ایک دوسری بات کرنے کے لیے ہی ہم نے فون کیا ہے۔"

جمیلہ نے اس سے فون لیتے ہوئے کہا "لاؤ۔ میں بات کرتی ہوں۔"

اس نے فون کو کان سے لگا کر کہا "ایک بات پوچھتی ہوں۔ اگر ہم میں سے کوئی آپ کی دلہن بن جائے گی تو کیا وہ فرہاد علی تیمور کے خاندان کی بہو کہلائے گی؟"

پارس نے ہنستے ہوئے کہا "یہ بھی کوئی پوچھنے کی بات ہے! یقیناً میری بیوی میرے خاندان کی بہو کہلائے گی۔"

"پھر تو اتنا گہرا رشتہ ہونے کے بعد ہمیں بابا صاحب کے ادارے میں داخل ہونے کی اجازت مل جائے گی۔ وہاں ہم محفوظ رہ سکیں گے؟"

"بے شک۔ ایک بار وہاں پہنچ جاؤ گی تو پھر کوئی شیطان تمہارے پیچھے نہیں آ سکے گا۔"

"اس کے بعد آپ کے لیے بھی کوئی خطرہ نہیں رہے گا۔ وردان پھر آپ پر کبھی قاتلانہ حملہ نہیں کرائے گا۔"

"جب اسے معلوم ہوگا کہ تم دونوں بابا صاحب کے ادارے میں پہنچ چکی ہو تو وہ ہمیشہ کے لیے مایوس ہو جائے گا۔ پھر مجھ سے دشمنی کر کے کچھ حاصل نہیں کر سکے گا۔"

جمیلہ نے کہا "پارس! ہم دونوں بہنوں نے فیصلہ کیا ہے کہ اب جلد سے جلد شادی ہو جانی چاہیے۔ آپ ہم میں سے جسے دلہن بنانا چاہیں گے، ہم راضی ہو جائیں گے۔"

"میں پہلے بھی کہہ چکا ہوں کہ میں تم دونوں کو چاہتا ہوں۔ تم دونوں میں سے کسی کا دل توڑنا نہیں چاہتا، کسی ایک کو پسند کرنے کا مطلب یہ ہوگا کہ میں دونوں میں کسی ایک کو ترجیح دے رہا ہوں اور میں ایسا کبھی نہیں کروں گا۔ یہ فیصلہ تم دونوں کر لو کہ کسے میری دلہن بننا ہے؟"

"پلیز۔ ہمیں الجھن میں نہ ڈالیں، اپنا فیصلہ سنا دیں، آپ کا فیصلہ آخری ہوگا۔ اس کے بعد کسی بحث کی گنجائش نہیں رہے گی۔"

نبیلہ نے اس سے فون لے کر کہا "آپ صاف صاف کیوں نہیں کہتے کہ جمیلہ کو اپنی دلہن بنائیں گے۔ میں بھی دل و جان سے یہی چاہتی ہوں۔ پلیز۔ جمیلہ کے حق میں فیصلہ سنا دیں، بات ابھی ختم ہو جائے گی۔"

جمیلہ نے اس کے ہاتھ سے فون چھین کر کہا "یہ بکواس کر رہی ہے...... آپ نبیلہ کو اپنی دلہن بنائیں گے اور میں دل و جان سے یہی چاہتی ہوں۔"

پارس نے کہا "تم دونوں پھر شروع ہو گئیں، ایسے تو زندگی بھر فیصلہ نہیں ہو سکے گا۔"

"خدا کے لیے آپ کوئی تدبیر کریں۔ کوئی ایسا طریقہ بتائیں کہ فیصلہ ہو جائے اور ہم میں سے کوئی اس پر اعتراض نہ کرے۔"

"میں طریقہ بتاتا ہوں۔ فیصلہ کرنے کا اب یہی ایک راستہ رہ گیا ہے۔"

"پھر جلدی بتائیں، کیسے فیصلہ ہوگا؟"

"تم فضا میں ایک سکہ اچھالو، اس سکے کی ایک سائیڈ کو اپنے اپنے نام سے منسوب کرو، جس کے نام کی سائیڈ سامنے آئے گی وہی میری دلہن بنے گی۔"

"بے شک۔ یہی ایک طریقہ رہ گیا ہے۔ ہم ابھی سکہ اچھال رہے ہیں، جو فیصلہ ہوگا آپ کو سنا دیا جائے گا۔ یہ بتائیں کہ فیصلہ ہوتے ہی شادی کتنی جلدی ہو سکتی ہے؟"

"آج بھی ہو سکتی ہے، کل بھی ہو سکتی ہے۔ میں رات کو چھپ کر آؤں گا، نکاح پڑھایا جائے گا۔ اس کے دو چار روز بعد ہی میں تم دونوں کو بابا صاحب کے ادارے میں بھیجنے کا انتظام کر دوں گا۔"

جو باتیں جمیلہ کے دماغ میں ہوا کرتی تھیں، وہی باتیں نبیلہ سن لیا کرتی تھی۔ دونوں کا دماغ الگ ہونے کے باوجود ایک تھا۔ یوں لگتا تھا جیسے وہ ٹیلی پیتھی جانتی ہوں' جبکہ نہیں جانتی تھیں۔ اپنے جذبات اور احساسات کے ذریعے وہ دوسری بہن کے جذبات اور احساسات کو سمجھ لیا کرتی تھیں۔ ایک بہن کو اگر کوئی تکلیف ہوتی تھی تو دوسری بھی وہی تکلیف محسوس کرتی تھی۔

نبیلہ نے کہا "میں نے پارس کی بات سن لی ہے۔ یہ اچھی تدبیر ہے، ابھی سکہ نکال کر اچھالو۔"

جمیلہ نے اپنی جگہ سے اٹھ کر اپنے پرس میں سے ایک سکہ نکالا پھر نبیلہ کو دکھاتے ہوئے کہا "اگر یہ سائیڈ آئے گی تو تم پارس کی دلہن بنو گی اور اگر دوسری سائیڈ آئے گی تو میں پارس کی دلہن بنوں گی۔"

دونوں راضی ہو گئیں، جمیلہ نے سکے کو انگوٹھے پر رکھ کر ٹاس کیا، وہ فضا میں اڑتا ہوا بلندی تک گیا پھر واپس آ کر فرش پر گر پڑا۔ سکے کی جو سائیڈ اوپر آئی، وہ بتا رہی تھی کہ جمیلہ جیت گئی ہے۔ وہ پارس کی دلہن بنے گی۔ نبیلہ نے خوش ہو کر کہا۔ "دیکھا، میں نہ کہتی تھی کہ تمہیں ہی پارس کی دلہن بننا ہے۔ اب قسمت نے یہ فیصلہ سنا دیا ہے۔"

جمیلہ کا دل تیزی سے دھڑک رہا تھا، وہ یقیناً اس کی دلہن بننا چاہتی تھی لیکن نبیلہ کی محرومی کا احساس اسے دکھ پہنچا رہا تھا، وہ بجھ سی گئی تھی۔

نبیلہ نے کہا "تمہارے چہرے پر بارہ کیوں بج رہے ہیں؟ تمہیں خوش ہونا چاہیے، مسکرانا چاہیے۔ یاد رکھو، اب تمہارے پاس اعتراض کی کوئی گنجائش نہیں رہی ہے۔"

فون اب تک آن تھا۔ اس نے اسے کان سے لگا کر کہا "پارس! مبارک ہو۔ ٹاس ہو چکا ہے اور اس کے مطابق جمیلہ آپ کی دلہن بنے گی۔ میں اسے فون دے رہی ہوں، آپ سمجھائیں کہ وہ اب اس فیصلے پر اعتراض نہیں کرے گی اور نہ ہی کسی طرح کی بحث چھیڑے گی۔"

یہ کہہ کر اس نے جمیلہ کو فون دیا۔ اس نے فون لے کر کان سے لگاتے ہوئے کہا "پارس! ٹاس ہو چکا ہے۔ فیصلہ میرے حق میں ہوا ہے لیکن......"

پارس نے کہا "اب لیکن ویکن کی کوئی گنجائش نہیں رہی، مقدر نے فیصلہ سنا دیا ہے۔ اس فیصلے کے بعد بھی اگر تمہیں میری دلہن بننا منظور نہیں ہے، میں تمہیں اچھا نہیں لگتا تو صاف صاف کہہ دو۔"

وہ جلدی سے بولی "خدا نہ کرے کہ میں آپ کو ناپسند کروں۔ آپ بہت اچھے ہیں، آپ کے لیے تو میں جان بھی دے سکتی ہوں مگر۔ مگر میں کیا بتاؤں کہ اس وقت میرے اندر کیا ہو رہا ہے؟ میرے اندر میری بہن کی محرومی اور محبت ماتم کر رہی ہے۔"

نبیلہ نے اس سے فون چھین کر کہا ”فضول باتیں نہ کرو۔ جو فیصلہ ہو گیا ہے، اب اسی پر عمل ہوگا۔ پارس! مجھے بتائیں، آپ کب نکاح پڑھانے آ رہے ہیں؟“

”میں کل صبح تک بھیس بدل کر آؤں گا۔ اپنے ابو سے کہو کہ وہ قاضی صاحب سے بات طے کر لیں اور کل صبح دس گیارہ بجے تک انہیں گھر پر لے آئیں۔“

”میں ابھی ابو سے کہتی ہوں۔ وہ بہت خوش ہوں گے اور یہ فون بند کر رہی ہوں تاکہ جمیلہ آپ سے باتیں نہ کرے۔ جب تک نکاح نہیں پڑھایا جائے گا، آپ دونوں ایک دوسرے سے پردہ کریں گے اور ایک دوسرے کی آواز بھی نہیں سنیں گے۔“

اس نے فون بند کیا پھر اسے اپنے ساتھ کمرے سے باہر لے گئی۔ اپنے باپ کے پاس آ کر بولی ”ابو! بہت بڑی خوش خبری ہے۔ پارس سے ابھی باتیں ہو رہی تھیں۔ شادی کا فیصلہ ہو چکا ہے۔ کل صبح جمیلہ دلہن بنے گی۔ اس کا نکاح پڑھایا جائے گا۔ آپ ابھی جائیں، قاضی صاحب سے بات کریں اور اس سلسلے میں ضروری انتظامات کریں۔“

عبدالرحمن نے خوش ہو کر کہا ”بیٹی! یہ تو بہت بڑی خوش خبری ہے۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ ایک بیٹی سہاگن بن جائے گی۔ اللہ نے چاہا تو دوسری کا بھی رشتہ کہیں ہو جائے گا۔ میں ابھی جا رہا ہوں۔ قاضی صاحب سے بھی بات کروں گا اور اپنے رشتے داروں کو بھی یہاں بلاؤں گا۔“

”نہیں ابو! آپ رشتے داروں کی بھیڑ نہ لگائیں، اُس شیطان کو معلوم ہوگا کہ یہاں شادی ہو رہی ہے تو وہ پھر کوئی... گڑبڑ کرے گا۔ یہ شادی بہت راز داری سے ہوگی۔ نکاح پڑھایا جائے گا پھر ہم دو چار دنوں کے بعد یہ ملک چھوڑ کر چلے جائیں گے۔ اُس کے بعد رشتے داروں کو جمیلہ کے دلہن بننے کی اطلاع دے دی جائے گی۔“

عبدالرحمن نے تائید میں سر ہلا کر کہا ”بے شک۔ اس سے پہلے بھی پارس یہاں دلہا بن کر آیا تھا لیکن اس شیطان نے شادی نہیں ہونے دی۔ اب ہم کوئی خطرہ مول نہیں لیں گے۔ کل راز داری سے نکاح پڑھایا جائے گا۔“

جمیلہ دروازے کے پاس آ کر ان کی باتیں سن رہی تھی۔ اس نے دروازے کو اندر سے بند کر لیا۔ اس کے دل میں یہ خوشی تھی کہ وہ پارس کی دلہن بننے والی ہے لیکن اس سے زیادہ دکھ نبیلہ کے لیے تھا۔ وہ دونوں جڑواں پیدا ہوئی تھیں۔ پیدائش کے پہلے لمحے سے لے کر اب تک ایک دوسرے کے دکھ درد کا احساس کرتی آئی تھیں اور ایک دوسرے کی تکلیف کو بڑی شدت سے..... محسوس کرتی تھیں۔

اس وقت وہ سوچ رہی تھی ”یہ اچھا نہیں ہوا۔ سکہ اچھالنا، کوڑیاں پھینکنا، پانسہ پھینک کر ہار جیت کا فیصلہ محض جوا ہے۔ نبیلہ کو پارس کی دلہن بننا چاہیے۔ میں جوا کھیل کر پارس کو نبیلہ سے چھیننا نہیں چاہوں گی۔ میں اپنی بہن کو خوب سمجھتی ہوں، وہ اوپر سے ہنستی بولتی رہے گی اور اندر سے اس کا دل روتا رہے گا، پارس کے لیے تڑپتا رہے گا۔“

نبیلہ دروازے پر آئی تو وہ اندر سے بند تھا۔ اس نے دروازے پر دستک دیتے ہوئے پوچھا ”جمیلہ! تم نے دروازے کو اندر سے کیوں بند کیا ہے؟“

وہ بڑے دکھ سے بولی ”میری بہنا! مجھے تھوڑی دیر کے لیے تنہا چھوڑ دو۔ میں بہت کچھ سوچنا چاہتی ہوں، بہت کچھ سمجھنا چاہتی ہوں۔“

نبیلہ نے کہا ”تم جو بھی سوچو، جو بھی سمجھو، فیصلہ ہو چکا ہے اگر اس فیصلے سے انکار کرو گی تو میں اپنی جان پر کھیل جاؤں گی۔“

وہ اندر سے بولی ”خدا نہ کرے۔ تمہاری جان کو کوئی نقصان پہنچے۔ میں فیصلے سے انکار نہیں کر رہی ہوں۔ بس مجھے تھوڑی دیر کے لیے تنہا چھوڑ دو۔“

نبیلہ نے کہا ”ٹھیک ہے۔ میں ابو سے ضروری باتیں کر رہی ہوں۔ کل تمہیں دلہن بنانے کے سلسلے میں بہت تیاریاں کرنی ہیں۔“

بند کمرے کے اندر جمیلہ بیڈ کے سرے پر بیٹھ گئی۔ نبیلہ اسے دلہن بنانے کی تیاریاں کر رہی تھی اور وہ نبیلہ کو دلہن بنانا چاہتی تھی لیکن اب یہ ممکن نظر نہیں آ رہا تھا۔ اسے فیصلے کے سامنے سر جھکانا تھا اور وہ جھکانا نہیں چاہتی تھی۔ اپنی نبیلہ کو ہر حال میں بھی پارس کی دلہن بنانا چاہتی تھی۔ پہلے اس کی خوشیاں دیکھنا چاہتی تھی۔

اس کی خوشیوں کی خاطر ہی ایک رات وہ گھر سے نکل گئی تھی۔ کہیں دور بھٹکتی ہوئی مر جانا چاہتی تھی۔ دل میں یہ خیال مستحکم ہوتا رہا تھا کہ وہ اس دنیا میں نہیں رہے گی تب صرف نبیلہ رہ جائے گی پھر وہ کسی روک ٹوک کے بغیر پارس کی دلہن بن سکے گی۔

اب پھر وہی خیال دماغ میں پکنے لگا ”اگر میں اس دنیا میں نہ رہی تو کیا ہوگا؟“

”کچھ نہیں ہوگا۔ اپنا کوئی سگا مر جاتا ہے تو اس کے لیے کتنے دنوں تک آنسو بہائے جاتے ہیں اور ماتم کیا جاتا ہے؟ زیادہ دنوں تک نہیں، رفتہ رفتہ صبر آ جاتا ہے۔ اسی طرح نبیلہ کو بھی صبر آ جائے گا پھر وہ تنہا رہ جائے گی تو پارس کی دلہن بن سکے گی۔“

وہ بستر سے نیچے اتر گئی، اِدھر اُدھر ٹہلنے لگی۔ پارس سے دوستی اور محبت تھی لیکن بہن سے پیدائشی محبت تھی۔ انہوں نے ایک ساتھ جنم لیا تھا اور جوان ہونے تک ایک دوسرے سے جڑی رہی تھیں۔ ایک دوسرے کا خون ایک دوسرے کی رگوں میں گردش کرتا رہا تھا۔ ان کا خون ایک تھا، ان کی سوچ ایک تھی، ان کا مزاج ایک تھا۔ ان کے جذبات اور احساسات، ان کے دکھ درد سب ایک تھے۔ بہن کے لیے جذبات اس قدر بھر رہے تھے کہ دلہن بننے کی خوشی ختم ہو گئی تھی۔ اس نے الماری کے پاس آ کر اسے کھولا پھر اس کی ایک دراز کو کھول کر ایک شیشی نکالی۔ جب نبیلہ کو اغوا کیا گیا تھا تب اس نے یہ زہر کی شیشی حاصل کی تھی اور اسے چھپا کر رکھا تھا۔ یہ سوچ لیا تھا کہ اگر بہن کی جان یا عزت پر کوئی آنچ آئے گی تو وہ زہر کھا کر ہمیشہ کی نیند سو جائے گی۔

اب وہ زہر کی شیشی پھر اہم ہو گئی تھی۔ سکہ اچھال کر فیصلہ کرنا سراسر جوا تھا۔ زہر کی شیشی فیصلہ کر سکتی تھی کہ دلہن کس لیے کسے بننا ہے؟

جمیلہ نے شیشی کے ڈھکن کو کھولا پھر اسے آنکھوں کے سامنے لا کر کہا ”میری نبیلہ کو دلہن بننا ہے۔“

یہ کہتے ہی اس نے شیشی کو منہ سے لگا لیا اور غٹ غٹ پی گئی۔ شیشی ہاتھ سے چھوٹ کر گر پڑی۔

بند کمرے کے باہر نبیلہ باپ کے لیے گلاس میں پانی لا رہی تھی۔ اچانک اس کے ہاتھ سے گلاس چھوٹ کر گر پڑا۔ اسے اپنے اندر تکلیف کا احساس ہو رہا تھا۔ وہ بے اختیار اپنا ایک ہاتھ گلے اور سینے پر پھیرنے لگی۔ اندر ایسے جلن ہو رہی تھی جیسے انگارے نکل رہے ہوں۔ وہی جلن جمیلہ کے اندر ہو رہی تھی۔ وہ فرش پر گر پڑی تھی، اِدھر نبیلہ فرش پر گر پڑی۔ باپ نے پریشان ہو کر آگے بڑھتے ہوئے پوچھا ”بیٹی! کیا ہوا؟ خیریت تو ہے؟“

وہ بند دروازے کی طرف ہاتھ اٹھا کر بولی ”ابو! وہ... وہ......“

باپ نے اس کے قریب آ کر اسے سہارا دے کر اٹھانا چاہا۔ وہ انکار میں سر ہلا کر بولی ”نہیں۔ وہ جمیلہ۔ جمیلہ کو کچھ ہو رہا ہے۔ آپ اسے سنبھالیں۔“

باپ نے اٹھ کر دروازے کے پاس آ کر اسے پیٹتے ہوئے کہا ”جمیلہ! دروازہ کھولو۔ کیا تم کسی تکلیف میں مبتلا ہو؟ جلدی کھولو دیکھو۔ یہاں تمہاری بہن کی کیا حالت ہو رہی ہے؟“

جمیلہ فرش پر پڑی ہوئی تھی۔ اس نے چونک کر سر اٹھایا، بند دروازے کی طرف دیکھا۔ ان لمحات میں اسے یاد آیا کہ جو اس کی حالت ہوگی، وہی بہن کی حالت ہوگی۔ جو تکلیف اسے پہنچے گی، وہی تکلیف بہن کو پہنچے گی۔ ذہن میں سوال پیدا ہوا ”کیا زہر کا اثر میری نبیلہ کو بھی ہوگا؟“

یہ سوچتے ہی وہ گھبرا کر فرش پر گھسٹتی ہوئی دروازے تک آئی پھر دیوار کا سہارا لے کر کھڑی ہونے لگی۔

دوسری طرف نبیلہ بھی فرش پر گھسٹتی ہوئی دروازے تک آ گئی تھی اور باپ کا سہارا لے کر کھڑی ہو رہی تھی۔ جمیلہ نے ہاتھ بڑھا کر چٹخنی نیچے گرائی۔ دروازے کا ایک پٹ کھل گیا۔ نبیلہ نے اندر آ کر جمیلہ کو دیکھا پھر اس سے لپٹ کر کہا ”یہ۔ یہ بند کمرے میں تم کیا کر رہی تھیں؟ سچ سچ بولو۔ میری حالت کیوں ایسی ہو رہی ہے؟ میرے اندر جیسے آگ لگی ہوئی ہے۔ تمہارے اندر بھی یہی ہو رہا ہوگا؟“

زہر اپنا اثر دکھا رہا تھا۔ دونوں بہنیں ایک دوسرے سے لپٹی ہوئی فرش پر گر پڑیں۔ باپ پریشان تھا۔ چیختے ہوئے بولا ”یہ تم دونوں کو کیا ہو رہا ہے؟ مجھے کچھ بتاؤ تو سہی؟“

ان دونوں نے پہلی ہچکی لی، ایک دوسرے کی طرف دیکھا، کچھ بولنا چاہتی تھیں مگر اب بولنے کی سکت نہیں رہی تھی۔ دونوں نے دوسری ہچکی لی۔ باپ دور تک کمرے میں اِدھر اُدھر دیکھ رہا تھا۔ کچھ فاصلے پر ایک شیشی فرش پر گری ہوئی دکھائی دی۔ اس نے لپک کر اسے اٹھایا۔ شیشی پر کچھ لکھا ہوا نہیں تھا۔ اسے سونگھ کر دیکھا پھر اندازہ ہو گیا کہ اس میں کوئی زہریلا رقیق مادہ تھا، جسے جمیلہ نے پی لیا ہے۔

وہ روتا ہوا، دوڑتا ہوا بیٹیوں کے پاس آیا۔ اُنہوں نے ایک ساتھ آخری ہچکی لی پھر ایک دم سے ساکت ہو گئیں۔ بوڑھا باپ دونوں سے لپٹ کر دھاڑیں مار مار کر رونے لگا۔ اُن جڑواں بیٹیوں نے بوڑھے باپ کو بہت رُلایا تھا۔ گھر سے باہر دربدر بھٹکایا تھا۔ ماں کی جان بھی ان بیٹیوں کی وجہ سے گئی تھی۔ آج یہ خود چلی گئی تھیں۔

اس نے روتے روتے دیکھا۔ کمرے کے باہر فرش پر موبائل فون پڑا ہوا تھا۔ اس نے آ کر فون اٹھایا، نمبر پنچ کیے پھر رابطہ ہونے پر روتے ہوئے کہا ”بیٹے پارس!“

پارس نے چونک کر پوچھا ”آپ کیوں رو رہے ہیں؟“

”بیٹے! اپنی بدنصیبی پر رو رہا ہوں۔ پہلی بار تم میری دونوں بیٹیوں سے نکاح پڑھوانے آئے تو شادی نہ ہو سکی۔ دشمن نے تمہیں ان سے الگ کر دیا۔“

وہ ایک سرد آہ بھر کر بولا "بیٹے! کل دلہا بن کر نہ آؤ۔ میری ایک بیٹی کے لیے سہاگ کا جوڑا نہ لاؤ۔ ہو سکے تو ابھی میری دونوں بیٹیوں کے لیے کفن لے آؤ۔ میں بوڑھا بہت تھک گیا ہوں۔ ان کے لیے کفن دفن کا بھی انتظام نہیں کر پاؤں گا۔"

وہ رو رہا تھا اور اسے بتا رہا تھا کہ کس طرح ایک بیٹی نے موت کو گلے لگایا ہے دوسری بیٹی خود ہی موت کے گلے لگ گئی۔

دونوں بیٹیوں نے ایک ساتھ جنم لیا تھا، آج ایک ساتھ موت کی آغوش میں چلی گئی تھیں۔

وہ بولتا جا رہا تھا اور روتا جا رہا تھا۔

☆☆☆☆

نومی کرسٹل اپنے نام کو اور اپنی ہستی کو ہمیشہ کے لیے مٹا چکی تھی۔ ہمارے لیے بلکہ ساری دنیا کے لیے مر چکی تھی۔ مجھے اعلیٰ بی بی کو، کبریا اور الپا کو یقین نہیں آ رہا تھا کہ وہ اچانک یوں بے موت مر جائے گی۔

الپا نے کہا "پاپا! وہ بہت ہی مکار ہے، کوئی ڈراما پلے کر رہی ہے۔ جلد ہی پتا چل جائے گا کہ وہ زندہ ہے اور... خوامخواہ پُراسرار بننے کی کوشش کر رہی ہے۔"

ہم سب نے یہ طے کیا تھا کہ اس کی آواز اور اس کے لہجے کو گرفت میں لے کر اس کے پاس جاتے رہیں گے، کئی روز تک ایسا کرتے رہیں گے۔ اگر اس نے تنویمی عمل کے ذریعے اپنے لب و لہجے اور اپنی آواز کو ختم کیا ہے تو اس تنویمی عمل کے زائل ہونے کے بعد پھر اس کی آواز اور لب و لہجہ اس کے اندر پیدا ہو جائے گا۔

ہم سب اپنے اپنے طور پر کئی بار اس کے دماغ میں جانے کی کوششیں کر چکے تھے لیکن اس کا دماغ نہیں مل رہا تھا۔

میں نے ناگواری سے کہا "اگر وہ واقعی مر چکی ہے تو مجھے بہت افسوس ہوگا۔ میں سونیا کا انتقام اس سے لینا چاہتا تھا۔ اُسے ایسی سزا دینا چاہتا تھا، جسے دیکھ کر دوسرے بھی عبرت حاصل کرتے۔"

الپا نے کہا "بے شک۔ یہ حسرت آپ کے دل میں رہ گئی ہے مگر آپ اسے جتنی بھی سزا دیتے، وہ کم ہوتی۔ وہ آپ کو تو پریشان کرتی رہی لیکن مما تو اب تک پریشان ہو رہی ہیں۔ اس کی دشمنی کے باعث پتا نہیں کہاں بھٹک رہی ہیں۔ خود کو پہچان نہیں رہی ہیں۔ ہمیں اپنے پاس آنے بھی نہیں دیتی ہیں۔ پتا نہیں یہ دوری کا سلسلہ کب تک رہے گا؟"

میں نے پوچھا "تم اپنے حالات بتاؤ۔ اسرائیل میں کیا ہو رہا ہے؟"

"میں تو اسرائیل کبھی واپس جانا نہیں چاہتی تھی۔ مجھے وہاں حکومت کرنے کا شوق ہے لیکن نومی نے مفادات کی خاطر مجھے وہاں لے جا کر الجھا دیا۔ چاہوں تو سب کچھ چھوڑ کر آ سکتی ہوں لیکن ایک یہودی کے ناتے میرا فرض بنتا ہے کہ اپنے ملک اور اپنی قوم کے لیے کچھ نہ کچھ کرتی رہوں۔"

"بے شک۔ تمہیں وہاں اپنے ملک اور اپنی قوم کے لیے بہت کچھ کرنا ہے اور تمہارے وہاں رہنے سے ہوگا کہ وہاں کے اکابرین خواہ مجبور ہو کر ہی سہی، ہمارے دوستی کا جذبہ رکھیں گے۔"

"سب سے بڑی بات یہ ہے پاپا کہ میری [illegible] میں یہاں فلسطینی مجاہدین پر بے انتہا مظالم نہیں ڈھائے جا رہے ہیں۔ یہاں ایک ایسی لابی ہے جو میرے خلاف وہ در پردہ فلسطینی مسلمانوں کے خلاف کچھ نہ کچھ کرتی ہے۔ میں یہاں رہ کر ان کی سازشوں کا توڑ کرتی ہوں۔"

پھر اس نے کہا "میری بات چھوڑیں پاپا! مما کی [illegible] کریں۔ کیا ہم اسی طرح مجبور رہیں گے اور مما تک [illegible] پائیں گے؟"

"میں نے یہ بات آمنہ سے کہی تھی۔ میں چاہتا تھا اپنی روحانی صلاحیتوں کے ذریعے ہم سے کچھ تعاون کرے لیکن اس نے کہا کہ ہمیں پریشان نہیں ہونا چاہیے۔ قدرت کو جو منظور ہوگا وہی پیش آتا رہے گا۔ سونیا ہمیں ملے گی ضرور ملے گی لیکن بڑے صبر و تحمل سے ہمیں اس وقت کا انتظار کرنا ہوگا۔"

"پاپا! اگر نومی ہم سے فراڈ کر رہی ہے اور وہ کسی دوسرے روپ میں زندہ ہے تو یقیناً ہماری مما کو وہ بھی [illegible] کر رہی ہوگی۔ یہ اندیشہ دل میں پیدا ہوتا ہے کہ خدا نہ کرے وہ ہم سے پہلے مما تک پہنچ جائے اور پھر انہیں پہچاننا شروع کر دے۔"

"طرح طرح کے وسوسے اور اندیشے پیدا ہوتے رہتے ہیں۔ انہیں دل سے نکالنا پڑتا ہے۔ زندگی گزارنے کے لیے پہلی اور اہم بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ پر بھروسا رکھنا نہایت ضروری ہے۔ صرف اپنی صلاحیتوں کے بل پر سب کے مسائل کبھی حل نہیں ہوتے۔ انسان اللہ تعالیٰ کی [illegible] ایسے ہی وقت قائل ہوتا ہے، جب وہ چاروں طرف سے پریشانیوں میں گھر جاتا ہے اور تاریکی میں اسے کوئی راستہ بھائی نہیں دیتا۔ تب اسے صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی [illegible]

بھروسا کرنا پڑتا ہے کہ وہی معبود تاریکی میں روشنی دکھائے گا اور انجانے شکنجوں سے اور الجھنوں سے نجات دلائے گا۔“

نومی کی ایک نئی زندگی کا آغاز ہو چکا تھا۔ وہ قدِ آدم آئینے کے سامنے کھڑی اپنے سراپے کو دیکھ رہی تھی۔ قدرتی طور پر سونیا کی ہم شکل تھی۔ اس کے باوجود اس نے پلاسٹک سرجری کے ذریعے ایسا گیٹ اپ کرایا تھا کہ اب سونیا کی طرح چہرے سے کچھ عمر رسیدہ دکھائی دینے لگی تھی۔ اسے دیکھ کر یقین ہو جاتا تھا کہ وہ واقعی فرہاد کی بیوی اور اس کے دو جوان بچوں کی ماں سونیا ہے۔

اس نے سونیا کو قید میں رکھ کر اس کی ایک ایک حرکت کا اچھی طرح مطالعہ کیا تھا اور اس کی نقل کرتی رہی تھی۔ اس کے مزاج کو سمجھتی رہی تھی۔

مختصر یہ کہ وہ مزاج عادتوں اور شکل کے اعتبار سے، میک اپ اور گیٹ اپ کے لحاظ سے مکمل سونیا بن چکی تھی۔ اسے اس بات کا اطمینان تھا کہ اس نئی زندگی کا راز دار کوئی نہیں ہے۔ جو اس کا سب سے وفادار دستِ راست کاشف جمال تھا، اسے وہ پہلے ہی ہلاک کر چکی تھی۔

اس نے نئی زندگی میں سونیا بن کر آنے کے لیے ہر پہلو سے جائزہ لیا تھا۔ ہر چھوٹی بڑی بات کا پوری طرح خیال رکھا تھا کہ کہیں کوئی غلطی نہ ہونے پائے۔

اس قدر کامیابی سے سونیا بن جانے کے باوجود اصل سونیا اس کی راہ میں حائل تھی۔ جب تک وہ زندہ رہتی، تب تک وہ نئی زندگی میں نہیں آسکتی تھی اگر آتی تو کبھی سونیا کی واپسی پر اس کا بھید کھل جاتا۔

فی الوقت اس کا سب سے اہم مسئلہ یہی تھا کہ سونیا کو کہاں تلاش کرے؟ کس طرح معلوم کرے کہ وہ کہاں بھٹک رہی ہے یا کہاں مر کھپ گئی ہے؟

وہ کہیں ایک جگہ سکون سے نہیں رہ سکتی تھی۔ سب سے پہلے سونیا کے بارے میں معلومات حاصل کرنا بہت ضروری تھا۔ اس لیے وہ العقیلہ شہر میں آئی تھی۔ اس اسپتال کو دور سے دیکھا، جہاں سونیا زیرِ علاج تھی۔ اب وہاں جانے کا کوئی فائدہ نہیں تھا۔ جب اس کا دستِ راست کاشف جمال زندہ تھا تب وہ اس کے ذریعے اسپتال کے ایک ایک فرد کے دماغ میں گئی تھی۔ بہت سی معلومات حاصل کرتی رہی تھی اور وہ اسپتال والے بھی نہیں جانتے تھے کہ وہ مریضہ آدھی رات کے بعد وہاں سے فرار ہو کر کہاں چلی گئی ہے؟

نومی نے وہاں کے ایئرپورٹ پر جا کر معلومات حاصل کیں وہ ایئرپورٹ بہت ہی چھوٹا تھا۔ وہاں سے صرف ڈومیسٹک فلائٹس مختلف شہروں میں جایا کرتی تھیں۔ کوئی بین الاقوامی پرواز نہیں تھی۔ اس نے اندازہ لگایا کہ جو لوگ سونیا کو اپنے ساتھ لے گئے ہیں، انہوں نے یہاں سے کسی دور شہر کی طرف پرواز کی ہوگی پھر وہاں سے کسی دوسرے ملک گئے ہوں گے۔

اس نے سوچا ”ساحلی شہروں میں بن غازی سب سے بڑا شہر ہے۔ وہاں مختلف ملکوں کے طیارے آتے جاتے رہتے ہیں۔ مجھے وہاں جانا چاہیے۔ ناکامی ہوگی تو پھر میں دور ایسے شہروں میں جاؤں گی، جہاں سے مختلف ملکوں کے طیارے پرواز کرتے ہیں۔“

سونیا بیمار تھی، کمزور تھی۔ نومی کو پورا یقین تھا کہ اسے آرام سے کسی ہوائی جہاز کے ذریعے کہیں لے جایا گیا ہے۔ وہ اسے تلاش کرنے کے دوران میں الپا کے بارے میں بھی معلومات حاصل کر رہی تھی۔ کچھ عرصے پہلے اس نے الپا کو اپنی معمولہ اور تابعدار بنایا تھا پھر اسے اسرائیل کی طرف روانہ کر دیا تھا تاکہ وہ الپا کے ذریعے اسرائیلی اکابرین پر حکومت کرتی رہے۔

الپا اس کی مرضی کے مطابق وہاں پہنچ گئی تھی۔ وہاں کے اکابرین کا اعتماد بھی حاصل کیا تھا اور اقتدار بھی حاصل کر چکی تھی لیکن اب نومی الپا کے ذریعے کوئی فائدہ نہیں اٹھا سکتی تھی کیونکہ وہ اس کے تنویمی عمل سے نکل چکی تھی۔

وہ پھر کسی حکمتِ عملی کے ذریعے الپا کو اپنی معمولہ اور تابعدار بنا سکتی تھی۔ اگر ناکام ہوتی تو اسے اسرائیل سے کسی نہ کسی طرح ہٹا سکتی تھی۔ اگر اس پہلو سے بھی ناکامی ہوتی تو الپا کی اقتدار کی کرسی کو کانٹوں بھری کرسی بنا سکتی تھی۔ کسی طرح الپا کو وہاں سے بھگانے کے بعد وہ ایک پرانی ٹیلی پیتھی جاننے والی کی حیثیت سے وہاں کے اکابرین پر جرأ حکومت کر سکتی تھی۔

الپا خود یہی سوچ رہی تھی کہ اس نے تل ابیب آ کر بڑی غلطی کی ہے۔ اُسے اسرائیل سے فوراً چلے جانا چاہیے ورنہ کسی وقت بھی وہ اچانک کسی مصیبت میں گرفتار ہو سکتی ہے۔

اسے نومی کی طرف سے خطرہ نہیں تھا، ایک تو ابھی اس کی موت کا یقین نہیں ہوا تھا، وہ جانتی تھی کہ اگر وہ کوئی زندہ ہے اور چھپ کر حملے کر رہی ہے تو اپنی موت کا یقین دلانے کے لیے اچھے خاصے عرصے تک خیال خوانی کا مظاہرہ نہیں کرے گی اور نہ ہی اس کے کسی معاملے میں مداخلت کرے گی۔

اسے نومی سے نہیں، اپنے ہی اسرائیلی یہودی اکابرین

سے خطرہ تھا۔ وہاں کی آرمی کے کتنے ہی اعلیٰ افسر اور چند اعلیٰ حکام اس کی مخالفت کر رہے تھے۔ ان کا مطالبہ تھا کہ الپا کو خیال خوانی کے ذریعے فلسطینی مجاہدین کے خلاف اقدامات کرنے چاہئیں۔ اور وہ صاف کہہ چکی تھی کہ مسلمانوں کے خلاف کبھی کوئی قدم نہیں اٹھائے گی۔

یوں صاف طور سے انکار کرنے کے باعث اس کے خلاف سازشیں شروع ہوگئی تھیں۔ کوئی اس کے منہ پر نہیں کہہ سکتا تھا، سب اس کی ٹیلی پیتھی کے ہتھیار سے ڈرتے تھے لیکن وہ ان کے چور خیالات پڑھ کر معلوم کر رہی تھی کہ انہیں اپنی یہودی ٹیلی پیتھی جاننے والی پر بھروسا نہیں رہا ہے۔ انہیں پورا یقین ہوگیا ہے کہ وہ پوری نہ سہی، آدھی مسلمان ہو چکی ہے اور ہمیشہ مسلمانوں کی حمایت کرتی رہے گی۔

ایسے آرمی افسران بھی تھے جو یوگا کے ماہر تھے اور الپا ان کے چور خیالات نہیں پڑھ سکتی تھی۔ وہ آرمی افسران بڑی رازداری سے اس کے مقابلے پر دوسرے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو لانا چاہتے تھے اور وہ دوسرے ٹیلی پیتھی جاننے والے امریکی تھے۔

ابھی انہوں نے کسی امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والے سے معاملات طے نہیں کیے تھے۔ انہیں یہ بھی اندیشہ تھا کہ الپا کو بھگانے کے لیے باہر سے کسی ٹیلی پیتھی جاننے والے کو بلائیں گے تو وہ ان کے دماغوں پر مسلط ہو جائے گا اور ان کی حکومت اور فوج کے اندرونی راز معلوم کرتا رہے گا۔ وہ کوئی ایسی لاٹھی استعمال کرنا چاہتے تھے، جس سے الپا جیسی ناگن بھی مر جائے اور لاٹھی بھی نہ ٹوٹے اور اس لاٹھی سے خود کو بھی کوئی نقصان نہ پہنچے۔

نومی العقیلہ سے بن غازی کی طرف پرواز کرنے کے دوران میں خیال خوانی کر رہی تھی اور مختلف اکابرین کے دماغوں میں پہنچ کر وہاں کے حالات معلوم کر رہی تھی۔ اسرائیلی آرمی کے وہ فوجی افسران جو یوگا کے ماہر تھے، ان میں سے دو یوگا جاننے والے بہت پہلے ہی نومی کے معمول اور تابعدار بن چکے تھے۔ لیکن یہ بات وہ خود نہیں جانتے تھے۔ نومی ان کے اندر پہنچ کر معلوم کر رہی تھی کہ وہ کس طرح باہر سے کسی ٹیلی پیتھی جاننے والی کی مدد حاصل کرنے کے خواہش مند ہیں اور خوفزدہ بھی ہیں؟

اس نے بن غازی پہنچ کر سوچا۔ پہلے سونیا کا سراغ لگانا چاہیے۔ اس کے بعد الپا اور ان اکابرین کے معاملات سے نمٹے گی۔ اسے یقین تھا کہ وہ سازشیں کرنے والے چند آرمی افسران کی خواہش کے مطابق ایک پُراسرار ٹیلی پیتھی جاننے والی بن کر ان کا اعتماد حاصل کرے گی اور اس طرح بڑی کامیابی سے الپا کے خلاف محاذ آرائی کر سکے گی۔

اس نے بن غازی پہنچ کر ایئرپورٹ کے ایک قریبی ہوٹل میں رہائش اختیار کی۔ پھر ایئرپورٹ کے چند اعلیٰ عہدیداروں کے دماغوں میں جگہ بنانے لگی اس طرح وہ ایک ایسے عہدیدار کے دماغ میں پہنچی جو وہاں ہر طیارے سے سفر کرنے والے مسافروں کا ریکارڈ رکھتا تھا۔

سونیا گیارہ تاریخ کو آدھی رات کے بعد اسپتال سے فرار ہوئی تھی۔ اسے ایک عورت اور دو مرد گاڑی میں بٹھا کر کہیں لے گئے تھے۔ اگر انہوں نے بن غازی سے پرواز کی ہوگی تو پھر وہ بارہ تاریخ کی پرواز ہوگی۔ نومی نے جس عہدیدار کے دماغ پر قبضہ جمایا تھا، وہ کمپیوٹر کے ذریعہ پچھلا ریکارڈ دیکھ رہا تھا۔ بارہ تاریخ کو جتنے جہاز مختلف ممالک کی طرف روانہ ہوئے تھے، ان کے مسافروں کی فہرست اس کمپیوٹر میں محفوظ تھی۔

اس روز چھ طیارے مختلف ممالک کی طرف گئے تھے۔ ان میں کئی خاندانوں کے کئی افراد تھے۔ لیکن ایسے چار افراد نہیں تھے، جن میں دو عورتیں اور دو مرد ہوتے۔ نومی اپنے اس آلۂ کار عہدیدار کے دماغ میں رہ کر ہر طیارے کی فہرست کا مطالعہ کر رہی تھی۔ پرتگال جانے والے ایک طیارے کی فہرست کو پڑھتے ہی وہ رُک گئی۔ اس میں دو عورتوں اور دو مردوں کے ایسے نام تھے، جنہوں نے ایک ساتھ بورڈنگ کارڈ حاصل کیا تھا۔ اور ان کے نمبر بھی ترتیب وار تھے۔ نومی نے اس عہدیدار کے دماغ میں سوال پیدا کیا۔ ”کیا یہ چاروں ایک ہی فیملی کے ممبران ہیں؟“

اس کے دماغ سے جواب ملا۔ ”ہاں۔ شاید یہ چاروں ایک ہی فیملی سے تعلق رکھتے ہیں؟ ان میں سے ایک لڑکی اور دو مرد پرتگال کے شہر لزبن سے آئے تھے۔ وہیں سے انہوں نے واپسی کا ٹکٹ بھی کنفرم کرایا تھا کہ بارہ تاریخ کی فلائٹ سے ان کی واپسی ہوگی۔ لیکن واپسی کے وقت انہوں نے چار سیٹیں کنفرم کروائی تھیں۔“

نومی نے اطمینان کی ایک گہری سانس لی۔ سونیا کا سراغ مل رہا تھا۔ اس نے پھر سوال پیدا کیا۔ ”جس عورت کے ٹکٹ کا اضافہ ہوا تھا، کیا وہ بن غازی کی رہنے والی تھی؟“

عہدیدار کی سوچ نے کہا۔ ”میں نہیں جانتا کہ وہ عورت کون تھی اور کس شہر سے تعلق رکھتی تھی!“

”کیا تم نے اس عورت کو دیکھا تھا؟“

”ہاں۔ دور سے دیکھا تھا۔ وہ کچھ بیماری دکھائی دے

رہی تھی۔"

بڑی حد تک تصدیق ہوتی جا رہی تھی کہ وہ سونیا ہی ہوگی۔ اب وہ لزبن پہنچ کر بہت سی معلومات حاصل کرسکتی تھی اور سونیا تک پہنچ سکتی تھی۔ اس نے اسی وقت روانگی کا ارادہ کیا۔ اپنے آلۂ کار کے دماغ سے معلوم کیا کہ اسے لزبن جانے کے لیے پہلی فلائٹ کس وقت مل سکتی ہے؟

اس عہدیدار کے خیالات نے بتایا کہ آج پرتگال کی طرف جانے والی کوئی فلائٹ نہیں ہے۔ ایک نیویارک جا رہی ہے۔ دوسری قاہرہ اور تیسری دو گھنٹے بعد یونان کے شہر ایتھنز جانے والی ہے۔ اگر وہ ایتھنز جائے گی تو وہاں ایک گھنٹے بعد ہی لزبن جانے کے لیے ایک کنیکٹڈ فلائٹ مل جائے گی۔

وہ فوراً ہی ایک ٹکٹ اوکے کرانے کے بعد ایئرپورٹ پہنچ گئی۔ وہ اپنے طور پر مکمل سونیا بن چکی تھی۔ وہاں سونیا کو تلاش کرنے آئی تھی۔ لہٰذا اس نے عارضی طور پر اپنے چہرے پر دوسرا چہرہ چڑھا لیا تھا تاکہ کوئی اسے سونیا کی حیثیت سے نہ پہچان سکے۔ اب وہ سونیا کو ہمیشہ کے لیے ختم کردینے کا فیصلہ کرچکی تھی۔ اس کے خاتمے کے بعد ہی وہ کسی روک ٹوک کے بغیر میرے ساتھ ہمیشہ زندگی گزارنے کا خواب پورا کرسکتی تھی۔

وہ اسی دن بن غازی سے روانہ ہوکر ایتھنز پہنچ گئی۔ وہاں ایک رن وے پر انڈین ایئرلائن کا ایک بڑا سا طیارہ کھڑا ہوا تھا۔ جو انڈیا سے آیا تھا۔ اور ایک گھنٹے بعد وہاں سے نیویارک جانے والا تھا۔ لیکن راستے میں پرتگال کے شہر لزبن میں بھی اترنے والا تھا۔

لومی اسی انڈین ایئرلائن کی کنیکٹڈ فلائٹ سے سفر کرنے والی تھی۔ اس فلائٹ کے چند مسافر ایئرپورٹ کے ریسٹورنٹ میں کچھ کھا پی رہے تھے۔ لومی بھی وہاں چائے پینے بیٹھ گئی تھی۔ ایک قدآور صحت مند شخص ایک ٹرے میں اسنیکس اور ایک چائے کی پیالی لے کر آیا اور قریب ہی سامنے والی میز پر بیٹھ گیا۔ وہ کھانے کی چیزوں کو ہاتھ لگانے سے پہلے دونوں ہاتھ جوڑ کر زیرلب کچھ پڑھنے لگا۔ یہ بات سمجھ میں آگئی کہ وہ کوئی ہندوستانی ہے۔ کوئی کام شروع کرنے سے پہلے دونوں ہاتھ جوڑ کر پوجا کرنے کے انداز میں بھگوان کا شکر ادا کر رہا ہے۔ وہ سینڈوچ کھانے اور چائے پینے کے دوران کبھی کبھی لومی کی طرف دلچسپی سے دیکھنے لگا۔

وہ جینز اور ٹی شرٹ پہنے ہوئے تھی۔ ایک تو وہ بہت حسین تھی پھر اس لباس میں اس کا بدن چیخ رہا تھا۔ اس نے پوچھا۔ "کیا میں تمہاری ٹیبل پر آسکتا ہوں؟"

لومی نے مسکرا کر کہا۔ "ہاں۔ کیوں نہیں؟"

دوسرے ہی لمحے میں لومی نے پرائی سوچ کی لہروں کو محسوس کیا۔ پھر فوراً ہی سانس روک لی۔ یہ سمجھنے میں دیر نہیں لگی کہ سامنے بیٹھے ہوئے شخص نے اس کی آواز سنتے ہی خیال خوانی کی چھلانگ لگائی تھی اور اس کے دماغ میں پہنچنا چاہا تھا۔

اس نے حیرانی ظاہر نہیں کی۔ اپنے ایک ہاتھ سے سر کو سہلانے لگی۔ وہ اپنے کھانے کی ٹرے اٹھا کر اس کے پاس آگیا۔ میز کی دوسری طرف ایک کرسی پر بیٹھتے ہوئے بولا "تم کچھ پریشان لگ رہی ہو؟"

وہ بولی۔ "ہاں۔ ابھی اچانک میں نے اپنے سر میں تکلیف محسوس کی تھی اور ایک دم سے سانس روک لی تھی۔"

وہ بولا۔ "اس کا مطلب ہے، تمہیں یوگا میں مہارت حاصل ہے؟"

"ہاں۔ تم میرے فگر کو دیکھ کر اندازہ لگا سکتے ہو۔ میں یوگا اور جمناسٹک کی مشقیں کرتی رہتی ہوں۔ اب سے پہلے کبھی ایسا نہیں ہوا۔ ابھی اچانک ہی پتا نہیں کیوں میرے دماغ میں بے چینی سی پیدا ہوگئی تھی؟"

وہ اس سے باتیں کر رہی تھی اور سوچ رہی تھی۔ "یہ کون ہوسکتا ہے؟ ذات کا ہندو ہے اور جہاں تک میری معلومات کا تعلق ہے ہندوستان میں فی الوقت ایک ہی ہندو ٹیلی پیتھی جاننے والا ہے اور وہ ہے، وردان دشوانا تھ۔"

وہ اپنے اندازے کے مطابق درست سوچ رہی تھی۔ وردان اپنے گرو دیو کی ہدایت کے مطابق ہندوستان چھوڑ چکا تھا اور اب پرتگال کے شہر لزبن کی طرف جا رہا تھا۔ اس نے پوچھا۔ "تمہارا نام کیا ہے؟"

وہ بولی۔ "کنیز فاطمہ۔ اور تمہارا نام کیا ہے؟"

وہ اپنی اصلیت چھپا کر سفر نہیں کر رہا تھا۔ خود کو چھپانے کی ضرورت اس لیے نہیں تھی کہ وہ ہم سے دشمنی نہیں کر رہا تھا۔ بلکہ ہم سے دور جا رہا تھا۔ آئندہ میرے کسی معاملے میں مداخلت کرنے والا نہیں تھا۔ لہٰذا اپنے اصلی نام سے ہی سفر کر رہا تھا۔ اس نے جواب دیا۔ "مجھے سوامی وردان دشوانا تھ کہتے ہیں۔ کیا تم تنہا ہو؟"

"میں اکیلی پیدا ہوئی، اکیلی رہتی ہوں اور اکیلی ہی اس دنیا سے جاؤں گی۔"

"تم بھرپور جوان ہو، تمہارا کوئی سہیلی تھی تو ضرور ہوگا؟"

"میں نے ابھی کہا ہے کہ میں تنہا رہنے کی عادی ہوں۔"

"کہاں جا رہی ہو؟"

"میں دنیا گھومنے نکلی ہوں۔ جہاں جی چاہتا ہے، چل پڑتی ہوں۔ فی الوقت انڈین ایئرلائن سے لزبن جا رہی ہوں۔"

وہ خوشی سے چہکتے ہوئے بولا۔ "پھر تو تم تنہا نہیں رہوگی۔ میرا ساتھ رہے گا۔ میری منزل بھی وہی ہے جو تمہاری ہے۔"

اس نے دل ہی دل میں کہا۔ "ہاں بچو! میں تو بہ ظاہر کترا رہی ہوں۔ ورنہ اب تمہارا پیچھا چھوڑنے والی نہیں ہوں۔ بڑے انتظار کے بعد میرے روبرو آئے ہو۔ یہ میری بدنصیبی تھی کہ الپا میرے تنویمی عمل کی گرفت سے نکل گئی۔ اور یہ میری خوش نصیبی ہے کہ تم الپا اور کاشف جمال جیسے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی کمی پوری کردگے۔ میرے تابعدار بن کر......"

وہ ایک ادائے ناز سے اٹھ کر کھڑی ہوگئی۔ وردان نے پوچھا۔ "کیا ہوا؟ چائے نہیں پیو گی؟"

وہ اسے دیکھتے ہوئے بڑے ہی جذباتی انداز میں بولی۔ "پتا نہیں کیا بات ہے، تمہارے یہاں آکر بیٹھتے ہی مجھے گرمی سی لگنے لگی ہے۔ اور گرم چائے پیوں گی تو جل جاؤں گی۔"

یہ کہہ کر وہ پلٹ گئی۔ کسی حسینۂ عالم کی طرح کیٹ واک کرتی ہوئی وہاں سے جانے لگی۔ جب کوئی حسینہ بلی کی چال چلتی ہے تو اس کا انگ انگ ادھر سے ادھر ڈولتے اور لگاتے ہوئے کہتا ہے۔ "میں اب گری کہ تب گری۔ آکے مجھے سنبھال لو۔"

وردان کے اندر سے ایک ہائے نکلی۔ "ہائے کیا چیز ہے؟ کم بخت کے اندر بارود بھرا ہے۔ تیلی دکھائے بغیر دھماکے کر رہی ہے۔"

وہ کھانا پینا بھول گیا۔ اس کے پیچھے چلتا ہوا جہاز کے اندر پہنچ گیا۔ وہ اپنی سیٹ پر جا کر بیٹھ گئی تھی۔ اس کے ساتھ ایک بوڑھا شخص بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے قریب آکر اس بوڑھے سے کہا۔ "مسٹر! کیا آپ میری سیٹ پر سفر کرنا پسند کریں گے؟"

بوڑھے نے لومی کو دیکھا پھر کہا۔ "میں یہاں بڑے مزے سے سفر کر رہا ہوں۔ سوری، تم کسی دوسرے مسافر سے سیٹوں کا تبادلہ کرلو۔"

وردان مایوسی کا اظہار کرتا ہوا وہاں سے اپنی سیٹ پر آگیا۔ لومی زیرلب مسکرا رہی تھی۔ یہ اچھی طرح سمجھ رہی تھی کہ اب وہ اپنی ٹیلی پیتھی کا ہتھیار استعمال کرے گا۔ جب پروانے کی موت آتی ہے تو وہ ہر حال میں شعلوں سے لپٹنے ضرور آتا ہے۔

پھر یہی ہوا۔ وردان نے اپنی سیٹ پر بیٹھنے کے بعد خیال خوانی کی پرواز کی اور اس بوڑھے کے دماغ میں پہنچ گیا۔ چند سیکنڈ کے بعد ہی وہ بوڑھا اپنی سیٹ سے اٹھ کر کھڑا ہوگیا۔ پھر وہاں سے چلتا ہوا وردان کے پاس آکر بولا۔ "ویل ینگ مین! لڑکی بہت حسین ہے، بہت آنچ دے رہی ہے۔ تمہارے جیسے جوان کو ہی اس کے پاس بیٹھنا چاہیے۔ کم آن' میں تمہارا دل دکھانا نہیں چاہتا۔ جاؤ، اس سفر کو انجوائے کرو۔"

وردان اپنی جگہ سے اٹھ کر اس کا شکریہ ادا کرتا ہوا لومی کے ساتھ والی سیٹ پر آکر بیٹھ گیا۔ لومی نے بڑی معصومیت سے حیرانی کا اظہار کیا۔ اس سے پوچھا۔ "تم پھر آگئے؟ وہ بوڑھا ابھی آکر تمہیں اٹھا دے گا۔"

اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔ "اس کی فکر نہ کرو، جوان دھڑکنوں کو سنتی رہو۔ تقدیر چاہتی ہے کہ تم میری ہم سفر بن جاؤ۔ میں یقین دلاتا ہوں، تمہیں میری کمپنی سے مایوسی نہیں ہوگی۔"

لومی نے دل ہی دل میں کہا۔ "مایوسی تو تمہیں تب ہوگی، جب میرے تابعدار بن جاؤ گے۔ افسوس! اس وقت میرے پاس اعصابی کمزوری کی کوئی دوا نہیں ہے۔ ورنہ کھانے پینے کی کسی چیز میں وہ دوا ملا کر تمہارا کباڑا کردیتی۔"

دوسری طرف وردان بھی یہی سوچ رہا تھا۔ "مجھ سے بڑی بھول ہوئی، میں نے سفری بیگ میں تمام ضرورت کی چیزیں رکھیں، صرف اعصابی کمزوری کی دوا نہیں رکھی۔ ورنہ اسے یہیں اپنی معمولہ اور تابعدار بنا لیتا۔ کوئی بات نہیں؛ لزبن پہنچ کر اسے ٹریپ کروں گا۔"

وہ بھی یہی سوچ رہی تھی۔ "ہاں۔ کوئی بات نہیں، لزبن پہنچ کر اس سے نمٹ لوں گی۔"

مقدر کے تماشے کیا خوب ہوتے ہیں؟ وہ سونیا کا سراغ لگاتی ہوئی لزبن جا رہی تھی اور وردان ایک میدان سے شکست کھا کر دوسرے میدان کی طرف جا رہا تھا۔ وہ مقدر کے اس کھیل سے بے خبر تھے کہ دونوں ہی ایک خطرناک مجوبے سے ٹکرانے والے ہیں۔ جو دن کو شبنم اور رات کو شعلہ، کبھی رتی کبھی ماشہ اور کبھی تولا ہوجاتی ہے۔

☆☆☆

سیون بلڈرز کے ساتوں عہدیدار تشویش میں مبتلا ہو گئے تھے۔ ان کی تنظیم کا بہت ہی تجربے کار ہپناٹائز کرنے والا گوتم نارائن سونیا کے روبرو جانے کے بعد سہم سا گیا تھا۔ یہ تو سب ہی کو معلوم ہو چکا تھا کہ سونیا کو بہت ہی زہریلے سانپ نے ڈسا تھا۔ اسے اس زہر سے بچا تو لیا گیا تھا لیکن اس کا ذہن، اس کی سوچ، اس کا مزاج سب کچھ زہریلا ہو چکا تھا۔ پھر گوتم نارائن اس پر تنویمی عمل کرنے گیا تو یہ انکشاف ہوا کہ اس کی آنکھوں میں بھی زہریلی کشش پیدا ہو گئی ہے۔ اور کوئی بھی ہپناٹائز کرنے والا اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اسے اپنی معمولہ اور تابعدار نہیں بنا سکے گا۔

بلڈر ون نے کہا۔ ''اگر سونیا کو اپنی معمولہ اور تابعدار نہ بنایا گیا تو وہ ہمارے قابو میں نہیں رہے گی۔ جب بھی اسے موقع ملے گا وہ زنجیریں توڑ کر نکل جائے گی۔''

گوتم نارائن نے کہا ''دنیا کے تمام ہپناٹائز کرنے والے اپنی آنکھوں سے اور اپنی آواز سے کسی کو بھی متاثر کر کے اپنا معمول بناتے ہیں۔ عامل کی آنکھوں میں اتنی کشش ہوتی ہے کہ سامنے والا نظریں ملانے کے بعد اپنی نظر اِدھر سے اُدھر نہیں کر پاتا۔ عامل سے چپک کر رہ جاتا ہے پھر عامل آواز اس کے کانوں کے ذریعے اس کے دل تک پہنچتی ہے۔ اس پر اثر کرتی رہتی ہے۔ اس کے ذہن کو متاثر کرتی ہے۔ اس طرح وہ رفتہ رفتہ عامل کا معمول بن جاتا ہے۔ لیکن سونیا کی آنکھیں اتنی زہریلی کشش رکھتی ہیں کہ میں خود اس کی آنکھوں کی طرف کھنچا چلا گیا تھا۔ میرا دعویٰ ہے کہ دنیا کا کوئی بھی ہپناٹائز کرنے والا اسے اپنی آنکھوں سے متاثر نہیں کر سکے گا۔''

بلڈر فور نے کہا ''تم یہ بھی کہتے ہو کہ خیال خوانی کرنے والے بھی اس کے دماغ میں نہیں جا سکتے۔ کیا واقعی ہمارے تینوں ٹیلی پیتھی جاننے والوں میں سے کوئی بھی اس کے دماغ کے اندر نہیں جا سکے گا؟''

''نہیں جا سکے گا۔ آپ تینوں ٹیلی پیتھی جاننے والوں سے کہیں کہ وہ اس کے دماغ میں جا کر اپنی اپنی صلاحیتوں کو آزمائیں۔ میں پیش گوئی کرتا ہوں کہ وہ تینوں ہی ناکام رہیں گے۔ وہ چیخیں مار کر انہیں اپنے اندر سے بھگا دے گی۔''

وہ اپنے تینوں ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو اعصابی کمزوری کی دوائیں پلا کر سلا چکے تھے۔ ان سے فی الحال کوئی کام نہیں لے سکتے تھے۔ بلڈر تھری نے کہا ''ہمیں جمائلہ سے پوچھنا چاہیے شاید وہ اپنی پُراسرار صلاحیتوں کے ذریعے سونیا کو اپنے قابو میں کر سکے۔''

سونیا کو جس بنگلے میں رکھا گیا تھا وہاں جمائلہ موجود تھی۔ اس نے دیکھا تھا کہ بہت ہی تجربے کار ہپناٹزم کا ماہر گوتم نارائن تنویمی عمل کے لیے آیا تھا لیکن سونیا سے سامنا ہوتے ہی اس سے کچھ خوفزدہ ہو گیا تھا اور کچھ کہے سنے بغیر وہاں سے چلا گیا تھا۔

وہ سونیا سے بولی ''میڈم! میں سمجھ رہی ہوں کہ آپ کی آنکھیں بڑی خطرناک ہیں۔ میں بھی آپ سے نظریں ملا کے باتیں نہیں کر رہی ہوں۔ کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ آپ اپنی نگاہوں میں نرمی پیدا کر لیں تاکہ وہ آپ پر تنویمی عمل کر سکے۔''

''میں اسے تنویمی عمل کرنے کی اجازت کیوں دوں؟ کیا میں اس کی معمولہ اور تابعدار بن جاؤں؟ کیا تم مجھے نادان بچی سمجھ کر یہ مشورہ دے رہی ہو؟''

وہ انکار میں سر ہلا کر بولی ''یہ بات نہیں ہے، آپ اپنے ماضی کو بھول چکی ہیں، اپنا نام تک بھول چکی ہیں۔ اپنے شوہر اور بچوں کو نہ یاد کرتی ہیں اور نہ ان کی تصویریں دیکھ کر انہیں پہچان سکیں گی۔ کیا آپ انہیں یاد کرنا، جاننا پہچاننا اور ان کے پاس جانا نہیں چاہیں گی؟''

سونیا نے اسے سوچتی ہوئی نظروں سے دیکھا پھر اثبات میں سر ہلا کر کہا ''بے شک! میں جاننا چاہتی ہوں کہ کون ہوں؟ کہاں سے آئی ہوں؟ میرا شوہر کون ہے؟ میرے بچے کتنے ہیں اور وہ کیسے ہیں؟ میں انہیں پیار کرنا چاہتی ہوں۔''

''میڈم! یہ تبھی ممکن ہے جب آپ خود پر تنویمی عمل کرنے کی اجازت دیں گی۔ اس عمل کے ذریعے آپ کی یادداشت واپس لائی جا سکے گی۔''

وہ قائل ہو کر بولی ''تم درست کہہ رہی ہو لیکن وہ ہپناٹائز کرنے والا مجھے اپنی معمولہ اور کنیز بھی بنا سکتا ہے۔''

وہ آگے بڑھ کر بولی ''میں اس بات کی ضمانت دیتی ہوں اور وعدہ کرتی ہوں کہ وہ سیدھا سادا سا عمل کرے گا۔ آپ کو اپنی کنیز نہیں بنائے گا۔''

''میں تمہیں نہیں جانتی۔ تم پر بھروسا کیسے کروں؟''

''اپنی یادداشت واپس لانے کے لیے کبھی نہ کبھی تو آپ کو خود پر تنویمی عمل کرانا ہوگا۔ کسی کے بھی زیرِ علاج آنا ہوگا، کسی نہ کسی پر تو بھروسا کرنا ہی ہوگا۔ میں آپ کی بیٹی جیسی ہوں۔ آپ مجھے ماں کا پیار دیں، میں ایک بیٹی کی زبان سے وعدہ کرتی ہوں کہ آپ کو کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔''

سونیا راضی ہو گئی۔ اسی وقت بلڈر ون نے فون کے ذریعے جمائلہ سے کہا ''ہم بڑی مشکل میں پڑ گئے ہیں۔ تم

نے دیکھا ہوگا کہ گوتم نارائن سونیا پر تنویمی عمل کرنے سے گریز کر رہا ہے اور وہاں سے چلا آیا ہے۔''

''میں سب دیکھ رہی ہوں اور سمجھ رہی ہوں۔ آپ فکر نہ کریں، میں نے ابھی میڈم کو راضی کیا ہے کہ وہ گوتم نارائن کو تنویمی عمل کرنے کی اجازت دیں۔ ان کی آنکھوں میں جو زہریلی کشش ہے، اس میں نرمی پیدا کر لیں۔ میڈم میری بات مان گئی ہیں۔ تنویمی عمل کرانے پر راضی ہو گئی ہیں۔''

بلڈر ون نے حیرانی سے پوچھا ''وہ اتنی آسانی سے کیسے راضی ہو گئیں؟''

''میں نے انہیں یقین دلایا ہے کہ تنویمی عمل کے ذریعے ان کی یادداشت واپس لائی جائے گی۔ اس طرح وہ اپنے بھولے ہوئے شوہر اور بچوں کو پہچان سکیں گی۔ ان کے پاس جا سکیں گی۔ بہرحال یہ راضی ہو گئی ہیں۔''

بلڈر ون نے خوش ہو کر کہا ''جمائلہ! تم واقعی با کمال ہو، ہمارے بہت کام آ رہی ہو۔ جو کام ہمارے لیے ناممکن ہوتا ہے، تم اسے ممکن بنا دیتی ہو۔ میں ابھی گوتم نارائن کو وہاں بھیج رہا ہوں۔''

گوتم نارائن دوبارہ سونیا کا سامنا نہیں کرنا چاہتا تھا لیکن سیون بلڈرز کا وفادار تھا۔ ان کے کسی حکم سے انکار نہیں کر سکتا تھا۔ لہٰذا پھر سونیا کے پاس آ گیا۔ وہ سر جھکائے بیٹھی ہوئی تھی۔ اس نے اس کے سامنے صوفے پر بیٹھتے ہوئے کہا ''تنویمی عمل کے لیے ضروری ہے کہ تم اپنے اندر نرمی پیدا کرو۔ پہلے اسی طرح نظریں جھکائے رکھو اور کوشش کرو کہ تمہاری آنکھوں میں جو خطرناک کشش ہے، اس میں کمی آ جائے اور میں تمہیں اپنی آنکھوں سے متاثر کر سکوں۔''

سونیا اس کی ہدایت کے مطابق کوشش کرنے لگی کہ اس کی آنکھوں میں زہریلی کشش نہ رہے۔ وہ جب بھی نظر اٹھا کر دیکھے تو نہایت محبت اور نرمی سے دیکھے۔

وہ بولی ''ٹھیک ہے۔ میں اپنے دل میں تمہارے لیے محبت اور دوستی کے جذبات پیدا کر رہی ہوں۔ بڑے ہی دوستانہ انداز میں بڑی ہی نرمی سے سوچ رہی ہوں۔ کیا اب نظریں اٹھا کر دیکھوں؟''

''ہاں۔ اسی جذبے سے سوچتی رہو اور بڑی محبت سے مجھے دیکھو۔''

اس نے آہستہ آہستہ پلکیں اٹھائیں، اس کی طرف نظر بھر کر بڑی محبت سے دیکھا لیکن محبت اور نرمی کے باوجود اس کی آنکھوں میں ایسی کشش تھی کہ گوتم نارائن کی نظریں فوراً ہی جھک گئیں۔ وہ پریشان ہو کر بولا ''تم میری ہدایت پر عمل نہیں کر رہی ہو۔ پلیز۔ اس طرح نہیں، محبت سے اور نرمی سے دیکھو۔''

وہ ناگواری سے بولی ''بار بار محبت کی باتیں کیے جا رہے ہو۔ تم تنویمی عمل کرنے آئے ہو یا عشق کرنے کا ارادہ ہے۔ میں نے ابھی بھرپور محبت سے دیکھا تھا، اس سے زیادہ محبت کی نگاہ نہیں ہو سکتی۔''

وہ بے چینی سے پہلو بدلنے لگا۔ جمائلہ نے پوچھا ''کیا ہوا؟ تم تو خود کو بہت ہی تجربے کار ہپناٹزم کا ماہر کہتے رہتے ہو۔ میں دیکھ رہی ہوں کہ میڈم تم سے تعاون کر رہی ہیں پھر پریشانی کیا ہے؟''

اس نے بے بسی سے سونیا کی طرف دیکھا پھر جمائلہ سے کہا ''سیون بلڈرز کے ساتوں آقا جانتے ہیں کہ میں ان کا وفادار ہوں۔ ان کے کسی کام سے انکار نہیں کرتا، لیکن پہلی بار دیکھ رہا ہوں کہ شاید یہ کام نہیں کر سکوں گا۔ بے شک یہ اپنے طور پر تعاون کر رہی ہیں، لیکن محبت سے دیکھنے کے باوجود ان کی نگاہوں میں نرمی نہیں ہے۔ یہ دیکھتی ہیں تو ایسا لگتا ہے کہ دماغ میں خنجر کی نوک اتر گئی ہے۔''

''مسٹر نارائن! تم بہت ہی ماہر سمجھے جاتے ہو، کوئی ایسی تدبیر کرو کہ ناکامی نہ ہو۔ ہمارے تمام سیون بلڈرز بہت پریشان ہیں، کسی طرح ان کی پریشانی دور کرو۔''

وہ تھوڑی دیر تک سر جھکائے سوچتا رہا پھر اس نے سونیا سے کہا ''کیا ایسا ممکن ہے کہ تم بیڈ پر لیٹ کر آنکھیں بند کر لو۔ میری طرف نہ دیکھو، اپنے تصور میں میری متاثر کرنے والی آنکھوں کو دیکھو اور اپنے ذہن کو مائل کرو کہ تم میری آنکھوں سے متاثر ہوتی جا رہی ہو۔ ایسے ہی وقت میں اپنی آواز کے ذریعے تمہارے کانوں سے دل میں اترتا رہوں گا۔ تمہارے دماغ کو متاثر کرتا رہوں گا۔ شاید اس طرح مجھے کامیابی حاصل ہو جائے اور تم معمولہ بن سکو؟''

سونیا اس کی بات پر غور کرنے لگی۔ جمائلہ نے کہا ''میڈم! اگر آپ اس طرح تعاون کریں گی تو آپ ہی کا بھلا ہوگا۔ یہ ابھی آپ کی کھوئی ہوئی یادداشت واپس لے آئیں گے۔ آپ اپنے شوہر کو اور بچوں کو پہچان سکیں گی۔ یہ معلوم ہوتے ہی کہ آپ کہاں سے آئی ہیں اور آپ کے تمام رشتے دار کہاں رہتے ہیں، ہم فوراً ہی آپ کو وہاں پہنچا دیں گے۔''

سونیا اٹھ کر کھڑی ہو گئی پھر بولی ''ٹھیک ہے۔ میں ہر طرح سے تعاون کرنے کو تیار ہوں۔ بس میری یادداشت واپس آ جائے۔''

وہ وہاں سے چلتی ہوئی بیڈ پر آئی پھر آرام سے چاروں شانے چت لیٹ گئی۔ وہ اپنی آنکھیں بند کرنے کے بعد تھوڑی دیر تک خاموش پڑی رہی۔ گوتم نارائن اس کے بیڈ کے بالکل قریب آ کر کھڑا ہو گیا۔ اسے سوچتی ہوئی نظروں سے دیکھنے لگا پھر اس نے پوچھا "کیا تم تصور میں میری آنکھیں دیکھ رہی ہو؟"

سونیا نے کہا "ہاں۔ میں اپنی بند آنکھوں کے پیچھے تمہیں دیکھ رہی ہوں۔ میں نے دو چار سیکنڈ کے لیے تم سے نظریں ملائی ہیں، اس کے باوجود تمہاری آنکھیں، تمہاری نظریں میرے ذہن میں نقش ہیں اور میں انہیں دیکھ رہی ہوں۔"

اس نے حکم دینے کے انداز میں کہا "اپنے بدن کو ڈھیلا چھوڑ دو اور ذہن کو میری طرف مائل کرتی رہو۔ سوچتی رہو کہ میری آواز تمہارے دل میں اتر رہی ہے اور تم ذہنی طور پر میری آواز سے متاثر ہوتی جا رہی ہو۔"

وہ بولی "بے شک۔ تمہاری آواز میں گھن گرج اور رعب و دبدبہ ہے۔ میں تم سے متاثر ہوتی جا رہی ہوں۔"

"اپنے دماغ میں میرے متعلق کوئی منفی خیال نہ آنے دو۔ بڑے جذبے سے سوچتی رہو کہ تمہیں اپنے شوہر اور اپنے بچوں تک پہنچنا ہے اور وہاں تک پہنچنے کے لیے صرف میرا ہی سہارا لینا ہوگا۔ اس لیے میری معمولہ اور تابعدار بننا بہت ضروری ہے۔"

وہ دل کی گہرائیوں سے چاہتی تھی کہ مجھ تک پہنچے۔ اپنے بچوں کو گلے سے لگائے، پیار کرے لیکن سانپ کے زہر نے اس کے ذہن سے ہم سب کو بھلا دیا تھا۔ وہ ہماری مٹی ہوئی تصویروں کو ذہن کے پردے پر دیکھنے کے لیے کچھ بھی کر سکتی تھی۔ اسی لیے گوتم نارائن سے تعاون کر رہی تھی۔

وہ اپنے طور پر کوششیں کر رہا تھا۔ اپنی بھاری بھرکم متاثر کرنے والی آواز کے ذریعے اس کی بند آنکھوں کے پیچھے پہنچ رہا تھا۔ سونیا کی باتوں سے اور اس کی تابعداری کے انداز سے یقین ہو رہا تھا کہ کامیابی ہو رہی ہے۔

جب گوتم نارائن کو پوری طرح یقین ہو گیا کہ وہ ٹرانس میں آ چکی ہے تو وہ اسے آزمانے لگا۔ اس نے کہا "تمہارا نام سونیا ہے۔"

وہ بولی "میرا نام سونیا ہے۔"

اس نے کہا "نہیں۔ تمہارا نام سونیا نہیں ہے۔"

وہ بولی "نہیں۔ میرا نام سونیا نہیں ہے۔"

"تم مجھ سے متاثر ہو چکی ہو، میری محکوم بن چکی ہو۔ میں جو کہہ رہا ہوں وہی کہتی جا رہی ہو۔"

وہ خوابیدہ سے لہجے میں بولی "تم جو کہہ رہے ہو، میں کہتی جا رہی ہوں۔"

"میں جو کہوں گا، وہی تم کرو گی۔"

"تم جو کہو گے وہی میں کروں گی۔"

جمائلہ حقانی ایک طرف کھڑی ہوئی تھی۔ گوتم نے فاتحانہ انداز میں اسے مسکرا کر دیکھا۔ جمائلہ نے کاغذ پر کچھ لکھ کر اس کی طرف بڑھایا۔ اس نے پڑھا۔ لکھا تھا "میڈم کے مزاج کے خلاف کوئی بات کہو تو پتہ چلے گا کہ وہ اپنے مزاج کے خلاف تمہارا حکم مانتی ہیں یا نہیں۔ اگر مان لیں گی تو یقین ہو جائے گا کہ وہ تمہاری معمولہ بن چکی ہیں۔"

گوتم نارائن نے پڑھنے کے بعد جمائلہ کو دیکھا۔ ہاں میں سر ہلایا پھر سونیا کی طرف متوجہ ہو گیا۔

وہ بے حس و حرکت چاروں شانے چت بیڈ پر پڑی تھی۔ یوں لگتا تھا جیسے اپنے اختیار سے باہر ہو چکی ہو۔ دل، اپنا دماغ، اپنا پورا وجود اپنے عامل کے حوالے کر چکی ہو۔

عامل نے کہا "میں تمہارے مزاج کے خلاف کوئی بات کروں گا تو کیا تم مان لو گی؟"

"تم میرے مزاج کے خلاف کوئی بھی بات کہو گے، میں اسے مان لوں گی۔"

"تمہارا نام سونیا نہیں ہے، تم زہریلی ناگن ہو۔"

"میرا نام سونیا نہیں ہے۔ میں زہریلی ناگن ہوں۔"

وہ بولا "تم ناگن نہیں ہو۔ ایک کتیا ہو۔"

اس کے جسم میں ہلکی سی جنبش ہوئی، ماتھے پر شکنیں ابھریں۔ پھر اس نے کہا "تیری ماں کتیا ہے۔ آگے بول؟"

گوتم نارائن نے چونک کر اسے دیکھا۔ جمائلہ سوالیہ نظروں سے سونیا کو دیکھ رہی تھی۔ پھر گوتم نے کہا "تم میری معمولہ نہیں ہو؟ ایک کنیز کی طرح میرے حکم کی تعمیل کرو گی؟"

سونیا نے پٹ سے آنکھیں کھول دیں۔ اس کی طرف دیکھا تو وہ ایک دم سے لڑکھڑا کر پیچھے چلا گیا۔ وہ اٹھ کر بیٹھ گئی پھر جمائلہ کو غصے سے دیکھ کر بولی "تم نے کہا تھا، یہ عمل کے ذریعے میری یادداشت واپس لائے گا لیکن یہ کمینہ مجھے کتیا کہہ رہا ہے۔ مجھے اپنی کنیز بنا رہا ہے۔ کیا یہ مجھ سے پہلے مرنا چاہتا ہے؟"

وہ اس سے نظریں نہیں ملا رہا تھا۔ اِدھر اُدھر

تھا اور کہہ رہا تھا ''تم غلط سمجھ رہی ہو۔ میں تمہیں کنیز نہیں بنا رہا تھا اور نہ ہی سچ مچ تمہیں کتیا کہہ رہا تھا۔ میں تو صرف دیکھنا چاہتا تھا کہ تم میری معمولہ اور تابعدار بن چکی ہو یا نہیں۔ اگر تابعدار بن جاتیں اور میں تمہیں گالی دیتا تو تم اس گالی کو بھی قبول کرلیتیں۔''

وہ پھر سیدھی ہو کر کھڑی ہوگئی، غصے سے بولی ''یعنی میں معمولہ اور تابعدار بن جاتی اور تم مجھے ہمیشہ کے لیے اپنی کنیز بنا لیتے تو کنیز بننا بھی قبول کرلیتی۔ تم یہی چاہتے تھے ناں؟''

''تم مجھے غلط سمجھ رہی ہو۔''

اس کی بات ختم ہوتے ہی سونیا کا ایک الٹا ہاتھ اس کے منہ پر پڑا۔ وہ لڑکھڑا کر پیچھے ہوگیا۔ اسے یوں لگا جیسے ایک طرف کے کئی دانت ہلنے لگے ہیں۔ اس نے منہ پر ہاتھ رکھ کر ہٹایا تو اس کی ہتھیلی پر تھوڑا سا لہو دکھائی دیا۔ اس کی باچھوں سے اور ناک سے لہو رسنے لگا تھا۔ وہ صحت مند، قد آور اور ایک اچھا فائٹر بھی تھا۔ ایک عورت سے مار کھا کر چپ نہیں رہ سکتا تھا۔ اس نے غصے سے کہا ''یو بلڈی بچ! آئی ول کِل یو۔''

وہ حملہ کرنے کے لیے آگے بڑھا، اس سے پہلے ہی سونیا نے گھوم کر ایک لات اس کے منہ پر ماری۔ وہ پھر لڑکھڑا کر پیچھے گیا اور صوفے سے ٹکرا کر نیچے گر پڑا۔ وہ اچھا فائٹر تھا، فوراً ہی اچھل کر کھڑا ہوگیا لیکن جمائلہ ان کے درمیان آگئی پھر گوتم سے بولی ''رک جاؤ۔ میں تمہیں لڑنے کی اجازت نہیں دوں گی۔ جس کام سے آئے تھے، اس میں ناکام رہے ہو اس لیے فوراً یہاں سے چلے جاؤ۔''

وہ غصے سے بولا ''یو شٹ اپ! میں ابھی تم دونوں کی گردن توڑ دوں گا۔''

اس نے حملہ کرنے کے لیے ہاتھ چلایا تو جمائلہ نے اس کی کلائی پکڑ لی۔ اس نے دوسرا ہاتھ چلایا تو دوسری کلائی پکڑ لی۔ اسے ایسا لگا جیسے دونوں کلائیاں لوہے کے شکنجے میں آگئی ہوں۔ تب اسے یاد آیا کہ رات کا وقت ہے اور جمائلہ صبح تک تمگیٹو رہتی ہے۔ عجیب پُراسرار قوتوں کی مالکہ بن جاتی ہے۔ اگر اس نے شکست تسلیم نہ کی تو بے موت مارا جائے گا۔

سونیا بڑی توجہ سے جمائلہ کو دیکھ رہی تھی۔ سوچ رہی تھی کہ یہ لڑکی کتنی طاقتور ہے کہ یہ لمبا چوڑا صحت مند شخص اپنی کلائیاں چھڑا نہیں پا رہا ہے۔

گوتم نارائن نے جمائلہ کو دیکھتے ہوئے عاجزی سے کہا ''سوری۔ مجھ سے غلطی ہوگئی ہے۔ میں تمہارے حکم کے مطابق ابھی چپ چاپ چلا جاؤں گا۔ پلیز مجھے چھوڑ دو۔''

جمائلہ نے اسے چھوڑتے ہوئے ایک دھکا دیا۔ وہ ایسی تیزی سے جا کر پچھلی دیوار سے ٹکرایا جیسے کسی طاقت نے اسے اٹھا کر دیوار سے دے مارا ہو۔ وہ دیوار سے ٹکرا کر فرش پر اوندھے منہ گر پڑا۔ گہری گہری سانسیں لینے لگا۔ سونیا حیرانی سے جمائلہ کو تک رہی تھی اور وہ گوتم سے کہہ رہی تھی ''چل۔ اٹھ اور چپ چاپ یہاں سے چلا جا۔''

وہ تکلیف سے کراہتے ہوئے اٹھ کر بیٹھ گیا پھر کھڑا ہوگیا۔ اس نے زندگی میں پہلی بار ایک نہیں دو عورتوں سے مار کھائی تھی۔ شرم سے پانی پانی ہو رہا تھا۔ اپنے آپ کو سمجھا رہا تھا ''اگر صرف اس میڈم سے مقابلہ ہوتا تو میں اس کی پسلی توڑ دیتا لیکن یہ کم بخت جمائلہ شیطانی قوتوں کی مالک ہے۔ مجھے صرف اس لیے معاف کر رہی ہے کہ میں سیون بلڈرز کا وفادار ہوں۔ مجھے چپ چاپ یہاں سے چلے جانا چاہیے۔''

وہ سر جھکا کر وہاں سے چلا گیا۔ سونیا نے اسے گھور کر دیکھتے ہوئے پوچھا ''کیا تم کسی سپر مین کی اولاد ہو؟ میں دیکھ رہی تھی، وہ تم سے کلائی چھڑا نہیں پا رہا تھا پھر تم نے معمولی سا دھکا دیا، وہ دیوار سے ایسے جا کر ٹکرایا، جیسے کسی جن نے اسے اٹھا کر دیوار پر دے مارا ہو۔''

جب تک رات کی تاریکی رہتی تھی، تب تک جمائلہ کا ذہن بھی شاطرانہ انداز میں سوچتا تھا۔ جھوٹ بولنا اور فریب دینا اس کے لیے معمولی سی بات ہوتی تھی۔ وہ مسکرا کر بولی ''ابھی آپ نے پوچھا ہے، کیا میں کسی سپر مین کی اولاد ہوں؟ اب میں آپ سے کیا کہوں، آپ اپنی یادداشت کھو چکی ہیں۔ اگر میں کہوں گی کہ آپ سے خون کا رشتہ ہے تو آپ یقین نہیں کریں گی۔''

سونیا نے اسے سوچتی ہوئی سوالیہ نظروں سے دیکھا۔ جمائلہ بولی ''میں کسی سپر مین کی نہیں، کسی سپر دومن کی بیٹی ہوں۔ میری ممتا ناقابلِ شکست خاتون ہیں اور وہ آپ ہیں۔''

سونیا نے شدید حیرانی سے پوچھا ''کیا تم سچ کہہ رہی ہو؟ کیا تم میری بیٹی ہو؟''

وہ اثبات میں سر ہلا کر بولی ''میں ابھی آپ سے کہنا نہیں چاہتی تھی۔ میری دلی خواہش تھی کہ تنویمی عمل کے ذریعے آپ کی یادداشت واپس آجائے پھر آپ خود ہی مجھے پہچان کر گلے سے لگالیں گی۔''

سونیا تیزی سے اس کی طرف کھنچی چلی آئی۔ اس کے چہرے کو، اس کے بدن کو چھو کر کہنے لگی ''پتا نہیں کیوں، دیکھتے ہی مجھے ایسا لگا تھا جیسے تم میری کوئی سگی ہو۔ میری اپنی ہو، اسی لیے میں اب تک تمہاری ہر بات مانتی آئی تھی۔ تنویمی عمل کرانا مجھے اچھا نہیں لگ رہا تھا۔ یہ میرے مزاج کے خلاف تھا پھر بھی میں تمہاری بات مان رہی تھی۔ پھر ایک بار بولو، کیا تم میری بیٹی ہو؟''

''ہاں ممّا! آپ مجھے دل کی دھڑکنوں سے لگا کر دیکھیں، آپ کا دل گواہی دے گا۔''

اس نے جمائلہ کو گلے سے لگا لیا۔ اسے چومنے لگی، محسوس کرنے لگی جیسے واقعی اپنی بیٹی کو، گلے لگا رہی ہو اور اسے چوم رہی ہو۔ اسے بڑی مسرت حاصل ہو رہی تھی پھر اس نے پوچھا ''تمہارے ڈیڈی کہاں ہیں؟''

''میں اپنے ڈیڈی کو پاپا کہا کرتی تھی۔ وہ اب اس دنیا میں نہیں رہے۔ آپ بیوہ ہو چکی ہیں۔''

وہ بڑے دکھ سے بولی ''اوہ خدایا! میری شادی کب ہوئی؟ میں بیوی کب بنی؟ اور بیوہ کب بنی؟ کچھ یاد نہیں آرہا ہے۔ یہ بتاؤ۔ کیا میری اور بھی اولاد ہے؟''

وہ انکار میں سر ہلا کر بولی ''نہیں۔ میں ہی ایک آپ کی بیٹی ہوں۔ ہم ماں بیٹی کا اس دنیا میں کوئی نہیں رہا ہے۔''

''میں اب سے پہلے کسی دوسرے ملک میں تھی۔ اتنا یاد ہے کہ ایک اسپتال میں پڑی ہوئی تھی۔ اس سے پہلے کی باتیں مجھے یاد نہیں آرہی ہیں۔''

''آپ کو سب کچھ یاد آجائے گا۔ میں آپ کی یادداشت واپس لاؤں گی۔''

''تمہارے پاپا مر گئے، میری یادداشت گم ہوگئی۔ تم تنہا کیسے زندگی گزار رہی ہو؟ یہ بنگلا کس کا ہے؟''

''یہ ہمارا ہے۔ میں سیون بلڈرز کے ارکان میں سب سے اہم رکن سمجھی جاتی ہوں۔ میرے پاس دولت اور جائداد کی کمی نہیں ہے۔ صرف آپ کی کمی ہے۔ آپ کے ملنے کے بعد بھی جب تک یادداشت واپس نہیں آئے گی میں آپ کی کمی محسوس کرتی رہوں گی۔''

سونیا نے اس کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا ''میں تمہارے جذبات کو سمجھ رہی ہوں۔ تم چاہتی ہو، میں تمہاری پیدائش کے پہلے لمحے سے اب تک کی ساری باتیں یاد کروں۔ اس طرح میری ممتا میں اور شدت پیدا ہوجائے گی۔''

''وعدہ کریں، جب بھی آپ کی یادداشت واپس لانے کے لیے کوششیں کی جائیں گی اور کسی تدبیر پر عمل کیا جائے گا تو آپ میری ہر بات مان لیا کریں گی۔''

''ہاں۔ بیٹی! تم جو کہو گی، میں وہ کروں گی۔ آؤ بہت رات ہوگئی ہے، ہم سو جائیں۔''

وہ بیڈ کی طرف جاتے ہوئے بولی ''آپ یہاں آرام سے لیٹ جائیں۔ اور سونے کی کوشش کریں۔''

''ہم ماں بیٹی بہت عرصے بعد مل رہی ہیں۔ کیا تم میرے ساتھ سونا نہیں چاہو گی؟''

''میں تو دن رات آپ کے سینے سے لگ کر رہنا چاہتی ہوں۔ لیکن ابھی آپ کو بہت سی باتیں یاد دلانی ہیں۔ آپ نہیں جانتیں کہ میں رات کو کبھی کبھار ہی سوتی ہوں۔ کبھی رات کو کبھی دن کو دو چار گھنٹے سو کر نیند پوری کرلیتی ہوں۔ ورنہ جاگتی ہی رہتی ہوں۔''

''تعجب ہے، تم کم سے کم کیوں سوتی ہو؟''

''اب میں آپ کو کیا بتاؤں؟ ہم دونوں ماں بیٹی عجوبہ سمجھی جاتی ہیں۔ ہمارے اندر پُراسرار قوتیں ہیں۔ میرے اندر صرف رات کی تاریکی میں یہ پُراسرار قوتیں اپنا کام دکھاتی ہیں۔ ورنہ آپ تو دن رات پُراسرار اور طاقتور بنی رہتی ہیں۔''

وہ کچھ پریشان سی ہو کر بولی۔ ''تمہاری باتیں مجھے الجھا رہی ہیں۔ ہم دونوں پُراسرار اور عجیب و غریب کیوں سمجھی جاتی ہیں؟ اور ہمارے اندر ایسی قوتیں کہاں سے آجاتی ہیں؟''

''ہم مسلمان ہیں، لیکن جب شام کا اندھیرا پھیلتا ہے تو میرے اندر عجیب سی تبدیلیاں پیدا ہوجاتی ہیں۔ اس وقت بھی میں تبدیل ہو چکی ہوں اور شام سے لے کر صبح چھ بجے تک ابوالہول کی عقیدت مند ہوں۔ رات بھر اس کی پوجا کرتی ہوں اور وہ مجھے پُراسرار قوتیں دیتا رہتا ہے۔''

اس نے حیرانی سے پوچھا۔ ''بیٹی! یہ تم کیا کہہ رہی ہو؟ مجھے یقین نہیں آرہا ہے کہ تم مسلمان ہو کر ایک بت کی پوجا کرتی ہو اور یہ عقیدہ رکھتی ہو کہ وہ تمہیں پُراسرار قوتیں دیتا ہے؟''

''میں جھوٹ نہیں بول رہی ہوں۔ آپ نے ابھی اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ میرے اندر کتنی قوت آگئی تھی؟ جب صبح ہوگی تو آپ دیکھیں گی کہ میرے اندر ایسی کوئی طاقت نہیں رہے گی۔ میں ایک سیدھی سادی سی مسلمان لڑکی بن کر بڑی سادگی سے رہوں گی۔ جب وقت ملتا ہے تو میں نمازیں پڑھتی ہوں۔ کلام پاک کی تلاوت کرتی ہوں۔ کبھی جھوٹ نہیں بولتی۔ کسی کو دھوکا نہیں دیتی۔''

''جب ابوالہول کی پوجا کرنے سے تمہیں پُراسرار قوتیں حاصل ہوتی ہیں تو پھر ایسی قوتیں مجھے کیوں

حاصل نہیں ہو رہی ہیں؟''

''آپ کے اندر تو دن رات پُراَسرار قوتیں موجود رہتی ہیں۔ ابھی آپ نے دیکھا ہے کہ آپ کا ایک ہاتھ پڑتے ہی اس کے منہ سے اور ناک سے لہو رسنے لگا تھا۔ کیا آپ جانتی ہیں کہ آپ کے اندر زہریلی قوت ہے؟''

سونیا نے اسے سوچتی ہوئی نظروں سے دیکھا پھر کہا۔ ''میں کچھ نہیں جانتی۔ اسپتال میں گونگی اور بہری تھی۔ ڈاکٹر کیا کہا کرتے تھے، میں سن نہیں پاتی تھی۔ اور نہ ہی کچھ بول پاتی تھی۔''

وہ بولی۔ ''ڈاکٹر وغیرہ یہی سمجھتے ہیں کہ کسی زہریلے سانپ نے آپ کو ڈس لیا تھا۔ اس لیے زہریلی ہو گئی ہیں۔ جبکہ آپ کو کسی سانپ نے نہیں ڈسا تھا۔ ابوالہول نے آپ کو زہریلی بنایا ہے۔ آپ پر دنیا کا کوئی زہر اثر نہیں کرے گا۔ اگر آپ کسی کو کاٹ لیں گی تو وہ اسی وقت تڑپ تڑپ کر مر جائے گا۔ ابھی آپ مجھے چوم رہی تھیں تو میں خوفزدہ تھی۔''

سونیا نے حیرانی سے پوچھا۔ ''تم مجھ سے کیوں خوفزدہ تھیں؟''

''اگر چومتے وقت آپ کا دانت میرے چہرے پر لگ جاتا تو آپ کا زہر میرے اندر پہنچ جاتا۔''

اس نے پریشان ہو کر کہا۔ ''او گاڈ! آئندہ میں خیال رکھوں گی۔''

''ابھی آپ کو بتانے کی، سمجھانے کی بہت سی باتیں ہیں۔ لیکن بہت رات ہو چکی ہے۔ آپ اپنی بیٹی کی بات مان کر یہاں سو جائیں۔ میں سیون بلڈرز کے ایک معاملے میں مصروف رہوں گی۔ صبح آپ کے پاس آجاؤں گی۔''

سونیا نیند کا غلبہ محسوس کر رہی تھی۔ اس کی بات مان کر بستر پر لیٹ گئی۔ جمائلہ پائنتی بیٹھ کر اس کے پاؤں دابنے لگی۔ تھوڑی دیر بعد ہی وہ گہری نیند میں ڈوبتی چلی گئی۔

جمائلہ بیڈروم کی لائٹس آف کر کے ڈرائنگ روم میں آئی۔ فون کا بزر سنائی دیا۔ وہ اسے آن کر کے کان سے لگا کر بولی۔ ''یس باس!''

دوسری طرف سے بلڈر وَن نے کہا۔ ''کیا تم نہیں سمجھتیں کہ میڈم سونیا پرابلم بن گئی ہے؟''

''یقیناً گوتم نے آپ سے شکایت کی ہوگی؟ جبکہ غلطی اس کی ہے۔ ایک تو وہ تنویمی عمل کرنے میں ناکام رہا دوسری بات یہ کہ عمل کرنے کے دوران میں اس نے میڈم کو کتیا کہا' اس کی سزا تو اسے ملنی ہی تھی۔''

''وہ کہہ رہا تھا کہ تم نے بھی اس کی پٹائی کی ہے۔''

''میں اپنی تنظیم کے بڑے سے بڑے اور چھوٹے سے چھوٹے فرد کی عزت کرتی ہوں۔ یہی کوشش ہوتی ہے کہ میری ذات سے کسی کو نقصان نہ پہنچے، لیکن اس نے مردانہ غیرت اور جوش میں آکر مجھ پر بھی حملہ کیا تھا۔ اگر وہ ہماری تنظیم کا اہم رُکن نہ ہوتا تو اس وقت آپ کے پاس اس کی لاش پہنچتی۔''

''جسٹ اے منٹ۔ ابھی فون بند نہ کرنا۔''

بلڈر وَن نے سامنے بیٹھے ہوئے گوتم نارائن سے کہا۔ ''ہم سونیا کا ریکارڈ اچھی طرح پڑھ چکے ہیں، اس کے بارے میں بہت کچھ جانتے ہیں۔ وہ کبھی کسی پر حملہ کرنے میں پہل نہیں کرتی۔ جب اسے چھیڑا جاتا ہے، مجبور کیا جاتا ہے تب وہ یہی کرتی ہے جو تمہارے ساتھ ہوا ہے۔ تم نے یہ بات چھپائی ہے کہ اسے گالی دی تھی۔''

اس نے جواب دیا۔ ''میں تنویمی عمل کے دوران میں آزما رہا تھا کہ وہ اپنے مزاج کے خلاف کوئی بات سن کر ایک معمولہ اور تابعدار کی حیثیت سے اسے تسلیم کرے گی یا نہیں؟''

''جب تم تنویمی عمل کر ہی نہ سکے تو پھر اسے کیا آزما رہے تھے؟ وہ تمہاری معمولہ اور تابعدار نہیں تھی۔ اسی لیے تمہاری گالی برداشت نہ کر پائی۔ اس نے وہی کیا جو اسے کرنا چاہیے تھا۔''

''ٹھیک ہے، میں تسلیم کرتا ہوں کہ مجھ سے غلطی ہوئی مجھے گالی نہیں دینی چاہیے تھی۔ لیکن آپ جمائلہ کا محاسبہ کریں اس نے مجھے تو مار ہی ڈالا تھا۔''

''یہ تم اچھی طرح جانتے ہو کہ وہ رات کے وقت بہت ہی غضب ناک ہو جاتی ہے۔ تمہاری ناکامی نے اور تمہاری گالی نے اسے بھی غصہ دلایا۔ وہ کہہ رہی ہے کہ حملہ کرنے میں تم نے پہل کی تھی۔''

''وہ جھوٹ بول رہی ہے۔''

''تم کتنا سچ بول رہے تھے؟ تم نے یہاں آکر شکایت کی۔ لیکن اپنی غلطی نہیں بتائی تھی۔ تم ہپناٹائز کرنے میں ناکام رہے ہو۔ اور ناکام ہونے والوں کی داد و فریاد نہیں سنی جاتی یہاں سے جاؤ۔''

پھر اس نے فون پر کہا۔ ''میں تم سے پھر وہی سوال کر رہا ہوں۔ کیا میڈم ہمارے لیے پرابلم نہیں بن رہی ہے؟''

''وہ پرابلم نہیں بنیں گی۔ میں نے ماں بیٹی کا رشتہ قائم کیا ہے۔ ان کا غصہ ٹھنڈا کر دیا ہے۔ انہیں یہ سمجھایا ہے کہ وہ یادداشت کھو چکی ہیں۔ اس لیے مجھے اپنی بیٹی کی حیثیت سے

نہیں پہچان رہی ہیں۔ میرے ممی ڈیڈی سوئٹزرلینڈ گئے ہوئے ہیں۔ میں ان سے کہوں گی کہ وہ مزید کچھ عرصہ دہیں گزاریں۔ تب تک میں میڈم کے ساتھ ماں بیٹی کا کھیل کھیلتی رہوں گی۔''

''بے شک تم نے بڑی حکمت عملی سے میڈم کو اپنے قابو میں کیا ہے۔ لیکن ایسا کب تک ہوگا؟ فرہاد اور اس کے ٹیلی پیتھی جاننے والے کسی وقت بھی اس کے دماغ میں جگہ بنا سکتے ہیں۔ اسے ہم سے چھین کر لے جا سکتے ہیں پھر ہم بابا صاحب کے ادارے میں پہنچنے کا خواب دیکھتے ہی رہ جائیں گے۔''

''ایسا نہیں ہوگا۔ میں اپنی پُراَسرار قوتوں سے میڈم کو اپنے قابو میں رکھنے کی کوشش کرتی رہوں گی۔ اور دیکھوں گی کہ کس طرح ان کا برین واش کیا جا سکتا ہے؟''

''ہو سکے تو اپنی قوتوں کے ذریعے میڈم کا برین واش کر دو۔''

''میں ایسا ہی کروں گی لیکن اب صبح کے چار بجنے والے ہیں۔ ایک گھنٹے بعد اذان ہو جائے گی۔ مجھے تبدیل ہونا ہے۔ اب کل رات کو ہی کچھ ہو سکے گا۔ فی الحال صبر کریں۔''

سونیا کے پاس کوئی ہتھیار نہیں تھا۔ وہ کسی سے مقابلہ نہیں کر رہی تھی۔ اپنے گھر سے بے گھر ہو گئی تھی۔ بے یار و مددگار تھی۔ اسے کوئی بھی دبوچ کر مار سکتا تھا۔ لیکن اسے دبوچنے والے اور قیدی بنا کر رکھنے والے خود پریشان ہو رہے تھے۔ وہ اپنے بیڈ پر آرام سے سو رہی تھی۔ اور اسے معمولہ اور تابعدار بنانے والے جاگ رہے تھے۔ یہ اچھی طرح سمجھ رہے تھے کہ جلد ہی اسے قابو میں نہ کیا گیا تو وہ ہمیشہ ان کی نیندیں حرام کرتی رہے گی۔

☆☆☆

لومی اور وردان رلو بن پہنچ گئے۔ وردان اس بات سے بے خبر تھا کہ اس خوبصورت سے ساحلی شہر میں سونیا کہیں موجود ہے۔ اور صرف سونیا ہی نہیں، اس کی بیٹی بن کر رہنے والی دن کو شریف زادی اور رات کو چڑیل بن جانے والی بھی ان کے ہوش اڑانے کے لیے وہاں موجود ہے۔

یہ کہا جا سکتا ہے کہ فی الوقت سب ہی ایک دوسرے سے بے خبر تھے۔ وردان لومی کرسٹل کے ساتھ سفر کرتے رہنے کے باوجود اسے پہچان نہیں سکا تھا۔ بس اتنا سمجھ رہا تھا کہ وہ حسین ہے۔ جوان ہے اور کچھ پُراَسراری لڑکی ہے۔ اسے اعصابی کمزوری میں مبتلا کرنے کے بعد ہی اس کی اصلیت معلوم ہو سکے گی۔

لومی نے اسے پہچان لیا تھا۔ وہ بھی اس کی طرح موقع کی تاک میں تھی کہ اسے اعصابی کمزوری میں مبتلا کرے گی اور اپنا تابعدار بنائے گی۔

وردان نے وہاں کے خوبصورت مناظر کو دیکھتے ہوئے کہا۔ ''میں یہاں دو چار مہینے ضرور رہوں گا۔ لہٰذا ہوٹل میں قیام کرنا مناسب نہیں ہوگا۔ میں کرائے پر کوئی بنگلا حاصل کروں گا۔ کیا یہ بہتر نہیں ہوگا کہ تم بھی اس بنگلے میں میرے ساتھ شیئر کرو؟''

وہ ساتھ رہنے پر راضی ہو گئی۔ راضی تو ہونا ہی تھا۔ دونوں کے ارادے ایک دوسرے کے لیے خطرناک تھے۔ انہوں نے معلومات حاصل کیں۔ ایک اسٹیٹ ایجنٹ کے ذریعہ الوامہ کے علاقے میں ایک چھوٹا سا بنگلا کرائے پر حاصل کر لیا۔ اس علاقے میں زلزلے سے محفوظ رکھنے کے لیے بھاری بھرکم پتھروں کو تراش کر مکانات بنائے گئے تھے۔ لومی نے کہا۔ ''یہ قدیم طرز کا مکان ہے۔ لیکن گزارا ہو جائے گا۔''

انہوں نے مقامی میاں بیوی کو ملازم کے طور پر رکھ لیا۔ پھر انہیں رات کا کھانا تیار کرنے کا حکم دیا۔ دونوں کے دماغ میں یہی بات تھی کہ رات کو کھانے پینے کی کسی چیز میں اعصابی کمزوری کی دوا ملائی جائے گی۔

ملازمہ کچن سنبھالنے چلی گئی تھی اور ملازم مکان کی صفائی کر رہا تھا۔ وردان نے کہا۔ ''میں ایک ضروری کام سے باہر جا رہا ہوں۔ کیا میرے ساتھ چلنا چاہو گی؟''

''نہیں۔ تم جاؤ۔ میں ذرا ساحل سمندر پر ہوا خوری کے لیے جاؤں گی۔''

وردان چلا گیا۔ اس کے جاتے ہی وہ بھی گھر سے نکل گئی۔ ان دونوں نے الگ الگ راستہ اختیار کیا۔ اور کیمسٹ کی دکان پر جا کر اعصابی کمزوری کی دوا خرید لی۔ جب وہ اچھا خاصا وقت گزار کر مکان میں واپس آئے تو رات کے کھانے کا وقت ہو چکا تھا۔ لومی نے کہا۔ ''اگر بھوک لگی ہو تو کھانا لگوایا جائے؟''

وہ بولا ''ہاں۔ بہت زور کی بھوک لگی ہے۔''

اس نے ملازمہ کو حکم دیا کہ کھانا لگایا جائے۔ پھر لومی سے کہا۔ ''میں ذرا واش روم سے آتا ہوں۔''

وہ اپنے واش روم کی طرف گیا۔ لومی اپنے کمرے میں آگئی۔ وردان نے ملازمہ کے دماغ پر قبضہ جما کر اسے اپنے پاس بلایا۔ پھر اسے دوا کی وہ شیشی تھما دی۔ اسے غائب دماغ رکھا۔ وہ بے چاری اسی طرح چلتی ہوئی واپس کچن میں آگئی۔

پھر اس دوا کے چند قطرے چکن سوپ میں ملانے لگی۔

اس نے نومی سے کہا تھا۔ ”میں ذات کا برہمن ہوں۔ گوشت نہیں کھاتا۔ اس لیے ویجیٹیبل سوپ پیوں گا۔“

لہٰذا دونوں کے لیے الگ الگ سوپ تیار کیے گئے۔

نومی نے ملازم کو غائب دماغ بنا کر اپنے پاس بلایا۔ پھر اسے دوا کی شیشی تھما دی۔ وہ اسی طرح کچن میں گئی اور ویجیٹیبل سوپ میں دوا کے چند قطرے ٹپکا دیے۔

وردان یہ نہیں جانتا تھا کہ نومی ٹیلی پیتھی جانتی ہے۔ اس کے متعلق جاننے کے لیے اس کے دماغ میں پہنچنا چاہتا تھا اور نومی بہت پہلے ہی وردان کی اصلیت جان چکی تھی۔ یہ اچھی طرح سمجھ رہی تھی کہ وردان اسے فریب کرنے کے لیے ضرور اعصابی کمزوری میں مبتلا کرے گا۔ لہٰذا اسے کھاتے پیتے وقت محتاط رہنا چاہیے۔

نومی کا ماتھا اسی وقت ٹھنکا تھا جب دو الگ الگ سوپ تیار کیے جا رہے تھے۔ کھانے سے پہلے وردان واش روم کی طرف چلا گیا تھا۔ اور یہ اپنے کمرے میں آ گئی تھی۔ پہلے تو اس نے ملازم کو غائب دماغ بنا کر اسے اپنے پاس بلایا پھر دوا کی شیشی تھما کر روانہ کر دیا۔ جب ملازم نے دوا کے چند قطرے ویجیٹیبل سوپ میں ٹپکا دیے تو پھر اس نے مطمئن ہو کر ملازمہ کے خیالات پڑھے۔ پتا چلا کہ وہ کچھ پریشان سی ہے اور سوچ رہی ہے کہ تھوڑی دیر کے لیے غائب دماغ کیسے ہو گئی تھی؟

نومی نے اس کے ذہن کو کریدنے کی کوششیں کیں لیکن اسے یاد نہیں آ رہا تھا کہ غائب دماغ رہنے کے دوران وہ کہاں گئی تھی اور کیا کرتی رہی تھی؟ نومی یہی معلوم کر کے ہوشیار ہو گئی کہ اسے غائب دماغ بنایا گیا تھا۔ جب وہ میز پر کھانا لگانے کے لیے سوپ کا پیالہ اٹھا کر لانے لگی تو ایسے ہی وقت نومی نے اس کے دماغ پر قبضہ جما کر اس کے ہاتھ سے وہ پیالہ گرا دیا۔

وردان نے ایک دم سے غصے میں آ کر کہا۔ ”یہ تم نے کیا کیا؟ کیا تمہارے ہاتھوں میں اتنی طاقت نہیں ہے کہ ایک پیالہ اٹھا کر لا سکو؟“

وہ بے چاری سہم کر کبھی نومی کو اور کبھی وردان کو دیکھ رہی تھی۔ نومی نے کہا۔ ”کوئی بات نہیں۔ میں سوپ کے بغیر گزارا کر لوں گی۔ کھانے کی دوسری ڈشیں لے آؤ۔“

وردان نے چبھتی ہوئی نظروں سے نومی کو دیکھا وہ شروع سے یہ شبہ کرتا آ رہا تھا کہ ایتھنز کے ایئرپورٹ پر ملنے والی یہ لڑکی اندر سے پُراسرار ہے۔ یوگا میں مہارت رکھتی ہے۔

خیال خوانی کی لہروں کو اپنے اندر آنے سے روک دیتی ہے۔ اس کی اصلیت معلوم کرنی ہی ہو گی۔

اس نے معلوم کرنے کے لیے جو طریقہ اختیار کیا تھا، اس طریقے کو نومی نے ناکام بنا دیا تھا۔ یوں اس کے خلاف جو شبہ تھا، اسے اور تقویت ملی۔ دماغ میں یہ سوال چیخنے لگا۔ ”کیا یہ لڑکی ٹیلی پیتھی جانتی ہے؟ کیا اس نے خیال خوانی کے ذریعے ملازمہ کے ہاتھ سے سوپ کا پیالہ گرایا ہے؟“

اس نے ملازمہ اور ملازم کو دیکھا۔ پھر کہا۔ ”ٹھیک ہے تم سے غلطی ہو گئی۔ میں ناراض نہیں ہوں لیکن ابھی یہاں سے جاؤ۔ چھٹی کر دو کل صبح آنا۔“

ملازم نے ملازمہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ ”سر! غلطی اس سے ہوئی ہے، آپ مجھے کیوں جانے کو کہہ رہے ہیں؟“

”میں غصے سے نہیں کہہ رہا ہوں۔ چھٹی دے رہا ہوں۔ تم دونوں فوراً یہاں سے چلے جاؤ۔“

وہ دونوں سر جھکا کر وہاں سے چلے گئے۔ یہ دونوں میز کے اطراف خاموش بیٹھے رہے۔ ایک دوسرے کو چبھتی ہوئی نظروں سے دیکھ رہے تھے۔ پھر نومی نے مسکرا کر پوچھا ”تمہارے سامنے ویجیٹیبل سوپ رکھا ہوا ہے، کیا اسے نہیں پیو گے؟“

وردان نے چبھتے ہوئے لہجے میں پوچھا۔ ”ملازمہ کے ہاتھ سے سوپ کا پیالہ کیسے گر گیا؟“

وہ بہ دستور مسکرا رہی تھی۔ اس نے پوچھا۔ ”تمہارا کیا خیال ہے؟“

”میرا خیال ہے، بلکہ مجھے یقین ہے، تم ٹیلی پیتھی جانتی ہو۔“

”ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ خواہ مخواہ شبہ نہ کرو۔ سوپ پیو۔“

اس نے سوپ کے پیالے کو دیکھا پھر ناگواری سے کہا۔ ”میں بھی ملازم کے ہاتھوں سے یہ پیالہ گرا سکتا تھا۔ کوئی بات نہیں، اب اسے خود اٹھا کر پھینک سکتا ہوں۔“

اس نے دونوں ہاتھوں سے پیالے کو اٹھایا۔ اسی لمحے میں نومی نے اپنا ایک ہاتھ میز پر رکھا۔ اس ہاتھ میں ریوالور تھا۔ وہ کہہ رہی تھی۔ ”سوپ پیو یا گولی کھاؤ۔ زندگی میں کھانا پینا تو پڑتا ہی ہے۔ گولی کھاؤ گے تو ہمیشہ کے لیے زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھو گے۔ سوپ پیو گے تو اعصابی کمزوری میں مبتلا ہونے کے باوجود زندہ رہو گے۔“

اس نے سوچتی ہوئی نظروں سے ریوالور کی طرف دیکھا

...ے کو میز پر رکھتے ہوئے کہا۔ ”زندگی ایک ہی بار ملتی ہے... اسے سنبھال کر رکھنا چاہتا ہوں۔ یہ سوپ پیتا ہی ہوں... تم اسے پہلے یہ بتا دو، کیا تم نومی کرسٹل ہو؟“

”یہ نام میرے لیے نیا ہے۔ میں کسی نومی کرسٹل کو نہیں جانتی... تم باتوں میں وقت ضائع کرنے اور بچنے کا موقع ...نے کی کوشش نہ کرو۔ چالاک بنو گے تو حرام موت مارے جاؤ گے۔“

اس کے بولتے بولتے ہی اس نے چالاکی دکھا دی۔ میز کے نیچے دونوں ہاتھ لے جا کر یکبارگی اسے اپنی طرف سے ...پھر میز کو اس کی طرف الٹ دیا۔ اس کے حلق سے ایک ...نکلی۔ وہ میز کے نیچے دب گئی تھی۔ کھانے پینے کی گرما گرم ...چیزیں اس پر گر گئی تھیں۔ اس کے باوجود ذہن حاضر تھا۔ اس نے وردان کو خود سے دور کرنے کے لیے اندھا دھند فائرنگ ...کی۔ دو گولیاں چلائیں۔ اس کے بعد میز کے نیچے سے نکل کر ...لباس کو جھاڑنے لگی۔

وردان وہاں سے دوڑتا ہوا اپنے کمرے کی طرف گیا۔ وہاں اس نے اپنا اٹیچی کھول کر بھرے ہوئے ریوالور کو ...لا۔ ایک بھرے ہوئے بلٹ چیمبر کو اپنی جیب میں رکھتا ہوا ...ڈائننگ روم میں آیا تو وہاں وہ نہیں تھی۔ اس کا لباس کھانے ...کی چیزوں سے آلودہ ہو گیا تھا۔ وہ لباس تبدیل کیے بغیر ...وہاں سے فرار نہیں ہو سکتی تھی۔ باہر جا کر تماشا نہیں بننا چاہتی تھی۔

وہ بھی دوڑتی ہوئی اپنے بیڈ روم میں گئی تھی، پھر اسے ...اندر سے بند کر لیا تھا۔ لباس کو اتار کر بدن کو صاف کیا تھا پھر ...دوسرا لباس پہننے لگی تھی۔

وردان بہت محتاط تھا۔ چھپ چھپ کر اسے تلاش کر رہا تھا۔ اس کے بیڈ روم کا دروازہ بند تھا۔ وہ نہیں جانتا تھا کہ دروازہ اندر سے بند ہے یا کھلا ہوا ہے؟ وہ اس کے کمرے میں جانے کا خطرہ مول نہیں لے سکتا تھا۔ اس نے دور ہی سے دروازے پر فائر کیا تو لکڑی کے دروازے میں چھوٹا سوراخ ہو گیا، گولی اندر گئی لیکن اندر سے کوئی آواز باہر نہیں آئی۔ اس نے سوچا۔ ”وہ اندر نہیں ہے۔ اگر ہوتی تو جوابی فائر ضرور کرتی۔“

وہ للکارتے ہوئے بولا۔ ”میں اچھی طرح سمجھ گیا ہوں، تم نومی کرسٹل ہی ہو۔ اپنی زندگی چاہتی ہو تو باہر آ جاؤ۔“

اسے کوئی جواب نہیں ملا۔ وہ سمجھ نہیں پا رہا تھا کہ وہ دشمن لڑکی کہاں ہے؟ کمرے میں ہے یا مکان کے کسی حصے میں چھپی ہوئی ہے؟ کہیں سے اچانک ہی گولی چلا سکتی ہے۔

وہ ایک الماری کے پیچھے چھپا ہوا تھا۔ جب تک اس کی کوئی آہٹ سنائی نہ دیتی، وہ باہر نہیں نکل سکتا تھا۔ کہیں سے بھی کوئی اندھی گولی آ کر اس کا کام تمام کر سکتی تھی۔ نہ وہ کچھ بول رہی تھی اور نہ ہی جوابی فائر کر رہی تھی۔ اس کی اس خاموشی نے اسے تجسس اور خوف میں مبتلا کر دیا تھا۔

پھر اسے باہر ایک گاڑی کے اسٹارٹ ہونے اور وہاں سے جانے کی آواز سنائی دی۔ وہ فوراً ہی الماری کے پیچھے سے نکل آیا۔ دوڑتا ہوا دروازے پر پہنچا۔ اسے کھول کر دیکھا تو کمرا خالی تھا۔ ایک بیرونی کھڑکی کھلی ہوئی تھی۔ یہ سمجھنے میں دیر نہیں لگی کہ وہ اسی کھڑکی سے فرار ہو گئی ہے۔

وہ دوڑتا ہوا مکان سے باہر آیا۔ اندھیری رات تھی لیکن وہ علاقہ روشن تھا۔ ان کے پاس ایک ہی گاڑی تھی جسے نومی لے گئی تھی۔ وہ اسے دل ہی دل میں گالیاں دینے لگا۔ اب اس مکان میں تنہا نہیں رہ سکتا تھا۔ یہ اندیشہ رہتا کہ وہ رات کے کسی پہر چھپ کر آ سکتی ہے اور اسے گولی مار کر زخمی کر سکتی ہے۔

یہی اندیشہ نومی کو بھی تھا۔ اس لیے وہ مکان چھوڑ کر فرار ہو گئی تھی۔ وہ دونوں ایک دوسرے کو چہرے سے پہچاننے لگے تھے۔ اب بچاؤ کا راستہ یہی تھا کہ اپنے چہرے تبدیل کرتے یا پھر ان میں سے جو گولی چلانے میں پہل کرتا اس کی جیت ہوتی اور گولی کھانے والا تنویمی عمل کے بستر پر پہنچ جاتا۔

وہ شہران دونوں کے لیے آسیب زدہ بن گیا۔ وہ نہ تو اس مکان میں واپس جا سکتے تھے اور نہ ہی کسی ہوٹل کے کمرے میں قیام کر سکتے تھے۔ یہی اندیشہ رہتا کہ کوئی بھی کسی بھی طرح چالاکی سے شامت بن کر اچانک ہی روبرو آ سکتا ہے۔

رات کے گیارہ بج چکے تھے، دکانیں بند ہو گئی تھیں۔ وہ کہیں سے میک اپ کا سامان نہیں خرید سکتے تھے۔ اپنے چہرے نہیں تبدیل کر سکتے تھے۔ بس یہی ایک راستہ رہ گیا تھا کہ دوسرے دن، دکانیں کھلنے تک آنکھ مچولی کھیلتے رہیں۔

وہ اس مکان سے نکل کر دوڑتا ہوا، مختلف گلیوں سے گزرتا ہوا مین روڈ پر آ گیا تھا۔ ہر گلی، ہر موڑ پر یہی دھڑکا لگا ہوا تھا کہ وہ کہیں سے بھی فائر کر کے اسے زخمی کر سکتی ہے۔ وہ یہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ لوبن پہنچتے ہی موت اس کے پیچھے پڑ جائے گی۔

اس نے مین روڈ پر پہنچ کر ایک ٹیکسی حاصل کی پھر پچھلی سیٹ پر بیٹھ کر کہا۔ ”ایسے علاقے میں لے چلو جو تمام رات جوان رہتا ہے۔ اور جاگتا رہتا ہے۔“

ٹیکسی وہاں سے چل پڑی۔ وردان کو یہ یقین تھا کہ صرف وہ ہی سہا ہوا نہیں ہے، نومی بھی سہمی ہوئی ہوگی۔ اسے بھی یہ دھڑکا لگا ہوگا کہ وردان کہیں سے بھی آکر اسے گولی مار سکتا ہے۔

وہ پچھلی سیٹ پر بیٹھا کبھی اس کھڑکی کے باہر اور کبھی اس کھڑکی کے باہر محتاط نظروں سے دیکھ رہا تھا۔ اور سوچ رہا تھا ''میں اس سے چھپتا پھر رہا ہوں۔ وہ مجھ سے چھپتی پھر رہی ہو گی۔ لیکن اچانک ہی کہیں سے آکر ضرور حملہ کرے گی۔ بہت ہی شاطر ہے۔ میں کیا کروں؟ چہرہ چھپانے کی کوئی صورت نظر نہیں آرہی ہے۔ کہیں بھی اچانک ہی میں اس کی نظروں میں آسکتا ہوں۔''

ٹیکسی کتنے ہی علاقوں سے گزرتی جارہی تھی۔ ہر علاقہ تقریباً ویران دکھائی دے رہا تھا۔ لیکن سڑکوں پر گاڑیاں آجا رہی تھیں۔ کوئی گاڑی قریب سے گزرتی تو وہ پچھلی سیٹ پر دبک جاتا تھا۔ یہ اندیشہ رہتا تھا کہ نومی اس کے قریب سے گزرتے ہوئے اس پر فائر کرسکتی ہے۔ وہ ٹیکسی پیرا آلٹو کے علاقے میں پہنچ گئی۔ وہاں دور تک روشنی ہی روشنی تھی، گاڑیاں ہی گاڑیاں دکھائی دے رہی تھیں۔ مہنگے ریسٹورنٹ پُر نگاہی شراب کے علاوہ اسپورٹڈ وسکی اور وائن کے کاؤنٹر اور شراب خانے کھلے ہوئے تھے۔ ڈسکو کلب، عریاں اور نیم عریاں رقص پیش کرنے والے کلبوں میں کتنے ہی ممالک کی حسینائیں جلوے دکھاتی پھر رہی تھیں۔ وہ ٹیکسی ڈرائیور موت سے پہلے اس دنیا کا حُسن دکھانے اسے وہاں لے آیا تھا۔

پھر وہ بیٹھے بیٹھے ایکدم سے چونک گیا۔ فون کا بزر سنائی دیا تھا۔ اسے ایسے ہی لگا تھا جیسے ریوالور کی گولی شور مچاتی ہوئی آئی ہو۔ اس نے موبائل نکال کر نمبر دیکھے۔ اس پر خوف اس قدر طاری ہوگیا تھا کہ موبائل فون کو بھولا بیٹھا تھا۔ ورنہ وہ اس فون کے ذریعے نومی سے رابطہ کرسکتا تھا۔

ایتھنز سے یہاں تک سفر کے دوران میں دونوں نے ایک دوسرے کا فون نمبر لیا تھا۔ اتنی دیر بعد نومی اسے کال کر رہی تھی۔ اس نے فون کو کان سے لگا کر کہا۔ ''تم کیا سمجھتی ہو؟ مجھ سے چھپ کر یہاں سے زندہ سلامت چلی جاؤ گی؟''

وہ بولی۔ ''میں یہاں سے جانے کے لیے نہیں آئی ہوں۔ سونیا کی تلاش میں آئی ہوں۔ اتفاق سے تم مل گئے۔ ٹیلی پیتھی جاننے والے بڑی مشکل سے روبرو آتے ہیں۔ جب تم آ ہی گئے ہو تو میں تمہیں اپنا غلام ضرور بناؤں گی۔''

''تم کیا غلام بناؤ گی؟ میں تمہیں کنیز بناؤں گا اور تمہارے وجود کی دھجیاں اڑاتا رہوں گا۔''

''ڈینگیں نہ مارو۔ اتنا تو سمجھ رہی ہوں کہ جس طرح میں تم سے سہمی ہوئی ہوں، اسی طرح تم بھی مجھ سے سہمے ہوئے ہو۔ آج صبح ہونے تک ہم اپنی قسمت کو آزمائیں گے، دیکھیں گے، کس کے مقدر میں خوش نصیبی لکھی ہے۔ کون پہلے اپنے شکار کو دیکھے گا اور ایک لمحہ بھی ضائع کیے بغیر زخمی کرے گا؟''

پھر وہ ایک ذرا توقف کے بعد بولی۔ ''میرا خیال ہے ہم ایک دوسرے کے قریب پہنچ گئے ہیں۔''

اس کی بات نے اسے چونکا دیا۔ وہ توجہ سے سن رہا تھا۔ فون سے ایسی آوازیں ابھر رہی تھیں جیسے گاڑیاں گزر رہی ہوں یا عورتوں اور مردوں کے قہقہے سنائی دے رہے ہوں۔ وہ بول رہی تھی۔ ''مجھے تمہاری طرف سے ایسی ہی آوازیں سنائی دے رہی ہیں، جیسی کہ میں یہاں سن رہی ہوں۔ یہاں کا یہی ایک علاقہ ہے جو رات بھر جاگتا رہتا ہے۔''

یہ کہہ کر اس نے فون بند کردیا۔ دماغ میں خطرے کی گھنٹی بجنے لگی۔ صاف ظاہر تھا کہ وہ بھی اسی علاقے میں ہوئی ہے۔ اس نے ڈرائیور سے کہا۔ ''یہاں سے چلو۔''

ڈرائیور نے پوچھا۔ ''کہاں چلوں؟''

''گاڑی اسٹارٹ کرو اور چلتے رہو۔''

وہ ٹیکسی اسٹارٹ کرتے ہوئے بولا۔ ''ہمارا بھانت بھانت کے لوگوں سے واسطہ پڑتا ہے۔ ہم گھاٹ گھاٹ کا پانی پیے ہوئے ہیں۔ میں آپ کی پریشانی سمجھ رہا ہوں۔ دشمن سے آپ کو خطرہ ہے۔ اگر آپ اس سے نمٹنا چاہتے ہیں تو میرے ذریعے چھٹے ہوئے بدمعاشوں کی خدمات حاصل کرسکتے ہیں۔ اور اگر دشمن سے کترانا چاہتے ہیں تو آپ کو ایسی پناہ گاہ میں پہنچا دوں گا، جہاں کوئی دشمن آپ کے قریب نہیں آسکے گا۔''

ایک نائٹ کلب کے سامنے سے گزرتے ہوئے وردان نے کہا۔ ''گاڑی روکو۔''

اس نے فوراً ہی بریک لگا کر ٹیکسی روک دی۔ سڑک کے دوسری طرف کچھ فاصلے پر وہ گاڑی دکھائی دے رہی تھی جس میں نومی بیٹھ کر فرار ہوئی تھی۔ وردان نے کہا۔ ''کسی تاریکی میں لے جا کر ٹیکسی کو روکو۔ مجھے دشمن کا سراغ مل گیا ہے۔ میں اس سے خود ہی نمٹ لوں گا۔''

ڈرائیور نے اس کی ہدایت کے مطابق ٹیکسی تاریک حصے میں لے جا کر روک دیا۔ وردان کھڑکی سے اس کی گاڑی کو صاف طور سے دیکھ سکتا تھا۔ یہ اندازہ ہو رہا تھا کہ وہ نائٹ کلب میں یا اس کے ساتھ والے ریسٹورنٹ میں گئی ہے اور کسی وقت بھی واپس آسکتی ہے، جب وہ اپنی گاڑی کی طرف آئے گی تو ٹھیک اس کے نشانے پر رہے گی۔

ڈرائیور نے کہا۔ ''آپ مجھے اس دشمن کا حلیہ بتائیں۔ اور یہیں بیٹھے رہیں۔ میں وہاں جاکر اسے تلاش کرتا ہوں۔''

وردان نے جیب سے ایک ہزار ڈالر کا نوٹ نکال کر اسے دیتے ہوئے کہا۔ ''کہیں جاکر ایک گھنٹے تک عیش کرنے کے لیے یہ رقم بہت ہے۔ تم یہاں سے جاؤ اور کسی بھی بار میں جاکر کھاتے پیتے رہو۔ اور ایک گھنٹے سے پہلے نہ آؤ۔ میں اپنے معاملے میں کسی کی مداخلت نہیں چاہتا۔''

وہ ایک ہزار ڈالر لے کر خوش ہوگیا۔ وہاں سے چلا گیا۔ وردان پچھلی سیٹ سے نکل کر اگلی ڈرائیونگ سیٹ پر آگیا۔ سوچ رہا تھا کہ اگر وہاں فائر کرنے کا موقع نہ ملا تو وہ دیکھے گا کہ وہ گاڑی میں بیٹھ کر کہاں جائے گی؟ اس کا تعاقب کرے گا پھر جہاں بھی موقع ملے گا۔ اسے نشانے پر لے لے گا۔

اس کی نظر گاڑی کی طرف تھی، اور خیال خوانی کی لہریں اس ڈرائیور کے اندر پہنچی ہوئی تھیں۔ اس نے اسی لیے اسے ہزار کا نوٹ دے کر بھیج دیا تھا تاکہ اس کے ذریعے اسے تلاش کرے اور دیکھے کہ وہ کہاں ہے اور کیا کرتی پھر رہی ہے؟ وہ اس ٹیکسی میں بیٹھ کر شہر کے مختلف علاقوں میں گھومتا پھرتا رہا تھا۔ رات کے دو بجے اس پُر رونق علاقے میں آیا تھا۔ وہاں دو گھنٹے تک اس ٹیکسی کی ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا رہا اور اس ڈرائیور کو جگہ جگہ بھٹکاتا رہا۔ پتا نہیں نومی کہاں مصروف تھی؟ اسے کہاں تلاش کر رہی تھی کہ اپنی گاڑی کی طرف نہیں آرہی تھی؟

پھر وہ انتظار کرتے کرتے ایک دم سے چونک گیا۔ دوسری طرف سے ایک خوبصورت اور جوان لڑکی ٹیکسی کا دروازہ کھول کر اندر آکر بیٹھ گئی تھی۔ وہ جمائلہ حقانی تھی۔ اس رات وہ سونیا کے ساتھ مصروف رہی تھی۔ گوتم برائن سونیا کو ہپناٹائز کرنے میں ناکام رہا تھا۔ اس کے بعد جمائلہ نے اسے اپنے قابو میں رکھنے کے لیے ماں بیٹی کا ڈراما کھیلا تھا۔ اسے ایک جھوٹی کہانی سنائی تھی کہ سونیا بیوہ ہو چکی ہے، اس کی ایک ہی اولاد ہے اور وہ ہے جمائلہ حقانی۔

بہرحال وہ سونیا کو گہری نیند سلانے کے بعد اپنے بنگلے میں جانا چاہتی تھی پھر اس نے سوچا، ابھی اذان ہونے میں ایک ڈیڑھ گھنٹا باقی ہے۔ وہ ایک گھنٹے تک کسی کلب میں تفریح کرنے کے بعد مسجد کی سیڑھیوں پر جائے گی۔ لہٰذا وہ تفریح کی غرض سے وہاں آئی تھی۔

وہاں آتے ہی گاڑی خراب ہوگئی۔ اس کے ساتھ ہی موڈ بھی خراب ہوگیا۔ تمام رات سونیا کو معمول اور تابعدار بنانے کے سلسلے میں الجھتی رہی تھی۔ اس نے سوچا تھا، ذرا تفریح کرے گی تو ذہنی تھکن دور ہو جائے گی۔ لیکن آخری ایک ڈیڑھ گھنٹے میں گاڑی نے اس کا موڈ خراب کردیا۔

کبھی ایسا بھی ہوتا تھا کہ وہ اذان سے پہلے ہی مسجد کی سیڑھیوں پر جاکر بیٹھ جایا کرتی تھی۔ آج بھی اس نے سوچا ''میں خواہ مخواہ یہاں چلی آئی۔ مجھے اپنی تبدیلی کی طرف جانا چاہیے۔''

اس نے فون کے ذریعے ایک گیرج کے مالک کو اطلاع دی کہ اس کی گاڑی ایک نائٹ کلب کے سامنے کھڑی ہوئی ہے۔ اسے گیرج لے جایا جائے اور خرابی دور کرکے اسے اس کے بنگلے میں پہنچایا جائے۔

پھر وہ وہاں سے چلتی ہوئی اس ٹیکسی کے پاس آکر دروازہ کھول کر اگلی سیٹ پر بیٹھ گئی۔ وردان نے چونک کر اسے دیکھا۔ پھر پوچھا۔ ''کون ہو تم؟''

''میں کوئی بھی ہوں، تمہاری روزی ہوں۔ چلو۔''

وہ بولا۔ ''میں ڈرائیور نہیں ہوں اور نہ ہی یہ میری ٹیکسی ہے۔''

جمائلہ نے اسٹیئرنگ کی طرف دیکھا وہاں گاڑی کی چابی لگی ہوئی تھی۔ اس نے کہا۔ ''اگر تم ڈرائیور نہیں ہو اور یہ ٹیکسی تمہاری نہیں ہے تو پھر باہر نکلو۔ مجھے جانے دو۔''

وہ حیرانی سے بولا۔ ''یہ کیا زبردستی ہے؟ تم کسی کی ٹیکسی کیوں لے جاؤ گی؟ کہاں لے جاؤ گی؟''

ایسے ہی وقت اسے نومی دکھائی دی۔ وہ ایک ریسٹورنٹ سے باہر آرہی تھی۔ وردان نے فوراً ہی لباس کے اندر سے ریوالور نکال لیا۔ جمائلہ نے گھور کر پوچھا۔ ''کیا تم مجھے ریوالور سے دھمکی دینا چاہتے ہو؟''

اس نے دور نومی کی طرف دیکھا۔ وہ گاڑی کی طرف آرہی تھی۔ پھر جھنجلا کر بولا۔ ''اگر تم یہاں سے نہیں جاؤ گی تو میں تمہیں گولی ماردوں گا۔ فوراً گاڑی سے اترو۔''

اس کی بات ختم ہوتے ہی جمائلہ نے اس کی کلائی پکڑ لی۔ ایک نوخیز دوشیزہ کی گرفت اس قدر مضبوط ہوگی۔ وہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔ یوں لگ رہا تھا جیسے کلائی لوہے کے شکنجے میں آگئی ہے۔ اگر وہ چھڑانے کی کوشش کرے گا تو اس کی ہڈی ٹوٹ جائے گی۔

دوسری طرف یہ پریشانی تھی کہ نومی وہاں سے نکلی

جارہی تھی۔ وہ تقریباً چیختے ہوئے بولا۔ ''چھوڑو مجھے۔ میں تمہیں نہیں، اس عورت کو مارنا چاہتا ہوں جو ریڈ کلر کی کار کی طرف جارہی ہے۔ پلیز مجھے چھوڑ دو۔''

ایسے وقت وہ خیال خوانی بھی بھول گیا تھا۔ اگر اس کے دماغ میں پہنچتا تب بھی ناکامی ہوتی۔ خیال خوانی کی لہریں واپس آجاتیں۔ پھر ایسی شدید تکلیف کا احساس ہورہا تھا کہ وہ خیال خوانی کی چھلانگ لگا ہی نہیں سکتا تھا۔

نومی گاڑی کی طرف آتے آتے رُک گئی تھی۔ اپنے بیگ میں سے موبائل فون نکال کر نمبر پنچ کررہی تھی۔ وردان صحت مند اور طاقتور تھا۔ یہ دیکھ کر پریشان ہورہا تھا کہ وہ ایک لڑکی کی گرفت سے نکل نہیں پا رہا ہے۔ کلائی تو جیسے ٹوٹنے ہی والی تھی، تکلیف برداشت نہیں ہو رہی تھی۔ ریوالور ہاتھ سے چھوٹ کر گر پڑا تھا۔

ایسے ہی وقت اس کے موبائل کا بزر بولنے لگا۔ جمائلہ نے اس کی کلائی چھوڑ دی۔ وہ دوسرے ہاتھ سے اپنی کلائی کو سہلانے لگا۔ اور تکلیف سے کراہتے ہوئے دور کھڑی ہوئی نومی کو دیکھنے لگا۔

یہ سمجھ رہا تھا کہ وہی موبائل پر اسے مخاطب کررہی ہے۔ اس نے سوچا۔ ''مجھے فون اٹینڈ نہیں کرنا چاہیے۔ ورنہ وہ سمجھ لے گی کہ میں زخمی ہوں، یا تکلیف میں مبتلا ہوں۔ میرے دماغ کا دروازہ کھلا ہوگا اور وہ میرے اندر چلی آئے گی تو میں سانس روک کر اسے بھگا نہیں پاؤں گا۔

جمائلہ نے کہا۔ ''اے! تمہارا فون چیخ رہا ہے۔ اٹینڈ کیوں نہیں کرتے؟''

اس نے دوسرے ہاتھ سے فون کو جیب سے نکالا پھر اسے بند کردیا۔ سر گھما کر دور کھڑی ہوئی نومی کی طرف دیکھنے لگا۔ جمائلہ نے پوچھا۔ ''وہ کون ہے؟ ابھی تم کہہ رہے تھے کہ مجھے نہیں، اسے شوٹ کرنا چاہتے ہو۔ کیا اس سے دشمنی ہے؟''

اس نے اثبات میں سر ہلایا پھر نیچے جھک کر ریوالور کو اٹھاتے ہوئے کہا۔ ''تم نے مجھے ناکارہ بنا دیا ہے۔ میں الٹے ہاتھ سے صحیح نشانہ نہیں لے سکوں گا۔''

''تم ایک مرد ہو کر عورت سے دشمنی کررہے ہو۔ اسے گولی مارنا چاہتے ہو۔ تمہیں شرم نہیں آتی؟''

وہ بری طرح جھنجلا کر بولا۔ ''بکواس مت کر۔ کتے کی بچی! کہاں سے مرنے آگئی ہے؟''

اس کا ایک الٹا ہاتھ منہ پر پڑا تو آنکھوں کے سامنے بے شمار قمقمے جلنے بجھنے لگے۔ سر چکرانے لگا۔ جمائلہ نے اس کی گردن دبوچ لی۔ اس کی پانچوں انگلیاں نوکیلے ... طرح اس کی گردن میں پیوست ہونا چاہتی تھیں ... جلدی سے دونوں ہاتھ جوڑ لیے، زندگی کی بھیک ...

ایسے ہی وقت موبائل کا بزر پھر سنائی دیا۔ جمائلہ نے ... گردن چھوڑ دی۔ جہاں جہاں اس کی انگلیاں پیوست ... تھیں، وہاں سے ذرا ذرا سا خون ابھرنے لگا تھا۔

وہ اسی طرح دونوں ہاتھ جوڑے بیٹھا تھا ... ہوئے کہہ رہا تھا۔ ''پلیز فون اٹینڈ نہ کرو۔ ادھر دیکھو ... کے پاس کھڑی ہوئی ہے۔ اسے ادھر نہ آنے دو۔ وہ ... تو میرے دماغ پر قبضہ جمالے گی۔''

جمائلہ نے حیرانی سے پوچھا۔ ''دماغ پر قبضہ ... مطلب کیا ہوا؟ کیا وہ عورت ٹیلی پیتھی جانتی ہے؟''

وہ عاجزی سے بولا۔ ''ہاں۔ پلیز میری مدد ... گاڑی فوراً یہاں سے لے چلو۔ میں تو ڈرائیو کرنے ... قابل نہیں رہا ہوں۔ پتا نہیں تم کیا بلا ہو؟''

''تم دیکھ چکے ہو کہ میں کیا ہوں؟ کیا مرنا چاہو گے؟''

وہ جلدی سے انکار میں سر ہلاتے ہوئے بولا ... نہیں۔ فار گاڈ سیک! پہلے مجھے اس عورت سے دور ...

''میں وعدہ کرتی ہوں، یہ تمہیں نقصان نہیں پہنچ ... میری بات کا جواب دو، کیا تم بھی ٹیلی پیتھی جانتے ہو ...''

اس نے بے اختیار اثبات میں سر ہلاتے ہوئے ...

''ہاں......''

پھر جلدی سے انکار میں سر ہلاتے ہوئے کہا ... میں ٹیلی پیتھی نہیں جانتا۔''

جمائلہ نے اپنا ایک پنجہ اس کی طرف بڑھاتے ... کہا۔ ''کیا مرنا چاہتے ہو؟ سچ بولو گے یا نہیں؟''

وہ بولا۔ ''ہاں۔ میں جانتا ہوں، میں ٹیلی پیتھی جانتا ... ہوں۔ اسے ذرا سا بھی شبہ ہوگا کہ میں دماغی کمزوری ... ہوگیا ہوں تو وہ فوراً میرے اندر چلی آئے گی۔ مجھے ... بنالے گی۔''

فون کا بزر چیخ رہا تھا جمائلہ نے اسے آن کر ... سے لگاتے ہوئے کہا۔ ''ہیلو! کون ہو تم؟''

نومی نے حیرانی سے پوچھا۔ ''تم کون ہو؟ یہ فون ... اور کا ہے؟''

''ہاں۔ یہ فون اسی کا ہے۔ جسے تم تلاش کر ... اور جسے تلاش کررہی ہو وہ اس وقت میرے پاس ...

فون دو میں بات کرنا چاہتی ہوں۔''

''بات کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ سیدھی یہاں چلی آؤ۔ سر گھما کر دیکھو۔ سامنے سڑک کے دوسری طرف ایک ٹیکسی دکھائی دے گی۔ تمہارا شکار اسی ٹیکسی میں بیٹھا ہوا ہے اور میرے گن پوائنٹ پر ہے۔''

اس نے فوراً ہی سر گھما کر ٹیکسی کی طرف دیکھا۔ پھر اپنی گاڑی کی آڑ میں ہوگئی۔ یہ اندیشہ پیدا ہوا کہ ٹیکسی کی طرف سے فائر ہوسکتا ہے۔ وہ بولی۔ ''میں اتنی نادان نہیں ہوں کہ دشمن کے نشانے پر چلی آؤں۔ اس سے کہو، ٹیکسی سے باہر نکلے۔''

تھوڑی دیر تک خاموشی رہی۔ نومی اس ٹیکسی کی طرف دیکھ رہی تھی۔ اس کا اگلا ایک دروازہ کھل رہا تھا۔ لیکن اس دروازے سے وردان کے بجائے ایک لڑکی باہر آئی تھی۔ اس کے ہاتھ میں ریوالور تھا۔ وہ آہستہ آہستہ چلتی ہوئی اسی کی طرف آرہی تھی اور فون کو کان سے لگائے کہہ رہی تھی۔ ''تمہارے پاس بھی ریوالور ہے اور میرے پاس بھی ہے لیکن ہم ایک دوسرے کے دشمن نہیں ہیں۔ اس لیے میں اپنا ریوالور تمہاری طرف پھینک رہی ہوں۔''

اس نے قریب پہنچتے ہی ریوالور کو اس کے قدموں کی طرف پھینک دیا۔ پھر کہا۔ ''اسے اٹھا کر دیکھ لو۔ یہ بھرا ہوا ہے۔''

نومی نے دور ٹیکسی کی طرف دیکھا پھر پوچھا۔ ''وہ کہاں ہے؟''

''تم اس کا ریوالور پہچانتی ہو، اسے اٹھاؤ اور پھر میرے ساتھ وہاں چلو۔''

نومی نے زمین پر پڑے ہوئے ریوالور کو دیکھا۔ پھر اسے اٹھانے کے لیے جیسے ہی جھکی، ویسے ہی اس کے منہ پر ایک لات پڑی، اس کے حلق سے چیخ نکلی، ایسا لگا جیسے لات نہ پڑی ہو، ہتھوڑا پڑا ہو۔ وہ الٹ کر دوسری طرف گر پڑی تھی اور تکلیف کی شدت سے تڑپ رہی تھی۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے ناک کی، رخساروں کی اور جبڑوں کی ہڈیاں ٹوٹ گئی ہوں۔ کتنی ہی عورتیں دور سہم کر کھڑی ہوگئی تھیں۔ مرد حضرات تیزی سے چلتے ہوئے ادھر آرہے تھے۔

جمائلہ نے دونوں ریوالوروں کو اٹھا لیا۔ وردان دور سے دیکھ رہا تھا۔ جب نومی زمین پر گر کر تڑپنے لگی تو اسے اطمینان ہوا۔ وہ ٹیکسی سے باہر نکلا اور لڑکھڑاتا ہوا ادھر آنے لگا۔ آس پاس لوگ جمع ہورہے تھے۔ ایک دوسرے سے پوچھ رہے تھے۔ ''یہ جھگڑا کیوں ہورہا ہے؟''

ایسے ہی وقت جمائلہ کو خیال آیا کہ بہت وقت گزر چکا ہے۔ اب اذان ہونے والی ہے۔ اسے فوراً مسجد کی سیڑھیوں پر پہنچنا چاہیے۔ اس نے دونوں ریوالوروں کو لوگوں کی طرف کرتے ہوئے کہا۔ ''دور ہٹو۔ سب دور ہٹ جاؤ۔ کوئی میرا راستہ نہ روکے۔''

وہ تیزی سے چلتی ہوئی نومی کی کار کی اسٹیئرنگ سیٹ پر آگئی۔ پھر اسے اسٹارٹ کرتی ہوئی وہاں سے جانے لگی۔ وردان کی کلائی بُری طرح دکھ رہی تھی۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے ٹوٹنے ہی والی ہو۔ گردن کے اطراف لہو پھیل رہا تھا۔ ادھر نومی کرسٹل زمین پر پڑی ہوئی تھی۔ وہ سونیا کی طرح بہت ہی زبردست فائٹر تھی۔ لیکن شیطانی قوت کے آگے بے بس ہوگئی تھی۔ ایک ہی لات ایسی پڑی تھی کہ زمین پر گرنے کے بعد اٹھ نہ سکی تھی۔ تکلیف سے کراہتے ہوئے اپنے چہرے کو ٹٹول کر دیکھ رہی تھی کہ وہ خوبصورت چہرہ کہاں کہاں سے ٹوٹ پھوٹ گیا ہے؟

وردان میں اب اتنی سکت نہیں رہی تھی کہ وہ اپنے پیروں پر کھڑا رہتا۔ وہ لڑکھڑا کر زمین پر نومی کے قریب ہی گر پڑا۔ وہ دونوں ایک دوسرے کو ریوالور کا نشانہ بنانا چاہتے تھے اور زخمی کرنے کے بعد ٹیلی پیتھی کے ذریعے ایک دوسرے کو اپنا غلام بنا لینا چاہتے تھے۔ لیکن وہ دونوں ریوالور ان کے پاس نہیں رہے تھے۔ فی الوقت وہ ٹیلی پیتھی کے ہتھیار سے بھی خالی ہوگئے تھے۔ ایک دوسرے کے قریب زمین پر پڑے ہوئے تھے لیکن کسی کے دماغ میں نہ پہنچ سکتے تھے، نہ ہی اسے اپنا تابعدار بنا سکتے تھے۔

وہ تماشائے عبرت بنے ہوئے تھے۔ دنیا کے بڑے بڑے شہ زوروں کو جب زوال آتا ہے تو وہ اسی طرح خاک کے کیڑے کی طرح بے بسی سے زمین پر پڑے رہتے ہیں۔

جمائلہ تیزی سے کار ڈرائیو کرتی ہوئی سمندر کے ساحل پر پہنچ گئی تھی۔ پھر گاڑی سے اتر کر تقریباً دوڑتی ہوئی ریت پر دوزانو ہوگئی۔ اس شہر میں کہیں مسجد نہیں تھی۔ لیکن وہ پیدائش کے پہلے دن سے اپنے کانوں میں اذان کی آواز سنتی آئی تھی۔

وہ اذان اس کے کانوں میں، اس کے دل میں، اس کے دماغ میں اور اس کی روح میں گونج رہی تھی اور وہ چشمِ تصور میں ایک بہت بڑی مسجد کی سیڑھیوں پر پہنچ گئی تھی اور وہاں سر جھکائے بیٹھی ہوئی تھی۔

مسجد کی سیڑھیوں کو دہلیز کہا جا سکتا ہے۔ وہ ربِّ جلیل کی دہلیز پر بیٹھی ہوئی تھی۔ زیرِ لب آیتیں پڑھ رہی تھی اور یوں بیٹھے بیٹھے تبدیل ہو رہی تھی۔

وہ ایک گھنٹے بعد اپنے گھر پہنچی۔ اس نے شاور لے کر لباس تبدیل کیا، سر پہ اسکارف باندھا۔ پھر کلام پاک کی تلاوت کرنے بیٹھ گئی۔ وہ ہر رات شر کی تاریکیوں سے گزرتی تھی۔ اور ہر صبح خیر کے اجالے میں دلی اور روحانی سکون حاصل کرتی تھی۔

تلاوت کے بعد اس نے موجودہ حالات پر غور کیا، اسے یاد آیا کہ پچھلی رات عجیب ڈرامائی انداز میں دو ٹیلی پیتھی جاننے والوں سے سامنا ہوا تھا۔ اس نے ان دونوں کو زخمی کیا تھا۔ وہ دونوں ٹیلی پیتھی جاننے والے ایک دوسرے کی جان کے دشمن بنے ہوئے تھے وہ ان کے بارے میں کوئی معلومات حاصل نہ کر سکی تھی۔ پہلے تو اس نے انہیں باری باری زخمی کیا تھا پھر اسے فوراً ہی وہاں سے جانا پڑا تھا۔ کیونکہ اذان کا وقت ہو رہا تھا۔

یہ اس کا فرض تھا کہ وہ ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے بارے میں سیون بلڈرز کو اطلاع دیتی۔ لیکن بہت دیر ہو چکی تھی۔ کئی گھنٹے گزر چکے تھے۔ وہ اپنے بنگلے سے نکل کر سامنے سونیا کے بنگلے کی طرف جانے لگی۔ بلڈر وَن کو فون کے ذریعے مخاطب کر کے ان دو ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے بارے میں رپورٹ دینے لگی۔

بلڈر وَن نے تمام رپورٹ سننے کے بعد کہا۔ ''جمائلہ! تم نے فرض کی ادائیگی میں کوتاہی کی ہے۔ وہ دو ٹیلی پیتھی جاننے والے ہمارے لیے بہت اہم تھے۔ تمہیں فوراً ہی ہمیں اطلاع دینی چاہیے تھی۔''

''سوری۔ اس وقت اذان ہونے والی تھی، میری تبدیلی کا وقت تھا۔ اس لیے میں اپنے آپ میں نہیں تھی۔''

''ہم ایسے بہانے نہیں سنتے، صرف اور صرف فرض کی ادائیگی چاہتے ہیں۔ جاؤ۔ اور فوراً انہیں تلاش کر کے ہمارے پاس پہنچاؤ۔''

''پلیز۔ جابر حکمران بن کر حکم نہ دیں۔ ورنہ میں وفاداری بھول جاؤں گی۔ رات کو نیگیٹو ہونے کے بعد بہت مہنگی پڑوں گی۔''

وہ جلدی سے بات بدلتے ہوئے بولا۔ ''میرا مطلب یہ نہیں تھا۔ میں تمہیں حکم نہیں دے رہا تھا۔ وہ...... بات یہ ہے کہ تم نے بتایا تھا کہ جس دشمن کو آگہی کی اسکرین پر دیکھ لیتی ہو اس کا پتا ٹھکانا معلوم نہ ہونے کے باوجود اس کے پاس پہنچ جاتی ہو۔ اور یہاں تو تم نے آگہی کے پردے پر انہیں روبرو انہیں دیکھا ہے۔ تم ان کے پاس پہنچ سکتی ہو۔''

''آپ بھول رہے ہیں۔ مجھے ایسی پُراسرار قوتیں رات کو حاصل ہوتی ہیں۔ وہ اس شہر میں کہیں بھی ہوں گے تو رات کو ان کے پاس پہنچ جاؤں گی۔ ابھی مجبور ہوں۔ آپ اپنے سراغ رسانوں سے کام لیں۔ انہیں تلاش کریں۔ وہ دونوں بُری طرح زخمی تھے، کسی اسپتال میں پڑے ہوں گے۔''

اس نے فون کو بند کیا۔ بنگلے کے اندر آ کر دیکھا تو سونیا اپنے بیڈ روم میں سو رہی تھی۔ وہ اس کے پاس بیٹھ کر بڑی محبت سے اسے دیکھنے لگی۔

اس وقت مثبت اور منفی دونوں ہی طرح کے خیالات اس کے دماغ میں آ رہے تھے۔ وہ سوچ رہی تھی۔ ''میں مسلمان ہوں۔ مجھے ایک بار ضرور بابا صاحب کے ادارے میں جانا چاہیے۔ اور وہاں کے ایمان افروز ماحول میں رہنا چاہیے۔ میری یہ ماں ہی مجھے وہاں تک پہنچا سکتی ہے۔''

پھر اس کے اندر دوسری سوچ پیدا ہوئی۔ ''بے شک ایک مسلمان کی حیثیت سے مجھے وہاں جانا چاہیے۔ لیکن میرے وہاں جانے سے غیر مسلموں کو فائدہ پہنچے گا۔ سیون بلڈرز میرے ذریعے جاسوسی کرائیں گے۔ وہاں کے حالات معلوم کریں گے۔ اور وہاں جو بزرگ ہیں، غیر معمولی صلاحیتیں رکھنے والے قابلِ احترام افراد ہیں، ان کی کمزوریاں بھی معلوم کرنا چاہیں گے۔ مجھے ان کی معلومات کا ذریعہ نہیں بننا چاہیے۔''

اس کی منفی سوچ نے کہا۔ ''میں سیون بلڈرز سے غداری نہیں کروں گی۔ ہمیشہ ان کی وفادار بن کر رہوں گی۔ کیونکہ بُرے وقت میں انہوں نے میرا ساتھ دیا ہے۔ صرف مجھے ہی نہیں، میرے والدین کو بھی قاہرہ کی پولیس سے اور دوسرے دشمنوں سے نجات دلائی ہے۔''

یوں حساب کیا جائے تو سیون بلڈرز کے اس پر بہت سے احسانات تھے۔ وہ چند مہینوں میں دولت مند بن گئی تھی۔ بینک میں کروڑوں ڈالرز جمع کیے گئے تھے، لوبن میں شاندار کوٹھی تھی۔ استعمال کے لیے کئی طرح کی گاڑیاں تھیں۔ پھر وہ ایک ملک سے دوسرے ملک اور دنیا کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک جہاں جانا چاہتی، اس کے لیے کسی فلائٹ میں سیٹ ریزرو کرا دی جاتی تھی۔

اس کی دوسری سوچ نے کہا۔ ''بے شک۔ میں سیون بلڈرز کی وفادار رہوں گی، لیکن اپنے دین کے خلاف کوئی کام نہیں کروں گی۔ میڈم سے مجھے ممتا ملتی رہے گی۔ میں میڈم کو دھوکا نہیں دوں گی۔''

ایسا سوچتے وقت وہ ایک حقیقت کے سامنے مجبور ہو گئی۔ یہ خیال پیدا ہوا کہ شام کے بعد جب وہ منفی ہو جاتی ہے تو اپنے دین کو بھول جاتی ہے۔ ایسے وقت کیا ہوگا؟ کیا وہ دین کے خلاف کام نہیں کرے گی؟ کیا وہ سونیا سے ممتا ملنے کے باوجود اس ماں کو دھوکا نہیں دے گی؟

جب وہ صبح سے شام تک اچھی باتیں سوچتی رہتی تھی، اچھے کام کرتی رہتی تھی تو ایسے خیالات اسے پریشان کرتے رہتے تھے کہ شام کے بعد صبح تک کیا ہوگا؟

سیون بلڈرز یہ سن کر بے چین ہو گئے تھے کہ لوبن میں دو ٹیلی پیتھی جاننے والے پہنچے ہوئے ہیں۔ اس سے پہلے کہ وہ کہیں روپوش ہو جائیں، انہیں اپنے قابو میں کر لینا چاہیے۔

انہوں نے اپنے جاسوسوں کو ان کی تلاش میں روانہ کر دیا۔ اپنے تین ٹیلی پیتھی جاننے والوں سے کہا کہ وہ شہر کے چھوٹے بڑے ڈاکٹروں کے دماغوں میں جائیں اور معلوم کریں کہ صبح پانچ بجے کے بعد دو زخمی کسی کے پاس مرہم پٹی کے لیے آئے تھے یا نہیں؟ ان زخمیوں میں ایک عورت ہے اور ایک مرد ہے۔

ان زخمیوں کو یقیناً کسی اسپتال میں یا کسی پرائیویٹ کلینک میں ہونا چاہیے تھا۔ لیکن تلاشِ بسیار کے باوجود ان کا کوئی سراغ نہیں مل رہا تھا۔ نہ جانے وہ اچانک کہاں گم ہو گئے تھے؟ سیون بلڈرز جمائلہ پر جھنجلا رہے تھے۔ اگر وہ ان دونوں کو زخمی کرتے ہی فون پر انہیں مطلع کر دیتی تو وہ ٹیلی پیتھی جاننے والے ابھی ان کی گرفت میں ہوتے۔

بلڈر فور نے جھنجلا کر کہا۔ ''یہ جمائلہ اگرچہ ہمارے بہت کام آتی ہے، لیکن یہ ہمارے کنٹرول میں نہیں ہے۔''

بلڈر سکس نے کہا۔ ''ہم اپنی مرضی سے جس وقت اس سے کام لینا چاہتے ہیں اس وقت وہ ہمارے کام نہیں آتی۔ اس نے سراسر جھوٹ کہا ہے۔ یہ بات بنائی ہے کہ اذان کا وقت ہو رہا تھا اس لیے ہمیں انفارم کیے بغیر کہیں چلی گئی۔''

بلڈر وَن نے کہا۔ ''اسے جھوٹی اور دھوکے باز نہ کہو۔ وہ ہماری مخلص اور وفادار ہے۔ ہمیں اس کی مجبوریوں کو سمجھنا چاہیے۔ ہم سب جانتے ہیں کہ وہ صبح اذان ہوتے ہی تبدیل ہو جاتی ہے۔ ایسے وقت وہ اپنے آپ میں نہیں رہتی۔ پھر ہمارے کیا کام آئے گی؟''

بلڈر سیون نے کہا۔ ''اور اس کے متعلق یہ رائے بھی قائم نہ کی جائے کہ وہ ہماری مرضی کے مطابق اپنی ڈیوٹی انجام نہیں دیتی ہے۔ شام سے، صبح تک ہم جو کہتے ہیں، وہ اس پر عمل کرتی رہتی ہے۔ اب دن کا وقت ہے، ہم اس سے کوئی بات منوانا چاہیں گے، کوئی کام لینا چاہیں گے تو وہ نہیں کرے گی۔ اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ وہ ہماری وفادار نہیں ہے۔''

بلڈر وَن نے کہا۔ ''میں کئی بار کہہ چکا ہوں، دن کے وقت اس سے کوئی کام نہ لیا جائے۔ صبح سے شام تک وہ دو کام کبھی نہیں کرتی۔ ایک تو اس کے دین کے خلاف کوئی کام ہو تو وہ انکار کر دیتی ہے۔ دوسرے یہ کہ وہ شہ زور نہیں رہتی۔ جسمانی اور دماغی طور پر کمزور ہو جاتی ہے۔ اگر اس سے کوئی مشکل کام لیا جائے تو وہ ناکام ہو جائے گی۔''

''بے شک۔ ہم نے یہ طے کیا تھا کہ اس سے دن کے وقت کوئی اہم کام نہیں لیا جائے گا۔ یہ خیال دل و دماغ سے نکال دیا جائے کہ وہ ہماری وفادار نہیں ہے۔ وہ ہماری سب سے اہم کارکن ہے۔ حیرت انگیز طور پر ناممکن کو ممکن بنا دیتی ہے۔ ہمارے لیے ایسے ایسے کام کرتی ہے جسے کوئی دوسرا نہیں کر سکتا۔ اسے تو یہاں ہماری کرسیوں پر آ کر بیٹھنا چاہیے۔ لیکن وہ اپنے حال میں مست رہتی ہے۔ ہم اسے جتنا دیتے ہیں، اُتنا ہی لے کر خوش ہو جاتی ہے۔''

اِدھر سیون بلڈرز اپنے اجلاس میں جمائلہ کے بارے میں باتیں کر رہے تھے۔ اُدھر ژاؤ کوم کوبرا، کردنا، مہا دھانی اور گوتم نارائن کی چنڈال چوکڑی جمی ہوئی تھی۔ وہ خیال خوانی کے ذریعے ان انجان ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو تلاش کر رہے تھے۔ اور دماغی طور پر حاضر ہو کر باتیں بھی کر رہے تھے۔ وہ چاروں سیون بلڈرز سے اور جمائلہ سے زخم کھائے ہوئے تھے۔ یہ ان تینوں ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی توہین تھی کہ سیون بلڈرز نے انہیں اعصابی کمزوری کی دوائیں پلا کر گہری نیند سلا دیا تھا۔ ان پر اعتماد نہیں کیا تھا۔ انہیں سونیا پر تنویمی عمل کرنے کی اجازت نہیں دی تھی۔

گوتم نارائن تنویمی عمل کے سلسلے میں ناکام ہو کر پہلے سونیا سے اور پھر جمائلہ سے مات کھا کر آیا تھا۔ چونکہ وہ سونیا پر تنویمی عمل کرنے کے سلسلے میں ناکام رہا تھا اس لیے سیون بلڈرز نے اس کی حمایت نہیں کی۔ سونیا اور جمائلہ کو اس پر ترجیح دی۔ سیون بلڈرز کا یہ رویہ ان چاروں کو ذہنی طور پر زخمی کر رہا تھا۔

ژاؤ کوم کوبرا نے کہا۔ ''آج جس طرح جمائلہ کو سر پر بٹھایا جا رہا ہے، پہلے اسی طرح ہماری بھی واہ واہ ہوتی رہی تھی۔ جمائلہ کے آنے کے بعد سے ہماری اہمیت روز بہ روز کم ہوتی جا رہی ہے۔''

کرونا نے کہا۔ ”سونے پر سہاگا یہ کہ سونیا آگئی ہے۔ اب اس کی موجودگی میں ہم دوکوڑی کے ہو کر رہ جائیں گے۔“

مہادھابی نے گوتم نارائن کو دیکھتے ہوئے بڑے دکھ سے کہا۔ ”کل رات ہمارے گوتم جی کے ساتھ جو کچھ ہوا اس کے بارے میں ہم کبھی سوچ بھی نہیں سکتے تھے۔ وہ شہزوریا کمزور سی عورت ہمیں جوتے مار کر چلی جائے گی، تب سیون بلڈرز اس کے خلاف کچھ اس لیے نہیں کہیں گے کہ وہ سب اس سے مفادات حاصل کرتے رہتے ہیں۔“

گوتم نارائن نے کہا۔ ”ایک بات میرے ذہن میں بیٹھ گئی ہے اور وہ یہ کہ جب تک جمائلہ اور میڈم سونیا اس تنظیم میں رہیں گے تب تک ہماری عزت اسی طرح دوکوڑی کی ہوتی رہے گی۔ ہم اسی طرح بے عزتی کے جوتے کھاتے رہیں گے اور سیون بلڈرز کے آگے سر جھکاتے رہیں گے۔“

ژاؤ کوم کوبرا نے کہا۔ ”چاہے کچھ ہو جائے، سیون بلڈرز کے آگے تو سر جھکائے رکھنا ہوگا۔ انہوں نے ہمیں پناہ دی ہے۔ ہم تین ٹیلی پیتھی جاننے والے اگر ان کی پناہ میں نہ آتے اور ان کی ہدایت پر عمل کرتے ہوئے اپنی خیال خوانی کو محدود نہ کرتے تو اب تک فرہاد یا اس کے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے ہاتھوں ابدی نیند سو چکے ہوتے۔“

کرونا نے اس کی تائید کرتے ہوئے کہا۔ ”یہ درست ہے۔ یہاں ہم محفوظ بھی ہیں اور عیش بھی کر رہے ہیں۔“

مہادھابی نے کہا۔ ”میں ٹیرر سپلائر تنظیم میں تھا، وہاں میرے دو ٹیلی پیتھی جاننے والے ساتھی تھے۔ وہ سونیا اور اس کے ننھے سے پوتے کے ذریعے مارے گئے۔ اگر میں فوراً ہی روپوش نہ ہوتا اور یوں گمنامی کی زندگی نہ گزارتا تو اب تک میں بھی نرکھ میں پہنچ چکا ہوتا۔“

کرونا، ژاؤ کوم کوبرا اور مہادھابی۔ تینوں نے سیون بلڈرز کے سامنے پہنچ کر سر جھکا کر قسمیں کھائی تھیں کہ وہ ان کی مرضی کے خلاف کبھی خیال خوانی نہیں کریں گے۔ جب وہ حکم دیں گے، تب خیال خوانی کے ذریعے وہ ان کا کام کریں گے ورنہ ٹیلی پیتھی کے ہتھیار کو کبھی اپنی مرضی سے استعمال نہیں کریں گے۔

اور وہ تینوں یہی کر رہے تھے۔ مجھ سے اور میرے ٹیلی پیتھی جاننے والوں سے اس قدر خوف زدہ تھے کہ بے لگام ہو کر خیال خوانی کے ذریعے کسی کے دماغ میں نہیں جاتے تھے یہ اندیشہ رہتا تھا کہ دوسروں کے دماغوں میں بھٹکتے رہنے سے کبھی نہ کبھی ہم سے سامنا ہو سکتا ہے۔

یہ بات ان کے دماغ میں اچھی طرح بیٹھ گئی تھی کہ وہ ہم سے ہمیشہ دور رہیں گے اور صرف سیون بلڈرز کی ضرورت کے وقت خیال خوانی کریں گے تو زندہ سلامت رہیں گے۔ اور عیش و عشرت کی زندگی گزارتے رہیں گے۔

گوتم نارائن نے کہا۔ ”بے شک۔ سیون بلڈرز کے ہم پر بہت سے احسانات ہیں۔ میں نے ماضی میں تین قتل کیے تھے، انڈین پولیس اور انٹیلی جنس والے میرے پیچھے پڑے تھے۔ مجھے اس تنظیم میں پناہ نہ ملتی تو اب تک میں پھانسی پر لٹک چکا ہوتا۔“

مہادھابی نے کہا۔ ”ہمیں یہ اچھی طرح سمجھ لینا چاہیے کہ ہم اس تنظیم میں ہی محفوظ رہ سکتے ہیں۔ ہمیں ہر حال میں سیون بلڈرز کا وفادار بن کر رہنا ہے۔ خواہ کتنی ہی بے عزتی کیوں نہ اٹھانی پڑے۔“

گوتم نارائن نے کہا۔ ”ہم کیوں بے عزتی اٹھائیں گے اگر عقل سے کام لیں گے تو ان وجوہات کو ختم کر سکیں گے جن سے بے عزتی ہوتی ہے۔“

سب نے اسے سوالیہ نظروں سے دیکھا۔ وہ بولا۔ ”ان دو عورتوں سے مات کھانے کے بعد میں اندر ہی اندر سلگ رہا ہوں۔ اگر تم تین ٹیلی پیتھی جاننے والوں نے میری مدد نہ کی تو میں تنہا ان دونوں سے انتقام لوں گا۔ یا پھر ناکام ہو کر خودکشی کر لوں گا۔“

ژاؤ کوم کوبرا نے کہا۔ ”ایسی باتیں نہ کرو۔ ہم تمہارے ساتھ ہیں۔ یہ اچھی طرح سمجھتے ہیں کہ وہ دو عورتیں ہمارے لیے بھی مصیبتیں بنتی رہیں گی۔ اگر یہ دونوں کانٹے نکل جائیں تو ہم ایک بار پھر پہلے کی طرح سیون بلڈرز کی آنکھوں کا تارا بن کر رہیں گے۔“

گوتم نارائن نے کہا۔ ”بس میں یہی چاہتا ہوں۔ سونیا کو اور جمائلہ کو اس طرح راز داری سے ختم کیا جائے کہ سیون بلڈرز کو ہم میں سے کسی پر شبہ نہ ہو۔“

کرونا نے کہا۔ ”ایسا ہو سکتا ہے۔ ہم خیال خوانی کے ذریعے انہیں موت کی کسی کھائی میں دھکیل سکتے ہیں۔ لیکن ......“

گوتم نارائن نے پوچھا۔ ”لیکن کیا؟“

”ہم نے سیون بلڈرز کے سامنے قسم کھائی ہے کہ ہم ان کے حکم کے خلاف کبھی خیال خوانی نہیں کریں گے۔ صرف ان کے کسی کام کے سلسلے میں اپنے اس ہتھیار کو استعمال کریں گے۔“

”کیا اپنی جان پر بن آئے گی، تب بھی خیال خوانی نہیں کرو گی؟“

”ہاں۔ وہ تو ایک مجبوری ہوگی۔“

گوتم نے کہا۔ ”اور ابھی ہماری عزت پر بات آرہی ہے۔ ہماری ذلت ہو رہی ہے۔ ہم ان دو عورتوں کے سامنے کمتر سے کمتر ہوتے جارہے ہیں۔ کیا یہ زندگی تمہیں گوارا ہے؟“

ژاؤ کوم کوبرا نے کہا۔ ”تم درست کہتے ہو۔ ہم نے اب تک سیون بلڈرز کی مرضی کے خلاف خیال خوانی نہیں کی، کبھی بے لگام نہیں ہوئے۔ اب ہماری عزت کا اور یہاں اپنی برتری قائم رکھنے کا مسئلہ پیدا ہو گیا ہے۔ ہم راز داری سے خیال خوانی کریں گے تو سیون بلڈرز کبھی ہماری چوری نہیں پکڑ سکیں گے۔“

”ہم چاروں ہمیشہ ایک دوسرے کے راز دار بن کر رہیں گے۔ یہ کبھی کسی پر ظاہر نہیں ہوگا کہ ہم نے اپنی عزت کے لیے اور اپنی بقا کے لیے ان دو عورتوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا ہے۔“

مہادھابی نے کہا۔ ”ہم دودھ کے جلے ہیں۔ چھاچھ پھونک پھونک کر پئیں گے۔ سونیا سے پہلے بھی کئی بار مات کھا چکے ہیں۔ اس بار خوب سوچ سمجھ کر حملہ کرنا ہوگا۔“

”فی الحال ہم میڈم سونیا پر نہیں، جمائلہ پر حملہ کریں گے۔ پہلے جمائلہ کو راستے سے ہٹانا چاہیے۔“

کرونا نے کہا۔ ”ابھی دن کا وقت ہے، وہ زمین پر رینگنے والے کسی حقیر کیڑے کی طرح کمزور اور بے ضرر ہوگی۔ ہمارے کسی آلۂ کار پر جوابی حملہ نہیں کر سکے گی۔ شام سے پہلے اس چڑیل کو ختم کیا جا سکتا ہے۔“

گوتم نارائن نے کہا۔ ”حالات سازگار ہیں، یہ سیون بلڈرز جانتے ہیں کہ دو اجنبی ٹیلی پیتھی جاننے والے اسی شہر میں پہنچے ہوئے ہیں۔ تم سب خیال خوانی کے ذریعے اس پر حملہ کرو گے تو وہ تم میں سے کسی پر شبہ نہیں کریں گے، یہی سمجھا جائے گا کہ وہ دو اجنبی دشمن جمائلہ کو مار ڈالنا چاہتے ہیں۔“

وہ چاروں اپنی اپنی جگہ سر جھکا کر سوچنے لگے۔ اس منصوبے کے ہر پہلو پر غور کرنے لگے۔ پھر مہادھابی نے کہا۔ ”ہم ایک بات بھول رہے ہیں۔ اگر جمائلہ ہمارے حملوں سے بچ جائے گی تو رات ہوتے ہی اسے پُراسرار قوتوں کے ذریعے معلوم ہو جائے گا کہ ہم اس سے دشمنی کر رہے تھے۔“

ژاؤ کوم نے کہا۔ ”وہ ہمارے آلۂ کار کو دیکھنے کے بعد اس کے ذریعے ہم تک پہنچے گی۔ لیکن حملے کی ناکامی کے بعد ہم اپنے آلۂ کار کو زندہ ہی نہیں چھوڑیں گے۔ وہ مر جائے گا تو جمائلہ کبھی ہم تک نہیں پہنچ سکے گی۔“

وہ چاروں پھر سر جھکا کر سوچنے لگے۔ نہ تو جمائلہ ہی کوئی معمولی لڑکی تھی، وہ کتنی خطرناک تھی؟ یہ سب جانتے تھے۔ پھر یہ کہ سونیا جیسی ناقابلِ شکست اور مکار عورت اس کے ساتھ تھی۔ انہیں ہر پہلو پر غور کرنا تھا۔ ابھی دن کے بارہ بجے تھے۔ شام ہونے سے پہلے ہی وہ حملہ کرنے میں کامیاب ہو سکتے تھے۔ ورنہ پھر موقع ہاتھ سے نکل جاتا۔

گوتم نارائن نے کہا۔ ”اگر آج ہم نے اسے ختم نہ کیا تو شاید کل نہ کر سکیں۔ رات کو جمائلہ اپنی پُراسرار قوتوں سے کام لے کر ان دو ٹیلی پیتھی جاننے والوں تک پہنچ جائے گی۔ انہیں سیون بلڈرز تک پہنچا دے گی۔ پھر تم میں سے کوئی یہ بات نہیں بتا سکے گا کہ وہ دو ٹیلی پیتھی جاننے والے جمائلہ پر حملہ کر رہے تھے۔“

ان کے لیے آج ہی کا دن اہم تھا۔ جو کرنا تھا وہ آج ہی کر گزرنا تھا۔ سونیا بیدار ہو گئی تھی۔ شاور لینے کے بعد ڈائننگ روم میں آگئی تھی۔ وہاں جمائلہ کے ساتھ بیٹھ کر کچھ کھا رہی تھی اور اس سے باتیں کر رہی تھی۔ اسے اپنے بارے میں تجسس تھا کہ وہ کون ہے؟ اور اپنوں کے بغیر کہاں بھٹک رہی ہے؟

پچھلی رات جمائلہ نے اسے یہ سمجھا دیا تھا کہ وہ بیوہ ہے اور اس کی ایک ہی اولاد ہے اور وہ جمائلہ ہے۔ سونیا کو وہ بہت اچھی لگتی تھی۔ یہ کہنا چاہیے کہ اس کے ذہن کے کسی گوشے میں اعلیٰ بی بی چھپی ہوئی تھی۔ وہ اپنی اس بیٹی کی جھلک جمائلہ میں دیکھ رہی تھی اور اس سے متاثر ہو رہی تھی۔

جمائلہ نے اسے جو سمجھایا تھا، اس نے وہی سمجھ لیا تھا۔ اور وہ اسی پر یقین کرتے ہوئے اسے اپنی بیٹی سمجھ رہی تھی۔ اس سے اپنی پچھلی زندگی کے متعلق طرح طرح کے سوالات کر رہی تھی اور جمائلہ کی سمجھ میں جو آرہا تھا، وہ جواب دیتی جارہی تھی۔

سونیا نے کھانے کے بعد کہا۔ ”میں یہ شہر دیکھنا چاہتی ہوں۔ کیا تمہارے پاس اتنا وقت ہے؟“

”مما! آپ کے لیے میرے پاس وقت ہی وقت ہے۔ آپ چینج کریں۔ ہم ابھی چلتے ہیں۔“

سونیا اپنے بیڈروم میں چلی گئی۔ وہ باہر آکر گاڑی چیک کرنے لگی۔ اس نے سونیا کا مکمل ریکارڈ پڑھا تھا۔ یہ جانتی تھی کہ اس کے بچے اسے مما کہہ کر مخاطب کرتے ہیں۔ لہٰذا وہ بھی اسے مما کہنے لگی تھی۔

وہ لباس بدل کر آگئی۔ جمائلہ نے کہا۔ ”مما! آپ کو زندگی کے کتنے ہی شعبوں میں مہارت حاصل ہے۔ آپ بہت ہی خطرناک حد تک فاسٹ ڈرائیونگ کی عادی ہیں۔ کیا

آج گاڑی ڈرائیو کرسکیں گی؟''

وہ دوسری طرف سے گھوم کر اسٹیئرنگ سیٹ پر آکر بیٹھتے ہوئے بولی۔ ''کیوں نہیں؟ ضرور ڈرائیو کروں گی۔ لیکن فاسٹ نہیں۔ خود کو بھولی ہوئی ہوں تو پتا نہیں ڈرائیونگ میں کتنی مہارت رہ گئی ہوگی؟ پھر یہ میرے لیے انجانی جگہ ہے مجھ سے فاسٹ ڈرائیونگ کی توقع نہ کرو۔''

وہ سہولت سے کار ڈرائیو کرنے لگی۔ اس کے لیے تمام راستے انجانے تھے۔ جمائلہ گائیڈ کررہی تھی کہ اسے کس طرف جانا ہے؟ اس نے ہیرّ د آلٹو کے علاقے میں آکر رُکنے کو کہا سونیا نے کار کو ایک طرف روکتے ہوئے پوچھا۔ ''یہاں کوئی کام ہے؟''

وہ کار کے باہر دور تک دیکھتے ہوئے بولی۔ ''مما! پچھلی رات یہاں مجھے دو ٹیلی پیتھی جاننے والے ملے تھے۔ میں نے دونوں کو زخمی کیا تھا۔ میرے پاس وقت ہوتا تو میں انہیں سیون بلڈرز کے پاس پہنچا دیتی۔ چونکہ اذان کا وقت ہورہا تھا اس لیے میں انہیں چھوڑ کر چلی گئی تھی۔ پتا نہیں، وہ کہاں گم ہوگئے ہیں؟''

''جب وہ زخمی تھے تو یقیناً کسی اسپتال میں ہوں گے۔''

''سیون بلڈرز کے جاسوس اور ان کے ٹیلی پیتھی جاننے والے ان دونوں کو ہر جگہ تلاش کررہے ہیں۔ نہ جانے وہ کس بل میں جا گھسے ہیں؟ ان کا کوئی سراغ نہیں مل رہا ہے۔''

''تم کہہ رہی ہو کہ یہ واقعہ کل رات یا صبح کے وقت ہوا تھا اور اب آدھا دن گزر چکا ہے۔ اتنی دیر میں تو وہ زخمی اپنی مرہم پٹی کرا کے کہیں سے کہیں پہنچ گئے ہوں گے۔ ہوسکتا ہے انہوں نے یہ شہر ہی چھوڑ دیا ہو۔''

''کوئی بات نہیں۔ میں رات کے وقت انہیں کہیں نہ کہیں سے ڈھونڈ نکالوں گی۔''

سونیا نے اسے سوچتی ہوئی نظروں سے دیکھا پھر کہا۔ ''پچھلی رات تم نے کہا تھا کہ تمہارے اندر غیر معمولی صلاحیتیں ہیں۔ کچھ پُر اسرار قوتیں ہیں۔ مجھے ان کے بارے میں تفصیل سے بتاؤ۔''

وہ کہنے لگی۔ ''جب میں پیدا ہوئی تو نہیں جانتی تھی کہ کون ہوں؟ کیا ہوں اور کس دنیا میں پہنچی ہوئی ہوں؟ آپ اور پاپا میری وجہ سے بہت پریشان رہتے تھے۔ کیونکہ میری حرکتیں عجیب و غریب تھیں۔ جب میں کچھ چلنے پھرنے لگی، بولنے لگی، اسکول جانے لگی تو یہ انکشاف ہوا کہ میں دن کو پوزیٹو رہتی ہوں اور رات کو نیگیٹو رہتی ہوں۔ دن کے وقت دینِ اسلام کو مانتی ہوں اور رات کو ابوالہول کے مجسمے کے پاس جاکر اس کی پوجا کرتی ہوں۔ اس طرح مجھ میں شیطانی قوتیں پیدا ہوتی رہتی ہیں۔''

سونیا نے پوچھا۔ ''کیا ہم تمہیں ابوالہول کے مجسمے کے پاس جانے کی اجازت دیتے تھے؟''

''آپ لوگوں کو خبر نہیں ہوتی تھی، میں شام ہوتے ہی گم ہوجاتی تھی۔ آپ سب مجھے تلاش کرتے رہتے تھے اور میں اس مجسمے کے پاس پہنچ جاتی تھی۔ جب واپس آتی تھی تو میرے اندر ایسی تبدیلیاں ہوتی تھیں، جنہیں دیکھ کر آپ اور پاپا پریشان ہوجاتے تھے۔''

جمائلہ نے اپنے والدین سے اپنے بچپن کے بارے میں جو کچھ سنا تھا وہ سونیا کو بتانے لگی۔ ''آپ اور پاپا میری اس بدلتی ہوئی فطرت اور مزاج کو اچھی طرح سمجھ گئے تھے۔ آپ دونوں کو یقین ہوگیا کہ رات کا اندھیرا پھیلنے کے بعد جب میں تبدیل ہوتی ہوں اور نیگیٹو بن جاتی ہوں تو میرا کوئی علاج نہیں ہوسکتا۔ صبح تک میں خود ہی نارمل ہوجاتی ہوں۔ پوزیٹو ہوکر ایک سیدھی سادی سی زندگی گزارنے لگتی ہوں۔ جیسا کہ ابھی دن کے وقت ہوں۔ ابھی میں ایک عام سی لڑکی ہوں کوئی میرا ہاتھ پکڑ لے تو اس سے ہاتھ نہیں چھڑا سکوں گی، رونے لگوں گی اور میری یہی کلائی کوئی رات کے وقت پکڑ لے تو میں اس کی کلائیاں توڑ کر رکھ دوں گی۔''

سونیا نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔ ''کل رات میں نے دیکھا تھا، تم نے گوتم نارائن کو اٹھا کر اس طرح دیوار پر دے مارا تھا، جیسے وہ موم کا بنا ہوا ہو۔ جبکہ اچھا خاصا بھاری بھرکم شخص تھا۔''

''میں سر سے ٹکر مار کر دروازے توڑ دیتی ہوں، دیواروں میں دراڑیں ڈال دیتی ہوں۔''

سونیا نے حیرانی سے کہا۔ ''یا خدا! مجھے یقین نہیں آرہا ہے کہ میں نے ایسی عجیب و غریب بیٹی کو جنم دیا ہے۔''

اس نے جمائلہ کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے پوچھا ''کیا دن کے وقت تمہارے اندر کوئی غیر معمولی صلاحیت نہیں رہتی؟''

وہ سر کو اثبات میں ہلا کر بولی۔ ''مجھے آگہی ملتی رہتی ہے کوئی اہم واقعہ ہو یا کوئی خطرہ پیش آنے والا ہو تو وہ فلمی منظر کی طرح میری نگاہوں کے سامنے آجاتا ہے۔ مجھے معلوم ہوجاتا ہے کہ آیندہ کیا ہونے والا ہے؟ دن کے وقت میرے اندر یہ صلاحیت بھی ہوتی ہے کہ میں آنکھیں اور چہرہ پڑھ کر اپنے سامنے والے کے بارے میں بہت کچھ جان لیتی ہوں۔''

''تم نے کہا تھا، مجھے کسی سانپ نے نہیں ڈسا ہے۔ بلکہ میرے اندر کوئی پُر اسرار زہریلی قوت ہے۔''

وہ بولی۔ ''جی ہاں۔ آپ جس کے جسم میں دانت پیوست کریں گی، وہ آپ کے زہر سے مرجائے گا۔ آپ کے اندر کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا نہیں آسکتا۔ آپ کا زہریلا دماغ آنے والوں کو بھگا دیتا ہے۔''

اس نے پوچھا۔ ''صرف یہ ایک زہریلی پُر اسرار قوت ہے؟''

''آپ کے دماغ میں بڑی پُر اسرار مکاریاں بھری ہوئی ہیں۔ ایسی حاضر دماغی ہے کہ جو کسی کو نصیب نہیں ہوتی۔ آپ چشم زدن میں فیصلہ کرلیتی ہیں کہ تخت حاصل کرنا ہے یا تختہ کر دینا ہے؟''

''کیا گاڑی یہیں رُکی رہے گی؟ کہیں آگے نہیں جانا ہے؟''

''ہم ردیبو کے شاپنگ سینٹر چلیں گے۔ وہ ایک بہت بڑا شاپنگ ایریا ہے۔ شاپنگ کرنے جاؤ تو صبح سے شام ہوجاتی ہے۔''

سونیا نے گاڑی اسٹارٹ کی' پھر کہا۔ ''بہت خوبصورت شہر ہے۔ مجھے یاد نہیں آرہا ہے کہ میں پہلے کبھی یہاں آئی تھی؟ بھولے ہوئے لوگ نہ سہی، بھولی ہوئی جگہ تو یاد آنی چاہیے۔''

''آپ یہاں پہلے کبھی نہیں آئی ہیں۔ اس لیے کچھ یاد نہیں آرہا ہے۔ پاپا کے انتقال کے بعد آپ بُری طرح بیمار پڑ گئی تھیں۔ العقیلہ کے اسپتال میں تھیں۔ میں یہاں سیون بلڈرز کے معاملات میں مصروف رہتی تھی۔ اس لیے آپ کو العقیلہ سے یہاں لے آئی۔''

''تم میرے پاس نہیں آئی تھیں، میں اسپتال سے نکل کر بھٹکتی ہوئی تمہارے پاس پہنچی تھی۔''

''بات ایک ہی ہے۔ میں آپ کو لینے کے لیے اسپتال ہی جارہی تھی۔ لیکن آپ راستے میں مل گئی تھیں۔''

وہ ڈرائیو کررہی تھی۔ ونڈ اسکرین کے پار دیکھتے ہوئے بولی۔ ''میں زندگی کی بھول بھلیوں میں بھٹک رہی ہوں۔ یہ سوچ کر عجیب سا لگتا ہے کہ اتنی بڑی دنیا میں میری صرف ایک ہی بیٹی ہے۔ خدا کے بعد ایک تمہارا ہی آسرا ہے۔ تم میری یادداشت واپس لاسکو گی۔''

''انشا اللہ! ایک نہ ایک دن آپ کو اپنی پچھلی زندگی کی ہر بات یاد آجائے گی۔''

وہ شاپنگ سینٹر کے سامنے پہنچ گئیں۔ کار سے اتر کر وہاں سے چلتی ہوئی شاپنگ سینٹر کی بڑی سی عمارت میں داخل ہوگئیں۔ چاروں طرف خوبصورت جگمگاتی ہوئی دکانیں تھیں۔ وہاں دنیا کی ہر چیز دستیاب تھی۔ زندگی کی ہر ضرورت وہاں سے خریدی جاسکتی تھی۔ جمائلہ نے کہا۔ ''یہاں آپ کا کوئی دوسرا لباس نہیں ہے۔ ضرورت کی اور بہت سی چیزیں آپ کو خریدنی ہیں۔ آپ دل کھول کر شاپنگ کریں۔ جس دکان میں جائیں گی، وہاں ہمارا کریڈٹ کارڈ کیش ہوتا رہے گا۔''

سونیا ملبوسات کے علاوہ ضرورت کی دوسری چیزیں بھی خریدنے لگی۔ جمائلہ سے بھی ضد کرنے لگی کہ وہ بھی کچھ خریدتی رہے۔ وہ تقریباً دو گھنٹے تک شاپنگ کرتی رہیں پھر وہاں کے ایک سکیورٹی گارڈ کو کار کی چابی دیتے ہوئے کہا کہ وہ خریدی ہوئی تمام چیزیں لے جاکر ڈکی میں رکھے۔

دکانوں کی درمیانی راہداری سے گزرتے وقت جمائلہ ایک شوکیس کے پاس رُک گئی تھی۔ اسی لمحے میں وہ شیشے کا شوکیس ایک چھناکے سے ٹوٹ گیا۔ وہ چیخ مار کر سونیا سے لپٹ گئی۔ یہ سمجھنے میں دیر نہیں لگی کہ کسی نے سائلنسر لگے ہوئے ریوالور سے گولی چلائی ہے۔

سونیا اس کے آگے ڈھال بن کر اس کے ساتھ چلتی ہوئی ایک دکان کے اندر گھس گئی۔ کاؤنٹر کے پیچھے پہنچ کر دور تک ادھر اُدھر دیکھنے لگی۔ اس شاپنگ سینٹر کے مختلف حصوں میں کھڑے ہوئے مسلح گارڈ الرٹ ہوگئے تھے۔ جدھر فائر کیا گیا تھا، ادھر دوڑتے ہوئے آرہے تھے۔ انہوں نے سونیا سے کہا۔ ''میڈم! آپ ہمارے ساتھ چلیں۔ ہم آپ کو بہ حفاظت باہر تک لے جائیں گے۔''

وہ چھ سات مسلح گارڈ تھے۔ وہ دونوں چار مسلح گارڈز کے درمیان آگئیں۔ پھر چاروں طرف دیکھتے ہوئے وہاں سے جانے لگیں۔ باقی گارڈز فائر کرنے والے کو تلاش کر رہے تھے۔ اس وقت سونیا اپنی فطرت کے مطابق اندر سے خونخوار بن گئی تھی۔ شیرنی کی طرح غراتے ہوئے چاروں طرف دیکھ رہی تھی۔ حملہ کرنے والے کو تاڑ رہی تھی۔

دائیں بائیں کئی کوریڈورز تھے۔ گزرنے کے دوران یک بیک وہ غرائی۔ ایک شخص کسی دکان کے سائن بورڈ کے پیچھے دبکا بیٹھا تھا۔ اور ہاتھ نکال کر ریوالور سے نشانہ لے رہا تھا۔ اچانک ہی سونیا نے اپنے ساتھ چلنے والے مسلح گارڈ کے ہاتھ پر ہاتھ مارا۔ وہ اس اچانک حملے کے لیے تیار نہیں تھا۔ سونیا نے اس سے گن چھین کر اس طرف فائر کیا۔ وہ شخص فائر کرنے کے لیے سائن بورڈ کے پیچھے سے ذرا باہر آگیا تھا۔ ایسے ہی وقت اسے گولی لگی۔ وہ چیخ مار کر لڑھکتا ہوا، دکان

کے اوپر سے گرتا ہوا نیچے فرش پر آ گیا۔
پہلے اس کے ہاتھ سے ریوالور گرا تھا۔ تمام مسلح گارڈز نے دیکھتے ہی سمجھ لیا کہ سونیا نے مجرم کو تاڑنے کے بعد ایسا کیا ہے۔ وہ سب دوڑتے ہوئے اس کے پاس پہنچ گئے۔ اسے گن پوائنٹ پر رکھتے ہوئے پوچھا۔ ''تم کون ہو؟''
جواب دینے سے پہلے ہی اس کے حلق سے ایک چیخ نکلی پھر وہ فرش پر تڑپنے لگا۔ سونیا نے تعجب سے پوچھا۔ ''اسے کیا ہوا ہے؟ یہ ایسا کیوں کر رہا ہے؟''
جمائلہ نے کہا۔ ''یقیناً کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا اس کے اندر زلزلہ پیدا کر رہا ہے۔''
وہ درست کہہ رہی تھی۔ کرونا، ژاؤ کوم کوبرا اور مہا دھابی نے اپنے اپنے طور پر مجرمانہ ذہن رکھنے والے تین افراد کو اپنا اپنا آلۂ کار بنایا تھا۔ اس وقت ژاؤ کوم کا آلۂ کار نظروں میں آ گیا تھا۔ گرفتار ہونے والا تھا۔ اس سے پہلے ہی کوبرا اسے مار ڈالنا چاہتا تھا۔ اس نے یکے بعد دیگرے زلزلے کے کئی جھٹکے پیدا کیے۔ جس کے نتیجے میں اس آلۂ کار کا دماغ موت کی تاریکی میں ڈوبتا چلا گیا۔
کرونا کا آلۂ کار اپنے کئی ساتھیوں کے ساتھ وہاں آیا تھا تاکہ ان کے درمیان چھپا رہے اور فائر کرتے وقت دکھائی نہ دے۔ سونیا اور جمائلہ پھر مسلح گارڈز کے گھیرے میں چلتی ہوئی اس عمارت سے باہر نکلنے لگیں۔ ایسے ہی وقت کرونا کے آلۂ کار نے گولی چلائی۔ وہ سنسناتی ہوئی گولی آ کر ایک مسلح گارڈ کے بازو میں پیوست ہو گئی۔ اس کے حلق سے ایک کراہ نکلی۔ گن ہاتھ سے چھوٹ گئی۔ سونیا نے فوراً ہی اپنے ساتھ جمائلہ کو نیچے گرایا پھر وہ گن اٹھا کر فائرنگ کی سمت کا اندازہ کرنے لگی۔
کچھ فاصلے پر تقریباً چھ افراد ایک دوسرے سے الگ ہو کر ادھر ادھر جا رہے تھے۔ ان میں سے ایک شخص ریوالور کو لباس میں چھپا رہا تھا۔ سونیا نے نشانہ لے کر اس کی ٹانگ پر گولی چلائی۔ وہ لڑکھڑا کر گر پڑا۔
سب نے چونک کر اس گرنے والے کو دیکھا۔ سونیا نے کہا۔ ''اسے حراست میں لو۔ اسی نے فائر کیا تھا۔''
ان سب نے دوڑتے ہوئے آ کر اسے گن پوائنٹ پر رکھ لیا۔ کرونا پریشان ہو گئی تھی۔ اس کا آلۂ کار بھی ناکام ہو رہا تھا۔ اور یہ بھید کھلنے والا تھا کہ اس کے دماغ میں کوئی ہے۔ اور وہ کسی کا آلۂ کار بن کر ان دونوں کو نقصان پہنچانے والا تھا۔
کرونا نے اس آلۂ کار کے دماغ پر قبضہ جمایا۔ اس نے اپنے لباس میں سے ریوالور نکال کر اسے اپنی کنپٹی سے لگایا پھر اس سے پہلے کہ کوئی اس سے ریوالور چھینتا اس نے گولی چلا دی۔ کرونا نے بھی بھید کھلنے سے پہلے اپنے اس آلۂ کار کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔
فائرنگ کے باعث شاپنگ سینٹر میں بھگدڑ مچ گئی تھی۔ پولیس والے آ گئے تھے۔ اب سکیورٹی اتنی ہو گئی تھی کہ مہا دھابی نے اپنے آلۂ کار کو وہاں سے بھگا کر پارکنگ ایریے میں پہنچا دیا تھا۔ کرونا اور کوبرا سے کہا۔ ''وہاں سکیورٹی بڑھ گئی ہے۔ انہیں بڑی حفاظت سے گاڑی کی طرف پہنچایا جا رہا ہے۔ اگر وہاں میرا آلۂ کار بھی ناکام رہا تو یہ ہماری بڑی بدنصیبی ہوگی۔''
گوتم نارائن نے پریشان ہو کر کہا۔ ''کچھ کرو۔ بڑی ذہانت سے، بڑی سہولت سے اور توجہ سے جمائلہ کا نشانہ لو پھر گولی چلاؤ۔''
مہا دھابی نے کہا۔ ''شاپنگ سینٹر میں اتنی بھیڑ ہوتی ہے کہ صحیح نشانہ نہیں لیا جا سکتا۔ اور اب تو بھگدڑ مچ گئی ہے۔ پولیس والے بھی آ گئے ہیں۔ پھر بھی میں کوشش کرتا ہوں۔''
وہ پھر اپنے آلۂ کار کے دماغ میں آ گیا۔ وہ پارکنگ ایریے میں گاڑیوں کے درمیان چھپا ہوا تھا۔ جمائلہ کی کار کی طرف دیکھ رہا تھا۔ وہ سونیا کے ساتھ چلتی ہوئی سپاہیوں کے گھیرے میں اپنی گاڑی تک پہنچ گئی تھی۔ مہا دھابی پریشان ہو کر اپنے آلۂ کار کے ذریعے دیکھ رہا تھا۔ موقع تلاش کر رہا تھا لیکن وہاں پولیس والوں کے علاوہ اتنے لوگ جمع ہو گئے تھے کہ سونیا یا جمائلہ میں سے کسی کو بھی نشانے پر نہیں رکھا جا سکتا تھا اگر گولی چلائی جاتی تو سراسر ناکامی ہوتی۔
اس نے اس آلۂ کار سے کہا۔ ''اپنی گاڑی میں بیٹھ کر جاؤ۔ میں تمہیں جمائلہ کے بنگلے تک پہنچاؤں گا۔''
اس نے اپنے عامل کی ہدایت پر عمل کیا۔ وہاں سے اپنی گاڑی میں بیٹھ کر جانے لگا۔ ادھر سونیا اور جمائلہ اپنی گاڑی میں بیٹھ گئی تھیں۔ ایک پولیس افسر کہہ رہا تھا۔ ''اگر آپ کو ڈر لگ رہا ہے تو ہمارے دو مسلح سپاہی آپ کے ساتھ گھر تک جائیں گے۔''
سونیا نے کہا۔ ''ہم خوفزدہ نہیں ہیں، البتہ نہتے ہیں۔ لہٰذا مسلح گارڈز کا ہمارے ساتھ رہنا ضروری ہے۔''
پولیس افسر نے دو گارڈز کو پچھلی سیٹ پر بٹھا دیا۔ وہ دونوں وہاں سے چل پڑیں۔ جمائلہ نے موبائل فون کے ذریعے بلڈر ون سے رابطہ کر کے اسے اپنے حالات سے آگاہ کیا۔ وہ پریشان ہو کر بولا۔ ''یہ کون دشمن ہیں جو تم پر مسلسل حملے کر رہے ہیں؟ تم نے ہمیں پہلے اطلاع کیوں نہیں

[بتاؤ تم] کہاں ہو؟ ہمارے آدمی چشم زدن میں تمہارے [پاس پہنچ جائیں] گے۔''
[سونیا] نے کہا۔ ''میں اپنی اور مما کی جان بچانے کے لیے ادھر [ادھر] چھپتی پھر رہی تھی۔ آپ کو اطلاع دینے کا موقع نہیں [مل رہا تھا۔] اب میں سیدھی آپ کے پاس آ رہی ہوں۔''
''ٹھیک ہے، چلی آؤ۔ میں اپنے دوسرے بلڈرز [ساتھ]یوں کو بلا رہا ہوں۔''
جمائلہ نے فون بند کر کے کہا۔ ''مما! میں آپ کو گائیڈ کر [رہی] ہوں۔ ہم سیون بلڈرز سے ملنے جا رہے ہیں۔ آپ نے [یادد]اشت گم ہونے کے بعد اب تک ان سے ملاقات نہیں کی [ہے۔] آج ان سب سے مل سکیں گی۔''
اس نے سیون بلڈرز کو بتا دیا تھا کہ اس نے کس طرح [اپ]نے ماں بیٹی کا رشتہ قائم کیا ہے؟ اور اسے یہ سمجھایا ہے کہ [اس] کی طرح ماں بھی سیون بلڈرز سے تعلق رکھتی تھی اور انہوں [نے] یہاں رہ کر بڑے بڑے کارنامے انجام دیے ہیں۔
جب وہ سونیا کو لے کر بلڈر ون کے بنگلے میں پہنچی تو [باق]ی بلڈرز بھی پہنچ چکے تھے۔ ان ساتوں نے بڑی [گرم]جوشی سے سونیا کا استقبال کیا۔ وہ سب مختلف صوفوں پر [بیٹھ] گئے تھے اور باری باری سونیا کی ایسی تعریفیں کر رہے تھے [جیسے] سیون بلڈرز کی تنظیم سے اس کا بہت پرانا تعلق رہا ہو۔
جمائلہ نے بتایا کہ آج اس کی مما نے کس طرح اپنی [ضرو]رت کے مطابق پھرتی دکھائی ہے اور وہاں حملہ کرنے [وا]لے دو دشمنوں کو اپنی ذہانت سے تاڑ لیا تھا اور انہیں گولی مار [کر] زخمی کر دیا تھا۔
وہ ساتوں بلڈرز تعریفی نظروں سے سونیا کو دیکھ رہے [تھے] اور اس بات پر فخر کر رہے تھے کہ میڈم کا تعلق ان کی تنظیم [سے] ہے۔ جمائلہ نے کہا۔ ''آج تک مجھ پر کبھی ایسا جارحانہ [حملہ] نہیں ہوا تھا۔ حملہ کرنے والوں کو جب گرفت میں لینے کی [کو]شش کی گئی تو ان کی موت سے پتا چل گیا کہ ان کے اندر [کو]ئی ٹیلی پیتھی جاننے والا گھسا ہوا تھا۔''
یہ بات سنتے ہی انہوں نے اپنے تینوں ٹیلی پیتھی جاننے [وا]لوں کو فوراً حاضر ہونے کا حکم دیا۔ پھر جمائلہ سے کہا۔ ['']میڈم اپنے بارے میں کچھ نہیں جانتی ہیں۔ اپنی پچھلی زندگی [بھ]ول چکی ہیں۔ اس لیے یہ نہیں سمجھ سکتیں کہ کون ٹیلی پیتھی [جا]ننے والا ان کا اور تمہارا دشمن ہے؟''
جمائلہ نے کہا۔ ''آج سے پہلے تو کوئی ٹیلی پیتھی جاننے [وا]لا میرا دشمن نہیں تھا۔ ایسا پہلی بار ہوا ہے۔''
وہ ساتوں بلڈرز ایک دوسرے کو دیکھنے لگے۔ اور آپس میں کچھ نہ کچھ بولنے لگے۔ ان میں سے ایک نے کہا۔ ''ہمیں اس پہلو کو نظرانداز نہیں کرنا چاہیے کہ ہم نے اپنے تین ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو جبراً اعصابی کمزوری میں مبتلا کیا اور انہیں گہری نیند سلا دیا تاکہ وہ میڈم پر رازداری سے کوئی عمل نہ کر سکیں۔ ہماری اس حرکت سے ان کی انا کو ٹھیس پہنچی ہوگی۔''
جمائلہ نے کہا۔ ''کل میں نے اور مما نے گوتم نارائن کی پٹائی کی تھی۔ وہ بھی اپنی بے عزتی محسوس کر رہا ہوگا۔ آپ لوگوں کے سامنے ان میں سے کوئی زبان تک نہیں ہلا سکتا' سب سر جھکا لیتے ہیں لیکن درپردہ وہ مجھ سے اور مما سے دشمنی کر سکتے ہیں۔''
ایک بلڈر نے کہا۔ ''تمہاری یہ بات درست بھی ہو سکتی ہے اور محض شبہ بھی ہو سکتا ہے۔ ہم ابھی انکوائری کرتے ہیں۔ جلد ہی معلوم ہو جائے گا کہ دشمنی کرنے والے اپنے ہیں یا پرائے؟''
وہ تینوں ٹیلی پیتھی جاننے والے آدھے گھنٹے کے اندر وہاں پہنچ گئے۔ انہیں بیٹھنے کے لیے کہا گیا۔ پھر ایک نے کہا۔ ''آج روسیو کے شاپنگ سینٹر میں جمائلہ اور میڈم پر زبردست حملے کیے گئے ہیں۔''
ژاؤ کوم کوبرا نے کہا۔ ''یہ اطلاع ہمارے لیے بڑی تشویشناک ہے۔ اگر ان دونوں میں سے کوئی اسی وقت ہمیں فون پر اطلاع دیتا تو ہم خیال خوانی کے ذریعے فوراً ہی وہاں پہنچ جاتے۔''
سونیا نے طنزیہ لہجے میں کہا۔ ''تم وہاں کیسے پہنچتے؟ جبکہ خیال خوانی کے ذریعے ہم پر حملے کرا رہے تھے۔''
کرونا نے انجان بن کر پوچھا۔ ''یہ آپ کیا کہہ رہی ہیں؟ کیا واقعی خیال خوانی کے ذریعے حملے کیے جا رہے تھے۔''
جمائلہ نے کہا۔ ''مما جھوٹ نہیں بول رہی ہیں۔ وہاں ہمیں ثبوت مل چکا ہے کہ ہم پر حملہ کرنے والے کسی ٹیلی پیتھی جاننے والے کے آلۂ کار تھے اور وہ خیال خوانی کرنے والا کوئی ایک نہیں تھا ایک سے زیادہ تھے۔''
''یہ تم کیسے کہہ سکتی ہو کہ وہ ایک سے زیادہ تھے؟''
''اس لیے کہہ سکتی ہوں کہ ایک ہی وقت میں کئی حملہ آور شاپنگ سینٹر کے مختلف [کونو]ں میں چھپے ہوئے تھے۔ ہم جس طرف جا رہے تھے۔ اس طرف فائرنگ ہو رہی تھی۔ اگر بھگدڑ نہ مچتی۔ پولیس والے ہمارے اطراف نہ ہوتے تو پتا نہیں اور کتنی سمتوں سے ہم پر گولیاں چلائی جاتیں؟ کیا ایک ٹیلی پیتھی جاننے والا بیک وقت اتنے آلۂ کاروں کے دماغوں

میں پہنچ سکتا ہے؟''

بلڈرون نے کہا۔'' تمہاری یہ بات واقعی چونکا دینے والی ہے۔قابل غور ہے۔وہاں ایک نہیں ایک سے زیادہ خیال خوانی کرنے والے موجود تھے۔''

مہادھابی نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔'' اب بات سمجھ میں آرہی ہے۔یہ وہی دو ٹیلی پیتھی جاننے والے ہیں جنہیں پچھلی رات جمائلہ نے زخمی کیا تھا۔اب وہ انتقام لینے کے لیے ان دونوں پر حملہ کررہے ہیں۔''

بلڈرسیون نے کہا۔'' واقعی، ہم ان دو ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو نظر انداز کررہے تھے۔یقیناً انہوں نے ہی جمائلہ پر حملہ کرایا ہے۔''

وہ بولی۔'' میں نہیں مانتی،آپ ان ٹیلی پیتھی جاننے والوں سے پوچھیں،کیا شدید زخمی ہونے کے بعد کوئی خیال خوانی کے قابل رہتا ہے؟''

کرونا نے کہا۔'' بے شک ایسی حالت میں کوئی خیال خوانی نہیں کرسکتا۔لیکن مرہم پٹی ہوجائے،زخموں کی تکلیف کم ہوجائے تو خیال خوانی کی جاسکتی ہے۔صبح پانچ بجے سے اب تک دس گھنٹے گزر چکے ہیں۔اس عرصے میں کوئی بھی زخمی مرہم پٹی کرا کر توانائی حاصل کرسکتا ہے۔خاص طور پر ٹیلی پیتھی جاننے والے اتنی دیر میں خیال خوانی کے قابل ہوسکتے ہیں۔''

وہ بولی۔'' میں نے ان دونوں کو اس بری طرح زخمی کیا ہے کہ وہ کم از کم دو دنوں تک بستر پر پڑے رہیں گے۔میں یہ کبھی نہیں مانوں گی کہ انہوں نے ہم پر حملہ کیا ہے۔''

مہادھابی نے کہا۔'' آپ نہیں مانیں گی تو کوئی زبردستی منوا نہیں سکے گا۔ورنہ ان کی گمشدگی یہ ثابت کرتی ہے کہ وہ توانائی حاصل کرچکے ہیں۔اسی لیے اس شہر میں ان کا کوئی سراغ نہیں مل رہا ہے۔وہ کہیں دور جاچکے ہیں۔''

وہ تینوں ٹیلی پیتھی جاننے والے بڑی تیاریوں کے ساتھ آئے تھے۔یہ پلاننگ ہوچکی تھی کہ انہیں کس طرح سیون بلڈرز کے سامنے اپنی سچائی اور وفاداری ثابت کرنی ہے؟

کرونا اور ڈاؤکوم کو برا انہیں باتوں میں الجھاتے رہے مہادھابی خاموش رہ کر اپنے آلۂ کار کے دماغ میں پہنچ گیا اس آلۂ کار نے اس کی مرضی کے مطابق بلڈرون سے رابطہ کیا۔پھر کہا۔'' میں جانتا ہوں،تم ساتوں بلڈرز یوگا کے ماہر ہو۔میں تمہارے دماغوں میں نہیں پہنچ سکوں گا۔لیکن یاد رکھو،وہ راتوں کو چڑیل بننے والی لڑکی آج ہمارے حملے سے بچ گئی ہے،کل نہیں بچ پائے گی۔''

یہ کہہ کر فون بند کردیا گیا۔بلڈرون نے اپنے ... کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔'' ابھی کوئی فون پر کہہ رہا ... یوگا میں مہارت رکھتے ہیں۔اس لیے وہ ہمارے دماغ ... نہیں آرہا ہے۔فون پر بول رہا ہے۔اس نے دھ... ہے اور کہا ہے کہ آج جمائلہ ہمارے حملے سے بچ ... آئندہ نہیں بچ پائے گی۔''

مہادھابی دل ہی دل میں مسکرا رہا تھا۔اس ... ون سے کہا۔'' آپ نے غلطی کی،اس کا فون سننے ... اشارہ کرتے تو میں آپ کے دماغ میں آکر اس کی ... لیتا۔پھر معلوم کرنے کی کوشش کرتا کہ آخر وہ ٹیلی پیتھی ... والا کون ہے؟ یہ اچانک ہمارے شہر میں کہاں سے ...''

کرونا نے کہا۔'' آپ کے سی ایل آئی پر اس کا ... پلیز،ہمیں بتائیں۔ہم اس سے بات کرتے ہیں۔''

بلڈرون نے اس کے فون کا نمبر بتایا۔کرونا نے ... کو اپنے فون پر پنچ کیا پھر رابطے کا انتظار کرنے لگی۔تھو... بعد مایوس ہوکر بولی۔'' اس نے اپنے فون کو آف کردیا...''

کو برا نے کہا۔'' تھینکس گاڈ! اس نے ایسے ... کرکے یہ ثابت کردیا ہے کہ ہم تینوں پر خواہ مخواہ شبہ ... تھا۔ہم نے پہلے ہی کہا تھا کہ وہی دو اجنبی ٹیلی پیتھی ... والے جمائلہ سے انتقام لے رہے ہیں۔لیکن ہماری ... یقین نہیں کیا جارہا تھا۔مگر اب تو یقین کرلینا چاہیے۔''

بلڈر تھری نے کہا۔'' بے شک ہم نے شبہ کیا... افسوس ہے۔تمہیں اس بات کا برا نہیں ماننا چاہیے۔''

مہادھابی نے کہا۔'' نہیں نہیں۔ایسی کوئی بات نہیں... آپ مالک ہیں،ہم ماتحت ہیں،آپ کے تابعدار ہیں... بھی طرح آپ کا اعتماد حاصل کرنا ہمارا فرض ہے۔''

سونیا اسے چبھتی ہوئی نظروں سے دیکھ رہی تھی... '' آپ سیون بلڈرز بہت ذہین ہیں۔بہت بڑی... روح رواں ہیں۔لیکن بعض اوقات بڑے بڑے کام... والے چھوٹی چھوٹی باتوں پر دھیان نہیں دیتے۔''

ایک بلڈر نے پوچھا۔'' میڈم! آپ کیا کہنا... ہیں؟''

سونیا نے کہا۔'' جس وقت بلڈرون فون اٹینڈ کر... تھے اور اس ٹیلی پیتھی جاننے والے کی آواز سن رہے... وقت مہادھابی خاموش اور گم صم بیٹھا ہوا تھا۔صرف یہ... پیتھی جاننے والے آپ سے اور ایک دوسرے...

... اگر اس وقت مہادھابی بھی بول رہا ہوتا تو کسی بھی ... جاننے والے کا فون آپ کے پاس نہ آتا۔''

... کر بولا۔'' میڈم! کیا آپ مجھے مکار اور دھوکے ... ہیں؟ کیا آپ یہ کہنا چاہتی ہیں کہ میں اپنے سیون ... وفادار نہیں ہوں؟ انہیں دھوکا دے رہا ہوں؟''

... وہ بولی۔'' جو بات میرے دماغ کو کھٹکتی ہے،وہ میں صاف کہہ دیتی ہوں۔اور صرف کہتی نہیں ہوں۔اسے ... بھی کرکے دکھاتی ہوں۔آج نہیں تو کل یہ ثابت کر... کہ آج تم تینوں کی طرف سے ہی ہم پر حملے ہوئے تھے۔''

وہ اٹھ کر کھڑی ہوگئی پھر بولی۔'' جمائلہ! چلو یہاں سے ... تینوں نے اپنی موت کو للکارا ہے۔''

جمائلہ اٹھ کر کھڑی ہوگئی۔بلڈرون نے کہا۔'' جسٹ ... میڈم! ذرا ہماری بات سن لیں۔اس طرح آپس ... نا اتفاقی ہوگی تو ہم سب کا نقصان ہوگا۔یہ تینوں ٹیلی پیتھی جاننے والے ہمارے وفادار ہیں۔آپ سے بھول چوک بھی ... ہے۔''

وہ بولی۔'' میں پہلے ان کا جرم ثابت کروں گی۔پھر ... موت کے گھاٹ اتاروں گی۔اور اس وقت آپ ... میں سے کوئی مجھے روک نہیں پائے گا۔''

وہ جمائلہ کا ہاتھ پکڑ کر جانے لگی۔کئی بلڈرز ان کے پیچھے پیچھے چل رہے تھے۔ایک نے کہا۔'' میڈم! جیسے ہی ہمیں اطلاع ملی کہ آپ دونوں پر حملہ کیا گیا ہے۔ہم نے کئی سکیورٹی گارڈز آپ کے بنگلے میں بھیج دیے ہیں۔وہ بنگلے کے اندر اور باہر ڈیوٹی انجام دیتے رہیں گے۔''

دوسرے بلڈر نے کہا۔'' آپ سے یہی امید ہے کہ پہلے آپ ان تینوں کا جرم ثابت کریں گی پھر انہیں سزا دیں گی اس وقت ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔''

اس نے کوئی جواب نہیں دیا۔جمائلہ کے ساتھ کار میں بیٹھ کر وہاں سے چلی گئی۔اس کے جانے کے بعد ایک بلڈر نے پسینہ پونچھتے ہوئے کہا۔'' یہ بہت خطرناک عورت ہے بے شک جمائلہ اسے ماں بنا کر اپنے قابو میں رکھے گی،پھر بھی ہمیں بہت محتاط رہنا ہوگا۔''

وہ تینوں ٹیلی پیتھی جاننے والے بھی ان کے پیچھے باہر آگئے تھے۔ایک بلڈر نے ان سے کہا۔'' ہم نہیں جانتے کہ تم نے ان پر حملہ کیا ہے یا نہیں؟ لیکن ماضی میں اس میڈم سے ... بار بار کھاچکے ہو۔یہ جانتے ہو،جب یہ چیلنج کرتی ہے تو ... ضرور پورا کرتی ہے۔اس نے کہا ہے،تمہارا جرم ثابت کرے گی تو پھر ثابت کیے بغیر تمہیں نقصان نہیں پہنچائے گی۔''

دوسرے بلڈر نے کہا۔'' اور جب تمہیں جانی نقصان پہنچے گا تو ہم اسے الزام نہیں دیں گے۔کیونکہ وہ تمہیں مجرم ثابت کرچکی ہوگی۔''

ایک اور بلڈر نے کہا۔'' اب بھی وقت ہے۔اگر تم لوگوں نے جمائلہ پر حملہ کرایا تھا تو ابھی اقرار کرلو۔ہم تمہیں معاف کرسکتے ہیں اور میڈم سے بھی معافی دلا سکتے ہیں۔''

ان تینوں کو یقین تھا کہ سونیا کبھی ان کا جرم ثابت نہیں کرسکے گی۔وہ ہوا میں تیر چلا گئی ہے۔وہ تیر ان کے نشانے پر کبھی نہیں آئے گا۔ڈاؤکوم کو برا نے کہا۔'' سر! ہم برسوں سے آپ کے تابعدار ہیں۔نہ آپ سے جھوٹ بولیں گے،نہ آپ کو دھوکا دیں گے۔میڈم کو خواہ مخواہ ہم پر شبہ ہوگیا ہے۔اچھا ہے کہ وہ ہمارے خلاف انکوائری کریں اور دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی کریں۔آخر میں ثابت ہوجائے گا کہ ہم پانی نہیں ہیں۔خالص دودھ ہیں۔''

سونیا اور جمائلہ اپنے بنگلے میں پہنچ گئی تھیں۔وہاں اندر اور باہر چھ سکیورٹی گارڈز موجود تھے۔ان کے سکیورٹی افسر نے کہا۔'' میڈم! گارڈز کی ڈیوٹی بدلتی رہے گی۔یہاں دن رات آپ دونوں کی حفاظت کی جائے گی۔''

وہ دونوں بیڈروم میں آگئیں۔جمائلہ نے پوچھا۔'' مما! ہم کس طرح ثابت کریں گے کہ ان تینوں نے ہم پر حملہ کرایا ہے؟''

سونیا نے اسے بڑی گہری نظروں سے دیکھا پھر کہا'' رات ہونے دو۔تم تبدیل ہوجاؤ گی۔پھر میں جو کہوں گی تم وہ کروگی۔''

جمائلہ مسکراتی ہوئی اس کے قریب آئی پھر اس کی گردن میں بانہیں ڈال کر بولی۔'' میں اب بھی آپ کی بیٹی ہوں اور تبدیل ہونے کے بعد بھی ایک فرمانبردار بیٹی رہوں گی۔آپ جو حکم دیں گی،وہ کروں گی۔''

وہ سونیا سے پہلے ہی متاثر تھی۔یوں کہنا چاہیے کہ وہ ماں بننے سے پہلے ہی اس کے حواس پر چھاگئی تھی اور آج اس نے جس چالاکی اور پھرتی سے دو حملہ آوروں کو ناکام بنایا تھا یہ صرف اسی کا کام تھا۔ورنہ وہاں کتنے ہی مسلح گارڈز اور پولیس والے تھے۔ان میں سے کوئی گولی چلانے والوں کو تلاش نہیں کرسکا تھا۔

وہ سونیا کے گلے لگی ہوئی تھی۔اور یہ سوچ کر خوش ہورہی تھی کہ اس نے اسے ماں بنا کر دانشمندی کا ثبوت دیا ہے

دن کے وقت جب وہ کمزور ہو جاتی ہے تب یہ ماں ہی اس کی محافظ بن کر رہ سکتی ہے۔ وہ دل ہی دل میں کہہ رہی تھی ''اب تو میں کبھی اپنی اس مما کو نہیں چھوڑوں گی۔ یہ اپنوں میں کبھی نہیں جائیں گی۔ صرف مجھے اپنا بنا کر ہمیشہ میرے ساتھ رہا کریں گی۔''

☆☆☆

اعلیٰ بی بی کو ہم سب عالی کہہ کر مخاطب کیا کرتے تھے وہ دہلی میں تنہا رہ گئی تھی۔ پورس' شیوانی اور عدنان کے ساتھ ممبئی میں تھا۔ جمیلہ اور نبیلہ کی المناک موت کے بعد پارس بھی دہلی چھوڑ چکا تھا۔

عالی نے خیال خوانی کے ذریعے پورس سے رابطہ کیا۔ اس سے پوچھا۔ ''اب وہ ماں بیٹے کیسے ہیں؟ عدنان پریشان تو نہیں کر رہا ہے؟''

پورس نے کہا۔ ''دونوں بہت خوش ہیں۔ دن رات ایک ساتھ رہتے ہیں۔ نہ بیٹا ماں کو چھوڑتا ہے، نہ ماں بیٹے سے الگ ہونا چاہتی ہے۔ تم وہاں اکیلی کیا کر رہی ہو؟ یہاں چلی آؤ۔''

''میں یہی سوچ رہی ہوں۔ کل ممبئی جانے والی کسی فلائٹ میں ایک سیٹ حاصل کروں گی۔ اور تمہارے شریر بیٹے کے پاس پہنچ جاؤں گی۔''

''مما کا کچھ پتا چلا؟''

''نہیں۔ ہم سب اب تک اندھیرے میں بھٹک رہے ہیں۔ مما تک پہنچنے کا کوئی راستہ، کوئی اشارہ نہیں مل رہا ہے۔''

پورس نے ایک گہری سانس لے کر کہا۔ ''ہماری ماما روحانی ٹیلی پیتھی کے ذریعے سب کچھ معلوم کر سکتی ہیں۔ لیکن وہ ایسا نہیں کر رہی ہیں۔ صاف کہتی ہیں کہ وہ قدرتی معاملات میں مداخلت نہیں کریں گی۔ بس یہ کہہ کر تسلی دی ہے کہ ہماری مما ایک دن ضرور ہمارے پاس آئیں گی۔''

''اب تو ہمیں اسی دن کا انتظار کرنا ہے۔ آج سے پہلے ہم کبھی اس طرح بے بس اور مجبور نہیں ہوئے تھے۔ بہرحال میں کل تمہارے پاس پہنچ رہی ہوں۔''

دوسرے دن وہ ایک ٹیکسی میں بیٹھ کر ایرپورٹ پہنچ گئی اس کی سیٹ کنفرم ہو چکی تھی۔ وہ بورڈنگ کارڈ حاصل کرنے کے لیے کاؤنٹر کی طرف گئی تو ایک جوان کو دیکھ کر ذرا رُک گئی۔ کتنے ہی خوبرو اور اسمارٹ نوجوان دن رات اس کی نگاہوں کے سامنے سے گزرتے رہتے تھے۔ وہ کبھی کسی کو نظر بھر کے نہیں دیکھتی تھی۔ پہلی بار اس جوان کو دیکھ کر دل نے کہا ''رُک جاؤ۔'' وہ رُک گئی۔

ہماری دنیا میں جگہ جگہ بے شمار حُسن بکھرا پڑا ہے ضروری نہیں ہے کہ دل کسی حسینہ پر یا خوبرو پر آ جائے۔ یہ دل کے معاملات بڑے عجیب ہوتے ہیں خوبصورت ہو یا نہ ہو لیکن جو دل کو بھا جاتا ہے تو وہ سب سے خوبرو جوان لگتا ہے اور قدرتی طور پر پہلی ہی نظر میں اس کی طرف کھنچنے لگتا ہے۔

عالی نے بھی پہلی بار محسوس کیا کہ دل بے اختیار اجنبی کی طرف کھنچا جا رہا ہے۔ تمام مسافر بورڈنگ کارڈ حاصل کرنے کے لیے ایک قطار میں کھڑے ہوئے تھے وہ بھی اس کے پیچھے آ کر کھڑی ہو گئی۔

اس نے سر گھما کر اسے دیکھا پھر ایک طرف ہٹ کر بولا ''تم پیچھے کیوں ہو؟ آگے آ جاؤ۔''

وہ بولی۔ ''اصول کے مطابق تم پہلے آئے ہو۔ تمہیں پہلے بورڈنگ کارڈ حاصل کرنا چاہیے۔''

''کوئی فرق نہیں پڑتا۔ میں تمہارے بعد حاصل کر لوں گا۔''

پھر اس نے کچھ سوچ کر کہا۔ ''ایسا بھی ہو سکتا ہے تم وہاں جا کر آرام سے بیٹھو، اور اپنا ٹکٹ مجھے دے دو۔ میں یہاں لائن میں کھڑا رہوں گا اور تمہارا بورڈنگ کارڈ بھی حاصل کر لوں گا۔''

اسے دیکھنے کے بعد عالی کے ذہن کے کسی گوشے میں یہ بات آئی تھی کہ ہمسفر اسی جوان کو ہونا چاہیے۔ اس نے ٹکٹ اسے دے دیا۔ اب ایک ساتھ بورڈنگ کارڈ حاصل کرنے کا مطلب یہی ہوتا کہ دونوں کو ایک دوسرے کے ساتھ سیٹیں ملتیں۔

وہ وہاں سے چلتی ہوئی ذرا فاصلے پر ایک نشست پر جا بیٹھ گئی۔ اس کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کی ضرورت تھی۔ یہ خیال تھا کہ وہ قد آور صحت مند جوان ہے۔ ہو سکتا ہے۔ اور اس کی سوچ کی لہروں کو محسوس کر کے روک سکتا ہے۔

پھر بھی اس نے خیال خوانی کی پرواز کی۔ اس کے دماغ میں پہنچی تو فوراً ہی جگہ مل گئی۔ اس نے عالی کی سوچ کی لہروں کو محسوس نہیں کیا۔ جو افراد جسمانی طور پر صحت مند ہوتے ہیں وہ ذہنی طور پر بھی صحت مند ہوا کرتے ہیں۔ کوئی معمولی بات ہوتی ہے تو اپنے اندر اسے محسوس کرتے ہیں بات سمجھ میں نہ آئے تو ایک ذرا سی بے چینی میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔

اس کے ساتھ ایسی کوئی بات نہیں ہوئی تھی۔ وہ ذرا سی

بے چینی میں مبتلا نہیں تھا۔ آرام سے قطار میں کھڑا ہوا اپنی باری کا انتظار کر رہا تھا۔ اس کے خیالات نے بتایا کہ اس کا نام مُراد علی باچا ہے۔ وہ پاکستان کے شمال مغربی علاقے سوات سے آیا ہے۔ وہاں اس کی اچھی خاصی زمین جائداد تھی۔ دل میں جوانی کا جوش اور جذبہ تھا۔ ایک جگہ سکون سے رہنا نہیں چاہتا تھا۔ دنیا گھوم کر دیکھنا چاہتا تھا۔ ٹی وی اور بے شمار چینلز کے ذریعے انڈین فلمیں، انڈین ڈرامے، ناچ گانے وغیرہ دیکھنے میں آتے تھے۔ اس میں شبہ نہیں کہ ہندوستانی اپنی تہذیب، کلچر، ثقافت، رسم و رواج اور زبان مختلف چینلز کے ذریعہ دنیا کے ہر کونے میں پہنچا رہے ہیں۔ سرحدی علاقوں میں پشتو زبان بولی جاتی ہے۔ وہاں اردو زبان پچاس فی صد لوگ سمجھ پاتے ہیں اور بول پاتے ہیں ان پچاس فی صد میں زیادہ ایسے افراد ہیں جو ہندوستانی چینلز دیکھتے دیکھتے ہندی زبان سمجھنے اور بولنے لگے ہیں۔ نمستے، آشیرواد، مان مریادا، پرم پرا اور اسمبھو جیسے مشکل الفاظ کے معنی سمجھ لیتے ہیں۔ ہنسی مذاق کے طور پر ایک دوسرے سے بولتے بھی ہیں۔

کتنے ہی ممالک میں مسلمان لڑکیاں ساڑھی پہننے کا شوق رکھتی ہیں۔ ماتھے پر بندیا لگاتی ہیں۔ یہ مسلمانوں کے سوچنے اور غور کرنے کا مقام ہے کہ ان کی جوان نسل ہندوستانی کلچر سے اتنی متاثر کیوں ہو رہی ہے؟ لیکن یہ حقیقت ناقابلِ تردید ہے کہ ہندوستانی چینلز دنیا کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک شوق سے دیکھے جا رہے ہیں۔ اور ہر مذہب اور ہر فرقے والوں کے دماغ میں جگہ بنا رہے ہیں۔ اس پہلو سے انڈین پالیسی بہت کامیاب ہو رہی ہے۔

مُراد علی باچا بھی ہندوستانی رسم و رواج اور ناچ گانوں سے متاثر ہو کر ہندوستان آیا تھا۔ پشاور سے اسلام آباد اور اسلام آباد سے پھر دہلی پہنچا تھا۔ اب دہلی سے ممبئی کی فلم نگری دیکھنے جا رہا تھا۔

وہ فطرتاً ایک سیدھا سادا سا جوان تھا۔ دور دراز کے ایک علاقے سے آیا تھا۔ اس لیے دنیاوی ہیرا پھیریوں اور چالبازیوں کو نہیں سمجھتا تھا۔ انڈین فلمیں دیکھ دیکھ کر اسے سماجی اور سیاسی چالبازیوں کا علم ہوتا رہا تھا۔ وہ بالکل اناڑی بھی نہیں تھا۔ اوپر سے سیدھا سادا سا دکھائی دیتا تھا لیکن اندر سے بہت گہرا اور محتاط رہنے والا جوان تھا۔

عالی اس کے خیالات پڑھتے پڑھتے چونک گئی۔ وہ کاؤنٹر پر پہنچ کر کہہ رہا تھا۔ ''مجھے کوئی ایسی سیٹ دیں، جو لیڈیز کے ساتھ نہ ہو۔''

کمپیوٹر کے سامنے بیٹھی ہوئی خاتون نے کہا۔ ''لیکن آپ کے ساتھ تو آل ریڈی مس کشش ہیں۔''

''یہ میرے ساتھ نہیں ہیں۔ آپ ان کی سیٹ الگ رکھیں۔''

عالی وہاں کشش کے فرضی نام سے رہتی تھی۔ اسے یہ سن کر حیرانی ہوئی کہ وہ عورتوں سے کتراتا ہے۔ وہ اس کے ساتھ سفر نہیں کرنا چاہتا۔ وہ خیال خوانی کے ذریعے اس خاتون کے اندر پہنچ گئی۔ جو بورڈنگ کارڈ میں سیٹ نمبر درج کر رہی تھی۔ اس نے عالی کی مرضی کے مطابق مُراد کے لیے اس کے برابر والی سیٹ کنفرم کر دی۔ وہ بورڈنگ کارڈ لے کر عالی کے پاس آیا۔ اس نے اسے وہ کارڈ پڑھنے کا موقع نہیں دیا۔ اس سے اپنا کارڈ لے کر اس کا شکریہ ادا کیا پھر کہا۔ ''تم بہت اچھے ہو۔ تم نے مجھے قطار میں کھڑے رہنے کی زحمت سے بچا لیا۔''

اس نے کہا۔ ''بات اصل میں یہ ہے کہ میں کسی عورت یا لڑکی کو اپنے پیچھے نہ آنے دیتا ہوں، نہ کھڑے رہنے دیتا ہوں۔''

وہ مسکرا کر بولی۔ ''تو پھر میں تمہارے آگے کھڑی ہو سکتی تھی۔''

وہ انکار میں سر ہلا کر بولا۔ ''تم نہیں سمجھیں۔ صرف پیچھے رہنے کی بات نہیں ہے۔ میں پٹھان ہوں، کسی عورت کو اپنے آگے نہیں دیکھ سکتا۔ ویسے بھی میں کسی بھی لڑکی کو آگے، پیچھے دائیں، بائیں اپنے قریب دیکھتا ہوں تو میری حالت کچھ عجیب سی ہو جاتی ہے۔''

''کیا تم لڑکیوں سے گھبراتے ہو؟''

''میں اپنے باپ' دادا سے یہ سنتا آ رہا ہوں کہ عورت بظاہر کم عقل ہوتی ہے، لیکن اندر سے بڑی چالاک ہوتی ہے مرد کو اُلو بنا دیتی ہے۔ اس لیے عورتوں سے دور رہنا چاہیے۔''

''تو پھر تم پیدا ہوتے ہی اپنی ماں سے دور ہو گئے ہو گے؟''

وہ بولا۔ ''ماں کی بات الگ ہے۔''

''تو پھر اپنی بہن سے دور رہتے ہو گے؟''

''بہن کی بات بھی الگ ہے۔ تم نہیں سمجھو گی۔ ماں اور بہنیں اس انداز میں نقصان نہیں پہنچاتیں، جس انداز میں دوسری لڑکیاں پہنچاتی ہیں۔''

عالی نے مسکراتے ہوئے معنی خیز انداز میں پوچھا۔ ''اور لڑکیوں کا وہ دوسرا انداز کیا ہوتا ہے؟''

اس نے جھینپ کر دوسری طرف دیکھا۔ پھر پلٹ کر کہا۔ ''اچھا۔ میں چلتا ہوں۔''

وہ تیزی سے چلتا ہوا اس کی نظروں سے اوجھل ہو گیا۔ وہ اس پہلو سے اس کے خیالات پڑھنے لگی کہ وہ لڑکیوں سے کیوں کتراتا ہے؟ جبکہ انڈین فلمیں دیکھتا ہے۔ کئی ہیروئنوں کو پسند کرتا ہے۔ انہیں قریب سے دیکھنے کے لیے ممبئی جا رہا ہے۔ پھر اس سے کیوں کترا رہا ہے؟

عالی نے اس کے اندر سوچ پیدا کی۔ ''ابھی میں نے کشش نامی جس لڑکی کا بورڈنگ کارڈ حاصل کیا ہے، کیا وہ اچھی نہیں ہے؟ خوبصورت نہیں ہے؟ پُرکشش نہیں ہے؟''

اس نے ایک گہری سانس لے کر سوچا۔ ''اپنے نام کی طرح بہت ہی پُرکشش ہے۔ انڈین چینل کے ایک ڈرامے کی ہیروئن کا نام کشش ہے۔ جب سے میں نے وہ ڈراما دیکھا ہے، تب سے یہ نام مجھے بہت اچھا لگتا ہے۔''

وہ سوچ رہا تھا۔ ایسے وقت عالی اس کے تصور میں تھی۔ جبکہ وہ اسے پیچھے چھوڑ آیا تھا۔ لیکن اندر ہی اندر اس کی طرف کھنچا جا رہا تھا۔ عالی نے پھر اس کے اندر یہ سوچ پیدا کی۔ ''جس لڑکی کو پیچھے چھوڑ آئے ہو، وہ حسین بھی ہے اور پُرکشش بھی ہے۔ پھر تم کیوں بھاگ رہے ہو؟''

وہ ایک گہری سانس لے کر سوچنے لگا۔ ''آہ! کیا بتاؤں کتنی حسین ہے؟ اپنے نام کی طرح اپنی طرف کھینچ رہی ہے۔ جینز اور ٹی شرٹ میں ایشوریا رائے لگ رہی ہے۔ جب دانتوں کی نمائش کرتے ہوئے مسکراتی ہے تو مادھوری ڈکشٹ دکھائی دیتی ہے۔ جب وہ میرے پاس سے چلتی ہوئی دور کرسی کی طرف گئی تھی تو مجھے ایسا لگ رہا تھا، جیسے سشمیتا سین حسینہ عالم کے اسٹیج پر کیٹ واک کرتی جا رہی ہو۔ اس کی آنکھیں اور کمان جیسی تنی ہوئی بھنویں شلپا شیٹھی جیسی ہیں۔ جب وہ بولتی ہے تو کاجل کی طرح کوکتی ہے۔ جب ہنستی ہے تو لگتا ہے، اس کے ساتھ ساری دنیا ہنس رہی ہے۔''

اس نے بہت دور جا کر سر گھما کر اسے دیکھا۔ پھر پلٹ کر جاتے ہوئے سوچنے لگا۔ ''اس لڑکی کشش میں کس قدر کشش ہے اس کا اندازہ اس طرح لگایا جا سکتا ہے کہ انڈین فلم انڈسٹری کی تمام نامور حسینائیں اس کے اندر جمع ہو گئی ہیں۔ اسے جس زاویے سے بھی دیکھو، کوئی نہ کوئی انڈین دکھائی دیتا ہے۔''

عالی اس کے خیالات پڑھ رہی تھی اور یہ سوچ کر بور ہو رہی تھی کہ عجیب شخص ہے۔ اسے مجھ میں میری اپنی ذات دکھائی نہیں دے رہی ہے۔ میرے اندر تمام فلمی ہیروئنوں کو دیکھ رہا ہے۔

اس نے سوال پیدا کیا۔ ''جب میں اتنی ہیروئنوں کو پسند کرتا ہوں اور وہ تمام ہیروئنیں مجھے اس لڑکی میں دکھائی دے رہی ہیں تو پھر میں اس سے دور کیوں بھاگ رہا ہوں؟''

وہ ایک سرد آہ بھر کر بولا۔ ''آہ! میں سمجھ نہیں پا رہا ہوں کہ میرے ساتھ کیا ہو رہا ہے؟ جب سے ہندوستان آیا ہوں تب سے یوں لگ رہا ہے، جیسے کسی نے مجھ پر جادو کر دیا ہو۔ کبھی کبھی میں اپنے اختیار میں نہیں رہتا ہوں۔ بے اختیار کوئی ایسی حرکت کر بیٹھتا ہوں، جو میرے مزاج کے خلاف ہوتی ہے۔ اب یہی بات میری سمجھ میں نہیں آ رہی ہے کہ یہ لڑکی کشش مجھے بہت اچھی لگ رہی ہے۔ میں اس کے قریب جانا چاہتا ہوں لیکن اس سے اس لیے کترانا چاہتا ہوں کہ زیادہ دیر قریب رہوں گا تو میرے اندر زنانہ پن پیدا ہو جائے گا۔ اور میں کسی زنخے کی طرح حرکتیں کرنے لگوں گا۔''

ایسی عجیب اور بے تکی بات سن کر عالی چونک گئی۔ اس نے اس کے اندر سوچ پیدا کی۔ ''کیا میں کشش کے قریب رہوں گا تو میرے اندر زنانہ پن پیدا ہو جائے گا؟''

''صرف کشش کی بات نہیں ہے۔ اس سے پہلے بھی ایسا ہو چکا ہے۔ یہاں آنے کے بعد مجھے ایک ہندوستانی لڑکی بہت اچھی لگ رہی تھی۔ میں اس سے دوستی کرنا چاہتا تھا لیکن جب بھی اس کے قریب جاتا تھا تو عورتوں کی طرح ہاتھ نچا نچا کر اور مٹک مٹک کر باتیں کرنے لگتا تھا۔ میں اس سے کہنا چاہتا تھا، تم سے محبت کرتا ہوں۔ لیکن منہ سے یہ نکلتا تھا کہ میں تم سے محبت کرتی ہوں۔ تمہاری پریمیکا بن کر رہنا چاہتی ہوں۔''

مُراد نے ایسا سوچتے سوچتے ایک گہری سانس لی پھر سوچا۔ ''جب میں نے دیکھا کہ میری جنس بدل رہی ہے اور میرے اندر کی مردانگی کو ٹھیس پہنچ رہی ہے تو میں فوراً ہی اس لڑکی سے دور ہو گیا۔ اس سے دور ہوتے ہی میرے اندر پھر پہلے جیسی مردانگی پیدا ہو گئی۔''

یہ ایسی بے تکی اور ناقابلِ یقین بات تھی، جسے ذہن تسلیم نہیں کر رہا تھا۔ لیکن اس کے چور خیالات جھوٹ نہیں بول سکتے تھے۔ اور یہ بات قابلِ غور تھی کہ ہندوستان آنے کے بعد اس کے ساتھ ایسا ہو رہا تھا۔

یہ سوال نہایت ہی اہم تھا کہ یہاں آنے کے بعد اس کے اندر ایسی تبدیلی کیوں آ گئی ہے کہ وہ عورتوں کے قریب جاتے ہی تبدیل ہو جاتا ہے۔ اور اس کے اندر آپ ہی آپ زنانہ پن پیدا ہو جاتا ہے۔ یہ کیا راز تھا؟ عالی اس راز کی

تک پہنچنے کے لیے بے چین ہوگئی۔

وہ جہاز میں اپنی سیٹ پر آ کر بیٹھ گئی۔ دو چار منٹ کے بعد مُراد وہاں آیا تو اسے اپنی برابر والی سیٹ پر دیکھ کر حیرانی سے بولا۔ ''تمہاری سیٹ یہاں نہیں ہے، کسی دوسری جگہ ہے۔ یہ تو میری سیٹ ہے۔''

وہ بولی۔ ''تمہاری سیٹ یہاں میرے برابر ہے۔ بیٹھ جاؤ۔''

وہ پریشان ہو کر ادھر ادھر دیکھنے لگا۔ ایر ہوسٹس نے آ کر پوچھا۔ ''اینی پرابلم؟ مے آئی ہیلپ یو؟''

اس نے عالی کو دیکھا پھر جھجکتے ہوئے ایر ہوسٹس سے کہا۔ ''وہ...... بات یہ ہے کہ میں کسی دوسری سیٹ پر بیٹھنا چاہتا ہوں۔''

ایر ہوسٹس نے آگے پیچھے دور تک دیکھتے ہوئے کہا۔ ''سوری سر! یہاں تو کوئی سیٹ خالی نہیں ہے۔ پیچھے ایک لیڈی کے پاس خالی سیٹ ہے۔ کیا وہاں بیٹھنا پسند کریں گے؟''

اس نے دل میں سوچا۔ ''یہاں بھی لڑکی۔ وہاں بھی خاتون۔ میں کیا کروں؟''

عالی زیرِ لب مسکرا رہی تھی۔ ایر ہوسٹس نے پوچھا۔ ''آخر آپ کی پرابلم کیا ہے؟''

''میں اپنی پرابلم خود نہیں سمجھ پا رہا ہوں۔ بہر حال مجھے بیٹھنا ہی پڑے گا۔''

وہ عالی کے ساتھ والی سیٹ پر بیٹھ گیا۔ وہ بولی۔ ''تم تو مجھ سے ایسے کترا رہے ہو، جیسے مجھے کوئی متعدی مرض لاحق ہو میرے ساتھ بیٹھو گے تو تمہیں بھی بیماری لگ جائے گی۔''

وہ بولا۔ ''نہیں۔ ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ پلیز مائنڈ نہ کرو۔ میں یہاں کیوں نہیں بیٹھنا چاہ رہا تھا، یہ سمجھا نہیں سکوں گا۔''

''اب تو بیٹھ گئے ہو۔ کہیں کانٹے تو نہیں چبھ رہے ہیں؟''

''پلیز مجھے طعنے نہ دو۔ کوشش کرو کہ خاموشی سے سفر کٹ جائے۔''

اس کی سوچ کہہ رہی تھی۔ ''کشش خاموش ہی رہے تو اچھا ہے۔ یہ بولے گی یا اپنی طرف سے محبوبانہ رویہ اختیار کرے گی اور میں بھی مجبور ہو جاؤں گا تو پھر میرے ساتھ وہی ہوگا جو اب تک ہوتا آیا ہے اور میں اپنے اندر زنانہ پن پیدا کر کے تماشا نہیں بننا چاہتا۔''

عالی نے دل میں سوچا۔ ''اسے چھیڑنا ہی ہوگا۔ یہ دیکھنا ہوگا کہ اس کے اندر کیسے تبدیلی آتی ہے؟''

جہاز کی پرواز کا وقت ہو چکا تھا۔ ہدایت کے مطابق سب اپنی اپنی سیٹ بیلٹ باندھ رہے تھے۔ وہ اپنی بیلٹ باندھتے ہوئے بولی۔ ''پتا نہیں۔ میرے اندر کچھ عجیب سا ہو رہا ہے۔''

اس نے پوچھا۔ ''کیا تم پہلی بار جہاز میں سفر کر رہی ہو؟''

''ایسی بات نہیں ہے۔ میں تو دنیا کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک سفر کرتی رہتی ہوں...... مگر......''

اس نے جان بوجھ کر بات ادھوری چھوڑ دی۔ اس نے پوچھا۔ ''مگر کیا؟''

''وہ بات اصل میں یہ ہے کہ جب سے تمہیں دیکھا ہے میرے دل میں کچھ کچھ ہونے لگا ہے۔''

وہ ایکدم سے چونک گیا۔ پھر گھبرا کر بولا۔ ''یہ۔ یہ کیا کہہ رہی ہو؟''

''جو ہو رہا ہے۔ وہی کہہ رہی ہوں۔''

وہ بے چینی سے پہلو بدل رہا تھا، دوسری طرف منہ پھیر کر بولا۔ ''یہ سراسر بے حیائی ہے۔ لڑکیوں کو ایسی باتیں نہیں کرنی چاہئیں۔''

وہ اس کے اندر پہنچ کر اس کی سوچ میں بولی۔ ''میں کیوں اس سے کترا رہا ہوں؟ مجھے مرد بننا چاہیے۔ یہ محبت کا اظہار کر رہی ہے تو مجھے پیچھے نہیں ہٹنا چاہیے۔''

اس کی سوچ نے کہا۔ ''میرا دل اس کی طرف کھنچا جا رہا ہے۔ واقعی یہ کشش ہے۔ لیکن میں تماشا نہیں بننا چاہتا۔''

عالی نے اس کی سوچ میں کہا۔ ''میں خواہ مخواہ گھبرا رہا ہوں۔ کوئی ضروری نہیں ہے کہ ہمیشہ ایسا ہی ہو۔ مجھے ایک بار اپنے آپ کو آزمانا چاہیے۔''

''میں ایک نہیں، دو بار آزما چکا ہوں اور دونوں بار میرے ساتھ یہی ہوا ہے۔''

عالی کی سوچ نے کہا۔ ''تیسری بار ایسا نہیں ہوگا۔ مجھے اللہ کا نام لے کر محبت کا جواب محبت سے دینا چاہیے، حوصلہ کرنا چاہیے۔ میں مرد ہوں، بزدل نہیں ہوں۔ پٹھان بچہ ہوں، جب اپنی ضد پر آتا ہوں تو وہ ضد ضرور پوری کرتا ہوں۔''

عالی اس کے اندر تحریک پیدا کر رہی تھی اور وہ سمجھ رہا تھا کہ اس کے اندر مردانہ غیرت اسے للکار رہی ہے۔ آخر وہ اس بات پر مائل ہو گیا کہ ایک بار اور آزمانا چاہیے۔ یہ مجھے بہت اچھی لگ رہی ہے، مجھے بھی اس سے محبت کا اظہار کرنا چاہیے۔

جہاز رن وے پر دوڑتا ہوا فضا میں بلند ہو رہا تھا۔ اس نے عالی کی طرف گھوم کر اسے دیکھا۔ وہ اسے دیکھ کر مسکرانے لگی۔ وہ بھی مسکرانے لگا۔ وہ بولی۔ ''چپ کیوں ہو؟ اپنے دل کی بات کیوں نہیں کہتے؟''

یکبارگی اس میں تبدیلی آ گئی۔ اس نے بڑے ہی نازو انداز سے ہاتھ نچا کر کہا۔ ''ہائے سکھی ری! تو مجھے بہت اچھی بہت پیاری لگتی ہے۔ کیا میں تیری سہیلی بن سکتی ہوں؟''

عالی شدید حیرانی سے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر اسے دیکھ رہی تھی اور اس کے اندر پہنچ کر اس کے چور خیالات پڑھ رہی تھی۔ یہ معلوم کر رہی تھی کہ وہ سچ مچ تبدیل ہو گیا ہے' اس کے اندر سے یہ بات پیدا ہو رہی ہے کہ وہ عورت ہے اور ...ے عورتوں کے انداز میں ہی بولنا چاہیے۔

عالی پریشان ہو کر سوچنے لگی۔ ایسے وقت اسے کیا کرنا چاہیے؟ اس وقت جہاز کی پرواز ہموار تھی۔ دو ایر ہوسٹس ...دھر سے ادھر آ جا رہی تھیں۔ اور ضروری خدمات انجام دے رہی تھیں مُراد نے عالی کا ہاتھ تھام کر کہا۔ ''ہم دونوں سہیلیاں ایک دوسرے سے اتنی محبت کریں گی کہ کبھی جدا نہیں ہوں گی۔ شادی کا وقت آئے گا تو ایک ہی مرد سے شادی کریں گی۔ سوکنیں بن کر رہیں گی مگر ایک ساتھ رہا کریں گی۔ بولو تمہیں منظور ہے؟''

عالی نے کہا۔ ''مسٹر مُراد! ہوش میں آؤ۔ دیکھو تم کیا ...کہہ رہے ہو اسے سمجھنے کی کوشش کرو۔''

''میں سب سمجھ رہی ہوں۔ میں مُراد نہیں ہوں۔ ...رادن ہوں۔ جب ہمارا دولہا بارات لے کر آئے گا تو پھر ...میں ناچوں گی، گاؤں گی۔ ایسے......''

وہ اپنی سیٹ سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ پھر ہاتھ نچا کر، کمر ...لچکا کر گانے لگا۔ ''راجا کی آئے گی بارات، رنگیلی ہوگی ...رات۔ مگن میں ناچوں گی۔''

تمام مسافر سر گھما گھما کر اسے دیکھنے لگے۔ ہنسنے لگے۔ ...عالی نے اسے پکڑ کر زبردستی سیٹ پر بٹھایا پھر خیال خوانی کے ...ذریعے اس کے اندر پہنچ کر سخت لہجے میں کہا۔ ''میں عورت ...نہیں ہوں، مرد ہوں۔ مجھے مرد کی طرح رہنا چاہیے۔ اپنی ...اس تبدیلی کے خلاف فائٹ کرنی چاہیے۔ میں ایسی تبدیلی پر ...لعنت بھیجتا ہوں۔ لعنت بھیجتا ہوں۔ اگر میرے اندر کوئی ...شیطان گھسا ہوا ہے اور وہ میرے ساتھ ایسی زیادتی کر رہا ...ہے تو میں اس شیطان پر لعنت بھیجتا ہوں۔ لاحول پڑھتا ...ہوں۔ لاحول ولاقوۃ......''

عالی اس کی تبدیلی کے خلاف اس کے اندر مردانگی پیدا کر رہی تھی۔ وہ ذرا سی دیر میں پُرسکون ہو گیا۔ اس نے آنکھیں بند کر لیں۔ اس کی سوچ کہہ رہی تھی۔ ''میں کیسے آنکھیں کھولوں؟ مجھے شرم آ رہی ہے۔ میں نے ایسی حرکت کی ہے کہ تمام مسافر مجھ پر ہنس رہے تھے۔''

عالی کی سوچ نے کہا۔ ''کوئی بات نہیں۔ میں یہ ظاہر کروں گا کہ ذہنی مریض ہوں۔ کبھی کبھی مجھ پر دورہ پڑ جاتا ہے۔ ویسے اب میں نارمل ہوں۔''

اسے عالی کے ذریعے حوصلہ مل رہا تھا۔ اس نے آنکھیں کھول کر اسے دیکھا۔ وہ اس کے ہاتھ کو تھپک کر بولی۔ ''کوئی بات نہیں۔ مجھ سے محبت کا اظہار نہ کرو۔ میں بھی تم سے محبت نہیں کرتی ہوں۔ تم بھی نہ کرو اور ابھی یہ جو کچھ ہوا اسے بھول جاؤ۔ ہماری دنیا میں، ہماری زندگی میں بہت کچھ عجیب ہوتا رہتا ہے۔ جو بات ناگوار ہوتی ہے۔ اسے بھول جانا چاہیے۔''

اس نے کوئی جواب نہیں دیا۔ سر جھکائے بیٹھا رہا۔ عالی نے اس کی سوچ کے ذریعے سوال پیدا کیا۔ ''کیا یہ بات میری سمجھ میں آتی ہے کہ میں اپنے اختیار میں کیوں نہیں رہتا؟ اچانک کیوں تبدیل ہو جاتا ہوں؟''

اس کی سوچ نے کہا۔ ''یہ بات میری سمجھ میں کبھی نہیں آئی۔ میں انڈیا آ کر بہت خوش ہوں کہ یہاں کی فلم نگری میں جاؤں گا اور جنہیں اسکرین پر دیکھتا ہوں، انہیں روبرو دیکھوں گا۔ لیکن یہاں آنے کے بعد پچھتا رہا ہوں، مجھے کیا معلوم تھا کہ میرے اندر ایسی کوئی قدرتی تبدیلی پیدا ہو جائے گی کہ میں اپنے اختیار سے باہر ہو جایا کروں گا؟ جو بات میرے مزاج کے خلاف ہوتی ہے، وہی کرنے لگوں گا۔''

عالی نے اس کے ہاتھ کو تھپکتے ہوئے کہا۔ ''تمہیں مایوس اور شرمندہ نہیں ہونا چاہیے۔ ایک بات پوچھتی ہوں' یہ بتاؤ۔ کیا انڈیا آنے کے بعد تم نے اپنے مزاج کے خلاف کوئی مجرمانہ حرکت بھی کی ہے؟''

اس نے سر جھکا کر کہا۔ ''ہاں۔ مجھ سے مجرمانہ حرکتیں بھی سرزد ہوئی ہیں۔ اسی لیے میں بہت پریشان ہو گیا ہوں۔ اپنے وطن واپس جانا چاہتا تھا۔ فلم نگری جانے کی خواہش مر گئی تھی۔ لیکن میں اپنی مرضی کے مطابق وطن واپس نہ جا سکا۔ اور مرضی کے خلاف ممبئی جا رہا ہوں۔ پلیز، مجھ سے ایسی باتیں نہ پوچھو۔ میں جواب نہیں دے سکوں گا۔''

وہ بولی۔ ''کوئی بات نہیں۔ تم خاموش رہو اور اپنے آپ کو پُرسکون رکھو۔''

وہ چپ چاپ سر جھکائے بیٹھا رہا۔ عالی اس کے چور خیالات پڑھنے لگی۔ جب وہ ہندوستان کے دہلی شہر میں آیا تو دو دن بعد ایک ہندوستانی لڑکی سے سامنا ہوا۔ وہ اسے بہت اچھی لگ رہی تھی۔ اس نے اس سے محبت کا اظہار کرنا چاہا تو اچانک ہی اس کے اندر زنانہ پن پیدا ہوگیا۔ اور وہ عورتوں جیسی حرکتیں کرنے لگا۔

یہ باتیں وہ عالی کو بتا چکا تھا۔ اس کے آگے اس کے دوسرے خیالات نے بتایا۔ ''اس واقعے کے دو دن بعد ایک بھرپور جوان عورت اس کے پاس ہوٹل میں آئی۔ اس نے مُراد سے کہا۔ ''میں ضرورت مند ہوں، تم بھی ضرورت مند ہو میرا پرس خالی ہے اور تمہاری جیب خالی ہے۔''

مُراد اپنے وطن سے ایک لاکھ روپے لے کر آیا تھا۔ یہی اس کا کل اثاثہ تھا۔

اس نے کہا۔ ''میری جیب خالی نہیں ہے۔ میں کنگال نہیں ہوں اور نہ ہی ضرورت مند ہوں۔ تم کہنا کیا چاہتی ہو؟''

وہ بولی۔ ''پہلے تو یہ یقین کرلو کہ تم کنگال ہو۔ تمہیں اچھی خاصی رقم کی ضرورت ہے۔ تم دوسرے ملک سے آئے ہو اور میں اسی ملک کے دوسرے شہر سے آئی ہوں۔ آتے وقت میرے بیگ میں پچاس ہزار روپے تھے۔ لیکن جب یہاں آکر دیکھا تو میرا بیگ خالی تھا۔ تم بھی اپنے بیگ وغیرہ کی تلاشی لو۔ اگر تمہارے پاس رقم ہوگی تو پھر میں تم سے کوئی بحث نہیں کروں گی۔ چپ چاپ چلی جاؤں گی۔''

مُراد نے اپنے بیگ کی تلاشی لی۔ اس نے اس بیگ میں کپڑوں کے نیچے نوے ہزار روپے چھپا کر رکھے تھے۔ لیکن اب وہ رقم وہاں نہیں تھی۔ اس نے حیران ہوکر اس عورت کو دیکھا۔ پھر اپنے دوسرے سامان کی تلاشی لی۔ وہ رقم کہیں نہیں تھی۔

اس عورت نے کہا۔ ''میرا نام لاج ونتی ہے۔ مجھ سے یہ نہ کہنا کہ رقم میں نے چرائی ہے۔ اب سے پہلے نہ میں نے تمہیں دیکھا تھا، نہ تم نے مجھے دیکھا تھا۔ نہ ہماری کہیں ملاقات ہوئی۔ اور نہ ہی میں کبھی تمہارے اس کمرے میں آئی۔''

وہ غصے سے بولا۔ ''تو پھر میری رقم کہاں گئی؟''

''میں کیا بتاؤں کہ کہاں گئی؟ تم پولیس والوں کو بلاؤ، مجھ پر الزام لگاؤ، لیکن مجھ پر چوری کا الزام ثابت نہیں ہوگا۔ کیونکہ میں نے وہ رقم نہیں چرائی ہے۔ میں تو تمہارا نام بھی نہیں جانتی تھی۔ کبھی تمہاری صورت بھی نہیں دیکھی تھی۔''

''تم کوئی فراڈ کررہی ہو۔ تم نے کوئی جادو کیا ہے۔''

وہ بولی۔ ''جے شیو شنکر! بھولے ناتھ کی قسم کھا کر کہتی ہوں۔ میں کوئی جادو نہیں جانتی ہوں اور تم سے کوئی فراڈ نہیں کرنے آئی ہوں۔''

''پھر تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ میں کنگال ہوگیا ہوں؟''

وہ پریشان ہوکر بولی۔ ''میں تمہیں سمجھا نہیں سکوں گی کہ اس شہر میں آنے کے بعد میرے ساتھ کیا ہو رہا ہے؟ میں اپنے اختیار میں نہیں رہی ہوں۔ جو کرنا چاہتی ہوں، وہ نہیں کر پاتی اور جو نہیں کرنا چاہیے، وہ کر گزرتی ہوں۔''

مُراد نے سوچتی ہوئی نظروں سے اسے دیکھا۔ کیونکہ اس کے ساتھ بھی ایسا ہی ہو رہا تھا۔ وہ کہہ رہی تھی۔ ''جب میری رقم چوری ہوگئی، یا اچانک ہی گم ہوگئی تو میرے اندر یہ بات پیدا ہوئی کہ اس ہوٹل کے کمرا نمبر پانچ سو پانچ میں جانا چاہیے۔ وہاں جو شخص ہے وہ بھی میری طرح کنگال ہوگیا ہے۔ اگر وہ میرا ساتھ دے گا تو ہماری گم ہونے والی رقم سے کئی گنا زیادہ دولت ہمیں ملے گی۔''

مُراد نے کہا۔ ''میں تو واقعی کنگال ہوگیا ہوں۔ ہوٹل کا بل بھی ادا نہیں کرسکوں گا۔ میری بڑی بے عزتی ہوگی۔ واپس جانے کے لیے بھی رقم نہیں ہے۔ تم کیا چاہتی ہو؟ مجھ سے کس طرح کا تعاون چاہتی ہو؟ صاف صاف بولو۔''

''سیدھی سی بات ہے۔ دولت کبھی سیدھے راستے سے حاصل نہیں ہوتی۔ زیادہ دولت حاصل کرنے کے لیے کوئی چور راستہ اختیار کرنا پڑتا ہے۔ ہم کہیں ہاتھ کی صفائی دکھائیں گے۔''

''یعنی چوری کریں گے؟ کسی کو مار پیٹ کر اس سے چھینیں گے؟ لیکن آج تک میں نے کبھی کوئی غلط کام نہیں کیا ہے۔''

''بھگوان جانتا ہے، میں نے بھی کبھی کوئی غلط کام نہیں کیا۔ نہ چوری کی، نہ بے حیائی کے راستے دولت کمائی۔ آدمی جب مجبور ہوتا ہے تو پھر انسان سے شیطان بن جاتا ہے۔''

وہ اٹھ کر کھڑی ہوگئی۔ پھر بولی۔ ''تم کوئی واردات نہیں کرنا چاہتے، نہ کرو۔ باہر جاؤ اور کسی کے سامنے ہاتھ پھیلاؤ۔ کوئی تمہیں بھیک میں کتنا دے گا؟ دو روپے، چار روپے، پانچ روپے؟ کیا تم بھیک مانگ کر ہوٹل کا بل ادا کرسکو گے؟ اپنے وطن واپس جاسکو گے؟''

ایسے وقت اچانک ہی مُراد نے اپنے اندر تبدیلی محسوس کی۔ وہ جو کبھی غلط کاموں کے بارے میں سوچتا بھی نہ تھا

فوراً ہی راضی ہوگیا۔ اس نے پوچھا۔ ''کیا تمہارے پاس کوئی پلاننگ ہے؟ ہم کس طرح رقم حاصل کرسکتے ہیں؟''

وہ بولی۔ ''آج دیوالی کی رات ہے۔ اس ہوٹل میں بڑے بڑے رئیس اپنی داشتاؤں یا گرل فرینڈز کے ساتھ آئیں گے۔ اور یہاں کے قمار خانے میں صبح تک لاکھوں روپوں کا جوا کھیلتے رہیں گے۔ ہر سال دیوالی میں اس ہوٹل کا مالک ایک رات میں لاکھوں کروڑوں روپے کما لیتا ہے۔ ہم اس سے اچھی خاصی رقم چھین کر اپنی ضرورتیں پوری کرسکتے ہیں۔''

ایسے کاموں میں بڑی مہارت اور ہوشیاری کی ضرورت ہوتی ہے۔ لاج ونتی اور مُراد نے پہلے کبھی چوری نہیں کی تھی، کوئی غلط کام بھی نہیں کیا تھا۔ پھر بھی انہیں یہ معلوم ہوگیا کہ قمار خانے کے اوپر ہوٹل کے مالک کا کمرا ہے۔ جوئے میں ہارنے والوں کی رقمیں اس کمرے میں پہنچائی جاتی ہیں۔ ہر ایک گھنٹے بعد بڑی بڑی رقمیں آتی رہتی ہیں۔ پھر انہیں گن کر بیگ میں رکھا جاتا ہے۔ صبح چار بجے جوا ختم ہوجاتا ہے۔ قمار خانے کو بند کردیا جاتا ہے۔ پھر آخری رقم اس کمرے میں آتی ہے تو مالک دروازہ بند کرلیتا ہے۔ پھر کسی کو اندر آنے کی اجازت نہیں دیتا۔ وہ تمام رقم لے کر دوسرے دروازے سے ہوٹل کے پیچھے آتا ہے اور اپنی کار میں بیٹھ کر چلا جاتا ہے۔

دیوالی کی اس رات بھی یہی ہوا۔ تین بجے ہوٹل کے مالک نے اپنے کمرے کا دروازہ بند کردیا۔ لاج ونتی اور مُراد کو جیسے آگاہی مل رہی تھی کہ ایسے وقت انہیں کیا کرنا چاہیے؟ وہ کمرے کے اس پچھلے دروازے کے پاس آگئے۔ جہاں سے ہوٹل کا مالک باہر نکلتا تھا۔ وہ بڑے بڑے نوٹوں سے بھرے ہوئے دو بیگ اٹھا کر دروازہ کھول کر باہر جانا چاہتا تو ایسے ہی وقت ٹھٹک گیا۔ دروازے کے پاس وہ دونوں کھڑے ہوئے تھے۔ دروازہ کھولتے ہی مُراد نے اس کے منہ پر ایک زبردست گھونسا جڑ دیا۔

وہ ایک گھونسا ہی اس کے لیے کافی تھا۔ وہ زمین پر گرنے کے بعد پھر وہاں سے اٹھ نہ سکا۔ اور وہ اس کے اٹھنے کا انتظار بھی کرنے والے نہیں تھے۔ دو میں سے ایک بیگ کو لے کر وہاں سے چلے آئے۔

ایسے وقت لاج ونتی اور مُراد نے منہ پر ڈھاٹا باندھا ہوا تھا تاکہ پہچانے نہ جاسکیں۔ لاج ونتی کا کمرا دوسرے ہوٹل میں تھا۔ اس نے کہا۔ ''رقم میں لے جاتی ہوں۔ ابھی تمہارے پاس یہ رقم ہوگی تو تم پر شبہ کیا جائے گا۔ تھوڑی دیر میں پولیس آنے والی ہے۔ تم اپنے کمرے میں جا کر سو جاؤ۔''

وہ اپنے کمرے میں آگیا۔ تھوڑی دیر بعد ہی ہوٹل میں پولیس والے پہنچ گئے تھے۔ اور وہاں ایسے دو مجرموں کو تلاش کررہے تھے جس نے ہوٹل کے مالک پر حملہ کیا تھا اور اسے بے ہوش کرنے کے بعد اس سے رقم چھین کر لے گئے تھے۔

پولیس والے ان مجرموں کو تلاش کرتے ہی رہے۔ دوسرے دن مُراد نے اس ہوٹل کو چھوڑ دیا۔ لاج ونتی کے پاس آگیا۔ اس بیگ میں پچاس لاکھ روپے تھے۔ اس نے اسے پچیس لاکھ دے دیے۔ مُراد نے کہا۔ ''تم تو بہت ہی کام کی عورت ہو۔ کل رات میں کنگال ہوگیا تھا۔ آج تم نے مجھے لکھ پتی بنادیا ہے۔''

وہ بولی۔ ''اگر تم مجھ سے محبت کرو گے، اور ہم ساری زندگی ساتھ رہیں گے تو اسی طرح لکھ پتی اور کروڑ پتی بنتے رہیں گے۔''

مُراد عاشق مزاج نہیں تھا۔ اس عورت پر اس کا دل نہیں آرہا تھا۔ لیکن پتا نہیں کیوں اس کے اندر تبدیلی پیدا ہوئی۔ اس نے محبت کا اظہار کیا تو اچانک ہی اس کے اندر زنانہ پن پیدا ہوگیا۔ دوسری طرف لاج ونتی کے ساتھ بھی یہی ہوا۔ اس نے محبت کا اظہار کیا اور مُراد کے قریب آنا چاہا تو اس کے اندر مردانہ پن پیدا ہوگیا۔ وہ مُراد کی گردن میں بانہیں ڈال کر بولی۔ ''ہائے میری چھمیا! تُو تو بڑی سُندر لگ رہی ہے۔''

مُراد نے اسے پرے دھکیلتے ہوئے کہا۔ ''چل ہٹ یہاں سے موئے! تجھے شرم نہیں آتی؟ پچیس لاکھ میں میری آبرو لوٹنا چاہتا ہے۔''

یہ کہہ کر وہ اپنے حصے کی رقم لے کر وہاں سے بھاگتا ہوا کمرے سے باہر آیا تو پھر اس میں تبدیلی آگئی۔ مردانہ پن واپس آگیا۔ وہ حیران پریشان ہوکر سوچنے لگا کہ یہ اس کے ساتھ کیا ہوجاتا ہے؟

اسے اپنے اس سوال کا جواب نہیں مل سکتا تھا۔ اس سے پہلے بھی اس کے ساتھ ایسا ہی ہوچکا تھا۔ اس نے ایئرپورٹ کے قریب آکر ایک ہوٹل میں کمرا لیا۔ پھر وہاں بیٹھ کر سنجیدگی سے سوچنے لگا۔ ''کیا میں کبھی کسی عورت کے قریب نہیں جاسکوں گا؟ کبھی میری شادی نہیں ہوگی؟ میں اپنی دلہن کے قریب جاؤں گا تو کیا مجھ میں ایسی ہی تبدیلی آجائے گی؟ یہ تو بڑی شرم کی بات ہے۔''

وہ اٹھ کر ٹہلنے لگا۔ اس کے ذہن میں یہی بات آرہی تھی کہ ہندوستان آنے کے بعد اس کے اندر ایسی تبدیلی آئی ہے۔ وہ اپنے وطن میں بالکل نارمل تھا۔ وہاں اپنی ایک رن

کے ساتھ اس کا رومانس چلتا رہا تھا۔ اس کی قربت بھی حاصل ہوئی تھی۔ لیکن اس کے اندر ایسی تبدیلی نہیں آئی تھی۔

اس نے سوچا۔ ''میں فلم نگری دیکھنے آیا تھا، پتا نہیں کس جادو نگری میں پہنچ گیا ہوں؟ مجھے یہاں سے واپس جانا چاہیے۔''

لیکن وہ اپنی مرضی کے مطابق واپس نہ جا سکا۔ اس نے بے اختیار ممبئی جانے کے لیے ایک سیٹ ریزرو کرائی اور اب اس جہاز میں عالی کے ساتھ سفر کرتا ہوا ممبئی کی طرف جا رہا تھا۔

عالی اس کے خیالات پڑھ کر گہری سوچ میں ڈوب گئی۔ جو کچھ معلوم ہوا۔ اس سے صاف ظاہر ہو رہا تھا کہ اس کے دماغ پر کسی نے قبضہ جمایا ہوا ہے۔ اور اسے اپنی مرضی کے مطابق استعمال کرتا رہتا ہے۔

اس نے کن انکھیوں سے مُراد کی طرف دیکھا۔ پھر سوچا۔ ''ضرور کوئی اس کے دماغ میں چھپا رہتا ہے۔ اور اسے مینٹس میں مبتلا کرنے کے لیے ایسے وقت زنانہ پن پیدا کرتا ہے، جب یہ کسی لڑکی سے دلچسپی لینے لگتا ہے۔ پھر اس کے خیالات نے بتایا ہے کہ لاج دنتی کے ساتھ بھی ایسا ہوتا رہا۔ جب اس نے مُراد کے قریب آنا چاہا تو اس کے اندر مردانہ پن پیدا ہو گیا تھا۔''

اس نے کھڑکی سے باہر دیکھا۔ جہاز سفید بادلوں کے درمیان سے گزر رہا تھا۔ وہ سوچ رہی تھی۔ ''جو بھی ٹیلی پیتھی جاننے والا ان دونوں کے دماغوں میں آتا ہے۔ وہ ایسا مذاق ان سے کیوں کر رہا ہے؟ انہیں ایسے وقت تماشا کیوں بنا دیتا ہے، جب یہ کسی عورت کے قریب یا وہ کسی مرد کے قریب جاتی ہے؟ اگر صرف مُراد کے ساتھ ایسا ہوتا تو یہ سوچا جا سکتا تھا کہ شاید اس کے اندر کوئی قدرتی تبدیلی آگئی ہے۔ لیکن نہیں دونوں کے ساتھ ایسا ہو رہا ہے۔ یہ بات ماننے والی نہیں ہے کہ دونوں کے اندر قدرتی تبدیلی آگئی ہے۔''

اس نے مجھے مخاطب کیا۔ ''پاپا! کیا آپ کہیں مصروف ہیں؟''

''بیٹی! ایک ہی اہم مصروفیت رہ گئی ہے۔ دن رات تمہاری مما کو تلاش کرنا۔ اب اس کے سوا اور کوئی دوسرا کام نہیں رہا ہے۔ تم اپنی سناؤ، کہاں ہو اور کیا کر رہی ہو؟''

''میں دہلی سے ممبئی جا رہی ہوں تا کہ عدنان اور پورس بھائی کے ساتھ وقت گزاروں۔ دہلی ایئر پورٹ میں ایک عجیب و غریب نوجوان سے سامنا ہوا ہے۔ وہ اس وقت میرا ہم سفر ہے۔''

میں نے پوچھا۔ ''وہ کن معاملات میں عجیب و غریب ہے؟''

وہ مجھے مُراد علی باجا کے بارے میں تفصیل سے بتانے لگی۔ میں توجہ سے سنتا رہا۔ اس نے پورے حالات بتانے کے بعد پوچھا۔ ''کیا اس سے یہ ظاہر نہیں ہوتا کہ کسی نے اس کے دماغ پر قبضہ جما رکھا ہے؟ اسی طرح لاج دنتی کو بھی کسی نے اپنی معمولہ اور تابعدار بنایا ہے۔ اور ان دونوں کو اپنے لیے استعمال کر رہا ہے؟''

میں نے کہا۔ ''اگر ایسا صرف مُراد کے ساتھ ہوتا تو سمجھا جاتا کہ شاید اس کے اندر قدرتی تبدیلی ہوئی ہے۔ لیکن ایسا لاج دنتی کے ساتھ بھی ہو رہا ہے۔ پھر یہ کہ مُراد نے اس سے پہلے کبھی کوئی غلط کام نہیں کیا، چوری جیسی واردات کی۔ جبکہ لاکھوں روپے جیرا ہوٹل کے مالک سے چھینے۔ اس کے اندر خود بخود مجرمانہ خیالات پیدا نہیں ہوئے۔ اس کے اندر ایسی تحریک پیدا کی گئی۔ ان سب باتوں سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ کسی نے اس کے اور لاج دنتی کے دماغ پر قبضہ جمایا ہے۔ انہیں اپنا تابعدار بنایا ہے۔ لیکن......''

''لیکن کیا پاپا؟''

''ان دونوں نے تقریباً پچاس لاکھ روپے حاصل کیے اور پھر آدھی آدھی رقم آپس میں تقسیم کر لی۔ اگر کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا ان سے ایسے کام کرا رہا ہے تو اس سے اسے کیا فائدہ حاصل ہو رہا ہے؟''

عالی نے کہا۔ ''یہی میں سوچ رہی ہوں۔ اس ٹیلی پیتھی جاننے والے کو ایک پیسے کا فائدہ نہیں ہے تو وہ ایسا کیوں کر رہا ہے؟ کیا وہ کچھ ایب نارمل ہے؟ خیال خوانی کے ذریعے دوسروں کے دماغوں میں جا کر ایسے تماشے کرتا رہتا ہے؟''

''وردان پچھلے تین دنوں سے بالکل خاموش ہے۔ اس نے ہمارے خلاف خیال خوانی نہیں کی ہے۔ ہو سکتا ہے کوئی نئی چال چل رہا ہو؟ مُراد علی کو آلۂ کار بنا کر اس کے ذریعے تمہارے قریب رہنا چاہتا ہو۔ تم پورس، عدنان، شیوانی کے پاس جا رہی ہو۔ اس طرح وہ تمہارے ذریعے پھر شیوانی کے قریب پہنچے گا اور اسے حاصل کرنا چاہے گا۔''

''یس پاپا! ہمارا عدنان بھی اسے کانٹے کی طرح [illegible] ہے۔ وہ اسے نقصان پہنچانے کی ہر ممکن کوشش کرے گا۔''

''جب تک یہ معلوم نہ ہو کہ مُراد کے دماغ پر کس نے قبضہ جمایا ہے؟ وہ کیا کرنا چاہتا ہے؟ کیا وہ واقعی وردان ہے یا کوئی اور ہے؟ تب تک تم عدنان اور شیوانی کے قریب نہ

جاؤ گی۔''

''آل رائٹ پاپا! میں ان سے دور رہوں گی۔ لیکن یہ بھی شاید میرے قریب خود بہ خود نہیں آئے گا۔ نہ ہی مجھ سے دوستی کرے گا۔ دوستی کرنے سے اس کے اندر تبدیلی آ جاتی ہے۔''

''تم نے غور نہیں کیا۔ دوستی کرنے سے تبدیلی نہیں آئے گی۔ جس طرح کہ وہ ابھی تمہارے ساتھ بیٹھا ہوا ہے، ایک دوست، ایک ہمسفر کی حیثیت سے ہے۔ لیکن اس کے اندر کوئی تبدیلی نہیں آئی ہے۔ جب یہ محبت کا اظہار کرے گا تمہارے قریب آنا چاہے گا، تب اس میں تبدیلی آئے گی۔ مجھے یقین ہے کہ یہ اپنے ٹیلی پیتھی جاننے والے کی مرضی کے مطابق تم سے دوستی ضرور کرے گا۔''

''اور اگر دوستی نہ کی تو؟''

''تو پھر تم اس سے دوستی کرو گی۔ اس کے ساتھ رہو گی پھر موقع پا کر تنویمی عمل کے ذریعے یہ معلوم کرو گی کہ کیا پہلے کسی نے اس پر تنویمی عمل کیا ہے؟ اگر کیا ہے تو تم اس عمل کو مٹا دو گی۔ یہ معلوم کرنے کی کوشش کرو گی کہ وہ عامل کون ہے؟''

''آل رائٹ پاپا! میں یہی کروں گی۔''

میں تھوڑی دیر مُراد علی کے دماغ میں موجود رہا۔ اس کے خیالات بتا رہے تھے کہ وہ ایک سیدھا سادا سا بے ضرر سا نوجوان ہے۔ اس کی طرف سے کبھی کسی کو نقصان نہیں پہنچتا ہے۔ بلکہ وہ دوسروں کو فائدہ پہنچاتے پہنچاتے خود نقصان اٹھا لیتا ہے۔ اب یہ خیالات اور اس کی یہ ہسٹری کہاں تک درست تھی؟ یہ اسی وقت معلوم ہو سکتا تھا جب عالی اس پر تنویمی عمل کرتی اور اس کی ہسٹری معلوم کرتی۔

☆☆☆

شام ہونے کو تھی، تھوڑی دیر بعد اندھیرا پھیلنے والا تھا اس سے پہلے ہی جمائلہ نے سونیا سے کہا۔ ''مما! میں ابھی جا رہی ہوں۔ تھوڑی دیر بعد واپس آ جاؤں گی۔''

سونیا نے پوچھا۔ ''کہاں جا رہی ہو؟''

''آپ جانتی ہیں، میری تبدیلی کا وقت ہو چکا ہے اندھیرا پھیلنے سے پہلے میں سامنے والے بنگلے میں جاؤں گی پھر واپس آ جاؤں گی۔''

وہ جمائلہ کے ساتھ بنگلے کے برآمدے میں کھڑی ہوئی تھی۔ سامنے دور ایک بنگلا دکھائی دے رہا تھا۔ اس نے پوچھا ''وہاں کیا ہے؟''

وہ جھجکتے ہوئے بولی۔ ''مما! آپ سب جانتی تھیں۔ مگر بھول چکی ہیں۔ مجھے پھر بتانا ہوگا کہ میں اندھیرا ہوتے ہی ابوالہول کے سامنے پہنچ جاتی ہوں۔ اس کی پوجا کرتی ہوں اس کی عظمت کے گن گاتی ہوں تو میرے اندر پُر اسرار قوتیں پیدا ہو جاتی ہیں۔ میں اس سلسلے میں آپ سے بہت کچھ کہہ چکی ہوں۔''

''مگر بیٹی! تمہاری یہ حرکتیں دینِ اسلام کے خلاف ہیں تمہیں کسی بُت کی پوجا نہیں کرنی چاہیے اور وہ بھی ابوالہول کی! جبکہ مصر کے بُت پرست بھی اسے اپنا معبود تسلیم نہیں کرتے تھے اور نہ ہی اس کی پرستش کرتے تھے۔''

وہ حیرانی سے بولی۔ ''مما! آپ اپنے آپ کو بھول گئی ہیں۔ آپ کو اپنا ماضی یاد نہیں ہے، پھر مصر کی قدیم تاریخ کے بارے میں کیسے جانتی ہیں کہ ماضی میں بتوں کی پوجا کرنے والے ابوالہول کی پوجا نہیں کرتے تھے؟''

سونیا نے سوچتی ہوئی نظروں سے اسے دیکھا پھر اپنے سر پر ہاتھ رکھ کر کہا۔ ''پتا نہیں۔ میری زبان سے یہ باتیں کیسے نکل گئیں؟ میں سمجھتی ہوں، میرے اندر کے ایمان نے میرے اندر یہ خیال پیدا کیا ہے کہ ابوالہول کون تھا اور اس کی پرستش نہیں کرنی چاہیے۔ اسی لیے میرے منہ سے ایسی باتیں نکل گئیں۔''

''بہر حال، میں بائیس برس کی ہو چکی ہوں۔ یہ ایک دو دن کی بات نہیں ہے۔ میں نے جب سے چلنا شروع کیا ہے بولنا شروع کیا ہے، تب سے ہر شام ابوالہول کے پاس پہنچ جاتی ہوں اور صبح تک اس کے زیر اثر رہتی ہوں۔ آپ اس بات سے انکار نہ کریں اور نہ ہی اس معاملے میں مداخلت کریں۔ اس سے پہلے بھی آپ اور پاپا مداخلت کر چکے ہیں اور نقصان اٹھا چکے ہیں۔''

''مجھے کچھ یاد نہیں ہے۔ مجھے بتاؤ کہ ہمیں کس طرح کا نقصان پہنچا تھا؟''

''ایک رات جب میں ابوالہول کی پرستش کر کے واپس آئی تو پاپا بہت ناراض تھے۔ مجھے باتیں سنا رہے تھے۔ رات کے وقت میں اپنے مزاج کے خلاف کوئی بات برداشت نہیں کرتی۔ لیکن باپ کے رشتے کو پیش نظر رکھ کر میں نے ان کی باتیں برداشت کیں۔ لیکن جب انہوں نے ابوالہول کو گالیاں دیں تو میں ان پر جھپٹ پڑی۔ انہیں دونوں ہاتھوں سے اٹھا کر ایک دیوار پر دے مارا۔''

سونیا نے پوچھا۔ ''اس وقت میں کہاں تھی؟''

''آپ وہاں موجود تھیں۔ مجھے روک سکتی تھیں۔ مجھ سے مقابلہ کر سکتی تھیں کیونکہ آپ ایک ناقابلِ شکست فائٹر ہیں لیکن یہ جانتی ہیں کہ اس وقت میرے اندر ایسی شیطانی

تو تیں ہوتی ہیں کہ میں انسانی گوشت نوچ کر باہر نکال لیتی ہوں۔ اپنی ٹکر سے درودیوار کو توڑ ڈالتی ہوں۔ اس لیے آپ نے میرا مقابلہ نہیں کیا۔ فوراً ہی پاپا کے پاس جاکر ان سے لپٹ گئیں۔ پھر مجھے اپنے دودھ کا واسطہ دے کر بولیں، بیٹی! خبردار اپنے پاپا کو ہاتھ نہ لگانا۔ یہ ابوالہول کے خلاف کچھ نہیں بولیں گے۔''

سونیا نے بڑی پریشانی اور محبت سے اسے دیکھا پھر اس کے چہرے کو دونوں ہاتھوں میں لے کر کہا۔ ''میری جان! تجھے کیا ہو جاتا ہے؟ کیا تیرا کوئی علاج نہیں ہو سکتا؟''

وہ انکار میں سر ہلا کر بولی۔ ''آپ لوگوں نے بہت کوششیں کیں، لیکن جو بات قدرتی طور پر پیدائش کے وقت سے ہو رہی ہے، وہ ہوتی ہی رہے گی۔ اس لیے کہتی ہوں کہ شام ہونے کے بعد آپ میرے معاملات میں مداخلت نہ کیا کریں۔ میں ابھی اس بنگلے میں جا رہی ہوں۔ تھوڑی دیر بعد واپس آ جاؤں گی۔''

اس نے قریب آ کر سونیا کے رخسار کو چوما۔ پھر وہاں سے پلٹ کر جانے لگی۔ سونیا برآمدے میں کھڑی اسے جاتے ہوئے دیکھتی رہی۔ دل ہی دل میں دعائیں مانگتی رہی۔ ''یا اللہ! تُو بڑا رحمان ہے، رحیم ہے۔ میری بچی پر رحم فرما۔ یہ گمراہی کی طرف جا رہی ہے۔ اسے تُو ہی صراطِ مستقیم پر لا سکتا ہے۔''

وہ اس کے لیے دعائیں مانگتی رہی۔ وہ بنگلے کے اندر جا کر نظروں سے اوجھل ہو گئی۔ کوئی ماں یہ نہیں چاہتی کہ اس کی بیٹی غلط راستے پر چلے۔ اگرچہ یہ اطمینان تھا کہ وہ شام کے بعد تبدیل ہو کر بھی بے حیائی اور بدکاری کی طرف مائل نہیں ہوتی ہے۔ لیکن اس سے بڑا گناہ یہ کرتی ہے کہ اپنے دین سے جاتی ہے، اپنے ربّ کو بھول جاتی ہے۔

''یا اللہ تعالیٰ! کچھ ایسا ہو جائے کہ وہ تجھے نہ بھولے۔ چاہے ساری دنیا کو بھول جائے۔''

وہ کمرے میں آ کر ایک ایزی چیئر پر نیم دراز ہو گئی۔ تنہائی میں اسے ایسا لگتا تھا جیسے وہ اندر سے بالکل خالی خالی سی ہے۔ اس کے اندر جو بیش بہا خزانہ تھا، وہ باہر نکل کر کہیں گم ہو گیا ہے۔ اور وہ کنگال ہو گئی ہے۔ اتنی بڑی دنیا میں رشتوں اور محبتوں کے بغیر زندگی گزار رہی ہے۔ جو ایک بیٹی ملی ہے اس کے حوالے سے بھی کوئی بات یاد نہیں آتی ہے۔

اس نے ایک گہری سانس لے کر سوچا۔ ''بس یہی ایک بیٹی ہے، یہ مجھے ماضی کی باتیں یاد دلاتی ہے۔ مگر مجھے کچھ یاد نہیں آتا۔ پھر بھی بیٹی ہے۔ جو کہتی ہے اسے میں مان لیتی ہوں۔''

پھر وہ سیون بلڈرز کے ان تین ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے بارے میں سوچنے لگی۔ اسے پورا یقین تھا کہ اس پر یا اس پر جو حملے کیے گئے ہیں، وہ ان ہی تینوں ٹیلی پیتھی جاننے والوں نے کیے ہیں۔ جب وہ تینوں سیون بلڈرز کے سامنے حاضر ہوئے تھے تب وہ ان تینوں کو غور سے دیکھ رہی تھی۔ ان کی اسٹڈی کر رہی تھی۔ ایسے ہی وقت اس نے مہاد دھابی کو دیکھا، اس کے دونوں ساتھی باتوں میں مصروف تھے اور وہ چپ ہو گیا تھا۔ سر جھکائے بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے چہرے کے تاثرات سے یہ ظاہر ہو رہا تھا کہ وہ دل ہی دل میں یا اپنے دماغ کے اندر کسی سے بول رہا تھا۔

سونیا کی نظریں تیر کی طرح کسی کے بھی اندر پہنچ جاتی تھیں۔ وہ درست سمجھ رہی تھی۔ اس وقت وہ خیال خوانی کے ذریعے اپنے آلۂ کار کو فون کرنے پر مجبور کر رہا تھا۔ اور آلۂ کار فون کے ذریعہ بلڈرز سے باتیں کر رہا تھا۔

اس نے اسی وقت مہاد دھابی کی چوری پکڑ لی تھی۔ وہ چور بننے کو تیار نہیں تھا۔ یہی کہتا رہا تھا کہ میڈم اس پر فضول شبہ کر رہی ہے۔ اور سونیا نے چیلنج کیا تھا کہ وہ جلد ہی اسے ثابت کر دے گی۔ اس چیلنج کے بعد اس کے دماغ میں منصوبہ پکتا رہا تھا کہ کس طرح انہیں بے نقاب کرنا چاہیے۔

وہ آہٹ سن کر چونک گئی۔ جمائلہ کی آواز سنائی دی۔

''ہیلو مما!''

اس نے سر اٹھا کر دیکھا۔ کھلے ہوئے دروازے پر کھڑی ہوئی تھی۔ دن کے وقت پورا لباس پہننے والی اس وقت مختصر لباس میں تھی۔ اس نے منی اسکرٹ پہنا ہوا تھا۔ اسکرٹ سے اوپر پیٹ ننگا تھا۔ اس سے اوپر بہترین تراش کا بلاؤز پہنے ہوئے تھی۔ ایسے مختصر سے لباس میں اس کے خوبصورت بدن کے نشیب و فراز نگاہوں کو پکار رہے تھے۔ سونیا نے کہا۔ ''مائی گاڈ! اس لباس میں دیکھ کر مرد پاگل ہو جاتے ہوں گے۔''

وہ کمرے میں آتے ہوئے بولی۔ ''جو پاگل ہوتے ہیں، میں انہیں سمجھاتی ہوں۔ وہ واپس چلے جاتے ہیں۔ جو سمجھ نہیں پاتے وہ واپس جانے کے قابل نہیں رہتے۔''

''تم صبح تک اپنے مزاج کے خلاف کوئی بات پسند نہیں کرتی ہو۔ میں تمہاری ماں ہوں۔ اگر کچھ کہوں تو برداشت کرو گی؟''

''آپ کیا کہنا چاہتی ہیں؟ اگر کوئی خواہش ہے تو اسے اپنے مزاج کے خلاف نہیں سمجھوں گی۔''

''ہاں۔ میری یہ خواہش ہے کہ یہ لباس تبدیل کر دو۔ جو پہنا ہوا ہے اسے کہیں پھینک دو۔''

وہ مسکرا کر بولی۔ ''بس۔ اتنی سی بات ہے؟ یہ تو میری ماں کی خواہش ہے، میں کبھی برا نہیں مانوں گی۔ ابھی چینج کر کے آتی ہوں۔''

وہ پلٹ کر دروازے کے پاس گئی پھر رُک کر بولی۔ ''مما میں نے ابوالہول کے مجسمے کو صندوق میں رکھ دیا ہے۔ اب وہ نظر نہیں آ رہا ہے۔ آپ میرے ساتھ بنگلے میں آ سکتی ہیں۔''

سونیا اس کے ساتھ کمرے سے باہر آ گئی۔ دروازے کو لاک کر کے اس کے ساتھ چلتی ہوئی سامنے والے بنگلے میں آ گئی۔ جمائلہ نے کہا۔ ''میں لباس بدلنے جا رہی ہوں۔ آپ یہاں میری تمام چیزوں کو دیکھیں۔ صرف صندوق نہ کھولیں۔ بس میں ابھی گئی اور ابھی آئی۔''

وہ الماری سے ایک جینز اور ٹی شرٹ نکال کر دوسرے کمرے میں چلی گئی۔ سونیا چاروں طرف گھوم کر کمرے کی ایک ایک چیز کو دیکھنے لگی۔ سوچنے لگی کہ شاید کسی چیز کو دیکھ کر ماضی کی کوئی بات یاد آ جائے۔ اس نے الماری کو کھول کر اس کے ملبوسات کو دیکھا۔ دراز کھول کر کتنی ہی چیزوں کو الٹ پلٹ کرتی رہی۔ پھر اس نے ایک البم کو نکال کر کھولا۔ اس میں جمائلہ کی تصویریں تھیں۔ البم کے درمیان خود اس کی اپنی تصویریں بھی تھیں۔ کتنی ہی تصویروں میں وہ جمائلہ کے ساتھ دکھائی دے رہی تھی۔

وہ بڑے پیار سے ان تصویروں کو دیکھتی رہی۔ جمائلہ کو سوچتی رہی۔ اس وقت اس کے ذہن میں یہ بات نہیں آئی کہ جسے بیٹی سمجھ کر بھروسا کر رہی ہے، وہ اس سے جھوٹ بول رہی ہے۔ اسے دھوکا دے رہی ہے۔ وہ تمام تصویریں کمپیوٹر کے ذریعے تیار کی گئی تھیں۔ اس وقت سونیا پر ممتا کے جذبات طاری تھے۔ اس نے اس پہلو پر توجہ نہیں دی کہ وہ تصویریں جعلی ہو سکتی ہیں۔

وہ لباس بدل کر آ گئی۔ اس نے جینز اور ٹی شرٹ کے ساتھ پیروں میں جوگرز شوز پہنے تھے۔ بہت ہی خوبصورت اور اسمارٹ لگ رہی تھی۔ وہ اس کے قریب آتے ہوئے دونوں بانہیں پھیلا کر بولی۔ ''ہائے مما! کیسی لگ رہی ہوں؟''

سونیا نے اسے گلے لگا کر پیار کیا پھر کہا۔ ''میری بیٹی جیسی تو دنیا میں کوئی نہیں ہوگی۔ آؤ۔ بیٹھو۔ میں تم سے کچھ کہنا چاہتی ہوں۔''

وہ دونوں آمنے سامنے کرسیوں پر بیٹھ گئیں۔ جمائلہ بیٹھتے ہی اچانک ساکت ہو گئی۔ اس نے دونوں ہاتھ اپنے گھٹنوں پر رکھ لیے اور آنکھیں بند کر لیں۔ سونیا نے اسے سوالیہ نظروں سے دیکھا۔ پھر پوچھا۔ ''کیا بات ہے؟''

اس نے کوئی جواب نہیں دیا۔ اسی طرح گم صم بیٹھی رہی۔ سونیا اسے بڑی توجہ سے دیکھ رہی تھی۔ اس کے چہرے کے تاثرات سے پتا چل رہا تھا کہ وہ خیالوں کی دنیا میں کہیں پہنچی ہوئی ہے۔ یہ بات سمجھ میں آ گئی کہ اسے آگہی حاصل ہو رہی ہے۔

وہ اس کے سامنے سے اٹھ گئی۔ ایک بار البم کو کھول کر بڑے پیار سے تصویروں کو دیکھا۔ پھر انہیں چوم کر البم کو بند کر کے الماری میں رکھ دیا۔ اُن تصاویر کو دیکھ کر یقین ہو رہا تھا کہ واقعی جمائلہ اس کی اپنی بیٹی ہے۔

اس نے الماری کے پاس سے پلٹ کر دیکھا۔ وہ آہستہ آہستہ آنکھیں کھول رہی تھی۔ وہ اس کے سامنے آ کر بیٹھ گئی پھر بولی۔ ''بیٹی! خیریت تو ہے؟''

''جی ہاں۔ خیریت ہے مگر کچھ پریشانیاں بھی ہیں۔ مجھے آگہی مل رہی تھی کہ آپ ان تینوں ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو مجرم ثابت کر چکی ہیں۔ ان میں سے ایک مر چکا ہے۔ لیکن سیون بلڈرز آپ سے بہت زیادہ خوفزدہ ہیں۔ وہ مجھ سے کہہ رہے تھے کہ مجھے جلد سے جلد آپ کے ذریعے بابا صاحب کے ادارے میں پہنچنا چاہیے۔ اگر وہاں پہنچنا ناممکن ہوا تو پھر آپ کو موت کے گھاٹ اتار دیا جائے گا۔''

''وہ ایسا کیوں سمجھ رہے ہیں کہ تم میرے ذریعے کسی بابا صاحب کے ادارے میں پہنچ سکتی ہو؟ اور یہ ادارہ ہے کہاں؟''

پیرس کے ایک نواحی علاقے میں ہے۔ یہ ادارہ میلوں دور تک پھیلا ہوا ہے۔ اس کے چاروں طرف اتنی مضبوط حد بندی ہے کہ کوئی اجازت کے بغیر اندر داخل نہیں ہو سکتا بڑے بڑے ممالک کے حکمرانوں کو بھی وہاں قدم رکھنے کی اجازت نہیں دی جاتی ہے۔''

''اگر اس قدر سختی ہے تو پھر میں تمہیں وہاں کیسے لے جا سکتی ہوں؟''

''یہ میں نہیں جانتی۔ مجھے ایک بار آگہی حاصل ہوئی تھی کہ میں آپ کے ذریعے اس ادارے کے اندر گئی ہوں۔ مجھے آگہی کی اسکرین پر یہ معلوم نہ ہو سکا کہ آپ مجھے کس طرح وہاں لے گئی تھیں؟''

اس وقت جمائلہ اصل حقیقت چھپا رہی تھی کہ بابا صاحب کے ادارے سے سونیا کا بہت گہرا تعلق ہے۔ بابا فرید واسطی مرحوم نے اس ادارے کی بنیاد ڈالی تھی۔ وہ اس

ادارے کے پہلے روحانی علوم کے عامل تھے۔ وہ سونیا کو بہت عزیز رکھتے تھے۔ سونیا نے ان کی آخری سانس تک ان کا ساتھ نہیں چھوڑا تھا، ان کی خدمت کرتی رہی تھی۔

جمائلہ یہ سب کچھ اس کے ریکارڈ میں پڑھتی رہی تھی اگر یہ حقیقت بیان کرتی تو پھر سونیا کو معلوم ہو جاتا کہ اس کا تعلق بابا صاحب کے ادارے سے ہے۔ وہ وہاں جانے اور اپنے ماضی کو یاد کرنے کی ضد کرتی۔ پھر جمائلہ اور سیون بلڈرز تو کیا دنیا کی کوئی طاقت اسے وہاں جانے سے روک نہ پاتی۔

سونیا نے اس کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔ ''تم پریشان کیوں ہوتی ہو؟ تم نے کہا تھا کہ تمہاری آگہی کبھی غلط نہیں ہوتی ہے۔ ہمیشہ درست ثابت ہوتی ہے۔ اگر تم نے یہ دیکھا ہے کہ میں نے تمہیں اس ادارے کے اندر پہنچایا ہے تو پھر میں کسی نہ کسی طرح ضرور پہنچاؤں گی۔ مجھے اس ادارے کے بارے میں تفصیل سے بتاؤ۔ پھر ہم پلاننگ کریں گے کہ وہاں کس طرح جانا چاہیے؟''

''میں آپ کو اس ادارے کے بارے میں سب کچھ بتاؤں گی۔ مگر یہ بات پریشان کر رہی ہے کہ وہ ساتوں لیڈرز آپ سے خوفزدہ ہیں۔ جب آپ مجھے وہاں پہنچا دیں گی تو ان کے بہت سے مقاصد پورے ہو جائیں گے۔ اس کے بعد وہ آپ کو اہمیت نہیں دیں گے۔ اور پہلی فرصت میں آپ کو ہلاک کر دینا چاہیں گے۔''

سونیا تھوڑی دیر تک سوچتی رہی۔ پھر سر ہلا کر بولی ''میں تمہاری پریشانیوں کو سمجھ رہی ہوں۔ اگر تم مجھے اس ادارے تک پہنچانے میں ناکام رہو گی تو وہ مجھے موت کے گھاٹ اتار دیں گے اور اگر وہاں پہنچانے میں کامیاب ہو جاؤ گی تب بھی وہ مجھ سے پیچھا چھڑانا چاہیں گے۔ دونوں صورتوں میں یہ سیون بلڈرز میرے جانی دشمن ہیں۔''

''ہاں۔ میں بھی سوچ رہی ہوں۔ جب دونوں ہی صورتوں میں وہ جانی دشمن ہیں تو پھر آپ مجھے وہاں نہیں پہنچائیں گی۔ ہم سیون بلڈرز کو جھوٹی تسلیاں دیتے رہیں گے کہ وہاں پہنچنے کی کوششیں کی جا رہی ہیں۔''

''انہیں کب تک تسلیاں دیتے رہیں گے؟ وہ جلد ہی سمجھ جائیں گے کہ میں تمہیں وہاں پہنچانے میں ناکام ہو رہی ہوں پھر وہ میری جان کے دشمن ہو جائیں گے۔''

''جب ایسا ہوگا، تو دیکھا جائے گا۔ فی الحال ان تین ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے بارے میں پلاننگ کریں۔ آپ نے چیلنج کیا ہے کہ ان کا جرم ثابت کر کے رہیں گی۔''

''وہ تو کرنا ہی ہوگا۔ وہ سیدھی طرح اپنے جرم کا اقرار نہیں کریں گے۔ لاتوں کے بھوت ہیں۔ باتوں سے نہیں مانیں گے۔''

''یہ بات سمجھ میں آتی ہے، میں ان تینوں کی پٹائی کروں گی تو وہ سچ اگل دیں گے۔ لیکن سیون بلڈرز یہی کہیں گے کہ وہ مار کے ڈر سے ناکردہ جرم کو قبول کر رہے ہیں۔''

''بڑی حکمتِ عملی سے کام لینا ہوگا۔ تینوں میں سے سب سے کمزور ہے، ہم پہلے اسے اپنے قابو میں کریں گے اور میں سمجھتی ہوں، کرونا کو بڑی آسانی سے قابو میں کیا جا سکتا ہے۔''

''ٹھیک ہے پہلے اسی کے بنگلے میں چلتے ہیں۔''

وہ دونوں بنگلے سے باہر آئیں۔ اسے مقفل کیا پھر کار میں بیٹھ کر کرونا کی طرف جانے لگیں۔ سونیا نے کہا۔ ''ایک بات یاد رکھو۔ وہاں پہنچتے ہی کرونا کو اس طرح قابو میں کرنا ہوگا کہ اسے خیال خوانی کرنے کا موقع نہ ملے۔ ورنہ وہ ٹیلی پیتھی کے ذریعے اپنے دونوں ساتھیوں کو خطرے سے آگاہ کر دے گی۔ ہم اسے ایسا کرنے کا موقع نہیں دیں گے۔''

''پتا نہیں، وہ اپنے بنگلے میں ہے یا باہر کہیں تفریح کے لیے گئی ہے؟ اگر بنگلے میں ہوگی تو دروازہ اندر سے مقفل ہوگا۔''

''آپ فکر نہ کریں۔ کار کی ڈکی میں ایک تار رکھا ہوا ہے۔ میں اس کے ذریعے کسی بھی مقفل دروازے کو کھول لیا کرتی ہوں۔''

وہ بنگلے کے سامنے پہنچ گئیں۔ احاطے کے اندر سے کتے کے بھونکنے کی آوازیں آ رہی تھیں۔ سونیا نے کار سے اترتے ہوئے کہا۔ ''یہ کم بخت تو پہلے ہی اسے خطرے سے آگاہ کر دے گا۔ ہمیں احاطے میں داخل نہیں ہونے دے گا۔''

''ہم ابھی داخل ہوں گے فی الحال اس دیوار پر تو چڑھ جائیں۔''

وہ دیوار بہت اونچی تھی۔ لیکن ان کے لیے کچھ نہیں تھا۔ رات کے وقت جمائلہ بھی سونیا کی طرح تیز طرار اور پھرتیلی بن جاتی تھی۔ وہ دیکھتے ہی دیکھتے دیوار پر چڑھ گئیں۔ اندر احاطے میں ایک بلڈ ہاؤنڈ بھونک رہا تھا۔ انہیں دیکھتے ہی تیزی سے دوڑتا ہوا دیوار کی طرف آنے لگا۔ جمائلہ نے ایک چھلانگ لگائی پھر لان میں پہنچ کر قلابازی کھاتی ہوئی بلڈ ہاؤنڈ کے قریب پہنچی۔ اس سے پہلے کہ وہ حملہ کرتا اس نے اس کی گردن دبوچ لی۔ پھر اس کے منہ سے آواز تک نہ نکل سکی۔ اس کی پانچوں انگلیاں نوکیلی چھریوں کی طرح اس کی گردن میں پیوست ہو گئی تھیں۔

بنگلے کے اندر تاریکی تھی۔ کسی کمرے میں روشنی نہیں تھی اور احاطے میں اس کی کار بھی نظر نہیں آ رہی تھی۔ اس کا مطلب یہی تھا کہ وہ کہیں باہر گئی ہوئی تھی۔

وہ دونوں تیزی سے چلتی ہوئی دروازے پر آ گئیں، ایک تار کے ذریعے اسے کھولا پھر اندر آ کر تاریکی میں دیکھنے لگیں۔ سونیا کی آنکھیں سانپ کی طرح زہریلی تھیں اور جمائلہ تو پُراسرار قوتوں کی حامل تھی۔ تاریکی میں دونوں ہی دیکھ سکتی تھیں۔ وہ مختلف حصوں سے گزرتی ہوئی کرونا کے بیڈروم میں پہنچیں۔ جمائلہ نے کہا۔ ''مما! ہمیں یہاں کچھ حاصل نہیں ہوگا۔ یہ معلوم کرنا ہوگا کہ کرونا کہاں گئی ہے؟''

''یہاں ایسی کوئی چیز مل سکتی ہے جس کے ذریعے ہم یہ ثابت کر سکیں گے کہ وہ ہمارے مخالف ہیں۔ اور انہوں نے ہی ہم پر حملہ کرایا تھا۔''

وہ الماری وغیرہ کھول کر تلاشی لینے لگیں۔ پھر اس نے ٹیلی فون کی طرف دیکھا۔ اس فون سے ایک ریکارڈر اٹیچ تھا اس نے کہا۔ ''اس کا مطلب یہ ہے کہ کرونا کی کالز باہر سے آتی ہیں اور اس کی غیر موجودگی میں ریکارڈ ہوتی رہتی ہیں۔ بعد میں وہ یہاں آ کر ان کالوں کو سنتی ہے۔''

وہ دونوں اس فون کے پاس آ کر بیٹھ گئیں۔ ریکارڈر کی کیسٹ کو ریوائنڈ کیا پھر اسے آن کر کے انتظار کرنے لگیں تھوڑی دیر بعد ریکارڈر سے آواز ابھری۔ ''ہیلو کرونا! تم کہاں ہو؟ پچھلے بارہ گھنٹوں سے تم نے رابطہ نہیں کیا ہے۔ ابھی فون پر معلوم ہو رہا ہے کہ تم یہاں موجود نہیں ہو۔ اس لیے میں اپنا یہ پیغام ریکارڈ کرا رہا ہوں۔ تم نے بتایا تھا کہ جمائلہ میڈم سونیا کو سیون بلڈرز کے پاس لے آئی ہے اور اس کی موجودگی سے تم خطرہ محسوس کر رہی ہو۔ اپنے پچھلے تجربات سے سبق حاصل کرو۔ فرہاد کی فیملی نے ماضی میں تمہیں بڑا نقصان پہنچایا ہے۔ اگر تم ہماری پناہ میں نہیں آؤ گی تو یہ سیون بلڈرز تمہاری حفاظت نہیں کر سکیں گے۔ کیونکہ سونیا تمہاری شہ رگ کے قریب پہنچ چکی ہے۔ تم میری یہ کال سنتے ہی خیال خوانی کے ذریعہ رابطہ کرو۔ تمہارے مطالبے کے مطابق لوبن کے بینک اکاؤنٹ میں پچاس لاکھ ڈالرز پہنچا دیے گئے ہیں تم چیک کر سکتی ہو۔ او کے، میں اپنے دماغ میں تمہارا انتظار کرتا رہوں گا۔''

آواز ختم ہو گئی۔ اس کے بعد وہ کیسٹ ریکارڈر خاموش ہو گیا۔ دوسری کوئی کال نہیں تھی۔ سونیا نے اسے آف کیا پھر کیسٹ نکال کر کہا۔ ''بس۔ یہی ثبوت کافی ہے۔ اب ہم براہ راست ان تینوں سے نہیں نمٹیں گے۔ ان ساتوں بلڈرز سے کہو، ابھی بلڈر وَن کے بنگلے میں چلے آئیں۔ تم ایک اہم انکشاف کرنے والی ہو۔''

وہ اس بنگلے سے نکل کر اپنی گاڑی میں آ کر بیٹھ گئیں سونیا ڈرائیو کر رہی تھی اور جمائلہ فون کے ذریعہ بلڈر وَن سے کہہ رہی تھی۔ ''میں اپنی مما کے ساتھ ابھی آپ کے پاس آ رہی ہوں۔ آپ باقی چھ بلڈرز کو فوراً اپنے پاس بلائیں۔ بہت اہم معاملہ ہے۔ میں فون پر نہیں بتا سکوں گی۔''

اس نے فون کو بند کر دیا۔ پھر کہا۔ ''مما! کرونا کے خلاف یہ بہت بڑا ثبوت ملا ہے۔ اس کے ذریعہ اس کی غداری ظاہر ہو جائے گی، لیکن وہ دو ٹیلی پیتھی جاننے والے محفوظ رہیں گے۔''

''وہ محفوظ نہیں رہیں گے۔ تم دیکھتی جاؤ۔ میں کیا کرتی ہوں؟''

وہ بلڈر وَن کے بنگلے میں پہنچ گئیں۔ اس نے انہیں دیکھتے ہی کہا۔ ''جمائلہ! جب سے تم ہماری تنظیم میں آئی ہو ہم نے راتوں کو جاگنا سیکھ لیا ہے۔ کیونکہ تم رات ہی کے وقت ہمارے اہم معاملات نمٹاتی ہو۔ اس وقت بھی کسی اہم معاملے پر گفتگو کرنے آئی ہو۔ آؤ، بیٹھو۔''

وہ دونوں بیٹھ گئیں۔ وہاں اور تین بلڈرز بھی موجود تھے سونیا نے کہا۔ ''میں ان تین ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے خلاف ثبوت حاصل کرنے کے لیے کرونا کے گھر گئی تھی۔ وہ وہاں موجود نہیں تھی۔ میں نے اس کے بیڈروم کی تلاشی لی تو اس کے فون سے ایک ریکارڈر اٹیچڈ تھا۔ اس میں کیسٹ موجود تھی۔ آپ پہلے یہ کیسٹ سن لیں۔''

اسی وقت باقی تین بلڈرز بھی آ گئے۔ ان سب نے بیٹھ کر اس کیسٹ کو سنا تو حیرانی سے ایک دوسرے کو دیکھنے لگے۔

ایک نے کہا۔ ''یہ تو اس بات کا پکا ثبوت ہے کہ کرونا ہم سے غداری کر رہی ہے اور راز داری سے کسی دوسری تنظیم سے یا کسی دوسرے بڑے ملک سے رابطہ رکھتی ہے۔''

سونیا نے کہا۔ ''آپ اس بات پر غور کریں کہ میری آمد کی اطلاع کرونا نے کہیں دور تک پہنچائی ہے۔''

جمائلہ نے کہا۔ ''اور یہ بات اب راز میں نہیں رہے گی کہ میڈم ہماری تنظیم میں پہنچ گئی ہیں اور اپنی بیٹی جمائلہ کے ساتھ رہنے لگی ہیں۔''

بلڈر فور نے کہا۔ ''میڈم! آپ ہماری بات کا برا نہ مانیں۔ ہم اس کیسٹ پر شبہ کر سکتے ہیں۔ کیا ثبوت ہے کہ کسی نے کرونا کو فون پر یہ باتیں کہی ہیں؟ وہ تو صاف انکار کر دے گی کہ یہ کیسٹ اس کے گھر سے نہیں لائی گئی ہے۔ سراسر فراڈ

ہے۔"

سونیا نے کہا۔"آپ نے اس کیسٹ کو توجہ سے نہیں سنا ہے۔ اس میں کہا گیا ہے کہ کرونا کے مطالبے کے مطابق پچاس لاکھ ڈالرز لوبن کے بینک اکاؤنٹ میں جمع کر دیے گئے ہیں۔ رات کو بینک بند رہتا ہے۔ پھر بھی آپ اپنے ذرائع استعمال کر کے یہ معلوم کر سکتے ہیں کہ کرونا کے اکاؤنٹ میں پچاس لاکھ ڈالرز کا اضافہ ہوا ہے یا نہیں؟ اور ہوا ہے تو اتنی بڑی رقم کہاں سے آئی ہے؟"

بلڈر وَن نے ریسیور اٹھاتے ہوئے کہا۔"میں ابھی معلوم کرتا ہوں۔"

اس نے اس بینک کے منیجر سے رابطہ کیا پھر اس سے کہا کہ وہ ابھی جا کر مِس کرونا کا اکاؤنٹ چیک کرے اور یہ بتائے کہ حال ہی میں پچاس لاکھ ڈالرز اس کے اکاؤنٹ میں کس نے جمع کیے ہیں؟ کیش جمع کیا گیا ہے یا چیک کے ذریعہ اس کے اکاؤنٹ میں اضافہ کیا گیا ہے؟ وہ ابھی جائے اور اسے فون پر یہ تمام معلومات مہیا کرے۔

اس نے ریسیور رکھ دیا۔ سونیا نے کہا۔"اس منیجر کی کال آنے تک کرونا سے حقیقت اگلوائی جا سکتی ہے۔ طریقہ کار یہ ہوگا کہ اسے فون پر یہ کیسٹ سنائی جائے گی، وہ دھوکا کھا سکتی ہے کہ کوئی اس سے رابطہ رکھنے والا اسے بھاری پے منٹ کرنے والا براہِ راست فون پر بول رہا ہے۔"

ایک بلڈر نے کہا۔"ہم میں سے جو بھی فون پر اسے یہ کیسٹ سنائے گا۔ وہ سی ایل آئی پر ہمارا نمبر پڑھ لے گی۔"

بلڈر ون نے کہا۔"میں نے آج ہی ایک نیا موبائل فون خریدا ہے۔ اس کا نمبر کسی کو معلوم نہیں ہے۔"

ایک بلڈر نے کہا۔"اس کیسٹ میں یہ کہا گیا ہے کہ وہ گھر میں موجود نہیں ہے۔ اس لیے پیغام ریکارڈ کرایا جا رہا ہے۔ اس طرح وہ دھوکا نہیں کھائے گی۔"

سونیا نے کہا۔"بے شک۔ وہ دھوکا نہیں کھائے گی، یہ سمجھے گی کہ کہیں سے اس کو یہ ٹیپ سنایا جا رہا ہے۔ لیکن یہ نہیں سمجھ پائے گی کہ بات آپ میں سے کسی کو معلوم ہوئی ہے ایسے وقت میں اس سے فون پر بات کروں گی۔ آپ اپنا وہ فون لے آئیں۔"

بلڈر وَن اپنا نیا موبائل فون وہاں لے آیا۔ پھر اس پر کرونا کے نمبر پنچ کرنے لگا۔ تھوڑی دیر بعد ہی کرونا کی آواز سنائی دی۔ اس نے موبائل فون کا وائڈ اسپیکر آن کر دیا تھا۔ وہ کہہ رہی تھی۔"ہیلو کون؟"

بلڈر وَن نے کیسٹ ریکارڈر کو آن کر دیا۔ کرونا چپ رہی۔ کیسٹ ریکارڈر سے ابھرنے والی آواز سنتی رہی۔ جب وہ ریکارڈر خاموش ہو گیا تو اس نے ذرا سہمے ہوئے انداز میں پوچھا۔"ہیلو کون ہے؟ یہ ٹیپ کون چلا رہا ہے؟"

سونیا نے کہا۔"میں بول رہی ہوں۔ کیا تم مجھے آواز سے پہچان رہی ہو؟"

وہ پریشان ہو کر بولی۔"میڈم سونیا؟ یہ آپ ہیں؟"

"ہاں۔ میں ہوں۔ جب تم اپنے بنگلے میں واپس جاؤ گی تو احاطے میں اپنے بلڈ ہاؤنڈ کو مردہ پاؤ گی۔ تمہارے بیڈ روم کی تلاشی لی گئی ہے۔ تم نے اپنے فون سے ریکارڈر اٹیچ کیا تھا۔ میں نے اس میں سے یہ کیسٹ نکال لی ہے اور اب تمہیں سنا رہی ہوں۔ کیا میں اس کیسٹ کو سیون بلڈرز کے پاس لے جاؤں؟"

وہ گھبرا کر جلدی سے بولی۔"نہیں۔ نہیں میڈم! پلیز ایسا نہ کریں۔ میں آپ کی کنیز ہوں۔ اس کیسٹ کو اپنے پاس رکھیں۔ میں ابھی آپ سے ملنا چاہتی ہوں۔"

"مجھ سے مل کر کیا کرو گی؟ کیا مجھے کوئی فائدہ پہنچاؤ گی؟"

"آپ جو کہیں گی، میں وہ کروں گی۔ اگر میری ذات سے آپ کو کوئی فائدہ پہنچتا ہے تو ضرور فائدہ پہنچاؤں گی۔"

"تم میرے لیے ایک ہی کام کر سکتی ہو اور وہ یہ کہ سچ بول سکتی ہو۔"

"میں سچ بولوں گی۔ یہ سمجھ رہی ہوں کہ آپ کیا چاہتی ہیں؟ آپ یہ معلوم کرنا چاہتی ہیں کہ آج صبح جمائلہ پر کس نے حملہ کرایا تھا؟"

"بے شک میں یہی معلوم کرنا چاہتی ہوں۔ اگر تم سچ بولو گی تو میں یہ کیسٹ تمہیں واپس کر دوں گی۔"

"میں سچ بولوں گی۔ ڈاڈکوم کوبرا اور مہادھابی نے وہ حملے کرائے تھے۔"

تمام بلڈرز نے ایک دوسرے کو دیکھا سونیا نے فون پر کہا۔ "تم آدھا جھوٹ اور آدھا سچ بول رہی ہو۔ خود کو بچا رہی ہو۔ ابھی یہ بات میرے اور تمہارے درمیان ہے کوئی تیسرا سننے والا نہیں ہے۔ لہٰذا سچ بول دو۔ میں کوئی نادان بچی نہیں ہوں۔ وہاں اس طرح متواتر حملے ہو رہے تھے کہ جگہ جگہ سے گولیاں چلائی جا رہی تھیں۔ یہ ایک سے زیادہ ٹیلی پیتھی جاننے والوں کا کمال تھا۔ تم تینوں پتا نہیں کتنے آلۂ کاروں سے کام لے رہے تھے؟ اگر تم سچ نہیں بولو گی تو بُری طرح پچھتاؤ گی۔ بلکہ پچھتانے کا موقع بھی نہیں ملے گا۔ بلڈرز تمہیں کتے کی موت ماریں گے۔"

وہ ذرا دیر تک چپ رہی۔ سونیا نے پوچھا۔"کچھ بولو گی یا میں فون بند کروں؟"

وہ جلدی سے بولی۔"نہیں۔ میں بول رہی ہوں۔ سچ بول رہی ہوں۔ ہم تینوں نے آپ پر اور جمائلہ پر حملے کرائے تھے۔"

اس نے تمام بلڈرز کی طرف دیکھا پھر فون پر پوچھا۔"اس دشمنی کی وجہ بتاؤ۔"

"گوتم نارائن آپ دونوں سے مار کھانے کے بعد بُری طرح جھلا رہا تھا۔ اپنی توہین محسوس کر رہا تھا۔ اس نے ہم سب کو اکٹھا کیا۔ سچ تو یہ ہے کہ ہم سب آپ کی یہاں آمد سے خوفزدہ ہیں اور جمائلہ کی وجہ سے اس تنظیم میں ہماری اہمیت بہت کم ہوتی جا رہی ہے۔ اس لیے ہم نے سوچا کہ آپ دونوں کو راستے سے ہٹا دیا جائے۔"

"اب آخری سوال کا جواب دو۔ تمہارے اکاؤنٹ میں پچاس لاکھ ڈالرز کس تاریخ کو جمع کیے گئے ہیں اور کس نے جمع کیے ہیں؟"

"آپ یہ پوچھ کر کیا کریں گی؟"

"میں اپنی معلومات میں اضافہ کرنا چاہتی ہوں کہ تم نے سیون بلڈرز کے علاوہ کس تنظیم سے یا کس ملک سے رابطہ رکھا ہے؟"

وہ پریشان ہو کر بولی۔"پلیز، آپ یہ سوال نہ کریں بڑی مہربانی ہوگی۔"

"کوئی بات نہیں۔ میں بینک منیجر کو ٹریپ کر کے اس سے سب کچھ اگلوا لوں گی۔"

وہ ایک گہری سانس لے کر بولی۔"میڈم! میں جانتی ہوں، آپ بہت خطرناک ہیں۔ میرے پیچھے پڑ گئی ہیں تو میری جڑ تک پہنچ کر ہی دم لیں گی۔"

"تو پھر مجھے وہاں تک پہنچنے نہ دو۔ میرے سوال کا جواب دے دو کہ تمہارا کس تنظیم سے رابطہ ہے؟ اور ابھی کس نے تمہیں فون کیا تھا؟"

وہ ذرا چپ رہی پھر بولی۔"میرا رابطہ امریکی اکابرین سے رہتا ہے۔ وہ مجھے اپنی پناہ میں بلا رہے ہیں۔ لیکن میں جانا نہیں چاہتی۔"

"تم وہاں کیوں نہیں جانا چاہتیں؟"

"اس لیے کہ سیون بلڈرز میں بہت زیادہ آزادی ہے وہاں یہ آزادی سلب ہو جائے گی۔ وہاں کئی ٹیلی پیتھی جاننے والے ہیں۔ وہ مجھے ٹریپ کریں گے۔ تنویمی عمل کے ذریعے اپنی معمولہ اور تابعدار بنا لیں گے۔"

"جب تم جانتی ہو کہ سیون بلڈرز کی تنظیم تمہارے لیے محفوظ پناہ گاہ ہے تو پھر تم نے ان سے رابطہ کیوں کیا؟"

"صرف حفاظتی تدبیر کے طور پر ایک بہت بڑا دروازہ کھلا رکھا ہے تاکہ کبھی یہاں سے دھوکا ہو یا کسی طرح جان کو خطرہ ہو تو میں یہاں سے فرار ہو کر ان کی پناہ میں پہنچ سکوں۔"

"کیا ڈاڈکوم کوبرا اور مہادھابی نے بھی امریکا والوں سے رابطہ کر رکھا ہے؟"

"میں نہیں جانتی۔ وہ دونوں بہت گہرے ہیں۔ اپنے اندر کی باتیں مجھے نہیں بتاتے۔"

"ٹھیک ہے۔ میں رابطہ ختم کر رہی ہوں۔ تمہاری یہ کیسٹ میرے پاس محفوظ رہے گی۔ اس سلسلے میں اگر کچھ کہنا ہو تو میرے دماغ کا دروازہ کھلا رہے گا۔ تم کسی وقت بھی رابطہ کر سکتی ہو۔ دیٹس آل......"

اس نے فون بند کر دیا۔ بلڈر فور نے کہا۔"میڈم! آپ نے بہت اہم سوالات کیے ہیں۔ اور اس سے بہت کچھ اگلوا لیا ہے۔ وہ ذلیل عورت ہمارا نمک کھاتی ہے اور ہم سے ہی غداری کر رہی ہے؟ یہاں کے بھید وہاں پہنچاتی رہتی ہے اسے یہاں بلا کر فوراً گولی مار دینی چاہیے۔"

بلڈر وَن نے ہاتھ اٹھا کر کہا۔"جلدی نہ کرو۔ غصے میں نہ آؤ۔ وہ ہمارے سامنے بے نقاب ہو چکی ہے۔ ہم ابھی انجان بنے رہیں گے، یہ ظاہر نہیں کریں گے کہ اس کی اصلیت ہم پر کھل چکی ہے۔ اب ان دو ٹیلی پیتھی جاننے والوں کا بھی محاسبہ کیا جائے گا۔"

جمائلہ نے کہا۔"کرونا کی یہ کیسٹ ہمارے ہاتھ آ گئی تھی۔ اس لیے وہ کمزور پڑ گئی۔ لیکن کوبرا اور مہادھابی کی کوئی کمزوری ہمارے ہاتھ میں نہیں ہے۔ وہ کبھی ہمارے سامنے اپنے راز نہیں اگلیں گے۔"

سونیا نے کہا۔"وہ اقبالِ جرم کریں یا نہ کریں۔ کرونا کی باتوں سے ثابت ہو گیا ہے کہ ان تینوں نے ہی ہم پر حملے کرائے ہیں۔ آئندہ بھی ہمیں ان کی طرف سے جان کا خطرہ ہے۔ اس لیے میں انہیں زندہ نہیں چھوڑوں گی۔"

بلڈر وَن نے کہا۔"نو میڈم! سیون بلڈرز کے کسی بھی کارکن کی زندگی اور موت کا فیصلہ کرنا صرف ہم سات بلڈرز کا کام ہے۔ ہم انہیں سزا دیں گے۔"

سونیا نے کہا۔"اور جو میری جان کا دشمن بنتا ہے، میں اس کی زندگی اور موت کا فیصلہ اپنی عدالت میں کرتی ہوں لہٰذا بارہ گھنٹوں کے اندر آپ لوگوں نے انہیں موت کے گھاٹ نہ اتارا تو وہ مجھ سے بچ نہیں پائیں گے۔"

ساتوں بلڈرز نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔ان کے مزاج اوران کے فیصلوں کے خلاف کوئی بولنے کی جرات نہیں کرسکتا تھا،لیکن وہ بولنے والی اور چیلنج کرنے والی سونیا تھی۔اس لیے سب کو چپ لگ گئی تھی۔مگر وہ دل ہی دل میں غصے سے پیچ وتاب کھارہے تھے۔ان میں سے ایک بلڈر وہاں سے اٹھ کر دوسرے کمرے میں چلا گیا۔تھوڑی دیر بعد جمائلہ کے فون کا بزر بولنے لگا۔اس نے اسے آن کر کے کان سے لگایا پھر کہا۔''ہیلو......؟''

اس بلڈر نے کہا۔''تم سونیا کے ساتھ بیٹھی ہو اس لیے ہم تم سے کھل کر باتیں نہیں کرسکتے۔تم دیکھ رہی ہو کہ میڈم کس طرح ہمارے منہ پر چیلنج کرتی ہیں اور ہمارے فیصلے کے خلاف اپنا فیصلہ سناتی ہیں؟ سیدھی سی بات ہے،جب تک انہیں تنویمی عمل کے ذریعے اپنی معمولہ اور تابعدار نہیں بنایا جائے گا تب تک یہ ہمارے کنٹرول میں نہیں رہیں گی۔''

جمائلہ نے چور نظروں سے سونیا کی طرف دیکھا۔پھر کہا ''ٹھیک ہے،میں سمجھ گئی۔تھوڑی دیر بعد آپ سے رابطہ کروں گی۔''

اس وقت سونیا کا دھیان بلڈر ون کی طرف تھا۔وہ بینک منیجر سے باتیں کررہا تھا۔منیجر کہہ رہا تھا۔''آج صبح ہی مِس کرونا کے اکاؤنٹ میں پچاس لاکھ امریکی ڈالرز جمع کیے گئے ہیں۔''

بلڈر ون نے پوچھا۔''کیا پچاس لاکھ کا چیک جمع کیا گیا تھا؟''

''نہیں۔کوئی شخص آیا تھا۔رقم جمع کرانے کے بعد چلا گیا تھا۔ہمارے کاؤنٹر پر بیٹھا ہوا شخص یہ نہیں بتا سکے گا کہ وہ کون تھا؟ کیونکہ بے شمار افراد آتے جاتے رہتے ہیں۔''

''کوئی بات نہیں۔اتنی ہی معلومات کافی ہے۔تمہارا بہت بہت شکریہ۔تمہارے حصے کی رقم پہنچ جائے گی۔''

یہ کہہ کر اس نے ریسیور رکھ دیا۔جمائلہ نے اپنی جگہ سے اٹھتے ہوئے کہا۔''مما! میں واش روم جارہی ہوں۔ابھی آتی ہوں۔''

وہ دوسرے کمرے کی طرف چلی گئی۔وہاں بلڈر فور اس کا انتظار کررہا تھا۔اسے دیکھتے ہی بولا۔''جمائلہ! کچھ کرو۔میڈم ہمارے لیے خطرناک ثابت ہورہی ہیں۔''

وہ بولی۔''آپ پریشان نہ ہوں۔وہ پوری طرح میرے کنٹرول میں ہیں۔آج صبح ہونے سے پہلے میں کوشش کروں گی کہ کسی بھی طرح انہیں آپ لوگوں کی معمولہ اور تابعدار بنادوں۔''

''انہوں نے چیلنج کیا ہے کہ بارہ گھنٹے کے اندر ہم ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو موت کے گھاٹ نہ اتارا تو وہ زندہ نہیں چھوڑیں گی۔''

''بارہ گھنٹے بہت ہوتے ہیں۔میں اس سے پہلے انہیں پوری طرح اپنے قابو میں کرلوں گی۔وہ آپ لوگوں کی مرضی اور مزاج کے خلاف کچھ نہیں کرسکیں گی۔''

''کیا تمہیں پورا یقین ہے کہ تمہاری آکیما کے مطابق تمہیں بابا صاحب کے ادارے میں پہنچادیں گی؟''

''ہاں۔مجھے پورا یقین ہے۔لیکن میں یہ سوچ کر پریشان ہوجاتی ہوں کہ جب وہ مجھے اس ادارے میں لے جائیں گی تو وہاں سب ہی انہیں پہچان لیں گے۔انہیں ... لگائیں گے۔پھر یہاں نہیں آنے دیں گے۔''

''بلا سے۔نہ آنے دیں۔وہ تمہیں ایک بار،کم از کم ایک بار اس ادارے میں لے جائیں۔پھر ہمارا کام ... جائے گا۔ہم تمہارے ذریعے وہاں کی بہت سی کمزوریاں جان سکیں گے۔''

وہ بولی۔''آپ یہ بھول رہے ہیں،جب میڈم کو وہاں پہنچ کر معلوم ہوگا کہ وہ فرہاد علی تیمور کی بیوی اور اس کے ... کی ماں ہے تو میرا جھوٹ کھل جائے گا۔وہ میری دشمن ... جائیں گی۔اور وہ دشمنوں کے ساتھ کیسی بے رحمی سے پیش آتی ہیں یہ آپ سب دیکھ ہی رہے ہیں؟ وہ آپ جیسے ... بلڈرز کا لحاظ نہیں کرتی ہیں تو پھر میں کیا چیز ہوں؟''

''تم کسی بھی طرح میڈم کو ہماری معمولہ اور تابعدار ... اس کے بعد ہم ان سے اچھی طرح نمٹ لیں گے۔''

''اچھا۔میں چلتی ہوں۔مما سے واش روم جانے کا بہانہ کرکے آئی ہوں۔''

''ایک بات بتاؤ،کیا سچ مچ تم نے اسے ماں بنالیا ہے؟ خود کو اس کی بیٹی سمجھنے لگی ہو؟''

اس وقت جمائلہ کے اندر جھوٹ،فریب اور شیطانی ... بھری ہوئی تھی۔وہ مکاری سے مسکراتے ہوئے بولی۔'' ... کسی رشتے کو نہیں مانتی۔صرف اپنے ماں باپ کا احسان ... ہوں کہ انہوں نے مجھے پیدا کیا۔اس سے زیادہ اور کچھ نہیں جانتی۔آپ اطمینان رکھیں۔وہ جلد ہی آپ کی معمولہ ... تابعدار بن جائیں گی۔''

یہ کہہ کر وہ بلڈر ون کے بیڈروم کی طرف جانے ... وہاں سونیا دوسرے بلڈرز کے ساتھ بیٹھی ہوئی تھی۔وہ ... بلڈرز یہ فیصلہ کررہے تھے کہ آئندہ ان تین ٹیلی پیتھی ... والوں کے ساتھ کیسا سلوک کرنا چاہیے؟ کرونا ...

زبردست غداری کی ہے۔یہاں کے بھید امریکی اکابرین کو بتاتی رہی ہے۔اسے سب سے پہلے موت کے گھاٹ اتارا جائے گا۔

ایسے وقت کرونا سونیا کے دماغ میں آکر بول رہی تھی ''میں آپ سے کچھ کہنا چاہتی ہوں۔یوں سمجھ لیں کہ میں آپ کی کنیز بننا چاہتی ہوں۔پلیز مجھے تھوڑا سا وقت دیں۔''

سونیا نے کہا۔''میرے پاس آکر باتیں کرنے میں وقت ضائع نہ کرو۔اگر اپنی سلامتی چاہتی ہو تو جہاں ہو وہیں سے سیدھی ایئرپورٹ چلی جاؤ۔جو بھی پہلی فلائٹ ملتی ہے اس میں سیٹ حاصل کرکے یہ شہر،یہ ملک چھوڑ دو۔میں نے تمہیں سیون بلڈرز کے سامنے بے نقاب کردیا ہے۔یہ تمہاری اصلیت جان چکے ہیں۔''

وہ ایکدم سے پریشان ہوگئی۔گھبرا کر بولی۔''یہ آپ نے کیا کیا؟ وہ بلڈرز مجھے زندہ نہیں چھوڑیں گے۔''

''اسی لیے تو کہہ رہی ہوں۔وقت ضائع کیے بغیر یہاں سے نکل جاؤ۔''

''میں ایئرپورٹ جاؤں گی یا کسی طرح فرار ہونا چاہوں گی تو آپ انہیں میرے پیچھے لگادیں گی۔''

''اگر پیچھے لگانا ہوتا تو تمہیں فرار ہونے کا مشورہ نہ دیتی۔اس وقت میں تمہارا ساتھ دے رہی ہوں۔کیونکہ تمہاری وجہ سے میں نے یہ ثابت کردیا ہے کہ آج مجھ پر اور جمائلہ پر جو قاتلانہ حملہ ہوا تھا،وہ تم تینوں نے کرایا تھا۔سیون بلڈرز کے سامنے میری سچائی ثابت ہوگئی ہے۔اس لیے اب میں تمہارا ساتھ دے رہی ہوں۔جتنی جلدی ہوسکے،یہاں سے چلی جاؤ۔ایک لمحہ بھی ضائع نہ کرو۔''

وہ اس کے دماغ سے چلی گئی۔جمائلہ نے آکر کہا۔''مما! کیا ہم یہاں سے چلیں؟''

سونیا نے اٹھتے ہوئے کہا۔''ہاں۔چلو۔''

وہ دونوں سیون بلڈرز سے اجازت لے کر باہر آئیں اپنی کار میں بیٹھ کر وہاں سے جانے لگیں۔اس بار جمائلہ کار ڈرائیو کررہی تھی۔سونیا نے اس کی طرف کن انکھیوں سے دیکھا۔پھر کہا۔''میں نادان بچی نہیں ہوں۔''

جمائلہ نے ایک نظر اس پر ڈالی پھر مسکرا کر ونڈ اسکرین کے پار دیکھتے ہوئے کہا۔''اس بات کا کیا مطلب ہوا؟''

''تم اس وقت واش روم نہیں گئی تھیں۔میں بہ ظاہر انجان بنی ہوئی تھی۔پہلے بلڈر فور وہاں سے اٹھ کر کسی دوسرے کمرے میں گیا،پھر اس نے فون کے ذریعے تمہیں مخاطب کیا اور تم واش روم کا بہانہ کرکے اس کے پاس چلی گئیں۔''

وہ اس کی باتیں سن رہی تھی،اندر سے پریشان ہورہی تھی۔پھر فوراً ہی سنبھل کر ہنستے ہوئے بولی۔''مما! ان کے سامنے ایسی حرکت کرنی ہی ہوگی۔جس سے یہ ظاہر ہو کہ میں آپ سے زیادہ ان کی وفادار ہوں۔آپ خود ہی سمجھ سکتی ہیں وہ میرے کون سے سگے ہیں کہ ان کے سامنے میں اپنی سگی ماں کی اہمیت کم کردوں گی۔''

وہ مسکرا کر بولی۔''دیٹس لائیک اے گڈ ڈاٹر۔کسی ریسٹورنٹ میں چلو۔بھوک لگ رہی ہے۔''

وہ ایک ہوٹل کے ڈائننگ ہال میں آگئیں۔وہاں ایک گھنٹے تک بیٹھی رہیں۔کھاتی پیتی رہیں اور باتیں کرتی رہیں جمائلہ کے اندر یہ بات پک رہی تھی کہ جلد سے جلد کسی بھی طرح سونیا کو اپنے قابو میں کرنا ہوگا۔میڈم بہت چالاک ہیں۔ابھی ان کے تیور بتارہے تھے کہ یہ کسی بھی وقت میری دوغلی حرکتوں کو سمجھ لیں گی۔دن کے وقت میں ایک ایسی بلی ہوتی ہوں،جس کے ناخن کاٹ لیے گئے ہوں۔ایسے وقت یہ میرے ہاتھ پاؤں توڑ کر مجھے اپاہج بنادیں گی۔سیون بلڈرز بھی ان سے خوفزدہ ہیں۔ان کے اندیشے درست ہیں۔یہ کسی وقت بھی بہت بڑی مصیبت بن سکتی ہیں۔

سونیا نے کھانے کے بعد کہا۔''میں بہت تھک گئی ہوں۔اب گھر جاکر سونا چاہتی ہوں۔''

وہ کھانے کے بعد ہوٹل سے گھر آگئیں۔وہاں تھوڑی دیر تک باتیں کرتی رہیں۔جب سونیا سلیپنگ ڈریس پہن کر بیڈ پر آگئی تو جمائلہ نے کہا۔''میں اپنے بنگلے میں جارہی ہوں صبح آپ کے پاس آجاؤں گی۔''

''ٹھیک ہے،تمہیں تو جانا ہی ہوگا۔صبح تک تمہاری مجبوری ہے۔تبدیل ہونے کے بعد میرے پاس آؤ گی۔''اس نے بیٹی کی پیشانی کو چوم کر کہا۔''شب بخیر۔''

جمائلہ نے اس بنگلے سے نکل کر اپنے بنگلے کی طرف آتے ہوئے بلڈر ون سے فون پر رابطہ کیا۔اس نے کہا۔''جمائلہ! تم کہاں ہو؟ ہم اتنی دیر سے تمہاری کال کا انتظار کررہے ہیں ہماری مجبوری یہ ہے کہ میڈم تمہارے ساتھ رہتی ہیں۔ہم تم سے کسی اہم معاملے پر رازداری سے گفتگو نہیں کرسکتے۔''

''میں ابھی میڈم کو سُلا کر اپنے بنگلے میں آئی ہوں۔سچ تو یہ ہے کہ آپ کی طرح میں بھی میڈم سے خوفزدہ ہوں۔''

''ہم سیون بلڈرز والے بڑی ٹھوس پلاننگ کرتے ہیں۔ہم سے کبھی غلطی نہیں ہوتی۔لیکن اس بار میڈم کے معاملے میں غلطی ہوگئی ہے۔بابا صاحب کے ادارے میں داخل

ہونے کے لیے میڈم سے کسی بہتری کی توقع نہیں کرنی چاہیے۔"

جمائلہ نے کہا۔ "جو ہونی ہوتی ہے، وہ ہو کر رہتی ہے۔ جب مجھے آگہی مل چکی ہے کہ میں ان کے ذریعہ اس ادارے میں جانے والی ہوں تو پھر ضرور جاؤں گی۔"

وہ جھنجلا کر بولا۔ "مگر یہ کیسے ہوگا؟ کیا تم ہماری لاشوں پر سے گزر کر اس ادارے میں جاؤ گی؟"

"یہ تو میں نہیں جانتی۔ لیکن جو میں آگہی کی اسکرین پر دیکھ چکی ہوں، وہ ضرور ہوگا۔"

"یعنی جب تک تم بابا صاحب کے ادارے میں قدم نہیں رکھو گی اس وقت تک سونیا تمہارے ساتھ رہے گی؟ یعنی اس وقت تک وہ زندہ رہے گی اور ہم کسی بھی تدبیر سے اسے ہلاک نہیں کر سکیں گے؟"

"یہی بات سمجھ میں آتی ہے اور یہی ہوگا۔"

"پھر تو ایک بات اچھی طرح سن لو، ہم تمہاری آگہی کو نہیں مانیں گے۔ میڈم نے ہمیں بارہ گھنٹے کی مہلت دی ہے اگر ہم نے صبح آٹھ بجے تک اپنے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کا خاتمہ نہ کیا تو وہ انہیں ختم کر دے گی۔ ہم تم سے کہتے ہیں کہ صبح ہونے سے پہلے اسے اس طرح اپنے قابو میں کر لو کہ وہ اپنی ضد اور من مانی بھول جائے۔ ہماری تابعدار بنی رہے۔ اگر صبح تک ایسا نہ ہوا تو وہ اپنے بستر سے زندہ نہیں اٹھے گی۔"

"میں کوشش کرتی ہوں۔ کسی نہ کسی طرح انہیں تابعدار بنا ہی لوں گی۔ آپ میری اگلی کال کا انتظار کریں۔"

اس نے فون بند کر دیا۔ اپنے بنگلے میں آگئی تھی۔ وہاں سے سامنے والے بنگلے کو دیکھ رہی تھی۔ اگرچہ اس وقت تیکھی تھی، صرف سیون بلڈرز کی وفادار تھی اور ان کے لیے سونیا کے خلاف کچھ بھی کر سکتی تھی لیکن اس کی ہلاکت اسے منظور نہیں تھی۔

شیطانیت کے سائے میں رہنے کے باوجود سونیا سگی ماں سے بھی زیادہ اپنی طرف کھینچ رہی تھی۔ وہ اس سے جھوٹ بول سکتی تھی، طرح طرح سے دھوکا دے سکتی تھی مگر اپنی اس مما سے ہمیشہ کی جدائی منظور نہیں تھی۔

وہ اپنے بیڈ روم میں آگئی۔ بڑے سے صندوق کو کھول کر اس میں سے ابوالہول کا مجسمہ نکالنے لگی۔ پھر اسے ایک میز پر لا کر رکھ دیا۔ وہ مجسمہ سر سے پاؤں تک نہیں تھا۔ اس کا ناک کٹا چہرہ صرف گردن تک تھا۔ نہ وہ مجسم تھا۔ نہ اسے مجسمہ کہا جا سکتا تھا۔ جب وہ خود ہی مکمل نہیں تھا تو کسی اور کو کیا مکمل کر سکتا تھا؟ بہرحال جمائلہ نے جھک کر اس کی ناک کو چوم لیا

پھر دونوں ہاتھ جوڑ کر سر جھکا کر اس کی پوجا کرنے لگی۔ جب وہ کچھ مانگتی تھی اور وہ اسے شیطانی تو تمہارا [illegible]

تب اندر سے ایسا لگتا تھا جیسے تیز ہوائیں چل رہی ہیں [illegible] گرج رہے ہیں، اور رہ رہ کر بجلیاں کڑک رہی ہیں۔" [illegible] دلوں میں ہول پیدا کرنے والے ابوالہول! میں جب کچھ مانگتی ہوں تو تُو مجھے دیتا ہے۔ اور جو نہیں مانگتی، وہ بھی مجھے دیتا ہے۔ آج میں تیرے سامنے ایک نئی قوت مانگ رہی ہوں۔"

بادل ایسے گڑگڑانے لگے جیسے وہ ابوالہول کے سامنے گڑگڑا رہی ہو۔ "اے میری بگڑی بنانے والے! مجھے [illegible] معمولی قوت دے، جس سے میں سونیا کے دماغ میں [illegible] سکوں۔ تُو اپنی پُراسرار قوت سے اسے میرے پاس بلا [illegible] اتنا کمزور اور بے بس بنا دے کہ وہ میرے بیڈ پر آ کر خاموشی سے لیٹ جائے اور میرے تنویمی عمل کا اثر قبول کرتی رہے۔"

موسم واقعی بدل رہا تھا۔ تیز ہوائیں چل رہی تھیں۔ دروازے اور کھڑکیوں کے پٹ کبھی کھل رہے تھے اور تیز آواز کے ساتھ بند ہو رہے تھے۔ وہ کہہ رہی تھی۔ "طوفانی ہوائیں، بادلوں کی گرج اور بجلی کی چمک بتا رہی ہے کہ تُو میری ضرورت پوری کر رہا ہے۔ مجھے ایسی پُراسرار قوت دے رہا ہے کہ سونیا کا زہریلا دماغ میرے تنویمی عمل کا منکر نہیں ہوگا۔ اسے قبول کرتا رہے گا۔"

اسے اشارہ مل رہا تھا کہ اس کے شیطانی مطالبات پورے ہو رہے ہیں۔ اچانک ہی تاریکی چھا گئی۔ بجلی چلی گئی تھی۔ بنگلے کے اندر اور باہر ایسی سیاہی پھیل گئی تھی کہ کوئی اپنے آپ کو بھی دیکھ نہیں سکتا تھا۔ ابوالہول کے پیچھے [illegible] ایک بڑا سا آئینہ رکھا ہوا تھا۔ اس آئینے میں وہ خود کو دیکھ رہی تھی۔ تاریکی میں اس کی آنکھیں بلی کے دیدوں کی طرح چمک رہی تھیں۔

وہ وہاں سے پلٹ کر آہستہ آہستہ چلتی ہوئی دروازے پر آگئی۔ اسے کھول کر دیکھا، باہر تاریکی میں سامنے والا بنگلہ دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ اسی وقت بجلی ایک زور سے چمکی اور [illegible] کی کڑک دار آواز کے ساتھ ہی سونیا اپنے برآمدے میں نظر آئی۔ اس کا لباس اور اس کی زلفیں تیز ہوا کے باعث لہرا رہی تھیں۔

بجلی کی لمحاتی روشنی ختم ہو چکی تھی۔ سونیا برآمدے سے اتر کر آہستہ آہستہ چلتی ہوئی جمائلہ کے بنگلے کی طرف آ رہی تھی۔ جیسے سحر زدہ ہو کر چلی آ رہی ہو۔

جمائلہ نے بڑے جوش اور جذبے سے دونوں ہاتھ بلند کرتے ہوئے کہا۔ "اے ابوالہول! تیرا بول بالا ہو۔ تُو میری مرادیں پوری کر رہا ہے۔ میرے دل کو، میرے دماغ کو میرے پورے وجود کو پُراسرار قوتوں کا مسکن بنا رہا ہے۔"

سونیا آہستہ آہستہ چلتی ہوئی اس کے برآمدے میں آگئی بجلی پھر کڑک دار آواز کے ساتھ لہرائی۔ وہ دونوں اس کی کالی روشنی میں نہا گئی تھیں۔ پھر چاروں طرف گھپ اندھیرا چھا گیا۔ جمائلہ نے کہا۔ "دیکھو میڈم! مجھے پُراسرار قوتیں دینے والا کتنا عظیم اور باکمال ہے؟ وہ تمہیں یہاں کھینچ لایا ہے اب تم میرے بیڈ پر آرام سے لیٹ جاؤ گی۔ میں تم پر تنویمی عمل کروں گی۔ آؤ۔ میرے بیڈ پر آ جاؤ۔"

سونیا آہستہ آہستہ چلتی ہوئی بیڈ روم میں آئی۔ پھر اس کے بستر پر بدن کو ڈھیلا چھوڑ کر چاروں شانے چت لیٹ گئی۔ دونوں کی نظریں ایک دوسرے سے مل رہی تھیں۔ جمائلہ نے کہا۔ "اے ابوالہول! میں تجھ پر بھروسا کرتی ہوں اور تیرا نام لے کر عمل شروع کرتی ہوں۔"

پھر اس نے سونیا کو مخاطب کیا۔ "میڈم! تم میری آنکھوں میں دیکھ رہی ہو۔ میری آنکھیں تمہارے دل و دماغ پر نقش ہو رہی ہیں۔ تم اسی طرح دیکھتی رہو گی اور مجھ سے سحر زدہ ہوتی رہو گی۔ سحر زدہ ہوتی رہو گی۔ ہوتی رہو گی۔ ہوتی رہو گی......"

سونیا کے ہونٹوں میں ہلکی سی لرزش پیدا ہوئی۔ پھر اس کی کمزور خوابیدہ سی آواز سنائی دی۔ "میں ڈوب رہی ہوں۔ مجھے بچاؤ۔ میرا ہاتھ پکڑ لو۔ مجھے اپنی طرف کھینچ لو۔"

جمائلہ نے کہا۔ "میں تمہیں اپنی ہی طرف لا رہی ہوں۔ جو کہہ رہی ہوں، وہ کرتی رہو۔ اپنی نظریں میری آنکھوں سے نہ ہٹاؤ۔ ان لمحات میں تم ڈوب نہیں رہی ہو۔ بلکہ سحر زدہ ہو رہی ہو۔"

وہ آہستہ آہستہ سانسیں لینے لگی۔ اس کی پلکیں بوجھل ہو رہی تھیں۔ آنکھیں بند ہونا چاہتی تھیں۔ جمائلہ نے کہا "دیکھو! تمہاری آنکھیں بند ہو رہی ہیں۔ اس کے بعد تم بند آنکھوں کے پیچھے میری ان نگاہوں کو دیکھتی رہو گی۔ تمہارے کانوں تک دنیا کی کوئی آواز نہیں پہنچ رہی ہے۔ تم صرف میری آواز سن رہی ہو۔"

اس کی آنکھیں بند ہو گئی تھیں۔ وہ ٹرانس میں آگئی تھی۔ اس سے سحر زدہ ہو چکی تھی۔ جمائلہ نے کہا۔ "بولو! تم میری معمولہ ہو۔"

وہ خوابیدہ سے لہجے میں بولی۔ "میں تمہاری معمولہ ہوں۔"

"تم تنویمی نیند سے بیدار ہونے کے بعد میری تابعدار بن کر رہو گی۔"

"میں تنویمی نیند سے بیدار ہونے کے بعد تمہاری تابعدار بن کر رہوں گی۔"

"میں تمہارے مزاج کے خلاف جو بھی کہوں گی، تم اسے برداشت کرو گی۔"

"تم میرے مزاج کے خلاف جو بھی کہو گی میں اسے برداشت کروں گی۔"

"میں کہتی ہوں، تم ایک ذلیل عورت ہو۔ تم بھی یہی کہو۔"

"میں ایک ذلیل عورت ہوں۔"

"میں تمہیں حکم دیتی ہوں کہ تم اپنی پچھلی زندگی کو کبھی یاد نہیں کرو گی۔ نہ ہی یہ سوچو گی کہ تمہارا ماضی کیا تھا اور تم کہاں سے آئی ہو؟"

سونیا اس کی باتیں دہرانے لگی۔ وہ بولی۔ "کبھی تمہیں کچھ لوگ ملیں اور اُن میں سے کوئی کہے کہ میں تمہارا شوہر ہوں اور کوئی کہے کہ میں تمہاری بیٹی ہوں، کوئی کہے کہ میں تمہارا بیٹا ہوں تو تم کبھی یقین نہیں کرو گی۔"

اس نے کہا۔ "میں کبھی یقین نہیں کروں گی۔"

"میں نے تم سے جو کچھ کہا ہے، وہ ساری باتیں تمہارے دماغ میں نقش رہیں گی۔ یعنی تمہارا شوہر مر چکا ہے، اور میں ہی تمہاری واحد اولاد ہوں۔"

وہ بولی۔ "میرا شوہر مر چکا ہے اور تم ہی میری واحد اولاد ہو۔"

"تم سیون بلڈرز کو یقین دلاؤ گی کہ ان کی تابعدار ہو لیکن حقیقتاً صرف میری معمولہ اور تابعدار بن کر رہا کرو گی۔"

وہ جو کہہ رہی تھی، سونیا ان باتوں کو دہراتی جا رہی تھی۔ جمائلہ نے یہ بھی حکم دیا کہ وہ سیون بلڈرز کے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو ہلاک نہیں کرے گی۔ بارہ گھنٹوں کی جو مہلت اس نے سیون بلڈرز کو دی ہے، اس مہلت کو بھول جائے گی۔

اس نے آخر میں کہا۔ "تم ہر رات میرے اس بیڈ پر آ کر لیٹ جایا کرو گی اور میں تم پر عمل کیا کروں گی۔"

اس نے کہا۔ "میں ہر رات تمہارے اس بیڈ پر آ کر لیٹ جایا کروں گی اور تم مجھ پر عمل کیا کرو گی۔"

"بیدار ہونے کے بعد اور خاص طور پر دن کے وقت تم یہ بھول جاؤ گی کہ میں نے تم پر تنویمی عمل کیا ہے اور تمہیں اپنی معمولہ بنایا ہے۔ ہم دن رات پہلے کی طرح ماں بیٹی بن کر رہا

کریں گے۔"

سونیا اس کی باتیں دہرانے لگی۔ پھر اس نے کہا۔ "اب تم گہری نیند سو جاؤ۔ صبح چھ بجے کے بعد تمہاری آنکھ کھلے گی تم سو جاؤ۔ سو جاؤ......"

وہ گہری نیند میں ڈوب گئی۔ جمائلہ خوشی سے کھل رہی تھی دوڑتے ہوئے آکر ابوالہول کے مجسمے کو چوم لیا۔ اس کا احسان ماننے لگی۔ اس کا شکریہ ادا کرنے لگی۔ تھوڑی دیر تک اس کی پرستش کرتی رہی پھر اسے اٹھا کر صندوق کے اندر رکھ دیا۔

اس وقت آدھی رات ہونے والی تھی۔ وہ اپنی عادت کے مطابق باہر تفریح کے لیے جانا چاہتی تھی۔ اس نے جینز اور ٹی شرٹ کو اتار کر پھینک دیا۔ الماری سے ایک مختصر سا لباس نکال کر پہنا پھر دروازے بند کرتی ہوئی باہر آ گئی۔ کار میں بیٹھ کر وہاں سے جانے لگی۔

اس نے کار ڈرائیو کرنے کے دوران میں بلڈر وَن سے رابطہ کیا۔ پھر کہا۔ "بہت بڑی خوش خبری ہے۔ کیا آپ یقین کریں گے کہ میں نے سونیا پر تنویمی عمل کیا ہے اور اسے آپ لوگوں کی معمولہ اور تابعدار بنا لیا ہے؟"

"ہم تمہاری ہر بات کا یقین کرتے ہیں۔ لیکن یہ تو بتاؤ تم نے تنویمی عمل کیسے کیا؟ جبکہ یہ عمل جانتی نہیں ہو۔"

"کیا آپ یہ نہیں جانتے کہ میں جب چاہتی ہوں اپنے اندر کوئی سی بھی پر اسرار قوت پیدا کر سکتی ہوں؟ آج میں نے ابوالہول سے تنویمی عمل کرنے کی صلاحیت مانگی تھی۔ ایسا عمل جو سونیا جیسی زہریلی عورت پر پوری طرح اثر انداز ہو سکے اور وہ ہماری تابعدار بن جائے۔ اس وقت وہ گہری نیند میں ہے صبح چھ بجے کے بعد آپ جب بھی اس سے رابطہ کریں گے تو ایک تابعدار کی حیثیت سے گفتگو کرے گی۔ اب بھی اس کے اندر سرکشی کرنے کا خیال بھی پیدا نہیں ہوگا۔"

"پھر تو واقعی تم نے بہت بڑی خوش خبری سنائی ہے۔"

"اس نے آپ لوگوں کو بارہ گھنٹے کی مہلت دی تھی کہ اگر آپ لوگوں نے ان ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو ہلاک نہ کیا تو وہ انہیں زندہ نہیں چھوڑے گی۔ اب آپ اس مہلت کو بھول جائیں۔ کیونکہ میرے تنویمی عمل کے مطابق وہ بھی اس مہلت کو بھول چکی ہے۔ آئندہ آپ لوگوں کو بھی چیلنج نہیں کرے گی۔"

"شاباش جمائلہ! کل بینک کھلتے ہی تمہارے اکاؤنٹ میں پچاس لاکھ ڈالرز جمع کر دیے جائیں گے۔"

"شکریہ۔ یہ بتائیں، وہ تینوں ٹیلی پیتھی جاننے والے کہاں ہیں؟ کیا آپ لوگوں نے ان کا محاسبہ کیا ہے؟"

"ہم نے ژاذ کوم کو برا اور مہادھابی کو یہاں بلڈر
کرونا سے فون پر رابطہ کیا گیا تو اس نے اپنا فون بند کر
مہادھابی نے خیال خوانی کے ذریعہ اسے مخاطب کرنا
اس نے سانس روک کر اسے بھگا دیا۔ معلوم ہوتا ہے
نے خطرے کی بو سونگھ لی ہے؟ یہ سمجھ گئی ہے کہ ہم اسے زندہ
نہیں چھوڑیں گے۔ اسی لیے کہیں فرار ہونا چاہتی
۔ ہمارے جاسوس بندرگاہ ایئرپورٹ اور ہائی وے کی
بندی کر چکے ہیں۔ اسے فرار ہونے نہیں دیں گے۔"

"وہ بہت چالاک بن رہی ہے۔ میں ابھی اپنی
قوت سے معلوم کرتی ہوں کہ وہ کہاں ہے؟"

جمائلہ نے کار کو ایک طرف روک کر کرونا کا تصور کیا۔ اسے سفید بادل دکھائی دینے لگے۔ ان بادلوں کے درمیان سے ہوائی جہاز گزر رہا تھا اور اس کی ایک سیٹ پر کرونا بیٹھی ہوئی تھی۔

جمائلہ نے آنکھیں کھول کر فون پر کہا۔ "آپ نے ان کا محاسبہ کرنے میں دیر کر دی۔ وہ ہاتھ سے نکل چکی ہے۔ ملک میں نہیں ہے، کسی طیارے میں سفر کرتی ہوئی کہیں جا رہی ہے۔"

بلڈر وَن نے پوچھا۔ "کیا تمہیں بعد میں معلوم ہو سکے گا کہ وہ کہاں گئی ہے؟"

"نہیں۔ میں جس ملک میں رہتی ہوں، اسی ملک کے اندر کسی بھی دشمن تک پہنچ سکتی ہوں۔ ہاں اگر یہ معلوم ہو جائے کہ وہ کس ملک میں پہنچی ہوئی ہے تو میں وہاں جا کر اس کی شہ رگ تک پہنچ سکتی ہوں۔"

"پھر تو واقعی وہ ہمارے ہاتھ سے نکل چکی ہے۔ کوئی بات نہیں، ہم اس سے بعد میں نمٹ لیں گے۔"

وہ کار اسٹارٹ کر کے آگے بڑھاتے ہوئے بولی۔ "آپ نے یہ نہیں بتایا کہ ان دو ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے ساتھ کیا کیا جا رہا ہے؟"

"ہم نے سختی سے محاسبہ کیا ہے اور انہیں سمجھایا ہے کہ اگر وہ کل صبح تک اپنا جرم قبول کر لیں گے تو انہیں معافی مل جائے گی۔ ورنہ وہ سزا سے بچ نہیں پائیں گے۔"

"جب وہ جرم قبول کر لیں گے تو آپ انہیں سزا کیوں نہیں دیں گے؟"

"سمجھا کرو، ہمارے پاس ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی کمی ہے۔ یہ ہمارے بہت کام آتے ہیں۔ اگر آئندہ پھر غلطی کریں گے تو یقیناً انہیں سزائے موت دی جائے گی۔"

”ہم ان دو زخمی ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو نظر انداز کر رہے ہیں۔ جسٹ اے منٹ، میں ابھی ان کا سراغ لگاتی ہوں۔“

اس نے ایک بار پھر کار کو روک کر آنکھیں بند کر لیں اسے وردان دکھائی دے رہا تھا۔ وہ کار ڈرائیو کرتا ہوا ایک پختہ سڑک پر جا رہا تھا۔ وہ سڑک دور تک ویران تھی۔ پھر اس کی ہیڈ لائٹس کی روشنی میں سنگِ میل دکھائی دیا۔ اس پر لکھا ہوا تھا۔ ”اسپین پچاس کلو میٹر۔“

وہ نومی کرسٹل کو تلاش کرنے لگی۔ اس کا کوئی سراغ نہیں مل رہا تھا۔ اس نے آنکھیں کھول کر فون پر کہا۔ ”وہ جو ٹیلی پیتھی جاننے والی عورت ہے، کہیں نظر نہیں آ رہی ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ وہ اس ملک سے جا چکی ہے اور وہ خیال خوانی کرنے والا شخص اسپین سے پچاس کلو میٹر کے فاصلے پر رہ گیا ہے۔ میں ہیلی کاپٹر میں بھی جاؤں گی تو وہاں پہنچنے تک وہ بارڈر کراس کر چکا ہوگا۔ مجھے اسے گرفت میں لینے کے لیے اسپین جانا ہوگا۔“

”ابھی میڈم سونیا کو چھوڑ کر جانا مناسب نہیں ہے۔ تم اس خطرناک عورت کو بہت اچھی طرح کنٹرول کر رہی ہو۔ ہم کل شام تک دیکھیں گے۔ اگر سونیا واقعی ہماری تابعدار بن کر رہے گی تو تمہارے لیے ہیلی کاپٹر کا انتظام کیا جائے گا پھر تم اسپین جا سکو گی۔“

”آل رائٹ۔ اب میں صبح رابطہ کروں گی۔“

اس نے فون بند کیا پھر کار ڈرائیو کرتی ہوئی بیرو آلٹو کے اس رنگین علاقے میں پہنچ گئی، جہاں بڑے بڑے دولت مند قمار بازی اور عیش و عشرت کے لیے آتے رہتے تھے۔

کرونا ایک طیارے میں آرام سے سفر کر رہی تھی۔ جب اسے اطمینان ہو گیا کہ وہ پرتگال سے نکل چکی ہے اور اب سیون بلڈرز اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکیں گے تو اس نے خیال خوانی کی پرواز کی اور سونیا کے اندر پہنچ گئی۔ اس نے سانس روک لی۔ اس نے تھوڑی دیر بعد پھر اس کے دماغ میں پہنچ کر کہا۔ ”میں کرونا ہوں۔“

وہ بولی۔ ”ہیلو کرونا! تم کہاں ہو؟“

”آپ کی مہربانی سے میں خیریت سے ہوں اور اس وقت ایک فلائٹ کے ذریعہ نیویارک جا رہی ہوں۔“

”تمہیں نئی زندگی مبارک ہو۔“

”میڈم! یہ آپ کی مہربانی ہے۔ آج پتا چلا کہ آپ جتنی بے رحم اور سنگدل ہیں اُتنی ہی مہربان بھی ہیں۔ آپ نے مجھ پر جو احسان کیا ہے، اس کے بدلے میں آپ کے کام آنا چاہتی ہوں۔“

”تم تو بہت دور جا رہی ہو۔ میرے کام کس طرح آؤ گی؟“

”میں آپ کے ماضی کے بارے میں بہت کچھ بتا سکتی ہوں۔ سب سے پہلے تو یہ سن لیں کہ جمائلہ حقانی آپ کی بیٹی نہیں ہے۔ آپ نے اسے جنم نہیں دیا ہے۔“

وہ سنجیدگی سے سن رہی تھی۔ اس نے کہا۔ ”آگے بولو۔“

”آپ کے شوہر ٹیلی پیتھی کی دنیا کے شہنشاہ ہیں۔ آپ بھی اپنے شوہر فرہاد علی تیمور کی طرح جرائم اور سیاست کی دنیا میں بہت مقبول اور ناقابلِ شکست ہیں۔ آپ کا ایک جوان بیٹا اور ایک جوان بیٹی ہے۔“

وہ حیرانی سے یہ انکشافات سن رہی تھی۔ اس نے بے یقینی سے پوچھا۔ ”کیا تم سچ کہہ رہی ہو؟“

”میں اپنا سچ ثابت کر دوں گی۔ دنیا کے ہر بڑے ملک کے ریکارڈ روم میں آپ کی ہسٹری موجود ہے۔ تحریری طور پر بھی ہے اور ویڈیو، آڈیو کی صورت میں بھی ہے۔ آپ وہاں سیون بلڈرز کے ریکارڈ روم میں جا کر اپنے بارے سب کچھ معلوم کر سکتی ہیں۔ وہاں جو آپ کی فائل رکھی ہے، اس میں آپ کی بے شمار تصویریں ہیں۔ پھر ویڈیو فلموں میں بھی آپ خود کو دیکھ سکیں گی۔“

”کرونا! تم واقعی میرے احسان کا بدلہ چکا رہی ہو۔ اگر تمہاری باتیں سچ ہوئیں اور میرا ماضی مجھے معلوم ہو گیا تو میں تمہیں اپنی بیٹی بنا کر رکھوں گی۔ ایک مشورہ دیتی ہوں، مانو گی؟“

”میں آپ کی ہر بات مانوں گی۔“

”تم سیون بلڈرز کے شکنجے سے نکل کر امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے چنگل میں پھنسنے جا رہی ہو۔ ان میں سے کوئی نہ کوئی ضرور تمہیں اپنی معمولہ اور تابعدار بنا لے گا۔ تم نیویارک پہنچتے ہی کہیں گم ہو جاؤ۔ کسی بھی ٹیلی پیتھی جاننے والے سے ملاقات نہ کرو اور انہیں اپنی آمد کی اطلاع بھی نہ دو۔“

”میں آپ کے اس مشورے پر عمل کروں گی۔“

”جیسے ہی مجھ پر میری حقیقت واضح ہوگی۔ میرا ماضی میرے سامنے آئینے کی طرح صاف ہو جائے گا تو سب سے پہلے میں تمہیں تحفظ دوں گی۔“

”میں گاڈ سے دعا کروں گی کہ آپ کو اپنا ماضی پوری طرح سے یاد آ جائے۔ اب آپ ویڈیو فلم میں خود کو دیکھیں گی تو حقیقت ایسے آشکار ہوگی کہ پھر کوئی آپ کو گمراہ نہیں کر سکے گا۔“

”تم میرا ایک اور کام کرو۔“

”آپ حکم کریں۔“

”مجھے ژاؤ کوم کوبرا اور مہاد ھابی کے بنگلے کا پتا بتاؤ۔“

اس نے ایڈریس بتایا۔ سونیا نے اسے ذہن نشین کرتے ہوئے کہا۔ ”ابھی میرے اندر موجود رہو۔ ایک اور ضروری کام ہے۔“

اس وقت وہ جمائلہ کے بیڈ پر لیٹی ہوئی تھی۔ بہ ظاہر نوی نیند پوری کر رہی تھی، جبکہ ایسا کچھ نہیں تھا۔ کرونا سے بات کرتے کرتے اس نے آنکھیں کھول دیں۔ اٹھ کر بیٹھ گئی پھر بولی۔ ”میرے خیالات پڑھتی رہو۔ تمہیں معلوم ہوگا ابھی جمائلہ میرے ساتھ کیا کرتی رہی ہے؟“

حقیقت یہ تھی کہ سونیا اس سے اور اس کے ابوالہول سے سحر زدہ نہیں ہوئی تھی۔ اسے پہلے سے ہی شبہ تھا کہ جمائلہ اس کے ساتھ ڈبل گیم کھیل رہی ہے۔ جب وہ ابوالہول کی پرستش کر رہی تھی، تب بجلی چلی گئی تھی۔ سونیا نے سوچا۔ ”یقیناً جمائلہ اس بُت کے آگے سر جھکائے اس کی پوجا کر رہی ہوگی۔ اب دیکھنا چاہیے کہ وہ تاریکی میں کیا کر رہی ہے؟“

یہ سوچ کر وہ اپنے بنگلے سے نکلی اور آہستہ آہستہ چلتی ہوئی اس کی طرف جانے لگی۔ اس نے سوچا کہ ابوالہول کی پُراَسرار قوت سونیا کو سحر زدہ کر کے اس کے پاس پہنچا رہی ہے۔ جب وہ اس کے بنگلے کے برآمدے میں پہنچی تو جمائلہ نے ابوالہول کی تعریف کرتے ہوئے ایسی بات کہی جس سے یہ ثابت ہو گیا کہ وہ بیٹی بن کر رہنے والی پُراَسرار قوت کے ذریعے اس ماں کو اپنے قابو میں کرنا چاہتی ہے اور اس پر عمل کرنا چاہتی ہے۔ تب سونیا نے ایسا ہی ظاہر کیا کہ وہ سحر زدہ ہو چکی ہے۔

بابا صاحب کے ادارے کے بانی بابا فرید واسطی مرحوم کی دعائیں اس کے ساتھ تھیں۔ کوئی بے جان بُت یا کوئی بُت پرست اسے سحر زدہ نہیں کر سکتا تھا اور حقیقتاً جمائلہ حقانی کوئی جادوگرنی نہیں تھی۔ وہ قدرتی طور پر کچھ ایسی عجیب و غریب تھی کہ اسے پُراَسرار قوتیں حاصل ہوتی رہتی تھیں۔ رات کی تاریکی شیطانیت کی طرح اس پر حاوی ہو جاتی تھی اور دن کا اجالا اسے ایمان کی طرف لے جاتا تھا۔

بہرحال سونیا جان بوجھ کر اس کی معمولہ اور تابعدار بن گئی تھی۔ یوں جمائلہ کو دھوکا دے کر اسے یہ معلوم ہو گیا کہ وہ بیٹی بن کر فراڈ کر رہی ہے اور اس کے اصل ماضی کو اس سے چھپا رہی ہے۔ پھر کرونا نے بھی یہ تصدیق کی کہ وہ فرہاد علی تیمور کی بیوی اور اس کے دو بچوں کی ماں ہے۔ وہ سیون بلڈرز کے ریکارڈ روم میں جا کر اپنے ماضی کی پوری ہسٹری معلوم کر سکتی ہے۔

سونیا اس بیڈ سے اتر گئی جہاں اس پر تنویمی عمل کیا گیا تھا کرونا اب تک اس کے خیالات پڑھ رہی تھی۔ اس نے حیرانی سے کہا۔ ”میڈم! آپ جمائلہ سے بھی زیادہ عجیب و غریب ہیں۔ وہ اپنی پُراَسرار قوتوں کے ذریعے آپ کو زیر کرتی رہی، آپ پر عمل کرتی رہی اور آپ پر کوئی اثر نہیں ہوا؟“

”میں نہیں جانتی کہ شیطانی عمل کا اثر مجھ پر کیوں نہیں ہوا؟ شاید اس لیے کہ میرا دماغ زہریلا ہو گیا ہے اور کسی عمل کو قبول نہیں کرتا ہے۔ بنیادی بات یہی ہے کہ جسے اللہ رکھے، اسے کون چکھے؟ میں پُراَسرار قوتوں کے زیرِ اثر کیوں نہیں آئی یہ صرف اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔“

”اب آپ کیا کریں گی؟“

”جمائلہ کو اور سیون بلڈرز کو تگنی کا ناچ نچاؤں گی۔ تم میرے پاس آتی جاتی رہا کرو میرا ایک اور کام کرو۔“

”آپ حکم کریں؟“

”دن کے وقت جب جمائلہ اپنے اس بنگلے میں نہ رہے تو تم کسی کو آلۂ کار بنا کر یہاں بھیجو گی، وہ اس کمرے میں آ کر اس صندوق کو کھول کر اس میں سے ابوالہول کے مجسمے کو نکالے گا۔ پھر اسے توڑ کر چکنا چور کر دے گا۔ اور یہاں سے چلا جائے گا۔“

”او گاڈ! دوسری رات اسے اپنی پُراَسرار قوتوں کے ذریعہ معلوم ہو جائے گا کہ ایسا میں نے کرایا ہے۔“

”تم کس ملک میں ہو، اسے یہ معلوم نہیں ہو سکے گا۔ اور معلوم ہو بھی جائے گا تو میں اسے اتنا موقع نہیں دوں گی کہ وہ تمہارے پیچھے آ سکے۔“

وہ اس بنگلے سے نکل کر اپنے بنگلے کی طرف جاتے ہوئے بولی۔ ”میں خود اس بُت کو توڑ سکتی ہوں لیکن فی الحال جمائلہ کو دشمن نہیں بنانا چاہتی۔ وہ اب تک بیٹی بن کر مجھے دھوکا دیتی رہی، اب میں ماں بن کر اسے دھوکا دوں گی۔ اس بُت کو تم توڑو یا تمہارا آلۂ کار توڑے، یہ نیک کام میں ہی کرا رہی ہوں۔“

وہ اپنے بنگلے میں پہنچ گئی، پلٹ کر جمائلہ کے بنگلے کی طرف دیکھنے لگی پھر دونوں ہاتھ کولہوں پر رکھ کر سینہ تان کر بولی۔ ”حضرت علی نے خانۂ کعبہ میں رکھے ہوئے بُتوں کو توڑا تھا۔ میں بھی بُت شکن کہلانا چاہتی ہوں۔“

ہم سب اپنے ہو کر بھی سونیا کے کسی کام نہیں آ رہے تھے۔ ادھر جمائلہ سگی بیٹی بن کر اسے فریب دے رہی تھی۔ ایسے ہی وقت کرونا اس کی ساتھی اور مددگار بن گئی تھی۔ سونیا نے اس کے ساتھ نیکی کی تھی، اب وہ سونیا کے ساتھ نیکی کر رہی تھی۔

اس سے بڑی نیکی اور کیا ہو سکتی تھی کہ کرونا اسے اس کا کھویا ہوا ماضی یاد دلا رہی تھی۔ جمائلہ اور سیون بلڈرز کے جھوٹ اور فریب سے آگاہ کر رہی تھی۔ سونیا سے اب تک سب ہی جھوٹ بولتے آ رہے تھے۔ اب وہ یقین کرنا چاہتی تھی کہ کرونا اس سے کس حد تک سچ بول رہی ہے؟

کرونا نے اپنی سچائی کا ثبوت دینے کے لیے کہا تھا کہ سیون بلڈرز کے ریکارڈ روم میں اس کی پوری ہسٹری موجود ہے۔ وہاں جا کر وہ اپنی فائلیں پڑھ سکتی ہے اور ویڈیو فلم پر خود کو متحرک دیکھ سکتی ہے۔

سونیا نے کہا۔ ''میں سب سے پہلے اپنے ماضی کی روشنی میں اپنے حال کو سمجھنا چاہوں گی۔ لہٰذا یہ بتاؤ۔ وہ ریکارڈ روم کہاں ہے؟''

''بلڈرون کے بنگلے میں ایک تہ خانہ ہے۔ وہاں اُن کے تمام سیکریٹس موجود ہیں۔ وہیں آپ کے اور فرہاد صاحب کے اور آپ کی پوری فیملی کے ریکارڈ موجود ہیں۔''

''وہاں سیکورٹی کا نظام کیسا ہے؟''

''سیکورٹی کے سلسلے میں جدید ترین آلات نصب کیے گئے ہیں۔ گیٹ پر صرف ایک مسلح پہرے دار ہوتا ہے۔ بنگلے کے اندر اور باہر اس کے سوا کوئی اور مسلح گارڈ نہیں ہوتا پھر بھی اس بنگلے کے احاطے میں کوئی قدم نہیں رکھ سکتا۔''

''کیا میں وہاں قدم رکھوں گی تو خطرے کا الارم بجنے لگے گا؟''

''ہاں۔ خطرے کا الارم بھی بجتا ہے پھر وہاں کئی ٹی وی سیٹ رکھے ہوئے ہیں، جن کی اسکرین پر بنگلے کے چاروں طرف کے مناظر دکھائی دیتے ہیں۔ اس لیے کسی بھی آنے والے مشکوک فرد کو بہ آسانی دیکھا جا سکتا ہے۔ وہاں کی کھڑکیوں اور دروازوں کو اندر سے بند کر دیا جائے تو دنیا کا کوئی بھی لاک میکر دروازوں کے لاک نہیں کھول سکتا۔''

وہ بتا رہی تھی کہ سیکورٹی کے کتنے سخت انتظامات ہیں۔

''بلڈرون اندر بیٹھا ٹی وی اسکرین پر دیکھتا ہے باہر کوئی بھی دشمن نظر آتا ہے تو اسکرین کے ذریعے اس کا نشانہ لے کر اس پر فائر کرتا ہے۔ بنگلے کے باہر کئی جگہ خفیہ گنیں نصب کی گئی ہیں۔ اسے فائرنگ کرنے کے لیے بنگلے سے باہر نکلنا نہیں پڑتا۔''

''کیا وہ بنگلے میں تنہا رہتا ہے؟''

''اس کا ایک بہت ہی قابلِ اعتماد ملازم اس کے ساتھ رہتا ہے۔ ایک طرح سے وہ بنگلے کے اندر اس کا سیکورٹی گارڈ بھی ہے۔''

''سیکورٹی کا نظام خواہ کتنا ہی سخت کیوں نہ ہو۔ میں اپنی پچھلی زندگی کو یاد کرنے کے لیے وہاں سرنگ بنا کر بھی جا سکتی ہوں۔ اس کے لیے بہت وقت لگے گا اور میں نہیں چاہتی کہ دشمنوں کو یہ معلوم ہو کہ میں کبھی ان کے ریکارڈ روم میں جا چکی ہوں۔''

وہ بولی ''میڈم! آپ کو کسی طرح کی سرنگ بنانے کی ضرورت نہیں پڑے گی۔ میں بلڈرون کے سیکورٹی کے نظام کو بہت پہلے ہی توڑ چکی ہوں اور میں نے بہت زبردست کامیابی حاصل کی ہے۔ اسی لیے تو امریکی اکابرین مجھے ہاتھوں ہاتھ لینا چاہتے ہیں۔''

''اگر تم مجھے اس ریکارڈ روم میں پہنچا دو گی تو بہت بڑا کارنامہ انجام دو گی۔ میں پہلے ہی تمہیں نصیحت کر چکی ہوں کہ امریکی آقاؤں کی گود میں کبھی نہ جانا ورنہ زندگی بھر پچھتاتی رہو گی۔''

''میڈم...! میں نے آپ کی بات مان لی ہے۔ آپ نے وعدہ کیا ہے کہ مجھے تحفظ دیتی رہیں گی اور آپ دیکھیں گی کہ میں آپ کے مقابلے میں کسی بھی سپر پاور کو خاطر میں نہیں لاؤں گی۔''

''تمہارے دل میں میرے لیے جو جذبات ہیں وہ تمہیں سلامتی کی طرف لا رہے ہیں۔ یہ بتاؤ مجھے اس ریکارڈ روم تک پہنچا سکتی ہو؟''

''جیسا کہ میں نے بتایا ہے، اس بنگلے میں اس کا ایک ملازم ہے جو اس کا سیکورٹی گارڈ بھی ہے اور قابل اعتماد بھی ہے۔ وہ یوگا میں مہارت رکھتا ہے۔ اس کے اندر کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا پہنچ نہیں پاتا۔ لیکن میں اسے بہت پہلے ہی ٹریپ کر چکی ہوں۔ وہ میرا معمول اور تابعدار بن چکا ہے۔ میں اس کے ذریعے میں کتنے ہی بڑے ممالک کے اہم راز چرا کر اپنے ساتھ لے جا رہی ہوں۔''

''جب تم نے بلڈرون کے اہم اور راز دار ملازم کو تابعدار بنا لیا ہے تو پھر تم نے اس کے ذریعے بلڈرون کو بھی اپنا معمول اور تابعدار بنا لیا ہوگا؟''

''نہیں۔ میں نے ابتدا میں یہ ضروری نہیں سمجھا۔ میں جلد سے جلد اور زیادہ سے زیادہ وہاں کے راز چرا لینا چاہتی تھی۔ کیونکہ میں اس کے ملازم کو ہر وقت اپنے مقصد کے لیے استعمال نہیں کر سکتی تھی۔ اسے شبہ ہو جاتا اس لیے بہت ٹھہر ٹھہر کر بڑے آرام سے میں نے کئی راز چرائے ہیں پھر سوچا کہ بلڈرون کو بھی اپنا معمول اور تابعدار بنایا جائے۔ ایسے ہی وقت مجھ پر یہ افتاد آ پڑی۔''

سونیا نے مسکرا کر کہا۔ ''میں نے تمہیں یہاں سے بھاگنے پر مجبور کر دیا۔''

''کوئی بات نہیں میڈم! آپ نے میرے لیے اچھا ہی کیا ہے۔ ویسے میں کہیں بھی چلی جاؤں۔ اس وفادار ملازم کے اندر رہ کر اس کے آقا کو اپنا معمول اور تابعدار بنا سکوں گی۔''

''یہ بتاؤ ابھی میرے لیے کیا کر رہی ہو؟''

''میڈم! دو راستے ہیں۔ ایک تو یہ کہ بلڈرون اس وقت گہری نیند میں ہے۔ میرا وہ تابعدار میری مرضی کے مطابق ریکارڈ روم میں جا کر آپ کی فائلیں اور ویڈیو فلمیں چرا کر باہر لا سکتا ہے اور آپ کے حوالے کر سکتا ہے۔''

''اور دوسرا راستہ کیا ہے؟''

''دوسرا راستہ یہ ہے کہ میں اپنے اس تابعدار کے ذریعے اس کے آقا کو زخمی کروں یا اعصابی کمزوری میں مبتلا کروں پھر اسے بھی اپنا معمول اور تابعدار بنا لوں اور اسے گہری نیند سلا دوں پھر آپ آسانی سے اس بنگلے میں داخل ہو کر تہ خانے میں پہنچ کر اپنے بارے میں بہت کچھ معلوم کر سکیں گی۔''

''دوسرا راستہ مناسب ہے۔ میں اس ریکارڈ روم میں خود جانا چاہوں گی۔ اس کے لیے تمہیں بلڈرون کو ٹریپ کرنا ہوگا، اسے اپنا تابعدار بنانا ہوگا۔ اس کام میں اچھا خاصا وقت لگے گا۔''

''کچھ زیادہ وقت نہیں لگے گا۔ زیادہ سے زیادہ ایک گھنٹے میں، میں اسے ٹریپ کر لوں گی اور اس پر تنویمی عمل کر کے گہری نیند سلا دوں گی۔''

''بعد میں بلڈرون کو اپنے وفادار ملازم پر شک ہو سکتا ہے۔ یہ معلوم ہو سکتا ہے کہ کوئی ریکارڈ روم میں گیا تھا اور اُس نے اس کے کئی راز چرائے ہیں۔ یہ سارا بھید کھل جائے گا۔''

''جب تک وہ میرا معمول اور تابعدار رہے گا میں اسے کبھی یہ سمجھنے کا موقع ہی نہیں دوں گی کہ اس پر تنویمی عمل کس طرح کیا گیا ہے؟''

''یہ معلوم تو ہو کہ تم اسے کس طرح اعصابی کمزوری میں مبتلا کرو گی یا زخمی کرو گی؟''

''فی الحال تو ایک ہی تدبیر ہے کہ اس کا وفادار ملازم میری مرضی کے مطابق اپنا چہرہ چھپا کر اس کے بیڈ روم میں جائے۔ وہ گہری نیند میں ہے وہاں جاتے ہی وہ اس کا گلا دبوچے گا۔ اسے سانس لینے میں تکلیف ہو گی۔ اسی وقت میں اس کے اندر پہنچ کر زلزلہ پیدا کروں گی اسے یہ سمجھنے کا موقع ہی نہیں دوں گی کہ اس کے ساتھ کیا ہو رہا ہے؟''

''دیکھو کرونا! اس وقت آدھی رات ہو رہی ہے۔ مجھے صبح چھ بجے تک بہت سے کام نمٹانے ہیں۔ سب سے پہلے تو میں اس ریکارڈ روم میں جاؤں گی۔ پھر ان دو ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو موت کے گھاٹ اتاروں گی۔ صبح چھ بجے سے پہلے یہاں آ کر پھر بستر پر لیٹ جاؤں گی تاکہ جمائلہ کو کسی طرح کا شبہ نہ ہو۔ وہ یہی سمجھتی رہے کہ اس کا تنویمی عمل کامیاب رہا ہے اور میں اس کی معمولہ اور تابعدار بن گئی ہوں۔''

''اچھی بات ہے۔ آپ ذرا انتظار کریں۔ میں تھوڑی دیر بعد آ کر بتاؤں گی کہ مجھے کتنی دیر میں کامیابی حاصل ہو سکتی ہے؟''

کرونا اس کے دماغ سے چلی گئی اور وہ بے چینی سے

انتظار کرنے لگی۔ وہ صبح چھ بجے سے پہلے اپنے تمام اہم کام نمٹا لینا چاہتی تھی۔

اس نے سیون بلڈرز سے کہا تھا کہ وہ دو ٹیلی پیتھی جاننے والے ڑاؤ کوم کوبرا اور مہا دھابی مجرم ثابت ہو چکے ہیں اگر کل صبح تک انہیں موت کی سزا نہ دی گئی تو وہ خود ہی انہیں موت کے گھاٹ اتار دے گی۔

جمائلہ نے سونیا پر تنویمی عمل کرنے کے دوران میں کہا تھا کہ وہ دونوں ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی مجرمانہ غلطیوں کو بھول جائے گی اور ان سے انتقام نہیں لے گی۔ اس سے صاف ظاہر ہو گیا تھا کہ جمائلہ اور سیون بلڈرز ان دو ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو مارنا نہیں چاہتے۔ اپنے مقصد کے لیے زندہ سلامت رکھنا چاہتے ہیں۔

سونیا سوچتے سوچتے چونک گئی۔ اپنے اندر خیال خوانی کی لہروں کو محسوس کرنے لگی۔ کرونا نے کہا "میں بول رہی ہوں۔"

"میں بے چینی سے تمہارا انتظار کر رہی تھی۔"

"میڈم! یہاں تو وہ ہو گیا جس کی میں توقع بھی نہیں کر سکتی تھی۔"

سونیا نے تعجب سے پوچھا۔ "کیا ہو گیا؟"

"میں نے اپنے تابعدار کے دماغ پر قبضہ جما کر بلڈر وَن کے بیڈروم میں بھیجا۔ وہاں زیرو پاور کا بلب آن تھا۔ اس نے اس بلب کو بھی بجھا دیا۔ کمرے میں گہرا اندھیرا چھا گیا۔ اس طرح بلڈر وَن جاگنے کے بعد بھی اس کا چہرہ نہیں دیکھ سکتا تھا۔"

سونیا نے بے چینی سے پوچھا۔ "کیا تمہارے تابعدار نے اندھیرے میں کوئی غلطی کی ہے؟"

"ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ وہ تو وہاں پہنچتے ہی اس کا گلا دبوچ رہا تھا اور میں اس کے دماغ میں پہنچ گئی تھی۔ میں نے اس کے اندر زلزلہ پیدا کیا۔ وہ تکلیف کی شدت سے تھوڑی دیر تک تڑپتا رہا پھر ایک دم سے ٹھنڈا پڑ گیا۔ میری سوچ کی لہریں اس کے دماغ سے نکل آئیں۔ آپ سمجھ گئی ہوں گی کہ وہ مر چکا ہے۔"

سونیا نے حیرانی سے پوچھا "۔ کیا کہہ رہی ہو؟ اتنے مضبوط اعصاب رکھنے والا شخص اچانک کیسے مر گیا؟"

"پہلے تو میں خود حیران ہوئی کہ یہ کیسے ہو گیا؟ پھر میں نے اس کے وفادار ملازم کے چور خیالات پڑھے تو پتا چلا کہ وہ دل کا مریض تھا۔ کسی پر اپنی بیماری ظاہر نہیں کرتا تھا۔ چپ چاپ اپنا علاج کروا رہا تھا۔"

"اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ تم اسے گہری تنویمی نیند سلا چاہتی تھیں۔ وہ اب ہمیشہ کی نیند سو چکا ہے۔ میرے لیے وہاں کا راستہ صاف ہے؟"

"جی ہاں۔ آپ وہاں سے فوراً نکلیں اور بلڈر وَن کے بنگلے پر پہنچیں۔ میرا تابعدار آپ کا انتظار کر رہا ہے۔ جیسے ہی آپ آئیں گی تو وہ وہاں کے تمام سیکورٹی نظام کو بے کار کر دے گا۔"

سونیا فوراً ہی وہاں سے روانہ ہو گئی۔ اپنی کار میں بیٹھ کر تیزی سے ڈرائیو کرتی ہوئی بلڈر وَن کے بنگلے کے سامنے پہنچی۔ اس کا گیٹ کھلا ہوا تھا۔ وہ ڈرائیو کرتی ہوئی اندر آئی۔ کرونا کا تابعدار ملازم وہاں کھڑا ہوا تھا۔ اسے دیکھتے ہی اس نے سلام کیا پھر اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کیا۔ وہ اس کے پیچھے چلتی ہوئی بنگلے کے مختلف حصوں سے گزرتی ہوئی بلڈر وَن کے بیڈروم میں پہنچی۔

وہاں وہ بیڈ پر مردہ پڑا ہوا تھا۔ اس کے سرہانے ایک بڑی سی الماری تھی۔ اس ملازم نے ایک طرف جا کر بٹن دبایا تو وہ الماری دو حصوں میں تقسیم ہونے لگی اور وہاں ایک چور دروازہ کھل گیا۔

سونیا اس کے ساتھ اس چور دروازے کی سیڑھیاں اترتی ہوئی نیچے تہ خانے میں آئی۔ ایک بڑے سے ہال نما کمرے میں چاروں طرف الماریاں ہی الماریاں تھیں۔ جن کے اندر بے شمار فائلیں، ویڈیو فلمیں اور تصاویر کے بے شمار البم رکھے ہوئے تھے۔

کرونا اس تابعدار کے دماغ میں تھی۔ اس نے کرونا کی مرضی کے مطابق اس الماری کو کھولا، جس میں سونیا کی فائلیں اور ویڈیو فلمیں رکھی ہوئی تھیں۔ اس نے وہ سب لا کر اس کے سامنے رکھ دیں۔ وہ ایک کرسی پر بیٹھ کر ایک ایک فائل کو کھول کر پڑھنے لگی۔ وہ فائلیں اس کی پچھلی زندگی کی پوری ہسٹری پیش کر رہی تھیں۔ ان میں اس کی کئی اہم تصاویر بھی تھیں۔ ان تصاویر میں' میں سونیا کے ساتھ تھا۔ اعلیٰ بی بی اور کبریا کے ساتھ بھی تصویریں تھیں۔ پارس اور پورس بھی تھے۔ ان سب کے بارے میں بھی بہت کچھ لکھا ہوا تھا۔

اس نے سر اٹھا کر سامنے کھڑے ہوئے تابعدار کو دیکھا پھر کہا۔ "میں یہ ویڈیو فلم دیکھنا چاہتی ہوں۔"

اس نے فوراً ہی حکم کی تعمیل کی۔ اسے ایک وی سی آر میں لگایا پھر ٹی وی کو آن کر کے ایک ریموٹ کنٹرولر اس کے سامنے لا کر رکھ دیا۔

وہ اسے آن کر کے انتظار کرنے لگی۔ چند سیکنڈ کے بعد

ہی اسکرین پر خود کو دیکھنے لگی۔ پس پردہ کوئی کہہ رہا تھا۔ "یہ سونیا فرہاد ہے۔ دنیا کی سب سے مکار اور خطرناک عورت۔ دیکھنے میں موم کی مورت اور چھونے میں فولاد کی صورت ہے۔ یہ سن دو ہزار کی آخری رات ہے۔ اکیسویں صدی شروع ہونے والی ہے۔ پچھلی صدی گواہ ہے کہ دنیا کے بڑے بڑے شہ زور اس سے مات کھاتے رہے ہیں۔ سپر پاور اور دوسرے بڑے بڑے ممالک کی خفیہ ایجنسیاں ہمیشہ الرٹ رہتی ہیں، کیونکہ یہ جس ملک میں قدم رکھتی ہے۔ وہاں کے فوجیوں کو اور حکومت کی مشنری کو ضرور کچھ نہ کچھ نقصان پہنچتا ہے۔ ہنگامہ آرائی ضرور ہوتی ہے۔ یوں کہنا چاہیے کہ اس ملک میں زلزلے آتے رہتے ہیں۔"

اس ویڈیو فلم میں آگے ایسے مناظر دکھائے گئے تھے۔ جن میں سونیا بڑے بڑے شہ زوروں سے لڑتی نظر آ رہی تھی۔ اور بڑے ہی خطرناک انداز میں فائٹ کر کے انہیں شکست دے رہی تھی۔

دوسرے مناظر میں اس کی ذہانت' حاضر دماغی اور مکاریوں کی مثالیں پیش کی جا رہی تھیں۔ اسے ایسی حیرت انگیز خطرناک چالیں چلتے ہوئے دکھایا گیا تھا جو ابتدا میں کسی کی سمجھ میں نہیں آتیں بعد میں پتا چلتا تھا کہ وہ کیا سے کیا کر گزری ہے۔

اس وقت وہ اس ریکارڈ روم میں بیٹھی ہوئی بڑی رازداری سے اپنے ماضی کو پہچان رہی تھی۔ اپنے آپ کو پہچان رہی تھی۔ وہ کس طرح اس ریکارڈ روم میں پہنچی تھی۔ یہ بات جمائلہ اور سیون بلڈرز معلوم نہیں کر سکتے تھے۔ وہ تو ان کے سامنے ایک بے ضرر معمولہ اور تابعدار بن کر رہنے والی تھی۔

اس نے وہ تمام فائلیں اور ویڈیو فلمیں پہلے کی طرح ان کی جگہ رکھوا دیں۔ وہ سیون بلڈرز کے اور بہت سے راز چرا کر لے جا سکتی تھی۔ لیکن اس نے وہاں سے ایک تنکا بھی نہیں لیا۔

کرونا نے پوچھا۔ "ان رازوں کے ذریعے آپ انہیں بھی کا ناچ نچا سکتی ہیں۔"

وہ بولی "۔ میں ان کے بغیر بھی انہیں ایسا ناچ نچاؤں گی کہ یہ توبہ توبہ کریں گے۔"

وہ اس بنگلے سے باہر آ کر اپنی کار ڈرائیو کرتے ہوئے بولی۔ "میں یہاں سے کچھ بھی چرا کر لے جاؤں گی تو جمائلہ کو اپنی شیطانی پراسرار قوتوں سے معلوم ہو جائے گا کہ میں نے چوری کی ہے۔ تمہیں محتاط رہنا ہو گا۔ اپنے اس تابعدار کے دماغ میں آتی جاتی رہو، یہ بھید کبھی نہ کھلے کہ بلڈر وَن کے مرتے ہی کوئی اس کے تہ خانے میں گیا تھا اور اس سلسلے میں اس کا وفادار ملازم کسی کا ساتھ دیتا رہا تھا۔"

"میڈم! آپ فکر نہ کریں۔ میں اس تابعدار کے ذریعے راز کھلنے نہیں دوں گی۔ ایسا کوئی وقت آنے سے پہلے ہی اس تابعدار کو ختم کر دوں گی۔"

اس نے کار کی گھڑی میں وقت دیکھا پھر کہا۔ "چار بج رہے ہیں۔ اپنی پچھلی زندگی کی تفصیلات معلوم کرتے کرتے اچھا خاصا وقت گزر گیا ہے۔"

"میڈم! میں ایک بات کہنا چاہتی ہوں۔"

"آج سے مجھے میڈم نہیں۔ مما کہو۔ میں تمہاری ماں ہوں اور تم میری بیٹی ہو۔"

اس نے خوش ہو کر کہا۔ "اوہ مما! آپ مجھے دنیا کی سب سے خوش نصیب بیٹی بنا رہی ہیں۔"

"تم نے میری پچھلی زندگی کو روشن کیا ہے، میرے شوہر سے' میرے بچوں سے پہچان کرائی ہے۔ یہ اتنا بڑا کارنامہ ہے کہ اس کے عوض میں ساری زندگی ماں بن کر تمہیں تحفظ دیتی رہوں گی۔ بائی دا وے۔ تم کچھ کہنا چاہتی تھیں؟"

"میں یہ کہہ رہی تھی کہ ڑاؤ کوم کوبرا اور مہا دھابی سے نمٹنے اور انہیں ان کے برے انجام تک پہنچانے میں اچھا خاصا

وقت لگے گا۔ صبح ہو جائے گی اور آپ چاہتی ہیں کہ چھ بجے سے پہلے سارے کام نمٹ جائیں۔"

"ہاں۔ صبح چھ بجے سے پہلے سارے کام نمٹ بھی سکتے ہیں اور ناکامی بھی ہو سکتی ہے۔ لہٰذا میں بھی جلد بازی سے کام نہیں لوں گی۔ آج نہ سہی، کل ان دونوں سے نمٹ لوں گی۔"

"میں بھی یہی کہنا چاہتی تھی کہ بلڈ روَن کی موت سے باقی چھ بلڈرز کو بہت شاک پہنچے گا۔ ادھر میں جمائلہ کے اس ابوالہول والے مجسمے کو توڑوں گی، چکنا چور کروں گی تو جمائلہ کو بھی شاک پہنچے گا۔ آج کے لیے اتنا ہی کافی ہوگا۔"

سونیا جمائلہ کے بنگلے میں پہنچی تو صبح کے پانچ بجنے والے تھے۔ وہ اسی بیڈ پر آکر لیٹ گئی، جہاں اس پر تنویمی عمل کیا گیا تھا۔ اس نے کرونا سے کہا۔ "تم وقت کا حساب رکھو، یہاں کے وقت کے مطابق چھ بجے دن نکل آتا ہے۔ پانچ بجنے والے ہیں۔ ابھی جمائلہ جاگ رہی ہوگی اور وہ آہستہ آہستہ تبدیل ہو رہی ہوگی۔ تم خیال خوانی کے ذریعے مجھے گہری نیند سلا دو تاکہ تمہارا کوئی آلہ کار یہاں آکر اس مجسمے کو چکنا چور کرے تو مجھے خبر نہ ہو۔"

کرونا نے یہی کیا۔ خیال خوانی کے ذریعے اسے گہری نیند سلا دیا۔ وہ اس شہر کے بہت سے مجرموں کو جانتی تھی۔ اس نے ایک مجرم کو اپنا آلہ کار بنا کر اسے اس بنگلے میں پہنچایا۔ وہ اپنے ساتھ ایک ہتھوڑا لے کر آیا تھا، بیڈ روم میں سونیا گہری نیند سو رہی تھی۔ اس نے صندوق کو کھول کر اس مجسمے کو دیکھا پھر اسی کے اندر ہتھوڑے مار مار کر اسے توڑ دیا۔ اس کے کئی ٹکڑے کر دیے پھر صندوق کو بند کر کے چلا گیا۔

جمائلہ ان لمحات میں تبدیل ہو چکی تھی۔ اگر اس میں ذرا سا بھی شیطانی اثر ہوتا تو اسے خبر ہو جاتی کہ اس کے ابوالہول کے ساتھ کیا ہو رہا ہے؟ لیکن وہ بت پرست نہیں رہی تھی، ایک سیدھی سادی مسلمان شریف زادی بن گئی تھی۔

وہ اپنی کار ڈرائیو کرتی ہوئی بنگلے میں آئی تو سب سے پہلے بیڈ روم میں سونیا کو دیکھا، وہ گہری نیند میں تھی۔ بنگلے کے اندر ایسے کوئی آثار دکھائی نہیں دیے جس سے یہ شبہ ہوتا کہ وہاں کوئی آیا تھا یا سونیا اٹھ کر وہاں سے کہیں گئی تھی اور پھر آکر سو گئی تھی۔

وہ تبدیل ہونے کے بعد اس بیڈ روم میں نہیں سوتی تھی جہاں صندوق کے اندر ابوالہول پڑا رہتا تھا۔ وہ دوسرے کمرے میں آکر ایک بیڈ پر لیٹ گئی۔ ایسے وقت وہ خود کو بہت ہلکا پھلکا سا محسوس کرتی تھی۔ ساری رات شیطان کا بوجھ دل و دماغ پر اٹھائے پھرتی تھی۔ اذان ہوتے ہی اسے اس بوجھ سے نجات ملا کرتی تھی۔

اس روز اس کی سب سے بڑی خوشی اور سب سے بڑی کامیابی یہ تھی کہ وہ اپنی دانست میں سونیا کو اپنی معمولہ اور تابعدار بنا چکی تھی، اس کے ذہن میں یہ باتیں نقش کر چکی تھی کہ وہ کبھی اپنے ماضی کے متعلق نہیں سوچے گی۔ اپنی مکاری، اپنا غرور بھول کر اس کے احکامات کے آگے سر جھکاتی رہے گی۔

اس نے سیون بلڈرز کو بھی یہ کہہ کر مطمئن کیا تھا کہ سونیا ان ساتوں بلڈرز کی معمولہ اور تابعدار بن چکی ہے۔ آئندہ وہ ان کے ہر حکم کی تعمیل کرتی رہے گی۔

یوں سوچتے سوچتے وہ اچانک ہی ساکت ہو گئی۔ بالکل بے حس و حرکت بیڈ پر پڑی رہی۔ آہستہ آہستہ سانسیں لینے لگی۔ وہ آگہی کی پراسرار دنیا میں پہنچ رہی تھی۔ بادل گرج رہے تھے۔ بجلی چمک رہی تھی۔ وہ دوڑتی ہوئی ابوالہول کے بت کی طرف جا رہی تھی۔ ایسے ہی وقت ایک زوردار دھماکا ہوا وہ بت ٹکڑے ٹکڑے ہو کر فضا میں اڑنے لگا، بکھرنے لگا۔

اگر رات کا وقت ہوتا تو آگہی کی اسکرین پر یہ منظر دیکھتے ہی وہ چیخ مار کر اٹھ بیٹھتی، اپنے ابوالہول کی تباہی کبھی برداشت نہ کرتی۔ اس کے تباہ ہوتے ہی موسم بدل گیا تھا۔ نہ بجلی چمک رہی تھی اور نہ بادل گرج رہے تھے۔ ماحول پرسکون تھا۔ وہ ایک اسکارف کو سر سے باندھے دوزانو ہو کر مسجد کی سیڑھیوں پر بیٹھی ہوئی تھی۔ خدا کا شکر ادا کر رہی تھی کہ شیطان نابود ہو گیا ہے اور وہ ربِ جلیل کی دہلیز پر آکر بیٹھ گئی ہے۔

پھر منظر بدل گیا۔ اس نے بلڈ روَن کو دیکھا کہ وہ اپنے بیڈ روم کی تاریکی میں گہری نیند سو رہا تھا۔ اچانک ہی اس کی سانسیں رکنے لگی تھیں۔ پھر ذہن کو ایک جھٹکا پہنچا تھا اور اس کا دم نکل گیا تھا۔ آگہی کی اسکرین پر وہ مردہ پڑا ہوا تھا۔ پھر وہ سکتے کی سی حالت سے نکل آئی۔ اس نے سر گھما کر دائیں طرف دیکھا تو دیوار پر اللہ تعالیٰ اور حضرت محمدؐ کے اسمائے مبارک خوبصورت سے فریم میں جڑے ہوئے تھے۔ یہ اس کے ماں باپ کا کمرا تھا۔ اس بنگلے میں کمروں کے درمیان بڑا تضاد تھا۔ ایک کمرے میں ابوالہول کا بت رکھا ہوا تھا اور دوسرے کمرے میں اللہ اور رسول کا نام تھا۔ وہاں عبادت ہوتی تھی۔ اس کے ماں باپ بھی نمازیں ادا کرتے تھے۔ وہ بھی دن کے وقت وہاں آکر کلام پاک کی تلاوت کیا کرتی تھی اور نماز پڑھا کرتی تھی۔

وہ اٹھ کر بیٹھ گئی۔ ان لمحات میں یہ سمجھ نہیں پا رہی تھی کہ ابوالہول کی تباہی پر اسے خوش ہونا چاہیے یا ماتم کرنا چاہیے؟

اس وقت نہ تو اسے خوشی ہو رہی تھی اور نہ کوئی صدمہ پہنچ رہا تھا۔

وہ سوچ رہی تھی کہ اس کی آگہی کبھی غلط نہیں ہوتی۔ وہ جو کچھ دیکھتی ہے وہ یا تو پیش آچکا ہوتا ہے یا پیش آنے والا ہوتا ہے۔ وہ پچھلی رات ابوالہول کے بت کو دیکھ چکی تھی۔ اس کی پرستش کر چکی تھی۔ وہ بالکل صحیح سلامت تھا۔ اس طرح یہ بات سمجھ میں آ رہی تھی کہ ابھی وہ تباہ نہیں ہوا ہے، ہونے والا ہے۔

وہ ایک دین دار مسلمان لڑکی ہو کر ابوالہول کے بارے میں سوچنا نہیں چاہتی تھی۔ لاشعور میں یہ بات تھی کہ جب رات ہوگی تب ابوالہول کے بارے میں سوچا جائے گا۔ کوئی تدبیر کی جائے گی کہ یہ آگہی درست نہ ہو اور ابوالہول سلامت رہے۔

وہ آگہی کے دوسرے حصے پر غور کرنے لگی۔ اس نے بلڈ روَن کو مردہ دیکھا تھا۔ اب یہ معلوم کرنا تھا کہ آگہی کے مطابق بلڈ روَن کی موت واقع ہو چکی ہے یا ہونے والی ہے؟

وہ بیڈ سے اتر کر ٹیلیفون کے پاس آئی پھر ریسیور اٹھا کر اس کی رہائش گاہ کے نمبر پنچ کرنے لگی۔ وہ ریسیور کان سے لگائے سن رہی تھی۔ دوسری طرف بیل کی آواز ابھر رہی تھی۔ کوئی فون اٹینڈ نہیں کر رہا تھا۔ وہ تھوڑی دیر تک انتظار کرتی رہی پھر بلڈ روَن کے خاص ملازم کی آواز سنائی دی۔ وہ سی ایل آئی میں جمائلہ کے نمبر پڑھنے کے بعد کہہ رہا تھا۔ "ہیلو مس جمائلہ! آپ نے اس وقت فون کیا ہے؟"

"میں تمہارے صاحب کی خیریت معلوم کرنا چاہتی ہوں۔ کیا وہ بیدار ہو چکے ہیں؟ ان سے بات کراؤ۔"

"ہولڈ آن۔ میں ابھی بات کراتا ہوں۔"

اس ملازم نے ریسیور ایک طرف رکھ کر بلڈ روَن کے بیڈ روم کے پاس آکر دروازے پر دستک دی۔ اندر سے کوئی جواب نہیں ملا۔ وہ نہیں جانتا تھا کہ پچھلی رات کیا ہو چکا ہے؟ کیوں کہ کرونا نے اسے غائب دماغ رکھا تھا اور سونیا کا کام ہو جانے کے بعد اس کے ذہن میں یہ بات نقش کی تھی کہ وہ پچھلی رات کی تمام باتیں بھول جائے گا۔ اس نے دوسری بار دروازے پر دستک دی۔ جب کوئی جواب نہ ملا تو دروازہ کھول کر اندر آگیا۔ بلڈ روَن اپنے بیڈ پر بڑی بے ترتیبی سے پڑا ہوا تھا۔ چادر کی شکنیں بتا رہی تھیں کہ وہ رات کو بے چینی سے کروٹیں بدلتا رہا ہے۔ جب کہ اس نے تڑپ تڑپ کر جان دی تھی۔

اس نے قریب آکر اسے دیکھا۔ اب سے پہلے اس نے اپنے آقا کو اس بے ترتیبی سے سوتے نہیں دیکھا تھا۔ اس نے آواز دی۔ "سر! کیا آپ بیدار ہونا چاہیں گے؟"

ساتوں بلڈرز بہت ہی ذہین اور حساس تھے۔ ہلکی سی آہٹ پر ان کی آنکھ کھل جاتی تھی۔ ذرا سی بات پر وہ چونک جاتے تھے۔ ملازم یہ دیکھ کر حیران ہوا کہ اس کا آقا ٹس سے مس نہیں ہو رہا تھا۔ اس نے اس کی کلائی پر ہاتھ رکھا تو اسے کچھ ٹھنڈک محسوس ہوئی۔ اس نے نبض ٹٹولی، نبض نہیں ملی۔ سینے پر ہاتھ رکھا۔ وہاں بھی دل کی دھڑکنیں گم ہو چکی تھیں۔

وہ گھبرا کر صدمے سے ایک قدم پیچھے ہٹ گیا۔ بے یقینی سے اپنے آقا کو دیکھنے لگا۔ اسے آج تک یہ معلوم نہ ہو سکا کہ کرونا نے اسے اپنا معمول اور تابعدار بنا رکھا ہے۔ وہ کبھی سوچ بھی نہیں سکتا تھا اس کی تابعداری ہی یہ گل کھلا رہی ہے۔

وہ تیزی سے چلتا ہوا دوسرے کمرے میں آیا پھر ریسیور اٹھا کر بولا "مس جمائلہ! بہت ہی شاکنگ نیوز ہے۔ مائی باس از نو مور۔ میری سمجھ میں نہیں آتا اچانک ان کی موت کیسے واقع ہو گئی ہے؟ میں باقی بلڈرز کو بھی انفارم کر رہا ہوں۔"

اس نے ریسیور رکھ دیا۔ جمائلہ کان سے ریسیور لگائے گم صم سی بیٹھی تھی۔ یہ واضح ہو چکا تھا کہ اس کی موت کے بعد ہی اسے آگہی حاصل ہوئی تھی۔ پھر اس نے فوراً ہی کریڈل پر ہاتھ رکھا اور دوسرے بلڈرز کو اس کی موت کی اطلاع دینے لگی

ادھر اس کا وفادار ملازم بھی انہیں اطلاع دے رہا تھا اور تمام بلڈرز بھی ایک دوسرے سے فون کے ذریعے مربوط تھے۔ ایک گھنٹے کے اندر سب ہی بلڈ روَن کے بنگلے میں پہنچ گئے۔ جمائلہ بھی آگئی۔ ان میں سے ایک بلڈر ماہر ڈاکٹر تھا۔ اس نے بلڈ روَن کا معائنہ کر کے اس کی موت کی تصدیق کر دی۔

سب حیران اور غم زدہ تھے۔ ایک نے کہا۔ "اچانک موت کیسے واقع ہو گئی؟ میں شبہ کرنے پر مجبور ہوں۔ ان کی لاش کا پوسٹ مارٹم کر لیا جائے۔"

سب نے تائید کی اور لاش کو پوسٹ مارٹم کے لیے بھیج دیا گیا۔ پھر اس وفادار ملازم کا محاسبہ کیا گیا۔ اس سے پوچھا گیا "تم رات کو کہاں تھے؟ کیا اس بنگلے میں کوئی داخل ہوا تھا؟"

وہ بولا۔ "آپ سب اچھی طرح جانتے ہیں کہ سیکورٹی کا نظام کتنا سخت ہے۔ یہاں ایک کیڑا بھی رینگتا ہوا آئے تو خطرے کا الارم بجنے لگتا ہے اور ٹی وی اسکرین پر باہر کے تمام مناظر دکھائی دیتے ہیں۔ مارنے والا چھپا نہیں رہ سکتا۔ کل ایسی کوئی بات نہیں ہوئی تھی۔ باس رات گیارہ بجے تک جاگتے رہے تھے۔ کام کرتے رہے تھے۔ اس کے بعد اپنے بیڈ پر جا کر لیٹ گئے تھے۔ وہ صبح روز پانچ بجے بیدار ہوتے ہیں۔ اس وقت تک میں انہیں ڈسٹرب نہیں کرتا۔ جب وہ

کال کرتے ہیں تب ہی میں ان کے پاس جاتا ہوں۔''

جمائلہ نے بڑے دکھ سے کہا۔ ''مجھے بہت افسوس ہے بلڈروان کی موت کے بعد مجھے آگہی ملی اگر یہ آگہی پہلے ہی مل جاتی تو ہم انہیں بچانے کی کوئی نہ کوئی تدبیر کرتے۔''

اس تنظیم کے جاسوس بھی وہاں پہنچے ہوئے تھے۔ وہ بنگلے کے اندر اور باہر یہ معلوم کرنے کی کوشش کر رہے تھے کہ وہاں پچھلی رات کوئی آیا تھا یا نہیں؟

وہ سب تہ خانے میں بھی گئے۔ وہاں ریکارڈ روم کی تمام فائلیں، ویڈیو فلمیں اور تصاویر کے البم جیسے رکھے تھے ویسے ہی اپنی اپنی جگہ محفوظ تھے۔ کسی نے انہیں چھیڑا نہیں تھا۔

پوسٹ مارٹم کی رپورٹ آگئی کہ حرکت قلب بند ہونے کے باعث موت واقع ہوئی ہے۔ اس رپورٹ کے بعد تمام شبہات دل سے نکل گئے۔ وہاں کی سیکورٹی کا نظام بہت ہی سخت تھا کوئی آ نہیں سکتا اور وفادار ملازم پر بھی شبہ نہیں کیا جاسکتا تھا۔ اس طرح سونیا کا یہ راز، راز ہی رہا کہ وہ ریکارڈ روم میں پہنچ کر اپنے ماضی کی پوری ہسٹری معلوم کرچکی ہے۔

وہ دن چھ بلڈرز کے لیے بہت ہی سوگوار تھا۔ ان کا ایک بہت اہم ساتھی مر چکا تھا۔ اس تنظیم کے اصولوں کے مطابق سات بلڈرز کا رہنا لازمی تھا، اب ایک بلڈر کی موت ہوگئی تھی۔ وہ جلد از جلد کسی بہت ہی قابل اعتماد اور تجربے کار شخص کو ساتواں بلڈر بنانے والے تھے۔

☆☆☆

نومی کرسٹل اور وردان لوبن آکر برے پھنسے تھے۔ اگر قسمت ان کا ساتھ نہ دیتی تو نومی یا تو وردان کے ہاتھوں ماری جاتی یا وردان نومی کے ہاتھوں مارا جاتا یا پھر دونوں ہی جمائلہ کے ہاتھوں جہنم رسید ہوجاتے۔

وہ دونوں یہ نہیں جانتے تھے کہ جمائلہ کیسی پراسرار قوتوں کی حامل ہے۔ روپوش رہنے والے دشمنوں تک پہنچ جایا کرتی ہے۔ وہ دونوں اس شہر میں جہاں بھی روپوش رہتے یا جس اسپتال میں زیر علاج رہتے، وہ وہاں بھی پہنچ جاتی لیکن وہ دونوں ہی سمجھ گئے تھے کہ اس شہر میں ان کے لیے خطرہ ہے۔ وہ جو انہیں زخمی کرنے کے بعد روپوش ہوگئی ہے پھر کسی وقت ان تک پہنچ سکتی ہے۔

وہ عجب مشکل میں پڑ گئے تھے۔ زخمی ہونے کے بعد دونوں کو ایک دوسرے سے خطرہ لاحق ہوگیا تھا کہ اگر وردان نے پہلے دماغی توانائی حاصل کی تو وہ نومی کے دماغ میں آکر اسے ٹریپ کرے گا اور اگر نومی نے پہلے توانائی حاصل کی تو وہ وردان کو ٹریپ کرلے گی۔

نومی کے لیے تین طرف سے خطرہ تھا۔ ایک تو وردان سے، دوسرا اس اجنبی لڑکی جمائلہ سے اور پھر وہ جانتی تھی کہ سونیا بھی اسی لوبن شہر میں کہیں ہے۔ وہ بھی اس کے لیے مصیبت بن سکتی ہے۔ اس لیے بری طرح زخمی ہونے کے باوجود وہ کسی ڈاکٹر کے پاس نہیں گئی۔ اپنی گاڑی میں بیٹھ کر وہاں سے ڈرائیو کرتی ہوئی شہر سے باہر جانے لگی۔

اس کے پاس فرسٹ ایڈ کا سامان موجود تھا۔ جمائلہ نے اسے صرف ایک بھرپور کک ماری تھی اور وہ لات اس کے چہرے پر ایسے لگی تھی، جیسے لوہے کے راڈ سے اسے مارا گیا ہو۔ اس کی ناک اور رخساروں کی ہڈیاں تڑخ گئی تھیں۔ اس نے دوا کھائی تھی پھر بھی یوں لگ رہا تھا، جیسے چہرہ جگہ جگہ سے ٹوٹ گیا ہے۔

اس نے عقب نما آئینے میں خود کو دیکھا تھا۔ چہرہ اتنا سوج گیا تھا کہ وہ خود کو پہچان نہیں پارہی تھی۔ حیرانی سے سوچ رہی تھی۔ ''وہ لڑکی کیا بلا تھی؟ مجھے تو یہی لگتا ہے کہ وہ انسان نہیں تھی کسی چڑیل کی اولاد تھی۔''

وہ سوچنے لگی۔ ''وہ جو کوئی بھی تھی مجھے اس سے بہت دور چلے جانا چاہیے۔ دور رہ کر ہی اس کے بارے میں معلوم کرنا چاہیے کہ آخر وہ ہے کون......؟''

وہ جمائلہ سے دور بھاگ رہی تھی مگر سوچ رہی تھی کہ وردان سے کیسے دور بھاگے؟ اگرچہ وہ بھی زخمی ہوگیا تھا اور ابھی خیال خوانی کے قابل نہیں تھا۔ لیکن جب بھی قابل ہوگا تو سب سے پہلے میرے دماغ میں آئے گا اور مجھے ٹریپ کرے گا۔

وہ تیز رفتاری سے ڈرائیو کرتی ہوئی جارہی تھی اور پریشان ہوکر سوچ رہی تھی۔ ''میں سانس روکنے کے قابل نہیں ہوں اسے اپنے اندر سے نہیں بھگا سکوں گی۔ پتا نہیں میری کمزوری کب دور ہوگی؟ اوہ گاڈ! وردان سے پہلے مجھے توانائی حاصل ہوجائے تاکہ میں اپنا بچاؤ کرسکوں اور اس کے اندر جاکر اسے ٹریپ کرسکوں۔''

پہلے تو وہ سونیا کو ٹریپ کرنے لوبن آئی تھی۔ راستے میں وردان مل گیا تھا۔ فی الحال سونیا سے کوئی خطرہ نہیں تھا، کیونکہ وہ اس شہر سے دور پرتگال کے پڑوسی ملک اسپین جارہی تھی۔ چھ گھنٹے کی طویل ڈرائیونگ کے بعد وہ سرحدی چوکی پر پہنچی۔ وہاں اپنے پاسپورٹ اور ضروری کاغذات دکھانے کے بعد اسپین میں داخل ہوگئی۔ وہاں سے ایک قریبی شہر سلمانکا پہنچی اس نے سب سے پہلے وہاں کے معروف ڈاکٹر سے رجوع کیا۔ اس سے کہا۔ ''آپ زیادہ سے زیادہ معاوضہ لیں

لیکن کوئی ایسی دوا دیں کہ میری تکلیف ختم ہوجائے اور مجھے ذہنی توانائی حاصل ہوجائے۔''

ڈاکٹر نے کہا۔ ''تمہارا چہرہ تو پھول کر تربوز ہوگیا ہے، اس کی سوجن اور تکلیف تو رفتہ رفتہ ہی ختم ہوگی۔''

''مجھے اپنے چہرے اور تکلیف کی پروا نہیں ہے۔ میں صرف دماغی توانائی حاصل کرنا چاہتی ہوں۔''

وہ حیرانی سے بولا۔ ''تم تو بالکل نارمل ہو۔ اچھی خاصی گفتگو کررہی ہو۔ پتا نہیں کہاں سے ڈرائیو کرتی ہوئی آئی ہو دماغی طور پر تو بالکل درست ہو پھر اور کیسی توانائی چاہتی ہو؟''

وہ ہچکچاتے ہوئے بولی۔ ''میں آپ کو کیا بتاؤں میں خود کو ذہنی طور پر بہت ہی کمزور محسوس کررہی ہوں۔ کوئی بات بھی مجھے اچھی طرح یاد نہیں رہتی۔ مجھے صبح و شام یوگا کی مشقیں کرنے کی عادت ہے۔ میں ایک ذرا بھی سانس روکنے کے قابل نہیں ہوں۔''

''جب تک یہ تکلیف دور نہ ہوجائے آپ یوگا کی مشقیں نہ کریں۔ خواہ مخواہ سانس روکنا ضروری تو نہیں ہے۔''

وہ جھنجلا کر بولی۔ ''آپ بحث کررہے ہیں۔ میں صرف اتنا چاہتی ہوں کہ دماغی توانائی کے لیے مجھے انجکشن لگائیں۔ دوائیاں دیں کچھ ایسا کریں کہ میرا دماغ پہلے کی طرح بہت زیادہ حساس ہوجائے اور میرے اندر کوئی غیر معمولی بات ہو تو میں اسے فوراً ہی محسوس کرسکوں۔''

اس نے نومی کو سوچتی ہوئی نظروں سے دیکھا پھر کہا۔ ''میرے پاس ایک زود اثر دوا ہے۔ انجکشن لگاتے ہی تکلیف بھی کم ہوجائے گی اور تم دماغی توانائی بھی محسوس کرسکو گی۔ میرا خیال ہے کہ سانس روک کر یوگا کی مشق کرسکو گی لیکن قیمت بہت زیادہ ہے۔''

وہ پرس کھول کر دو ہزار ڈالر نکال کر اس کے آگے رکھتے ہوئے بولی۔ ''یہ دو ہزار امریکی ڈالرز ہیں۔ کیا قیمت اس سے بھی زیادہ ہے؟''

اس نے مسکرا کر کہا۔ ''نہیں آرام سے لیٹی رہو۔ میں ابھی انجکشن لگاتا ہوں۔''

وہ چلا گیا۔ وہ ایزی چیئر پر آدھی لیٹی آدھی بیٹھی رہی۔ اپنے حالات پر غور کرنے لگی۔ اس نے سونیا کی جگہ حاصل کرنے اور میری شریک حیات بن کر رہنے کے لیے بڑے بڑے پاپڑ بیلے تھے۔ ایک بہت زبردست منصوبے پر عمل کیا تھا میری قربت حاصل کرنے کے لیے اس نے اپنے وفادار اور جاں نثار دستِ راست کاشف جمال کو بھی ہلاک کردیا تھا۔ وہ

اپنی پیدائشی نومی کرسٹل کی حیثیت کھو چکی تھی اور مکمل سونیا بن چکی تھی۔

اس حد تک کامیابیاں حاصل کرنے کے بعد پھر ناکامی کا منہ دیکھ رہی تھی۔ اسے پتا چلا تھا کہ سونیا زندہ ہے اور جب تک وہ نہیں مرے گی اس وقت تک اس کی جگہ حاصل نہیں کرسکے گی۔ اسی مقصد کے لیے وہ لوبن آئی تھی۔ سونیا کی لاعلمی میں اس پر حملہ کرسکتی تھی۔ اپنے مقصد میں کامیاب ہوسکتی تھی لیکن ایسے وقت تقدیر کو ماننا ہی پڑتا ہے۔ وہ اپنی تدابیر سے کامیابیاں حاصل کرتے کرتے ناکام ہوجاتی تھی۔ اس وقت بھی اسے بری طرح ناکام ہوکر لوبن شہر ہی نہیں، اس ملک کو بھی چھوڑ کر اسپین آنا پڑا۔

ڈاکٹر نے انجکشن لگانے کے بعد کہا۔ ''یہاں دس منٹ آرام کرو پھر بتاؤ کہ تمہاری ذہنی حالت کیسی ہے؟ کیا توانائی محسوس کررہی ہو یا نہیں؟''

وہ تھوڑی دیر تک وہاں لیٹی رہی اور محسوس کرتی رہی کہ واقعی وہ دماغی توانائی محسوس کررہی ہے۔ اس نے ایک بار سانس روکی تو بڑی دیر تک روکنے میں کامیاب رہی۔ خوش ہوکر بولی۔ ''ڈاکٹر...! آپ نے تو کمال کردیا ہے۔ میں توانائی محسوس کررہی ہوں۔''

ڈاکٹر مسکرانے لگا۔ اس نے پھر خود کو آزمایا۔ خیال خوانی کی پرواز کرنا چاہی تو ناکام رہی۔ اس حد تک کامیابی حاصل نہیں ہوئی تھی کہ وہ خیال خوانی کے ذریعے اپنے سب سے پہلے دشمن وردان تک پہنچتی۔ وہ معلوم کرنا چاہتی تھی کہ وہ کہاں ہے اور وہ بھی دماغی توانائی حاصل کررہا ہے یا نہیں؟

ڈاکٹر نے پوچھا۔ ''کیا سوچ رہی ہو؟''

اس نے پوچھا۔ ''توانائی کا دوسرا انجکشن کب لگایا جاسکتا ہے؟''

''یہ بہت پاورفل دوا ہے۔ ری ایکٹ بھی کرسکتی ہے۔ اس لیے دوسرا انجکشن بارہ گھنٹے بعد لگنا چاہیے۔ تم یہاں بارہ گھنٹے کے بعد آجاؤ۔''

''میں یہاں سے میڈرڈ جارہی ہوں۔ آپ وہ انجکشن پیک کرکے مجھے دے دیں۔ میں اس کی قیمت ادا کررہی ہوں۔''

ڈاکٹر تھوڑی دیر کے بعد دوسرا انجکشن لے آیا۔ اس نے اپنے پرس کو کھول کر دیکھا تو پچیس ہزار ڈالر رکھے ہوئے تھے۔ وہ اپنے پاس زیادہ رقم نہیں رکھتی تھی۔ ضرورت ہی نہیں پڑتی تھی۔ جب بھی ضرورت ہوتی تھی تو وہ خیال خوانی کے ذریعے بڑی بڑی رقمیں حاصل کرلیتی تھی۔

اس نے سوچا کہ پتا نہیں کب میں خیال خوانی کے قابل ہوسکوں گی تب تک مجھے اسی پچیس ہزار ڈالرز سے گزارا کرنا ہوگا۔

اس نے ڈاکٹر سے کہا ''میری ہنڈا سوک باہر کھڑی ہے۔ آپ تو سمجھ سکتے ہیں کہ یہ کتنی مہنگی گاڑی ہے لیکن میں اس انجکشن کے عوض آپ کو دے دوں گی۔ کیا یہ سودا منظور ہے؟''

''میں نے وہ گاڑی دیکھی ہے۔ واقعی مہنگی ہے اور مجھے کوڑیوں کے مول مل رہی ہے لیکن اس کے کاغذات......؟''

''بارڈر سے گاڑیاں جہاز سے اِدھر اُدھر آتی جاتی ہیں۔ اسمگل ہوتی ہیں۔ چرائی ہوئی گاڑیاں فروخت ہوتی ہیں۔ ایسی گاڑیوں کے کاغذات نہیں ہوتے۔''

اس نے انجکشن اس کے حوالے کرتے ہوئے کہا۔ ''مجھے سودا منظور ہے۔ گاڑی میری ہوگئی۔ اس کی چابی مجھے دے دو۔''

وہ اسے چابی دے کر باہر آگئی۔ ایک ٹیکسی میں بیٹھ کر ریلوے اسٹیشن پہنچی۔ ایک ٹرین آدھے گھنٹے کے بعد میڈرڈ جانے والی تھی۔ وہ ٹکٹ لے کر اس میں سوار ہوگئی۔ اس کا سارا دھیان وردان کی طرف لگا ہوا تھا۔ اسے یہ پریشانی تھی کہ وہ دماغی توانائی حاصل کررہا ہوگا۔

دوسری طرف وہ اس سے پہلے ہی میڈرڈ پہنچ چکا تھا اور ایک بہت تجربے کار ڈاکٹر سے علاج کروا رہا تھا۔ وہ دونوں میرے اور میری فیملی کے دشمن تھے لیکن ہم میں سے کسی کے بھی قریب پہنچ نہیں پا رہے تھے۔ پہنچنے سے پہلے ایک دوسرے سے ہی ٹکرا رہے تھے۔

میڈرڈ ساری دنیا میں بُل فائٹنگ کی وجہ سے مشہور ہے۔ وہاں جان کی بازی لگانے والے کھلاڑی بپھرے ہوئے سانڈ سے ٹکراتے ہیں۔ وہیں نوی اور وردان کا بھی ٹکراؤ ہونے والا تھا۔

وردان نے میڈرڈ پہنچ کر ایک چھوٹا سا مکان کرائے پر لیا تھا اور وہاں بڑی راز داری سے ایک ڈاکٹر کی خدمات حاصل کررہا تھا۔ جلد سے جلد دماغی توانائی حاصل کرنے کے لیے ڈاکٹر کو اچھی خاصی رقمیں دے رہا تھا۔ پہلے انسان اپنے خدا سے ڈرتا ہے لیکن وہ موجودہ حالات میں نوی کرسٹل سے خوف کھا رہا تھا کہ کہیں وہ اچانک ہی اس کے دماغ میں نہ چلی آئے۔

وہ یہ بھی نہیں جانتا تھا کہ واقعی وہ نوی کرسٹل ہے یا نہیں؟ اسے شبہ تھا کہ وہ عورت نوی ہی ہوسکتی ہے۔ وہ دل ہی دل میں بھگوان سے پرارتھنا کررہا تھا کہ اسے جلد سے جلد خاطر خواہ توانائی حاصل ہوجائے تاکہ وہ اس ٹیلی پیتھی جاننے والی کے اندر پہنچ کر اس کی حقیقت معلوم کرسکے۔

میں اپنے طور پر سوچ رہا تھا کہ یہ وردان اچانک کہاں گم ہوگیا ہے؟ میں نے پچھلے باب میں بیان کیا ہے کہ اعلیٰ بی بی سے ایک جوان مراد علی باجا کی ملاقات ہوئی تھی۔ وہ اعلیٰ بی بی کے ساتھ دہلی سے ممبئی تک جہاز میں سفر کررہا تھا۔ مجھے شبہ ہوا کہ وردان نے اس کے دماغ پر قبضہ جمایا ہوا ہے۔ اسے اپنا تابعدار بنا کر اعلیٰ بی بی کے پاس پہنچایا ہے۔ اعلیٰ بی بی ممبئی پہنچ کر کسی وقت میں مراد علی پر تنویمی عمل کرنا چاہتی تھی۔ اس کی حقیقت معلوم کرنا چاہتی تھی۔ اس سے پہلے میں نے سوچا کہ وردان سے رابطہ کیا جائے۔ کسی طرح ٹوہ لینا چاہیے کہ وہ خاموش رہ کر کیا کرتا پھر رہا ہے؟

پہلے میں نے اس کے موبائل نمبر پر رابطہ کرنا چاہا تو رابطہ نہ ہوسکا۔ اس نے اس فون کو عارضی طور پر بند کردیا تھا اور نیا فون خرید لیا تھا۔ جس کے نمبر میں نہیں جانتا تھا۔

اب ایک ہی صورت رہ گئی تھی کہ خیال خوانی کے ذریعے اس سے رابطہ کیا جائے۔ یہ بات یقینی تھی کہ وہ مجھے دماغ میں آنے نہیں دے گا اور یہ معلوم کرنا چاہے گا کہ میں اس سے رابطہ کیوں کرنا چاہتا ہوں؟ لہٰذا وہ اپنا موبائل آن کرے گا یا کسی نئے فون کا نمبر بتائے گا۔

یہ سوچ کر میں نے خیال خوانی کی پرواز کی۔ اس کے اندر پہنچا تو یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ اس نے میری سوچ کی لہروں کو محسوس نہیں کیا تھا۔ میں نے بھی اسے مخاطب نہیں کیا۔ خاموشی سے اس کے خیالات پڑھنے لگا۔ پتا چلا کہ وہ ہندوستان چھوڑ کر پرتگال کے شہر لِزبن گیا تھا۔ دوران سفر اس کی ملاقات ایک ٹیلی پیتھی جاننے والی حسینہ سے ہوئی تھی۔ وہ شبہ کررہا تھا کہ وہ نوی کرسٹل ہوگی۔

مجھے ان دونوں کے ٹکراؤ کی تفصیل معلوم ہوئی کہ کس طرح وہ وردان کے دماغ میں آنا چاہتی تھی اور وردان اس کے دماغ میں پہنچنا چاہتا تھا۔ ایسے ہی وقت ایک بلا ان پر نازل ہوگئی۔ پتا نہیں وہ لڑکی کون تھی اور کیسی شیطانی قوت کی مالکہ تھی کہ اس نے ان دونوں کو جسمانی اور دماغی طور پر کمزور بنادیا تھا پھر انہیں چھوڑ کر اچانک ہی کہیں چلی گئی تھی۔

وردان کے خیالات نے بتایا کہ وہ بری طرح زخمی ہونے کے بعد پرتگال سے اسپین کے شہر میڈرڈ آگیا ہے۔ اب وہاں ایک ڈاکٹر سے علاج کروا رہا ہے۔ جلد از جلد دماغی توانائی حاصل کرکے خیال خوانی کرنا چاہتا ہے اور اس لڑکی کے دماغ میں پہنچنا چاہتا ہے، جو بری طرح زخمی ہوگئی تھی۔ جہاں کہیں بھی ہوگی، دماغی طور پر کمزور ہوگی۔

اس کے اس خیال کو پڑھ کر میرے اندر تجسس پیدا ہوا کہ وہ خیال خوانی کرنے والی کون ہے؟ وردان کا خیال تھا وہ نوی کرسٹل ہوسکتی ہے۔ جب کہ نوی نے ہمیں اپنی موت کا یقین دلایا تھا، اس کے باوجود میں نے پھر ایک بار اس کی آواز اور لب و لہجے کو گرفت میں لے کر اس کے اندر جانا چاہا تو اس کا دماغ مجھے نہیں ملا۔ اس نے اپنی موت کا ڈراما پلے کیا تھا۔ ہم میں سے کوئی اس کے سابقہ لب و لہجے کے ذریعے اس کے اندر نہیں پہنچ سکتا تھا۔

میں وردان میری مرضی کے مطابق اس کے موجودہ لب و لہجے اور آواز پر غور کرنے لگا۔ اسے اپنے ذہن میں دہرانے لگا۔ میں نے دو چار بار اس کی آواز اور لب و لہجے کو دل ہی دل میں دہرایا۔ پھر اسے گرفت میں لے کر خیال خوانی کی پرواز کی تو اس کے دماغ میں جگہ مل گئی۔ لیکن اس نے فوراً ہی سانس روک لی۔ میری سوچ کی لہریں واپس آگئیں۔

میں نے ابھی بیان کیا ہے کہ نوی کرسٹل نے ڈاکٹر کو دو لاکھ ڈالر دے کر ایسا انجکشن لگوایا تھا، جس کے ذریعے اسے کسی حد تک دماغی توانائی حاصل ہوئی تھی۔ وہ پرائی سوچ کی لہروں کو محسوس کرکے سانس روک سکتی تھی۔ اس کے باوجود خیال خوانی کرنے کے قابل نہیں ہوئی تھی۔

مجھے یہ معلوم نہ ہوسکا کہ میں ایک لمحے کے لیے نوی کرسٹل کے اندر جا کر واپس آیا ہوں۔ میں نے ایسا فریب کبھی نہیں کھایا تھا۔ جیسا کہ نوی دے رہی تھی۔ اگر مجھے اس کے اندر رہ کر کچھ باتیں کرنے کا موقع ملتا یا فون کے ذریعے اس سے گفتگو ہوتی تو شاید میں اسے پہچان پاتا۔

وردان کے خیالات نے بتایا تھا کہ وہ زخمی ہے۔ میں نے سوچا کہ شاید نوی زیادہ دیر تک سانسیں نہ روک سکے۔ اس لیے میں پھر اس کے دماغ میں گیا تو اس نے سانس روک لی۔ اس نے تیسری بار بھی یہی کیا پھر یہ یقین ہوگیا کہ وردان کے مقابلے میں وہ پہلے ہی توانائی حاصل کرچکی ہے۔ اس لیے ہم ٹیلی پیتھی جاننے والوں سے محفوظ ہوچکی ہے۔

میں نے سوچا کہ وہ خیال خوانی کرنے والی کوئی بھی ہو اسے بعد میں نمٹا جائے گا۔ ابھی تو وردان ترنوالے کی طرح حلق سے اترنے والا تھا۔ اس سے پہلے کہ وہ توانائی حاصل کرتا۔ میں نے اسے تھپک تھپک کر سلا دیا۔ آدھے گھنٹے کے اندر اسے اپنا معمول اور تابعدار بنا کر اسے تنویمی نیند سونے کے لیے چھوڑ دیا۔ اس کے خیالات پڑھ کر جمائکہ کے بارے میں کچھ بھی معلوم نہ ہوسکا۔ وہ ان کے لیے اجنبی بھی تھی اور عجوبہ بھی تھی۔

یہ معلوم کرکے حیرانی بھی ہوئی اور تجسس بھی پیدا ہوا کہ وہ لڑکی آخر کیا بلا ہے کہ اس نے ان دونوں کو زخمی کیا اور انہیں زخمی کرنے کا انداز ایسا تھا جیسے کہ وہ غیر معمولی قوتوں کی حامل ہے۔ وردان کے خیالات پڑھ کر یہ معلوم نہ ہوسکا کہ سونیا بھی اس شہر میں موجود ہے اور جمائکہ کے ساتھ ہی رہتی ہے۔

میں نے سوچا کہ جب وردان کے زخم بھر جائیں گے اور یہ خیال خوانی کے قابل ہوجائے گا تو میں اسے پھر پرتگال کے شہر لزبن لے جاؤں گا اور اس غیر معمولی قوت رکھنے والی لڑکی کے متعلق معلومات حاصل کروں گا۔

الپا نے مجھے مخاطب کیا۔ وہ جب بھی آتی تھی تو سب سے پہلے سونیا کے متعلق دریافت کرتی تھی ''مما کے بارے میں کوئی سراغ ملا؟''

میں نے پوچھا ''کیا تمہیں کوئی سراغ مل رہا ہے؟''

''نو پاپا! میں بہت مایوس ہورہی ہوں۔''

''بیٹے! مایوسی گناہ ہے، وہ ہمیں جلد ہی ملے گی۔ یہ میرا دل کہتا ہے اور آمنہ نے بھی یقین دلایا ہے۔ یہ بتاؤ، کیا تم میری ہدایات پر عمل کررہی ہو؟''

''پاپا! آپ کی محبت بھری ہدایات میرے لیے حکم کا درجہ رکھتی ہیں۔ میں نے ان پر عمل کیا ہے اور اسرائیل چھوڑ چکی ہوں۔''

''وہاں اپنی جگہ کسے الپا بنایا ہے؟''

''وہاں اسرائیلی اکابرین میں ایک عورت جو ایجوکیشن منسٹر ہے۔ اس کا نام کرسٹی وزڈم ہے۔ میری مخالفت کرنے والوں میں وہ پیش پیش رہتی تھی۔ میں نے سوچا، اسے ہی میری جگہ آکر میرا رول پلے کرنا چاہیے۔''

بہت عرصہ پہلے جب الپا اسرائیل پر ٹیلی پیتھی کے ذریعے حکومت کررہی تھی تو اس کے بہت سے مخالف پیدا ہوگئے تھے۔ آرمی کے بیشتر افسران اسے کسی نہ کسی طرح ہلاک کردینے کی کوششیں کرتے رہے تھے۔ الپا نے اپنی یہودی حکومت سے بدظن ہوکر اسرائیل چھوڑ دیا تھا اور ہماری پناہ میں آگئی تھی۔

اس بار بھی اس کے ساتھ یہی ہورہا تھا۔ اس پر الزام لگایا جارہا تھا کہ وہ مسلمانوں کی زبردست حامی ہے اور یہودی مفادات کے لیے کبھی صدق دل سے کام نہیں کرے گی۔

الپا نے ان سے صاف صاف کہہ دیا تھا کہ وہ فلسطینی مسلمانوں کے خلاف کبھی خیال خوانی نہیں کرے گی۔ انصاف کا تقاضا یہی ہے۔ فلسطینی علاقہ یوں بھی مسلمانوں کے پاس

رہ گیا ہے۔ وہ انہیں دے دیا جائے۔

اس پر تمام اسرائیلی اکابرین نے اعتراض کیا۔ جو لوگ اس کی خیال خوانی سے خوف زدہ تھے۔ انہوں نے اس کے منہ پر تو کچھ نہیں کہا لیکن سب ہی الپا سے بدظن ہو گئے۔ وہ ان کے درمیان بیٹھ کر کہہ رہی تھی کہ اسرائیل میں دو ریاستیں قائم ہونی چاہئیں۔ جب تک فلسطینیوں کو ان کے حقوق نہیں دیے جائیں گے تب تک یہودی اکابرین بھی سکون سے حکومت نہیں کر سکیں گے۔

کرسٹی وزڈم بڑھ چڑھ کر الپا کی مخالفت کر رہی تھی۔ اسرائیلی آرمی کے ان اعلیٰ افسران کے گروہ میں تھی جو کھل کر الپا کی مخالفت کر رہے تھے۔

الپا نے کرسٹی سے کہا تھا "دیکھو! میں تمہیں وارننگ دے رہی ہوں۔ اپنی حد میں رہو۔ مجھے یہ جھوٹا الزام نہ دو کہ میں در پردہ مسلمان ہو گئی ہوں اور یہاں یہودیوں کو نقصان پہنچانے آئی ہوں۔"

کرسٹی وزڈم نے کہا۔ "حقیقت یہی ہے۔ تم اپنی خیال خوانی کے ذریعے میرے اندر زلزلہ پیدا کر سکتی ہو۔ مجھے مار سکتی ہو لیکن مجھے مارنے کے بعد تم اور زیادہ بدنام ہو جاؤ گی۔ سب یہی کہیں گے کہ اپنی اصلیت چھپانے کے لیے تم سچ بولنے والوں کو ہلاک کر رہی ہو۔"

الپا نے کہا۔ "میں تمہیں ہلاک نہیں کروں گی۔ ایسی سزا دوں گی جس کے بارے میں تم سوچ بھی نہیں سکتیں۔"

کرسٹی نے کہا۔ "الپا! تمہارے اندر کیا صلاحیت ہے؟ کیا طاقت ہے؟ صرف یہی ناں کہ ٹیلی پیتھی جانتی ہو، ورنہ ذہانت میں تو مجھ سے برتر نہیں ہو۔ اگر مجھے بھی ٹیلی پیتھی آتی اور میں تمہاری جگہ ہوتی تو یہ سچ تسلیم کر لیتی کہ میں در پردہ مسلمان ہو چکی ہوں۔ فرہاد کے فریب میں آ چکی ہوں للہٰذا مجھے اسرائیل میں نہیں رہنا چاہیے۔ یہ ملک چھوڑ کر چلے جانا چاہیے۔"

الپا نے کہا۔ "اچھی بات ہے۔ میں تمہاری یہ حسرت پوری کروں گی۔ تم میری جگہ آؤ گی اور الپا بن کر اپنے ہی اکابرین سے لڑتی رہو گی۔"

الپا نے اسی رات کرسٹی وزڈم کو غائب دماغ بنا کر اسے اپنے بنگلے سے باہر آنے پر مجبور کیا۔ وہ دوسروں کی نظروں سے چھپتی چھپاتی چور دروازے سے الپا کے محل میں آ گئی۔

پھر وہاں ایک بیڈ پر آرام سے لیٹ کر تنویمی عمل کے ذریعے الپا کی معمولہ اور تابعدار بن گئی۔

جب وہ تنویمی نیند سونے لگی تب الپا نے اس کے چہرے پر میک اپ کرنا شروع کیا۔ وہ صبح چھ بجے سے پہلے بیدار ہونے والی نہیں تھی۔ اسے پتا بھی نہ چلا کہ وہ تبدیل ہو رہی ہے۔ صرف ذہنی طور پر ہی نہیں، چہرے کے اعتبار سے بھی الپا بن رہی ہے۔

اسے مکمل طور پر اپنی ڈمی بنانے کے بعد الپا خیال خوانی کے ذریعے اس محل کے باہر مسلح پہرے داروں کے دماغوں میں بھی پہنچتی رہی اور انہیں بھی پندرہ منٹ کے لیے گہری نیند سلاتی رہی' صرف مین گیٹ پر ایک مسلح گارڈ جاگتا رہا۔ جب وہ محل سے باہر آ کر اپنی کار میں بیٹھ کر جانے لگی تو اس نے گیٹ کھول دیا۔ یہ نہیں جانتا تھا کہ کیا کر رہا ہے اور اس کھلے ہوئے گیٹ سے الپا جا رہی ہے۔ وہ اگرچہ جاگ رہا تھا لیکن غائب دماغ ہو چکا تھا۔

وہ وہاں سے ایئرپورٹ پہنچ گئی۔ اس نے صبح سات بجے کی فلائٹ سے پہلے ہی سیٹ ریزرو کرا لی تھی۔ چھ بجتے ہی اس نے کرسٹی وزڈم کے دماغ میں پہنچ کر دیکھا۔ وہ بیدار ہو گئی تھی اور خود کو الپا سمجھ رہی تھی اور اس کی مرضی کے مطابق اس بیڈ روم اور محل کے دوسرے حصوں کو گھوم گھوم کر دیکھ رہی تھی اور ہر ایک چیز کو سمجھتی جا رہی تھی کہ الپا کہاں جاتی ہے اور کون سی چیز کو کس طرح استعمال کرتی ہے؟

الپا نے اس محل کے دس مسلح گارڈز کو اپنا معمول اور تابعدار بنا رکھا تھا اور ان کے ذہنوں میں یہ بات نقش کر دی تھی کہ وہ اسرائیلی اکابرین کو اور فوجی افسران کو محل کے اندر داخل ہونے کی اجازت نہیں دیں گے۔ کوئی جبراً داخل ہونا چاہے گا تو اسے گولی مار دیں گے۔

وہ صبح سات بجے کی فلائٹ سے روانہ ہو گئی۔ ایک گھنٹے کے اندر مصر کے شہر اسکندریہ پہنچ گئی۔ ادھر کرسٹی وزڈم کی ملازمہ صبح ہوتے ہی اس کے بیڈ روم میں بیڈ ٹی پہنچایا کرتی تھی۔ اس نے کرسٹی کے شوہر کو اطلاع دی کہ ان کی بیوی بیڈ روم میں نہیں ہے۔ اس کے بستر پر ایک تہ شدہ کاغذ پڑا ہوا تھا۔

اس کے شوہر نے وہ کاغذ کھول کر پڑھا۔ اس میں کرسٹی وزڈم نے لکھا تھا۔ "مجھے الپا کی طرف سے خطرہ ہے۔ اس لیے میں بڑی رازداری سے جا رہی ہوں۔ اس ملک سے بہت دور جا کر یوگا کی مشقیں کروں گی۔ جب مہارت حاصل ہو جائے گی تو واپس آؤں گی پھر الپا میرے دماغ میں نہیں آ سکے گی۔"

آرمی کے افسران نے یہ خط پڑھا تو کہا۔ "یہ سراسر حماقت ہے۔ میڈم کرسٹی نے کیسے سمجھ لیا کہ وہ یہاں سے

یں گی تو الپا ان کے دماغ میں نہیں پہنچ سکے گی؟"

دوسرے افسر نے کہا۔ "وہ یہاں رہ کر بھی یوگا کی مشقیں رکتی تھیں اور مہارت حاصل کر سکتی تھیں۔"

ان کے جاسوس کرسٹی کو تلاش کرنے لگے۔ ایک جاسوس نے فون پر کہا۔ "میں ایئرپورٹ سے بول رہا ہوں۔ صبح ت بجے یہاں سے ایک فلائٹ اسکندریہ گئی ہے، ان کے نزروں میں کرسٹی وزڈم کا نام موجود ہے۔ میڈم کرسٹی سکندریہ گئی ہیں۔"

انہوں نے اسکندریہ میں اپنے سراغ رسانوں کو حکم دیا کہ وہاں کرسٹی وزڈم پہنچی ہوئی ہے۔ اسے تلاش کیا جائے کہ کس ہوٹل یا گیسٹ روم میں ٹھہری ہوئی ہے؟

وہ سب اسے تلاش کرنے لگے۔ وہ ہوتی تو انہیں ملتی۔ انہوں نے مایوس ہو کر آرمی کے افسران کو اطلاع دی کہ یہاں میڈم کرسٹی موجود نہیں ہیں۔ معلوم ہوتا ہے، وہ یہاں سے کسی دوسری فلائٹ میں کسی دوسرے ملک کی طرف چلی گئی ہیں۔

آرمی کے ایک اعلیٰ افسر نے جھنجلا کر کہا۔ "یہ سراسر الپا کی سازش ہو گی۔ اس نے ہی میڈم کرسٹی کو کہیں غائب کر دیا ہے یا ہلاک کر دیا ہے۔"

اس نے ریسیور اٹھا کر الپا کے فون نمبر پنچ کیے۔ دوسری طرف محل میں گھنٹی بجنے لگی۔ کرسٹی وزڈم نے ریسیور اٹھا کر کان سے لگایا پھر کہا۔ "ہیلو! میں الپا بول رہی ہوں۔"

آرمی افسر نے کہا۔ "ہم ابھی آپ سے ملنا چاہتے ہیں۔"

وہ بولی۔ "سوری۔ میں کسی سے ملنا نہیں چاہتی۔"

"میڈم! معاملے کی نزاکت کو سمجھیں۔ ہماری میڈم کرسٹی کہیں گم ہو گئی ہیں۔ آپ کی کھلی مخالفت کرنے والوں میں میڈم کا بھی نام تھا اور اب یہ شبہ کیا جا رہا ہے کہ آپ نے انہیں ہلاک کر دیا ہے یا کہیں گم کر دیا ہے۔"

"مجھ پر شبہ کرتے رہنے سے میری صحت پر کوئی اثر نہیں پڑے گا۔ میں کچھ عرصے تک اپنے محل میں گوشہ نشیں رہوں گی۔ یہاں سے باہر نہیں نکلوں گی، جب ضروری سمجھوں گی باہر آؤں گی اور آپ لوگوں سے ضرور ملاقات کروں گی... فی الحال مجھ سے ملاقات کرنے کی توقع نہ رکھیں۔"

اس نے ریسیور رکھ دیا۔ دوسرے اعلیٰ افسر نے اس سے پھر رابطہ کیا اور کہا۔ "تمہیں اس بات کا احساس نہیں ہے کہ تم اپنے ملک اور قوم کی خدمت گار بننے کے بجائے یہاں آ کر ڈکٹیٹر بن رہی ہو۔"

"ڈکٹیٹر تو تم فوجی افسران بن رہے ہو۔ میں نے کہا تھا کہ امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والوں سے رابطہ نہ کیا جائے لیکن تم سب ان خیال خوانی کرنے والوں کو میرے مقابلے پر لانا چاہتے ہو اور مجھے پاؤں میں چبھے ہوئے کانٹے کی طرح نکال کر پھینک دینا چاہتے ہو۔"

"تم بڑی عقلمند بنتی ہو۔ خود ہی سمجھو کہ تم کیوں ہمارے پاؤں کا کانٹا بنی ہوئی ہو۔ جب سے ہم نے فلسطین کے بڑے حصے کو اسرائیلی مملکت بنایا تب سے ہم نے قسم کھائی ہے کہ کسی بھی فلسطینی کے قدم جمنے نہیں دیں گے اور تم ہو کہ ایک الگ فلسطینی ریاست قائم کرنے والوں کی حمایت میں بول رہی ہو۔ یہ ہم اچھی طرح سے جانتے ہیں کہ تم رازداری سے خیال خوانی کے ذریعے ان فلسطینیوں کی حمایت کرتی رہو گی اور ہمیں خبر بھی نہ ہو گی۔ اسی لیے ہم نے امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو یہاں بلایا ہے۔ تم ہمارے خلاف جو سازشیں کرو گی وہ ہمیں ان کے ذریعے معلوم ہوتی رہیں گی۔"

کرسٹی نے الپا کی مرضی کے مطابق کہا۔ "یہ بات تو گرہ میں باندھ لو کہ جس روز بھی کوئی امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والا خیال خوانی کے ذریعے کسی بھی فلسطینی مسلمان کو ہلاک کرے گا یا نقصان پہنچائے گا تو میں جوابی کارروائی پر مجبور ہو جاؤں گی۔ اس سے پہلے بھی میں نے امریکی اکابرین کو وارننگ دی ہے کہ وہ اپنے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو ہمارے معاملات میں مداخلت کے لیے یہاں نہ بھیجیں، اگر انہوں نے میری بات مان لی تو اچھی بات ہو گی' ورنہ ان امریکیوں کا بھی بھلا نہیں ہو گا۔ وہ بری طرح پچھتائیں گے۔"

اس نے ریسیور رکھ دیا۔ اس وقت اس کی عجیب حالت تھی۔ وہ اندر سے سمجھ رہی تھی کہ میں کرسٹی وزڈم ہوں، لیکن الپا بن کر بول رہی ہوں۔ یہ بات مجھے اپنے فوجی افسران کو بتانی چاہیے۔

وہ فون پر بڑی دیر تک بات کرنے کے باوجود یہ حقیقت کسی سے بیان نہ کر سکی۔ وہ ابھی کئی دنوں تک تنویمی عمل کے زیر اثر رہنے والی تھی اور اس عمل کے مطابق خود کو پہچانتے رہنے کے باوجود کسی پر ظاہر نہیں کر سکتی تھی۔

وہ پریشان ہو کر ادھر سے ادھر ٹہلتی رہی پھر اس نے دونوں مٹھیوں کو بھینچ کر سوچا۔ "میں یہاں الپا بن کر نہیں رہوں گی۔ ابھی اعلیٰ افسران اور حکام کے سامنے یہ بھید کھول دوں گی کہ الپا نے مجھے ٹریپ کیا ہے اور یہاں اپنے محل میں قید کر رکھا ہے۔"

وہ تیزی سے چلتی ہوئی بیڈ کے پاس آئی۔ تکیے کے نیچے

رکھے ہوئے اپنے ذاتی موبائل فون کو اٹھا کر نمبر پنچ کرنے لگی۔ الپا نے کہا۔ "ہاں ہاں! میرے ایک نہیں تمام دشمنوں سے کہہ دو کہ میں نے تمہیں کہاں چھپا کر رکھا ہے۔ یہ دیکھو! رابطہ ہو گیا۔ چلو۔ بولنا شروع کرو۔"

دوسری طرف سے ایک اعلیٰ افسر پوچھ رہا تھا۔ "میڈم! آپ اپنے گھر سے اچانک کہاں چلی گئی ہیں؟ کیا جو خطرہ تھا۔ وہ آپ ہی کو لاحق ہوا ہے؟"

"ہاں۔ میں اپنے لیے خطرہ محسوس کر رہی تھی۔ اس لیے اس گھر سے نکل گئی ہوں اور ایک جگہ چھپی ہوئی ہوں۔ میری فکر نہ کرو۔ جتنی جلدی ہو سکے۔ الپا پر کوئی بہت بڑا الزام لگا کر اسے گرفتار کر دو یا راز داری سے قتل کر دو۔ اس پر یہ الزام بھی لگایا جا سکتا ہے کہ اس نے مجھے اغوا کر کے کہیں قیدی بنا کر رکھا ہے۔"

"لیکن میڈم! ہم اس پر یہی الزام عائد کرنے والے ہیں۔"

"یہ بتاؤ کہ کوئی امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والا یہاں پہنچا ہے؟"

"ہاں پہنچ تو گیا ہے۔ لیکن ہم نہیں جانتے کہ اس کا قیام کہاں ہے؟ یہ تو سب ہی جانتے ہیں کہ ٹیلی پیتھی جاننے والے کبھی کسی کے روبرو نہیں آتے۔ ہمیشہ روپوش رہ کر زندگی گزارتے ہیں۔"

"ہاں۔ یہ تو میں جانتی ہوں۔ تم اس کا کوئی ٹیلیفون نمبر مجھے دو۔"

اس نے اس کے موبائل فون کے نمبر بتائے۔ الپا نے فوراً ہی ان نمبروں کو ذہن نشین کر لیا۔ اعلیٰ افسر نے پوچھا۔ "میڈم! اس وقت آپ کہاں چھپی ہوئی ہیں؟ کم از کم ہمیں بتا دیں ہم راز داری سے آپ کی حفاظت کرتے رہیں گے۔"

"مجھے افسوس ہے کہ اپنے شوہر کو اور اپنے باپ کو بھی یہ جگہ نہیں بتاؤں گی۔ الپا کسی کے بھی دماغ میں پہنچ کر معلوم کر لے گی۔"

"میڈم! وہ تو آپ کے دماغ میں بھی پہنچ جاتی ہے۔"

"یہی تو۔ تم سب نہیں جانتے میں نے ایک عامل کی خدمات حاصل کی تھیں۔ بڑی راز داری سے اپنے اوپر تنویمی عمل کروایا تھا اور اپنے دماغ کو لاک کروالیا تھا۔ الپا کبھی میرے اندر نہیں آسکے گی۔"

"یہ تو آپ نے کمال کر دیا پھر تو وہ بھی آپ کو تلاش کر رہی ہوگی۔"

"یقیناً۔ وہ کئی بار میرے دماغ میں آنے کی کوشش کر چکی ہے۔ میں نے سانس روک کر اسے بھگا دیا ہے... امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والے سے کہو کہ مجھے ... کرے۔ میں اس سے بات کرنا چاہتی ہوں۔"

اس نے رابطہ ختم کر دیا پھر پریشان ہو کر سوچا۔ "یہ کیا ہو رہا ہے؟ میں تو الپا کے خلاف بولنے والی تھی کہ اس نے مجھے اپنے محل میں قیدی بنا کر رکھا ہے لیکن میں تو ... رہی ہوں کہ آزاد ہوں اور اپنے دماغ کو لاک کروا ... الپا میرے اندر نہیں آسکے گی۔ اس طرح تو میرے ... آرمی افسران کو کبھی معلوم نہیں ہو سکے گا کہ میں اس ... قید ہوں۔"

الپا نے کہا۔ "تم نے مجھے طعنے دیے تھے کہ ... ذہانت نہیں ہے۔ میں صرف ٹیلی پیتھی کی وجہ سے اپنی ... قائم رکھتی ہوں۔ اگر تم میری جگہ ہوتیں تو یہودی قوم کے ... میں مجھ سے زیادہ کارنامے انجام دیتیں۔"

"ہاں۔ میں نے ایسا کہا تھا۔ کیا تم نے اسی لیے ... ایسی جگہ پہنچایا ہے؟"

"ہاں۔ میں نے تمہاری یہ حسرت پوری کی ہے۔ ... الپا بن کر رہو۔ تمہارے تمام حامی مجھ سے دشمنی کریں گے گویا تم سے دشمنی کریں گے۔ مجھے نقصان پہنچانا چاہیں گے انجانے میں تمہیں نقصان پہنچاتے رہیں گے۔"

وہ غصے سے بولی۔ "میں ایک بار تمہاری گرفت سے ... جاؤں گی پھر تم سے نمٹ لوں گی۔"

"جب وہ وقت آئے گا تو دیکھا جائے گا۔ ابھی ... امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والا تم سے باتیں کرنے والا ہے۔ میں تمہارے اندر سے جا رہی ہوں۔ اس سے باتیں ... کے دوران میں تم خود کو الپا محسوس نہیں کرو گی۔ کرسٹی ... ہی کرو گی اور اس سے ملاقات کی خواہش ظاہر کرو گی ... راز داری سے ملنا چاہو گی۔ کسی بھی طرح اسے ملاقات کے لیے راضی کرو گی۔ یہ میرا حکم ہے۔"

وہ ایک تابعدار کی حیثیت سے بولی۔ "میں تمہارے حکم کی تعمیل کروں گی۔ اس امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والے کو ٹریپ کرنے کی پوری کوشش کروں گی۔"

الپا اس کے دماغ سے چلی آئی۔ تھوڑی دیر کے بعد ... موبائل کا بزر سنائی دیا۔ اس نے نمبر پڑھے تو امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والا اسے کال کر رہا تھا۔ وہ بولی۔ "ہیلو۔ میں نے سی ایل آئی پر تمہارے نمبر پڑھے ہیں۔ میں کرسٹی ووڈم بول رہی ہوں۔ کیا اپنا نام بتانا چاہو گے؟"

"میرا نام سلومن وکٹر ہے۔ اگرچہ میں امریکی ہوں لیکن

نسلاً یہودی ہوں۔"

"پھر تو تم اپنے ہی ہو اور یہاں آکر یہودی قوم کی دل و جان سے خدمت کرو گے اور ہمیں دشمنوں سے محفوظ رکھو گے۔"

"میں یہی کرنے آیا ہوں اور یہی کروں گا۔ چند گھنٹوں کے اندر الپا کے قدم یہاں سے اکھاڑ دوں گا۔"

اس کی بات ختم ہوتے ہی کرسٹی نے خیال خوانی کی لہروں کو محسوس کیا اور سانس روک لی پھر فون پر بولی۔ "کیا تم میرے دماغ میں آنا چاہتے ہو؟"

"ہاں مجھ سے کہا گیا تھا کہ تم نے اپنے دماغ کو لاک کروایا ہے۔ میں آزما رہا ہوں کہ واقعی تمہارا دماغ لاک ہے یا نہیں؟ اب یقین ہو گیا ہے کہ الپا تمہارے اندر موجود نہیں ہے اور ہم راز داری سے بہت سی باتیں کر سکتے ہیں۔"

"ہاں۔ راز داری سے باتیں بھی کر سکتے ہیں اور بڑی راز داری سے ملاقات بھی کر سکتے ہیں۔ کیا مجھ سے ملاقات کرنا پسند کرو گے؟"

"پہلے میں الپا کو یہاں سے بھگانا چاہوں گا۔ نہ بھگا سکا تو موت کے گھاٹ اتار دوں گا۔ اس کے بعد کوئی خطرہ نہیں رہے گا۔ ہم کہیں بھی مل سکیں گے۔"

"ہم سب کی بہتری اسی میں ہے کہ اسے بھگانے کی نہیں مار ڈالنے کی کوشش کرو تاکہ ہمیشہ کے لیے اس سے پیچھا چھوٹ جائے۔"

"میں یہی کروں گا۔"

وہ پھر اس کے دماغ میں آیا۔ اس نے پھر سانس روک لی۔ اس سے پوچھا۔ "کیا ابھی تم آئے تھے؟"

"ہاں۔ میں ٹھہر ٹھہر کر آزمانا چاہتا ہوں۔ یہ یقین کرنا چاہتا ہوں کہ الپا نے کہیں تم پر تنویمی عمل تو نہیں کیا ہے؟ اور مطلقاً اس وقت تمہارے اندر نہیں ہے۔ تھوڑی دیر کے بعد آئے گی اس لیے میں اپنے طریقہ کار کے مطابق حقیقت معلوم کرنا چاہتا ہوں۔"

"یہ اچھی بات ہے کہ تم مجھ پر بھی بھروسا نہیں کر رہے ہو۔ اور اپنے طریقہ کار کے مطابق حقیقت معلوم کرنا چاہتے ہو۔ بہر حال تمہیں جلد ہی یقین ہو جائے گا کہ الپا نے مجھ پر تنویمی عمل نہیں کیا ہے۔ میں نے ایک عامل کی خدمات حاصل کی تھیں۔ بڑی راز داری سے اپنے دماغ کو لاک کرایا ہے۔ بتاؤ ابھی تم کس معاملے میں مصروف ہو؟"

"میں یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ الپا اپنے محل کے اندر گوشہ نشین کیوں ہو گئی ہے؟ وہ باہر کیوں نہیں آرہی ہے؟"

"کیا اسے باہر آنے پر مجبور کیا جا سکتا ہے؟"

"ہاں۔ اس کے محل کا سرچ وارنٹ حاصل کیا گیا ہے۔ ابھی آرمی کے جوان اس کے محل کی طرف جا رہے ہیں۔"

"اگر اس نے ٹیلی پیتھی کا ہتھیار استعمال کیا تو اس کے خلاف جوابی کارروائی کس طرح کی جائے گی؟"

"اگر سرچ وارنٹ کے مطابق وہ اندر آنے کی اجازت نہیں دے گی تو اس کا مطلب یہی ہوگا کہ وہ قانون کی خلاف ورزی کر رہی ہے۔ ایسے میں ہم اس کے خلاف کوئی بھی قدم اٹھا سکتے ہیں۔ اسے گرفتار بھی کر سکتے ہیں۔"

الپا ان کی گفتگو کے دوران میں ایک بار کرسٹی کے اندر آئی تھی۔ اس کے خیالات سے معلوم ہوا کہ سلومن وکٹر کبھی کبھی اس کے دماغ میں آکر اسے آزماتا ہے کہ واقعی اس کا دماغ لاک ہو چکا ہے یا نہیں؟

یہ معلوم کرتے ہی الپا اس کے دماغ سے نکل آئی۔ سلومن وکٹر نے کہا۔ "اب میں رابطہ ختم کر رہا ہوں۔ آرمی کے نوجوان اس محل میں پہنچنے ہی والے ہیں۔ تمہیں بہت جلد خوشخبری ملے گی کہ ہم نے الپا کا صفایا کر دیا ہے اور اسے صفحہ ہستی سے مٹا دیا ہے۔"

یہ کہہ کر اس نے رابطہ ختم کر دیا۔ کرسٹی نے اپنا فون بند کر دیا پھر پریشان ہو کر سوچا۔ "یہ کیا ہو رہا ہے؟ آرمی کے جوان یہاں آرہے ہیں۔ وہ مجھے الپا سمجھ کر گرفتار کر لیں گے اور میں انہیں حقیقت نہیں بتا سکوں گی۔"

اس کے ذہن میں یہ بات آئی کہ ابھی الپا اس کے اندر نہیں ہے وہ ایک کاغذ پر اپنی حقیقت لکھ کر اسے اپنے پرس میں رکھ سکتی ہے۔ جب آنے والے اس کے پرس کی تلاشی لیں گے تو وہ کاغذ برآمد ہوگا۔ وہ اسے پڑھ کر اس کی حقیقت معلوم کر لیں گے۔

وہ فوراً ہی ایک کاغذ اور قلم لے کر بیٹھ گئی۔ جلدی جلدی اپنی حقیقت لکھنے لگی۔ وہ اپنی دھن میں لکھتی جا رہی تھی، تقریباً آدھا صفحہ لکھنے کے بعد اس نے اسے پڑھا تو وہاں لکھا ہوا تھا۔

"آج کل میری یادداشت کچھ کمزور ہونے لگی ہے۔ اس لیے میں ضروری باتیں نوٹ کر لیا کرتی ہوں تاکہ بھول جاؤں تو اسے پڑھ کر بات کر سکوں۔

ابھی تھوڑی دیر پہلے پاپا میرے دماغ میں آئے تھے۔ میں فرہاد علی تیمور کو پاپا کہتی ہوں۔ وہ بھی مجھے اپنی بیٹی مانتے ہیں۔ انہوں نے مجھے خطرے سے آگاہ کیا ہے اور بتایا ہے کہ ایک امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والا تل ابیب پہنچ چکا ہے۔ اس کا نام سلومن وکٹر ہے۔

میرے پاپا بڑے ہی باکمال ہیں۔ اندر کی باتیں پتا نہیں کیسے معلوم کر لیتے ہیں؟ انہوں نے تو مجھے سلومن کا موبائل فون نمبر بھی بتایا ہے۔''

کرسٹی نے وہ فون نمبر لکھا تھا۔ یہ تحریر پڑھ کر وہ جھنجلا گئی۔ لکھنا کچھ چاہتی تھی اور لکھ کچھ رہی تھی۔ اس تحریر کو پڑھ کر تو سب ہی کو یقین ہو جاتا کہ وہی الپا ہے۔

وہ غصے میں اس کاغذ کو پھاڑنا چاہتی تھی۔ ایسے ہی وقت ایک مسلح باڈی گارڈ نے کمرے میں آ کر کہا۔ ''میڈم! آرمی والوں نے محل کو چاروں طرف سے گھیر لیا ہے۔ اب وہ اندر آنا چاہتے ہیں۔''

اس نے کہا۔ ''دروازے اور کھڑکیاں بند رکھو۔ کسی کو اندر نہ آنے دو۔''

''ہم نے یہی کیا ہے۔ باہر آرمی کا ایک افسر کھڑا ہوا ہے۔ دروازے پر دستک دے رہا ہے اور کہہ رہا ہے کہ اسے اندر آنے دیا جائے۔''

کرسٹی وہاں سے چلتی ہوئی محل کے مختلف حصوں سے گزرتی ہوئی اس دروازے کے پاس آئی جس کے باہر وہ افسر کھڑا ہوا تھا۔ اس نے بلند آواز میں پوچھا۔ ''تم کون ہو؟ اور کیا چاہتے ہو؟''

وہ بولا۔ ''میڈم! ہم سرچ وارنٹ لے کر آئے ہیں۔ آپ دروازہ کھولیں اور ہمیں اپنے فرائض انجام دینے کا موقع دیں۔''

وہ بولی۔ ''دروازہ نہیں کھلے گا۔ یہاں سے چلے جاؤ۔''

وہ ایک تابعدار کی حیثیت سے بول رہی تھی۔ ایسے وقت الپا اس افسر کے اندر گئی تو اس نے سانس روک لی، پھر دروازے کو لات مارتے ہوئے کہا۔ ''میڈم! آپ ٹیلی پیتھی کے ہتھیار سے ہمیں زیر نہیں کر سکیں گی۔ بہتر ہے کہ دروازہ کھول دیں۔ ورنہ اسے توڑا بھی جا سکتا ہے۔''

اس کی بات ختم ہوتے ہی الپا کے تابعدار مسلح گارڈ نے محل کے ایک حصے سے اس کا نشانہ لیا اور اسے گولی مار دی۔ اپنے افسر کی ہلاکت پر آرمی کے تمام جوان بپھر گئے۔ دوسرے افسر نے حکم دیا۔ ''فائر کرو۔ دروازے کا لاک توڑ دو۔''

محل کے چاروں طرف فائرنگ ہونے لگی۔ کئی دروازوں کے لاک ٹوٹ گئے۔ وہ سب دندناتے ہوئے اندر آ گئے۔ الپا نہیں چاہتی تھی کہ اس کے تابعدار خواہ مخواہ مارے جائیں۔ انہوں نے اس کی مرضی کے مطابق ہتھیار ڈال دیے۔

ان سب نے ایک بڑے سے ہال میں آ کر کرسٹی وزڈم کو گھیر لیا۔ ایک افسر نے اسے گن پوائنٹ پر رکھتے ہوئے کہا۔ ''ہم تمہیں زخمی کر رہے ہیں تاکہ ہمارا ٹیلی پیتھی جاننے والا تمہارے اندر آ کر زلزلہ پیدا کرے اور تمہیں ہمارا تابعدار بنا لے۔''

کرسٹی نے اس کی باتوں کے دوران میں اپنے پرس سے ریوالور نکال لیا، پھر اس کی طرف گولی چلا دی۔ وہ زخمی ہو گیا لیکن اس نے بھی جوابی فائرنگ کی۔ اپنے افسر کو زخمی دیکھ کر آرمی کے جوانوں نے سوچا کہ اگر الپا کو ہلاک نہ کیا گیا تو یہ سب کو ریوالور اور ٹیلی پیتھی کے ہتھیار سے ہلاک کر دے گی۔ ان سب نے بیک وقت فائرنگ کی اور کرسٹی کے وجود کو گولیوں سے چھلنی کر دیا۔ وہ بے جان ہو کر فرش پر گر پڑی۔ اس کے دل میں الپا کی جگہ لینے کی حسرت تھی۔ وہ حسرت اس کی زندگی کے ساتھ تمام ہو چکی تھی۔

امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والے سلومن وکٹر نے کہا۔ ''آپ لوگوں نے اسے گولی مارنے میں بڑی جلدی کی۔ میں نے کہا تھا کہ اسے صرف زخمی کیا جائے گا۔ مجھے اس کے دماغ میں جگہ ملتی تو میں اس کے اور فرہاد علی تیمور وغیرہ کے اہم راز معلوم کر سکتا تھا۔''

فوجی افسر نے کہا۔ ''ہمیں افسوس ہے۔ وہ ایک افسر کے بعد دوسرے افسر کو گولی مار رہی تھی۔ اس طرح تو وہ ہم سب کو ختم کر سکتی تھی۔ اسی لیے اسے زندہ رہنے کا موقع نہیں دیا گیا۔''

اس پر بیک وقت کئی گولیاں چلائی گئی تھیں اور کتنی ہی گولیاں اس کے چہرے پر بھی لگی تھیں۔ پہلے تو کسی نے اس کے چہرے کی طرف توجہ نہیں دی۔ یہی سوچ کر خوش ہوتے رہے کہ ایک بہت بڑی بلا سے پیچھا چھوٹ گیا ہے۔

اب اس کے پیچھے چھپے ہوئے فرہاد علی تیمور اور دوسرے ٹیلی پیتھی جاننے والے ان کے کسی معاملے میں مداخلت کرنے یہاں نہیں آ سکیں گے۔

آرمی کے ایک جوان نے کہا۔ ''اس کا چہرہ تو دیکھیں۔ کچھ تبدیل ہو رہا ہے۔''

سب نے ادھر توجہ دی۔ چہرے پر تین گولیاں لگی تھیں، لہو رس رہا تھا اور وہ بہتا ہوا اس کے عارضی میک اپ کو دھو رہا تھا، ایک افسر نے حکم دیا۔ ''فوراً وینشنگ کریم لاؤ اور اس کے چہرے پر لگا کر میک اپ صاف کرو، جلدی کرو۔''

فوراً ہی حکم کی تعمیل کی گئی۔ جب چہرے کا میک اپ واش ہو گیا تو سب ہی اسے دیکھ کر دنگ رہ گئے۔ دماغوں کو شدید جھٹکا پہنچا۔ سلومن وکٹر نے خیال خوانی کے ذریعے پوچھا،

''کیا ہوا؟''

ایک فوجی افسر نے بڑے دکھ سے کہا۔''ہم نے بڑی جلد بازی کی' پہلے اسے گرفتار کرنا چاہیے تھا پھر اس کا محاسبہ کرتے تو ہمیں معلوم ہو جاتا کہ یہ الپا نہیں تھی، ہماری میڈم کرسٹی وزڈم تھیں۔افسوس! یہ ہمارے ہی ہاتھوں ماری گئیں۔''

سلومن نے کہا۔''آپ لوگوں نے میرے مشوروں پر عمل نہیں کیا۔میں پہلے ہی کہہ رہا تھا کہ اسے صرف زخمی کیا جائے' اگر یہ صرف زخمی ہوتیں تو میں ان کے خیالات پڑھ کر معلوم کر سکتا تھا، کہ الپا ہمیں دھوکا دے رہی ہے اور ہم میڈم کرسٹی کو الپا سمجھ رہے ہیں۔''

''ہاں۔افسوس ہے کہ ہمارے جوانوں کی جلد بازی نے میڈم کی جان لے لی۔''

سلومن نے کہا۔''صرف یہ نقصان نہیں ہوا کہ میڈم کرسٹی ماری گئیں۔اس سے بڑا نقصان یہ ہوا کہ الپا ابھی تک زندہ ہے، وہ یہاں ہمارے درمیان موجود ہے، اور آئندہ بھی ہم سب کے حواسوں پر چھائی رہے گی۔اب تو تمہارے ہر معاملے میں مداخلت کرتی رہے گی۔''

انہیں چند منٹ کے لیے یہ خوشی حاصل ہوئی تھی کہ انہوں نے الپا سے نجات حاصل کر لی ہے۔اب یہ خوش فہمی ختم ہو چکی تھی۔پہلے تو یہ سہولت میسر تھی کہ وہ تل ابیب میں ہے اور ان کی دسترس میں ہے۔وہ کسی بھی مناسب موقع پر اسے گرفتار کر لیں گے اس کا محاسبہ کریں گے۔اس کے اندرونی راز معلوم کریں گے' پھر اسے ہلاک کریں گے لیکن ایسا کچھ نہ ہو سکا۔ان کے خواب شرمندۂ تعبیر نہ ہو سکے۔آئندہ وہ خوف اور دہشت بن کر ان اعصاب پر مسلط رہنے والی تھی۔

☆☆☆

سونیا کو بڑی حد تک اپنا ماضی یاد آ گیا تھا۔وہ مجھ سے اور اپنے بچوں سے ملنے کے لیے بے چین ہو رہی تھی۔ہم سے ملنے کے بعد اسے اور بہت کچھ یاد آ سکتا تھا اور سب سے بڑی بات یہ تھی کہ ایک طویل عرصے کے بعد اسے اپنوں سے اپنائیت اور ڈھیر ساری محبتیں ملنے والی تھیں۔

جمائلہ اسے تنویمی نیند سلا کر چلی گئی تھی۔واپس آ کر اس نے سونیا کو سوتے ہوئے دیکھا تھا اور مطمئن ہو گئی تھی کہ تنویمی عمل کامیاب رہا ہے اور سونیا تنویمی نیند پوری کر رہی ہے۔پھر وہ بلڈر ڈن کی موت کے سلسلے میں مصروف ہو گئی تھی۔ان کی طرف چلی گئی تھی۔بلڈر ڈن کی آخری رسومات ادا ہونے کے بعد ہی واپس آنے والی تھی۔

سونیا نے کردنا سے کہا۔''میرے دل میں ہلچل سی ہو رہی ہے۔اپنوں سے ملنے اور بات کرنے کی بے چینی ہے۔پلیز! فرہاد سے رابطہ کرو۔میرے بچوں کو بتاؤ کہ میں یہاں ہوں۔وہ سب خیال خوانی کے ذریعے میرے پاس آ سکتے ہیں۔''

کردنا نے کہا۔''آج میں بہت خوش ہوں۔مجھے یہ فخر حاصل ہو رہا ہے کہ میں فرہاد علی تیمور کو ان کی بچھڑی ہوئی شریکِ حیات سے ملا رہی ہوں۔میاں بیوی اور تمام بچے جو ایک دوسرے سے بچھڑ گئے تھے' سب یکجا ہو جائیں گے۔''

وہ خیال خوانی کی پرواز کرتی ہوئی میرے پاس آئی تو میں نے سانس روک لی۔ناکام ہو کر جانے والے دوبارہ آتے ہیں۔میں انتظار کرنے لگا۔چند سیکنڈ کے بعد اس نے میرے اندر آتے ہی کہا۔''میڈم سونیا......''

یہ ایسا نام تھا کہ میں یہ نام لینے والے بدترین دشمن کو بھی اپنے دماغ میں آنے سے نہ روکتا۔میں نے پوچھا۔''کون ہو تم؟''

''میں کردنا ہوں۔بہت عرصہ پہلے میں آپ کے بیٹے پورس کی زندگی میں آ چکی ہوں۔آپ شاید مجھے بھول گئے ہوں گے؟''

''خدا کا شکر ہے۔میری یادداشت ابھی کمزور نہیں ہوئی ہے۔میں تمہیں پہچان گیا ہوں۔یہ بتاؤ تم نے سونیا کا نام کیوں لیا؟''

''آپ کو ایک بہت بڑی خوش خبری سنانے آئی ہوں۔آپ سب میڈم کو تلاش کرتے پھر رہے ہیں۔میں ابھی آپ کو ان کے پاس پہنچا سکتی ہوں۔''

میں نے حیرانی اور بے یقینی سے پوچھا۔''کیا تم سچ کہہ رہی ہو؟ کیا تم نے سونیا کو کہیں دیکھا ہے یا وہ تمہارے ہی پاس ہے؟''

''اب آپ کوئی سوال نہ کریں۔میرے دماغ میں آ جائیں۔میں ابھی آپ کو ان کے دماغ میں پہنچا دوں گی۔''

میں دوسرے ہی لمحے میں اس کے اندر پہنچ گیا۔وہ مجھے اپنے دماغ میں لے کر خیال خوانی کی پرواز کرتی ہوئی سونیا کے اندر پہنچی پھر بولی۔''میڈم! آپ کو اپنا جیون ساتھی مبارک ہو۔آپ باتیں کریں۔میں جا رہی ہوں۔''

سونیا ایک دم سے خوش ہو کر سیدھی ہو کر بیٹھ گئی میں نے کہا۔''میری جان! میری زندگی! تم کہاں گم ہو گئی تھیں؟''

اس نے ایک گہری سانس لی۔جیسے سانسوں کے ذریعے مجھے کھینچ کر اپنے دل میں اتار رہی ہو۔پھر اس نے پوچھا۔

''تم میرے فرہاد ہی ہو ناں؟''

''ہاں میری جان! میں ہی تمہارا فرہاد ہوں۔کیا مجھے آواز اور لب و لہجے سے نہیں پہچان رہی ہو؟''

''ہاں۔میں نے ریکارڈ روم میں اپنی اور تمہاری ویڈیو فلم دیکھی ہے۔اس میں تمہاری آواز بھی سنی ہے۔لب و لہجہ اپنے ذہن میں نقش کیا ہے۔تم بالکل وہی ہو لیکن اس لیے پوچھ رہی ہوں کہ اپنے ماضی کو یاد کرنے اور اپنوں تک پہنچنے کے سلسلے میں اب تک دھوکا کھاتی رہی ہوں۔''

''اللہ پر بھروسا رکھو۔اس معبود کے بعد مجھ پر اور کردنا پر بھروسا کرو۔اس بار تم دھوکا نہیں کھا رہی ہو۔یہ بتاؤ ابھی کس ملک میں ہو؟''

''پرتگال کے شہر لزبن میں ہوں۔''

وہ اپنی روداد سنانے لگی۔مجھے جمائلہ' سیون بلڈرز، کردنا، ژاؤ کوم کوبرا، مہادھالی اور گوتم نارائن کے بارے میں بہت کچھ معلوم ہونے لگا۔

میں نے کہا۔''خدا کا شکر ہے کہ تم اب پہلے کی طرح زہریلی نہیں ہو، اور اپنے دماغ میں آنے والوں کو برداشت کر رہی ہو۔اس سے پہلے ہم جب بھی آتے تھے تو تم غصے سے جھنجلا جاتی تھیں۔چیخیں مارتی تھیں اور سانس روک لیا کرتی تھیں۔''

''بے شک۔اللہ تعالیٰ بڑا کارساز ہے۔میں پھر سے نارمل ہو گئی ہوں، لیکن زہریلی اب بھی ہوں۔دودھ پیتی ہوں تو اس کا رنگ ہلکا سبز ہو جاتا ہے۔تیز مرچ مسالوں کا سالن نہیں کھا سکتی۔میٹھے سے رغبت ہے۔''

''میں اور میرے بیٹے پارس، پورس بھی زہریلے بن گئے تھے پھر رفتہ رفتہ نارمل ہو گئے اور اب سب کچھ کھا لیتے ہیں لیکن اب بھی ہمارے اندر زہریلی خصوصیات ہیں۔بہرحال یہ بتاؤ تم ہمارے پاس آ رہی ہو یا ہم ابھی تمہارے پاس آ جائیں؟''

''یہاں جمائلہ اور سیون بلڈرز مجھے دھوکا دے رہے ہیں۔اب بھی انہیں خوش فہمی ہے کہ میں ان سے فریب کھا رہی ہوں۔ان کی تابعدار بن چکی ہوں۔لہٰذا میں انہیں فریب میں مبتلا رکھ کر ایک اچھا سبق سکھانا چاہتی ہوں۔تمہارا کیا خیال ہے؟''

''ہاں۔جو ہم سے دشمنی کی ابتدا کرتے ہیں۔ہم جوابی کارروائی میں انتہا کر دیتے ہیں۔تم وہیں رہو۔میں تمہارے پاس آ رہا ہوں۔''

''میں تم سے اور بچوں سے ملنے کے لیے بے چین ہوں۔انہیں بھی میرے پاس لے آؤ۔''

''میں ابھی انہیں تمہارے پاس پہنچا رہا ہوں۔''

پھر میں نے اعلیٰ بی بی اور کبریا سے کہا۔''فوراً میرے پاس آؤ۔''

وہ دونوں آ گئے، میں نے کہا۔''بہت بڑی خوش خبری ہے۔تمہاری مما مل گئی ہیں۔''

ان دونوں نے خوش ہو کر پوچھا۔''کیا واقعی پاپا! کہاں ہیں مما؟''

میں نے انہیں سونیا کے پاس پہنچا دیا، اعلیٰ بی بی نے کہا۔''مما! میں آپ کی بیٹی اعلیٰ بی بی ہوں۔''

کبریا نے کہا۔''مما! میں آپ کا بیٹا کبریا فرہاد بول رہا ہوں۔''

عالی نے کہا۔''مما! آپ کو ساری باتیں یاد آ گئیں؟ آپ کو یاد ہے ناں آپ مجھے بہت زیادہ چاہتی ہیں؟''

کبریا نے کہا۔''نہیں مما! یہ جھوٹ بول رہی ہے۔آپ مجھے زیادہ چاہتی ہیں۔یہ تو پاپا کی لاڈلی ہے۔میں تو آپ کا لاڈلا بیٹا ہوں۔''

سونیا ان کی پیار بھری نوک جھوک سن رہی تھی۔دل میں اتنی خوشیاں بھر گئی تھیں کہ آنکھوں سے آنسو بہنے لگے تھے۔

اس نے روتے ہوئے کہا۔''میرے بچو! کہاں ہو تم؟ تمہاری آوازیں آ رہی ہیں مگر تم نہیں ہو۔میرے پاس ہوتے تو تمہیں کلیجے سے لگا کر خوب پیار کرتی۔''

پورس اپنے بیٹے عدنان اور شیوانی کے ساتھ ممبئی میں تھا۔میں نے اس کے پاس جا کر کہا۔''بیٹے! تمہاری مما مل گئی ہیں۔''

وہ خوشی سے اچھل پڑا۔''کہاں ہیں؟ خیریت سے تو ہیں ناں؟''

''ہاں بیٹے! بالکل خیریت سے ہیں اور بالکل نارمل ہیں۔پہلے جیسا زہریلا مزاج نہیں ہے۔''

''خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے۔میرا جی چاہتا ہے کہ ابھی اڑ کر مما کے پاس پہنچ جاؤں۔''

''کبریا اور اعلیٰ بی بی ٹیلی پیتھی جانتے ہیں۔اس لیے وہ آسانی سے وہاں پہنچ گئے ہیں۔''

''مما کہاں ہیں؟ کس ملک میں ہیں؟''

''وہ پرتگال کے شہر لزبن میں ہیں۔وہاں کتنے عرصے تک رہیں گی اور تم لوگوں سے آ کر کب ملیں گی؟ یہ ابھی کہا نہیں جا سکتا۔لزبن میں کچھ نئے مخالفین ہیں۔تمہاری مما ان سے نمٹ کر ہی آئیں گی۔''

''آپ ان حالات کا جائزہ لے کر مجھے بتائیں کہ وہ پرتگال سے کب واپس آئیں گی اور کہاں جائیں گی؟ پھر ہم وہیں پہنچ کر ان سے ملاقات کریں گے۔''

''میرے پوتے کا کیا حال ہے؟ آرام سے رہتا ہے یا پریشان کرتا ہے؟''

''پاپا! اس کے اندر تو جیسے پارا بھرا ہوا ہے۔ ایک جگہ سکون سے بیٹھتا ہی نہیں ہے۔ وہ تو شیوانی کی ممتا نے اسے روک رکھا ہے۔ ورنہ میرے ہاتھ سے تو وہ نکل چکا ہوتا۔''

وہ درست کہہ رہا تھا، عدنان کو ممتا مل رہی تھی اور وہ یہ حساب کرر ہا تھا کہ یہ ممتا اور کتنے دنوں تک ملتی رہے گی؟ جیسے کہ وہ جانتا تھا، ماں سے ملنے کے چالیس دن کے بعد وہ اس دنیا سے ہمیشہ کے لیے رخصت ہو جائے گی۔ ماں کا سایہ سر سے اٹھ جائے گا۔ اس لیے وہ دن رات شیوانی سے لگا رہتا تھا۔

وہ بھی اسے ایک پل کے لیے نہیں چھوڑتی تھی۔ جب وہ سو جاتا تھا، تب ہی وہ پورس کے پاس آکر اسے اس کے حصے کی محبتیں دیا کرتی تھی۔ تاشا اور عدنان کے درمیان برابر رابطہ رہتا تھا اور وہ عدنان کو ایک ایک دن کا حساب بتایا کرتی تھی۔

اسے ماں کی آغوش میں پہنچ کر چار دن ہو چکے تھے۔ تاشا نے کہا۔ ''اب چھتیس دن رہ گئے ہیں۔ یہ سوچ کر عجیب سا لگتا ہے کہ تمہاری ممی دیکھنے میں اچھی خاصی صحت مند ہیں۔ تمہیں بھرپور محبتیں دے رہی ہیں اور یوں محبتیں دینے کا ایک ایک دن کم ہوتا جا رہا ہے۔''

عدنان نے کہا۔ ''تاشا! مجھے یقین نہیں آ رہا ہے کہ جب چالیس دن گزر جائیں گے تو اتنی محبتیں دینے والی ممی مجھے چھوڑ کر چلی جائیں گی۔ کیا جناب تبریزی نے جو کچھ کہا ہے وہ غلط نہیں ہو سکتا؟''

''نہیں عدنان! وہ اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندے ہیں۔ بہت پہنچے ہوئے ہیں۔ انہیں غیب کی باتیں معلوم ہوتی ہیں۔ وہ روحانیت کے بہت بڑے عامل ہیں۔ ان کی پیش گوئی کبھی غلط نہیں ہوتی۔ ٹھیک چالیس دن کے بعد وہی ہوگا جو وہ کہہ چکے ہیں۔''

ابھی چھتیس دن باقی تھے۔ ہم سب کو اطمینان تھا کہ ان چھتیس دنوں میں عدنان کہیں نہیں جائے گا، ماں کے پاس ہی رہے گا، وردان جیسا کوئی دشمن بھی نہیں رہا تھا، لہٰذا اس کے لیے کہیں سے کوئی خطرہ بھی نہیں رہا تھا۔

میں نے پارس کے پاس آکر سونیا کے بارے میں خوش خبری سنائی تو وہ خوش ہو کر بولا۔ ''پاپا! میں انڈیا سے جانا چاہتا ہوں۔ کیوں نہ مما کے پاس پرتگال چلا جاؤں؟''

''پہلے میں وہاں تنہا جاؤں گا۔ حالات کا جائزہ لوں گا۔ ہو سکتا ہے تمہاری مما کے ساتھ جلد واپس آ جاؤں پھر ہم سب کسی ملک یا کسی شہر میں یکجا ہوں گے اور تمہاری مما کے ساتھ خوب جشن منائیں گے۔''

پھر میں نے الپا کو خوش خبری سنائی۔ اس نے سنتے ہی کہا۔ ''پاپا! آپ مائنڈ نہ کریں، اب میں ایک منٹ بھی صبر نہیں کر سکوں گی۔ مما کے پاس جا رہی ہوں۔''

یہ کہتے ہی اس نے خیال خوانی کی پرواز کی پھر سونیا کے پاس پہنچتے ہی بولی۔ ''ہائے مما! میں الپا بول رہی ہوں۔ کیا آپ اس نام سے مجھے پہچان رہی ہیں؟''

سونیا نے مسکرا کر کہا۔ ''ہاں۔ میں نے ریکارڈ روم میں تمہاری فائل پر بھی ایک نظر ڈالی ہے۔ اپنی ویڈیو فلم میں تمہیں پارس اور انوشے کے ساتھ دیکھا ہے۔''

اس وقت اس کے دماغ میں الپا' اعلیٰ بی بی اور کبریا سب ہی ٹیلی پیتھی جاننے والے رشتے دار موجود تھے۔ وہ خوشی سے نہال ہو رہی تھی۔ ایسے ہی وقت بنگلے کے سامنے ایک کار آکر رکی۔ وہ اپنی جگہ سے اٹھ کر بولی۔ ''تم سب میرے اندر سے چلے جاؤ۔ جمائلہ آگئی ہے۔ میں اس کے ساتھ مصروف رہوں گی۔ تم سب آتے جاتے رہو۔ جب میرے آس پاس کوئی نہ ہو، تو پھر مجھ سے باتیں کرتے رہو۔''

میں نے کہا۔ ''جب تک سیون بلڈرز میں ٹیلی پیتھی جاننے والے ژاڈ کوم کوبرا اور مہا دھابی ہیں۔ اس وقت تک ہم میں سے کسی کو تمہارے اندر نہیں آنا چاہیے۔ وہ دشمن ٹیلی پیتھی جاننے والے کسی وقت بھی تمہارے اندر آئیں گے تو یہ بھید کھل جائے گا کہ تم اپنے تمام رشتے داروں سے مل رہی ہو اور تمہیں اپنا ماضی یاد آ گیا ہے۔''

سونیا نے کہا۔ ''میں جلد ہی ان دونوں ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو ٹھکانے لگا دوں گی۔ اس کے بعد پھر کوئی اندیشہ نہیں رہے گا۔''

میں نے کہا۔ ''تم آج ہی سے ایک ملازمہ یا باڈی گارڈ اپنے ساتھ رکھو تاکہ میں اس کے اندر رہ کر معلوم کرتا رہوں کہ تمہارے ساتھ کیا ہو رہا ہے؟''

''میں اب یہی کروں گی۔''

میں اس کے دماغ سے چلا گیا۔ جمائلہ نے کمرے میں آکر اسے دیکھا پھر کہا۔ ''ہائے مما! آپ اکیلی ہیں؟ میں کیا بتاؤں صبح سے کیسی مصروفیت رہی۔ کیا آپ نے صبح ناشتا کیا تھا؟ ابھی لنچ کیا ہے؟''

سونیا نے مسکرا کر کہا۔ ''میری بیٹی میرے لیے بہت پریشان رہتی ہے۔ یہ بتاؤ کہ تم اب تک کہاں تھیں؟''

''بلڈر وَن مر گیا ہے۔ پچھلی رات اس کی حرکت قلب بند ہو گئی تھی۔ اس کی آخری رسومات ادا ہونے تک مجھے باقی تمام بلڈرز کے ساتھ رہنا تھا۔''

سونیا نے مسکرا کر اسے دیکھا پھر کہا۔ ''میری بیٹی میرے لیے کتنا سوچتی ہے۔ فکر نہ کرو۔ میں نے ناشتا کیا تھا۔ کیا تم نے لنچ کیا ہے؟''

جمائلہ نے انکار میں سر ہلایا پھر اسے سوچتی ہوئی نظروں سے دیکھنے لگی۔ ان لمحات میں سوچ یہ تھی کہ اس نے پچھلی رات سونیا پر تنویمی عمل کیا تھا۔ اسے آزمانا چاہیے کہ واقعی میری معمولہ اور تابعدار بن چکی ہے یا نہیں؟

اس نے اچانک ہی حکم دینے کے انداز میں کہا۔ ''اٹھ کر کھڑی ہو جاؤ۔'' سونیا فوراً ہی ایک تابعدار کی حیثیت سے اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔ اس نے پھر حکم دیا۔ ''بیٹھ جاؤ۔ اپنے سر پر ایک چپت مارو۔''

سونیا فوراً ہی بیٹھ گئی۔ پھر اپنے سر پر ایک چپت مارتے ہوئے بولی۔ ''تم مجھے ایسا کرنے کے لیے کیوں کہہ رہی ہو؟ میں بھی محسوس کر رہی ہوں کہ بے اختیار تمہاری بات مانتی جا رہی ہوں۔''

وہ ہنستے ہوئے بولی۔ ''مما! آپ ہی نے تو کہا تھا کہ میں بچپن میں آپ کے ساتھ ایسی ہی حرکتیں کرتی تھی۔ خواہ مخواہ اپنی باتیں منواتی رہتی تھی۔ بہرحال آپ ابھی یہاں سے اٹھیں اور میرے لیے لنچ تیار کریں۔''

وہ فوراً ہی اٹھ کر کھڑی ہو گئی اور کچن کی طرف جانے لگی۔ جمائلہ اسے دیکھ رہی تھی' خوش ہو رہی تھی کہ وہ سچ مچ اس کی تابعدار بن چکی ہے۔ خوشی اس بات کی تھی کہ زندگی میں پہلی بار شیطانی قوتوں کے زیرِ اثر رہ کر اس نے تنویمی عمل کیا تھا اور وہ عمل کامیاب رہا تھا۔

پھر دوسرے ہی لمحے میں وہ سر جھکا کر سنجیدگی سے سوچنے لگی۔ ''کیا میں اپنی مما کے ساتھ یہ ٹھیک کر رہی ہوں؟ یہ مجھے سگی ماں کی طرح دل سے چاہتی ہیں۔ میرا دل بھی ان کی طرف کھنچا جاتا ہے۔ لیکن میں کیا کر رہی ہوں؟''

وہ اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔ سوچتی ہوئی کچن کی طرف جانے لگی۔ ''میں جھوٹ بول رہی ہوں۔ دھوکا دے رہی ہوں۔ مگر کیا کروں؟ ایسا نہیں کروں گی تو یہ میری مما بن کر نہیں رہیں گی۔ انہیں اپنا ماضی یاد آ جائے گا تو یہ اپنے شوہر اور بچوں کے پاس چلی جائیں گی۔ یہ میرے لیے اور سیون بلڈرز کے لیے بہت بڑا سرمایہ ہیں۔ ہم اس سرمائے کو کھونے کی غلطی نہیں کریں گے۔''

وہ کچن میں آکر اس کا ہاتھ بٹانے لگی۔ سونیا نے کہا۔ ''تم کیوں آ گئیں؟ آرام کرو۔ تھکی ہوئی ہو۔ میں ابھی لنچ تیار کرتی ہوں۔''

''نہیں مما! ابھی میں نے بہت ہی بچپنا دکھایا ہے۔ آپ کو حکم دے رہی تھی۔ اٹھنے بیٹھنے کو کہہ رہی تھی اور اب کچن میں لنچ تیار کرنے کا حکم دے دیا، میں اچھی نہیں ہوں۔ بہت بری ہوں۔ کیا آپ کو مجھ پر غصہ نہیں آتا؟''

سونیا نے قریب آکر اس کی پیشانی کو چومتے ہوئے کہا۔ ''تم بچپن سے ہی ایسی ہو۔ ماں سے بہتر تمہیں کون جانتا ہوگا۔ رات کو نگیٹو ہو جاتی ہو اور دن کو پوزیٹو، جو غلطیاں رات کو کرتی ہو، دن کو ان پر پچھتاتی رہتی ہو۔ کوئی بات نہیں، اللہ نے چاہا تو سب ٹھیک ہو جائے گا۔ میری بیٹی رات کو بھی نارمل رہا کرے گی۔''

وہ مسکرانے لگی۔ پھر بولی۔ ''میں صبح چھ بجے سے پہلے یہاں آئی تھی، آپ گہری نیند میں تھیں۔ میں نے آپ کو جگانا مناسب نہیں سمجھا۔ پھر اطلاع ملی کہ بلڈر وَن مر چکا ہے۔ ہائے مما! ہم سب کی کیا زندگی ہے۔ پانی کا بلبلا ہے۔ بس پھولا اور پھوٹا۔''

''انسان اس حقیقت کو جانتے ہوئے بھی غلطیاں کرنے سے باز نہیں آتا۔ جان بوجھ کر مجرمانہ حرکتیں کرتا رہتا ہے۔ مختصر سی زندگی میں وہ کچھ اپنا بھلا کرے کچھ دوسروں کا بھلا کرے تو اسے فائدہ کم پہنچتا ہے مگر نقصان کبھی نہیں پہنچتا۔''

''آپ درست کہہ رہی ہیں۔ ہم سب عجیب ہیں۔ دوسروں کو غیر انسانی زندگی گزارتے' نقصان اٹھاتے اور بے موت مرتے دیکھتے ہیں پھر بھی ان کی زندگی اور موت سے سبق حاصل نہیں کرتے۔''

سونیا نے ہانڈی میں چمچہ چلاتے ہوئے اسے دیکھا پھر زیرِ لب مسکراتے ہوئے دل ہی دل میں کہا۔ ''تم ہر رات غیر انسانی زندگی گزارتی ہو۔ دوسری صبح نیک اور پارسا بن جاتی ہو۔ اس وقت بھی تم نیک اور پارسا ہو کیا تمہیں احساس ہو رہا ہے کہ مجھے ماں کہہ کر مجھ سے جھوٹ بول رہی ہو۔ مجھے دھوکا دے رہی ہو؟''

انسان دوسروں کا محاسبہ کرتا ہے۔ دوسروں پر کیچڑ اچھالتا ہے، لیکن کبھی اپنے گریبان میں جھانک کر اپنے اوپر تنقید نہیں کرتا۔ اپنی کوئی غلطی اسے کبھی نظر ہی نہیں آتی۔

سونیا نے کھانا تیار ہونے کے بعد کہا۔ ''جاؤ شاور لو۔

لباس تبدیل کرو، میں آدھے گھنٹے میں کھانا لگا رہی ہوں۔"

وہ واش روم میں آ گئی۔لباس اتارنے کے بعد شاور کھول کر کھڑی ہو گئی۔پانی کی پھوار اس کے سر اور اس کے بدن پر پڑ رہی تھی اور وہ ٹھنڈک اور سکون محسوس کر رہی تھی۔ایسے ہی وقت وہ اچانک ساکت ہو کر خلا میں تکنے لگی۔وہ دیکھ رہی تھی۔ایک کمرے میں خالی بوتل پڑی ہوئی ہے۔شیشے کا گلاس ٹوٹ کر دور تک بکھر گیا ہے اور قریب ہی مہادھابی کی لاش پڑی ہوئی ہے۔

منظر بدل گیا۔اب وہ دیکھ رہی تھی کہ ژاؤ کوم کوبرا چھ بلڈرز کے سامنے کھڑا ہوا ہے۔اس کے ہاتھ میں ایک گن ہے اور وہ ان کا نشانہ لے کر کہہ رہا ہے۔"ہم تین ٹیلی پیتھی جاننے والے تمہارے پاس تھے۔کرونا تم لوگوں کے خوف سے فرار ہو گئی۔مہادھابی کبھی شراب نہیں پیتا تھا۔کوئی نشہ نہیں کرتا تھا لیکن تم لوگوں نے اسے شراب پلا پلا کر مار ڈالا۔میں آسانی سے مرنے والا نہیں ہوں۔مرتے مرتے بھی تم سب لوگوں کو لے کر مروں گا۔"

یہ کہہ کر وہ فائر کرنا چاہتا تھا۔اس سے پہلے ہی کئی طرف سے گولیاں چلیں اور ژاؤ کوم کوبرا کا چھلنی جسم فرش پر گرا اور پھر ساکت ہو گیا۔

جمائلہ کے ذہن کو ہلکا سا جھٹکا لگا۔آگہی کی اسکرین بجھ گئی۔وہ اپنے ماحول میں واپس آ گئی تھی۔شاور کے نیچے بھیگ رہی تھی۔اس نے فوراً ہی شاور کو بند کیا۔تولیے سے اپنے بدن کو لپیٹا۔پھر تیزی سے چلتی ہوئی باتھ روم سے باہر آ گئی۔

سونیا اس کے بیڈ روم میں آ رہی تھی۔اسے دیکھ کر بولی۔"کیا ہوا؟ کیا اتنی جلدی غسل کر لیا؟"

"نہیں مما!"

وہ تیزی سے چلتی ہوئی اپنے موبائل فون کے پاس آئی اسے اٹھا کر نمبر پنچ کرنے لگی۔سونیا نے پوچھا۔"بات کیا ہے؟"

وہ فون کو کان سے لگا کر بولی۔"جسٹ اے منٹ۔میں ابھی بتاتی ہوں۔"

دوسری طرف سے بلڈر ٹو کی آواز سنائی دی۔اس نے پوچھا۔"ہیلو جمائلہ! کیا بات ہے؟"

اس نے کہا۔"ابھی مجھے آگہی حاصل ہوئی ہے۔بہت گڑبڑ ہونے والی ہے۔آپ فوراً معلوم کریں ہمارے وہ دونوں ٹیلی پیتھی جاننے والے زندہ ہیں یا نہیں؟ اور اگر ہیں تو ان کی زندگیاں تمام ہونے والی ہیں۔وہ بہت جلد مرنے والے ہیں۔"

سونیا حیرانی سے اس کی باتیں سن رہی تھی اور اس تشویش میں مبتلا ہو رہی تھی کہ ان دونوں کو قتل کرنے سے پہلے ہی بھید کھل رہا ہے۔

دوسری طرف سے بلڈر ٹو نے کہا۔"میں ابھی فون کے ذریعے ان دونوں کی خیریت معلوم کرتا ہوں۔"

"آپ تمام بلڈرز کو اپنے پاس بلائیں۔میں ایک گھنٹے کے اندر آ رہی ہوں۔"

اس نے فون بند کیا پھر الماری کھول کر لباس نکال کر پہننے لگی۔سونیا نے کہا۔"تمہاری آگہی ہمیشہ درست ثابت ہوتی ہے۔کیا وہ دونوں قدرتی موت مریں گے؟ یا انہیں کوئی ہلاک کرے گا؟"

وہ بولی۔"ٹیلی پیتھی جاننے والے کبھی کوئی نشہ نہیں کرتے لیکن میں نے دیکھا ہے کہ مہادھابی نے شراب پی ہے اور خالی بوتل اور ٹوٹے ہوئے گلاس کے پاس مردہ پڑا ہے۔"

سونیا نے کہا۔"اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ کوئی اسے زبردستی شراب پلا کر مارے گا۔"

"کوئی کسی کو زبردستی شراب کیسے پلا سکتا ہے؟ مہادھابی جسمانی طور پر کمزور نہیں ہے کہ کسی کی گرفت میں آ جائے گا اور نہ ہی کوئی اس کے دماغ پر قبضہ جما کر اسے مجبور کر سکتا ہے۔"

سونیا نے پوچھا۔"اور وہ دوسرا؟ ژاؤ کوم کوبرا کیسے مرے گا؟"

"میں نے دیکھا ہے۔وہ پاگل بن کر چھ بلڈرز کے پاس آیا تھا اور انہیں گولی مارنا چاہتا تھا، اس سے پہلے ہی سیون بلڈرز کے باڈی گارڈز نے اسے گولیوں سے چھلنی کر دیا۔"

"میں تو پہلے ہی کہہ رہی تھی کہ وہ تینوں ٹیلی پیتھی جاننے والے بھروسے کے قابل نہیں ہیں۔کرونا نے غداری کی یہاں کے راز چرا کر کہیں فرار ہو گئی۔مہادھابی کی موت سمجھ میں نہیں آ رہی ہے لیکن ژاؤ کوم کوبرا کی بغاوت صاف ظاہر کر رہی ہے کہ وہ تینوں ٹیلی پیتھی جاننے والے پہلے ہی اندر سے باغی تھے۔مجبوراً سیون بلڈرز کے سائے میں اب تک آرام فرما رہے تھے۔"

وہ دونوں میز کے اطراف آ کر بیٹھ گئیں۔جمائلہ نے جلدی جلدی کھاتے ہوئے کہا۔"آپ بھی ذرا جلدی کریں۔ہمیں بلڈرز کے پاس جانا ہے اور آپ کو بلڈروں کی موت کے سلسلے میں تعزیت کرنی ہے۔"

سونیا نے لقمہ چباتے ہوئے سوچا۔"اب ایک ڈراما پلے کرنا چاہیے۔"

سوچتے ہی وہ لقمہ چباتے ہوئے ایک دم سے چونک گئی ایکٹنگ کرنے لگی جیسے ٹھسکا لگا ہو۔جمائلہ نے فوراً ہی گلاس آگے بڑھاتے ہوئے پوچھا۔"یہ اچانک کیا ہو گیا؟"

وہ دو گھونٹ پانی پی کر بولی۔"ابھی میرے دماغ میں کوئی آنا چاہتا تھا لقمہ میرے حلق سے اتر رہا تھا۔اس لیے اچک گیا۔آنے والا واپس چلا گیا ہے۔"

جمائلہ نے سوچتے ہوئے کہا۔"کرونا آئی ہوگی۔"

"کرونا کیوں آئے گی؟ وہ تو یہاں سے فرار ہو چکی ہے اس کا مقصد پورا ہو چکا ہے۔اب ہم سے اس کا کوئی تعلق نہیں رہا۔وہ میرے پاس آ کر کیا کرے گی؟"

"آپ کا کیا خیال ہے۔کیا کوبرا یا مہادھابی میں سے کوئی آپ کے پاس آیا تھا؟"

"ہاں۔اور کون آ سکتا ہے؟ ان دونوں میں سے ہی کوئی میرے اندر آنا چاہتا ہے۔ان کے ذہن میں یہ بات ہوگی کہ چند سیکنڈ کے لیے بھی میرے دماغ میں جگہ ملے گی تو وہ میرے اندر زلزلہ پیدا کر دیں گے۔"

وہ قائل ہو کر بولی۔"وہ دونوں واقعی باغی ہو چکے ہیں۔بڑی رازداری سے ہمارے دماغوں میں سرنگ بنانا چاہتے ہیں۔یہ سمجھتے ہیں کہ مجھ پر قابو نہیں پا سکیں گے۔اگر ابھی مجھے کمزور کریں گے تو اندھیرا ہوتے ہی میں ان کے قابو سے نکل جاؤں گی۔پھر ان کی جان کے لالے پڑ جائیں گے۔اس لیے آپ کو کسی طرح زیرِ اثر لانا چاہتے ہیں۔"

"بیٹی! تم پراسرار قوتوں کے ذریعے بہت کچھ کر لیتی ہو۔کیا تم مجھ پر عمل کر کے میرے دماغ کو اس قدر مضبوط نہیں بنا سکتیں کہ خیال خوانی کے ذریعے جو زلزلہ پیدا کیا جائے اس کا مجھ پر کوئی اثر نہ ہو؟"

وہ سوچتی ہوئی نظروں سے سونیا کو دیکھنے لگی۔اس نے کل رات اس پر عمل کیا تھا اور اسے اپنی معمولہ اور تابعدار بنا لیا تھا۔اب بھی وہ اس کے دماغ پر عمل کر کے اسے مضبوط اور لاک پروف بنا سکتی تھی۔

وہ اثبات میں سر ہلا کر بولی۔"میں آج رات آپ پر دوبارہ عمل کروں گی اور آپ کے دماغ کو فولاد کی طرح مضبوط بنا دوں گی۔"

سونیا نے کہا۔"لیکن بیٹی! ایک قباحت ہے۔"

"آپ فکر نہ کریں۔رات کے وقت میرے راستے میں کوئی رکاوٹ نہیں بن سکتا۔"

"بیٹی! بن سکتا ہے۔تم جس وقت مجھ پر عمل کرو اس وقت مہادھابی یا کوبرا میرے دماغ میں آ کر تمہارے عمل کو ناکام بنا سکتے ہیں۔تمہیں پتا بھی نہیں چلے گا۔تم اس خوش فہمی میں ہی مبتلا رہو گی کہ تم نے میرے دماغ کو بہت مضبوط بنا دیا ہے۔"

"ڈونٹ وری مما! اب سے پہلے کوئی تم نارائن آپ پر تنویمی عمل کرنا چاہتا تھا۔اس سے پہلے سیون بلڈرز نے کوبرا اور مہادھابی کو اعصابی کمزوریوں میں مبتلا کر دیا تھا۔آج رات بھی یہی ہوگا۔ان دونوں کو اعصابی کمزوری میں مبتلا کر دیا جائے گا تو وہ آپ کے دماغ میں نہیں آ سکیں گے۔میں کامیابی سے آپ پر عمل کر سکوں گی۔"

سونیا نے اطمینان کا سانس لیا۔وہ جانتی تھی ہر رات جمائلہ اس پر عمل کیا کرے گی۔وہ ساری عمر بھی عمل کرتی رہتی تو اس پر کوئی اثر نہ ہوتا۔اس نے یہ ڈراما اس لیے پلے کیا تھا کہ خاص طور پر آج دھابی اور کوبرا کو اعصابی کمزوریوں میں مبتلا کیا جائے تاکہ میں ان کے دماغوں میں پہنچ سکوں۔

وہ دونوں کھانے کے بعد بلڈر ٹو کے بنگلے میں آئیں۔وہاں دوسرے بلڈرز بھی موجود تھے۔جمائلہ ایک صوفے پر بیٹھ گئی۔تمام بلڈرز سونیا کو سوالیہ نظروں سے دیکھ رہے تھے۔معلوم کرنا چاہتے تھے کہ وہ واقعی ان کی معمولہ اور تابعدار بن چکی ہے یا نہیں؟

وہ بلا کی مکار تھی، دونوں ہاتھ باندھے ان کے سامنے کھڑی ہوئی تھی۔جمائلہ نے پوچھا۔"آپ بیٹھتی کیوں نہیں؟"

سونیا نے کوئی جواب نہیں دیا۔ان بلڈرز کو باری باری دیکھنے لگی۔ایک بلڈر نے پوچھا۔"کیا بات ہے؟"

وہ سر جھکا کر ادب سے بولی۔"میں آپ سب کی تابعدار ہوں۔آپ کے برابر کیسے بیٹھ سکتی ہوں؟"

وہ سب خوشی سے کھل گئے۔جمائلہ نے فخریہ انداز میں کہا۔"آپ لوگوں نے دیکھا! میری مما کتنی اچھی ہیں؟ آپ انہیں بیٹھنے کا حکم دیں۔"

ایک بلڈر نے کہا۔"میڈم! آپ تابعدار ضرور ہیں لیکن ہمارے ساتھ برابر کا درجہ رکھتی ہیں۔پلیز۔بیٹھ جائیں۔"

وہ شکریہ ادا کرتے ہوئے سر جھکا کر بیٹھ گئی۔ایک بلڈر نے جمائلہ سے کہا۔"تمہاری موجودہ آگہی نے ہمیں الجھا کر رکھ دیا ہے۔فی الحال وہ دونوں بہ خیریت ہیں لیکن تمہاری آگہی ضرور درست ہوگی۔"

بلڈر تھری نے پوچھا۔"کیا تم بتا سکتی ہو کہ ان دونوں کی موت کس دن کس وقت واقع ہوگی؟"

جمائلہ نے انکار میں سرہلا کر کہا۔ ''اگر آگہی کے دوران میں کہیں مجھے کوئی گھڑی دکھائی دیتی اور کیلنڈر نظر آتا تو میں دن اور وقت کا حساب بھی بتا دیتی۔ مجھے جتنا معلوم ہوتا ہے۔ اتنا ہی بتا دیتی ہوں۔''

بلڈر فائیو نے کہا۔ ''ہمارے ذہنوں میں ایک تدبیر ہے کہ ہم ڈاؤ کوم کوبرا کو اعصابی کمزوری میں مبتلا کریں اور مہا دھابی کو اپنے اعتماد میں لے کر اسے اس بات پر آمادہ کریں کہ وہ اس کے چور خیالات پڑھ کر ہمیں بتائے کہ اس کے اندر بغاوت پک رہی ہے یا نہیں؟''

جمائلہ نے کہا۔ ''جب میں نے آگہی میں یہ دیکھ لیا ہے کہ وہ باغی بن چکا ہے اور وہ خود اپنی زبان سے اعتراف کر رہا ہے تو پھر آپ لوگوں کو مہا دھابی پر بھروسا نہیں کرنا چاہیے۔ ہوسکتا ہے کہ وہ اس کے دماغ میں جا کر سچ معلوم کرے لیکن آپ لوگوں کو وہ سچ نہ بتائے، اگر وہ دونوں ہی باغی ہوں گے۔ تو ان میں بغاوت کے سلسلے میں گٹھ جوڑ ہوگا، ان دونوں میں سے کوئی آپ سے سچ نہیں بولے گا۔''

سونیا نے کہا۔ ''اگر اجازت ہو تو میں کچھ کہنا چاہتی ہوں۔''

ایک نے کہا۔ ''میڈم! آپ تو کچھ زیادہ ہی تابعدار بن گئی ہیں۔ آپ کو بولنے سے کسی نے نہیں روکا ہے۔ جو بھی دل و دماغ میں آتا ہے آپ کھل کر ہمارے سامنے کہہ دیا کریں۔''

سونیا نے کہا۔ ''شکریہ۔ میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ آپ ان دونوں کو اعصابی کمزوری میں ضرور مبتلا کریں اور گوتم نارائن کے ذریعے ان پر تنویمی عمل کرائیں۔ جب وہ عمل کرتا رہے گا تو آپ سب چھپ کر سنتے رہیں گے۔''

وہ اس کی بات سے قائل ہونے لگے۔ وہ بولی۔ ''خیال خوانی کرنے والے خاموشی سے تنویمی عمل کرتے ہیں۔ ہم اور آپ نہیں جان سکتے کہ ان کا عمل ہمارے مفاد میں ہے یا نہیں؟ لیکن گوتم نارائن خیال خوانی نہیں جانتا ہے۔ وہ بہ آواز بلند تنویمی عمل کرے گا اور ہم سب چھپ کر سنتے رہیں گے۔''

ایک بلڈر نے اپنی ران پر ہاتھ مارتے ہوئے کہا۔ ''یہ ہوئی ناں بات۔ عامل بلند آواز سے عمل کرتا رہے گا اور معمول بھی بلند آواز سے جواب دیتا رہے گا اور سب کچھ ہم سنتے رہیں گے۔ ہم سے کچھ بھی چھپا نہیں رہے گا۔''

دوسرے بلڈر نے کہا۔ ''ہمارے مسلح گارڈز ابھی ان دونوں کے بنگلے میں جائیں گے اور انہیں گن پوائنٹ پر رکھ کر اعصابی کمزوری کی دوا کھلائیں گے یا انجکشن لگائیں گے۔''

سونیا چاہتی تھی کہ یہ سب کچھ اتنی جلدی نہ ہو۔ پہلے میں اس کے دماغ میں پہنچوں گا۔ تب کرونا آئے گی اور ہم موجودہ حالات سے آگاہ کرے گی تاکہ ان دونوں اعصابی کمزوری میں مبتلا ہوتے ہی ہم ان پر قابو پالیں۔

ایک بلڈر سیکورٹی افسر کو بلا کر حکم دینا چاہتا تھا کہ پہلے مہا دھابی اور کوبرا کو گرفتار کرلیا جائے۔ پھر انہیں گن پوائنٹ اعصابی کمزوری کا انجکشن لگایا جائے۔

سونیا نے کہا۔ ''جسٹ اے منٹ۔ میں ایک مشورہ چاہتی ہوں۔''

انہوں نے کہا ''یس میڈم! آپ کا مشورہ ہمارے قیمتی ہوگا۔ آپ ہمیشہ پہلے تولتی ہیں پھر بولتی ہیں۔''

''میں یہ چاہتی ہوں کہ ان دونوں کو شام چھ بجے بعد اعصابی کمزوری میں مبتلا کیا جائے۔''

ایک نے پوچھا'' آپ ایسا کیوں چاہتی ہیں؟''

''اس لیے کہ چھ بجے کے بعد جمائلہ تبدیل ہو ہے۔ پراسرار قوتوں کی مالک بن جاتی ہے۔ اگر ان دو کو اعصابی کمزوری میں مبتلا کرنے کے سلسلے میں کوئی رکا پیدا ہوگی یا وہ دونوں کسی وجہ سے گوتم نارائن کے تابعدار نہ بن سکیں گے تو ہم جمائلہ سے کام لے سکیں گے۔ یہ ان پر تنو عمل کر کے ان کے اندر کا بھید باہر نکال لائے گی۔''

سب ہی قائل ہوگئے۔ ایک نے کہا۔ ''واقعی قابل قدر مشورہ ہے۔ شام چھ بجے کے بعد اگر ایک طرف سے نا ہوگی تو جمائلہ کی طرف سے ضرور کامیابی حاصل ہوگی۔ میڈم! آپ کی ذہانت کا تو جواب نہیں۔''

جمائلہ نے کہا۔ ''اس وقت تین بج رہے ہیں۔ میں رات سے جاگ رہی ہوں۔ اب کچھ دیر سونا چاہتی ہوں۔ مجھے اجازت ہے؟''

''بے شک۔ تمہیں اور میڈم کو جا کر آرام کرنا چاہیے کچھ بھی ہوگا اب شام چھ بجے کے بعد ہی ہوگا۔''

وہ دونوں اپنے بنگلے میں واپس آگئیں۔ سونیا نے کہا ''اب آرام سے سو جاؤ۔ میں دوسرے بیڈروم میں جا کر آرام کروں گی۔''

جمائلہ نے سامنے اپنے بنگلے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ ''میں وہاں جا کر سونا چاہتی ہوں۔ شام تک آنکھ کھلے گی تو اس وقت تبدیلی کا وقت ہو چکا ہوگا، مجھے اسی بنگلے کے روم میں سونا چاہیے۔''

''اگر تم وہاں آرام اور اطمینان سے سو سکتی ہو تو وہیں جاؤ۔''

وہ سونیا کے قریب آئی۔ اس نے اس کے چہرے کو

ہاتھ میں لے کر پیشانی کو چوما پھر کہا۔ ''اللہ حافظ۔''

وہ اللہ حافظ کہہ کر وہاں سے جانے لگی۔ سونیا دروازے پر کھڑی اسے دیکھتی رہی۔ جب وہ سامنے والے بنگلے میں جا کر نظروں سے اوجھل ہوگئی تو اس نے دروازے کو بند کرلیا۔ پھر بستر پر آکر آرام سے لیٹ گئی۔ اسے یقین تھا کہ ہم میں سے کوئی نہ کوئی ابھی اس کے پاس ضرور آئے گا۔

تھوڑی دیر کے بعد کرونا سب سے پہلے آئی۔ سونیا نے کہا۔ ''میں بڑی بے چینی سے تم لوگوں کا انتظار کر رہی تھی۔ ابھی فرہاد کو بلاؤ اور تم بھی میرے اندر ہی رہو۔ مجھے کچھ کہنا ہے۔''

کرونا نے میرے پاس آکر کہا۔ ''میں کرونا بول رہی ہوں۔''

میں نے بڑی محبت سے کہا۔ ''آؤ بیٹی! تم نے ہمارے لیے بہت بڑا کارنامہ انجام دیا ہے۔ تم مجھ سے جو انعام چاہو میں تمہیں دوں گا۔''

وہ بولی۔ ''مجھے مما نے بہت بڑا انعام دیا ہے۔ وہی میں آپ سے چاہتی ہوں۔''

''انہوں نے کیا انعام دیا ہے؟''

''انہوں نے مجھے اپنی بیٹی بنالیا ہے۔ میں انہیں مما کہتی ہوں۔ کیا آپ کو پاپا کہہ سکتی ہوں؟''

''ہاں بیٹی! دل و جان سے کہہ سکتی ہو اور میں دل و جان سے تمہیں بیٹی کہتا ہوں۔ آؤ! تمہاری مما کے پاس چلیں......''

ہم دونوں سونیا کے پاس پہنچ گئے۔ اس نے خیال خوانی کی لہروں کو محسوس کرلیا۔ میں نے کہا۔ ''میں کرونا کے ساتھ آیا ہوں۔''

''تم کہاں رہ گئے تھے؟ میں بڑی دیر سے انتظار کر رہی تھی۔''

''سوری مائی سویٹ ہارٹ! پچھلی رات سے جاگ رہا تھا۔ تھکن کے باعث سو گیا تھا۔ پھر ایک بار سوری۔''

سونیا نے ہنستے ہوئے کہا۔ ''اب بار بار سوری کہہ کر مجھے شرمندہ نہ کرو۔ میں نے کوبرا اور مہا دھابی کو ختم کر دینے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ اس سے پہلے کہ میں انہیں ختم کرتی۔ جمائلہ کو آگہی مل چکی ہے کہ وہ دونوں مرنے والے ہیں۔''

سونیا ہمیں بتانے لگی کہ جمائلہ نے آگہی کی اسکرین پر مہا دھابی اور کوبرا کو کس طرح مرتے دیکھا ہے اور اب سیون بلڈرز ان دونوں کے ساتھ کیا سلوک کرنے والے ہیں۔

میں نے کہا۔ ''یہ تو اچھی بات ہے کہ وہ اپنے ہی ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو اعصابی کمزوری میں مبتلا کریں گے۔ اس طرح ہم ان کی کمزوری سے فائدہ اٹھا سکیں گے۔''

کرونا نے کہا۔ ''میں نے مما کو پہلے ہی بتایا ہے کہ گوتم نارائن میرا معمول اور تابعدار بنا ہوا ہے۔ ہم اس کے ذریعے بھی ان دو ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو ٹریپ کر سکتے تھے۔ اچھا ہے کہ سیون بلڈرز خود ہی ہمارے لیے راستہ ہموار کر رہے ہیں۔''

سونیا نے مجھ سے کہا۔ ''میں نے تمہیں جمائلہ کی بہت سی پراسرار صلاحیتوں کے بارے میں بتایا ہے اور یہ بھی بتایا ہے کہ کوئی دشمن اس کا سامنا نہ کرے اور چھپ کر رہنا چاہے تب بھی وہ اس دشمن تک پہنچ جاتی ہے۔''

میں نے کہا۔ ''تم اس کے خلاف بہت کچھ کر رہی ہو پھر وہ تمہاری مخالفانہ حرکتوں کو کیوں نہیں سمجھ پا رہی ہے؟ تمہیں دشمن کیوں نہیں سمجھ رہی ہے؟''

''اس لیے کہ میں اپنے خلاف کوئی ثبوت نہیں چھوڑ رہی ہوں۔''

کرونا نے کہا۔ ''یہ بات تو ہے۔ ہم اس کے بارے میں اچھی طرح جانتے ہیں، اگر دشمنوں کے خلاف اسے کوئی ثبوت مل جائے تو وہ آواز یا ثبوت کے ذریعے ان تک پہنچ جاتی ہے۔''

سونیا نے کہا۔ ''یہی تو میں کہنا چاہتی ہوں۔ پہلے سوچ رہی تھی کہ کوبرا اور مہا دھابی کو خود ہلاک کروں گی اور اپنے پیچھے کوئی ثبوت نہیں چھوڑوں گی۔ اب جب کہ کرونا بھی ہے، تم بھی ہو تو تم دونوں ٹیلی پیتھی کے ذریعے انہیں موت کے گھاٹ اتار سکتے ہو۔ ایک تو تم دونوں اس سے ہزاروں میل دور ہو۔ وہ کبھی معلوم نہیں کر سکے گی کہ خیال خوانی کے ذریعے انہیں جہنم میں پہنچایا گیا ہے۔''

''اسے جو آگہی ملی ہے۔ اس سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ مہا دھابی اور کوبرا کی موت کس طرح ہوئی ہے۔ یہ کسی کو معلوم نہیں ہو سکے گا۔''

سونیا نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔ ''فرہاد! تمہیں یہاں میرے پاس نہیں آنا چاہیے۔''

''یہ کیا کہہ رہی ہو؟''

ہم یہ جانتے ہیں کہ جمائلہ رات کے وقت اپنے دشمنوں تک پہنچ جاتی ہے۔ تم یہاں اس ملک میں، اس شہر میں رہو گے تو اس سے چھپ کر نہیں رہ سکو گے۔''

کرونا نے کہا۔ ''پاپا! آپ اس پہلو پر غور کریں اسے آگہی ملتی رہتی ہے۔ یہ معلوم ہو سکتا ہے کہ آپ اس سے دشمنی کرنے کے لیے یہاں آگئے ہیں اور یہ بھی معلوم ہو سکتا ہے کہ

مما کسی سے چھپ کر ملتی ہیں۔اس قسم کی کوئی آگہی اسے ملے گی تو وہ مما پر بھی شبہ کرنے لگے گی۔“

سونیا نے کہا۔”تم سے اور بچوں سے ملنے کے لیے میرا دل تڑپ رہا ہے لیکن تم سے ملنے کے لیے میں تمہیں کسی بھی خطرے سے دو چار کرنا نہیں چاہتی۔“

میں نے کہا۔”میں بھی جمائلہ کو ایک کمزور اور کم سن لڑکی نہیں سمجھ رہا ہوں۔مجھے اندازہ ہو چکا ہے کہ وہ رات کے وقت کیسی غضب ناک اور ناقابلِ شکست ہو جاتی ہے۔ہم اپنی قوت سے یا ٹیلی پیتھی کی صلاحیتوں سے اسے شکست نہیں دے سکیں گے۔ذہانت سے کام لے کر شاید اسے کمزور بنا سکیں یا مجبور بنا سکیں۔یہ بعد کی بات ہے۔سوچنا یہ ہوگا کہ اس کا مقابلہ کس طرح کیا جائے؟ میں اس پہلو پر غور کر رہا ہوں پھر فیصلہ کروں گا کہ مجھے تمہارے پاس آنا چاہیے یا نہیں؟“

”میں تو یہی مشورہ دوں گی کہ نہ آؤ۔تمہارے نہ آنے سے بھی کوئی فرق اس لیے نہیں پڑے گا کہ یہاں نہ ہوتے ہوئے بھی تم اس وقت میرے پاس ہو بالکل قریب ہو، جب چاہو گے میرے اندر پہنچتے رہو گے۔“

کرونا نے کہا۔”مما! میں جا رہی ہوں۔میرا مشورہ ہے کہ آپ بھی ذرا آرام کریں۔شام چھ بجے کے بعد جمائلہ تبدیل ہوگی۔ادھر دو خیال خوانی کرنے والوں کو اعصابی کمزوری میں مبتلا کیا جائے گا۔ادھر ہم اپنے طور پر کارروائی کریں گے۔شام کا اندھیرا پھیلتے ہی بہت کچھ ہونے والا ہے۔پاپا! آپ بھی مما کو آرام کا مشورہ دیں۔اچھا گڈ بائے۔سی یو، سو فار۔“

وہ چلی گئی۔ہم دونوں کے آنے سے سونیا اٹھ کر بیٹھ گئی تھی۔میں نے کہا۔”کرونا کا مشورہ مناسب ہے۔تم کم از کم ایک آدھ گھنٹے کی نیند لے لو۔جاگنے کے بعد فریش ہو جاؤ گی۔میں ایک گھنٹے کے بعد آؤں گا۔“

پھر میں دماغی طور پر اپنی جگہ پر حاضر ہو گیا۔میں نے پچھلے باب میں ذکر کیا تھا کہ اعلیٰ بی بی دہلی سے ممبئی تک ایک جوان مراد علی باچا کے ساتھ سفر کر رہی تھی۔مراد کے بارے میں بھی بہت کچھ بیان ہو چکا ہے۔میں دوبارہ سونیا کے پاس جانے سے پہلے مراد کا ذکر کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔یہ اندازہ ہو رہا تھا کہ مراد کی وجہ سے اعلیٰ بی بی آئندہ سنگین حالات سے گزرنے والی ہے۔

مجھے اور میری بیٹی عالی کو یہ شبہ تھا کہ کسی ٹیلی پیتھی جاننے والے نے مراد کو ٹریپ کیا ہے۔اسے اپنا معمول اور تابعدار بنا کر رکھا ہے اور اب اس کے ذریعے عالی کو ٹریپ کرنا چاہتا ہے۔

پہلے شبہ تھا کہ دردان ایسا کر رہا ہے۔اب وہ شبہ دور ہو چکا تھا۔میں نے دردان کو اپنا معمول اور تابعدار بنا لیا تھا۔اس کے خیالات نے بتایا تھا کہ وہ اپنے مہا گرو دیو کی ہدایت کے مطابق انڈیا چھوڑ چکا ہے اور وہ کسی مراد علی باچا کو نہیں جانتا ہے۔

مراد علی باچا پاکستان کے ایک سرحدی علاقے سے آیا تھا۔بہت ہی سیدھا سادا سا جوان تھا۔لیکن دہلی پہنچتے ہی اس کے اندر اچانک تبدیلیاں آگئی تھیں۔

اس نے اپنی زندگی میں کبھی ایک چھوٹی سی چوری بھی نہیں کی تھی لیکن دہلی پہنچنے کے بعد اس نے ایک عورت کے تعاون سے ہوٹل کے مالک کو لوٹ لیا تھا۔لاکھوں روپے حاصل کیے تھے۔بہت تجربے کار مجرم ہی لاکھوں روپوں کی ڈکیتی کرتے ہیں۔جب کہ وہ تو بالکل اناڑی تھا۔

عالی نے اس سے پوچھا تھا۔”جب تم اتنے سیدھے سادے بھولے بھالے ہو تو تم نے اتنی بڑی ڈکیتی کیسے کی؟“

اس نے بے بسی سے سر ہلا کر کہا۔”میری سمجھ میں نہیں آتا کہ میں نے اتنا بڑا کام کیسے کر لیا؟“

مراد کے اندر دوسری مضحکہ خیز تبدیلی یہ آئی تھی کہ وہ کسی لڑکی سے محبت نہیں کر سکتا تھا۔جب بھی محبت کرنے اس کے قریب جاتا تھا تو اس کے اندر زنانہ پن پیدا ہو جاتا تھا۔وہ ہٹا کٹا جوان مرد ہو کر عورتوں کی طرح مٹک مٹک کر باتیں کرنے لگتا تھا۔

اس تبدیلی نے مراد کو بہت پریشان کیا ہوا تھا۔اس نے فیصلہ کیا تھا کہ اپنے وطن واپس چلا جائے گا۔ہمیشہ کے لیے انڈیا چھوڑ دے گا لیکن وہ اپنی مرضی اور مزاج کے خلاف واپس جانے کے بجائے دہلی سے ممبئی جا رہا تھا۔یہ بات اس کی سمجھ میں نہیں آ رہی تھی کہ وہ جبراً ممبئی کیوں جا رہا ہے۔

اگر چہ وہ سوات میں دن رات انڈین فلمیں دیکھا کرتا تھا۔وہاں کی ہیروئینوں کو بہت پسند کرتا تھا۔ان سے ملاقات کرنا چاہتا تھا، یہی جذبہ لے کر وہ انڈیا آیا تھا اور آ کر پچھتا رہا تھا۔

میں دیکھ رہا تھا کہ عالی اس کی طرف مائل ہو گئی ہے۔اسے پسند کر رہی ہے۔وہ یقین سے کہہ رہی تھی کہ ضرور اسے کسی نے ٹریپ کیا ہے۔جب وہ اپنے مزاج کے خلاف مجرمانہ حرکتیں کرتا ہے یا مرد سے عورت بن جاتا ہے تب یقیناً کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا اس کے دماغ میں چھپا رہتا ہے اور اس سے ایسی حرکتیں کرواتا ہے۔

عالی نے کہا۔”پاپا! ہم کسی بھی طرح اس جوان کو اس پُراسرار ٹیلی پیتھی جاننے والے سے نجات دلائیں گے۔پتا نہیں، کس نے اسے اپنے زیرِ اثر رکھا ہے۔“

میں نے مشورہ دیا۔”تم اس کے ساتھ ممبئی جا رہی ہو۔وہاں اس کے قریب رہ کر دوستی کرو۔پھر موقع پا کر اس پر تنویمی عمل کرو۔ایسے وقت میں بھی تمہارے ساتھ رہوں گا، ہم سب سے پہلے اسے کسی کے تنویمی عمل سے نجات دلائیں گے اور معلوم کرنے کی کوشش کریں گے کہ کس نے اسے تابعدار بنا رکھا تھا؟“

عالی اس کے ساتھ ممبئی پہنچ گئی تھی۔ایک ہوٹل میں انہوں نے الگ الگ کمرے کرائے پر حاصل کیے تھے۔وہاں وہ اس پر کسی وقت بھی تنویمی عمل کر سکتی تھی۔اسے صرف میرا انتظار تھا۔

میں نے اس کے پاس پہنچ کر کہا۔”بیٹی! میں آگیا ہوں، تم اس کے دماغ میں پہنچو۔“

وہ بے چارہ یوگا کا ماہر نہیں تھا، حالانکہ اچھا تگڑا جوان تھا لیکن سگریٹ نوشی کی عادت تھی۔جو اس سے چھوٹتی نہیں تھی۔اسی لیے وہ یوگا کی مشقیں نہیں کرتا تھا۔

ہم باپ بیٹی اس کے اندر پہنچ گئے۔بڑی دیر تک خاموش رہ کر معلوم کرنے کی کوشش کرتے رہے کہ شاید کوئی اس کے اندر چھپا ہو اور کسی ضرورت کے تحت اس سے بولتا بھی ہو لیکن ایسی کوئی بات نہیں تھی۔ہمیں وہاں کسی کی موجودگی کا علم نہیں ہو سکا۔

عالی نے تھپک تھپک کر اسے سلا دیا۔اسے اپنی طرف مائل کرتے کرتے تنویمی عمل کرنے لگی۔ایسے وقت دماغ کے چور دروازے کھل جاتے ہیں۔کوئی بات اندر چھپی نہیں رہتی۔میں اس کے خیالات پڑھ رہا تھا۔چپ چاپ معلوم کر رہا تھا کہ پہلے اس پر کسی نے تنویمی عمل کیا ہے یا نہیں؟

عالی یہی سوال اپنے عمل کے دوران میں کر رہی تھی۔اس نے جواب دیا۔”مجھ پر کسی نے تنویمی عمل نہیں کیا ہے۔“

”پھر اپنے مزاج کے خلاف حرکتیں کیوں کرتے ہو؟“

”میں نہیں جانتا۔بہت پریشان ہوں۔سمجھ میں نہیں آتا کہ ایسا کیوں کرتا ہوں؟“

”کیا ایسے وقت تمہیں محسوس ہوتا ہے کہ کوئی تمہارے اندر ہے اور تمہیں ایسا کرنے پر مجبور کرتا ہے؟“

”ہاں۔مجھے ایسا لگتا ہے، جیسے میری ذہنی رَو بہک رہی ہے اور میں بے بس ہو رہا ہوں۔“

جو لوگ ایب نارمل ہوتے ہیں۔ان کی ذہنی رَو کبھی کبھی بہکتی ہے اور آپ ہی آپ ایسا ہوتا ہے۔اس کی وجوہات سمجھ میں نہیں آتیں۔

عالی نے طرح طرح سے گھما پھرا کر سوالات کیے، جواب ایک ہی ملا کہ اس پر کسی نے تنویمی عمل نہیں کیا ہے۔وہ کسی کے زیرِ اثر نہیں ہے اور نہ ہی کوئی اس کے دماغ میں آ کر کبھی کچھ بولتا ہے۔

ان حالات میں ہمیں یقین کرنا پڑا کہ اس کے اندر کوئی نہیں بولتا ہے اور نہ ہی اس پر کسی نے تنویمی عمل کیا تھا۔عالی نے ایک مخصوص لب و لہجہ اس کے دماغ میں نقش کرنے کے بعد کہا۔”صرف اس لب و لہجے سے کوئی تمہارے اندر آئے گا تو تم اسے محسوس نہیں کرو گے۔ورنہ تمہارا دماغ حساس رہے گا۔پرائی سوچ کی لہروں کو محسوس کرتے ہی تم سانس روک لیا کرو گے اور آنے والوں کو بھگا دیا کرو گے۔“

عالی نے اسے تنویمی نیند سلا دیا۔آئندہ ہم دیکھنا چاہتے تھے کہ جب اس کا دماغ لاک رہے گا اور کسی کے لیے اس کے اندر آنے کی گنجائش نہیں رہے گی تب وہ ہمیشہ نارمل رہے گا یا پہلے کی طرح کبھی کبھی ایب نارمل ہو جایا کرے گا؟

اس مقام پر میں یہ واضح کر دوں کہ ہم باپ بیٹی دھوکا کھا رہے تھے۔

☆☆☆

سورج ڈوب رہا تھا۔شام کے سائے گہرے ہوتے ہوتے تاریک ہو چکے تھے۔دن کی آنکھیں بند ہوئیں۔تاریکی کے ساتھ ہی جمائلہ نے آنکھیں کھول دیں۔ایک انگڑائی لے کر اٹھ بیٹھی۔

وہ رات ہوتے ہی ایک بار شاور لیتی تھی اور لباس تبدیل کر لیتی تھی۔کم سے کم لباس میں ہی رہا کرتی تھی۔وہ باتھ روم میں آگئی۔نہانے کے دوران سوچنے لگی۔”میڈم سونیا میرے لیے بہت اہم ہیں۔مجھے ہر رات سب سے پہلے ان پر تنویمی عمل کرنا چاہیے۔میں بلا ناغہ ہر رات یہ کرتی رہوں گی تو وہ ہمیشہ میری ہی گرفت میں رہا کریں گی۔“

پھر اسے یاد آیا کہ ابھی ڈاؤ کوم کو برا اور مہادھابی کو اعصابی کمزوری میں مبتلا کیا جائے گا۔ایسے وقت مجھے ان دونوں کی طرف توجہ دینی ہوگی۔

وہ غسل کر کے کمرے میں آئی۔الماری کھول کر ایک مختصر سے لباس کو نکالا پھر اسے پہن کر صندوق کی طرف دیکھنے لگی۔اس کے اندر ابوالہول اس کا منتظر تھا کہ وہ اسے کھولے گی اور

اپنے دیوتا کا دیدار کرے گی اور اس کی پرستش کرے گی۔

ابھی وہ نہیں جانتی تھی کہ صندوق کے اندر اس کے دیوتا کا کیا حشر ہو چکا ہے؟

وہ لباس پہن کر آئینے کے سامنے آئی، بالوں کو برش کیا۔ چہرے کو ہلکے سے میک اپ کے ذریعے نکھارا پھر آہستہ آہستہ چلتی ہوئی صندوق کے پاس آئی۔

اب اسے حقیقت معلوم ہونے والی تھی، اسے بہت زبردست شاک پہنچنے والا تھا اور وہ نہ جانے کیسے غیظ و غضب میں مبتلا ہونے والی تھی اور کیسی قیامت ڈھانے والی تھی؟

اس نے صندوق کے سامنے گھٹنے ٹیک دیے۔ اسے کھولنے سے پہلے سر کو جھکا کر اپنی پیشانی صندوق سے لگائی۔ وہ بڑی عقیدت مندی سے ایسا کرتی تھی۔ پھر اس نے صندوق کی کنڈی کو ہاتھ لگایا۔ اسے کھولنا چاہا۔ اسی وقت فون کا بزر بولنے لگا۔

اس کا ہاتھ رک گیا۔ اس نے پلٹ کر بیڈ کی طرف دیکھا۔ وہاں رکھا ہوا موبائل فون اسے پکار رہا تھا۔ اس نے ناگواری سے سوچا۔ پھر صندوق کو چوم کر وہاں سے اٹھ گئی۔

اس وقت کوئی ضروری فون ہی ہو سکتا تھا۔ یا تو میڈم سونیا اسے مخاطب کر رہی تھیں یا سیون بلڈرز میں سے کسی کا فون ہو سکتا تھا۔

اس نے موبائل کو اٹھا کر نمبر پڑھے۔ بلڈر ٹو اسے مخاطب کر رہا تھا۔ اس نے فون کو آن کر کے کان سے لگاتے ہوئے کہا۔ ''یس باس! میں جمائلہ بول رہی ہوں۔''

بلڈر ٹو نے کہا۔ ''ہم تمہارے تبدیل ہونے کا ہی انتظار کر رہے تھے۔ اب ہمارے آدمی مہادھابی اور کوبرا کے بنگلوں کو چاروں طرف سے گھیرنے جا رہے ہیں۔''

''اچھی بات ہے۔ میں بالکل الرٹ رہوں گی۔ کوئی گڑبڑ ہوگی تو فوراً ہی ان ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے پاس پہنچ جاؤں گی۔''

''نہیں جمائلہ! ہم کوئی رسک لینا نہیں چاہتے۔ ہم تمام بلڈرز کا فیصلہ یہ ہے کہ تم ابھی مہادھابی کے بنگلے میں جاؤ اور میڈم سونیا کو ژاؤ کوم کوبرا کے بنگلے میں بھیج دو۔ تم دونوں وہاں رہو گی تو انہیں ٹیلی پیتھی کا ہتھیار استعمال کرنے کا موقع نہیں دو گی۔''

اس نے سر گھما کر صندوق کی طرف دیکھا پھر کہا۔ ''اوہ باس! سونیا پر دوبارہ تنویمی عمل کرنا ضروری ہے۔ میں ابھی اس پر عمل کرنے ہی جا رہی تھی۔''

''پلیز جمائلہ! تم ہمیشہ ہماری وفادار رہی ہو۔ ہر بات مانتی رہی ہو۔ ابھی بحث نہ کرو۔ ان دو ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو اپنے قابو میں لانے کے بعد سونیا پر تنویمی عمل کر سکتی ہو۔ اس کام کے لیے ابھی بہت رات پڑی ہے۔''

''اچھی بات ہے۔ میں ابھی میڈم سونیا سے کہتی ہوں کہ ہم ایک گھنٹے کے اندر تیار ہو کر مہادھابی اور کوبرا کے بنگلوں پر پہنچیں گے۔''

اس نے فون کو بند کرتے ہوئے دروازے کی طرف دیکھا۔ وہاں سونیا دونوں ہاتھ کمر پر رکھے کھڑی ہوئی تھی۔ وہ اسے دیکھ کر چونک گئی۔ سونیا نے مسکرا کر کہا۔ ''تم منہ پر تو مما کہتی ہو اور پیٹھ پیچھے میڈم سونیا؟''

اس نے ہچکچا کر کہا۔ ''نو میڈم......!''

پھر سنبھل کر بولی۔ ''میرا مطلب ہے۔ نہیں مما! میں تو آپ کو ہر جگہ مما ہی سمجھتی ہوں۔ مما ہی کہتی ہوں۔ وہ تو تمام بلڈرز آپ کو میڈم سونیا کہتے ہیں۔ اس لیے روانی میں، میں بھی کہہ جاتی ہوں۔''

وہ قریب آ کر اس کے شانے کو تھپکتے ہوئے بولی۔ ''تم تو پریشان ہو گئیں؟ میں تو مذاق کر رہی تھی۔ تم دنیا والوں کے سامنے میڈم سونیا کہہ سکتی ہو۔ میں یہ اچھی طرح جانتی ہوں کہ تم مجھے دل سے تو مما ہی سمجھتی ہو۔''

وہ مسکرا کر بولی۔ ''مما۔! آپ بہت اچھی ہیں۔''

''تم بھی تو بہت اچھی ہو۔ میری ہر بات مان لیتی ہو۔ میں نے کہا تھا ناں کہ مجھے یہ مختصر سا لباس بالکل پسند نہیں ہے۔ کوئی دوسرا لباس پہن لو میری جان!''

اس نے بے چون و چرا اس کی بات مان لی۔ الماری کھول کر دوسرا لباس نکال کر پہن لیا۔ ژاؤ کوم کوبرا اور مہادھابی کی رہائش گاہیں مختلف علاقوں میں تھیں۔ وہ دونوں اپنی اپنی گاڑیوں میں بیٹھ کر ان کے بنگلوں میں پہنچ گئیں۔

ان بنگلوں کے اطراف مسلح گارڈز موجود تھے۔ انہوں نے سونیا کو دیکھ کر سلیوٹ کیا۔ وہ بولی۔ ''آؤ اندر چلو۔''

ان میں سے ایک نے آگے بڑھ کر کال بیل کے بٹن کو دبایا پھر انتظار کرنے لگا۔ سونیا نے دروازے پر ایک لات ماری تو پتا چلا کہ وہ اندر سے بند نہیں تھا، کھلتا چلا گیا۔ وہ سب اپنی اپنی گن سنبھال کر اندر آئے پھر اس بنگلے کے ہر حصے میں پہنچ کر ژاؤ کوم کوبرا کو پکارنے لگے۔ کہیں سے کوئی جواب نہیں مل رہا تھا۔ وہ بنگلا اس کے وجود سے خالی تھا۔

سونیا نے موبائل فون کے ذریعے جمائلہ سے رابطہ کیا پھر کہا۔ ''کوبرا یہاں نہیں ہے۔ معلوم ہوتا ہے، اسے پہلے سے بھنک پڑ گئی تھی کہ اسے اعصابی طور پر کمزور کیا جائے گا۔ اسی لیے وہ فرار ہو گیا ہے۔''

جمائلہ نے کہا۔ ''مجھ سے بچ کر کہاں جائے گا؟ میں اس کے پیچھے جاتی ہوں۔ مما! مہادھابی کے بنگلے میں چلی آئیں۔''

وہ اپنی کار میں بیٹھ کر ادھر جانے لگی۔ میں نے اس کے پاس آ کر پوچھا۔ ''کیا ان دونوں ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے خلاف آپریشن شروع ہو چکا ہے؟''

''ہاں۔ لیکن کوبرا کہیں فرار ہو گیا ہے۔ ویسے جمائلہ سے بچ کر کہیں نہیں جا سکے گا۔ وہ اپنی پراسرار قوتوں کے ذریعے اسے ڈھونڈ ہی نکالے گی۔''

کرونا بھی سونیا کے پاس آ گئی۔ اس نے کہا۔ ''مما! کیا آپ جانتی ہیں کہ ژاؤ کوم کوبرا اپنے بنگلے سے فرار ہو چکا ہے؟''

''ہاں۔ مجھے ابھی معلوم ہوا ہے۔ اس نے فرار ہو کر بہت بڑی غلطی کی ہے۔ وہ یہ جانتا ہے کہ رات کے وقت جمائلہ شیطانی قوتوں کے ذریعے کسی کے پاس بھی پہنچ جاتی ہے۔''

کرونا نے کہا۔ ''جمائلہ سے پہلے میں اس کے پاس پہنچی ہوئی ہوں۔''

سونیا نے حیرانی سے پوچھا۔ ''کیا واقعی؟''

''ہاں۔ میں نے آپ کو بتایا تھا کہ گوتم نارائن میرا معمول اور تابعدار ہے۔ میں نے گوتم کو اس کے پیچھے لگا دیا ہے۔ وہ دونوں لوبن شہر سے دور بلکہ اس ملک سے دور نکل جانا چاہتے ہیں۔ وہ دونوں ہی جمائلہ کی پراسرار قوتوں سے اچھی طرح واقف ہیں۔''

''کوبرا کو اس ملک سے باہر جانے کا موقع نہ دو۔ فرہاد! تم کرونا کے ساتھ گوتم نارائن کے دماغ میں جاؤ پھر اس کے ذریعے کوبرا کو ٹریپ کرو۔''

''ٹھیک ہے۔ میں اس کے پاس جاتا ہوں۔''

''جسٹ اے منٹ۔ جمائلہ کو آگہی کے ذریعے معلوم ہوا تھا کہ کوبرا باغی ہو کر ان چھ بلڈرز کے سامنے آئے گا اور انہیں گولی مارنا چاہے گا۔ ایسے میں خود موت کو گلے لگا لے گا۔ تم دونوں یہی کرو۔ اسے کسی طرح ان چھ بلڈرز کے سامنے پہنچا دو تاکہ جمائلہ کی آگہی درست ہو جائے۔''

''ہاں۔ یہ اچھا آئیڈیا ہے۔ جمائلہ کو شبہ بھی نہیں ہوگا کہ کوبرا کو ہم نے اس کی موت کی طرف بھیجا تھا۔ او کے۔ ہم جا رہے ہیں۔''

میں کرونا کے ساتھ گوتم کے دماغ میں پہنچ گیا۔ وہ دونوں کار کی اگلی سیٹ پر بیٹھے ہوئے تھے اور کوبرا تیز رفتاری سے ڈرائیو کرتا جا رہا تھا۔

گوتم کی سوچ نے بتایا کہ پہلے وہ ایئرپورٹ گئے تھے لیکن پتا چلا کہ اس ملک سے باہر جانے کے لیے اگلی فلائٹ چار گھنٹے بعد ملے گی۔

انہیں یہ اندیشہ تھا کہ چار گھنٹے کے اندر ان کے فرار ہونے کا علم سیون بلڈرز کو ہو جائے گا۔ وہ جمائلہ کو ان کے پیچھے لگا دیں گے۔ پھر وہ اس کی شیطانی نظروں سے بچ کر کہیں نہیں جا سکیں گے۔

اب وہ اس ملک کے بارڈر کی طرف جا رہے تھے، دو گھنٹے کے اندر وہ سرحد پار جا سکتے تھے اور اس طرح جمائلہ کی شیطانی قوتوں سے پیچھا چھڑا سکتے تھے۔

گوتم نارائن نے میری مرضی کے مطابق اپنے لباس کے اندر سے ریوالور نکالا پھر کوبرا کا نشانہ لے کر کہا۔ ''گاڑی روک دو۔''

اس نے فوراً ہی گاڑی روکی، حیرانی سے گوتم کو دیکھتے ہوئے پوچھا۔ ''یہ کیا حرکت ہے؟ تم مجھے گولی مارو گے؟ میں تمہارا ساتھ دے رہا ہوں۔ اپنی ٹیلی پیتھی کے ذریعے آئندہ بھی تمہارے کام آؤں گا۔''

اس نے کہا۔ ''میرے نہیں کسی اور کے کام آؤ۔ اپنے دماغ کے دروازے کھول دو۔''

''گوتم! یہ تمہیں کیا ہو گیا ہے؟ تم کس کی بات کر رہے ہو؟ کون میرے دماغ میں آنا چاہتا ہے؟''

''میں نہیں جانتا' وہ کون ہے؟ تم اسے اندر آنے دو۔ پھر تمہیں معلوم ہو جائے گا۔''

وہ پریشان ہو کر بولا۔ ''نہیں۔ میں کسی کو اپنے اندر آنے نہیں دوں گا۔ وہ مجھے اپنا تابعدار بنا لے گا۔ پلیز۔ یہ مذاق مت کرو۔ یہ ریوالور سامنے سے ہٹاؤ۔ گولی چل جائے گی۔''

''ہاں۔ گولی چلے گی۔ تم زخمی ہو جاؤ گے۔ پھر وہ آسانی سے تمہارے اندر آ جائے گا۔ کیا یہ دانش مندی نہیں ہے کہ مجھ سے کوئی زخم نہ کھاؤ اور دوستانہ انداز میں اسے اپنے اندر آنے دو؟''

وہ گھور کر ریوالور کی طرف دیکھ رہا تھا۔ گوتم نے میری مرضی کے مطابق کہا۔ ''اگر تم ہیرو بننے کی کوشش کرو گے میرے ریوالور پر جھپٹنا چاہو گے تو اس سے پہلے ہی گولی چل جائے گی۔ ہو سکتا ہے، وہ گولی تمہارے بازو میں نہ لگے سینے میں اتر جائے۔ تب کیا ہوگا؟''

"پلیز گوتم! مجھے مشکل میں نہ ڈالو۔ ایسا نہ کرو۔"

"میں آخری بار کہہ رہا ہوں۔ اسے دماغ میں آنے دو گے یا نہیں؟ میں تین تک گنتا ہوں۔ تین کہتے ہی گولی چلا دوں گا۔"

اس نے چند سیکنڈ کے بعد ٹریگر کو دبایا۔ ٹھائیں کی آواز کے ساتھ گولی چلی، اور اس کے قریب سے گزرتی ہوئی کھڑکی سے باہر چلی گئی۔ وہ خوف سے لرز گیا۔

گوتم نے کہا۔ "میں تین کہنے کے بعد تمہیں گولی مار دوں گا اس سے پہلے تمہیں یقین دلانے کے لیے فائر کرتا رہوں گا۔"

اس کے تین کہنے سے پہلے ہی وہ لرزتے ہوئے بولا۔ "گولی نہ چلاؤ۔ اسے میرے پاس آنے دو۔ میں اس سے بات کروں گا۔"

میں فوراً ہی اس کے اندر پہنچ گیا۔ اس نے ایک گہری سانس لی۔ اس سے پہلے کہ گھبرا کر سانس روکتا اور مجھے باہر جانے پر مجبور کرتا۔ میں نے ایک بھونچال سا اس کے اندر پیدا کیا، وہ چیخ مار کر تڑپتا ہوا سیٹ اور اسٹیئرنگ کے درمیان نیچے گر پڑا۔

میں نے کہا۔ "میں تمہیں زیادہ تکلیف نہیں پہنچاؤں گا۔ صرف اتنا چاہتا ہوں کہ تم سانس روکنے اور خیال خوانی کرنے کے قابل نہ رہو۔"

اس کے ہاتھ پاؤں ڈھیلے پڑ گئے تھے۔ وہ کچھ بولنے کے قابل نہیں رہا تھا۔ میں نے کہا۔ "تم آہستہ سے اٹھو اور گوتم کی سیٹ پر جا کر بیٹھو۔ وہ تمہاری سیٹ پر آ کر ڈرائیو کرے گا۔"

دونوں نے میرے احکامات کی تعمیل کی۔ وہ گوتم کی سیٹ پر آ کر پشت سے ٹیک لگا کر گہری گہری سانسیں لینے لگا۔ کرونا گوتم کو کنٹرول کرنے لگی۔ وہ ہماری مرضی کے مطابق گاڑی کو واپسی کے راستے پر موڑ کر لوبن کی طرف جانے لگا۔

جب اس کے دماغ کی تکلیف کچھ کم ہوئی تو اس نے پوچھا۔ "تم کون ہو؟ مجھے کہاں لے جا رہے ہو؟"

میں نے کہا۔ "تم ان سِکس بلڈرز کے پاس جا رہے ہو۔"

وہ پریشان ہو کر بولا۔ "میں موت کے منہ میں جانا نہیں چاہتا۔ تم خواہ مخواہ مجھ سے دشمنی کیوں کر رہے ہو؟"

"تمہاری بہتری اسی میں ہے کہ یہاں سے دور نہ جاؤ۔ ورنہ جمائلہ تمہارا پیچھا نہیں چھوڑے گی۔"

"میں لوبن جاؤں گا تو وہ فوراً ہی میری شہ رگ تک پہنچ جائے گی۔"

"تمہارے پاس بھرا ہوا ریوالور ہے۔ تم بھی اسے گولی مار سکتے ہو۔ وہ شیطانی قوتیں رکھنے والی تمہیں فائرنگ سے نہیں روک سکے گی۔"

"یہ تو ٹھیک ہے، لیکن سیون بلڈرز کے جاسوس مجھے تلاش کرتے پھر رہے ہوں گے۔ وہ مجھے پکڑ لیں گے اور فوراً ہی گولی مار دیں گے۔"

"تم یہاں سے سیدھے بلڈر ٹو کے بنگلے میں جاؤ۔ وہاں جتنے بھی بلڈرز ہوں، ان سے کہو کہ وہ تمہارے ساتھ ناانصافی کرتے رہے ہیں۔ تم ان کے وفادار رہے لیکن انہوں نے تمہیں ایک بار اعصابی کمزوری میں مبتلا کیا۔ دوسری بار پھر کرنا چاہتے تھے۔ وہ یہ سمجھتے تھے کہ لوبن میں دو ابھی ٹیلی پیتھی جاننے والے پہنچے ہوئے ہیں۔ وہ کسی وقت بھی تمہیں اپنی گرفت میں لے کر اپنا تابعدار بنا سکتے ہیں۔"

"وہ میری کوئی بات نہیں سنیں گے۔ مجھے گولی مار دیں گے۔"

"تمہارے ہاتھ میں بھی ریوالور ہوگا۔ تم مرتے مرتے ان میں سے دو چار کو مار سکتے ہو۔ جب تمہیں ایسے بھی مرنا ہے اور ویسے بھی مرنا ہے تو اپنے دشمنوں کو موت کے گھاٹ اتارتے ہوئے مرو۔"

وہ دشمنوں کے درمیان جانا نہیں چاہتا تھا۔ مرنا نہیں چاہتا تھا، کوئی تدبیر سوچ رہا تھا کہ کسی طرح میری گرفت سے نکل بھاگے؟

میں نے کہا۔ "سوچو۔ تمہارا ذہن جتنی دور تک سوچ سکتا ہے۔ جتنی مکاریاں تم دکھا سکتے ہو دکھاؤ۔ میں صرف ایک ہی کام کروں گا اور وہ یہ کہ تمہیں دماغی توانائی حاصل کرنے نہیں دوں گا۔ تم جیسے ہی سانس روکنے اور توانائی حاصل کرنے کے قابل ہونے لگو گے تو پھر زلزلہ پیدا کروں گا۔"

وہ لوبن شہر میں داخل ہو گئے تھے۔ جمائلہ کو جب معلوم ہوا کہ کوبرا فرار ہو گیا ہے تو وہ ایک جگہ شانت ہو کر بیٹھ گئی۔ خلا میں تکنے لگی۔ کوبرا کا تصور کرتے ہوئے یہ دیکھنے لگی کہ وہ کہاں ہے اور کن راستوں سے گزر رہا ہے؟

اس کی نگاہوں کے سامنے دھند سی چھانے لگی۔ اس دھند میں کوبرا اسٹیئرنگ سیٹ پر بیٹھا کار ڈرائیو کر رہا تھا اور اس کے ساتھ والی سیٹ پر گوتم بھی بیٹھا ہوا تھا۔ وہ دونوں ہائی وے پر جا رہے تھے۔ یہ بات سمجھ میں آ رہی تھی کہ وہ بارڈر کراس کر کے اسپین جانا چاہتے ہیں۔

وہ فوراً ہی اپنی کار میں بیٹھ کر ادھر جانے لگی۔ شہر سے باہر

[ہائی] وے پر کار ڈرائیو کرتے ہوئے اس نے دور تک دیکھا پھر [ایک] طرف گاڑی روک کر دوبارہ کوبرا کو تصور میں دیکھنے لگی۔ اس بار گوتم اسٹیئرنگ سیٹ پر نظر آیا اور اس کے ساتھ [والی] سیٹ پر کوبرا یوں بیٹھا ہوا تھا، جیسے بیمار ہو گیا ہو۔ جمائلہ اس کے دماغ کے اندر گھس کر یہ معلوم نہیں کر سکتی تھی کہ میں اسے ٹریپ کر رہا ہوں اور شہر واپس لے جانے کے لیے دوسرا راستہ اختیار کر رہا ہوں۔ اگر ہائی وے پر اسے واپس لے جاتا تو جمائلہ سے ضرور ٹکراؤ ہوتا۔ میں نے ایسا ہونے نہیں دیا تھا۔

جمائلہ ہائی وے پر بہت دور نکل آئی تھی۔ جھنجلا رہی تھی۔ اس نے اپنی کار کو واپسی کے لیے موڑ لیا۔ راستہ بدل کر اس سڑک پر جانے لگی۔ جس پر میں کوبرا کو شہر کی طرف لے جا رہا تھا۔ اس سے بہت پہلے ہی بلڈر ٹو کے بنگلے کے سامنے پہنچ گیا تھا۔

احاطے کے بڑے گیٹ پر مسلح گارڈز تھے۔ وہ کوبرا کو پہچانتے تھے، انہوں نے اسے دیکھ کر سلیوٹ کیا۔ پھر گیٹ کھول دیا۔ گوتم ڈرائیو کرتا ہوا بنگلے کے دروازے کے سامنے پہنچا۔ کرونا نے گوتم کو کار میں ہی بٹھائے رکھا۔ کوبرا میری مرضی کے مطابق کار سے نکل کر ہاتھ میں ریوالور لیے دروازے پر آیا۔ مسلح گارڈ نے اسے روکتے ہوئے کہا۔ "جسٹ اے منٹ۔ میں باس کو انفارم کرتا ہوں۔"

وہ دروازے پر لگے ہوئے مائیک کا بٹن دبا کر اندر بیٹھے ہوئے تمام بلڈرز کو اطلاع دینا چاہتا تھا۔ اس سے پہلے ہی کوبرا نے میری مرضی کے مطابق اسے گولی مار دی۔ پھر ایک جھٹکے سے دروازہ کھول کر اندر آ گیا۔ اندر کوریڈور میں دو مسلح گارڈز تھے۔ انہوں نے یہی سمجھا کہ اسے اندر آنے کی اجازت مل گئی ہے، تب ہی باہر کے گارڈ نے تالا کھولا ہے۔

وہ کوریڈور سے گزرتا ہوا ایک دروازے کو کھول کر اندر آیا تو بڑے سے ہال میں چھ بلڈرز بیٹھے ہوئے تھے۔ اس ہال کے ایک ایک گوشے میں ایک ایک مسلح گارڈ کھڑا ہوا تھا۔

تمام بلڈرز اسے دیکھتے ہی چونک گئے۔ ایک دم سے اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔ کوبرا نے دونوں ہاتھوں سے ریوالور کو پکڑ کر ان کا نشانہ لیتے ہوئے کہا۔ "خبردار! کوئی مجھ پر گولی چلائے گا تو میں ان بلڈرز پر فائر کھول دوں گا۔"

ایک بلڈر نے حیرانی سے کہا۔ "اوہ گاڈ! جمائلہ کی آگہی بالکل درست ہوا کرتی ہے۔ اس وقت بھی وہی ہو رہا ہے جو اس نے ہم سے کہا تھا۔"

بے شک جمائلہ نے یہی کہا تھا۔ لیکن وہ خود یہ نہیں جان سکی تھی کہ کوبرا باغی بن کر نہیں آئے گا بلکہ میں اس کے اندر چھپ کر اسے وہاں پہنچاؤں گا۔ وہ آگہی کے وقت لوگوں کو ظاہری حالت میں تو دیکھ سکتی تھی لیکن ان کے اندر پہنچ کر یہ معلوم نہیں کر سکتی تھی کہ خیال خوانی کرنے والے ان کے اندر پہنچ کر کیا کر سکتے ہیں؟

ایک بلڈر نے کہا۔ "کوبرا! تم بہت ہی احمقانہ حرکت کر رہے ہو۔ جب کہ دیکھ رہے ہو کہ چاروں طرف سے گن پوائنٹ پر ہو۔ ہم میں سے کسی ایک پر ہی گولی چلا سکو گے۔ اس کے بعد حرام موت مرو گے۔"

دوسرے بلڈر نے کہا۔ "ہم نے ہمیشہ تمہاری قدر کی ہے اب بھی کریں گے۔ گن پھینک دو اور سہولت سے بات کرو۔"

وہ غصے سے بولا۔ "میں سہولت سے کیا بات کروں؟ تم لوگ ابھی مجھے اعصابی کمزوری میں مبتلا کرنا چاہتے تھے۔ یہ بھول گئے تھے کہ یہاں دو ٹیلی پیتھی جاننے والے تھے، اب وہ کہیں گم ہو گئے ہیں۔ لیکن میری دماغی کمزوری ظاہر ہوتے ہی وہ میرے اندر چلے آتے اور مجھے اپنا تابعدار بنا لیتے۔ مجھے تم لوگوں سے چھین لیتے۔ ایسے میں تم لوگوں کا بھی نقصان ہوتا اور میں بھی ان کا غلام بن جاتا۔ کیا اتنی سی بات تمہاری عقل میں نہیں آئی تھی؟"

ایک بلڈر نے کہا۔ "واقعی ہم نے یہ نہیں سوچا تھا کہ دو ٹیلی پیتھی جاننے والے اس شہر میں آ کر کہیں گم ہو گئے ہیں۔ وہ تمہارے دماغ پر قبضہ جما سکتے ہیں۔"

اس نے غصے سے کہا۔ "میرے ہاتھ میں ہتھیار دیکھ کر اپنی غلطی کا اعتراف کر رہے ہو۔ ابھی میں نہتا ہوتا تو مجھے گرفتار کر لیتے اور اعصابی کمزوری میں مبتلا کر کے یہاں زنجیروں میں جکڑ لیتے اور جبراً میری خیال خوانی کے ذریعے مجھ سے کام لیتے رہتے۔"

بلڈرز کے سامنے سینٹر ٹیبل پر ایک انٹر کام رکھا ہوا تھا۔ اس کا بزر سنائی دیا۔ ایک نے آگے بڑھ کر اسے آن کیا۔ دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔ "باس! مس جمائلہ آ چکی ہیں۔ انہوں نے گوتم کو اٹھا کر دیوار پر دے مارا ہے۔ وہ تکلیف سے تڑپ رہا ہے۔"

بلڈر ٹو نے کوبرا سے پوچھا۔ "کیا تمہارے ساتھ گوتم بھی آیا ہوا تھا؟"

"ہاں۔ آیا تھا۔ میں بھی انٹر کام کی آواز سن رہا ہوں۔ وہ چڑیل یہاں آ پہنچی ہے۔"

انٹر کام سے آواز ابھری۔ "اوہ باس! مس جمائلہ نے

گوتم کی گردن کی ہڈی توڑ دی ہے۔ وہ مر چکا ہے اور وہ اب بنگلے کے اندر آ رہی ہیں۔"

یہ سنتے ہی کوبرا نے اپنی گن کو مضبوطی سے پکڑ کر کہا۔ "اس میں آٹھ گولیاں ہیں۔ چھ تم لوگوں کے لیے ہیں اور دو اس چڑیل کے لیے۔ میں کسی کو زندہ نہیں چھوڑوں گا۔"

اس سے پہلے کہ وہ ٹریگر دباتا۔ چاروں طرف سے فائرنگ ہونے لگی۔ اس کے ہاتھ سے ریوالور چھوٹ گیا تھا۔ وہ زمین پر گر کر تڑپ رہا تھا۔

جمائلہ نے اندر آ کر دیکھا۔ آگہی کی اسکرین پر جو کچھ نظر آیا تھا۔ اب وہی آنکھوں کے سامنے دکھائی دے رہا تھا۔

ڑاؤ کوم کوبرا دم توڑ رہا تھا۔ ان آخری لمحات میں وہ اپنی پیاری محبوب بیوی اینجی کو دیکھ رہا تھا۔ بہت عرصہ پہلے میری داستان میں اینجی کا ذکر ہو چکا تھا۔ وہ کوبرا کی بیوی اور اس کے بچے کی ماں تھی۔ دونوں میاں بیوی میں بہت محبت تھی، اس نے کہا تھا۔ "کوبرا! چاہے کچھ ہو جائے کبھی فرہاد علی تیمور سے دشمنی نہ کرنا۔ میں نے ایک نہیں دو بار خواب میں دیکھا ہے کہ تم اس کے ہاتھوں مارے گئے ہو۔"

کوبرا نے ہنستے ہوئے کہا تھا۔ "خواب صرف خواب ہوتا ہے۔ تم فرہاد سے بہت زیادہ دہشت زدہ ہو۔ اس لیے تم نے ایسا خواب دیکھا ہے۔ حقیقتاً ایسا کچھ نہیں ہوگا۔"

اس نے کہا تھا۔ "میں کچھ نہیں جانتی۔ میرے بچے کی قسم کھا کر وعدہ کرو کہ کبھی فرہاد سے دشمنی مول نہیں لو گے۔"

اس نے قسم کھا کر یقین دلایا تھا اور بہت عرصے تک وہ مجھ سے دور رہا تھا۔ کبھی اس نے مجھ سے دشمنی نہیں کی تھی۔

پھر اس کی بیوی اور بچہ ایک حادثے میں ہلاک ہو گئے۔ دم توڑتے ہوئے بھی اینجی نے اسے تاکید کی تھی کہ وہ مجھ سے کبھی دشمنی نہ کرے۔

لیکن اس کی اور بچے کی موت کے بعد وہ سیون بلڈرز کی پناہ میں آ گیا تھا۔ یہاں رہ کر وہ ان کے لیے خدمات انجام دیتا رہتا اور مجھ سے دور رہتا تو میں کبھی اسے توجہ کے قابل نہ سمجھتا۔ لیکن یہاں اس نے اور مہادھابی نے خیال خوانی کے ذریعے سونیا پر حملہ کرایا تھا۔ اور آئندہ بھی اسے مارنے کی پلاننگ کر رہا تھا۔

ان حالات میں یہ کہنا چاہیے کہ اس کی محبوب بیوی اینجی کا خواب درست ہو رہا تھا۔ اس نے سونیا کے حوالے سے مجھ سے دشمنی کا آغاز کیا تھا اور میں اس کے اندر رہ کر اس مرحلے پر اسے لے آیا تھا جس کی پیش گوئی جمائلہ نے کی تھی۔

جمائلہ نے قریب آ کر کوبرا کو ایک ٹھوکر ماری۔ وہ ہمیشہ کے لیے ساکت ہو چکا تھا۔ اب کسی کی ٹھوکر اس پر اثر نہیں کر سکتی تھی۔ تمام بلڈرز جمائلہ کو تعریفی نظروں سے دیکھ رہے تھے اس نے جو کہا تھا وہی سامنے آیا تھا۔ اس کی آگہی کے مطابق کوبرا ایاغی بن کران کے پاس آ کر بے موت مرنے والا تھا۔ چونکہ آنکھوں کے سامنے یہی ہوا تھا۔ اس لیے وہ سونیا پر اور مجھ پر شبہ نہیں کر سکتے تھے۔

ہم نے اپنی انتقامی کارروائی کے ذریعے جمائلہ کی پیش گوئی کو درست ثابت کیا تھا۔

جمائلہ نے بلڈر نو سے پوچھا۔ "باس! کیا مہادھابی قابو میں آ چکا ہے؟"

اس نے کہا۔ "ہاں۔ اسے اعصابی کمزوری میں مبتلا کیا جا چکا ہے۔ میڈم سونیا یہاں آ رہی ہیں۔"

جمائلہ نے اس بنگلے کے باہر گوتم نارائن کی گردن کی ہڈی توڑ دی تھی۔ وہ بھی ختم ہو چکا تھا۔ کردنا یہی چاہتی تھی۔ اس کے مرتے ہی وہ سونیا کے پاس پہنچ گئی۔ سونیا نے کہا۔ "یہ اعصابی کمزوری میں مبتلا ہے۔ کمزوری کے باعث ایک آدھ گھنٹے میں سو جائے گا۔"

اس نے پوچھا۔ "مما! آپ کیا چاہتی ہیں؟"

"جمائلہ نے اپنی آگہی کے مطابق ان تمام بلڈرز سے کہا ہے کہ کوئی اس کے ساتھ ہونا چاہیے اور اس کی لاش کے پاس ایک ٹوٹا ہوا گلاس اور شراب کی خالی بوتل ہونی چاہیے۔"

وہ بولی۔ "نو پرابلم مما! یہ سب کچھ ہو جائے گا۔"

"لیکن مہادھابی شراب نہیں پیتا تھا۔ یہاں شراب کی بوتل نہیں ہوگی۔ یہ کہیں سے لانی ہوگی۔"

"آپ بالکل فکر نہ کریں۔ یہاں سے جائیں۔ گوتم نارائن اس کے پاس آ کر رات کو شراب پیا کرتا تھا۔ صرف مہادھابی اور کوبرا نشہ نہیں کرتے تھے۔ گوتم ان دونوں کے بنگلوں میں بوتل لا کر رکھتا تھا اور ان کے ساتھ بیٹھ کر گپیں ہانکتا تھا۔ وہ تینوں کسی نہ کسی کے ساتھ رنگ رلیاں منایا کرتے تھے اور گوتم پیتا رہتا تھا۔"

"تم یہ کہنا چاہتی ہو کہ اس کی رہائش گاہ میں شراب کی بوتل موجود ہے؟"

"جی ہاں۔ اب آپ جائیں، میں اس سے نمٹتی ہوں۔"

سونیا نے کمرے سے باہر آ کر مسلح گارڈ سے کہا۔ "مہادھابی سو رہا ہے۔ اسے ڈسٹرب نہ کیا جائے۔ تم سب اپنی ڈیوٹی پر مستعد رہو۔"

وہ انہیں تاکید کرنے کے بعد اپنی کار میں بیٹھ کر بلڈرز کے پاس جانے لگی۔ جمائلہ بھی اس کا وہاں انتظار کر رہی تھی۔

میں نے اس کے پاس آ کر کہا۔ "ہیلو میری جان!... مہادھابی کے ساتھ کیا ہو رہا ہے؟ اور کیا ہونے والا ہے؟"

"میں نے مہادھابی کو کردنا کے حوالے کر دیا ہے۔ جمائلہ کو جو آگہی حاصل ہوئی تھی۔ اسی کے مطابق کردنا اسے موت کے گھاٹ اتارے گی۔"

"میں نے بھی کوبرا کو اسی طرح ہلاک کرایا ہے جس طرح جمائلہ نے پیش گوئی کی تھی۔"

"میں آدھے گھنٹے میں بلڈرز کے پاس پہنچوں گی۔ تم کردنا کے پاس جاؤ اور اس کی مدد کرو۔"

میں نے کردنا کے پاس آ کر کہا۔ "بیٹی! میں ہوں۔ سانس نہ روکنا۔"

وہ خوش ہو کر بولی "پاپا! آپ میرے پاس آئے ہیں۔ بہت اچھا لگ رہا ہے۔ دیکھیں میں کیا کر رہی ہوں؟"

اس وقت وہ مہادھابی کے دماغ میں تھی۔ وہ کمزوری کے باوجود آہستہ آہستہ فرش پر رینگتا ہوا۔ دوسرے کمرے میں آیا تھا۔ وہاں اس نے ایک الماری سے خالی گلاس اور شراب کی بوتل نکالی تھی۔

وہ کردنا کی مرضی کے مطابق عمل کر رہا تھا۔ اس نے بوتل کھول کر تھوڑی سی شراب گلاس میں ڈالی پھر اس بوتل کو منہ سے لگا کر پینے لگا۔ چند گھونٹ پینے کے بعد ہی اس کا سر چکرانے لگا تھا۔ ایک تو پہلے ہی اعصابی کمزوری میں مبتلا تھا۔ شراب کو ہضم کرنے کا اس میں حوصلہ نہیں تھا۔

لیکن اسے وہی کرنا تھا جو کردنا چاہتی تھی۔ میں چپ چاپ تماشا دیکھ رہا تھا۔ اس نے کردنا کی مرضی کے مطابق گلاس کو اٹھا کر فرش پر دے مارا۔ وہ ٹوٹ کر دور تک بکھر گیا۔ پھر اس نے بوتل کو دوبارہ منہ سے لگایا۔

میں نے کہا۔ "ٹھیک ہے پلاؤ، اسے جبراً پلاؤ۔"

وہ پی نہیں پا رہا تھا۔ کچھ شراب اس کے حلق سے اتر رہی تھی۔ اس سے زیادہ منہ اور ناک سے باہر نکل رہی تھی۔ لیکن اس بوتل کو منہ سے ہٹا نہیں سکتا تھا۔ پھر ہم نے محسوس کیا کہ اب وہ شراب نگلنے کے قابل نہیں رہا ہے۔ ساری شراب منہ کے اندر جا کر باہر نکل رہی ہے۔

میں نے کردنا سے کہا۔ "اسے چھوڑ دو۔"

اس نے اس کے دماغ کو آزاد کر دیا، بوتل اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر فرش پر گر گئی۔ میں نے اس کے اندر ذرا سا زلزلہ پیدا کیا تو جیسے قیامت آ گئی۔ دماغی تکلیف ناقابل برداشت ہوئی۔ ایک تو پہلے ہی اعصابی کمزوری تھی اوپر سے شراب کی زیادتی تھی۔ وہ سانس لینا چاہتا تھا۔ لیکن شراب اس کے منہ، ناک، آنکھوں اور کانوں سے نکل کر بہنے لگی۔ وہ ایک ذرا تڑپنے کے بعد ہمیشہ کے لیے ساکت ہو گیا۔ ہماری سوچ کی لہریں اس کے مردہ دماغ سے نکل آئیں۔

سونیا ان بلڈرز کے پاس پہنچ گئی۔ جمائلہ نے پوچھا۔ "مما! کیا مہادھابی سو گیا ہے؟"

"ہاں۔ جب میں وہاں سے نکلی تو وہ سو چکا تھا۔"

جمائلہ نے کہا۔ "اس کا مطلب ہے کہ میری آگہی کے مطابق ابھی اس کی موت کا وقت نہیں آیا ہے۔ وہ کسی اور دن شراب پی کر مرے گا۔"

بلڈر نے کہا۔ "ہم نے فیصلہ کیا ہے کہ کسی بہترین تنویمی عمل جاننے والے کی خدمات حاصل کریں گے۔ اس کے ذریعے مہادھابی پر تنویمی عمل کرائیں گے اور اسے اپنا معمول اور تابعدار بنائیں گے۔"

سونیا نے کہا۔ "یہی مناسب ہوگا۔ اب مہادھابی پر بھروسا نہیں کرنا چاہیے۔ اسے پوری طرح تنویمی عمل میں جکڑ کر رکھنا چاہیے۔"

میں نے سونیا کے پاس آ کر کہا۔ "ہمارا کام ہو چکا ہے۔ تم کسی طرح انہیں مہادھابی کے پاس بھیجو۔"

سونیا نے ان بلڈرز کو دیکھ کر کہا۔ "میں مہادھابی کے بنگلے سے مطمئن ہو کر آئی ہوں۔ مسلح گارڈز بنگلے کے باہر ہیں۔ میں چاہتی ہوں کہ بنگلے کے اندر بھی دو چار گارڈز رہیں اور آپ لوگوں کو اس کی خیریت کی اطلاع دیتے رہیں۔"

ایک بلڈر نے فون کے ذریعے اس سیکورٹی افسر سے رابطہ کیا جو مہادھابی کے بنگلے میں اپنے سیکورٹی گارڈز کے ساتھ تھا۔ اس نے کہا۔ "تم اپنے دو مسلح گارڈز کے ساتھ بنگلے کے اندر رہو اور ہمیں مہادھابی کی خیریت کی اطلاع دیتے رہو۔"

اس نے کہا۔ "یس سر! میں ابھی اندر جا رہا ہوں اور آپ کو فون پر بتاتا ہوں۔"

وہ بلڈر ریسیور کان سے لگا کر انتظار کرنے لگا۔ تھوڑی دیر کے بعد ہی اسے یہ دھماکا خیز خبر ملی کہ مہادھابی مر چکا ہے۔ اس کے پاس شراب کی بوتل اور ایک ٹوٹا ہوا گلاس پڑا ہوا ہے۔

وہ بلڈر یہ سنتے ہی حیرت سے منہ کھول کر جمائلہ کی طرف دیکھنے لگا۔ جمائلہ نے پوچھا۔ "کیا ہوا؟"

"تمہاری وہ پیش گوئی بھی پوری ہو گئی ہے۔ مہادھابی مر چکا ہے۔ اس کے پاس اسی طرح ایک شراب کی بوتل پڑی

ہوئی ہے اور ایک گلاس ٹوٹا ہوا ہے۔"

سونیا نے حیرانی ظاہر کی۔ "یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ مہادھابی تو سو رہا تھا۔ پھر وہ شراب کیسے پی سکتا ہے؟ اور اس کے پاس شراب کی بوتل کہاں سے آ گئی؟"

وہ سب کے سب اس بنگلے سے نکلے اور گاڑیوں میں بیٹھ کر مہادھابی کے بنگلے میں پہنچ گئے، وہاں جا کر دیکھا تو بالکل وہی آ کچھ والا منظر تھا۔ سب کے ذہن میں یہ سوال پیدا ہو رہا تھا کہ جب مہادھابی سو چکا تھا تو پھر اس نے شراب کیسے اور کیوں پی؟ جب کہ وہ پینے کا عادی نہیں تھا۔

جمائلہ اپنی بڑی بڑی آنکھوں سے مہادھابی کی لاش کو گھور رہی تھی۔ شام سے صبح تک اس کی آنکھوں میں بلا کی کشش پیدا ہو جاتی تھی۔ یوں لگ رہا تھا کہ جیسے وہ دھابی کی لاش کے اندر گھس کر حقیقت معلوم کرنا چاہتی ہو۔ پھر وہ غصے سے بولی۔ "کسی ٹیلی پیتھی جاننے والے نے اسے شراب پینے پر مجبور کیا ہے۔ وہ ٹیلی پیتھی جاننے والی کرونا ہماری بدترین دشمن ہے۔ وہ یہاں سے کئی راز چرا کر لے گئی ہے۔ اسی نے مہادھابی کو بھی ہلاک کیا ہے۔ میں اسے زندہ نہیں چھوڑوں گی۔"

وہ پلٹ کر جانے لگی۔ ایک بلڈر نے پوچھا۔ "تم کہاں جا رہی ہو؟"

"میں اپنے ابوالہول کے پاس جاؤں گی۔ اس سے ایسی پراسرار قوت حاصل کروں گی کہ جلد سے جلد کرونا تک پہنچ سکوں۔"

وہ تیزی سے چلتی ہوئی باہر آئی پھر اپنی کار میں بیٹھ کر اپنے بنگلے کی طرف جانے لگی۔ ایسے وقت وہ سونیا کو بھی بھول گئی تھی۔ اس نے پلٹ کر اسے بھی نہیں دیکھا تھا۔ نہ ہی پوچھا تھا کہ مما آپ میرے ساتھ چلیں گی؟

اس وقت اس کے سر پر جنون سوار تھا۔ وہ تیزی سے ڈرائیو کرتی ہوئی آدھے گھنٹے کے اندر اپنے بنگلے کے سامنے پہنچ گئی۔ کار سے اتر کر بنگلے کے اندر جانے لگی۔ سونیا اپنی کار میں آ رہی تھی۔ دور ہی دور سے اس کا تعاقب کر رہی تھی۔

میں اور کرونا اس کے اندر موجود تھے۔ کرونا نے کہا۔ "پاپا! میں اندر سے بہت سہمی ہوئی ہوں۔ پتا نہیں وہ چڑیل کیسی قوتیں حاصل کرے گی؟ وہ اچانک ہی موت بن کر میرے سامنے آ سکتی ہے۔"

سونیا نے کہا۔ "تمہیں خوفزدہ نہیں ہونا چاہیے۔ تم ہماری بیٹی بن چکی ہو۔ ہم تم پر کوئی آفت نہیں آنے دیں گے۔"

وہ اپنے بنگلے کے اندر پہنچ گئی تھی۔ اس نے بیڈ روم میں آ کر اس صندوق کی طرف دیکھا۔ جس میں ابوالہول کا بت رکھا ہوا تھا۔ وہ تیزی سے چلتی ہوئی اس کے پاس آئی پھر دونوں گھٹنے ٹیک کر اس کے سامنے بیٹھ گئی۔ سر جھکا کر اس صندوق سے اپنی پیشانی لگائی پھر اس کی کنڈی کو کھول کر اس کے اوپری حصے کو اٹھایا۔ بیڈ روم کی روشنی صندوق کے اندر پہنچ رہی تھی۔

وہ اندر کا منظر دیکھ کر دنگ رہ گئی۔ اس کے ذہن کو زبردست جھٹکا پہنچا تھا۔ پھر اس کے حلق سے ایک فلک شگاف چیخ نکلی۔ "نہیں۔ نہیں......"

وہ بت کے ٹکڑوں کو دونوں ہاتھوں سے سمیٹ کر اپنے سینے سے لگا کر رونے لگی۔ چیخ چیخ کر کہنے لگی۔ "یہ نہیں ہو سکتا، یہ اپنے آپ ٹکڑے ٹکڑے نہیں ہو سکتا۔"

وہ ایسے چیخیں مار رہی تھی جیسے پاگل ہو گئی ہو۔ کمرے کی ایک ایک چیز کو اٹھا کر پھینک رہی تھی۔ بھاری بھرکم بیڈ کو اٹھا کر اس نے دوسری طرف پلٹ دیا۔ اس کی چیخیں تھیں کہ رک نہیں رہی تھیں۔ وہ دونوں ہاتھ پھیلا کر کہہ رہی تھی۔ "اے ہول پیدا کرنے والے ابوالہول! کس نے تیرے ساتھ ایسا سلوک کیا ہے؟ مجھے بتا میں اسے زندہ نہیں چھوڑوں گی۔ میں ساری دنیا کو آگ لگا دوں گی۔"

وہ دوڑتی ہوئی باہر آئی پھر کار کی ڈکی میں سے پیٹرول کا گیلن نکال کر بنگلے کے اندر آئی۔ اندر سے پیٹرول چھڑکتی ہوئی باہر پہنچی پھر باہر پیٹرول چھڑکنے لگی۔ چیخ چیخ کر گالیاں دینے لگی۔ پھر اس نے اس بنگلے کو ماچس کی ایک تیلی دکھا دی۔

یکبارگی آگ باہر سے اندر کی طرف پھیلنے لگی۔ چاروں طرف شعلے بھڑکنے لگے۔ وہ باہر ادھر سے ادھر دوڑ رہی تھی۔ چیخ چیخ کر کہہ رہی تھی۔ "اے ہول پیدا کرنے والوں کے باپ! اے ابوالہول! میں آ رہی ہوں۔ تیرے پاس پہنچ رہی ہوں۔ تو نے مجھے دشمن تک نہ پہنچایا تو میں ساری دنیا کو آگ لگا دوں گی۔"

سونیا نے اپنی کار اس بنگلے سے بہت دور روک دی تھی۔ وہاں سے دیکھ رہی تھی۔ جمائلہ دونوں ہاتھ آسمان کی طرف اٹھائے حلق پھاڑ پھاڑ کر چیخ رہی تھی۔ اس کا وجود وارننگ دے رہا تھا کہ اس وقت اس کے قریب نہیں جانا چاہیے۔

ابوالہول کا بت ٹکڑے ٹکڑے ہوا تھا اور جمائلہ کا جیسے دماغ پھٹ گیا تھا، وہ پاگل ہوگئی تھی، حلق پھاڑ پھاڑ کر چیخ رہی تھی۔ اس نے جنون میں آکر اپنے بنگلے کو آگ لگا دی تھی، شعلے اس بنگلے کے اندر اور باہر ایسے بھڑک رہے تھے، ایسے بلندی کی طرف لپک رہے تھے، جیسے آسمان کو چھو لینا چاہتے ہوں۔

وہ ان شعلوں سے ذرا دور جنون میں آکر ناچ رہی تھی، کبھی اچھل اچھل کر زمین پر گر رہی تھی اور اپنا سر پیٹ رہی تھی، وہاں دوسرے بنگلے ایک دوسرے سے بہت فاصلے پر بنے ہوئے تھے، پھر بھی آس پاس والے گھبرا گئے تھے، سبھی دوڑتے ہوئے وہاں آئے تھے، وہ معلوم کرنا چاہتے تھے کہ آگ کیسے لگی ہے؟ کیا وہ آگ ان کے بنگلوں تک بھی پہنچے گی؟

ان میں سے کئی افراد نے فون کے ذریعے فائر بریگیڈ والوں کو طلب کیا تھا، سونیا دور کار میں بیٹھی ہوئی کھڑکی سے باہر یہ تماشا دیکھ رہی تھی۔ جمائلہ کی حالت دیکھ کر پریشان ہو رہی تھی، میں اور کرونا اس کے دماغ میں تھے، اعلیٰ بی بی اور کبریا بھی آ گئے تھے۔

کرونا نے کہا۔ ''مما......! میں آپ کے جذبات کو سمجھ رہی ہوں۔ آپ جمائلہ کو بیٹی کہتی ہیں، اس کے پاس جانا چاہتی ہیں۔ لیکن ابھی اس کے پاس جانا مناسب نہیں ہے۔ وہ ایسے وقت سگے ماں باپ کو بھی نہیں پہچانے گی۔ آپ کا بھی لحاظ نہیں کرے گی۔''

فائر بریگیڈ والے آگئے تھے۔ وہ آگ پر قابو پانے کی کوششیں کر رہے تھے، کچھ لوگوں نے جمائلہ کو پکڑ کر اس سے پوچھنا چاہا کہ اسے کیا ہو گیا ہے؟ اور یہ آگ کیسے لگی ہے؟

وہ اپنے قریب آنے والوں کو ایک ہی دھکے میں کئی کئی گز دور پھینک رہی تھی۔ سب اس خوفزدہ ہو کر دور ہٹ رہے تھے۔ سمجھنے کی کوششیں کر رہے تھے کہ آخر وہ کیا بلا ہے؟

پولیس والے بھی وہاں پہنچ گئے تھے۔ ایسے وقت وہ چھ بلڈرز بھی آ گئے تھے۔ انہوں نے فوراً ہی پولیس والوں کے پاس پہنچ کر انہیں جمائلہ کے قریب جانے سے روکا ما ایک بلڈر نے پولیس افسر سے کہا۔ ''یہ لڑکی میری پرسنل سیکرٹری ہے، صدمے سے پاگل ہو رہی ہے، آپ لوگ اس کے قریب نہ جائیں، ہم اسے سمجھاتے ہیں۔''

وہ چھ بلڈرز اس کے قریب جانے کی ہمت نہیں کر سکتے تھے، اسے دور ہی دور سے سمجھانے لگے۔ ایک نے کہا۔ ''جمائلہ پلیز! ایک ذرا شانت ہو جاؤ، ہمیں بتاؤ کہ تمہارے بنگلے میں کس نے آگ لگائی ہے؟''

وہ مٹھیاں بھینچ کر چیختے ہوئے بولی۔ ''میرے ابوالہول کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے گئے ہیں۔ میں ایسا کرنے والوں کو زندہ نہیں چھوڑوں گی۔''

وہ حیرانی اور بے یقینی سے اس کا منہ تکنے لگے۔ وہ آسمان کی طرف دونوں ہاتھ اٹھاتے ہوئے بولی۔ ''اے ابوالہول! میں تجھے تیری پُراسرار قوتوں کی قسم دیتی ہوں۔ مجھے ایک بار بتا دے کس نے ایسا کیا ہے؟ میں جب تک ان دشمنوں کا لہو نہیں نچوڑوں گی، ان کی ہڈیاں نہیں توڑوں گی، مجھے سکون نہیں ملے گا۔''

وہ چیختی جا رہی تھی۔ اِدھر سے اُدھر جاتے ہوئے بولتی جا رہی تھی۔ تمام بلڈرز نے سوچا کہ اسے ابوالہول کے بارے میں زیادہ نہیں بولنا چاہیے، لوگوں کی بھیڑ بڑھتی جا رہی ہے۔ انہیں معلوم نہیں ہونا چاہیے کہ یہ کسی بت کی پوجا کرتی ہے۔ اور اس سے پُراسرار قوتیں حاصل کرتی ہے۔ اگر معلوم ہوگا تو یہاں سب ہی دہشت زدہ ہو جائیں گے۔ پھر اس علاقے کے لوگ اس کے خلاف قانونی کارروائی بھی کر سکتے ہیں۔

انہوں نے بڑی محبت سے کہا۔ ''دیکھو جمائلہ! ہم تمہاری بہت عزت کرتے ہو۔ ہم بھی تمہاری عزت کرتے ہیں۔ ہم تمہارے قریب آ رہے ہیں۔''

وہ اس کے قریب جاتے ہوئے بار بار کہنے لگے ''ہم تمہارے قریب آ رہے ہیں ......ہم تمہارے قریب آ رہے ہیں۔''

وہ ذرا چپ ہو گئی تھی، انہیں اپنے قریب آتے دیکھ رہی تھی۔ پھر اس نے قریب آنے والوں سے کہا۔ ''میں آپ سب کی باتیں مانتی ہوں۔ کیا آپ میری بات مانیں گے؟''

''تم جو کہو گی وہ ہم مانیں گے۔ تمہاری ہر خواہش پوری ہوگی، بولو کیا چاہتی ہو؟''

''ابھی کسی بھی پہلی فلائٹ میں سیٹ ریزرو کرائیں۔ میں قاہرہ جاؤں گی۔ ابھی اپنے ابوالہول کے پاس جاؤں گی۔ اس سے پوچھوں گی' اس بت کو توڑنے کی ہمت کس میں ہوگی؟ کس نے ایسا کیا ہے؟''

ایک بلڈر نے پولیس والوں سے کہا۔ ''آپ ان لوگوں کو ذرا دور کر دیں۔ ہم اسے سمجھا رہے ہیں۔''

وہ نہیں چاہتا تھا کہ جمائلہ سے ہونے والی گفتگو دوسرے لوگ سن سکیں۔ ایک بلڈر نے جمائلہ سے کہا۔ ''بے شک۔ تم قاہرہ جا سکو گی، لیکن قاہرہ جانے والی فلائٹ کل شام کو یہاں سے روانہ ہوگی۔''

وہ چیخ کر بولی۔ ''میں کچھ نہیں جانتی۔ مجھے قاہرہ جانا ہے۔ اگر کوئی فلائٹ نہیں ہے تو کسی طرح کوئی طیارہ چارٹر کراؤ۔ ٹو سیٹر جہاز یا ہیلی کاپٹر خرید لو، میں ابھی جاؤں گی۔ ضرور جاؤں گی۔''

''پلیز جمائلہ۔! تم غصے اور جنون میں سمجھ نہیں رہی ہو۔ ہم تمہارے لیے ایک نہیں دس طیارے اور ہیلی کاپٹر خرید سکتے ہیں، لیکن خریدنے میں بہت وقت لگتا ہے۔ اس شہر اور اس ملک میں کوئی قابلِ فروخت طیارہ یا ہیلی کاپٹر نہیں ہے۔ ہمیں متعلقہ کمپنی سے رابطہ کرنا ہوگا، گفت و شنید میں رات سے ہو جائے گی۔ خریداری میں صبح سے شام ہو جائے گی۔''

دوسرے بلڈر نے کہا۔ ''تمہارے مسئلے کا ایک حل ہے، تم شانت ہو گی تو ہم تمہیں بتائیں گے۔''

وہ اس کی طرف گھوم کر بولی۔ ''بولو کیا کہنا چاہتے ہو؟''

''ہم ابھی فون کے ذریعے قاہرہ میں اپنے ایجنٹ سے ...کرتے ہیں۔ وہ ابوالہول کے ایک نہیں دس بت خریدے پھر وہاں سے کسی بھی فلائٹ سے یہاں بھیج دے گا، وہ بت صبح یا شام تک تمہارے پاس ضرور پہنچ جائے گا۔''

وہ غصے سے مٹھیاں بھینچتے ہوئے بولی۔ ''تب تک میں کیا ...وں......؟''

ایک نے اسے تھپکتے ہوئے کہا۔ ''صبر کرو۔ صرف کل ...حالات سے سمجھوتا کرو۔ ہم یہاں ابوالہول کا بت بھی ...آئیں گے اور اس دشمن کا بھی سراغ لگائیں گے' جس نے ...بت کو توڑا ہے اور اس گھر کو آگ لگائی ہے۔''

وہ غصے سے دانت پیستے ہوئے بولی۔ ''اپنے گھر کو میں خود آگ لگائی ہے۔ اگر وہ بت نہ ملا اور وہ دشمن میری ...نت میں نہ آیا۔ تو میں تم سب کے گھروں کو بھی آگ لگا ...ؤں گی۔ ساری دنیا کو آگ لگا دوں گی۔''

سونیا نے کار سے اترتے ہوئے کہا۔ ''فرہاد۔! وہ بلڈرز ...باتیں کر رہی ہے۔ مجھے بھی اس کے پاس جانا چاہیے۔''

میں نے کہا۔ ''ہاں۔ اب تم جا سکتی ہو۔ ہمیں بھی معلوم ...چاہیے کہ وہ کیا باتیں کر رہے ہیں؟ اور آئندہ کیا کرنے ...والے ہیں؟''

...وہ تیزی سے چلتی ہوئی جمائلہ کے پاس آئی۔ اس نے کہا۔ ''ممی! آپ کہاں چلی گئی تھیں؟''

''بیٹی! میں دور سے ہی تمہیں دیکھ رہی تھی۔ تم نے ہی ...کیا ہے کہ ایسے جنون کے وقت میں تمہارے پاس نہ آیا ...وں۔''

ایک بلڈر نے کہا۔ ''یہ تم نے اچھا ہی کیا کہ اب تک اس ...سے دور ہی رہیں۔''

دوسرے بلڈر نے دور اس کی کار کی طرف دیکھ کر پوچھا ''تم اپنے بنگلے میں نہیں تھیں؟ کار میں تھیں؟''

''ہاں۔ میں کار میں آتے ہی وہاں رک گئی تھی۔ اس وقت دیکھا تو یہ پیٹرول چھڑک کر آگ لگا رہی تھی۔ میں سمجھ گئی کہ یہ کسی وجہ سے جنون میں مبتلا ہو گئی ہے۔''

ان میں سے تین بلڈرز علاقے کے لوگوں کو بتا رہے تھے کہ کسی دشمن نے اس بنگلے میں آگ لگائی ہے۔ ان کا سراغ لگایا جائے گا۔

اس علاقے کے ایک شخص نے غصے سے کہا۔ ''ہم اس لڑکی کو ہمیشہ اس بنگلے میں آتے جاتے دیکھتے رہے ہیں لیکن ہم نے کبھی سوچا نہیں تھا کہ یہ شیطانی طاقت رکھتی ہوگی۔ ہمیں یقین نہیں آ رہا ہے۔ یہ ہمیں اٹھا اٹھا کر دور پھینک رہی تھی۔''

پھر ایک بلڈر نے کہا۔ ''یہ کوئی انوکھی یا حیرت انگیز بات نہیں ہے۔ دراصل یہ لڑکی بُل فائٹر ہے۔ اکثر بل فائٹنگ کے لیے میڈرڈ جایا کرتی ہے۔''

دوسرے بلڈر نے کہا۔ ''پلیز۔ آپ لوگ اپنے اپنے گھر جائیں۔ پولیس والوں کو اپنا کام کرنے دیں۔''

وہاں سے بھیڑ چھٹنے لگی۔ ایک بلڈر نے ایک پولیس افسر کو نوٹوں کی گڈی دیتے ہوئے کہا۔ ''آپ معاملے کو ہم پر چھوڑ دیں۔ اور صرف دکھاوے کی کارروائی کریں۔''

فائر بریگیڈ والوں نے آگ بجھا دی تھی۔ بنگلے کے اندر باہر کہیں کہیں سے دھواں اٹھ رہا تھا۔ ایک بلڈر نے ان کی بھی جیبیں گرم کیں۔ وہ اور پولیس والے وہاں سے چلے گئے۔ دوسرے بلڈر سونیا کو بتا رہے تھے کہ جمائلہ جس ابوالہول کو پوجتی ہے۔ اس بت کو کسی نے توڑ دیا ہے۔ اسی لیے یہ جنونی ہو رہی ہے۔

ایک بلڈر نے کہا۔ ''تھینکس گاڈ! جمائلہ خود کو کنٹرول کر رہی ہے۔ اور یہ ہمارے لیے خوشی اور اطمینان کی بات ہے۔ میں ابھی قاہرہ کے ایجنٹ کو فون کرتا ہوں۔''

جمائلہ نے پریشان ہو کر کہا۔ ''میری سمجھ میں نہیں آتا کہ میرا ابوالہول مجھے جلد سے جلد کیسے ملے گا؟ یہاں آدھی رات ہے تو قاہرہ میں رات کے دو بجے ہوں گے۔ ساری دکانیں بند ہوں گی۔ آپ کا ایجنٹ کل صبح دس بجے سے پہلے ابوالہول کا بت خرید نہیں سکے گا۔ فار گاڈ سیک۔ مجھے کسی طرح قاہرہ پہنچا دو۔''

سونیا نے اسے تھپکتے ہوئے کہا۔ ''موجودہ حالات میں اسی طرح خود پر قابو رکھو۔ اور صبر کرتی رہو۔ کل شام سے پہلے تم یہاں سے نہیں جا سکو گی۔ اور ہمارے ایجنٹ قاہرہ سے اس بت کو کل دس بجے کے بعد ہی روانہ کر سکیں گے۔''

"پتا نہیں۔ کل دس بجے کے بعد وہاں سے کوئی آنے والی فلائٹ انہیں ملے گی یا نہیں؟ اور اگر نہیں ملے گی تو وہ بت رات تک بھی میرے پاس نہیں پہنچ سکے گا۔"

سونیا نے کہا۔ "میں ایک تدبیر بتا رہی ہوں۔ اس پر عمل کرو، جب تک تمہارے پاس اس کا بت نہ آئے تب تک تم اس کی تصویر کی پوجا کر سکتی ہو۔"

جمائلہ نے سوچتی ہوئی نظروں سے سونیا کو دیکھا پھر کہا۔ "ہاں مما! کم از کم تصویر ہی مجھے مل جائے، لیکن کہاں سے ملے گی؟ میں نے اس شہر میں کہیں بھی ابوالہول کی تصویر نہیں دیکھی ہے۔"

سونیا نے ایک بلڈر سے کہا۔ "ایک بڑی سی ڈرائنگ شیٹ اور ایک بلیک مارکر منگوایا جائے۔ جمائلہ خود اپنے ہاتھ سے ابوالہول کی تصویر بنائے گی۔"

اس نے کہا۔ "مما۔! مجھے تصویر بنانی نہیں آتی۔"

تم رات کے وقت ابوالہول سے جب بھی کوئی پُراسرار قوت مانگتی ہو تو، وہ تمہیں مل جاتی ہے۔ آج تم اس سے اس کی تصویر بنانے کی صلاحیت مانگو۔ دیکھو۔ وہ تمہارے اندر یہ ہنر پیدا کرتا ہے یا نہیں؟"

وہ سب سونیا کے بنگلے پر آ گئے۔ ایک بلڈر نے فون کے ذریعے ماتحت کو حکم دیا کہ فوراً ایک بڑی سی ڈرائنگ شیٹ اور ایک بلیک مارکر لایا جائے۔

اعلیٰ بی بی نے کہا۔ "مما۔! آپ نے اس کے بت کو چکنا چور کرا دیا۔ تاکہ وہ اس کی پرستش نہ کر سکے۔ اب آپ خود ہی اسے اس کی تصویر بنانے کو کہہ رہی ہیں۔ کیا آپ اسے بت پرستی کی طرف نہیں لے جا رہی ہیں؟"

کبریا نے پوچھا۔ "مما! کیا آپ بھی مانتی ہیں کہ ابوالہول کوئی نادیدہ شیطانی قوت ہے' جو اسے پُراسرار قوتیں دیتا رہتا ہے؟"

سونیا نے کہا۔ "میں یہ سب نہیں مانتی۔ ابوالہول کا دیدہ یا نادیدہ وجود نہیں ہے۔ اور جب نہیں ہے تو اس کی طرف سے کوئی شیطانی قوت جمائلہ کو نہیں ملتی ہے۔"

"پھر وہ رات کے وقت ایسی پُراسرار قوتیں کیسے حاصل کرتی ہے؟ کس سے حاصل کرتی ہے؟"

سونیا نے کہا۔ "یہ تو خدا ہی بہتر جانتا ہے۔ میں تو اتنا ہی سمجھتی ہوں کہ یہ پیدائشی طور ایسی پُراسرار لڑکی ہے۔ دن میں کچھ ہوتی ہے اور رات میں کچھ ہو جاتی ہے۔ قدرت کا یہ بھید میں نہیں جانتی۔ میرا ایمان ہے کہ علم و ہنر غیر معمولی صلاحیتیں اور قوتیں صرف اللہ تعالیٰ ہی عطا کر سکتا ہے۔ ہماری دنیا میں

کچھ ایسے کردار اور واقعات رونما ہوتے ہیں' جو ہمارے لیے ناقابلِ فہم ہوتے ہیں۔ ہم ان پر حیران ہوتے ہیں اور کبھی ان کے بارے میں سمجھ نہیں پاتے۔"

میں نے کہا۔ "سونیا! میں نے تم سے کہا تھا کہ اپنے لیے ایک ملازمہ یا ایسا باڈی گارڈ رکھو' جو دن رات تمہارے ساتھ رہے۔ اس طرح میں اس ملازمہ یا باڈی گارڈ کو اپنا آلۂ کار بنا کر اس کے ذریعے تمہاری نگرانی بھی کرتا رہوں گا اور اس کے دماغ میں رہ کر جمائلہ اور بلڈرز وغیرہ کی باتیں بھی سن سکوں گا۔"

سونیا نے کہا۔ "اب خیال خوانی کرنے والے زازکوم کو برا اور مہادھالی نہیں رہے۔ یہ اندیشہ نہیں رہا کہ وہ کسی وقت اچانک آ کر میرے دماغ میں تمہاری باتیں سن سکتے ہیں۔ اب تو تم آسانی سے میرے دماغ میں آ کر گھنٹوں رہ سکتے ہو۔"

میں نے کہا۔ "ابھی ایک اور خیال خوانی کرنے والی کی طرف سے خطرہ ہے۔ تم اسے نہیں جانتی ہو۔ لیکن اتنا تو معلوم ہے کہ جمائلہ نے دو ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو بری طرح زخمی کیا تھا۔ ان میں سے ایک عورت اور دوسرا مرد ہے۔"

میں اسے وردان اور نومی کرسٹل کے بارے میں بتانے لگا۔ میں نے کہا۔ "وردان کو تو میں نے اپنا تابعدار بنا لیا ہے۔ وہ شبہ کر رہا ہے کہ وہ خیال خوانی کرنے والی نومی کرسٹل ہے لیکن میں یقین نہیں کروں گا، کیونکہ میں نے نومی کے دماغ میں رہ کر اسے دم توڑتے دیکھا ہے؟"

سونیا نے کہا۔ "بہرحال۔ وہ جو کوئی بھی ہے۔ واقعی اس کی طرف سے اندیشہ رہے گا۔ وہ اس شہر سے بھاگنے والی واپس آ سکتی ہے۔ تم کسی بھی طرح وردان کے ذریعے اسے ٹریپ کرو۔ میں تمہارے مشورے کے مطابق دو باڈی گارڈز کی خدمات حاصل کروں گی۔ ایک دن کو اور دوسرا رات کو میرے ساتھ رہا کرے گا۔"

ان بلڈرز کا ایک ماتحت بڑی سی ڈرائنگ شیٹ اور بلیک مارکر لے آیا۔ سونیا نے اس ڈرائنگ شیٹ کو ایک میز پر بچھا کر کہا۔ "جمائلہ! یہ شیٹ ہے اور یہ مارکر ہے۔ اب تم اپنے ابوالہول کو مخاطب کرو۔ اور اس سے تصویر بنانے کی صلاحیت طلب کرو...... دیکھو! وہ تمہیں یہ صلاحیت دیتا ہے یا نہیں؟"

اس نے مارکر کو ہاتھ میں لے کر میز پر بچھے ہوئے سفید کاغذ کو دیکھا پھر زیرِ لب کہنے لگی۔ "اے ہول پیدا کرنے والے ابوالہول! تو مجھ سے بچھڑ گیا ہے۔ کسی نے تیرا بت توڑ کر تیری توہین کی ہے۔ میں اس دشمن کو زندہ نہیں چھوڑوں گی۔ تو

ہی مجھے اس دشمن تک پہنچائے گا۔ بول......! مجھے اس دشمن تک پہنچائے گا؟"

پھر وہ ڈرائنگ شیٹ کو گھورتے ہوئے بولی۔ "میں تجھ سے محروم ہو گئی ہوں۔ تجھے دیکھنا چاہتی ہوں۔ اس کاغذ پر تجھے دیکھ کر تیری تصویر بنانا چاہتی ہوں۔ آجا...... میری نگاہوں کے سامنے آجا...... میں تجھے دیکھنا چاہتی ہوں۔ میری یہ آرزو پوری کر دے۔ میں تیرے بغیر نہیں رہ سکتی۔ آجا...... میری نگاہوں کے سامنے آجا......"

اسے اپنی سماعت میں بادلوں کی گڑگڑاہٹ اور بجلی کے کوندنے کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔ جبکہ اس وقت موسم ایسا نہیں تھا۔ میں سونیا کے اندر رہ کر دیکھ رہا تھا۔ وہ دونوں ہاتھ سینے پر باندھے ابوالہول کو مخاطب کر رہی تھی اور اسے اپنی نگاہوں کے سامنے آنے کے لیے بار بار کہہ رہی تھی۔

پھر وہ ایک دم سے خوش ہو کر کاغذ کو دیکھنے لگی۔ "وہ نظر آ رہا ہے' مجھے نظر آ رہا ہے۔"

اس نے سونیا کی طرف پلٹ کر کہا۔ "مما! اس کاغذ پر دیکھو۔"

اس نے بلڈرز کو بھی مخاطب کر کے کہا۔ "آپ سب دیکھیں۔ وہ نظر آ رہا ہے۔"

سب اس شیٹ کی طرف دیکھنے لگے۔ وہ پہلے ہی کی طرح سادہ تھا، وہاں کچھ نظر نہیں آ رہا تھا۔ لیکن وہ مارکر ہاتھ میں لیے خطوط کھینچتی جا رہی تھی۔ سب حیرانی سے دیکھ رہے تھے۔ رفتہ رفتہ ابوالہول کا چہرہ بنتا جا رہا تھا۔

یہ بات سمجھ میں آ رہی تھی کہ واقعی اسے اس شیٹ پر ابوالہول کی صورت نظر آ رہی ہوگی' جس پر وہ مارکر پھیر رہی تھی۔ پندرہ منٹ کے اندر ہی ابوالہول کا مکمل چہرہ اس شیٹ پر ابھر آیا۔

وہ خوشی سے چیخ پڑی۔ میز پر جھک کر اس سے لپٹ گئی۔ ہم سب ابوالہول کے لیے اس کی دیوانگی دیکھ رہے تھے۔ وہ اس تصویر کو سینے سے لگا رہی تھی۔ چوم رہی تھی۔ اس کی چاہت میں دیوانی ہو رہی تھی۔

مما نے کہا۔ "سونیا! اگر کبھی یہ بھید کھل جائے کہ تم نے اس بت کو تڑوایا ہے اور تم اس کی معمولہ اور تابعدار بننے کا ڈھونگ رچا رہی ہو اور اسے دھوکا دیتی آ رہی ہو۔ تب کیا ہو گا؟"

وہ بولی۔ "ہاں۔ یہ ایسی بلا ہے۔ جس سے کوئی انسان بھی مقابلہ نہیں کر سکتا۔ ہم جسمانی قوتوں اور غیر معمولی ذہانتوں سے بھی اسے قابو میں نہیں کر سکیں گے۔"

"انسان اپنی ذہانت سے تو پہاڑوں کو جھکا دیتا ہے۔ چاند اور ستاروں پر کمند ڈالتا ہے۔ تم بھی ذہانت سے کام لے کر وقت سے پہلے ہی اپنا بچاؤ کر سکتی ہو۔"

"تم کیا چاہتے ہو؟"

"تمہیں چڑیلوں سے ہمیشہ دور رہنا چاہیے۔ سانپ سے شیطان سے اور دشمنِ ایمان سے...... سانپ کو دودھ پلاؤ تب بھی وہ ڈس لیتا ہے، اور ایمان کے جو دشمن ہوتے ہیں وہ دراصل شیطان ہی ہوتے ہیں۔ تمہارے سامنے جمائلہ کی مثال ہے۔ اس وقت یہ ایمان کی دشمن ہے۔ صبح اذان کے بعد تبدیل ہو گی تو مسلمان ہو گی۔ رات کا اندھیرا پھیلتے ہی پھر شیطان کے زیرِ اثر آ جائے گی۔ لہٰذا شیطان سے دور ہو جاؤ۔"

الپا نے کہا۔ "ہاں مما! پاپا نے درست کہا ہے۔ آپ کو اس چڑیل سے دور رہنا چاہیے۔"

سونیا نے بڑی محبت سے جمائلہ کی طرف دیکھ کر کہا۔ "بےشک۔ یہ کسی وقت بھی جانی دشمن بن سکتی ہے۔ لیکن مجھے اس پر پیار آتا ہے۔ ایسے میں اس کا کیا قصور ہے؟ یہ اپنی مرضی سے تو تبدیل نہیں ہوتی ہے۔ یہ قدرتی حالات ہیں' جو اسے رات کی تاریکی میں چڑیل بنا دیتے ہیں۔"

اعلیٰ بی بی نے کہا۔ "پلیز مما! آپ اس سے ہمدردی نہ کریں۔ یہ محبت اور ہمدردی آپ کو بہت مہنگی پڑے گی۔"

کبریا نے کہا۔ "میں مما کے چور خیالات پڑھ رہا ہوں۔ یہ چاہتی ہیں کہ کسی بھی طرح جمائلہ تبدیل ہو جائے دن کی طرح رات کو بھی ایمان اس پر حاوی رہے۔ اور شیطان ہمیشہ کے لیے اس کے اندر سے بھاگ جائے۔"

"بےشک۔ میں یہی چاہتی ہوں۔ فرہاد! کیا اسے بابا صاحب کے ادارے میں لے جا کر بھی اس کے اندر تبدیلیاں نہیں لائی جا سکیں گی؟"

"میں آمنہ سے اس سلسلے میں بات کروں گا۔"

کبریا نے کہا۔ "یہ باتیں تو ہوتی رہیں گی۔ ابھی تو آپ پاپا کے مشورے پر عمل کریں۔ اس شہر اور اس ملک سے نکل جائیں۔ ہمارے پاس چلی آئیں۔"

سونیا یادداشت واپس آنے کے بعد پہلی بار دیکھ رہی تھی کہ ہم سب اس کے اپنے ہیں۔ اس کے لیے کتنی محبتیں رکھتے ہیں اور یہ نہیں چاہتے کہ وہ کسی بھی خطرے سے دوچار ہوتی رہے۔

وہ خوش ہو کر بولی۔ "تم سب یہی چاہتے ہو تو یہی ہو گا۔ لیکن ذرا صبر کرو۔ جمائلہ کے لیے میری محبتوں اور جذبوں کو سمجھو۔ میں نے اسے بیٹی کہا۔ اور یہ مجھے بیٹی ہی لگتی

ہے۔ اس لیے میں اسے شیطانی دلدل میں چھوڑ کر نہیں جاؤں گی۔“

میں نے کہا۔ ”تم یہی چاہتی ہو ناں! کہ جمائلہ کو بابا صاحب کے ادارے میں لے جایا جائے۔ شاید وہاں اس کے اندر تبدیلیاں آجائیں۔ بے شک ہمارا دل کہتا ہے۔ جب یہ اس ادارے میں قدم رکھے گی تو شیطان وہاں نہیں آسکے گا، اس کے قریب پھٹک نہیں سکے گا۔“

”ہاں فرہاد! ابھی آمنہ سے معلوم کرو کہ ہم جمائلہ کی بہتری کے لیے کیا کر سکتے ہیں؟“

اعلیٰ بی بی نے کہا۔ ”مما۔! ہم سب ابھی جا کر معلوم کرتے ہیں۔ لیکن آپ کے لیے بہتر یہی ہوگا کہ ابھی یہ جگہ چھوڑ دیں۔ جمائلہ سے دور ہو جائیں۔“

”نہیں بیٹی! ایسی کوئی بات نہ کہو جو میرے مزاج کے خلاف ہو۔ جب میں کہہ چکی ہوں کہ جمائلہ کو دلدل میں چھوڑ کر نہیں جاؤں گی تو پھر نہیں جاؤں گی۔ اسے ساتھ لے کر ہی یہاں سے نکلوں گی۔“

الپا نے کہا۔ ”آپ جو کہتی ہیں وہی ہوگا۔ لیکن ہماری بھی ایک بات مان لیں۔“

”تم کیا کہنا چاہتی ہو؟“

الپا نے کہا۔ ”میں وہاں سے روانہ ہونے والی تمام بین الاقوامی فلائٹس میں ہمیشہ ایک سیٹ ریزرو رکھوں گی۔ اپنی خیال خوانی کے ذریعے تمام فلائٹس کے متعلقہ افسران کو مجبور کر دوں گی کہ وہ ہر فلائٹ میں ایک سیٹ خالی رکھیں۔ آپ کو بنی غازی سے جس پاسپورٹ پر لایا گیا ہے۔ آپ اسے ہمیشہ اپنے ہینڈ بیگ میں ہی رکھیں۔ جب بھی کوئی خطرہ پیش آئے گا آپ فوراً ایرپورٹ پہنچ جائیں گی۔ وہاں آپ کو کسی بھی پہلی فلائٹ میں سیٹ مل جائے گی یوں آپ یہاں سے کسی رکاوٹ کے بغیر جا سکیں گی۔ اس طرح جمائلہ کے شیطانی اور جان لیوا ارادوں سے محفوظ رہیں گی۔“

”ٹھیک ہے۔ تمہاری یہ بات ماننے والی ہے اس لیے مان لیتی ہوں۔ خطرہ محسوس ہوتے ہی مجبوراً جمائلہ کو چھوڑ کر چلی جاؤں گی لیکن اسے کسی وقت بابا صاحب کے ادارے میں ضرور لے جاؤں گی۔“

اس وقت سونیا ان سب سے دور بیٹھی ہوئی تھی۔ اور وہ تمام بلڈرز جمائلہ سے باتیں کر رہے تھے۔ ایک نے کہا۔ ”ابوالہول کی تصویر تمہارے پاس ہے۔ تمہیں کسی حد تک اطمینان ہو چکا ہے۔ اب تمہیں جلد سے جلد سونیا پر تنویمی عمل کرنا چاہیے۔“

اس نے کہا۔ ”ہاں۔ میں نے یہ طے کیا ہے کہ ہر رات اس پر عمل کیا کروں گی۔ اس طرح وہ ہمیشہ میری تابعدار بن کر رہ سکے گی۔“

ایک بلڈر نے کہا۔ ”رات کے دو بج رہے ہیں۔ ہمیں یہاں سے جانا چاہیے۔ کچھ نیند پوری کرنا چاہیے۔ کیا ہم مطمئن رہیں کہ تم ابھی سونیا پر عمل کرو گی؟“

”بے شک۔ میں ابھی تم لوگوں کے جاتے ہی ان پر عمل کروں گی۔ میڈم کو کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔ یہ مجھ سے بہت تعاون کر رہی ہیں۔ بے شک۔ یہ مجھ سے بہت محبت کرتی ہیں۔“

پھر وہ مسکرا کر بولی۔ ”بیچاری مما!......“

وہ تمام بلڈرز سونیا کے پاس آئے۔ پھر ایک نے کہا۔ ”اب ہم جا رہے ہیں۔ کل دن کے گیارہ بجے ملاقات ہوگی۔“

سونیا اور جمائلہ ان کے ساتھ باہر تک آئیں۔ پھر وہ اپنی گاڑیوں میں بیٹھ کر چلے گئے، جمائلہ نے سونیا کو دیکھا۔ وہ مسکرا کر بولی۔ ”اب میری بیٹی مجھ پر تنویمی عمل کرنا چاہے گی۔“

”مما......! آپ کچھ کہنے سے پہلے ہی سمجھ لیتی ہیں۔“

”تو پھر آؤ! میں اپنی بیٹی کی ہر خواہش پوری کرنے کو تیار ہوں۔“

وہ دونوں اندر آگئیں۔ سونیا بیڈ پر آ کر چاروں شانے چت لیٹ گئی۔ اپنے جسم کو ڈھیلا چھوڑ دیا، میں الپا' اعلیٰ بی بی' کرونا اور کبریا اس کے اندر موجود تھے۔ وہ بھلا کیا تنویمی عمل کرتی...... پچھلی رات ہم جب اس کے اندر نہیں تھے۔ صرف کرونا تھی۔ تب بھی جمائلہ اس پر شیطانی عمل کرنے میں ناکام رہی تھی۔

اس وقت بھی وہ اپنے طور پر اسے ہپناٹائز کرتی رہی اور سونیا یہی تاثر دیتی رہی کہ اس کے زیرِ اثر آ رہی ہے۔ پچھلی رات کی طرح اس کی تابعدار بنتی جا رہی ہے۔ ہم نے اس کے اندر رہ کر کچھ نہیں کیا' چپ چاپ تماشا دیکھتے رہے۔

کچھ کرنے کی ضرورت ہی نہیں تھی۔ اگر سونیا اس سے متاثر ہوتی تو اس کے زیرِ اثر آتی۔ تب ہم مداخلت کرتے۔ ہمیں ایسا کرنے کی ضرورت ہی پیش نہیں آئی۔ جمائلہ نے مطمئن ہو کر اسے صبح چھ بجے تک کے لیے تنویمی نیند سونے کے لیے چھوڑ دیا۔

میں نے کہا۔ ”بہتر ہے اب تم سوتی رہو۔ جمائلہ مطمئن ہو کر جا رہی ہے۔ یہاں اب تمہارے پاس کوئی نہیں آئے گا۔“

الپا نے کہا۔ ”میں ایک گھنٹے بعد آپ کی خیریت معلوم کرنے آؤں گی۔“

اعلیٰ بی بی نے کہا۔ ”اور میں دو گھنٹے بعد آؤں گی۔ آپ اس بنگلے میں تنہا ہیں۔ ہم سب کو باری باری آتے جاتے رہنا چاہیے۔“

ہم سب اس کے دماغ سے نکل آئے۔ تاکہ وہ سکون سے سو سکے۔ ہم اسے تنہا چھوڑنے والے نہیں تھے۔ ہر گھنٹے کے بعد اس کے پاس باری باری پہنچ کر اس کی خیریت معلوم کرنے والے تھے۔

ادھر چھ بلڈرز کے دماغوں میں یہ سوال چیخ رہا تھا کہ کس نے جمائلہ کے بنگلے میں گھس کر اس کے صندوق کو کھول کر ابوالہول کے بت کو چکنا چور کیا ہے؟

یہ بہت اہم سوال تھا۔ اس کے جواب کے پیچھے یہ حقیقت چھپی ہوئی تھی کہ کوئی دشمن درپردہ جمائلہ سے دشمنی کر رہا ہے۔ اگر جمائلہ سے کر رہا ہے تو پھر ان چھ بلڈرز کا بھی وہ دشمن ہوگا۔

ادھر پے در پے انہیں نقصان پہنچ رہا تھا۔ پہلے تو ان کا بلڈر ون اچانک ہی مر گیا تھا۔ پوسٹ مارٹم کی رپورٹ نے بتایا تھا کہ حرکت قلب بند ہونے کے باعث اس کی موت واقع ہوئی ہے۔ لہٰذا وہ تمام بلڈرز اسے اس کی طبعی موت سمجھ رہے تھے۔ اور کسی طرح کا شبہ نہیں کر رہے تھے۔

ڈاؤ کوم کوبرا اور مہاد دھابی کی موت نے انہیں چونکا دیا تھا۔ جمائلہ اور تمام بلڈرز کو شبہ تھا کہ کرونا ایسا کر رہی ہے۔

ایک بلڈر نے کہا۔ ”وہ درپردہ بہت پہلے سے دشمنی کرتی رہی ہے۔ امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والوں سے یا امریکی اکابرین سے بڑی رازداری کے ساتھ رابطہ کرتی رہی ہے۔“

دوسرے بلڈر نے کہا۔ ”وہ سپر پاور کی پناہ میں گئی ہے۔ اپنے آپ کو بہت محفوظ سمجھ رہی ہے۔ اگر ہم اپنے معاملات میں الجھے نہ ہوتے تو جمائلہ کو اس کے پیچھے لگا دیتے۔ وہ دنیا کے آخری سرے تک اس کا پیچھا کرتی ہوئی اسے موت کے گھاٹ اتار دیتی۔“

بلڈر فائیو نے کہا۔ ”ہمیں یہ سوچنا چاہیے کہ کرونا یہاں سے خالی ہاتھ نہیں گئی ہوگی۔ ہو سکتا ہے اس نے ہمارے بہت سے راز چرائے ہوں؟ وہ وہاں جا کر امریکی اکابرین کو خوش کرنے کے لیے وہ راز ان کے حوالے کر سکتی ہے۔“

تمام بلڈرز اسے سوچتی ہوئی نظروں سے دیکھ رہے تھے، ایک نے کہا۔ ”تمہاری بات دل کو لگ رہی ہے۔ ہم نے اس پہلو پر غور ہی نہیں کیا کہ وہ خیال خوانی کے ذریعے ہمارے ریکارڈ روم میں پہنچ سکتی ہے اور وہاں سے کچھ چرا کر لے جا سکتی ہے۔“

بلڈر سکس نے کہا ”ویسے یہ ممکن نہیں ہے۔ ہمارا ریکارڈ روم بلڈر ون کے تہ خانے میں ہے۔ وہاں ایسے حفاظتی الیکٹرونک آلات نصب کیے گئے ہیں کہ کوئی چوری چھپے وہاں تک جا ہی نہیں سکتا۔“

بلڈر فائیو نے کہا۔ ”ہمیں خوش فہمی میں مبتلا نہیں رہنا چاہیے' دھابی کے بنگلے میں بھی ہمارے مسلح گارڈز تھے۔ اندر کوئی نہیں جا سکتا تھا۔ لیکن کرونا نے خیال خوانی کے ذریعے اسے شراب پلا کر مار ڈالا تھا۔“

بلڈر تھری نے کہا۔ ”کرونا بہت مکار ہے۔ وہ خیال خوانی کے ذریعے کسی طرح بھی سرنگ بنا کر ہمارے ریکارڈ روم تک پہنچ سکتی ہے۔“

بلڈر فائیو نے کہا۔ ”کیا حرج ہے اگر ہم اس ریکارڈ روم میں جا کر وہاں کا جائزہ لیں۔ اور یہ حساب کریں کہ ہمارے جتنے بھی راز وہاں پوشیدہ رکھے گئے ہیں وہ جوں کے توں موجود ہیں یا نہیں؟“

سب نے تائید کی کہ اس طرح ہمیں اپنا شبہ دور کرنا چاہیے۔ ماؤس ہرکر نامی ان کا ایک بہت ہی تجربے کار جاسوس تھا۔ جو اُن کے لیے بڑے بڑے کارنامے انجام دیا کرتا تھا۔ انہوں نے فوراً ہی فون پر اس سے رابطہ کیا۔ پھر کہا۔ ”بلڈر ون کے بنگلے میں پہنچو۔ ہم میں سے کوئی ایک وہاں پہنچ رہا ہے۔ تمہیں تہ خانے کے ریکارڈ روم میں جا کر وہاں رکھی ہوئی فائلوں' مائکرو فلموں' ویڈیو فلموں اور بے شمار اہم تصاویر کا حساب کرنا ہے، اور دیکھنا ہے کہ ہماری ہر چیز وہاں موجود ہے یا نہیں؟“

انہوں نے اب تک اس تہ خانے میں جا کر ریکارڈ روم کی ہر چیز کو چیک کرنا ضروری نہیں سمجھا تھا۔ سب ہی خوش فہمی میں مبتلا تھے کہ وہاں تک کوئی پہنچ ہی نہیں سکے گا۔ اب ان کا جاسوس ماؤس ہرکر یہ بھید کھولنے والا تھا کہ اس تہ خانے میں بہت کچھ ہو چکا ہے۔

☆☆☆

لومی نے ایک ڈاکٹر سے بھاری قیمت کے عوض ایک ایسا انجکشن لگوایا تھا۔ جس کے نتیجے میں اس کی دماغی توانائی کسی حد تک بحال ہو گئی تھی۔ وہ پرائی سوچ کی لہروں کو محسوس کر کے سانس روکنے لگی تھی۔

میں نے وردان کو معمول اور تابعدار بنانے کے بعد لومی

کے نئے لب ولہجے کو سنا تھا۔ پھر اس کے ذریعے اس کے دماغ میں جانے کی کوششیں کیں تو اس نے سانس روک لی تھی۔ ابھی میں نہیں جانتا تھا کہ وہ نومی کرسٹل ہی ہے۔ اس تجسس میں مبتلا تھا کہ یہ نئی ٹیلی پیتھی جاننے والی کون ہے؟ اور کہاں سے آگئی ہے؟

میں لوبن میں سونیا کے معاملات میں مصروف تھا۔ یہ سوچ کر فی الحال نومی کو نظر انداز کیا تھا کہ آئندہ وردان کے ذریعے اس نئی ٹیلی پیتھی جاننے والی تک پہنچنے کی کوششیں کروں گا۔

اب ذرا فرصت ملی تھی۔ سونیا اپنے بیڈروم میں گہری نیند سوگئی تھی۔ الپا' اعلیٰ بی بی' کردنا اور کبریا باری باری اس کے دماغ میں جاکر اس کی خیریت معلوم کرنے والے تھے۔ اس لیے میں اس کی طرف سے مطمئن ہوگیا تھا۔ وردان کے پاس چلا آیا تھا تاکہ اس نئی ٹیلی پیتھی جاننے والی کے بارے میں کچھ معلوم کرسکوں۔

ڈاکٹر نے نومی سے کہا تھا کہ دماغی توانائی حاصل کرنے والا انجکشن زود اثر ضرور ہے لیکن ردِعمل کے طور پر نقصان بھی پہنچا سکتا ہے۔ لہٰذا بہت ضروری ہو تو بارہ گھنٹے کے بعد دوبارہ انجکشن لینا چاہیے، ورنہ اس سے بھی زیادہ وقفہ رکھا جائے اور چوبیس گھنٹے کے بعد وہ انجکشن لیا جائے۔

نومی کو اس حد تک توانائی حاصل کرکے اطمینان حاصل ہوگیا تھا کہ کوئی دوسرا ٹیلی پیتھی جاننے والا اس کے دماغ میں نہیں پہنچ سکے گا۔ اس لیے اس نے بیس گھنٹے تک انتظار کیا اور اس دوران یہی سوچتی رہی کہ آپ ہی آپ قدرتی طور پر اسے مزید دماغی توانائی حاصل ہو جائے گی۔ اسے اپنی زندگی سے بہت پیار تھا۔ وہ نہیں چاہتی تھی کہ دوسرا انجکشن ردِعمل کے طور پر اسے نقصان پہنچائے۔

یہ صبر اس کے کام آیا۔ اس نے بیس گھنٹے بعد سوچا کہ پہلے خیال خوانی کے سلسلے میں اپنی دماغی توانائی کو آزمانا چاہیے اس نے بڑی خود اعتمادی سے پرواز کی تو سوچ کی لہریں اس کی منزلِ مقصود تک پہنچ گئیں۔

وہ خود کو وردان کے اندر پاتے ہی خوشی سے کھل گئی۔ میں نے تنویمی عمل کے ذریعے وردان کو اپنا تابعدار بنایا تھا، اور اس کے دماغ کو لاک کردیا تھا۔ کوئی دوسری سوچ کی لہر اس کے اندر نہیں آسکتی تھی۔ اس وقت نومی اس لیے آگئی کہ میں وردان کے اندر موجود تھا۔ وہ نومی کی سوچ کی لہروں کو محسوس نہ کرسکا۔

وہ خوشی کے مارے قہقہہ لگانے لگی وردان کے ساتھ ساتھ میں بھی چونک گیا۔ میں نے یہ نہیں سوچا تھا کہ وہ اچانک اس طرح اس کے اندر پہنچ سکے گی۔

وہ بڑے ہی فاتحانہ انداز میں بولی۔ "ہائے وردان! دیکھو میں تم سے پہلے دماغی توانائی حاصل کرچکی ہوں۔ اب تمہارا کیا بنے گا؟ کیا مجھے دماغ سے نکال سکو گے؟"

میں خاموش ہی رہا۔ وردان نے میری مرضی کے مطابق کہا۔ "ہے بھگوان! اب میں کیا کروں؟ یہ تو میرے اندر پہنچ گئی ہے۔"

وہ ہنستے ہوئے بولی۔ "نہ تم کچھ کرسکو گے نہ ہی تمہارا بھگوان کچھ کرسکے گا، ہوگا وہی جو میں چاہتی ہوں۔ اور میں چاہتی ہوں کہ تم میرے غلام بن جاؤ۔ ہمیشہ کے لیے......"

وہ پریشان ہوکر بولا۔ "نہیں۔ تم ایسا نہیں کرو گی۔ دیکھو مجھے توانائی حاصل کرنے دو۔ ہم دونوں دوست بن کے رہیں گے۔"

"دوست سے زیادہ غلام قابلِ اعتماد ہوتا ہے۔"

وردان نے میری مرضی کے مطابق پوچھا۔ "آخر کچھ بتاؤ تو سہی۔ تم کون ہو؟"

"ہاں۔ آئندہ مجھے مخاطب کرنے کے لیے ضروری ہے کہ میرا نام تمہیں معلوم ہو۔ میرا نام اردنا دیسائی ہے۔"

"تم جھوٹ بول رہی ہو۔ جب ایتھنز کے ایئرپورٹ پر ہماری پہلی ملاقات ہوئی تھی تو تم نے کوئی اور نام بتایا تھا۔"

"اس وقت میں تم سے خود کو چھپا رہی تھی۔ اپنے بارے میں سچ بولنا نہیں چاہتی تھی، اب تو تم میرے غلام بننے والے ہو۔ اس لیے پیدائشی نام بتا رہی ہوں۔"

"یہ میں سمجھ گیا ہوں کہ تمہارے آگے ہاتھ جوڑتا رہوں گا، گڑگڑاتا رہوں گا' تب بھی تم مجھے اپنا غلام بنانے سے باز نہیں آؤ گی۔ جب ایسا کرنا ہی ہے تو کم از کم مجھے اپنے بارے میں سچ سچ بتادو' تم کون ہو؟ کہاں کی رہنے والی ہو؟ اور تم نے ٹیلی پیتھی کیسے سیکھی ہے؟ کہاں سے سیکھی ہے؟"

اس نے ہنستے ہوئے کہا۔ "جب میں تم پر عمل کروں گی۔ تمہیں اپنا تابعدار بنالوں گی تو یہ سارے سوالات کرنا بھول جاؤ گے۔ صرف میری تابعداری کرتے رہو گے۔"

"بے شک۔ مجھے غلام بناؤ مگر ایک بات مان لو۔ تھوڑی دیر کے لیے مجھے تنہا چھوڑ دو۔ میں اپنے بھگوان کی تصویر کے سامنے بیٹھ کر پوجا کرنا چاہتا ہوں۔"

"میں تم سے صرف تمہاری آزادی چھین رہی ہوں۔ تمہارا دھرم نہیں چھینوں گی۔ میرا غلام بننے کے بعد بھی تم بھگوان کی پوجا کرسکو گے۔"

وہ میری مرضی کے مطابق جواباً کچھ کہنا چاہتا تھا۔ اس

...انٹ کر کہا۔ "بس۔ اب زیادہ نہ بولو۔ اپنی جگہ سے اٹھو ...بستر پر جاکر لیٹ جاؤ۔"

...میں نے اسے اٹھنے پر مجبور کیا۔ وہ جبراً ایسے اٹھ رہا ...تھا جیسے ابھی سے اس کی گرفت میں آگیا ہو۔ وہ سوچ بھی نہیں ...سکتی تھی کہ اس کے اندر کوئی دوسرا خیال خوانی کرنے والا موجود ...ہے۔

...وہ ایک دور دراز علاقے میں کسی دوسرے خیال خوانی ...کرنے والے کی توقع نہیں کرسکتی تھی۔ وردان نے میری مرضی ...کے مطابق اس کے حکم کی تعمیل کی اور بستر پر جاکر چاروں ...شانے چت لیٹ گیا۔

وہ کہہ رہی تھی۔ "میں ایک ذرا وقت ضائع نہیں کروں ...گی۔ تم کسی بھی وقت کسی بھی لمحے دماغی توانائی حاصل کرسکتے ...ہو۔ لہٰذا میں تمہارے دماغ کو تھپک رہی ہوں۔ چلو سو جاؤ۔"

وہ خیال خوانی کے ذریعے اسے تھپکنے لگی۔ اس نے آہستہ ...آہستہ آنکھیں بند کیں' پھر گہری نیند میں ڈوبتا چلا گیا۔

وہ اس پر عمل کرنے لگی۔ میں چپ چاپ تماشا دیکھنے ...لگا۔ پہلے تو وہ طرح طرح کے سوالات کرتے ہوئے اس کی ...ہسٹری معلوم کرنے لگی کہ اس نے کس طرح ٹیلی پیتھی کا ...علم حاصل کیا ہے؟ اسے معلوم ہوا کہ وہ ایک بہت بڑے گرو ...پربھو دیال شنکر کا چیلا بن کر برسوں اس کی خدمت کرتا رہا ...ہے۔ اور اسی کے زیرِ سایہ رہ کر اس نے ٹیلی پیتھی سیکھی تھی۔

پھر اس نے بتایا کہ انڈیا میں رہ کر وہاں کے چند ...افسران کے دماغوں پر قبضہ جما چکا تھا۔ انہیں اپنا تابعدار بنا ...کر شمالی ہندوستان کی پولیس اور انٹیلی جنس والوں کو اپنے ...اشاروں پر چلایا کرتا تھا۔

وہ میری مرضی کے مطابق اپنے بارے میں بولتا جارہا تھا ...اور وہ سنتی جارہی تھی۔ پھر اس نے حکم دیا کہ وہ آئندہ اس کا ...محکوم اور تابعدار بن کر رہا کرے گا۔

وہ جو کہہ رہی تھی۔ وہ اسے تسلیم کررہا تھا۔ اور یہ یقین دلا ...رہا تھا کہ اس کا معمول اور تابعدار بن چکا ہے۔ آخر میں اس ...نے اپنی آواز اور مخصوص لب ولہجے کے ذریعے اس کے دماغ ...کو لاک کیا۔ پھر اسے چار گھنٹوں تک تنویمی نیند سونے کے لیے ...چھوڑ دیا۔

اس کے بعد اس کے دماغ میں خاموشی چھا گئی۔ وہ جا ...چکی تھی۔ میں بھی اس کے دماغ سے نکل آیا۔ پھر ہر پندرہ بیس ...منٹ کے بعد اس کے اندر جھانکنے لگا۔ نومی اپنے عمل کی ...کامیابی کا یقین کرنے کے لیے اس کے دماغ میں آسکتی ...تھی۔ اس نے چار گھنٹے تک اسے تنویمی نیند سونے کا حکم دیا تھا۔ میں دو گھنٹے کے بعد اس پر اپنا تنویمی عمل کرنے لگا۔

اس سے کہنے لگا۔ "اردنا دیسائی نے تم پر جو عمل کیا ہے، اس کے مطابق تم اس کی آواز اور لب ولہجے کے اسیر رہو گے، جب بھی وہ تمہارے اندر آئے گی تو اس کی سوچ کی لہروں کو محسوس نہیں کرو گے۔ یہی تاثر دو گے کہ تمہارا دماغ لاک ہے۔ تم صرف اس کی سوچ کی لہروں کو محسوس نہیں کرتے ہو۔"

پھر میں نے یہ بات اس کے ذہن میں نقش کی کہ میری آواز' میرا مخصوص لب ولہجہ بھی اس کے دماغ کے چور خانے میں محفوظ رہے گا۔ میں جب بھی اس لب ولہجے کے ساتھ اس کے اندر آؤں گا تو وہ مجھے محسوس نہیں کرے گا، اور ایسے وقت میرے ہر حکم کی تعمیل کرتا رہے گا۔

میں نے ایسے طریقے سے تنویمی عمل کیا کہ وہ بنیادی طور پر تو میرا ہی محکوم اور تابعدار بن کر رہے مگر بظاہر اردنا دیسائی کی بھی تابعداری کرتے ہوئے اسے اس خوش فہمی میں مبتلا رکھے کہ وہ اس کا بھی تابعدار بن چکا ہے۔ میں نے اپنا عمل مکمل کرنے کے بعد اسے دو گھنٹے کے لیے تنویمی نیند سلا دیا۔

نومی بہت خوش تھی۔ وردان جیسے ٹیلی پیتھی جاننے والے کو اپنا معمول اور تابعدار بنا چکی تھی۔ اسے یہ شبہ نہیں تھا کہ کوئی دوسرا ٹیلی پیتھی جاننے والا وردان کے دماغ میں آئے گا، پھر بھی اس نے تنویمی عمل کرنے کے بعد احتیاطاً آدھے گھنٹے کے بعد دو بار اس کے اندر جاکر خاموش رہ کر کسی طرح کی آواز سننے کی کوشش کی تھی پھر مطمئن ہوگئی تھی کہ اس کے دماغ میں کوئی نہیں ہے۔ آئندہ اس کے سوا کوئی اس کے دماغ میں نہیں آسکے گا۔

اس نے ہمیشہ سونیا بن کر میری زندگی میں رہنے کے لیے بہت بڑی چال چلی تھی۔ مجھے یقین دلایا تھا کہ نومی کرسٹل مر چکی ہے، آئندہ وہ سونیا کو تلاش کرکے اسے ہلاک کرکے میری زندگی میں آتی تو میں کبھی شبہ نہ کرتا کہ نومی روپ بدل کر سونیا کی طرح زہریلی اور ابنارمل بن کر میرے پاس آگئی ہے۔ میں بڑی آسانی سے دھوکا کھاتا رہتا۔

اس مقصد کو پورا کرنے کے لیے سونیا کی ہلاکت ضروری تھی۔ وہ اسے تلاش کرتی رہی تھی، پھر اسے معلوم ہوا کہ پرتگال کے ایک شہر لوبن میں سونیا اسے مل سکتی ہے۔

وہ اسے ڈھونڈنے کے لیے لوبن آئی تھی، لیکن جمائلہ نے ایسا زبردست حملہ کیا تھا کہ اسے بھاگ کر اسپین کے شہر میڈرڈ آنا پڑا تھا۔ اب سونیا کے ساتھ ساتھ جمائلہ بھی اس کے لیے اہم ہوگئی تھی۔

وہ اس کے بارے میں سوچتی رہتی تھی' آخر وہ شیطانی

قوت رکھنے والی لڑکی ہے کون؟ جس کے ایک ہی حملے سے اس کے چہرے کی ہڈیاں ٹوٹ گئی تھیں۔

وہ اس کے متعلق معلومات حاصل کرنا چاہتی تھی۔ اسے اس بات کا غصہ تھا کہ اس لڑکی نے اس کا چہرہ بگاڑ کر رکھ دیا تھا۔ وہ اس سے انتقام لینا چاہتی تھی۔ یہ بھی سوچ رہی تھی کہ کسی طرح اس کے دماغ میں جگہ مل جائے تو وہ اسے اپنی تابعدار بنا لے گی۔ ایسی غیر معمولی قوت رکھنے والی لڑکی آئندہ اس کے بہت کام آ سکتی تھی۔

اس کے دو ٹارگٹ تھے۔ ایک سونیا دوسری جمائلہ...... وہ ابھی فی الحال اس خطرناک لڑکی سے دور رہ کر اس کے متعلق معلومات حاصل کرنا چاہتی تھی۔ پھر اس بات کی بھی تصدیق کرنا چاہتی تھی کہ واقعی سونیا لزبن میں موجود ہے یا نہیں؟

نومی نے لزبن میں ایک کار کرائے پر حاصل کی تھی۔ جسے اسپین کے شہر سلیمانکا میں لا کر فروخت کر دیا تھا۔ اس کمپنی کے مالک کی آواز اور لب و لہجہ اسے یاد تھا، اس نے اس لب و لہجے کو ذہن میں لا کر خیال خوانی کی پرواز کی پھر اس کے اندر پہنچ کر سوال پیدا کیا۔ ''کیا کوئی ایسی غیر معمولی قوت رکھنے والی لڑکی ہے' جو اس شہر میں اچھی طرح جانی پہچانی جاتی ہے؟''

اس کی سوچ نے جواب دیا۔ ''ہاں۔ ایک لڑکی کا چرچا ہوتا رہتا ہے۔ وہ راتوں کو تنہا آوارہ گھومتی رہتی ہے اگر اسے کوئی چھیڑتا ہے تو وہ بڑی درندگی سے اسے زخمی کرتی ہے یا مار ڈالتی ہے۔''

نومی نے سوال پیدا کیا۔ ''ایسی خطرناک لڑکی قانون کی گرفت میں کیوں نہیں آتی؟''

اس شخص کی سوچ نے کہا۔ ''یہاں سیون بلڈرز نامی ایک بہت بڑا کاروباری ادارہ ہے۔ اس کے مالکان اتنے اثر و رسوخ کے مالک ہیں کہ یہاں کے حکمران' پولیس اور انٹیلی جنس والے ان کے غلام بن کر رہتے ہیں، شاید اسی لیے کوئی پولیس والا اس لڑکی کے قریب نہیں جاتا ہے۔''

نومی نے اس کے اندر سوال پیدا کیا۔ ''کیا وہ لڑکی پُراسرار قوتوں کی حامل ہے؟''

''پتا نہیں۔ وہ کیا بلا ہے؟ اس کی حقیقت تو سیون بلڈرز والے ہی جانتے ہوں گے۔ ہو سکتا ہے' یہاں کے پولیس والے بھی جانتے ہوں۔''

اس نے وہاں کے ایک بڑے پولیس افسر کا فون نمبر معلوم کیا، پھر اپنے موبائل کے ذریعے رابطہ کرنے لگی۔ تھوڑی دیر کے بعد اس کی آواز سنائی دی۔ ''ہیلو۔ کون......؟

اس نے آواز سنتے ہی خیال خوانی کی چھلانگ لگائی پھر اس کے دماغ میں پہنچ کر جمائلہ کے بارے میں طرح طرح کے سوالات پیدا کرنے لگی۔ اس کا جواب سننے لگی۔ وہاں سے بھی مایوسی ہوئی۔ وہ اعلیٰ افسر بھی جمائلہ کے بارے میں صرف اتنا ہی جانتا تھا کہ وہ ایک پُراسرار لڑکی ہے' جو سیون بلڈرز کے سائے میں رہ کر قانون کی گرفت سے بچتی رہتی ہے۔

نومی نے اس سے مایوس ہو کر تمام سیون بلڈرز کے فون نمبر معلوم کیے پھر ان میں سے ایک بلڈر سے رابطہ کیا۔ وہ گہری نیند میں تھا۔ فون اٹینڈ کرتے ہوئے بے زاری سے بولا۔ ''ہیلو۔ کون ہے؟''

نومی نے آواز سنتے ہی اس کے دماغ میں بھی چھلانگ لگائی لیکن اس نے فوراً ہی سانس روک لی۔ چند سیکنڈ کے بعد غصے سے فون پر ہی بولا۔ ''یو بچ۔! تم ہمارا کھاتی رہیں ہمارے سائے میں محفوظ رہ کر آرام سے زندگی گزارتی رہیں پھر اچانک دھوکا دے کر سپر پاور کی گود میں چلی گئیں۔ اب میرے پاس کیوں آئی ہو؟''

وہ اسے کرونا سمجھ رہا تھا۔ نومی نے کہا۔ ''مسٹر بلڈر...... آپ مجھے غلط سمجھ رہے ہیں۔ میں نے نہ تو آپ کا کبھی نمک کھایا ہے اور نہ ہی آپ کے زیرِ سایہ رہ چکی ہوں۔ میں اردنا دیبانی ہوں۔''

اس نے پوچھا۔ ''کون اردنا؟''

''میں وہی ٹیلی پیتھی جاننے والی ہوں' جسے آپ کے سائے میں رہنے والی ایک لڑکی نے بری طرح زخمی کیا تھا۔ میں نے معلوم کیا ہے' اس کا نام جمائلہ ہے۔ اور وہ پُراسرار قوتوں کی حامل ہے۔''

اس نے کہا۔ ''او۔ آئی سی۔ تمہارے ساتھ کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا بھی تھا؟''

''ہاں۔ وہ میرے ساتھ ہے۔ اگر آپ دوستی کا ہاتھ بڑھائیں گے تو ہم دو ٹیلی پیتھی جاننے والوں سے فائدہ اٹھا سکیں گے۔''

وہ ایک گہری سانس لے کر بولا۔ ''ہم پہلے ہی اپنے تمام ٹیلی پیتھی جاننے والوں سے دھوکا کھا چکے ہیں۔ اب کسی پر بھروسا نہیں کریں گے۔''

''پانچوں انگلیاں برابر نہیں ہوتیں۔ سب ہی جھوٹے اور دغا باز نہیں ہوتے۔ آپ دوستی نہیں کریں گے تو ہمارے لیے کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ ہم جمائلہ جیسی بلا سے دور رہ کر خیال خوانی کے ذریعے پرتگال کے حکمرانوں سے اور پولیس اور انٹیلی جنس والوں کے دماغوں پر قبضہ جماتے رہیں گے۔

...رے لیے مسائل پیدا کرتے رہیں گے۔''

...تھوڑی دیر تک سوچتا رہا پھر بولا۔ ''جب تم دونوں ...لیے مسائل پیدا کر سکتے ہو تو پھر دوستی کا ہاتھ کیوں بڑھا ...؟''

''ہمیں پرتگال کے حکمرانوں کو اور وہاں کی انتظامیہ کو ...زیرِ اثر لانے کا شوق نہیں ہے۔ ہمیں لزبن میں ایک اہم ...انجام دینا ہے۔ اس کے بعد ہم کبھی پرتگال کا رخ نہیں ...گے۔ ہاں۔ اگر تم سے دوستی ہوئی تو یقیناً تمہارے کام ...آتے رہیں گے۔''

''تم دونوں لزبن میں ایسا کون سا کام انجام دینا چاہتے ...جس کی خاطر ہم سے دوستی کی جا رہی ہے؟''

''یہ ہمارا راز ہے اور یہ راز ہی رہے گا۔ تم ہمارے اس ...میں نہ ہی مداخلت کرو گے اور نہ کچھ معلوم کرنا چاہو گے۔ ...ہم بھی تمہارے کسی کام میں مداخلت نہیں کریں گے۔ بلکہ ...اچھے انداز میں تمہارے کام آتے رہیں گے۔''

''کل میں بلڈرز کی میٹنگ میں تمہارا ذکر کروں گا۔ ہم ...تمہاری پیش کش کے بارے میں سوچیں گے کہ تم سے کن ...شرائط پر دوستی کی جا سکتی ہے۔ تم کل شام تک ہم سے رابطہ ...''

''آل رائٹ۔ میں کل کسی وقت فون پر رابطہ کروں ...''

...اس نے فون بند کر دیا۔ خیال خوانی اور فون کے ذریعے ...بھاگ دوڑ کے بعد وہ سیون بلڈرز کی تنظیم تک پہنچ سکی ...ایک بلڈر سے بات کر کے ہی پتا چل گیا کہ باقی تمام ...بھی اس کی طرح یوگا کے ماہر ہیں، اور وہ خیال خوانی کے ...ذریعے ان کے اندر جگہ نہیں بنا سکے گی۔

...وہ سونیا اور جمائلہ کے بارے میں زیادہ سے زیادہ ...معلومات حاصل کرنا چاہتی تھی۔ اور اس سلسلے میں کوئی خاص ...کامیابی حاصل نہیں ہوئی تھی۔ سونیا کے بارے میں تو کچھ بھی ...معلوم نہ ہو سکا۔ وہ کوئی معمولی ہستی نہیں تھی۔ اس کا خیال تھا ...وہ سیون بلڈرز کے سائے میں موجود ہو گی۔ چونکہ وہ اپنے ...اصول چکی ہے اور زہریلی بھی ہو چکی ہے۔ اس لیے سونیا ...ثابت سے شاید سیون بلڈرز بھی اسے نہیں جانتے ہوں ...

فی الوقت اس کی سمجھ میں دو ہی باتیں آ رہی تھیں۔ ایک تو ...کسی بھی بلڈر کے دماغ میں جگہ بنانے کے بعد ہی وہ سونیا ...تک پہنچ پائے گی۔ یا پھر اس شہر میں دو چار ہوشیار بندوں کو اپنا ...معمول اور تابعدار بنانا ہو گا۔ وہ سب اسے ڈھونڈتے پھریں گے تو کہیں نہ کہیں اس کا سراغ مل ہی جائے گا۔

نومی کی بے چینی جمائلہ کے لیے تھی۔ وہ ایک خطرناک لڑکی کی حیثیت سے پورے لزبن میں جانی پہچانی جاتی تھی۔ پھر بھی نومی اس کے بارے میں کچھ خاص معلومات حاصل نہیں کر پائی تھی۔

وہ سوچنے لگی۔ ''میں اتنا تو معلوم کر سکتی ہوں کہ وہ لزبن میں کہاں رہتی ہے؟ جہاں بھی رہتی ہے، وہاں کے کسی بھی شخص کو اپنا آلۂ کار بنا کر اسے قریب سے دیکھ سکتی ہوں، اس کے بارے میں بہت کچھ معلوم کر سکتی ہوں۔''

وہ پھر وہاں کے اس پولیس افسر کے پاس پہنچ گئی، جس کے دماغ میں جگہ بنا چکی تھی۔ اس کے خیالات پڑھنے سے پتا چلا کہ وہ جس بنگلے میں رہتی ہے۔ آج وہاں آگ لگ گئی ہے۔

نومی نے اس کے ذہن میں سوال پیدا کیا ''۔کیا کسی دشمن نے آگ لگائی ہے؟''

اعلیٰ افسر کی سوچ نے کہا ''۔ یہ ہمیں معلوم نہ ہو سکا۔ ہم انکوائری کرنا چاہتے تھے لیکن وہ تمام بلڈرز وہاں آ گئے تھے۔ انہوں نے کہا کہ ہم یونہی رسمی سی کارروائی کریں اور چپ چاپ چلیں جائیں۔ یہ جمائلہ اور ان کا اپنا معاملہ ہے اسے وہ خود ہی نمٹ لیں گے۔''

نومی نے سوال پیدا کیا۔ ''کیا اس سے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ کوئی خاص بات ہے، جو پولیس والوں سے بھی چھپائی جا رہی ہے؟''

''ہاں یہ تو صاف ظاہر ہے، لیکن ہم زیادہ کھوج نہیں لگاتے ہیں۔ ہمیں بڑی بڑی رقمیں مل جاتی ہیں۔ اس لیے ہم چپ ہو جاتے ہیں۔''

نومی نے کہا۔ ''انٹیلی جنس ڈپارٹمنٹ میں ایسے ہوشیار اور کسی کی ٹوہ میں رہنے والے جاسوس تو یقیناً ہوں گے؟''

''بے شک۔ ایسا ایک جاسوس ہے، جو جمائلہ کی ٹوہ میں لگا رہتا ہے۔ پتا نہیں کیا معلومات حاصل کرتا ہے؟ کسی سے کچھ کہتا نہیں ہے۔''

نومی نے اس افسر کو مجبور کیا کہ وہ فون کے ذریعے اس جاسوس سے رابطہ کرے۔

اس نے ریسیور اٹھا کر اس کے نمبر پنچ کیے پھر رابطہ ہونے پر کہا۔ ''ہیلو جیکی نارمن! میں انسپکٹر جنرل آف پولیس بول رہا ہوں۔''

جیکی نارمن نے کہا۔ ''ہیلو آفیسر! مجھے کیسے یاد کیا؟''

''وہ لڑکی جمائلہ اس قدر پُراسرار ہے کہ دن رات میرے دماغ میں کھٹکتی رہتی ہے۔ میں اپنے اوپر والوں سے

مجبور ہوں۔ وہاں سے حکم ملا ہے کہ سیون بلڈرز کے تمام احکامات کی تعمیل کی جائے۔ اس لیے میں ان کی پناہ میں رہنے والی جمائلہ کے خلاف کوئی قدم نہیں اٹھا سکتا، اور نہ ہی اس کی حقیقت جان سکتا ہوں۔ آخر وہ کیا بلا ہے؟''

''آپ مجھ سے کیا چاہتے ہیں؟''

''اس کے بارے میں کچھ معلومات ہو تو بتاؤ؟ تمہارا بڑا احسان ہوگا۔ میرے دماغ میں جمائلہ نام کی ایک پھانس چبھی ہوئی ہے۔ وہ نکل جائے گی۔''

اس نے کہا ''آفیسر! وہ بہت ہی پُراسرار اور خطرناک بلا ہے۔ میں پچھلے کئی ہفتوں سے اس کی اسٹڈی کر رہا ہوں۔ وہ دُہری شخصیت کی مالک ہے۔ رات کو بہت ہی خطرناک ہو جاتی ہے۔ ایسی خطرناک اور ایسی طاقتور کہ بڑے بڑے پہلوانوں کی ہڈی پسلیاں توڑ دیتی ہے۔''

افسر نے نومی کی مرضی کے مطابق پوچھا۔ ''کیا وہ جادو جانتی ہے یا اس نے کہیں سے پُراسرار علم حاصل کیا ہے؟''

''کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ وہ رات کو کس طرح بلا بن جاتی ہے۔ دن کے وقت تو وہ سیدھی سادی ایک کمزور سی لڑکی ہوتی ہے۔ اگر وہ جادو جانتی یا اس نے کہیں سے پُراسرار علم سیکھا ہوتا تو دن کو بھی وہ ایسی ہی خطرناک ہوتی۔ جیسی رات کو ہوتی ہے۔''

''جن لوگوں کو رات کے وقت اس سے نقصان پہنچتا ہے کیا وہ دن کی روشنی میں اس کی کمزوری سے فائدہ نہیں اٹھاتے؟ کیا اس سے انتقام نہیں لے سکتے؟''

''وہ سیون بلڈرز کی پناہ میں رہتی ہے۔ اس کے آس پاس خفیہ جاسوس اور مسلح باڈی گارڈز رہتے ہیں۔ کوئی اس کے قریب جاتا ہے۔ اسے نقصان پہنچانا چاہتا ہے تو وہ اسے موت کے گھاٹ اتار دیتے ہیں۔''

جیکی نارمن نے ایک ذرا توقف کے بعد کہا۔ ''یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ دن کے وقت جمائلہ سیون بلڈرز کے سہارے کی محتاج ہوتی ہے۔ رات کو سیون بلڈرز اس کی پُراسرار قوتوں سے اور غیر معمولی صلاحیتوں سے کام لیتے رہتے ہیں۔ آج ہم نے سیون بلڈرز کی ایک فون کال ٹریس کی ہے۔''

افسر نے پوچھا۔ ''وہ فون کال کیا تھی؟''

''انہوں نے قاہرہ میں اپنے ایک ایجنٹ کو فون پر کہا ہے کہ وہ فوراً ابوالہول کا بت خریدے اور کسی بھی پہلی فلائٹ سے یہاں بھیج دے۔ جمائلہ کو نارمل رکھنے کے لیے اس بت کا یہاں ہونا بہت ضروری ہے۔''

جیکی نارمن کی اس بات نے نومی کو چونکا دیا۔ یہ نئی بات معلوم ہوئی تھی کہ جمائلہ مسلمان ہونے کے ساتھ ساتھ بت پرست بھی ہے۔

سیون بلڈرز کی فون کال سے یہی تاثر مل رہا تھا کہ جمائلہ کو نارمل رکھنے کے لیے ابوالہول کا بت ضروری ہے۔ یعنی وہ بت اس کے پاس ہوتا ہے تو وہ نارمل رہتی ہے ورنہ سیون بلڈرز کے لیے بھی خطرہ بن جاتی ہے۔ اگر خطرہ نہیں بنتی تو کم از کم پریشانی کا سبب بن جاتی ہے۔

افسر نے نومی کی مرضی کے مطابق پھر سوال کیا۔ ''اگر ابوالہول کے بت کے سامنے جمائلہ نارمل رہتی ہے تو وہ بت اب تک اس کے پاس کیوں نہیں تھا؟ اور آج ہی فون کے ذریعے قاہرہ سے کیوں منگوایا جا رہا ہے؟''

جیکی نے کہا۔ ''قاہرہ سے فون پر بات کرنے والے ایجنٹ نے بھی پوچھا تھا کہ یہ بت کیوں منگوایا جا رہا ہے؟ جب کہ جمائلہ اپنے ساتھ یہ بت یہاں سے لے گئی تھی؟ سیون بلڈرز نے اس ایجنٹ کو جواب دیا کہ جو بت جمائلہ کے پاس تھا اسے کسی نے توڑ ڈالا ہے۔ جس کی وجہ سے وہ جنون میں مبتلا ہو گئی ہے۔ اس نے اپنے بنگلے کو آگ لگا دی ہے۔ اب وہ مجرم کو تلاش کر کے موت کے گھاٹ اتارنا چاہتی ہے جس نے بت کو توڑا ہے۔ بلڈرز نے بڑی مشکل سے اس کے غصے کو ٹھنڈا کیا ہے۔''

نومی یہ سن رہی تھی۔ اور پریشان ہو کر سوچ رہی تھی کہ وہ لڑکی کس قدر غصے والی ہے کہ اس نے اپنے ہی گھر کو آگ لگا دی۔ اور سیون بلڈرز جیسی تنظیم کے طاقتور لوگ بھی اس سے خوفزدہ رہتے ہیں۔

یہ معلومات نومی کو سمجھا رہی تھیں کہ اس خطرناک لڑکی سے دور رہنے میں ہی اس کی عافیت ہے۔ وہ اس بلا کو اپنے قابو میں لانا چاہتی تھی۔ اپنی تابعدار بنا کر رکھنا چاہتی تھی۔ اس کے لیے سوچ رہی تھی کہ دور ہی دور سے اسے ٹریپ کرنا ہوگا۔

اس نے اس افسر کو اس حد تک آلۂ کار بنانے کے بعد آزاد چھوڑ دیا اور خیال خوانی کے ذریعے جیکی نارمن کے اندر پہنچ گئی اس کے ذہن میں سوال پیدا کیا کہ جمائلہ اس وقت کہاں ہو سکتی ہے؟

اس کی سوچ نے کہا۔ ''پتا نہیں۔ وہ کہاں بھٹک رہی ہوگی۔ ویسے وہ اکثر کسی نائٹ کلب میں یا پھر کسی گیمبلنگ میں ہوتی ہے۔ بڑی بڑی رقمیں داؤ پر لگا کر وہاں کھیلتی رہتی ہے۔''

نومی نے اس کے دماغ میں سوال پیدا کیا۔ ''کیا وہ

لوبن میں بالکل تنہا رہتی ہے؟ یا فیملی لائف گزارتی ہے؟''

جیکی کی سوچ نے کہا۔ ''جب وہ لوبن میں آئی تو اس کے ماں باپ اس کے ساتھ تھے۔ وہ اس بنگلے میں ان کے ساتھ ہی رہتی تھی۔ جسے آج اس نے آگ لگائی ہے۔''

''اب اس کے ماں باپ کہاں رہتے ہیں؟''

''کوئی تین ہفتے پہلے اس کے ماں باپ سوئٹزرلینڈ جا چکے ہیں۔ آج کل وہ ایک ایسی عورت کے ساتھ رہتی ہے جو بہت ہی صحت مند اور بہت ہی اسمارٹ ہے۔ اس کا بنگلا جو جل چکا ہے۔ اس کے سامنے والے بنگلے میں رہتی ہے۔ جمائلہ اور سیون بلڈرز سب ہی اس عورت کو میڈم کہہ کر مخاطب کرتے ہیں۔''

نومی نے سوال پیدا کیا۔ ''اس میڈم کا کوئی نام بھی ہوگا؟''

جیکی کی سوچ نے کہا۔ ''میں نے کبھی اس کا نام نہیں سنا۔ جمائلہ تو اسے مما کہتی ہے۔ اور تمام بلڈرز اسے میڈم کہہ کر مخاطب کرتے ہیں۔''

وہ واقعی سونیا کا نام نہیں جانتا تھا، سیون بلڈرز تنہائی میں سونیا کو میڈم سونیا کہتے تھے۔ لیکن دوسروں کے سامنے صرف میڈم کہہ کر مخاطب کرتے تھے۔

اس نے سوال پیدا کیا۔ ''یہ میڈم کون ہے؟ اور اچانک کہاں سے آگئی ہے؟ پھر یہ کہ جمائلہ اس عورت کو مما کیوں کہتی ہے؟''

جیکی اس سلسلے میں کچھ نہیں جانتا تھا۔ اس لیے کوئی معقول جواب نہ دے سکا۔ لیکن یہ معلومات نومی کے ذہن میں چبھ رہی تھی۔ ایک سوال یہ پیدا ہو رہا تھا کہ کسی میڈم کو جمائلہ مما کیوں کہتی ہے؟ دوسرا سوال یہ پیدا ہو رہا تھا کہ اس عورت میں ایسی کیا خاص بات ہے کہ بلڈرز جیسے طاقتور لوگ بھی اسے میڈم کہتے ہیں؟

نومی کے ذہن میں اچانک یہ سوال بجلی کی طرح کوندا کہ یہ میڈم کہلانے والی کہیں سونیا تو نہیں ہے؟

وہ ایک دم سے اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔ بے چینی سے ٹہلتے ہوئے سوچنے لگی کہ کسی کے اندر کوئی غیر معمولی بات ہوتی ہے، کچھ غیر معمولی صلاحیتیں ہوتی ہیں۔ تب ہی کسی تنظیم میں اسے میڈم یا باس کہہ کر مخاطب کیا جاتا ہے۔

نومی کے اندر اس میڈم کہلانے والی عورت کے سلسلے میں تجسس پیدا ہونے لگا۔ یہ بات سمجھ میں آ رہی تھی کہ جمائلہ کے ذریعے ہی اس میڈم کہلانے والی کی حقیقت معلوم کی جا سکتی ہے۔

وہ بے چینی سے ٹہلتے ہوئے سوچنے لگی کہ کیا کیا جائے، کس طرح جمائلہ کے قریب رہ کر اسے ٹریپ بھی کیا جائے اور اس کے ساتھ رہنے والی میڈم کی حقیقت بھی معلوم کی جائے؟

وہ سوچتے سوچتے رک گئی۔ اچانک ہی ایک تدبیر اس کے ذہن میں آئی۔ یہ تو معلوم ہو چکا تھا کہ وہ ابوالہول کی پرستش کرتی ہے۔ اور اس کا بت ٹوٹ جانے کے باعث اس قدر جنونی ہو گئی ہے کہ اس نے اپنے ہی گھر کو آگ لگا دی ہے۔

اس جنون نے نومی کو سمجھایا کہ وہ ابوالہول کی پجارن اور دیوانی ہے۔ لہٰذا ابوالہول کے ذریعے ہی اس جنونی لڑکی سے دوستی کی جا سکتی ہے۔ اور اسے اپنے قابو میں رکھا جا سکتا ہے۔

ابھی جیکی کے ذریعے پتا چلا تھا کہ سیون بلڈرز قاہرہ سے اس کے لیے ابوالہول کا بت منگوا رہے ہیں۔ وہ بت کل شام تک یہاں پہنچ جائے گا یا دیر بھی ہو سکتی ہے۔

نومی نے سوچا۔ ''اگر اس سے پہلے میں وہ بت جمائلہ تک پہنچا دوں تو وہ میری احسان مند ہوگی۔ پھر میں اس سے معلوم کر سکوں گی کہ اس کے ساتھ رہنے والی وہ میڈم کون ہے؟''

یہ تدبیر ذہن میں آتے ہی اس نے سوچا کہ کیا میڈرڈ کے شہر میں ابوالہول کا بت مل سکتا ہے؟

وہ میڈرڈ میں تھی۔ اور فوری طور پر وہیں سے بت حاصل کر سکتی تھی۔ اس کے ذہن میں دو باتیں آئیں۔ ایک تو یہ کہ وہاں کی مارکیٹ میں ایسی دکانیں بھی تھیں۔ جہاں تاریخی نوادرات رکھے جاتے تھے۔ ان میں کچھ نوادرات نقلی بھی ہوتے تھے اور اصلی بھی۔ تاریخ سے دلچسپی رکھنے والے گاہک وہاں سے اپنے پسند کی کوئی چیز خرید کر لے جاتے تھے۔ ایسی ہی کسی دکان میں ابوالہول کا بت ہو سکتا تھا۔

ایک بات کا تو اچھی طرح یقین تھا کہ وہاں کے میوزیم میں وہ بت ضرور رکھا ہوگا۔ وہاں سے اسے چرایا جا سکتا تھا۔

اس وقت وہاں صبح کے چار بج رہے تھے۔ اس وقت نہ تو کوئی دکان کھلی تھی اور نہ ہی میوزیم کے دروازے کھلے ہوئے تھے۔ وہ ٹیلی فون ڈائریکٹری کھول کر بیٹھ گئی۔ میوزیم کے انچارج کے نمبر تلاش کرنے لگی۔ جلد ہی وہ فون نمبر مل گیا۔

اس نے اس نمبر پر رابطہ کیا تو انچارج بے چارہ سو رہا تھا۔ نیند بھری آواز میں بولا۔ ''کون ہے بھئی؟ اتنی صبح کیوں فون کیا ہے؟''

اس نے دماغ میں پہنچ کر فون بند کر دیا۔ اس کے چور خیالات پڑھ کر معلوم کیا کہ میوزیم میں جو تاریخی بت رکھے ہوئے ہیں کیا ان میں ابوالہول کا بت بھی ہے؟

وہ بے زار ہو کر سوتے میں بولا۔ ''پتا نہیں کیوں اس وقت ان بتوں کا خیال آرہا ہے؟ ویسے ابوالہول کا بت میوزیم میں موجود ہے۔''

وہ سونا چاہتا تھا۔ نومی نے خیال خوانی کے ذریعے اسے فوراً ہی سلا دیا۔ بہت ہی مختصر سا تنویمی عمل کر کے اسے اپنا تابعدار بنایا پھر اسے حکم دیا۔ ''اس بت کے سائز کا ایک بڑا سا بکس لے کر میوزیم جاؤ اور اس بت کو بکس میں رکھ کر اسے باہر لے آؤ۔''

دوسری طرف اس نے وردان کے اندر پہنچ کر حکم دیا۔ ''فوراً بستر سے اٹھو اور اپنی کار میں بیٹھ کر میوزیم کے سامنے پہنچو۔''

میں نے وردان پر تنویمی عمل کر کے اس کے ذہن میں یہ بات نقش کی تھی کہ وہ اردونا دیبائی (نومی) کا بھی تابعدار بن کر رہے گا۔ اور اس کے احکامات کی تعمیل کرتا رہے گا۔ جب میں اپنے مخصوص لب و لہجے میں اسے مخاطب کروں گا تو وہ پھر میرا ہی تابعدار رہے گا اور اردونا کو بھول جائے گا۔

اس وقت اس نے نومی کے حکم کی تعمیل کی۔ فوراً ہی بستر چھوڑ کر لباس تبدیل کر کے باہر آیا پھر اپنی کار میں بیٹھ کر میوزیم کی طرف جانے لگا۔

میوزیم کا انچارج اپنی کار میں وہاں پہنچ چکا تھا۔ چوکیدار نے اسے دیکھ کر بڑے گیٹ کو کھول دیا، وہ کار ڈرائیو کرتا ہوا میوزیم کے بیرونی دروازے تک آیا۔ وہاں کھڑے ہوئے مسلح سنتری نے اسے سیلوٹ کیا۔ پھر اس کے لیے دروازہ کھول دیا۔ وہ اپنا بڑا بکس اٹھائے اندر چلا گیا۔ بیس منٹ کے بعد ہی وہ واپس آیا تو سنتری نے یہ پوچھنے کی جرأت نہیں کی کہ وہ بکس اندر کیوں لے گیا تھا؟ اور جب لے گیا تھا تو فوراً ہی واپس کیوں لے جارہا ہے؟

وہ اس بکس کو اپنی کار میں رکھ کر وہاں سے جانے لگا۔ بڑے گیٹ سے باہر آ کر نومی کی مرضی کے مطابق کچھ فاصلے پر رک گیا۔ وہاں وردان اپنی کار کے پاس کھڑا ہوا تھا۔ اس انچارج نے اس بکس کو اپنی کار سے نکال کر اس کے حوالے کیا۔ وردان اسے اپنی کار میں رکھ کر وہاں سے جانے لگا۔

نومی نے کہا۔ ''اب تم یہاں سے سیدھے پرتگال کے شہر لزبن جاؤ گے۔ میں تمہارے دماغ میں آتی جاتی رہوں گی۔''

وہ حکم کا بندہ تھا۔ کوئی سوال، کوئی بحث کیے بغیر کار ڈرائیو کرتا ہوا پرتگال کی طرف جانے لگا۔ نومی اس میوزیم کے انچارج کے دماغ سے نکل آئی تھی۔ وہ پریشان ہو کر ادھر ادھر دیکھ رہا تھا اور سوچ رہا تھا کہ میں تو اپنے گھر میں تھا پھر یہاں کیسے آ گیا؟ اور اس میوزیم کے قریب کیا کر رہا ہوں؟

وہ کبھی نہیں سمجھ سکتا تھا کہ اس کے ساتھ کیا ہو چکا ہے۔ جب بت کی چوری کا پتا چلتا تب اس پر الزام آنے والا تھا۔ آئندہ وہ بے چارہ ایک بت کو چرانے کے الزام میں گرفتار ہونے والا تھا۔

نومی پھر اس جاسوس جیکی نارمن کے اندر پہنچ گئی۔ یہ معلوم کرنے لگی کہ کیا وہ جمائلہ کا فون نمبر جانتا ہے؟

اس نے بڑی حد تک جمائلہ کے بارے میں معلومات حاصل کی تھیں۔ پھر کسی کا فون نمبر معلوم کرنا تو ایک جاسوس کے لیے معمولی سی بات ہوتی ہے۔ نومی نے اس کے ذہن سے وہ نمبر معلوم کیے پھر اپنے موبائل فون پر نمبر پنچ کرنے کے بعد اسے کان سے لگایا چند سیکنڈ کے بعد ہی جمائلہ کی آواز سنائی دی۔ ''ہیلو کون......؟''

نومی نے کہا۔ ''تم مجھے نہیں جانتی ہو۔ اور نہ ہی میں تمہیں پہلے جانتی تھی۔ ابھی میں نیند میں تھی تو میں نے ابوالہول کو خواب میں دیکھا۔''

جمائلہ اس وقت ایک کیسینو میں تاش کے پتوں سے بازیاں جیت رہی تھی۔ اس کے ہاتھ سے وہ پتے چھوٹ گئے وہ فوراً ہی سیدھی ہو کر بیٹھ گئی۔ بڑی دلچسپی سے بولی۔ ''تم نے میرے ابوالہول کو خواب میں دیکھا؟''

نومی نے کہا۔ ''ہاں۔ اس نے مجھ سے کہا ہے کہ اس کے بت کو کسی نے توڑ ڈالا ہے۔ اور اس کی جمائلہ بہت پریشان ہے۔ میں کسی بھی طرح جلد سے جلد اس کے ابوالہول کو اس کے پاس پہنچا دوں۔''

اس نے خوش ہو کر پوچھا۔ ''کیا تم میرے ابوالہول کے بت کو میرے پاس پہنچا رہی ہو؟ اگر ایسی بات ہے تو یہاں کب تک آ رہی ہو؟''

''میں تمہارے سامنے نہیں آؤں گی۔ مجھے اس بت نے منع کیا ہے۔ میں اس کی کنیز ہوں۔ اس کے حکم پر سر جھکاتی رہتی ہوں۔ اس لیے مجبور ہوں۔ تمہارے پاس نہیں آسکوں گی۔ لیکن ایک شخص اس بت کو لے کر یہاں سے روانہ ہو چکا ہے۔ وہ پانچ گھنٹے کے اندر وہاں پہنچ جائے گا۔''

''اوہ۔ تم جو کوئی بھی ہو۔ بہت اچھی ہو، وہ شخص کون ہے؟ اور اس بت کو لے کر کہاں آئے گا؟ کیا وہ میرا ایڈریس جانتا ہے؟''

''میں تمہارا ایڈریس نہیں جانتی۔ اس لیے میں نے اسے کچھ نہیں بتایا ہے۔ ابوالہول نے کہا ہے کہ وہ اسے تمہارے پاس پہنچا دے گا۔''

وہ خوشی سے کھل گئی تھی۔ اپنی جگہ سے اٹھ کر کیسینو کے باہر جاتے ہوئے بولی۔ ''میرا ابوالہول مجھے کتنا چاہتا ہے، میرا کتنا خیال رکھتا ہے؟''

وہ چلتے چلتے ایکدم سے رک گئی، چونک کر بولی۔ ''اوہ...... ایک گڑبڑ ہو سکتی ہے۔''

نومی نے پوچھا۔ ''کیسی گڑبڑ......؟''

''ابھی تھوڑی دیر میں صبح ہونے والی ہے۔ میں بالکل تبدیل ہو جاؤں گی۔ ابوالہول کا بت میرے پاس آئے گا تو میں اسے عزت اور احترام سے اپنے پاس نہیں رکھ پاؤں گی۔ اس وقت میں مسلمان ہوتی ہوں۔ اور مسلمانوں کو حکم ہے کہ وہ بتوں کی پوجا نہ کریں۔ انہیں توڑ دیا کریں۔''

نومی نے کہا۔ ''پھر تو واقعی گڑبڑ ہو جائے گی۔ تم بتاؤ، اب کیا کرنا چاہیے؟''

''میں ابھی بلڈرز کو فون کرتی ہوں۔ وہ شخص بت کو لے کر یہاں آئے گا تو بلڈرز اس کا استقبال کریں گے۔ اسے عزت دیں گے اور اس بت کو اپنے پاس رکھ لیں گے۔ پھر رات ہوگی تو اسے میرے پاس پہنچا دیں گے۔''

نومی نے کہا۔ ''ٹھیک ہے۔ وہ شخص تمہارے بلڈرز تک پہنچے گا۔ اس کی کار کا نمبر ذہن نشین کر کے ان بلڈرز کو بتا دو۔ وہ اپنی کار میں تمہارے جلے ہوئے بنگلے کے سامنے پہنچے گا۔''

''میں ابھی اس کے بارے میں بلڈرز کو مطلع کروں گی۔''

''ایک بات اور ہے۔ وہ یہ کہ جو شخص وہ بت لے کر آرہا ہے وہ بھی اس بت کا غلام ہے۔ تم اسے اپنے ساتھ رکھو۔ وہ تمہارے بہت کام آیا کرے گا۔''

اس نے کہا۔ ''میں اس شخص کو ابوالہول کا تحفہ سمجھ کر اس کی عزت کروں گی۔ اسے اپنے ساتھ رکھوں گی۔''

''ایک اور ضروری بات ہے۔ ابوالہول نے کہا ہے کہ میں تم سے فون کے ذریعے برابر رابطہ رکھوں۔ اور تمہارے مشکل وقت میں کام آتی رہوں۔''

''میں ہمیشہ فون کے ذریعے تمہارے رابطے میں رہوں گی۔ میرے فون پر تمہارا نمبر بھی آ گیا ہے۔ اسے میں ہمیشہ یاد رکھوں گی۔''

''ایک اور آخری بات رہ گئی ہے اور وہ یہ کہ تم کسی سے میرا ذکر نہیں کرو گی۔ وہ تمہارے بلڈرز ہوں یا تمہارے ماں باپ...... سب سے یہی کہو گی کہ ابوالہول کا بت لانے والے اس شخص کو تم نہیں جانتی ہو۔ ابوالہول نے اسے یہاں بھیجا ہے اور وہ ہمیشہ ساتھ رہا کرے گا۔ اب میں فون بند کرتی ہوں تم بلڈرز سے رابطہ کرو۔ اور انہیں اس شخص کے بارے اچھی طرح سمجھا دو۔''

نومی نے فون بند کر دیا۔ بڑے ہی فاتحانہ انداز میں مسکرانے لگی۔ اسے اس طرح فتح مندی سے مسکرانے کا حق تھا۔ کیوں کہ وہ بڑی زبردست چال چلتی ہوئی جمائلہ کے بہت قریب ہو رہی تھی۔ اور وردان کو اس کے پاس پہنچا کر اس کے ساتھ رہنے والی میڈم کے بارے میں بہت کچھ معلوم کر سکتی تھی۔

جمائلہ نے فون کے ذریعے بلڈرٹو سے رابطہ کیا۔ بلڈرٹو نے کہا۔ ''جمائلہ! خیریت تو ہے؟ صبح کے ساڑھے چار بج رہے ہیں اور اس وقت تم نے فون کیا ہے؟''

''ہاں۔ میں خیریت سے ہوں۔ تھوڑی دیر کے بعد تبدیل ہونے والی ہوں۔ اس سے پہلے ایک ضروری بات کرنا چاہتی ہوں اور یہ کہ ایک شخص ابوالہول کا بت لے کر میرے جلے ہوئے بنگلے کے سامنے پہنچنے والا ہے۔ وہ اب سے پانچ گھنٹے کے اندر وہاں پہنچ سکتا ہے۔''

''وہ کون شخص ہے جو بت لے کر آرہا ہے؟''

''ابھی کوئی سوال نہ کرو۔ یہ دیکھو کہ میرا ابوالہول مجھ پر کتنا مہربان ہے۔ میری پریشانیوں کا کتنا خیال رکھتا ہے۔ پتا نہیں تمہارے ایجنٹ کب اس کا بت یہاں بھیجتے، پتا نہیں اور کتنے دن لگ جاتے میرا ابوالہول صرف پانچ گھنٹے کے اندر اسے یہاں پہنچا رہا ہے۔''

''جمائلہ! یہ تو بہت خوشی کی بات ہے۔ ہم سب اس بت کو دیکھنے ضرور آئیں گے۔''

''صرف اسے دیکھنے نہیں۔ اسے لینے بھی آؤ گے۔ ایک شخص اپنی کار میں اسے لے کر میرے جلے ہوئے بنگلے کے سامنے آئے گا۔ وہ دن کا وقت ہوگا۔ میں ابوالہول کی طرف جا سکوں گی اور نہ ہی اسے دیکھ سکوں گی۔ میں نے اسی لیے فون کیا ہے۔ چار گھنٹے کے بعد اپنے دوسرے بلڈرز کے ساتھ میرے جلے ہوئے بنگلے کے سامنے پہنچ جاؤ۔ وہ شخص جب بھی آئے اس سے وہ بت لے لو۔ اور اسے ایک معزز مہمان کی طرح اپنے ساتھ رکھو۔ وہ ابوالہول کا غلام ہے آئندہ میرے ساتھ رہا کرے گا۔ اب میں فون بند کر رہی ہوں۔ مجھے جانا ہے۔ میری تبدیلی کا وقت ہو رہا ہے۔''

یہ کہہ کر اس نے فون بند کر دیا۔ نومی وردان کے دماغ میں آ گئی تھی۔ اسے اس وقت تک وردان کے ساتھ رہنا تھا جب تک کہ وہ لزبن نہ پہنچ جاتا۔ وہاں وہ اس بت کو بلڈرز کے حوالے کرتا اور ان کا مہمان بن جاتا۔ تب ہی نومی کو سکون مل

سکتا تھا۔

سونیا اپنے بیڈ پر گہری نیند سو رہی تھی۔ یوں بھی اسے جمائلہ کے تنویمی عمل کے مطابق چھ بجے تک نیند پوری کر کے اسے اس خوش فہمی میں مبتلا رکھنا تھا کہ اس کا عمل کامیاب ہو چکا ہے۔ اور سونیا بدستور اس کی تابعدار بنی ہوئی ہے۔

اس کی نیند کے دوران میں الپا' اعلیٰ بی بی' کرونا اور کبیریا آتے جاتے رہے تھے، اور اس کی نگرانی کرتے رہے تھے۔ وہ صبح چھ بجے بیدار ہوگئی۔ بستر پر اٹھ کر بیٹھ گئی جمائلہ اذان کے بعد تبدیل ہو کر وہاں واپس آگئی تھی۔

سونیا نے باتھ روم کی طرف دیکھا۔ وہاں سے شاور کی آواز آرہی تھی۔ جمائلہ غسل میں مصروف تھی۔ سونیا دوسرے کمرے کے باتھ روم میں چلی گئی، جب وہ دونوں غسل سے فارغ ہو کر کچن میں آئیں تو جمائلہ کے بدن پر پورا لباس تھا۔ وہ بہت سیدھی سادی اور معصوم سی لگ رہی تھی۔

سونیا نے کچن میں ناشتا تیار کرتے ہوئے پوچھا۔ ''ناشتا کرنے کے بعد کیا ارادہ ہے؟''

وہ بولی۔ ''مما۔! میں بہت تھک گئی ہوں۔ بس ایک ٹوسٹ کھاؤں گی۔ چائے پیوں گی اور سو جاؤں گی۔''

سونیا نے کہا۔ ''پتا نہیں۔ تم تمام رات کہاں بھٹکتی رہتی ہو؟ بہتر ہے کہ سو ہی جاؤ۔''

''آپ ناشتا کرنے کے بعد ان بلڈرز کے پاس جائیں گی۔ ہو سکتا ہے انہیں آپ کی ضرورت ہو۔''

اس نے بڑی تابعداری سے کہا۔ ''میں تو تمہاری ہر بات مانتی ہوں۔ تم کہہ رہی ہو تو بس ناشتا کرتے ہی چلی جاؤں گی۔''

جمائلہ خوش ہوگئی، اگرچہ وہ دن کے وقت ایک بیٹی کی طرح اسے ماں سمجھتی تھی۔ اس کی عزت کرتی تھی۔ لیکن دماغ میں یہ خیال بھی رہتا تھا کہ شام کے بعد تبدیل ہونا ہے اور اپنے عمل کے مطابق سونیا کو استعمال کرنا ہے۔

جمائلہ ناشتے کے بعد ایک بیڈ روم میں سونے کے لیے چلی گئی۔ سونیا بلڈرز کے پاس جانے کی تیاری کرنے لگی۔ ایسے ہی وقت ایک بلڈر نے فون پر کہا۔ ''میڈم! ابھی آپ دس بجے تک اپنے بنگلے میں ہی رہیں گی۔ ایک شخص اپنی کار میں اس جلے ہوئے بنگلے کے سامنے آنے والا ہے۔ وہ اپنے ساتھ ابوالہول کا بت لا رہا ہے۔ ہمیں وہ بت اس سے وصول کرنا ہے۔ اور اس شخص کو ایک معزز مہمان کی طرح اپنے ساتھ رکھنا ہے۔''

سونیا نے حیرانی سے پوچھا۔ ''اتنی جلدی یہ بت کہاں سے مل گیا؟ اسے کون لا رہا ہے؟''

''یہی سوال ہم نے جمائلہ سے کیا تھا۔ اس نے کہا تھا کہ بعد میں جواب دے گی۔ اس کے پاس وقت نہیں تھا۔ کیوں کہ وہ تھوڑی دیر کے بعد تبدیل ہونے والی تھی۔ ایسے میں وہ خود اس بت کو وصول نہیں کر سکتی تھی۔ نہ ہی اسے دیکھنا چاہتی تھی۔ اس لیے یہ ڈیوٹی ہمیں انجام دینی ہوگی۔ اس بت کے آنے سے ہماری پریشانیاں دور ہو رہی ہیں۔ کل تو وہ بہت ہی جنونی ہوگئی تھی۔ ہم سب نے اسے بڑی مشکلوں سے سنبھالا ہے۔''

سونیا نے کہا۔ ''آپ لوگ تو قاہرہ سے اس کا بت منگوانے والے تھے؟ تعجب ہے کہ یہ اتنی جلدی کہاں سے آرہا ہے؟''

''جمائلہ نے صرف اتنا ہی کہا ہے کہ ابوالہول اس پر بہت مہربان ہے۔ اس کی پریشانیوں کو سمجھتا ہے۔ اس لیے اپنا بت خود اس کے پاس بھیج رہا ہے۔ اور جو شخص اسے لا رہا ہے وہ اس بت کا غلام ہے۔''

سونیا کی عقل یہ تسلیم نہیں کر سکتی تھی کہ ابوالہول خود اپنا بت جمائلہ کے پاس بھیج رہا ہے۔ لیکن اس نے خاموشی سے یہ بات تسلیم کر لی کیونکہ وہ ان سب کی تابعدار بنی ہوئی تھی۔

ایسے وقت الپا نے آ کر پوچھا۔ ''مما......! آپ کیسی ہیں؟''

اس نے مسکرا کر کہا۔ ''تمہارے جیسی بیٹیاں ہوں تو میں اور کیسی ہو سکتی ہوں؟ مجھ پر کہیں سے کوئی آنچ نہیں آ سکتی۔ تم سب میرے سونے کے دوران میں باری باری آتے رہے اور میری خیریت معلوم کرتے رہے۔''

''ہمارے آنے کی وجہ سے آپ کی نیند ٹوٹ جایا کرتی تھی۔''

''ہاں۔ تھوڑی دیر کے لیے میں ڈسٹرب ہوتی تھی۔ پھر مطمئن ہو کر سو جاتی تھی۔''

کرونا' اعلیٰ بی بی اور کبریا یکے بعد دیگرے سونیا کے پاس آنے لگے اس کی خیریت معلوم کرنے لگے۔ وہ اپنوں کی محبتیں پا کر خوش ہو رہی تھی۔

کبریا نے کہا۔ ''مما۔! کل رات جمائلہ بہت زیادہ جنونی ہوگئی تھی۔ اب اس کا کیا حال ہے؟''

''وہ دن کی روشنی میں تو بالکل ہی بدل جاتی ہے۔ ابھی بڑے آرام اور سکون سے سو رہی ہے۔''

پھر اس نے کرونا سے کہا۔ ''تم بہت عرصے سے اور بہت قریب سے جمائلہ کو دیکھتی آرہی ہو۔ اور اس کے تمام حالات سے اچھی طرح واقف ہو۔ کیا ایسا پہلے کبھی ہوا ہے کہ ابوالہول نے اس کے لیے کوئی تحفہ یا کوئی چیز بھیجی ہو؟''

کرونا نے کہا۔ ''نہیں۔ ایسا پہلے کبھی نہیں ہوا۔ رات کے وقت وہ جب بھی اس کی پرستش کرتی ہے کچھ مانگتی ہے تو اسے پُراسرار قوتیں حاصل ہوتی رہتی ہیں۔ لیکن کوئی چیز ابوالہول کے پاس سے نہیں آئی۔''

سونیا نے کہا۔ ''پہلے تو میں یہ بات ہی نہیں مانتی کہ اس کو پُراسرار قوتیں اس بت کی طرف سے ملتی ہیں۔ نہیں کیوں وہ بچپن سے ہی اس مٹی کے بت سے متاثر ہوگئی ہے۔ اس کا دن کو پوزیٹو ہونا اور رات کو نیگیٹو ہو جانا قدرت کا انوکھا تماشا ہے جسے انسانی عقل سمجھنے سے قاصر ہے۔''

وہ ایک ذرا چپ ہونے کے بعد بولی۔ آج ایک نئی بات سامنے آئی ہے اور یہ کہ ابوالہول اپنا بت خود اس کے پاس بھیج رہا ہے۔ اور وہ بت ابھی دس بجے تک یہاں پہنچنے والا ہے۔''

کرونا نے پوچھا۔ ''کیا جمائلہ نے یہ بتایا ہے کہ ابوالہول خود اپنا بت اس کے پاس بھیج رہا ہے؟''

''ہاں۔ اس نے یہی کہا ہے۔ لیکن مجھے یقین نہیں آرہا ہے۔''

''واقعی۔ یہ کوئی یقین کرنے والی بات نہیں ہے۔ آج تک کبھی ایسا نہیں ہوا۔ ابوالہول نے کبھی ایک تنکا بھی اس کے پاس نہیں بھیجا۔ اسے جو پُراسرار قوت حاصل ہوتی ہے تو وہ ہماری سمجھ سے باہر ہوتی ہے۔ اس نے اس بت کو خود سے منسوب کر رکھا ہے، اس لیے ہم مان لیتے ہیں کہ یہ سب کچھ اسے اسی بت سے ملتا ہے۔''

سونیا نے کہا۔ ''جمائلہ نے بلڈرز کو یہ بھی کہا ہے کہ جو شخص اس بت کو لا رہا ہے۔ وہ اس بت کا ہی غلام ہے۔ اور وہ یہاں معزز مہمان کی طرح رہے گا۔ میں بے چینی سے انتظار کر رہی ہوں۔ یہ دیکھنا ہے کہ آخر ابوالہول کا وہ غلام کون ہے؟''

اعلیٰ بی بی اور کبریا یہ کہہ کر چلے گئے کہ وہ دس بجے کے بعد آ کر اس شخص کے بارے میں معلوم کریں گے۔ الپا نے کہا۔ ''مما! میرے ہی وطن اسرائیل میں میرے بے شمار دشمن ہیں۔ مجھے ان سے نمٹنا ہے۔ انہوں نے ایک امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والے کو میرے مقابل بلایا ہے۔ پاپا میرا ساتھ دے رہے ہیں۔ پھر بھی میں چاہتی ہوں کہ پاپا کو زیادہ زحمت نہ دوں۔ اور تنہا ہی ان سب سے نمٹ لوں۔''

''بے شک۔ تمہیں خود اعتمادی سے اپنے دشمنوں کے مقابلے میں ڈٹ کر رہنا چاہیے۔ تم جاؤ۔ اپنی جگہ مصروف رہو۔''

الپا نے کہا۔ ''میں نے یہاں سے بیرونی ممالک جانے والے تمام جہازوں میں آپ کے لیے ایک سیٹ ریزرو کرا دی ہے۔ آپ اپنا پاسپورٹ ہر وقت اپنے پاس رکھیں۔ جمائلہ بہت خطرناک ہے۔ کسی دن کسی وقت بھی اسے یہ معلوم ہو سکتا ہے کہ آپ پر اس کا تنویمی عمل ناکام ہو رہا ہے اور آپ اسے دھوکا دے رہی ہیں پھر وہ آپ کی جانی دشمن بن جائے گی۔ ایسے وقت تو آپ کو یہاں سے کسی دوسرے ملک جانا ہی ہوگا۔''

وہ مسکرا کر بولی۔ ''تم سب کو میری بہت فکر ہے۔ اور یہ دیکھ کر مجھے بہت خوشی ہوتی ہے اور الپا تمہیں تو کچھ زیادہ ہی میری فکر ہے۔ میں تم سے بہت خوش ہوں۔ جاؤ اپنا کام کرو۔''

الپا چلی گئی۔ کرونا نے کہا۔ ''مما! یہ کیسا عجیب اتفاق ہے کہ الپا جیسی کٹر یہودی آپ کی بیٹی بن گئی ہے؟''

سونیا نے کہا۔ ''تمہارے پاپا نے اسے اتنی محبتیں دی ہیں۔ اس کے اندر اتنا اعتماد پیدا کیا ہے کہ وہ سچ مچ ہماری بیٹی بن گئی ہے۔''

کرونا نے کہا۔ ''آپ کو شاید معلوم نہیں ہے۔ میں بھی یہودی ہوں یہ کیسا اتفاق ہے کہ دو یہودی ٹیلی پیتھی جاننے والیاں آپ کی بیٹیاں بن گئی ہیں۔ میں بھی الپا کی طرح آپ کی اور پاپا کی محبتیں اور سب کا اعتماد حاصل کرتی رہوں گی۔''

''خدا کرے، ایسا ہی ہو۔ میں تم سے یہ کہنا تو بھول ہی گئی کہ سیون بلڈرز کی تنظیم سے تعلق رکھنے والا جاسوس ماؤس مرکر اس تہ خانے کے ریکارڈ روم میں گیا ہے۔''

کرونا نے پوچھا۔ ''کیا انہیں کسی طرح کا شبہ ہوا ہے؟''

''ہاں۔ وہ کہہ رہے تھے کہ تم یہاں سے جاتے وقت ان کے کئی راز چرا کر لے گئی ہو۔ میں سوچ رہی ہوں کہ کہیں ماؤس مرکر کو یہ معلوم نہ ہو جائے کہ کبھی میں اس ریکارڈ روم میں گئی تھی۔''

''آپ اطمینان رکھیں۔ اسے کبھی معلوم نہیں ہوگا۔''

''کیا ماؤس مرکر یوگا کا ماہر ہے؟ کیا تم اس کے دماغ میں نہیں جا سکتیں؟''

''اگرچہ وہ اچھا خاصا صحت مند ہے اور خیال خوانی کی لہروں کو محسوس کر کے سانس روک سکتا ہے، لیکن رات کو شراب پینے کا عادی ہے۔ اس لیے اس وقت اس کا ذہن حساس نہیں ہوگا۔ میں کسی وقت بھی اس کے اندر جا سکتی ہوں۔''

''تو پھر جا کر معلوم کرو کہ اس نے ریکارڈ روم میں جا کر کیا معلومات حاصل کی ہیں؟''

''میں ابھی معلوم کر کے بتاتی ہوں۔''

وہ خیال خوانی کی پرواز کرتی ہوئی ماؤس مرکر کے دماغ میں پہنچ گئی، لیکن دیر سے پہنچی۔ وہ سیون بلڈرز کو اپنی پوری رپورٹ پیش کر چکا تھا۔ اس وقت ان کے پاس بیٹھا ہوا کہہ رہا تھا۔ ''میں نے یہ رپورٹ لکھ دی ہے۔ اور اس کی تفصیل بھی موجود ہے کہ کرونا یہاں سے کون کون سے راز چرا کر لے گئی ہے؟''

ایک بلڈر نے کہا۔ ''ہاں۔ ہم نے یہ رپورٹ پڑھی ہے لیکن اس کا یہ حصہ پڑھ کر حیرانی ہو رہی ہے کہ کرونا نے اس الماری کو بھی کھولا تھا۔ جس میں فرہاد علی تیمور کی فیملی کے تمام ریکارڈز محفوظ ہیں۔''

بلڈر ٹو نے کہا۔ ''یہ بات سمجھ میں نہیں آ رہی ہے کہ کرونا نے وہاں کیا تلاش کیا ہوگا؟ جبکہ وہ وہاں سے کوئی چیز نہیں لے گئی ہے۔ تمام ریکارڈز جوں کے توں موجود ہیں۔''

ماؤس مرکر نے کہا۔ ''ہاں۔ موجود تو ہیں۔ لیکن جس ترتیب سے وہ ریکارڈ رکھے گئے تھے۔ وہ ترتیب بدل چکی ہے۔ چیزیں اِدھر سے اُدھر ہو گئی ہیں۔''

بلڈر سکس نے کہا۔ ''سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کرونا اس تہ خانے میں کیسے پہنچی؟ ایک تو وہاں حفاظتی انتظامات کے طور پر الیکٹرانک آلات لگائے گئے ہیں۔ پھر ہمارے بلڈر وَن کا ملازم اور باڈی گارڈ دن رات وہاں موجود رہتا تھا۔ پھر کرونا وہاں کیسے پہنچ گئی؟''

ماؤس نے کہا۔ ''ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے لیے یہ کوئی مشکل کام نہیں ہے۔ اس نے بلڈر وَن کے ملازم اور باڈی گارڈ کو اعصابی کمزوری میں مبتلا کر کے اپنا تابعدار بنایا ہوگا۔ انہیں اپنے زیرِ اثر لانے کے بعد وہاں کے حفاظتی انتظامات کو ناکارہ بنا دیا ہوگا اس طرح اس کے لیے آسانی ہو گئی ہوگی۔''

بلڈر فائیو نے ماؤس مرکر کی رپورٹ پر ایک نظر ڈالتے ہوئے کہا۔ ''تم نے یہاں لکھا ہے کہ ریکارڈ روم کے رجسٹر کے مطابق سونیا کی ویڈیو فلم تین نمبر کے خانے میں رکھی ہوئی تھی۔ لیکن جب تم نے الماری کو کھول کر دیکھا تو وہ ویڈیو فلم خانے سے باہر رکھی ہوئی تھی۔ ہمیں اس سوال کا جواب معلوم کرنا ہوگا کہ وہ ویڈیو فلم اس الماری سے باہر کیسے آ گئی؟''

بلڈر فور نے کہا۔ ''ہاں۔ کئی طرح کے سوالات پیدا ہوتے ہیں۔ کیا کرونا نے وہ ویڈیو فلم وہاں دیکھی تھی؟ پھر سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیوں دیکھی تھی؟ وہ سونیا کی ویڈیو فلم سے کیا حاصل کرنا چاہتی تھی؟ کیا وہ اس فلم کی دوسری کاپی بنا کر لے گئی ہے؟''

بلڈر ٹو نے کہا۔ ''وہ اس ویڈیو فلم کی کاپی بنا کر کیوں لے جائے گی؟ جبکہ دنیا کے تمام بڑے ممالک کے ریکارڈ رومز میں وہ ویڈیو فلم موجود ہے؟''

ماؤس نے کہا۔ ''ایک خیال یہ بھی پیدا ہوتا ہے کہ کرونا اس فلم کی کاپی لے کر اس لیے گئی ہے کہ سونیا کو بھی دکھا سکے۔ اور اسے بتا سکے کہ اس کی اصلیت کیا ہے اور یہاں اسے کس طرح دھوکا دیا جا رہا ہے؟''

ماؤس کی یہ بات سن کر سب ہی چونک گئے۔ سوچتی ہوئی نظروں سے اسے دیکھنے لگے۔ پھر بلڈر ٹو نے کہا۔ ''ہمیں میڈم سونیا کے بنگلے کی تلاشی لینی چاہیے۔ ہو سکتا ہے، کرونا نے کسی کو آلۂ کار بنا کر وہ ویڈیو فلم سونیا کے پاس پہنچا دی ہو اور سونیا وہ فلم دیکھ کر اپنی حقیقت معلوم کر چکی ہو؟''

تمام بلڈرز اپنے اپنے طور پر کہنے لگے کہ ایسی کوئی بات نہیں ہے اگر سونیا کو اپنی اصلیت معلوم ہو جاتی تو وہ فوراً ہی یہاں سے زنجیریں توڑ کر فرہاد کے پاس پہنچ جاتی۔

دوسرے بلڈر نے کہا۔ ''جمائلہ نے بڑی کامیابی سے اسے اپنی معمولہ اور تابعدار بنایا ہے۔''

ایک اور بلڈر نے کہا۔ ''کرونا اتنی عجلت میں یہاں سے فرار ہوئی تھی کہ اسے وہ ویڈیو فلم سونیا کے حوالے کرنے کا موقع نہیں ملا ہوگا۔''

ایک اور بلڈر نے کہا۔ ''ہمیں یقین ہے کہ سونیا نے وہ ویڈیو فلم نہیں دیکھی ہے۔ پھر بھی احتیاطاً ہم اس کے بنگلے کی تلاشی لیں گے۔''

بلڈر ٹو نے اپنی جگہ سے اٹھتے ہوئے کہا۔ ''نو بج رہے ہیں۔ یوں بھی ہمیں اس بنگلے کی طرف جانا ہی ہے۔ وہ شخص بت لے کر آ رہا ہوگا۔''

کرونا ماؤس مرکر کے دماغ سے نکل کر سونیا کے پاس آ گئی۔ اس وقت میں بھی سونیا کے پاس پہنچا ہوا تھا۔ اس سے باتیں کر رہا تھا۔ کرونا نے آ کر کہا۔ ''مما۔! آپ نے ماؤس مرکر کے بارے میں مجھے بتانے میں دیر کر دی۔ وہ کم بخت ریکارڈ روم میں جا کر بہت کچھ معلوم کر چکا ہے۔ آپ نے اپنی ویڈیو فلم نکال کر وہاں دیکھی تھی لیکن اسے واپس رکھتے وقت تین نمبر کے خانے میں نہیں رکھا تھا' باہر ہی چھوڑ کر آ گئی تھیں۔''

وہ بتانے لگی کہ اس ویڈیو فلم کی وجہ سے بلڈرز کیسی کیسی رائے قائم کر رہے ہیں۔ اور وہ یہاں آ کر اس بنگلے کی تلاشی لینے والے ہیں۔

سونیا نے کہا۔ ''لینے دو تلاشی۔ یہاں ایسی کوئی ویڈیو فلم

نہیں ہے۔''

میں نے کہا۔ ''انہیں یہ بڑی خوش فہمی ہے کہ تمہاری مما جمائلہ کی تابعدار بن گئی ہیں۔ اس لیے وہ ان پر کبھی شبہ نہیں کریں گے۔''

آدھے گھنٹے کے بعد وہ تمام بلڈرز وہاں پہنچ گئے۔ ان کے ساتھ ماؤس مرکر اور دو ماتحت تھے۔

بلڈر ٹو نے کہا۔ ''میڈم......! آپ مائنڈ نہ کریں۔ ہم اس بنگلے کی تلاشی لینا چاہتے ہیں۔ آپ اس سلسلے میں کوئی سوال نہیں کریں گی۔''

سونیا نے بنگلے سے باہر نکلتے ہوئے کہا۔ ''میں باہر جا رہی ہوں۔ آپ سے کوئی سوال نہیں کروں گی۔ آپ اطمینان سے تلاشی لے سکتے ہیں۔''

دوسرے بلڈرز بھی بنگلے سے باہر آ گئے۔ ان کے ماتحت اندر تلاشی لینے لگے۔ پندرہ منٹ کے بعد ہی وردان کار ڈرائیو کرتا ہوا وہاں پہنچ گیا۔

نومی اس کے اندر موجود تھی۔ اسے گائیڈ کرتی ہوئی وہاں تک لے آئی تھی۔ اسے اچھی طرح سمجھا دیا تھا کہ ان بلڈرز کے پاس پہنچ کر اسے خود کو ابوالہول کا پجاری اور غلام ظاہر کرنا ہے۔

تمام بلڈرز نے وردان کا گرم جوشی سے استقبال کیا۔ سونیا نے بھی اس سے مصافحہ کرتے ہوئے کہا۔ ''تمہارا بہت بہت شکریہ تم ابوالہول کا بت یہاں لا کر میری بیٹی کو ذہنی سکون پہنچانے والے ہو۔''

وردان نے نومی کی مرضی کے مطابق کہا۔ ''میرا نہیں ابوالہول کا شکریہ ادا کریں۔ میں تو اس کا غلام ہوں۔ اس کے حکم کے مطابق اس کا بت یہاں لے آیا ہوں۔''

میں سونیا کے اندر تھا۔ وردان کی آواز اور لب و لہجہ سنتے ہی چونک گیا۔ فوراً ہی خیال خوانی کی پرواز کرتا ہوا اس کے اندر پہنچا تو وہی کم بخت وہاں ابوالہول کا غلام بن کر پہنچا ہوا تھا۔

پلک جھپکتے ہی یہ بات سمجھ میں آ گئی کہ اروناد یسائی (نومی) اسے اپنا آلۂ کار بنا کر وہاں لائی ہے۔ ایسے وقت مجھے اس کے اندر خاموش رہ کر تماشا دیکھنا چاہیے۔

دوسری طرف نومی سونیا کی آواز اور لب و لہجے کو سن کر سوچ میں پڑ گئی تھی۔ جب سے سونیا زہریلی بن گئی تھی تب سے اس کی آواز میں کچھ تبدیلی سی آ گئی تھی۔ پھر بھی اس کی گفتگو کے انداز سے سونیا کی جھلک ملتی تھی۔

نومی کا شبہ یقین میں بدلنے لگا۔ اس نے سوچا کہ مجھے ذرا صبر اور تحمل سے کام لینا ہوگا۔ وردان یہاں رہے گا تو اس کے ذریعے یہ میڈم پوری طرح بے نقاب ہو جائے گی۔

میں نے سونیا کے پاس آ کر کہا۔ ''سونیا! اور کرونا۔! تم دونوں الرٹ ہو جاؤ۔ یہ شخص ٹیلی پیتھی جانتا ہے۔ اس کا نام درادن دشوانا تھ ہے۔''

کرونا نے کہا۔ ''پاپا۔! کیا آپ نے اس کی آواز سن کر اسے پہچانا ہے؟''

''نہیں۔ یہ میرا معمول اور تابعدار ہے۔ لیکن دلچسپ بات یہ ہے کہ ایک اجنبی ٹیلی پیتھی جاننے والی نے بھی اسے اپنا تابعدار بنا رکھا ہے۔ اور میں نے وردان کو ڈھیل دے دی ہے کہ وہ اس کی تابعداری کرتا رہے۔''

سونیا نے سوچ کے ذریعے کہا۔ ''اس کا مطلب تو یہ ہے کہ یہ وردان محکوم ہے، خود نہیں آیا ہے۔ وہ ٹیلی پیتھی جاننے والی اسے یہاں لائی ہے؟''

کرونا نے کہا۔ ''پاپا! مما بہت شارپ ذہن رکھتی ہیں۔ انہوں نے پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ ابوالہول خود اپنا بت یہاں نہیں بھیج رہا ہے، اب یہی بات درست ہو رہی ہے۔ یہ کسی ٹیلی پیتھی جاننے والی کی سازش ہے۔ اس نے کسی خاص مقصد سے وردان کو یہاں پہنچایا ہے۔''

سونیا نے مجھ سے کہا۔ ''میں سمجھتی ہوں۔ تم نے اس اجنبی عورت کو بے نقاب کرنے کے لیے اسے ڈھیل دی ہے۔ اور وردان کو اس کا تابعدار بننے کا موقع دیا ہے۔''

میں نے کہا۔ ''یہی بات ہے۔ میں الجھن میں ہوں کہ آخر یہ نئی ٹیلی پیتھی جاننے والی کون ہو سکتی ہے؟ وہ یہاں جو کھیل کھیلنے آئی ہے تو شاید میں اسے یہیں بے نقاب کر سکوں۔ دیکھنا یہ ہے کہ یہاں اس کے مقاصد کیا ہیں؟''

سونیا نے کہا۔ ''تم دونوں میرے دماغ سے فوراً نکل جاؤ وہ کم بخت کسی وقت بھی میرے اندر آ سکتی ہے۔''

ہم دونوں فوراً ہی اس کے دماغ سے نکل گئے۔ میں نے کرونا سے کہا۔ ''تم میرے دماغ میں آؤ۔ میں تمہیں وردان کے اندر پہنچاتا ہوں۔ وہاں رہ کر تم ٹیلی پیتھی جاننے والی کی باتیں بھی سن سکو گی۔''

کرونا میرے ذریعے وردان کے اندر پہنچ گئی۔ ان ہکس بلڈرز نے اس سے ابوالہول کا بت لے لیا تھا۔ بلڈر ٹو کہہ رہا تھا۔ ''اس بت کو میں اپنے بنگلے میں لے جا کر ایک کمرے میں رکھوں گا۔ رات کو جمائلہ آ کر اسے دیکھے گی۔ اور فیصلہ کرے گی کہ اسے مستقل طور پر کہاں رکھنا ہے۔''

ان کے ساتھ آنے والے ماتحتوں نے بنگلے کی تلاشی لی

تھی۔ بلڈرز کے حکم کے مطابق صرف اس کمرے کی تلاشی نہیں لی گئی، جہاں جمائلہ سورہی تھی۔

وہ نہیں چاہتے تھے کہ اس کی نیند میں مداخلت کی جائے۔

وردان نے ان بلڈرز کو اپنا نام بتایا تھا۔ ان میں سے ایک نے کہا۔ ''مسٹر وردان ! آپ ہمارے ساتھ چلیں۔ ہمارے مہمان بن کر رہیں۔ مس جمائلہ ابھی سو رہی ہیں۔ وہ بعد میں آکر آپ سے ملیں گی۔''

دوسرے بلڈر نے سونیا سے کہا۔ ''میڈم! آپ بھی ہمارے ساتھ چلیں۔ ہم نے بہت سے اہم مسائل پر گفتگو کرنی ہے۔''

وہ ان کی تابعدار بنی ہوئی تھی، فوراً ہی ان کے ساتھ جانے کے لیے راضی ہوگئی۔ جمائلہ اپنے بیڈروم میں سو رہی تھی۔ اس لیے بلڈرز نے دو مسلح گارڈز کو اس کی نگرانی کے لیے وہاں چھوڑ دیا۔

ایک بلڈر سونیا کے ساتھ اور دوسرا بلڈر وردان کے ساتھ ان کی کاروں میں بیٹھ گیا۔ اس طرح وہ قافلہ ابوالہول کا بت لے کر بلڈرٹو کے بنگلے میں پہنچ گیا۔

اس بنگلے کی انیکسی خالی رہتی تھی۔ وہاں کے ایک سجے سجائے کمرے میں اس بت کو بھی سجاوٹ کے طور پر رکھ دیا گیا۔ اس دوران میں نومی نے دو بار سونیا کے اندر آنے کی کوشش کی مگر اس نے سانس روک لی۔ وہ پوری طرح یقین کرنا چاہتی تھی کہ سونیا کے قریب پہنچ چکی ہے۔ اس کا رکھ رکھاؤ اس کی باتیں اس کا انداز بتا رہا تھا کہ وہ سونیا ہی ہے۔ جلد ہی اس بات کی تصدیق ہونے والی تھی۔ اس لیے نومی مطمئن تھی۔

کرونا نے مجھ سے پوچھا۔ ''پاپا ! یہ وردان کے دماغ میں آنے والی کون ہوسکتی ہے؟ آپ تو دنیا کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک کے تمام ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو اچھی طرح جانتے ہیں؟''

''ہاں۔ میں پہلی بار الجھ رہا ہوں۔ سمجھ میں نہیں آرہا ہے کہ یہ نئی خیال خوانی کرنے والی کہاں سے پیدا ہوگئی ہے؟ گھوم پھر کر نومی کرسٹل کی طرف ہی دھیان جاتا ہے۔ لیکن دل نہیں مانتا۔ دماغ تسلیم نہیں کرتا۔ کیوں کہ اس نے ایسے وقت دم توڑا ہے جب میں اس کے دماغ میں موجود تھا۔ اس کے مردہ دماغ سے مجھے نکلنا پڑا تھا۔ اس کے بعد مجھے شبہ نہیں کرنا چاہیے کہ نومی کرسٹل زندہ ہوسکتی ہے۔''

کرونا نے کہا۔ ''وہ وردان کو آلۂ کار بنا کر یہاں لائی ہے۔ اس کا مقصد معلوم ہوگا تو کچھ اس کے بارے میں بھی معلوم ہوسکے گا کہ وہ کون ہے یہاں کیا کرنے آئی ہے؟''

سونیا تمام بلڈرز کے ساتھ ایک بڑے ہال میں آکر بیٹھ گئی تھی۔ وہ لوگ ریکارڈ روم میں ہونے والی چوری کے سلسلے میں باتیں کر رہے تھے۔ لیکن سونیا کے سامنے نہیں کہہ رہے تھے کہ کوئی کیسٹ اِدھر سے اُدھر ہوگیا ہے۔

بلڈرٹو نے کہا۔ ''کرونا سپر پاور کی چھاؤں میں پہنچ گئی ہے۔ خود کو بہت محفوظ سمجھ رہی ہے۔ وہاں سے ہمیں نقصان پہنچا سکتی ہے۔ اب ہر حال میں اس کی موت لازمی ہوگئی ہے۔''

ایک بلڈر نے کہا۔ ''امریکی حکام نے اس کی حفاظت کے لیے بہت سخت انتظامات کیے ہوں گے۔''

ایک اور بلڈر نے کہا۔ ''جتنے بھی سخت انتظامات کیے ہوں۔ جمائلہ رات کے وقت سارے انتظامات کو توڑ کر اس کی شہ رگ تک پہنچ جائے گی۔''

بلڈرتھری نے پوچھا۔ ''کیا آپ سب اس بات سے متفق ہیں کہ جمائلہ کو اس مقصد کے لیے امریکا جانا چاہیے؟''

ایک نے کہا۔ ''یہ لازمی ہوگیا ہے۔ ایک جرم اس کا یہ ہے کہ وہ ہمارے راز چرا کر لے گئی ہے۔ دوسرا جرم یہ ہے کہ اس نے ہمارے دو ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو ہلاک کیا ہے۔ اب وہ ایک محفوظ پناہ گاہ میں رہ کر ہمیں اور بھی نقصان پہنچا سکتی ہے۔''

بلڈرٹو نے سونیا کی طرف دیکھا۔ پھر دوسرے بلڈرز سے معنی خیز انداز میں کہا۔ ''وہ ہماری ایک اہم ویڈیو فلم کی کاپی بنا کر لے گئی ہے۔ وہ اس ویڈیو فلم کو متعلقہ ہستی تک پہنچا سکتی ہے، اس سے پہلے ہی اس دشمن عورت کو ختم کر دینا چاہیے۔''

بلڈرفور نے کہا۔ ''بات صرف اتنی ہی نہیں ہے۔ امریکی اکابرین نے کرونا کے ذریعے ہمارے راز چرائے ہیں، اور اسے اپنے ہاں پناہ دی ہے۔ وہ ہمیں نقصان پہنچانا چاہتے ہیں۔ ہم جمائلہ اور میڈم سونیا کے ذریعے انہیں دن میں تارے دکھا دیں گے۔''

وہ سب سونیا کا نام اپنی پرائیویٹ میٹنگ میں یا آپس میں لیا کرتے تھے۔ بلڈرفور اپنی گفتگو کی روانی میں یہ بھول گیا کہ وہاں ایک مہمان وردان بیٹھا ہوا ہے۔ اس کے سامنے محتاط رہنا چاہیے۔

وردان کے اندر بیٹھی ہوئی نومی چونک گئی۔ اچانک ہی اس بات کی تصدیق ہوگئی کہ جسے میڈم کہا جاتا ہے۔ وہ دراصل میڈم سونیا ہے۔

اس کی بے چینی بڑھ گئی۔ وہ اب تک سونیا کی ہی تلاش میں بھٹک رہی تھی۔ اس کی خاطر بڑے نقصانات اٹھاتی رہی

تھی۔ اس نے اپنے وفادار دستِ راست کاشف جمال کو مار ڈالا تھا۔ اس کی تلاش میں بھٹکتی ہوئی لیِ بن آئی تو جمائلہ نے اسے ایسی ٹھوکر ماری تھی کہ اس کا چہرہ بگڑ گیا تھا۔ اب بھی اس کے چہرے کی تمام ہڈیاں دکھتی رہتی تھیں۔ ان حالات میں وہ دماغی توانائی کھو چکی تھی۔ اس اندیشے میں مبتلا رہتی تھی کہ کہیں وردان اس کے اندر پہنچ کر اسے اپنی تابعدار نہ بنا لے۔

بہرالحال کتنے ہی اندیشوں اور تجربوں سے گزرنے کے بعد اب وہ سونیا کے قریب پہنچ چکی تھی۔

بلڈرٹو نے وردان سے کہا۔ ''مسٹر وردان! آپ نے ایک لمبا سفر کیا ہے۔ تھک گئے ہوں گے۔ بہتر ہے بیڈروم میں جا کر آرام کریں۔''

نومی وہاں سے جانا نہیں چاہتی تھی۔ وردان کے ذریعے سونیا کو دیکھ رہی تھی۔ اس نے سوچا کہ اسے ہلاک کرنے کے سلسلے میں جلدی نہیں کرنی چاہیے۔ آرام سے اسے ٹھکانے لگایا جا سکتا ہے۔ فی الحال اس بلڈر کی بات مان کر وردان کو وہاں سے اٹھ جانا چاہیے۔

ایک بلڈر نے ملازم سے کہا۔ ''مسٹر وردان کو گیسٹ ہاؤس میں لے جاؤ۔''

وہ اس ملازم کے ساتھ جانے لگا۔ نومی نے وہاں ماؤس مرکر کو دیکھا تھا۔ وہ سگریٹ پی رہا تھا۔ کسی بھی قسم کا نشہ کرنے والے یوگا کے ماہر نہیں ہوتے۔ وہ ماؤس مرکر کے اندر پہنچ گئی۔ اسے پھر اس میٹنگ میں رہنے کا موقع مل گیا۔ وردان کے جاتے ہی بلڈرٹو نے بلڈرفور سے کہا۔ ''ہم کبھی کسی کے سامنے میڈم کا نام نہیں لیتے لیکن تم نے بے خیالی میں وردان کے سامنے ان کا نام لیا ہے۔''

بلڈرفور نے کہا۔ ''ہاں۔ مجھ سے یہ غلطی ہوگئی ہے۔ ویسے وردان ایک بے ضرر سا شخص ہے۔ اس کا تعلق نہ کسی تنظیم سے ہے اور نہ ہی اسے ہمارے کسی معاملے سے دلچسپی ہوسکتی ہے۔ اس کے باوجود میں اپنی غلطی کو تسلیم کرتا ہوں۔''

نومی ان کی باتیں سن رہی تھی۔ ان کی گفتگو سے اس بات کی مزید تصدیق ہوگئی کہ وہ سونیا کے بالکل قریب پہنچ چکی ہے، اب اس کے اور سونیا کے درمیان بس اتنا ہی فاصلہ رہ گیا ہے جتنا موت اور زندگی کے درمیان ہوتا ہے۔

وہ سب بڑی دیر تک اہم مسائل پر بحث کرتے رہے۔ ٹھیک بارہ بجے جمائلہ نے فون پر بلڈرٹو سے کہا۔ ''میں بیدار ہوچکی ہوں۔ کوئی اہم خبر ہو تو مجھے سنائی جائے۔''

بلڈرٹو نے سمجھ لیا کہ وہ ابوالہول کے بت کے سلسلے میں اہم خبر سننا چاہتی ہے۔ اس نے کہا۔ ''جمائلہ! تم نے درست کہا تھا۔ تمہارے ابوالہول نے اپنا بت خود تمہارے پاس بھیجا ہے۔ وہ ہمارے پاس امانت کے طور پر موجود ہے۔ تم رات کے وقت آکر اسے لے جا سکتی ہے۔''

اس نے پوچھا۔ ''ابوالہول کا وہ غلام کہاں ہے؟''

''وہ ہمارا معزز مہمان ہے۔ اور یہاں ایک کمرے میں آرام کر رہا ہے۔''

''اگر وہ جاگ رہا ہے تو میں ابھی اس سے ملنا چاہوں گی؟''

''ہم چاہتے ہیں کہ تم یہاں چلی آؤ۔ تم سے بہت ضروری باتیں کرنی ہیں۔''

''اچھی بات ہے۔ میں ایک گھنٹے کے اندر پہنچ رہی ہوں۔''

فون کا رابطہ ختم ہوگیا، کرونا میری ہدایت کے مطابق وردان کے دماغ میں تھی۔ میں ان بلڈرز کی باتیں سننے اور سونیا کی نگرانی کرنے کے لیے ماؤس مرکر کے دماغ میں پہنچ گیا تھا۔

اور بالکل صحیح وقت پر پہنچا تھا۔ یہ کہاوت کسی بھی شک و شبہے سے بالاتر ہے کہ جسے اللہ رکھے اسے کون چکھے؟

ابھی سونیا کے مقدر میں زندگی تھی۔ اسے کوئی مار نہیں سکتا تھا۔ جب کہ ملک الموت قریب ہی بیٹھا ہوا تھا۔

ماؤس مرکر کے اندر بے چینی پیدا ہو رہی تھی۔ میں اس کے اندر خاموش رہ کر دیکھ رہا تھا، اس کے اندر یہ بات پیدا ہو رہی تھی کہ اسے اپنا ریوالور نکال لینا چاہیے۔ اسے اچھی طرح گرفت میں لینا چاہیے۔

اس کی سوچ کہہ رہی تھی۔ ''نہیں میں یہاں بلڈرز کی موجودگی میں ریوالور کیوں نکالوں؟ یہاں میرا کوئی دشمن نہیں ہے۔ پھر یہ کہ میرے ہاتھ میں ریوالور دیکھ کر بلڈرز میرے بارے کیا رائے قائم کریں گے؟''

وہ انکار کر رہا تھا۔ ''نہیں۔ میں ریوالور کو ہاتھ نہیں لگاؤں گا۔''

اس کے باوجود اس کا ہاتھ آہستہ آہستہ اس کی مرضی کے خلاف ریوالور کی طرف جا رہا تھا۔ ایسے وقت یہ بات سمجھ میں آگئی کہ دہاں ایک ہی خیال خوانی کرنے والی ایسی ہے جس نے وردان کے بعد ماؤس کے اندر جگہ بنائی ہوگی۔ اور وہی ایسا کر رہی ہوگی۔ اس کے ریوالور سے کسی کا نشانہ لینا چاہتی ہوگی۔

نشانہ بننے والا کون تھا؟ یہ ابھی مجھے معلوم نہ تھا۔ نومی نے اس کے دماغ پر قبضہ جمایا ہوا تھا۔ مجبوری انسان سے کچھ بھی

کرا سکتی ہے۔ ماؤس مرکر نے ریوالور کے دستے کو گرفت میں لے لیا۔ پھر اسے جیب سے باہر نکال لیا۔

میں نے دوسرے ہی لمحے میں دیکھا کہ وہ سونیا کا نشانہ لے رہا ہے۔ پھر نشانہ لیتے ہی اس نے ٹریگر کو دبایا۔ اسی لمحے میں میں نے اس کے ہاتھ کو بہکا دیا۔ گولی سونیا کے قریب سے سنسناتی ہوئی گزر گئی۔ سب ہی ہڑبڑا کر اپنی اپنی جگہ سے اٹھے کوئی اٹھتے اٹھتے سنبھلا۔ کوئی کرسی سمیت پیچھے گر پڑا۔ سونیا نے میز کے نیچے گرتے ہی وہ میز دونوں ہاتھوں سے اٹھاتے ہوئے ماؤس مرکر پر الٹ دی۔

وہ نشانہ خطا ہونے کے بعد میز کے نیچے ہاتھ لے جا کر سونیا پر فائر کرنا چاہتا تھا۔ اس سے پہلے ہی وہ میز کے نیچے آ کر دب گیا۔

نومی اس کے بعد اسے استعمال نہ کر سکی کتنے ہی مسلح گارڈز نے آ کر ماؤس مرکر کو میز کے نیچے سے کھینچ کر اس کے ہاتھوں کو پیچھے لے جا کر ہتھکڑی پہنا دی۔

تمام بلڈرز حیران تھے کہ اتنے قابل اعتماد جاسوس نے سونیا پر گولی کیوں چلائی؟ اچانک اس کا دشمن کیوں ہو گیا؟

ماؤس مرکر اس وقت مسلح گارڈز کی گرفت میں کہہ رہا تھا۔ ''میں نہیں جانتا مجھے کیا ہو گیا تھا۔ میرے جی میں آ رہا تھا کہ میں ریوالور نکال کر میڈم کو گولی ماردوں۔ میں ایسا کرنا نہیں چاہتا تھا۔ لیکن بہت مجبور ہو گیا تھا۔ میں یقین سے کہتا ہوں کہ کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا میرے اندر موجود ہے۔''

سونیا نے میری مرضی کے مطابق کہا۔ ''ٹیلی پیتھی جاننے والا نہیں۔ جاننے والی تمہارے اندر آئی تھی۔''

بلڈرتو نے حیرانی اور پریشانی سے کہا۔ ''اوہ گاڈ! کیا کرونا ہمارے ماؤس مرکر کے اندر پہنچ جاتی ہے؟''

سونیا نے کہا۔ ''کیوں نہیں پہنچے گی؟ آپ لوگوں کو اس بات کا خیال رکھنا چاہیے تھا کہ ماؤس مرکر نشے کا عادی ہے۔ کوئی بھی دشمن ٹیلی پیتھی جاننے والا اس کے ذریعے ہم تک پہنچ سکتا ہے۔ اگر اس کا نشانہ خطا نہ ہوتا تو میں تو اس دنیا سے رخصت ہو چکی تھی۔''

بلڈرفور نے کہا۔ ''یہ کرونا دشمنی کی انتہا کر رہی ہے۔ ہمیں ہر بار ایک نیا شاک پہنچاتی ہے۔''

بلڈرتھری نے حکم دیا۔ ''ماؤس مرکر کو باہر لے جاؤ۔ اور جو باڈی گارڈز یوگا کے ماہر نہیں ہیں۔ وہ بھی باہر رہیں گے۔ چلو فوراً یہاں سے نکلو۔''

انہوں نے فوراً ہی حکم کی تعمیل کی ماؤس مرکر کو وہاں سے باہر لے گئے۔ خود بھی چلے گئے۔ اس ہال میں صرف دو باڈی گارڈز رہ گئے۔ وہ دونوں یوگا میں مہارت رکھتے تھے۔ ان کی طرف سے کوئی خطرہ نہیں تھا۔

وہ سب کرونا پر ہی شبہ کر سکتے تھے۔ اس نئی ٹیلی پیتھی جاننے والی کو بھول گئے تھے جو جمائکہ سے مار کھا کر لوبن سے فرار ہوئی تھی۔ اس نے پچھلی رات بلڈرتو سے فون پر رابطہ کیا تھا۔ اور دوستی کی پیش کش کی تھی۔ ایسے وقت بلڈرتو کو اس کا خیال آیا۔ اس نے کہا۔ ''میں تو یہ بتانا ہی بھول گیا کہ وہ نئی ٹیلی پیتھی جاننے والی جو یہاں سے فرار ہوئی تھی۔ اس نے پچھلی رات مجھے فون کیا تھا۔''

ایک بلڈر نے پوچھا۔ ''کیا تم اس پر شبہ کر رہے ہو؟''

''نہیں۔ دشمن تو کرونا ہی ہے۔ ابھی کسی اور پر شبہ نہیں کیا جا سکتا۔ پھر اس نئی ٹیلی پیتھی جاننے والی نے دوستی کی پیش کش کی ہے۔ وہ ہمارے کام آنا چاہتی ہے۔''

وہ سب دودھ کے جلے تھے۔ چھاچھ بھی بغیر پھونک مارے پینا نہیں چاہتے تھے۔ ایک بلڈر نے کہا۔ ''خیال خوانی کرنے والوں پر لعنت بھیجو۔ ٹیلی پیتھی جاننے والی عورتوں پر تو بالکل ہی بھروسا نہیں کرنا چاہیے۔ کرونا ہمیں بہت بڑا نقصان پہنچا کر گئی ہے۔ اور اب بھی پہنچانا چاہتی ہے۔ ہم ایک کو بھگت رہے ہیں۔ اب اس نئی خیال خوانی کرنے والی کو دور سے سلام کرتے ہیں۔''

نومی کو پورا یقین تھا کہ سونیا کے بالکل قریب آنے کے بعد اور ماؤس مرکر کو آلۂ کار بنانے کے بعد کامیابی سے حملہ کرے گی۔ ایک ہی حملے میں سونیا کا کام تمام کر دے گی۔

لیکن یہ دیکھ کر حیران رہ گئی تھی کہ اپنے آلۂ کار کے دماغ میں مضبوطی سے جم کر رہنے کے باوجود اس کا نشانہ چوک گیا تھا۔

وہ غصے سے سوچنے لگی۔ ''یہ ماننا پڑتا ہے کہ فرہاد اور سونیا قسمت کے دھنی ہیں۔ اس دنیا میں شاید لمبی عمر لے کر آئے ہیں۔ شیطان کی طرح قیامت تک زندہ رہیں گے۔''

وردان ایک کمرے میں آرام سے لیٹا ہوا تھا۔ وہ اس کے اندر آ کر غصے سے بولی۔ ''تم اٹھو۔ بڑے ہال میں چلو۔ میں ان لوگوں کے درمیان رہنا چاہتی ہوں۔''

اس نے حکم کی تعمیل کی۔ اس کمرے سے نکل کر بڑے ہال میں آ گیا۔ ایک بلڈر نے پوچھا۔ ''آپ یہاں کیوں آ گئے؟ ہم نے آپ کو آرام کرنے کے لیے کہا تھا۔''

وہ بولا۔ ''میں نے یہاں فائرنگ کی آوازسنی تو چلا آیا۔''

دو مسلح گارڈز اس الٹی ہوئی ٹیبل کو سیدھا کر کے ہر چیز ترتیب سے رکھ رہے تھے۔ ایک بلڈر نے کہا۔ ''مسٹر وردان!

ہم یہاں ایک اہم میٹنگ میں مصروف ہیں۔ چونکہ آپ کا اس میٹنگ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اس لیے ہم چاہتے ہیں کہ آپ دوسرے کمرے میں آرام کریں۔ ابھی مس جمائلہ آپ سے ملنے آرہی ہیں۔''

وہ ان کی مرضی کے خلاف وہاں بیٹھ نہیں سکتا تھا۔ اور نومی اسے بیٹھنے پر مجبور نہیں کر سکتی تھی۔ وہ نہیں چاہتی تھی کہ وردان پر کسی طرح کا شبہ کیا جائے۔ لٰہذا وہ پھر دوسرے کمرے میں واپس چلا آیا۔

اس نے کمرے میں آ کر کہا۔ ''میں تمہارا تابعدار ہوں مگر اتنا تو بتادو کہ یہ تم کیا کرتی پھر رہی ہو؟''

''میں یہاں سونیا کو تلاش کرنے آئی تھی۔ بڑی مشکل سے اسے پہچانا ہے۔ سمجھ میں نہیں آتا، میں کیا کروں؟ میں نے بڑے اعتماد سے اس پر حملہ کرایا تھا۔ میرا پہلا ہی حملہ ناکام ہو گیا۔ اب تو وہ اپنے سائے سے بھی محتاط رہے گی۔''

وردان نے حیرانی سے کہا۔ ''او گاڈ! وہ جو بڑے ہال میں میڈم بیٹھی ہوئی ہے۔ وہ سونیا ہے؟ یعنی کہ مسز فرہاد ہے؟''

''ہاں۔ یہ وہی مصیبت ہے جس سے میں جان نہیں چھڑا پا رہی ہوں۔''

وردان نے کرونا کی مرضی کے مطابق پوچھا۔ ''آخر اس سے تمہاری دشمنی کیا ہے؟''

وہ غصے سے بولی۔ ''تم یہ سوال کیوں کر رہے ہو؟ تمہیں میرے ذاتی معاملات سے کیا لینا ہے؟ اپنی اوقات میں رہا کرو۔''

میں اور کرونا اس کی باتیں سن رہے تھے۔ وہ دشمنی کا سبب نہیں بتا رہی تھی۔ میں کچھ اور الجھ گیا تھا کہ آخر یہ ہے کون جو سونیا سے دشمنی رکھتی ہے؟

میں نے الپا، اعلیٰ بی بی اور کبریا کو بلایا پھر انہیں بتایا کہ ابھی کس طرح سونیا پر جان لیوا حملہ کیا گیا تھا۔ اور یہ حملہ وہی پُراسرار ٹیلی پیتھی جاننے والی کرا رہی ہے۔ جو وردان کو یہاں آلۂ کار بنا کر لائی ہے۔

کبریا نے کہا۔ ''پاپا! وردان کو پہلی فرصت میں ہی ختم کر دینا چاہیے۔ ورنہ وہ چڑیل اسے پھر آلۂ کار بنا کر مما پر حملہ کرے گی۔''

اعلیٰ بی بی نے کہا۔ ''یس پاپا! وردان نہیں رہے گا تو اسے یہاں کسی اور کے دماغ میں جگہ بنانے کا موقع نہیں ملے گا۔ وہ کسی دوسرے کو آلۂ کار بنا کر مما کے قریب نہیں آسکے گی۔''

میں نے کہا۔ ''وردان کو ہلاک نہیں کرنا چاہیے۔ ہم اس کے ذریعے اس پُراسرار خیال خوانی کرنے والی تک پہنچ سکتے ہیں۔ یہ معلوم کرنا بھی بہت ضروری ہو گیا ہے کہ آخر وہ تمہاری مما سے دشمنی کیوں رکھتی ہے؟''

الپا نے کہا۔ ''مما کے آس پاس ہمارا کوئی آلۂ کار ہونا چاہیے۔ جس کے ذریعے ہم چوبیس گھنٹے اُن کی نگرانی کر سکیں۔''

''ہاں۔ میں نے سونیا سے کہا تھا کہ وہ اپنے لیے کوئی باڈی گارڈ یا کوئی ملازم رکھے جو ہمیشہ اس کے ساتھ رہے۔ لیکن وہ میری اس بات کو اہمیت نہیں دے رہی ہے۔ میں اسے کچھ کہہ بھی نہیں سکتا کیونکہ وہ مصروف بہت رہتی ہے۔ ویسے ہم آج ہی اس کے لیے کسی باڈی گارڈ کا انتظام کریں گے۔''

اسی وقت جمائلہ کمرے کا دروازہ کھول کر ایک بلڈر کے ساتھ باہر آئی۔ بلڈر نے اس سے کہا۔ ''یہی مسٹر وردان ہیں، جو تمہارے لیے اندھیری رات کا ایک تحفہ لے کر آئے ہیں۔''

دن کے وقت کوئی بھی جمائلہ کے سامنے ابوالہول کا نام نہیں لیتا تھا۔ اس نے سختی سے منع کیا تھا۔ وہ خود بھی اس کے ذکر سے پرہیز کرتی تھی۔

اس نے آگے بڑھ کر وردان سے مصافحہ کیا۔ پھر کہا۔ ''مجھے تم سے مل کر بہت خوشی ہو رہی ہے۔ کیا تم میرے ساتھ رہنا پسند کرو گے؟''

پچھلی رات نومی نے ایک اجنبی عورت بن کر فون پر جمائلہ سے کہا تھا کہ ابوالہول کا غلام اس کا بت لے کر آ رہا ہے اور اس بت نے کہا ہے کہ جو شخص بھی آ رہا ہے اسے جمائلہ کے ساتھ رہنا چاہیے۔

وردان نے نومی کی مرضی کے مطابق کہا۔ ''یہ میرے لیے بڑے اعزاز کی بات ہے کہ آپ مجھے اپنے ساتھ رکھنا چاہتی ہیں۔''

وہ بولی۔ ''ٹھیک ہے مسٹر وردان! آپ کچھ دیر یہاں آرام کریں۔ میں اپنے تمام بلڈرز سے کچھ ضروری باتیں کر رہی ہوں۔ اس کے بعد آپ کو اپنے ساتھ لے جاؤں گی۔''

جمائلہ پھر ہال میں بلڈرز کے درمیان آگئی۔ سونیا وہاں بیٹھی ہوئی تھی۔ بلڈر ٹو نے کہا۔ ''مس جمائلہ! وہ کرونا بہت سر پر چڑھ گئی ہے۔ ہمیں یکے بعد دیگرے نقصان پہنچا رہی ہے۔ ابھی اس نے ہاؤس مرکر کے دماغ میں گھس کر میڈم سونیا پر حملہ کرایا تھا۔ کیا تم نہیں چاہو گی کہ میڈم کی اس دشمن کو ہمیشہ کے لیے ختم کر دو؟''

اس نے کہا۔ ''مجھے یہ سن کر غصہ آ رہا ہے کہ اس نے ابھی مما پر جان لیوا حملہ کرایا تھا۔ میں اسے زندہ نہیں چھوڑوں

گی۔ آپ بتائیں مجھے کیا کرنا چاہیے؟''

''تمہیں جلد سے جلد امریکا جانا چاہیے۔ وہاں پہنچ کر تم معلوم کرسکو گی کہ وہ کس شہر میں ہے اور کہاں رہتی ہے؟ کس کی پناہ میں رہتی ہے؟ رات کے وقت تم اپنی پُراسرار صلاحیتوں کے ذریعے اس کی شہ رگ تک پہنچ سکو گی۔''

''ٹھیک ہے۔ مجھے کب تک وہاں جانا چاہیے؟''

''ہم کل کسی فلائٹ میں تمہارے لیے ایک سیٹ ریزرو کرا دیں گے۔ آج رات تمہیں بہت ضروری کام انجام دینا ہے۔ میرے ساتھ آؤ۔ تم سے کچھ کہنا چاہتا ہوں۔''

وہ اپنی جگہ سے اٹھ کر ایک طرف جانے لگا۔ جمائلہ اس کے پیچھے چلتی ہوئی ایک کمرے میں آگئی۔ بلڈر ٹو نے دروازے کو اندر سے بند کرتے ہوئے کہا۔ ''ہم سونیا سے اس کی حقیقت چھپا کر بہت بڑی غلطی کر رہے ہیں۔ جب تک اسے اپنی حقیقت معلوم نہیں ہوگی، تب تک وہ تمہیں بابا صاحب کے ادارے میں کیسے لے جائے گی؟ تمہارا اس ادارے کے اندر پہنچنا بہت ضروری ہے۔''

''آپ کیا چاہتے ہیں؟''

''ہم چاہتے ہیں کہ آج رات تم سونیا پر ایک بار پھر تنویمی عمل کرو، اس کے دماغ سے موجودہ تمام باتیں بھلا دو اور اسے اس کی پچھلی زندگی یاد کراؤ۔''

''کیا وہ بعد میں یہ نہیں سوچیں گی کہ ان کے ساتھ فراڈ کیا جا رہا تھا؟ پہلے انہیں میں نے اپنی ماں بنایا اور اب انہیں ایک پرائی سونیا بنا رہی ہوں؟''

''ہرگز نہیں۔ اسے کچھ یاد نہیں رہے گا۔ تمہارے تنویمی عمل کے نتیجے میں وہ یہ بھول جائے گی کہ تم اب تک اسے ماں بنا کر مما کہتی رہی ہو۔ اس کے ذہن میں یہ بات نقش کرنی ہوگی کہ تم آج رات ہی العقیلہ کے اسپتال سے لے کر آئی ہو۔ اس کی یادداشت گم ہو گئی تھی اور تم اپنے عمل کے ذریعے اس کی یادداشت واپس لائی ہو۔''

''ٹھیک ہے۔ آج رات میں ایسا ہی تنویمی عمل کروں گی۔ فی الحال میں مسٹر وردان کی مستقل رہائش کا انتظام چاہتی ہوں۔ دن کے وقت اس سے دور رہوں گی، لیکن رات کے وقت ملتی رہوں گی۔''

''ٹھیک ہے۔ میرے بنگلے کی انیکسی خالی ہے۔ مسٹر وردان وہاں رہا کریں گے۔''

وہ بولی۔ ''ابھی مجھے وردان کے ساتھ نہیں رہنا چاہیے، لیکن وہ میرا مہمان ہے۔ میرے لیے بڑی دور سے آیا ہے۔ اس لیے میں کچھ وقت گزارنے کے بعد اسے یہاں چھوڑ کر چلی جاؤں گی۔''

بلڈر ٹو نے کہا۔ ''تمہارا بابا صاحب کے ادارے میں جانا بھی ضروری ہے اور امریکا جانا بھی ضروری ہے۔ لیکن ہم پہلے بابا صاحب کے ادارے کو ترجیح دیں گے۔''

''کیا ایسا نہیں ہوسکتا کہ پہلے میں امریکا جا کر کرونا کا کام تمام کروں اس کے بعد اس ادارے میں جاؤں؟''

''نہیں۔ ہمیں ہمیشہ یہ اندیشہ رہتا ہے کہ فرہاد علی تیمور یا اس کا کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا سونیا تک پہنچ سکتا ہے۔ اگر ایسا ہو گیا تو یہ ہمارے ہاتھ سے نکل جائے گی۔ اس سے پہلے ہی تمہیں اس کی یادداشت واپس لا کر اس کا دل جیت لینا ہے۔ اسے اپنی احسان مند بنانا ہے۔''

''ٹھیک ہے۔ آپ جیسا کہیں گے میں ویسا ہی کروں گی۔''

وہ دونوں کمرے سے باہر آگئے۔ وہ سونیا سے بولی۔ ''مما! میں مسٹر وردان کے ساتھ ذرا باہر جا رہی ہوں۔ دو گھنٹے بعد بنگلے میں آؤں گی۔''

سونیا نے کہا۔ ''ٹھیک ہے۔ میں وہیں تمہارا انتظار کروں گی۔''

جمائلہ وردان کے پاس آئی پھر اس کے ساتھ بنگلے سے باہر آ کر بولی۔ ''تم میرے مہمان ہو، میں تمہارے ساتھ کچھ وقت گزارنا چاہتی ہوں۔ اگر یہ شہر تمہارے لیے نیا ہے تو کیا اسے دیکھنا پسند کرو گے؟''

وہ بولا۔ ''مجھے آپ کے ساتھ وقت گزار کر بڑی خوشی ہوگی۔''

وہ دونوں کار میں بیٹھ کر وہاں سے روانہ ہو گئے۔ نومی نے وردان کے دماغ میں کہا۔ ''تم کسی کیمسٹ کی دکان کے سامنے گاڑی روکنے کو کہو جمائلہ پر یہ ظاہر کرو کہ تم ایک مریض ہو اور ایک خاص دوا ہمیشہ استعمال کرتے رہتے ہو۔''

اس نے پوچھا۔ ''مجھے ایسا کیوں کہنا چاہیے؟''

''تم یہ کہہ کر کسی کیمسٹ کی دکان میں جاؤ گے۔ اور اعصابی کمزوری کی ایسی دوا خریدو گے جو زود اثر ہو۔''

''کیا تم جمائلہ پر یہ دوا آزمانا چاہتی ہو؟''

''ہاں۔ میں اسے اپنی معمولہ اور تابعدار بناؤں گی۔ اس چڑیل کی بچی نے میرا چہرہ بگاڑ کر رکھ دیا ہے۔ میں اسے اپنی معمولہ اور کنیز بنا کر رکھوں گی۔''

وردان نے حکم کی تعمیل کی۔ جمائلہ سے کہا کہ وہ ایک کیمسٹ کی دکان کے سامنے گاڑی روکے۔ وہ روٹین کے مطابق ایک دوا استعمال کرتا ہے۔ اسے ابھی خریدنا ہے۔

جمائلہ نے ایک کیمسٹ کی دکان کے سامنے گاڑی روک دی۔ وہ گاڑی سے اتر کر اس دکان میں گیا۔ پھر وہاں سے اعصابی کمزوری کی دوا کے علاوہ فاضل دوائیں خرید کر واپس آ گیا۔

جمائلہ نے پوچھا۔ ''کون سی دوائیں خریدی ہیں؟''

اس نے دوسری خریدی ہوئی فاضل دوائیں اسے دکھا دیں۔ وہ کار کو اسٹارٹ کر کے آگے بڑھاتے ہوئے بولی۔ ''پہلے میں تمہیں ساحلِ سمندر کی طرف لے چلتی ہوں۔''

وہ بولا۔ ''نہیں۔ میری کچھ طبیعت گھبرا رہی ہے۔ پھر کسی وقت تفریح کریں گے۔ ابھی جہاں میری رہائش کا بندوبست کیا گیا ہے، مجھے وہاں لے چلیں۔''

اس کی رہائش کا انتظام بلڈر ٹو کے بنگلے کی انیکسی میں کیا گیا تھا۔ جمائلہ نے وہاں جانے سے پہلے کھانے پینے کی چیزیں خریدیں۔ پھر اس کے ساتھ اس انیکسی میں آ گئی۔ اس نے فون پر بلڈر ٹو سے کہہ دیا کہ وہ وہاں مسٹر وردان کے ساتھ کچھ وقت گزار رہی ہے۔ اس کی ضرورت ہو تو اسے بلا لیا جائے۔

سونیا اپنے بنگلے میں آ گئی تھی۔ میں اور کرونا وردان کے دماغ میں تھے۔ کرونا سونیا کے پاس جا کر اسے بتا رہی تھی کہ وہ اجنبی ٹیلی پیتھی جاننے والی وردان کے اندر رہ کر کس طرح جمائلہ کو ٹریپ کرنے والی ہے؟

وہ انیکسی کے ایک کمرے میں وردان کے ساتھ بیٹھی کھا رہی تھی اور سافٹ ڈرنک پی رہی تھی۔ وہ کھانے سے پہلے منہ ہاتھ دھونے کے لیے واش روم میں گئی تھی۔ ایسے ہی وقت وردان نے اس کی سافٹ ڈرنک میں وہ دوا ملا دی تھی۔

وہ کھا رہی تھی۔ اور کھانے پینے کے دوران میں سافٹ ڈرنک سے لطف اٹھا رہی تھی۔ تھوڑی دیر بعد ہی وہ کمزوری محسوس کرنے لگی۔ پریشان ہو کر بولی۔ ''پتا نہیں مجھے کیا ہو رہا ہے؟''

وہ بولا۔ ''اگر آپ کی طبیعت خراب ہو رہی ہے تو دوسرے کمرے میں بیڈ پر جا کر لیٹ جائیں۔''

وہ وہاں سے اٹھ کر بڑی مشکل سے چلتی ہوئی بیڈ روم کی طرف جانے لگی۔ نومی خوش ہو رہی تھی۔ وہ ایک بہت خطرناک پراسرار لڑکی کو اپنی مٹھی میں بند کرنے والی تھی۔ میں نے اور کرونا نے جمائلہ کے اندر پہنچ کر دیکھا تو وہ دماغی طور پر کمزور ہو چکی تھی۔ ہماری سوچ کی لہروں کو محسوس نہیں کر رہی تھی۔ نومی ہم سے پہلے اس کے اندر پہنچی ہوئی تھی۔ اور اسے تھپک تھپک کر سلا چکی تھی۔

پھر وہ اس پر تنویمی عمل کرنے لگی۔ ہم چپ چاپ تماشا دیکھتے رہے۔ ہمیں مداخلت کرنے کی ضرورت نہیں تھی۔ اس کے تنویمی عمل کے جو نتائج سامنے آنے والے تھے، وہ انہیں بھگتنے والی تھی۔

اس نے عمل کے دوران میں جمائلہ سے کہا۔ ''اب تم مجھے سونیا کے بارے میں بتاؤ، یہ سیون بلڈرز کے پاس کیسے پہنچ گئی؟''

اس نے جواب دیا۔ ''میں اسے العقیلہ سے لے کر آئی ہوں۔''

اس نے تفصیل بتائی کہ کس طرح اسے آگہی حاصل ہوئی تھی کہ سونیا العقیلہ کے ویران راستے میں اسے بھٹکتی ہوئی ملے گی۔ وہ آگہی کے مطابق وہاں گئی تھی اور اسے یہاں لے آئی تھی۔

اس نے پوچھا۔ ''اسے یہاں کیوں لایا گیا ہے؟''

''سیون بلڈرز چاہتے ہیں کہ میں سونیا کے ساتھ بابا صاحب کے ادارے میں جاؤں' وہاں کی کمزوریاں معلوم کروں اور وہاں کے اہم راز چرا کر لے آؤں۔''

''سونیا زہریلی اور بدمزاج تھی۔ تم نے اسے کس طرح قابو کیا ہے؟''

''محبت سے قابو میں کیا ہے۔ میں نے اسے ماں بنایا ہے۔ وہ اپنی پچھلی زندگی بھول چکی ہے، اس لیے مجھے سگی بیٹی سمجھتی ہے۔ یہ نہیں جانتی کہ وہ فرہاد علی تیمور کی شریکِ حیات ہے۔''

''جب وہ خود کو فرہاد کی بیوی کی حیثیت سے نہیں پہچانتی ہے تو تمہیں بابا صاحب کے ادارے میں کس طرح لے جائے گی؟''

''آج رات میں سونیا پر تنویمی عمل کروں گی اور اسے اس کا ماضی یاد دلاؤں گی۔ اس کے ذہن سے یہ پچھلی تمام باتیں مٹا دوں گی کہ میں نے اسے ماں بنایا تھا۔ اسے یہ یقین دلاؤں گی کہ میں آج رات ہی اسے العقیلہ سے لے کر آئی ہوں اور اس کی یادداشت واپس لائی ہوں۔''

نومی نے کہا۔ ''تم اس پر ایسا عمل نہیں کرو گی۔ اسے اس کا ماضی یاد نہیں دلاؤ گی۔''

جمائلہ نے میری مرضی کے مطابق سوال کیا۔ ''کیا تم نہیں چاہتیں کہ وہ اپنے شوہر فرہاد علی تیمور کے پاس جائے؟''

نومی نے حیرانی سے پوچھا۔ ''کوئی بھی معمول اور تابعدار بننے والا پلٹ کر اپنے عامل سے سوال نہیں کرتا۔ تم کیسے سوال کر رہی ہو؟''

جمائلہ نے کہا۔ ''میں دوسروں سے مختلف ہوں۔ اپنے [ابو]الہول کی مرضی کے مطابق سوال کر رہی ہوں۔''

نومی نے کہا۔ ''اس کا مطلب یہ ہے کہ تم میرے زیرِ اثر [ن]ہیں ہو اور اس وقت مجھ سے زیادہ اپنے ابوالہول سے متاثر ہو؟''

''میں بیک وقت دونوں سے متاثر ہوں۔ اگر تم ابوالہول [کی] مرضی کے مطابق مجھے اپنی معمولہ اور تابعدار بناتی رہو گی تو [می]را ابوالہول تمہارا دوست بن کر رہے گا۔ اور میں تمہاری [تاب]عدار بن کر رہوں گی۔''

''میں نے کبھی ایسا تنویمی عمل نہیں کیا ہے اور نہ ہی اس [ک]ے بارے میں سنا ہے کہ ایک معمولہ بیک وقت دو عامل کے [زی]رِ اثر رہتی ہو۔''

وہ بولی۔ ''ابوالہول بہت بڑا عامل ہے۔ اگر تم اس کی [مر]ضی کے مطابق عمل کرو گی تو مجھ سے طرح طرح کے فائدے [ح]اصل کرتی رہو گی۔''

''اچھی بات ہے، میں اس تنویمی عمل کو جاری رکھتی ہوں [آئ]ندہ دیکھوں گی کہ تم میری تابعدار بن کر رہو گی یا نہیں؟''

جمائلہ نے میری مرضی کے مطابق کہا۔ ''فی الحال تو تم [می]رے دل و دماغ پر چھائی ہوئی ہو۔ اور میں تمہاری معمولہ بنتی [ج]ا رہی ہوں۔ ابوالہول تمہارے اس عمل کے دوران میں [م]داخلت نہیں کرے گا۔ صرف اس کے دو سوالوں کا جواب [دو]۔ تم سونیا کو فرہاد سے دور کیوں رکھنا چاہتی ہو اور چند گھنٹے [پ]ہلے تم نے اس پر قاتلانہ حملہ کیوں کرایا تھا؟''

نومی نے کہا۔ ''وہ میرے راستے کی دیوار ہے۔ میں اس [د]یوار کو ہمیشہ کے لیے گرا کر فرہاد علی تیمور کی شریکِ حیات بن [سک]تی ہوں۔ وہ مجھے اپنی سونیا سمجھ کر قبول کرتا رہے گا۔ اور [س]اری زندگی دھوکا کھاتا رہے گا۔''

میں یہ سنتے ہی چونک گیا۔ جمائلہ نے میری مرضی کے مطابق کہا۔ ''ابوالہول تم سے بہت خوش ہے۔ تم اس سے [تع]اون کر رہی ہو۔ وہ تم سے تعاون کرے گا۔ بلڈر ٹو نے مجھ [س]ے کہا ہے کہ میں سونیا کو اس کا ماضی یاد دلاؤں۔ لیکن میں [ت]مہارے حکم کے مطابق ایسا نہیں کروں گی۔ اسے اس کا ماضی [کب]ھی یاد نہیں دلاؤں گی۔ تم میرے دماغ میں رہ کر خود دیکھ سکو [گی] تا کہ میں تمہارے حکم کی تعمیل کر رہی ہوں یا نہیں؟''

وہ بولی۔ ''اچھی بات ہے۔ یہ نیا تجربہ کر کے بھی دیکھ لیتی ہوں۔''

اس نے اپنا تنویمی عمل جاری رکھا۔ میں خاموشی سے اس [ک]ے عمل کو تقویت دے رہا تھا تا کہ جمائلہ واقعی اس سے متاثر ہو کر اس کی تابعدار بن جائے۔ اور تنویمی نیند سے بیدار ہونے کے بعد اس کے احکامات کی تعمیل کرتی رہے۔

تنویمی عمل کے اختتام کے بعد نومی نے اسے ایک گھنٹے تک سونے کے لیے چھوڑ دیا اور بڑی بے چینی سے اس کے بیدار ہونے کا انتظار کرنے لگی۔ اس نے پہلی بار نئے طریقے سے اسے ہپناٹائز کیا تھا۔ وہ اس کا نتیجہ دیکھنے کے لیے بے چین تھی۔

میں نے الپا، اعلیٰ بی بی، کرونا اور کبریا کو پھر ایک بار بلایا اور کہا۔ ''میں نے اپنی اس طویل زندگی میں پہلی بار ایک خیال خوانی کرنے والی عورت سے زبردست دھوکا کھایا ہے۔''

اعلیٰ بی بی نے پوچھا۔ ''کیا آپ اس نئی ٹیلی پیتھی جاننے والی کے بارے میں کہہ رہے ہیں؟''

''ہاں بیٹی! وہ کوئی نئی ٹیلی پیتھی جاننے والی نہیں ہے۔ نومی کرسٹل ہے۔''

سب نے حیران ہو کر پوچھا۔ ''کیا واقعی۔۔!''

میں نے کہا۔ ''ہاں۔ اب حقیقت معلوم ہونے کے بعد یہ بات سمجھ میں آ رہی ہے کہ نومی کرسٹل نے کتنی مکاری سے اپنی موت کا ڈراما پلے کیا تھا۔ وہ مجھے پوری طرح یقین دلانا چاہتی تھی کہ مر چکی ہے۔ تا کہ بعد میں وہ سونیا بن کر آئے تو میں بھی اس پر شبہ نہ کر سکوں۔''

کبریا نے کہا۔ ''اس میں کوئی شبہ نہیں ہے کہ نومی کرسٹل ہماری مما کی طرح بڑی مکاری سے چالیں چلتی ہے۔ وہ اپنی چال میں کامیاب ہو رہی تھی۔ لیکن یہاں آ کر مات کھا رہی ہے۔''

کرونا نے پوچھا۔ ''پاپا! کیا اس کا یہ عمل کامیاب رہے گا؟''

''کامیاب تو ہونا چاہیے۔ کیونکہ میں بھی جمائلہ کو نومی کے تنویمی عمل کی طرف مائل کرتا رہا ہوں۔ اب دیکھتے ہیں، نتیجہ کیا نکلتا ہے؟''

ایک گھنٹے کے بعد وہ تنویمی نیند سے بیدار ہو گئی۔ اعصابی دوا کی کمزوری کا اثر ابھی تک باقی تھا۔ وہ کمزوری محسوس کر رہی تھی۔ لیکن تنویمی عمل کے باعث اچھی توانائی آ گئی تھی۔ وردان اس کے قریب ایک کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔ وہ اسے دیکھتے ہوئے بولی۔ ''پتا نہیں۔ میری طبیعت اچانک ہی خراب کیسے ہو گئی تھی؟ اب مجھے جانا چاہیے۔''

نومی وردان کے دماغ سے نکل کر جمائلہ کے دماغ میں آئی تو اس نے سانس نہیں روکی۔ اس کی سوچ کی لہروں کو محسوس نہیں کیا۔ یہ دیکھ کر وہ خوش ہو گئی۔ اس کا مطلب یہی تھا

کہ تنویمی عمل کامیاب ہو چکا ہے۔

اس نے کہا۔ ”تم ابھی کہیں نہیں جاؤ گی۔ آرام سے لیٹی رہو۔ تاکہ توانائی پوری طرح بحال ہو سکے۔“

جمائلہ نے حکم کی تعمیل کی اور بستر پر لیٹ گئی۔ نومی نے وردان کے پاس آکر کہا۔ ”میں بہت خوش ہوں۔ یہ تنویمی عمل کامیاب رہا ہے۔ میں نے ایسی خطرناک لڑکی کو قابو میں کیا ہے جو کبھی کسی کے زیر اثر نہیں آسکی تھی۔ آج وہ میری تابعدار بن گئی ہے۔“

وردان نے کہا۔ ”بے شک۔ تم نے بہت بڑی کامیابی حاصل کی ہے۔ اب اس کے ذریعے تم اُن بلڈرز کے درمیان رہ کر ان کی ایک ایک پلاننگ کو سمجھ سکو گی۔ اور ان کی تمام کمزریوں سے واقف ہوتی رہو گی۔“

وہ بولی۔ ”وہ بلڈرز اور ان کی تنظیم میرے لیے بڑی ثانوی حیثیت رکھتے ہیں۔ میری ساری دلچسپی سونیا سے ہے۔ جمائلہ نے اسے ماں بنا کر رکھا ہے۔ آج رات نیگیو بننے کے بعد یہی بیٹی اپنی ماں کو قتل کرے گی۔“

کبریا نے کہا۔ ”پاپا! یہ کم بخت مما کے پیچھے ہاتھ دھو کر پڑ گئی ہے۔ یہ آپ کو بڑی کامیابی سے اب تک دھوکا دیتی رہی ہے۔ کیا آپ کو غصہ نہیں آرہا ہے؟“

”میں غصہ کر کے کیا کروں گا؟ جب تک یہ روبرو نہ آئے۔ اس کا پتا ٹھکانا معلوم نہ ہو۔ ہم انتقامی کارروائی نہیں کر سکتے۔ کریں گے تو خواہ مخواہ ناکامی ہو گی۔“

اعلیٰ بی بی نے کہا۔ ”اتنا تو معلوم ہو چکا ہے کہ وہ میڈرڈ میں کہیں ہے۔ بابا صاحب کے ادارے کے جاسوس وہاں ضرور ہوں گے۔ کیا وہ اسے تلاش نہیں کر سکیں گے؟“

”تم بابا صاحب کے ادارے میں جاؤ۔ ان سے معلوم کرو کہ میڈرڈ میں ہمارے جاسوس کہاں ہیں اور ان سے کن نمبروں پر رابطہ ہو سکتا ہے؟ جب رابطہ ہو جائے تو نومی کی سب سے بڑی پہچان یہی بتانا کہ اس کا چہرہ زخمی ہے اور بری طرح بگڑا ہوا ہے۔ اسے اسی طرح پہچانا جا سکے گا۔“

الپا نے کہا۔ ”اچھا ہے۔ اس طرح اس کا سراغ مل جائے تو ہم فوراً ہی وہاں جا کر اس کی گردن دبوچ لیں گے۔“

وہ بولتے بولتے رک گئی۔ پھر اس نے سانس روک لی۔ کوئی خیال خوانی کرنے والا یا والی اس کے اندر آنا چاہتا تھا۔ وہ سمجھ گئی کہ اسرائیل میں اس کے مقابلے پر آنے والا ایک امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والا سلومن وکٹر ہو سکتا ہے۔

میں نے پوچھا۔ ”الپا! کیا بات ہے؟ تم بولتے بولتے اچانک ہی چپ کیوں ہو گئیں؟“

”وہ پاپا! سلومن وکٹر میرے دماغ میں آنا چاہتا ہے۔ میں اس سے نمٹنے جا رہی ہوں۔“

”میں بھی تمہارے ساتھ رہوں گا۔ انہوں نے تمہیں وہاں مار ڈالنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی۔ اگر تم وہاں سے جلدی نہ نکلتیں تو وہ اپنے ارادوں میں کامیاب ہو جاتے۔“

کرونا نے کہا۔ ”پاپا! آپ الپا کے ساتھ جائیں۔ جب شام کے سائے گہرے ہوں گے۔ رات ہونے لگے گی اور جمائلہ تبدیل ہو گی تب ہی یہاں کچھ نئے تماشے ہوں گے۔ آپ ابھی الپا کے دشمن سے نمٹ کر آرام کریں۔ میں مما کے پاس آتی جاتی رہوں گی۔“

میں نے کہا۔ ”سونیا کے دماغ میں زیادہ دیر نہ رہنا۔ ورنہ نومی کو وہاں پہنچ کر کچھ گڑ بڑ کرنے کا موقع مل جائے گا۔“

”میں محتاط رہوں گی پاپا!“

الپا نے خیال خوانی کے ذریعے اسرائیلی آرمی کے ایک اعلیٰ افسر سے رابطہ کیا۔ پھر پوچھا۔ ”کیا ہو رہا ہے آفیسر......؟“

وہ اس کی آواز سن کر پریشان ہو گیا۔ وہ بولی۔ ”کیا گھبرا گئے؟ جب مجھ سے دشمنی مول لی ہے تو پریشانیاں اٹھانی ہی پڑیں گی۔ اپنے امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والے کو مدد کے لیے بلاؤ۔“

اس نے کہا۔ ”دیکھو الپا! مجھے نقصان پہنچا کر تمہیں کوئی فائدہ حاصل نہیں ہو گا۔ تمہارے اصل دشمن تو ہمارے دو آرمی افسر ہیں جو یوگا کے ماہر ہیں۔ اور دعویٰ کرتے ہیں کہ تم ٹیلی پیتھی کے ذریعے ان کے خلاف کبھی کوئی کارروائی نہیں کر سکو گی۔“

”میں یہی کرنے آئی ہوں۔ اب سے آدھے گھنٹے کے بعد تمہاری موت ہے۔ ان سے کہو کہ وہ میرے انتقام سے تمہیں بچا لیں۔“

وہ ایک دم سے گھبرا کر بولا۔ ”پھر تو یہ انتقام ان سے نہ ہوا مجھ سے ہوا؟ تم تو مجھے مار ڈالنا چاہتی ہو؟“

”میرے خلاف یہاں ایک امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والے کو بلانے والوں میں تم بھی پیش پیش تھے۔ تم سب نے مل کر سلومن وکٹر کو میرے مقابلے پر یہاں کہیں چھپا رکھا ہے۔ اس سے مدد حاصل کرو، وہ تمہیں بچا لے گا۔“

الپا نے پھر اس کی کوئی بات نہ سنی۔ ایک اعلیٰ حاکم کے پاس پہنچ گئی۔ اس سے بولی۔ ”ہیلو منسٹر! کیا سانسیں لے رہے ہو؟“

وہ بھی اپنے اندر الپا کی آواز سن کر سہم گیا۔ فوراً ہی اپنی صفائی پیش کرتے ہوئے بولا۔ ”تم مجھے غلط نہ سمجھو۔ میں تمہارے دشمنوں سے تمام تعلقات توڑ چکا ہوں۔ ان کے خلاف ہوں۔“

الپا نے کہا۔ ”میں نے کچھ کہا نہیں ہے۔ اور تم بولتے جا رہے ہو۔“

”میں جانتا ہوں، تمہیں غلط فہمی ہوئی ہے۔ یقین کرو میں نے اس بات کی مخالفت کی تھی کہ تمہارے محل کو چاروں طرف سے گھیرا جائے۔ لیکن آرمی افسران نے میری بات نہیں مانی۔ تمہارے محل میں زبردستی گھس آئے اور انہوں نے تمہارے دھوکے میں کرسٹی کو قتل کر دیا۔“

”اگر میں بہت پہلے ہی اس محل سے فرار نہ ہوتی اور کرسٹی کی جگہ ہوتی تو کیا تم اسی طرح میرے سامنے اپنی صفائی پیش کر رہے ہوتے؟ یقیناً نہیں بلکہ تم سب میری موت کا جشن منا رہے ہوتے۔“

”میں تمہیں کیسے یقین دلاؤں؟ میں جشن منانے والوں میں سے نہیں ہوں۔ تم اپنا وطن چھوڑ کر چلی گئی ہو۔ اس بات پر میرا دل کتنا دکھ رہا ہے۔ میں تمہیں بتا نہیں سکتا۔“

”نہ بتاؤ۔ میں چور خیالات پڑھ کر تم لوگوں کی کمینگی کو سمجھ لیتی ہوں۔ اب سے آدھے گھنٹے کے بعد تمہیں مرنا ہے۔“

وہ ایک دم سے گھبرا کر بولا۔ ”نہیں۔ ایسی باتیں نہ کرو، میری جان لے کر تمہیں کچھ حاصل نہیں ہو گا۔“

”میری جان لے کر تمہیں کیا حاصل ہونے والا تھا؟ خواہ مخواہ مجھ سے دشمنی کر رہے تھے۔ اب خواہ مخواہ مرنا بھی پڑے گا۔ جاؤ۔ جس سلومن وکٹر کو میری موت بنا کر لائے ہو، اس سے کہو کہ وہ تمہیں بچا لے۔“

وہ اس کے دماغ سے نکل آئی۔ مجھ سے بولی۔ ”پاپا! میں آپ کے مشورے پر عمل نہ کرتی تو یہ کمینے دشمن مجھے گولیوں سے اس طرح چھلنی کر دیتے جیسے کرسٹی کو الپا سمجھ کر کیا تھا۔“

میں نے کہا۔ ”ہاں۔ یہ دیکھ کر افسوس ہوتا ہے کہ یہ تمہاری ہی قوم کے لوگ ہیں۔ تم سے محض اس لیے دشمنی کر رہے ہیں کہ تم نے مسلمانوں سے دوستی اور رشتے داری کی ہے۔ وہ تمہارے بڑے بڑے کارنامے بھول گئے۔ تم برسوں ٹیلی پیتھی کے ذریعے اپنے وطن اور اپنی یہودی قوم کی خدمت کرتی رہی ہو۔“

ہم پندرہ منٹ کے بعد اسرائیلی اکابرین کے دماغوں میں پہنچے تو وہ سب کانفرنس ہال میں جمع ہو کر اس بات پر تشویش کا اظہار کر رہے تھے کہ الپا آج ان اکابرین میں سے ایک منسٹر کو اور دوسرے آرمی کے اعلیٰ افسر کو ہلاک کرنے والی ہے۔

ان کا ٹیلی پیتھی جاننے والا سلومن وکٹر اپنے ایک آلۂ کار کے دماغ میں وہاں موجود تھا۔ اس سے پوچھا جا رہا تھا کہ وہ کس طرح منسٹر اور اس آرمی افسر کو الپا کی انتقامی کارروائی سے بچا سکتا ہے؟

سلومن نے کہا۔ ”ان کے بچاؤ کی کوئی صورت نہیں ہے۔ ہم نے الپا کو دھوکے سے مار ڈالنے کی کوششیں کی تھیں۔ وہ اسی بات پر غضب ناک ہو گئی ہے۔ ہم سے کوئی سمجھوتا بھی نہیں کرے گی۔“

ایک اعلیٰ حاکم نے کہا۔ ”اگر وہ اسی طرح ہم اکابرین میں سے ایک ایک دو دو کو ہلاک کرے گی تو کوئی افسر نہیں بچے گا۔ مسٹر سلومن! کچھ تو کریں۔“

”میں نے اپنے ساتھیوں کو بلایا ہے۔ ہم سب مل کر الپا کا مقابلہ کریں گے۔ منسٹر کو اور آرمی افسر کو کسی نہ کسی طرح بچانے کی ہر ممکن کوشش کریں گے۔“

الپا نے وہاں ایک آلۂ کار کے ذریعے کہا۔ ”میں الپا ہوں۔ یہاں پہنچ گئی ہوں۔ تم سب کی باتیں سن رہی ہوں۔ تم اکابرین اس قابل نہیں ہو کہ یہاں کی حکومت سنبھال سکو۔ میں یہاں نئے ایمان دار اور وطن پرست سیاست دانوں کی نئی حکومت قائم کرنا چاہتی ہوں۔ لہٰذا یہاں جتنے پرانے ہیں۔ انہیں ہمیشہ کے لیے یہ ملک چھوڑ کر چلے جانا چاہیے۔ جو نہیں جائے گا وہ میرے ہاتھوں مارا جائے گا۔“

یوگا جاننے والے ایک آرمی افسر نے کہا۔ ”ہم جانتے تھے، تم انتقامی کارروائی ضرور کرو گی لیکن تمہیں اس قدر انتہا پسند نہیں ہونا چاہیے۔ سمجھوتے سے کام لینا چاہیے۔“

دوسرے یوگا جاننے والے افسر نے کہا۔ ”بے شک۔ ہم نے تمہاری موت کا پلان بنایا تھا۔ تم ہمیں ہلاک نہیں کر سکو گی۔ ہمارے خلاف ٹیلی پیتھی کا ہتھیار استعمال نہیں کر سکو گی۔“

”میں اپنا ہتھیار کس طرح استعمال کروں گی۔ تم لوگوں کو جب یہ معلوم ہو گا تو تمہیں اپنے بچاؤ کا کوئی راستہ نہیں ملے گا۔ ابھی تو میں ان لوگوں سے نمٹ رہی ہوں جو تمہاری طرح یوگا کے ماہر نہیں ہیں۔“

ایک حاکم نے کہا۔ ”ہم تمام اکابرین تعداد میں پندرہ ہیں۔ اتنی تعداد میں اہم اکابرین کو ہلاک کرو گی تو عدالت اور تمام بڑے ممالک تمہارے خلاف ہو جائیں گے۔“

ایک اور حاکم نے کہا۔"اگر ہم نے تمہیں قتل کرنے کی سازش کی تھی تو تمہیں عدالت سے رجوع کرنا چاہیے۔اور سزا کا بھی مطالبہ کرنا چاہیے۔"

"میں اتنے جھمیلے کیوں پالوں؟ جب میرے خلاف سازش کی جارہی تھی اور مجھے موت کے گھاٹ اتارا جانے والا تھا۔اس وقت نہ تو کوئی عدالت تھی نہ ہی اس دنیا کے بڑے ممالک تھے۔میں اپنی ذات میں خود عدالت ہوں۔خود ہی فیصلہ کرچکی ہوں کہ تم لوگوں کے ساتھ کیا ہونا چاہیے؟"

"تم اگر تنہا ہوتیں تو اس طرح ہمیں چیلنج نہ کرتیں۔ان مسلمان ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے بل پر اچھل رہی ہو۔تمہیں شرم آنی چاہیے۔ایک یہودی ہوکر مسلمانوں کی مدد سے ہمیں ہلاک کرنا چاہتی ہو۔"

الپا نے کہا۔"شرم تم لوگوں کو آنی چاہیے، میں تو محبِ وطن تھی۔پوری دیانت داری سے اپنے ملک اور قوم کی خدمت کررہی تھی۔لیکن تم لوگوں سے اپنی یہودی عورت کا عروج دیکھا نہ گیا۔میری حکمرانی کانٹے کی طرح چبھنے لگی،اور تم لوگوں نے مجھے اس ملک سے فرار ہونے پر مجبور کردیا۔شرم تو تمہیں آنی چاہیے کہ میں اپنی ہی یہودی قوم کے لوگوں سے دل برداشتہ ہوکر مسلمانوں کی پناہ میں زندہ وسلامت ہوں۔"

سلومن وکٹر نے اپنے آلۂ کار کے ذریعے کہا۔"الپا! تم یہاں سے بچ کر چلی گئی ہوتو اپنی خیر مناؤ اور جہاں ہو، وہیں امن و امان سے رہو۔ہمارے معاملے میں مداخلت نہ کرو۔یہاں آکر انتقامی کارروائی کرنا چاہوگی تو بری طرح ناکام رہو گی۔"

الپا نے پوچھا۔"کیا تم ان دونوں کو آج مجھ سے بچاسکو گے؟"

"میں نے پورے انتظامات کیے ہیں۔تم ان کے سائے تک بھی نہیں پہنچ سکو گی۔انہیں بڑی حفاظت سے ایسی جگہ چھپایا گیا ہے کہ ٹیلی پیتھی کا ہتھیار بھی تمہارے کام نہیں آئے گا۔تم نے آدھے گھنٹے کی مہلت دی تھی۔میں نے اور میرے ساتھیوں نے ان دونوں پر مختصر ساتنویمی عمل کرکے ان کے دماغوں کو لاک کردیا ہے۔اب وہ خفیہ پناہ گاہ میں ہیں۔تم کبھی ان کا سراغ نہیں لگا سکو گی۔ایک منسٹر اور ایک آرمی اعلیٰ افسر کو مارنے کا جو چیلنج تھا وہ آج پورا نہیں ہوسکے گا۔"

اس بار میں نے الپا کو کچھ نہیں کہنے دیا۔ان سے مخاطب ہوکر بولا۔"میں فرہاد علی تیمور بول رہا ہوں۔"

میری آواز اور میرا نام سنتے ہی جیسے سب کو سانپ سونگھ گیا۔سب ہی پریشان ہوکر ایک دوسرے کو تکنے لگے۔میں نے کہا۔"الپا میری بیٹی ہے،اور میری بیٹی کو ہلاک کرنے کی جو ناپاک سازشیں کی گئیں اس کے بعد تم کیا سمجھتے ہو آرام اور سکون سے رہ سکو گے؟"

سب کو چپ لگ گئی تھی۔کوئی بول نہیں پارہا تھا۔میں نے کہا۔"میں اپنے بچوں کی تمام خواہشیں پوری کرتا ہوں۔میری بیٹی الپا کی خواہش ہے کہ یہاں کے تمام پرانے اکابرین یا تو یہ ملک ہمیشہ کے لیے چھوڑ کر چلے جائیں یا روزانہ ایک یا دو کی تعداد میں مرنے کے لیے تیار ہوجائیں۔"

میں ایک ایک بات کہتا تھا اور رک جاتا تھا۔ان کا ردعمل دیکھ رہا تھا۔میں نے کہا۔"اگر تم سب چاہتے ہو کہ تمہارے معاملات میں مداخلت نہ کروں تو میری بیٹی کی خواہش کے مطابق اس منسٹر اور آرمی افسر کو فوراً یہاں لے آؤ۔ان کی موت کا وقت ہوچکا ہے۔"

یوگا جاننے والے ایک آرمی افسر نے کہا۔"مسٹر فرہاد علی تیمور! یہ سراسر ظلم ہے۔وہ منسٹر اور وہ افسر کسی بھی سزا کے مستحق نہیں ہیں۔انہوں نے کوئی قصور نہیں کیا ہے۔"

میں نے گرجتے ہوئے کہا۔"میری بیٹی الپا نے بھی کوئی قصور نہیں کیا تھا۔یہاں جھوٹے الزامات تراشے گئے اور اس کی موت کا سامان کیا گیا۔مجھ سے بحث نہ کی جائے ان دونوں کو ابھی یہاں حاضر کرو۔ورنہ ان دو کی جگہ یہاں کے اکابرین میں سے دوسرے دو مارے جائیں گے۔"

تمام اکابرین کے اندر کھلبلی مچ گئی۔اب پتا نہیں ان میں سے کن دو کی شامت آنے والی تھی؟ کوئی مرنے کے لیے تیار نہیں تھا۔وہ چیخ چیخ کر یوگا جاننے والے آرمی افسران سے کہنے لگے کہ دیکھو ہم بے موت مرنا نہیں چاہتے۔اس منسٹر اور اس افسر کو یہاں فوراً لے آؤ۔

میں جس آلۂ کار کے ذریعے بول رہا تھا۔انہوں نے اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا۔"مسٹر فرہاد علی تیمور! اگر یہ دونوں اس منسٹر اور اس افسر کو حاضر نہیں کریں گے تو ہم الپا کی دوسری شرط کے مطابق یہ ملک چھوڑ کر ہمیشہ کے لیے کہیں چلے جائیں گے۔"

میں نے سخت لہجے میں کہا۔"تم میں سے جو بچیں گے، وہی یہ ملک چھوڑ کر جائیں گے۔ابھی تو دو کو مرنا ہے،اور اگر نہیں مرنا ہے تو الپا کے مطلوبہ افراد کو یہاں حاضر کیا جائے۔میں صرف پندرہ منٹ کی مہلت دیتا ہوں۔"

اس مہلت نے وہاں قیامت برپا کردی۔کتنے ہی اکابرین وہاں سے اٹھ کر کہنے لگے۔"ہم پندرہ منٹ کے اندر یہ ملک چھوڑ کر چلے جائیں گے۔"

وہ موبائل فونز کے ذریعے کتنی ہی ایئر لائنز سے رابطے کرنے لگے۔اسرائیلی حکام کی حیثیت سے حکم دینے لگے کہ جن کی سیٹیں کنفرم ہیں وہ کینسل کی جائیں۔اور ان کی سیٹیں ریزرو رکھی جائیں۔

میں نے اپنے آلہ کار کے ذریعے کہا۔"جاؤ۔جاؤ۔تم لوگوں نے اپنی کمینگی کے باعث میری بیٹی کو یہ ملک چھوڑنے پر مجبور کیا تھا۔اب اپنا ملک چھوڑ کر جاؤ۔لیکن یاد رکھو۔پندرہ منٹ کے بعد الپا کے مطلوبہ افراد کو پیش نہ کیا گیا تو تم میں سے جو جہاں بھی ہوگا خواہ وہ اسرائیل میں ہو یا اس ملک سے باہر ہو۔دو دو ضرور مارے جائیں گے۔"

وہاں آرمی کے چار اعلیٰ افسران ایسے تھے۔جو یوگا کے ماہر تھے۔میں نے گرج کر کہا۔"خبردار! تم چاروں میں سے کوئی نہیں جائے گا۔جہاں ہو وہیں بیٹھے رہو۔ورنہ حرام موت مارے جاؤ گے۔"

ایک افسر نے کہا۔"ہم یوگا میں مہارت رکھتے ہیں۔کیا تم ہمارے اندر آسکو گے؟"

اس کی بات ختم ہوتے ہی میں نے ایک مسلح گارڈ کو اپنا آلۂ کار بنایا اس نے دوسرے ہی لمحے میں اپنی گن سیدھی کی پھر اس یوگا جاننے والے آرمی افسر کو گولی ماردی۔

میری اس کارروائی سے اور زیادہ دہشت پھیل گئی۔میں نے کہا۔"تم لوگوں کو پندرہ منٹ کی مہلت راس نہیں آئی۔یوگا میں مہارت کا اتنا غرور تھا کہ مجھے چیلنج کرنے لگے۔اب دیکھو مہلت ختم ہوچکی ہے۔تمہارا سلومن وکٹر اور دوسرے اس کے ساتھی جو یہاں آئے ہوئے ہیں ان میں سے کوئی تمہیں نہیں بچاسکے گا۔"

یہ کہتے ہی اس مسلح گارڈ نے تڑاتڑ فائرنگ شروع کردی۔ایک تو یوگا جاننے والا مرچکا تھا۔باقی تین رہ گئے تھے۔وہ بھی گولیوں کی زد میں آکر ہلاک ہوگئے۔

میں نے الپا سے کہا۔"ان لوگوں کو ان چار یوگا جاننے والوں پر بڑا ناز تھا۔اور یہی چاروں تمہارے خلاف سازش کرتے رہتے تھے تاکہ تم یا تمہارا کوئی بھی ٹیلی پیتھی جاننے والا ان کے اندر آکر ان کی پلاننگ کو سمجھ نہ سکے۔اب ان اکابرین اور آرمی افسران میں سے کوئی خفیہ سازش کرنے کے قابل نہیں رہا ہے۔"

"پاپا! آپ نے بہت اچھا کیا۔میری موت کا منصوبہ بنانے والوں کو آج کی انتقامی کارروائی ساری عمر یاد رہے گی۔اور اکابرین میں سے کوئی دشمن اس ملک میں نہیں رہے گا۔سب ہی یہاں سے بھاگ رہے ہیں۔"

آج کے لیے اتنا ہی سبق کافی تھا۔آئندہ وہاں نئے حکمران آنے والے تھے۔نئی حکومت قائم ہونے والی تھی۔اور نئے آنے والے حکمرانوں کو پرانے حکمرانوں کا انجام یاد رہے گا۔وہ کبھی الپا کے خلاف کوئی سازش نہیں کریں گے۔

☆☆☆

لومی نے وردان کو دو مقاصد حاصل کرنے کے لیے جمائلہ کے پاس پہنچایا تھا۔ایک مقصد تو یہی تھا کہ جمائلہ جیسی خطرناک لڑکی کو اپنے قابو میں کرے گی۔اور اسے اپنی تابعدار بناکر رکھے گی۔

دوسرا مقصد یہ تھا کہ سونیا کا سراغ لگائے گی۔وہ اپنے تمام ارادوں میں کامیاب ہورہی تھی۔وہاں جمائلہ اور تمام بلڈرز کے ساتھ رہنے والی میڈم کو سونیا کی حیثیت سے پہچان گئی تھی۔اسے پہچانتے ہی اس نے ماؤس مرکر کے ذریعے اس پر بھرپور حملہ کیا تھا۔ایسا حملہ کہ ناکامی ہو ہی نہیں سکتی تھی۔لیکن میں نے اسے ناکام بنادیا تھا۔

پھر اس نے بڑی کامیابی سے جمائلہ کو اپنی معمولہ اور تابعدار بنالیا۔اس کے بعد سونیا کے لیے اور زیادہ خطرہ پیدا ہوگیا تھا۔

وردان نے میری مرضی کے مطابق لومی سے کہا۔"تم نے سونیا پر بھرپور حملہ کرایا تھا۔لیکن ناکام رہیں۔کیا اب جمائلہ کے ذریعے حملہ کروگی؟"

"بے شک۔میں اسی مقصد کے لیے تمہیں اپنا آلۂ کار بنا کر یہاں لائی ہوں۔اور تمہارے ذریعے کامیابیاں حاصل کر رہی ہوں۔اب جمائلہ کے ذریعے جو دوسرا حملہ ہوگا سونیا اس سے بچ نہیں پائے گی۔"

میں نے پچھلے باب میں ذکر کیا ہے کہ ایک بار جمائلہ کو آگہی ملی تھی۔اس نے آگہی کی اسکرین پر دیکھا تھا کہ وہ سونیا سے فائٹ کررہی ہے۔اس پر خطرناک حملے کررہی ہے۔اور سونیا بڑی مکاری سے بچتی جارہی ہے۔لیکن وہ کب تک بچتی رہے گی۔یہ آگہی کی اسکرین پر واضح نہیں ہوا تھا۔

لومی اپنے تنویمی عمل کے ذریعے جمائلہ کو اس مقام پر لے آئی تھی جہاں اب وہ دشمن بن کر سونیا پر حملے کرسکتی تھی۔

جمائلہ کو ملنے والی اس آگہی کے بارے میں میں کچھ نہیں جانتا تھا۔لیکن ہم سب نے سمجھ لیا تھا کہ خطرہ سر پر منڈلا رہا ہے۔الپا نے کہا۔"مما! میں پھر کہوں گی۔آپ اس خطرناک لڑکی سے دور ہوجائیں۔لومی بہت ہی مکار ہے۔وہ آپ کے خلاف جمائلہ کو اس وقت استعمال کرے گی جب وہ رات کی تاریکی میں شیطانی قوت حاصل کرلے گی۔"

سونیا نے کہا۔" جمائلہ پر دُہرا عمل کیا گیا ہے۔ جب لومی اس پر عمل کر رہی تھی تو فرہاد وغیرہ بھی اس کے دماغ میں موجود تھے۔"

میں نے کہا۔" ہاں۔ ہم موجود تھے۔ اور آئندہ بھی جب لومی اسے اپنے مقصد کے لیے استعمال کرنا چاہے گی تو ہم موجود رہیں گے۔ جس آواز اور لب و لہجے کے ذریعے اس نے جمائلہ کے دماغ کو لاک کیا ہے وہ ہمیں معلوم ہے۔"

سونیا نے کہا۔" پھر تو میں سمجھتی ہوں کہ کوئی خاص خطرہ نہیں ہے۔ اگر لومی اس کے اندر رہ کر اسے میرے خلاف استعمال کرنا چاہے گی تو تم بھی اس کے اندر رہ کر اسے دشمنی سے باز رکھ سکو گے۔ لومی کے اس دوسرے حملے کو بھی ناکام بنا سکو گے۔"

" بے شک۔ میں ایسا کر سکوں گا۔ لیکن احتیاطی تدابیر لازمی ہوتی ہیں۔ بہتر یہ ہے کہ تم فی الحال اس سے دور ہو جاؤ۔ جمائلہ کو چھوڑ کر یہاں سے جانا نہیں چاہتیں تو نہ جاؤ۔ اسی شہر میں رہو۔ مگر عارضی طور پر اس سے دور ہو جاؤ۔"

" ٹھیک ہے۔ میں اس بنگلے سے جا رہی ہوں۔ اور اپنا موبائل فون بند کر رہی ہوں تاکہ کوئی مجھ سے رابطہ نہ کر سکے۔"

اعلیٰ بی بی بابا صاحب کے ادارے کے ان جاسوسوں کے پاس پہنچ گئی جو میڈرڈ میں تھے۔ اس نے ان سے کہا۔ " کسی ایسی جوان عورت کو تلاش کرو جس کا چہرہ اس قدر زخمی ہو کر صورت بگڑ گئی ہو۔"

ایک جاسوس نے کہا۔" میں نے اس بڑے شہر میں تین ایسی عورتوں کو دیکھا ہے جن میں سے ایک کا چہرہ زخمی ہے اور کچھ بگڑا ہوا سا ہے۔ باقی دو بوڑھی عورتیں ہیں۔ جو بہت ہی بد نما دکھائی دیتی ہیں۔"

اعلیٰ بی بی نے کہا۔" اگر وہ دونوں جسمانی طور پر بھی بوڑھی ہیں تو پھر ان کی صحت بھی بگڑی ہوئی ہوگی۔ ان میں سے کوئی لومی نہیں ہو سکتی۔ اس عورت کو تلاش کرو جس کا چہرہ زخمی ہے اور صورت کچھ بگڑی ہوئی سی ہے۔"

اس نے دونوں جاسوسوں سے کہا۔" یاد رکھو۔ وہ اپنا نام اردونا دیسائی بتاتی ہے۔ اور شاید اسی نام سے اس نے کوئی نیا پاسپورٹ بنوا لیا ہوگا۔"

دوسرے جاسوس نے کہا۔" میں یہاں کے پاسپورٹ آفس میں اور مختلف ممالک کے سفارت خانوں میں معلوم کرتا ہوں کہ اس نام سے کسی نے پاسپورٹ اور ویزا حاصل کیا ہے یا نہیں؟"

اعلیٰ بی بی اس جاسوس کے دماغ میں رہی جو اسے زخمی چہرے والی عورت کے پاس لے جا رہا تھا، اس نے اس عورت کو ایک اسپتال میں دیکھا تھا۔ وہاں پہنچ کر معلوم ہوا کہ وہ عورت وہاں زیرِ علاج تھی۔ لیکن کل ہی اسپتال سے اس کی چھٹی ہو گئی تھی۔ وہ اپنے گھر چلی گئی ہے۔

اس نے اسپتال کے اس رجسٹر کو چیک کیا جس میں مریضوں کے نام اور پتے لکھے جاتے تھے۔

اس رجسٹر کے ذریعے اس کا موبائل فون نمبر اور گھر کا ایڈریس معلوم ہو گیا، لیکن اس کا نام اردونا دیسائی نہیں تھا۔

اعلیٰ بی بی نے کہا۔" شاید اس نے اپنا نام تبدیل کر لیا ہو۔ تم فوراً ہی اس موبائل نمبر پر رابطہ کرو۔"

اس نے موبائل پر رابطہ کیا تو پتا چلا کہ وہ بند پڑا ہے۔

اعلیٰ بی بی نے کہا۔" وقت ضائع نہ کرو۔ فوراً اس کے گھر پہنچو۔"

وہ اسپتال سے باہر آیا کار میں بیٹھ کر تیز رفتاری سے ادھر جانے لگا۔ آدھے گھنٹے کی ڈرائیونگ کے بعد وہ اس گھر کے سامنے پہنچ گیا۔ وہ ایک چھوٹا سا بنگلا تھا۔ وہ عورت وہیں لان میں ایک بوڑھی عورت کے ساتھ بیٹھی باتیں کر رہی تھی۔

اعلیٰ بی بی نے کہا۔" محتاط رہو۔ میں اس کی آواز سننے کے بعد اس کے دماغ میں جانے کی کوشش کروں گی۔ وہ سانس روکے گی تو سمجھ لینا کہ یہی لومی کرسٹل ہے۔ اسے فوراً ہی زخمی کر دینا۔ تاکہ وہ خیال خوانی کے قابل نہ رہے۔"

وہ کار سے اتر کر بنگلے کے احاطے میں داخل ہوا۔ دونوں عورتیں اسے سوالیہ نظروں سے دیکھنے لگیں۔ جاسوس نے ان کے قریب پہنچ کر کہا۔" معافی چاہتا ہوں۔ میں مسز ڈیسوزا کا بنگلا تلاش کر رہا ہوں۔ کیا آپ مجھے گائیڈ کر سکتی ہیں؟"

اس زخمی چہرے والی نے کہا۔" میں پچھلے دو برس سے یہاں رہ رہی ہوں۔ میری معلومات کے مطابق یہاں مسز ڈیسوزا نام کی کوئی عورت نہیں ہے۔"

اس کی آواز سنتے ہی اعلیٰ بی بی خیال خوانی کی پرواز کرتی ہوئی اس کے اندر پہنچ گئی۔ بڑی آسانی سے جگہ مل گئی۔ چند سیکنڈ میں ہی معلوم ہو گیا کہ وہ لومی کرسٹل نہیں ہے۔

وہ اس سے مایوس ہو کر دوسرے جاسوس کے پاس آئی۔ وہ بولا" یہاں اردونا دیسائی کے نام سے کل ہی کسی نے نیا پاسپورٹ بنوایا ہے۔ اور فرانس کی ایمبیسی سے ویزا حاصل کیا ہے۔"

" ٹریول ایجنسیوں میں چلو۔ میں تمہارے ذریعے ان لوگوں کی آوازیں سنوں گی اور ان کے اندر پہنچ کر اپنے طور پر

معلومات حاصل کروں گی۔"

وہ دونوں ماتحت جاسوس کتنی ہی ٹریول ایجنسیوں میں جانے لگے۔ وہ ان کے ذریعے ان کے اندر پہنچ رہی تھی اور معلوم کر رہی تھی کہ اردونا دیسائی نے کہیں باہر جانے کے لیے کسی فلائٹ میں سیٹ کنفرم کرائی ہے یا نہیں؟

جلد ہی معلوم ہو گیا کہ اس نے پیرس جانے والی ایک فلائٹ میں سیٹ کنفرم کرائی ہے۔ لیکن اتنی ساری معلومات حاصل کرنے میں بہت دیر ہو چکی تھی۔ وہ فلائٹ وہاں سے روانہ ہو چکی تھی۔ چڑیا پھر ہو گئی تھی۔

اعلیٰ بی بی نے میرے پاس آ کر کہا۔" پاپا! یہ لومی بہت ہی مکار ہے۔ اس نے وردان کو آلہ کار بنا کر یہاں بھیجا اور فوراً ہی ایک پاسپورٹ حاصل کر کے میڈرڈ سے پیرس چلی گئی ہے۔ میں جا رہی ہوں۔ پیرس میں ہمارے جتنے جاسوس ہیں میں ان کے ذریعے اسے تلاش کروں گی۔"

اعلیٰ بی بی مجھے رپورٹ دینے کے بعد چلی گئی۔ لومی ہماری پہنچ سے دور ہو گئی تھی۔ لیکن یہ امید تھی کہ اپنے بگڑے ہوئے چہرے کے باعث کہیں نہ کہیں پکڑی جائے گی۔

وہ جہاں بھی جا رہی تھی۔ خیال خوانی کے ذریعے جمائلہ کے اندر موجود تھی۔ یہ یقین ہو چکا تھا کہ اس نے اس خطرناک لڑکی کو اپنی معمولہ اور تابعدار بنا لیا ہے۔ اب وہ اس کے ذریعے سیون بلڈرز کے درمیان رہ کر ان کے تمام راز معلوم کر سکتی تھی۔ اور پھر رفتہ رفتہ یکے بعد دیگرے ایک ایک بلڈر کو ٹریپ کر کے اپنا تابعدار بھی بنا سکتی تھی۔

لیکن یہ سب تو بعد کی باتیں تھیں۔ فی الوقت سب سے زیادہ اہمیت سونیا کی تھی۔ اس نے جمائلہ سے کہا۔" تمہیں یہاں سے نکل کر سونیا کے پاس جانا چاہیے۔ میں چاہتی ہوں کہ تم زیادہ سے زیادہ اس کے قریب رہو۔"

اس نے کہا۔" میں خود مما کے پاس جانا چاہتی ہوں۔ آج ان کے ساتھ بیٹھ کر بات کرنے کا بھی موقع نہیں ملا ہے۔"

وہ بولی۔" میں تمہارے چور خیالات پڑھ رہی ہوں اور یہ سمجھ رہی ہوں کہ تم نے سونیا کو تنویمی عمل کے ذریعے ٹریپ کیا ہوا ہے، لیکن دل سے اسے ماں تسلیم کرتی ہو۔ اور اس کی بہت عزت کرتی ہو۔"

" ہاں۔ مما بہت اچھی ہیں۔ میں دن کی روشنی میں ہمیشہ سچے دل سے ایک بیٹی کی طرح انہیں چاہتی ہوں۔"

لومی نے پوچھا۔" اور رات کو.......؟"

" رات کو میرا ارادہ بدل جاتا ہے۔ جو میرے تمام بلڈرز چاہتے ہیں میں وہی کرتی ہوں۔"

" آج سے تم وہ کرو گی جو میں چاہوں گی۔"

جمائلہ نے پوچھا۔" تم کیا چاہتی ہو..؟"

وہ بڑی سفاکی سے بولی۔" اس کی موت....."

جمائلہ چونک کر خلا میں تکنے لگی۔ اپنے اندر بولنے والی کو تصور میں دیکھنا چاہتی تھی۔ اس نے کہا۔" تم اتنی دیر سے میرے اندر بول رہی ہو۔ میں سمجھ نہیں پا رہی ہوں کہ کچھ پوچھے بغیر کیوں تم سے باتیں کر رہی ہوں اور تمہاری ہر بات مان رہی ہوں؟"

" اب تم ساری زندگی یہی کرتی رہو گی، میری معمولہ اور تابعدار بن کر رہو گی۔ اور یہ بات کبھی کسی بلڈر کو نہیں بتاؤ گی۔"

" نہیں بتاؤں گی....."

پھر جمائلہ نے کچھ سوچتے ہوئے پوچھا۔" کیا تم اردونا ہو؟"

" نہیں۔ میرا نام اردونا دیسائی ہے۔ تمہارے پاس آ کر مہمان بننے والا وردان بھی میرا تابعدار ہے۔ میں نے تم تک پہنچنے کے لیے ہی وہ ٹول کا وہ بت تمہارے پاس بھیجا تھا۔ شام کا اندھیرا پھیلنے کے بعد جب تم تبدیل ہونے لگو گی تو اس بت کو یہاں بھیجنے کے باعث تم میری احسان مند رہو گی۔ تمہارے دل میں یہ یقین پیدا ہوگا کہ میں تمہاری دوست ہوں۔ اور تمہاری بہتری چاہتی ہوں۔"

جمائلہ نے کہا۔" وہ تو ٹھیک ہے۔ لیکن تم مما کی موت کیوں چاہتی ہو؟"

" تم میری تابعدار ہو، تمہیں کوئی سوال کرنے کا حق نہیں ہے۔ جو میں چاہتی ہوں تم وہی کرتی رہو گی۔"

" تم مما کی موت کے سلسلے میں مجھ سے کیا چاہتی ہو؟"

" رات کو جب تبدیل ہو جاؤ گی تب میں تمہیں بتاؤں گی۔ تم میرے سامنے اسے بار بار ماں نہ کہو۔"

" تم میری مالک ہو۔ میں تمہاری تابعدار بن چکی ہوں۔ پھر میرے سامنے کیوں نہیں آتی ہو؟"

" میں کبھی تمہارے سامنے نہیں آؤں گی۔ تم بہت ہی خطرناک لڑکی ہو۔ میں تمہیں مختلف حالات میں آزماتی رہوں گی۔ چلو۔ اب سونیا سے رابطہ کرو۔"

جمائلہ نے اس کے حکم کی تعمیل کی۔ اس کے نمبر پنچ کیے پھر فون کو کان سے لگا کر سنا۔ لومی بھی سن رہی تھی۔ پتا چلا کہ سونیا کا فون بند ہے۔

اس نے جمائلہ سے کہا۔" اب یہاں سے اٹھو اور وردان

کے ساتھ اس بنگلے میں جاؤ۔“

وہ تابعدار بن چکی تھی۔ فوراً ہی وہاں سے اٹھ کر وردان کے ساتھ انیکسی سے باہر آ گئی۔ بلڈرٹو بھی اپنے بنگلے سے باہر آ رہا تھا۔ اس نے جمائلہ کو دیکھ کر پوچھا۔ ”کہاں جا رہی ہو؟“

”میں مما کے پاس جا رہی ہوں۔ انہیں فون کیا تو وہ بند تھا۔“

اس نے ہاں کے انداز میں سر ہلا کر کہا۔ ”ابھی تھوڑی دیر پہلے میڈم نے کسی پی سی او سے فون کیا تھا اور کہا تھا کہ فون میں کچھ خرابی ہو گئی ہے، اگر کوئی ضروری کام نہ ہو تو وہ ساحلِ سمندر کی طرف جا رہی ہے۔ شام کا وقت ہے۔ کچھ دیر وہاں رہے گی۔“

”اچھی بات ہے۔ میں بھی سی سائیڈ کی طرف جا رہی ہوں۔ وہاں مما کے ساتھ وقت گزاروں گی۔“

بلڈرٹو نے اپنی رسٹ واچ کو دیکھتے ہوئے کہا۔ ”ساڑھے پانچ ہو چکے ہیں۔ آدھے گھنٹے کے بعد شام کے سائے گہرے ہوتے جائیں گے۔ تمہاری تبدیلی کا وقت ہو جائے گا۔ ایسے وقت تمہیں اسی انیکسی میں رہنا چاہیے۔ کیونکہ ابوالہول کا بت بھی یہیں ہے۔“

میں جمائلہ کے اندر یہ سب کچھ چپ چاپ دیکھ رہا تھا اور سن رہا تھا۔ اس وقت جمائلہ نے میری مرضی کے مطابق کہا۔ ”بلڈرٹو درست کہہ رہا ہے۔ مجھے اس انیکسی سے زیادہ دور نہیں رہنا چاہیے۔“

لومی نے کہا۔ ”ہوں۔ میں بھی تمہاری تبدیلی کا بے چینی سے انتظار کر رہی ہوں۔ ٹھیک ہے۔ تم اسی انیکسی میں رہو۔“

جمائلہ نے مسکرا کر بلڈرٹو کو دیکھتے ہوئے کہا۔ ”تھینک یو مسٹر بلڈر! تم نے اچھا مشورہ دیا ہے۔ میں ابھی کہیں نہیں جاؤں گی۔“

وہ انیکسی میں واپس آ گئی۔ لومی نے وردان سے کہا۔ ”اسے یہیں رہنے دو۔ تم ساحلِ سمندر کی طرف جاؤ، وہاں دیکھو کہ سونیا کہاں ہے؟ تم اس کے قریب رہو گے۔ میں تمہارے ذریعے اس پر نظر رکھوں گی۔ جب جمائلہ یہاں تبدیل ہو گی تو میں ایک سیکنڈ بھی ضائع کیے بغیر اسے سونیا کے پاس پہنچا دوں گی۔“

وردان اس کے حکم کے مطابق کار ڈرائیو کرتا ہوا سی سائیڈ کی طرف جانے لگا۔ میں نے سونیا سے کہا۔ ”وردان تمہیں تلاش کرتا ہوا سی سائیڈ جا رہا ہے۔ لومی تمہیں نظروں میں رکھنا چاہتی ہے تاکہ جمائلہ کے تبدیل ہوتے ہی اسے موت بنا کر تمہاری شہ رگ تک پہنچا دے۔“

سونیا نے مسکرا کر کہا۔ ”لومی بہت ہی جوان اور خوبصورت ہے ناں؟“

میں نے تعجب سے پوچھا۔ ”تم یہ سوال کیوں کر رہی ہو؟“

”اس لیے کہ ایک بار وہ تمہاری تنہائی میں میری جگہ لے چکی ہے۔“

”اب میں کیا بتاؤں کہ وہ کس قدر مکار ہے؟ اس نے کیسی چالاکی سے مجھے دھوکا دیا تھا۔ اور میرے ساتھ وقت گزار کر چلی گئی تھی۔“

سونیا نے مسکرا کر کہا۔ ”بے چاری کو صرف ایک ہی موقع ملا تم بڑے ہرجائی ہو۔ اس سے دور بھاگتے پھر رہے ہو۔“

میں نے مسکرا کر پوچھا۔ ”تمہارا ارادہ کیا ہے؟ کیا اسے تمہاری سوکن بنا لوں؟“

”ہاں۔ اسے اپنی گرفت میں لانے کا ایک راستہ یہ بھی ہے وہ میڈرڈ سے فرار ہو گئی ہے۔ پیرس کی طرف گئی ہے۔ بعد میں پتا چلے گا کہ پیرس سے بھی کہیں دوسری جگہ چلی گئی ہے۔ وہ کوئی نادان نہیں ہے۔ بہت ہی مکار ہے، دھوکا دیتی رہے گی اور اپنے بگڑے ہوئے چہرے کو پھر سے مکمل کر لے گی۔“

میں نے کہا۔ ”ہوں۔ ایک مکار وہ ہے۔ اور تم اس پر سوا سیر ہو۔ یقیناً مکاری سے ہی کوئی راستہ نکال کر اس کے کس بل ڈھیلے کر دو گی۔“

شام ہو رہی تھی۔ اب مجھے جمائلہ کے پاس رہنا تھا۔ سونیا سے دو چار باتیں کرنے کے بعد میں اس کے اندر چلا آیا۔ یہ تو سمجھنے والی بات تھی کہ لومی بھی اس کے اندر اس وقت موجود ہو گی۔ اس لیے میں بالکل خاموش رہا۔

انیکسی کے باہر شام کے سائے گہرے ہو رہے تھے۔ اور اندر تاریکی بڑھتی جا رہی تھی۔ وہ آہستہ آہستہ جھوم جھوم کر گنگنانے لگی تھی۔ دن کے وقت اس نے کسی سے نہیں پوچھا تھا کہ ابوالہول کا بت انیکسی میں کہاں رکھا گیا ہے؟ وہ خود ہی اس الماری کے پاس چلی آئی جہاں اسے رکھا گیا تھا۔ اس نے اس بت کو الماری سے نکال کر اپنے سینے سے لگا لیا۔

وہ تبدیل ہو رہی تھی۔ اور اپنے دماغ میں کچھ بے چینی سی محسوس کر رہی تھی۔ غیر محسوس طریقے پر پرائی سوچ کی لہریں اسے ڈسٹرب کر رہی تھیں۔

اس نے اس بت کو ایک اونچی جگہ رکھ دیا۔ پھر اس کے سامنے ہاتھ جوڑ کر سر جھکا کر کھڑی ہو گئی۔ کہنے لگی۔ ”اے ابوالہول۔! پچھلی رات میں تیری تصویر سے بہلتی رہی۔ آج تیرا شکریہ کہ تو خود ہی میرے پاس چلا آیا۔“

وہ کہتے کہتے رک گئی۔ پھر پریشان ہو کر بولی۔ ”اے ابوالہول! مجھے بتا میں اپنے اندر بے چینی کیوں محسوس کر رہی ہوں؟“

اس نے آگے بڑھ کر سر کو جھکا کر اپنی پیشانی اس کی کٹی ہوئی ناک پر رکھ دی۔ اس کی بند آنکھوں کے پیچھے گزرے ہوئے مناظر دکھائی دینے لگے۔ پہلے تو اس نے دیکھا کہ وہ وردان کے ساتھ بیٹھی کچھ کھا پی رہی ہے۔ ایسے وقت اس نے کمزوری محسوس کی تب اسے یاد آیا کہ سافٹ ڈرنک پینے کے بعد ہی وہ کمزوری محسوس کرنے لگی تھی۔

پھر اسے یاد آیا کہ وہ کچھ دیر سوتی رہی تھی۔ جب بیدار ہوئی تو اپنے اندر کسی خیال خوانی کرنے والی کی باتیں سننے لگی۔ وہ کہہ رہی تھی کہ اس نے وردان کی طرح اسے بھی اپنی معمولہ اور تابعدار بنا لیا ہے اور اس کے قریب پہنچنے کے لیے اسی نے ابوالہول کا بت وردان کے ذریعے اس کے پاس بھیجا تھا۔

تب اس نے بت سے ذرا دور ہو کر ایک چیخ ماری پھر کہا۔ ”وہ میرے دماغ میں آ کر بول رہی تھی۔ اب میرے اندر موجود ہے۔ اسی لیے میں بے چینی محسوس کر رہی ہوں۔“

اس نے خلا میں تکتے ہوئے پوچھا۔ ”کون ہے تو؟ بول کون ہے؟ تو مجھ سے چھپ نہیں رہ سکے گی.....“

اس نے چند سیکنڈ تک جواب کا انتظار کیا پھر کہا۔ ”تو چھپی رہے گی۔ ٹھیک ہے۔ میں بھی تجھے ڈھونڈ ہی نکالوں گی۔ ابھی تو اس کتے وردان کو زندہ نہیں چھوڑوں گی۔ اس نے مجھے کمزوری میں مبتلا کیا تھا۔ دھوکا دیا تھا۔“

یہ کہتے ہی اس نے سانس روکی تو لومی کے ساتھ میں بھی اس کے دماغ سے باہر نکل گیا۔ جمائلہ کے تبدیل ہوتے ہی شیطانی قوتیں حاصل کرتے ہی لومی کا تنویمی عمل خاک ہو گیا تھا۔

وہ فوراً ہی وردان کے اندر پہنچ کر بولی۔ ”یہاں سے بھاگو۔ اس شہر سے دور نکل جاؤ۔ وہ شیطان کی بچی تمہیں ہلاک کرنے آ رہی ہے۔“

وردان ساحلِ سمندر پر تھا فوراً ہی اپنی کار میں بیٹھ کر اسے ڈرائیو کرتا ہوا وہاں سے جانے لگا۔ جمائلہ رات کی تاریکی میں عجیب پُراسرار قوتوں کی مالک بن جاتی تھی۔ اس وقت وہ ڈرائیو کر رہی تھی اور ونڈ اسکرین کے پار وردان سمندر کے ساحل پر دکھائی دے رہا تھا۔ اور کار میں بیٹھ کر کہیں جا رہا تھا۔

وہ جہاں بھی جا رہا تھا۔ جمائلہ کو اس راستے کا علم ہوتا جا رہا تھا۔ اس کے متعلق پہلے ہی یہ بتایا جا چکا ہے کہ اگر اس کا مطلوبہ شکار ایک ہی شہر یا ایک ہی ملک ہو تو وہ اپنی پُراسرار صلاحیتوں کے ذریعے اسے ڈھونڈ نکالتی ہے۔

اس وقت بھی وہ اسے دیکھ رہی تھی۔ اور اس کا تعاقب کر رہی تھی۔ آندھی طوفان کی رفتار سے کار ڈرائیو کرتی ہوئی ہائی وے پر جا رہی تھی۔ دیکھتے ہی دیکھتے اس نے وردان کی کار کو اوورٹیک کیا پھر آگے جا کر اس کا راستہ روک دیا۔

وردان نے کار روکتے ہوئے لومی سے کہا۔ ”اروناٖ! یہ چڑیل کی بچی تو یہاں پہنچ گئی ہے۔ اب میں کیا کروں؟“

لومی نے کہا۔ ”گاڑی کو ریورس کرو۔ واپسی کے لیے موڑ دو۔“

وہ اسے ریورس کر کے واپسی کے لیے موڑنا چاہتا تھا۔ اس سے پہلے ہی جمائلہ اس کی کار کے قریب پہنچ گئی۔ گاڑی کی پچھلی طرف سے اسے پکڑ لیا۔ صرف ایک ہاتھ سے پکڑ کر اسے یوں روکا کہ رفتار بڑھانے کے باوجود کار آگے نہ بڑھ سکی۔

میں اور لومی وردان کے دماغ میں رہ کر اس کی شیطانی قوت کا مظاہرہ دیکھ رہے تھے۔

وردان نے کار کے انجن کو بند کیا۔ پھر دروازہ کھول کر باہر نکلتے ہی وہاں سے بھاگنے لگا۔ جمائلہ جیسے فضا میں اڑتی ہوئی آئی پھر اسے پیچھے سے ایک لات ماری۔ وہ لڑکھڑاتا ہوا دور جا کر اوندھے منہ گر پڑا۔

جہاں پشت پر اس کی لات لگی تھی۔ وہاں ایسا لگ رہا تھا۔ جیسے ریڑھ کی ہڈی ٹوٹ رہی ہو۔ ہم اس کے اندر رہ کر اس کی تکلیف کو سمجھ رہے تھے۔ وہ وہاں سے اٹھنے کے قابل نہیں رہا تھا۔ جمائلہ اس کے سر پر پہنچ گئی تھی۔ اس کی گردن کو اپنے ایک ہاتھ کی گرفت میں لے کر کہہ رہی تھی۔ ”کتے! تو نے مجھے کمزور بنانا چاہا تھا۔ اب آخری بار دیکھ کہ میں کتنی کمزور ہوں؟“

یہ کہتے ہی اس نے اس کے سر کو ایک ہاتھ سے پکڑا پھر ٹھوڑی کے نیچے ایک ہاتھ لے جا کر گردن کا جھٹکا دیا تو گردن کی ہڈی ٹوٹ گئی۔ اسی لمحے میں ہم اس کے مردہ دماغ سے نکل آئے۔

میں سونیا کے دماغ میں آ گیا، شدید حیرانی کے باعث کچھ دیر تک بول نہ سکا۔ سونیا نے پوچھا۔ ”کیا بات ہے؟“

میں نے کہا۔ ”تم سونیا ہو۔ میں فرہاد ہوں۔ ہم اپنی غیر معمولی صلاحیتوں، ذہانت اور قوتِ ارادی کے ذریعے پہاڑ سمجھے جاتے ہیں۔ مگر وہ انسان نہیں کوئی بلا ہے۔ ہم دونوں اس کے سامنے تنکوں کی طرح اڑ جائیں گے.....“

سونیا شدید حیرانی سے سن رہی تھی کہ جمائلہ نے وردان کو کیسی درندگی سے ہلاک کر ڈالا ہے۔سونیا تو مجھ سے سن رہی تھی اور حیران ہو رہی تھی لیکن میں نے تو وردان کے اندر رہ کر جمائلہ کی شیطانی قوت کا مظاہرہ دیکھا تھا۔اس نے ایک معمولی جھٹکے کے ساتھ ہی اس کی گردن کی ہڈی توڑ ڈالی تھی۔

سونیا نے کہا۔''ہم نے خطرناک اور شہ زور دشمنوں سے مقابلہ کرتے ہوئے ایک طویل زندگی گزاری ہے لیکن کبھی یہ دیکھا نہ سنا کہ ایک بیس بائیس برس کی لڑکی شہزوروں کی ہڈی پسلیاں توڑ دیتی ہے۔میں نے تو یہ بھی سنا ہے کہ وہ دیوار سے سر ٹکراتی ہے تو وہاں شگاف پڑ جاتا ہے۔''

''وہ بے شک وشبہ خطرناک ہے۔آج تمہاری بیٹی بنی ہوئی ہے۔کل کسی وقت بھی جنون میں مبتلا ہو کر تمہاری دشمن بن سکتی ہے۔''

اس نے تائید میں سر ہلا کر کہا۔''ہاں۔اسے بہت سی باتیں آگہی کے ذریعے معلوم ہو جاتی ہیں۔کبھی یہ بھی معلوم ہو سکتا ہے کہ میں نے ہی کرونا سے کہا تھا کہ وہ ابوالہول کا بت اپنے آلہ کار کے ذریعے تڑوا دے۔یہ بھید کھلے گا تو وہ میری جانی دشمن بن جائے گی۔''

''ہم نے دیکھا ہے کہ جب وہ دشمن بنتی ہے تو پھر اپنے شکار کو بچ کر جانے نہیں دیتی۔اسے پُراسرار علم کے ذریعے معلوم ہو جاتا ہے کہ دشمن کہاں ہے؟وہ بڑی برق رفتاری سے وردان تک پہنچ گئی تھی۔خدانخواستہ تمہارے ساتھ ایسا ہوا تو تم اس سے بچ کر کتنی دور جا سکو گی؟وہ ایسی ہی برق رفتاری سے آ کر تمہیں بھی دبوچ لے گی۔''

وہ بولی۔''ہم نے دشمنوں کے خوف سے فرار ہونا نہیں سیکھا ہے۔ہمیشہ خطرناک اور شہزور دشمنوں کو بڑی ذہانت سے قابو میں کیا ہے۔اسے بھی کر سکتے ہیں۔''

''کبھی وہ تمہارے خلاف جنون میں مبتلا ہو گئی تو ہم کچھ نہیں کر پائیں گے۔''

''ایک صورت ہے۔ہم اسے جلد سے جلد بابا صاحب کے ادارے میں لے جائیں تمام بلڈرز بھی یہی چاہتے ہیں۔وہ اس کے ذریعے جاسوسی کرانا چاہتے ہیں لیکن ہم نیک مقصد سے اسے لے جائیں گے اور ہو سکتا ہے وہاں اس کا روحانی طور پر علاج ہو جائے۔''

''درست کہتی ہو۔اگر اس کے اندر سے شیطان کو مار دیا جائے تو پھر وہ کبھی ہماری دشمن نہیں بنے گی۔میں ابھی جاتا ہوں اور براہِ راست جناب اسد اللہ تبریزی سے بات کرتا ہوں۔''

سونیا مجھ سے بات کرنے کے دوران میں اپنی کار ڈرائیو کرتی جا رہی تھی۔پھر وہ بلڈر ٹو کے بنگلے میں پہنچ گئی۔اس کے احاطے میں گاڑی روک کر بڑے ہال میں پہنچی وہاں تمام بلڈرز موجود تھے۔بہت پریشان دکھائی دے رہے تھے۔

بلڈر ٹو نے اسے دیکھتے ہی کہا۔''میڈم!آپ کہاں رہ گئی تھیں؟وہ وردان جو بت لے کر یہاں آیا تھا۔جمائلہ نے اسے مار ڈالا ہے۔''

سونیا نے انجان بن کر پریشانی ظاہر کی۔''اوہ گاڈ!اس نے ایسا کیوں کیا؟جبکہ مسٹر وردان کو ایک معزز مہمان بنا کر رکھا گیا تھا؟''

ایک بلڈر نے کہا۔''جمائلہ نے ابھی وضاحت نہیں کی ہے۔صرف اتنا کہا ہے کہ وردان ایک بہروپیا تھا۔اسے نقصان پہنچانے آیا تھا۔''

بلڈر تھری نے کہا۔''یہ تو ہم سب مانتے ہیں کہ وہ پراسرار قوتوں کے ذریعے دوستوں کے درمیان چھپے ہوئے دشمنوں کو پہچان لیتی ہے۔''

سونیا بھی ایک دوست اور ماں بن کر اس سے دشمنی کر رہی تھی۔اس نے اس کے بت کو تڑوا دیا تھا۔اور اس کی تابعدار بننے کا ڈھونگ رچا رہی تھی،اسے دھوکا دیتی آ رہی تھی۔اور جمائلہ اسے ابھی تک پہچان نہیں پائی تھی۔اگر اس کا ابوالہول پراسرار قوتوں کا مالک ہوتا تو اسے اب تک سونیا کی حقیقت بتا چکا ہوتا۔

اسی لیے سونیا کہتی رہتی تھی کہ جمائلہ کے پیچھے نہ کوئی ابوالہول ہے،نہ کوئی شیطان ہے،وہ قدرتی طور پر ہی کچھ ایسی ہے کہ ہماری سمجھ میں نہیں آتی ہے۔لہٰذا اسے بابا صاحب کے ادارے میں لے جا کر ہی سمجھا جا سکتا ہے۔

جمائلہ وہاں آ گئی اسے دیکھتے ہی سارے بلڈرز اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔ایک نے آگے بڑھ کر پوچھا۔''تم نے جہاں اس کو قتل کیا ہے،وہاں اپنے خلاف کوئی ثبوت تو نہیں چھوڑا ہے؟''

وہ بولی۔''نہیں۔ایسی کوئی بات نہیں ہے۔میں نے ویران ہائی وے پر اسے روکا تھا،صرف چند منٹ میں اسے ہلاک کیا تھا اور چلی آئی ہوں۔''

''تم نے اسے کس طرح ہلاک کیا ہے؟''

''میں نے اس کی گردن کی ہڈی توڑ دی ہے۔''

''اوہ گاڈ!پولیس اور انٹیلی جنس والے سمجھ جائیں گے کہ

یا تم ہی کر سکتی ہو۔''

دوسرے بلڈر نے کہا۔''آؤ یہاں آرام سے بیٹھو۔تم پر الزام آئے گا تو ہم نمٹ لیں گے۔''

وہ سونیا کے پاس آ کر صوفے پر بیٹھتے ہوئے بولی۔''میں نے آپ سے فون پر رابطہ کرنا چاہا تھا۔پتا چلا کہ فون بند ہے۔''

''ہاں۔بیٹری ڈاؤن ہو گئی تھی۔میں نے اسے چارج کر لیا ہے۔ہمیں وردان کے متعلق بتاؤ۔تم تو اس کی بہت عزت کر رہی تھیں۔پھر تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ وہ دشمن ہے؟''

اس نے آس پاس اور سامنے بیٹھے ہوئے بلڈرز کو دیکھا پھر کہا۔''وردان کے دماغ میں کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والی چھپی رہتی تھی۔''

''یہ تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ کوئی اس کے اندر چھپی رہتی تھی؟''

وہ بولی۔''وردان نے مجھے دھوکے سے اعصابی کمزوری کی دوا پلائی تھی۔میں بے حد کمزور ہو گئی تھی۔تب مما نے اس خیال خوانی کرنے والی کو اپنے اندر بولتے ہوئے سنا۔اس مکار عورت نے مجھ پر تنویمی عمل کیا تھا۔مجھے اپنی تابعدار بنا لیا تھا۔''

تمام بلڈرز حیرانی سے ایک دوسرے کو دیکھنے لگے۔ایک نے کہا۔''اس نے تمہیں تابعدار بنایا اتنی بڑی کامیابی حاصل کی اور ہمیں خبر بھی نہ ہو سکی؟''

''میں تنویمی عمل کے بعد خود ہی نہ جان سکی کہ میرے ساتھ کیا ہو چکا ہے؟اس نے اسی بنگلے کی انیکسی میں بڑی رازداری سے ایسا کیا تھا۔''

بلڈر ٹو نے کہا۔''میرے بنگلے کی انیکسی میں،میری ناک کے نیچے ایسا ہوا اور میں بے خبر رہا؟''

جمائلہ نے کہا۔''وہ عورت بہت ہی مکار ہے۔پہلے تو اس نے فون کے ذریعے مجھ سے بات کی۔یہ کہہ کر میرا اعتماد حاصل کیا کہ اس نے ابھی خواب میں ابوالہول کو دیکھا ہے۔اور اس کے حکم سے اس کا بت میرے پاس پہنچا رہی ہے۔اس نے واقعی ایسا کیا تھا،وہ بت اس کے ذریعے میرے پاس پہنچا ہے۔اس لیے میں دھوکا کھا گئی۔''

سونیا نے پوچھا۔''کیا تم واقعی اس کی تابعدار بن گئی تھیں؟''

''ہاں۔میں چند گھنٹوں کے لیے اپنے اختیار سے باہر ہو گئی تھی۔وہ جو حکم دیتی تھی میں اس کی تعمیل کرتی تھی۔شکر ہے کہ رات ہو گئی،اور پراسرار قوت نے اس کے تنویمی عمل کو میرے دماغ سے مٹا دیا۔''

ایک بلڈر نے کہا۔''تم نے ایک رات اسے بری طرح زخمی کیا تھا۔وہ یہاں تم سے انتقام لینے کے لیے آئی تھی۔''

جمائلہ نے کہا۔''ٹھیک ہے۔وہ میری دشمن بن گئی تھی لیکن یہ بات میری سمجھ میں نہیں آتی کہ وہ مما کو ہلاک کیوں کرنا چاہتی ہے؟''

سب نے چونک کر جمائلہ کو سوالیہ نظروں سے دیکھا۔وہ بولی۔''اس نے مجھے تابعدار بنانے کے بعد حکم دیا تھا کہ میں اپنی مما کو ہلاک کروں گی،اور آج ہی کروں گی۔''

سونیا نے حیرانی سے پوچھا۔''وہ مجھے کیوں ہلاک کرنا چاہتی ہے؟''

''پتا نہیں۔اسے آپ سے کیا دشمنی ہے؟اس نے مجھے کوئی وجہ نہیں بتائی۔''

ایک بلڈر نے کہا۔''تعجب ہے وہ تمہیں تابعدار بنانا چاہتی تھی،اور میڈم کو ہلاک کر دینا چاہتی تھی۔آخر وہ ہے کون؟''

سونیا نے کہا۔''میری سمجھ میں آ رہا ہے۔آج یہاں اسی ہال میں مجھ پر حملہ کرایا گیا تھا۔ماؤس مرکر ہمارا اپنا آدمی ہے لیکن اس نے مجبور ہو کر مجھ پر گولی چلائی۔ہم اب تک سمجھ رہے تھے کہ کرونا ہم سے دشمنی کر رہی ہے لیکن وہ اجنبی ٹیلی پیتھی جاننے والی مجھے مار ڈالنے کا عزم کر کے یہاں آئی ہے۔''

بلڈر ٹو نے تائید میں سر ہلا کر کہا۔''یہی بات ہے پہلے وہ ماؤس مرکر کے ذریعے آپ کو ہلاک کرنا چاہتی تھی۔پھر ناکامی کی صورت میں اس نے جمائلہ کو اپنی تابعدار بنا لیا اور اس کے ذریعے آپ کو مار ڈالنا چاہتی ہے۔''

ایک اور بلڈر نے کہا۔''ہمیں تسلیم کر لینا چاہیے کہ ہم پر برا وقت آ گیا ہے۔پہلے ایک ٹیلی پیتھی جاننے والی کرونا ہماری دشمن تھی۔اب یہ دوسری دشمن پیدا ہو گئی ہے۔''

بلڈر فور نے کہا۔''وہ وردان کو آلہ کار بنا کر یہاں آئی تھی۔وہ مر چکا ہے۔سوال اب یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا اس کی موت کے بعد وہ دشمن یہاں سے چلی گئی ہے یا ابھی یہاں موجود ہے؟''

بلڈر سکس نے کہا۔''وہ یہاں موجود ہے۔اس نے ماؤس مرکر کو بھی آلہ کار بنایا تھا۔اب اس کے ذریعے پتا نہیں کتنے آلہ کار بنا لے گی؟اور ہمارے قریب سے قریب رہ کر ہمیں نقصان پہنچاتی رہے گی۔''

وہ سب بول رہے تھے۔ اور یہ سوچ کر پریشان ہو رہے تھے کہ پتا نہیں اس نے ان کے آس پاس کتنے لوگوں کو آلہ کار بنالیا ہے؟

بلڈر ٹو نے کہا۔ ''ہمیں اپنے اپنے بنگلے سے ایسے تمام سیکورٹی گارڈز کو ہٹا دینا چاہیے۔ جو یوگا کے ماہر نہیں ہیں۔''

ایک بلڈر نے فون کے ذریعے ماؤس مرکر سے رابطہ کیا اور کہا۔ ''ہم تمہیں حکم دے رہے ہیں کہ کسی بھی پہلی فلائٹ سے یہ ملک چھوڑ دو، اگر کسی فلائٹ میں جگہ نہ ملے تو بحری جہاز سے چلے جاؤ یا پھر ہائی وے کے راستے اس ملک سے باہر نکل جاؤ۔ جتنی جلدی ہو سکے ہم سے دور چلے جاؤ۔''

بلڈر ٹو نے اپنے سیکورٹی افسر کو بلا کر کہا۔ ''تم سب یوگا کے ماہر یہاں رہو گے۔ باقی سیکورٹی گارڈز کو چھٹی دے دو۔ انہیں کسی دوسری جگہ ڈیوٹی پر لگا دیا جائے گا لیکن وہ ہمارے بنگلے کے قریب نہیں آئیں گے۔ اور نہ ہی باہر ہم سے کہیں ملاقات کریں گے۔''

دوسرے تمام بلڈرز بھی فون کے ذریعے اپنے اپنے بنگلوں کے سیکورٹی افسر کو یہی حکم دینے لگے۔

نومی نے سب کے دلوں میں دہشت پیدا کر دی تھی۔ وہ سوچ رہے تھے کہ جب وہ جمائلہ جیسی پراسرار قوتیں رکھنے والی کو اپنی تابعدار بنا سکتی ہے تو بڑی مکاری سے ان تمام بلڈرز کو بھی فریب کر سکتی ہے۔

وہ اپنی سلامتی کے لیے بڑے سخت حفاظتی اقدامات کر رہے تھے۔ اور یہ طے کر رہے تھے کہ ابھی دو چار روز تک اپنے اپنے بنگلے سے باہر نہیں نکلیں گے۔ اور کسی جان پہچان والے سے بھی روبرو ملاقات نہیں کریں گے۔

جمائلہ نے کہا۔ ''آپ سب اپنے طور پر حفاظتی انتظامات کریں۔ میں مما کے ساتھ اپنے بنگلے میں جا رہی ہوں۔ وہاں ان پر تنویمی عمل کروں گی۔''

وہ دونوں وہاں سے اٹھ گئیں۔ پھر باہر آ کر اپنی اپنی کار میں بیٹھ کر وہاں سے جانے لگیں۔

ایک بلڈر نے جمائلہ کو فون پر مخاطب کیا اور بڑی رازداری سے کہا۔ ''تمہیں یاد ہے ناں! آج تم میڈم پر کس طرح کا تنویمی عمل کرو گی؟''

''ہاں مجھے یاد ہے۔ آج رات ان کا برین واش ہو جائے گا۔ ان کے ساتھ اب تک جو ہوتا رہا ہے، اسے مٹا کر میں انہیں ان کا ماضی یاد دلاؤں گی۔''

اس نے فون بند کر دیا۔ وہ اپنی کار میں تھی۔ سونیا اپنی کار ڈرائیو کرتی جا رہی تھی۔

☆☆☆

نومی سر پکڑ کر رہ گئی تھی۔ بڑی زبردست کامیابی حاصل کرنے کے بعد وہ بُری طرح ناکام ہو گئی تھی۔ زبردست کامیابی یہ تھی کہ اس نے جمائلہ جیسی خطرناک لڑکی کو اپنی معمولہ اور تابعدار بنالیا تھا۔ لیکن یہ خوش فہمی چند گھنٹوں تک رہی۔ پھر رات ہوتے ہی اس نے نومی کے تنویمی عمل کی ایسی کی تیسی کر دی تھی۔

پہلے وہ وردان کو اپنا تابعدار بنا کر خوش ہو رہی تھی کہ ایک ٹیلی پیتھی جاننے والا اس کا غلام بن گیا ہے۔ اب اس کی یہ خوش فہمی بھی ختم ہو گئی تھی۔ جمائلہ نے اچانک ہی وردان پر ایسا حملہ کیا تھا کہ نہ وہ کوئی تدبیر سوچ کر اس پر عمل کر سکی۔ اور نہ ہی خیال خوانی کے ذریعے اپنے اس غلام کو بچا سکی۔ یہ اس کا دوسرا نقصان تھا۔

تیسرا نقصان یہ تھا کہ سونیا سے دور ہو گئی تھی۔ دوبارہ اس کے قریب ہونے کے لیے تمام بلڈرز کے سیکورٹی گارڈز کو اپنا آلہ کار بنانا چاہتی تھی۔ اور ماؤس مرکر کے ذریعے ان تمام سیکورٹی گارڈز تک پہنچنا چاہتی تھی لیکن جلد ہی پتا چل گیا کہ ایسے تمام سیکورٹی گارڈز ان بلڈرز کے بنگلوں سے ہٹا دیے گئے ہیں۔ جو یوگا کے ماہر نہیں تھے۔

یہ بات اس کی سمجھ میں آ گئی تھی کہ سونیا جمائلہ اور تمام بلڈرز محتاط ہو گئے ہیں۔ اور بڑی تیزی سے حفاظتی انتظامات کر رہے ہیں۔ پہلے وہ جتنی آسانی سے ان کے درمیان پہنچ رہی تھی۔ اب اسے وہ آسانی میسر نہیں ہو سکے گی۔

نومی نے اب سے پہلے بلڈر ٹو کے فون پر رابطہ کیا تھا اور اسے دوستی کی پیش کش کی تھی۔ اس کی وہ پیش کش ٹھکرا دی گئی تھی۔ اس کا فون نمبر سی ایل آئی پر آ گیا تھا پھر اس نے جمائلہ سے کہا تھا کہ ابوالہول کا بت اس کے پاس بھیجا جا رہا ہے۔ ایسے وقت جمائلہ کے فون پر بھی اس کا نمبر آ چکا تھا۔ وہ ناکام اور نامراد ہو کر سوچ رہی تھی کہ آئندہ اسے کیا کرنا چاہیے؟

ایسے ہی وقت اس کے موبائل فون کا بزر بولنے لگا۔ اس نے اسے اٹھا کر نمبر پڑھے تو یہ معلوم ہوا کہ بلڈر ٹو کال کر رہا ہے۔ اس نے فون کو کان سے لگا کر کہا۔ ''ہیلو.....؟''

بلڈر ٹو نے کہا۔ ''تم نے اپنے فون پر میرا نمبر پڑھا ہو گا۔ پھر یہ بھی سمجھ گئی ہو گی کہ میں کون ہوں؟''

''ہاں۔ تم وہی ہو جسے میں نے دوستی کی پیش کش کی تھی اور تم نے اور تمہارے بلڈرز نے مجھے ایک معمولی ٹیلی پیتھی جاننے والی سمجھ کر نظر انداز کر دیا تھا۔''

''تم اس قابل نہیں ہو کہ تمہیں منہ لگایا جائے۔ تم نے

ہماری طرف سے مایوس ہونے کے بعد وردان کو اپنا آلہ کار بنا کر یہاں بھیجا پھر ہمارے جاسوس ماؤس مرکر کو آلہ کار بنا کر میڈم پر جان لیوا حملہ کرایا۔ جمائلہ کو اپنی معمولہ اور تابعدار بنا نا چاہا لیکن تمہیں حاصل کیا ہوا؟ دیکھو! تم نے کیسی منہ کی کھائی ہے۔ یہ نہ سمجھنا کہ تم ہمارے انتقام سے بچ سکو گی۔''

''کیا مجھے دھمکی دینے کے لیے فون کیا ہے؟''

''نہیں۔ ہم یہ معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ تم کون ہو؟ تمہارا اصلی نام کیا ہے؟ ہم سے کیوں دشمنی کرنے کے لیے یہاں چلی آئی ہو؟''

''میں تمہارے کسی سوال کا جواب دینا ضروری نہیں سمجھتی۔''

''بات نہیں۔ ہم تمہاری شہ رگ تک پہنچ کر ہی تمام جواب اگلوالیں گے۔''

''ٹھیک ہے۔ مجھ تک پہنچنے کے سہانے سپنے دیکھتے رہو۔''

اس نے فون بند کر دیا۔ دوسرے ہی لمحے پھر اس کا بزر سنائی دیا۔ اس نے نمبر پڑھے اس بار جمائلہ کال کر رہی تھی۔ وہ زیر لب بڑبڑائی۔ ''چڑیل کی بچی! میرے ہاتھ آ کر نکل گئی۔ اب فون کر رہی ہے۔''

اس نے فون آن کر کے کان سے لگایا پھر کہا۔ ''ہاں ہیلو.....''

جمائلہ نے کہا۔ ''میں دھوکا دینے والے دشمنوں کو کبھی معاف نہیں کرتی۔ کیا میں پوچھ سکتی ہوں کہ تم مجھ سے دشمنی کرنے کیوں آئی تھیں؟''

''اصل بات یہ ہے کہ میں تمہاری دشمن نہیں ہوں صرف تم سے خوفزدہ تھی۔ سوچا کہ ٹیلی پیتھی کے ذریعے تمہیں اپنی تابعدار بنا کر رکھوں گی تو تم سے کوئی خطرہ نہیں رہے گا۔''

''ٹھیک ہے۔ تم خوفزدہ ہو کر ایسا کر رہی تھیں۔ میری دشمن نہیں ہو۔ مگر میڈم سونیا کی تو ہو۔ اس میڈم سے تمہاری کیا دشمنی ہے؟''

''میں تمہیں اپنی تابعدار بنانے کے بعد تمہارے تمام دشمنوں کو راستے سے ہٹا دینا چاہتی تھی۔ دراصل میں اس کی دشمن نہیں ہوں۔ وہ تمہاری دشمن ہے۔''

''میڈم سونیا کے اندر کی ممتا کو میں بہت اچھی طرح جانتی ہوں۔ وہ میری دشمن کبھی نہیں بن سکتیں۔''

''یہی تو تم نہیں جانتی ہو کہ وہ کس طرح تمہیں دھوکا دے رہی ہے۔ وہ دنیا کی سب سے چالاک عورت ہے، تم اسے کبھی سمجھ نہیں پاؤ گی۔''

"تم مجھے سمجھاؤ کہ وہ مجھے کس طرح دھوکا دے رہی ہے؟"

"میری بات کو تم اس طرح سمجھ سکتی ہو کہ تم بھی مسلمان ہو اور سونیا بھی ...... مسلمان بتوں کو گرانا اور توڑنا اپنا فرض سمجھتے ہیں۔ اسی نے تمہارے ابوالہول کے بت کو توڑا ہے۔"

"میں نہیں مانتی۔ میں نے اس کو تنویمی عمل کر کے گہری نیند سلا دیا تھا۔ اسی دوران وہ بت توڑا گیا ہے۔ کیا تم یہ کہنا چاہتی ہو کہ اس نے گہری نیند سے اٹھ کر ایسا کیا تھا؟"

"جس طرح میں نے تم پر تنویمی عمل کیا اور خوش فہمی میں مبتلا رہی لیکن تم میرے عمل سے نکل گئیں۔ اسی طرح تم بھی خوش فہمی میں مبتلا ہو۔ وہ تمہاری معمولہ اور تابعدار بننے کا ناٹک کر رہی ہے۔"

جمائلہ سوچ میں پڑ گئی۔ اس وقت وہ سونیا کے ساتھ بنگلے میں پہنچ چکی تھی۔ تھوڑی دیر بعد اس پر تنویمی عمل کرنے والی تھی۔

اس نے سر گھما کر باتھ روم کی طرف دیکھا۔ سونیا اس وقت باتھ روم کے اندر تھی۔ اور ابھی آ کر بیڈ پر لیٹنے والی تھی۔ اس نے فون پر پوچھا۔ "کیا تم ثابت کر سکتی ہو کہ وہ ناٹک کر رہی ہے؟"

"تم کسی بھی ٹیلی پیتھی جاننے والے سے پوچھ لو۔ جس کا دماغ زہریلا ہوتا ہے۔ اس پر تنویمی عمل کا اثر نہیں ہوتا۔ سونیا زہریلی ہے۔ بہت ہی زہریلی ہے۔ اس کے دماغ میں کوئی بھی بات دیر تک نقش نہیں کی جا سکتی۔ اسے دیر تک اپنی تابعدار بنا کر رکھا نہیں جا سکتا۔"

"میں کیسے مان لوں۔ مجھے ہپناٹائز کرنے کی صلاحیت ابوالہول نے دی ہے۔ اگر یہ صلاحیت میرے کام نہ آتی اور سونیا مجھے دھوکا دیتی تو ابوالہول مجھے کسی نہ کسی طریقے سے بتا دیتا کہ میں دھوکا کھا رہی ہوں۔"

لومی نے کہا۔ "میری یہ بات تمہیں بری لگے گی لیکن یہ حقیقت ہے کہ ابوالہول کوئی شکتی دینے والا دیوتا نہیں ہے۔ وہ تاریخ کا ایک ایسا کردار ہے جس کے بارے میں بہت کم لوگ جانتے ہیں۔ میں اتنا جانتی ہوں کہ وہ ایک نیگیٹو کریکٹر رکھنے والا شخص تھا، پتا نہیں تم اس کی پوجا کیوں کرتی ہو؟ وہ تمہیں کسی جھوٹ اور فریب سے نہیں بچا سکتا۔ اگر بچاتا ہوتا تو میں نے تمہیں اس کا بت بھیج کر دھوکا دیا تھا لیکن اس نے تمہیں آگاہ نہیں کیا کہ تم دھوکا کھا رہی ہو۔ وہ تو میری... بدنصیبی تھی کہ میرا تنویمی عمل تمہارے اندر دیر پا نہ رہ سکا۔"

وہ اس کی بات سن کر غصے سے بولی۔ "تم نہیں سمجھ سکو گی کہ تمہارے تنویمی عمل کو دیر پا نہ کر کے ابوالہول نے مجھے تمہارے فریب سے آگاہ کیا ہے۔"

"یہ تمہارا عقیدہ ہے۔ اس سے زیادہ کوئی بات نہیں ہے۔ وہ ٹیلی پیتھی جاننے والی کرونا ان بلڈرز کی وفادار تھی پھر بھی دھوکا دے کر فرار ہو گئی۔ میں اندر کی بات تو نہیں جانتی کہ وہ کیوں بلڈرز کی دشمن ہو کر وہاں سے چلی گئی ہے لیکن اتنا جانتی ہوں کہ ان سے دشمنی کرنے کے لیے اس نے سونیا کو اس کے ماضی کی بہت سی باتیں یاد دلائی ہوں گی۔ یہ بھی ضرور کہا ہوگا کہ تم اس کی بیٹی بن کر اسے دھوکا دے رہی ہو۔" جمائلہ پھر سوچ میں پڑ گئی۔ اس نے سر گھما کر واش روم کی طرف دیکھا۔ وہاں شاور سے پانی گرنے کی آواز آ رہی تھی۔ سونیا غسل کر رہی تھی۔

بلڈرز نے جمائلہ کو بتایا تھا کہ کرونا نے بہت بڑا دھوکا دیا ہے۔ وہ اس تہ خانے والے ریکارڈ روم میں گئی تھی۔ وہاں سے بہت سے راز چرائے اور پھر سونیا کی اس ویڈیو فلم کی کاپی بنا کر لے گئی، جس میں سونیا کی زندگی کی پوری تفصیلات موجود ہیں۔

جمائلہ کے دماغ میں سوالات گونجنے لگے۔ "کیا کرونا نے اس ویڈیو فلم کو میڈم سونیا کے پاس پہنچا دیا ہے؟ کیا میڈم نے وہ ویڈیو فلم دیکھ لی ہے؟ یا پھر فون کے ذریعے یا خیال خوانی کے ذریعے کرونا نے ان کا ماضی یاد دلا دیا ہے؟"

"اگر ایسی بات ہے تو اس کا مطلب یہی ہے کہ میڈم اپنے بارے میں سب کچھ جان چکی ہیں اور جاننے کے باوجود انجان بن کر مجھے اور تمام بلڈرز کو دھوکا دے رہی ہیں۔"

اب یہ بات بھی دل کو لگ رہی تھی، اور دماغ تسلیم کر رہا تھا کہ سونیا زہریلی ہے، اور زہریلا ذہن کسی کے بھی زیر اثر نہیں رہتا۔ وہ بے چین ہو کر سوچنے لگی۔ "میں کیسے معلوم کروں کہ یہ میرے عمل کے نتیجے میں سحر زدہ رہتی ہیں یا نہیں؟"

لومی نے مسکراتے ہوئے فون پر پوچھا۔ "کیا ہوا چپ کیوں ہو گئیں؟ عقل سے کام لو۔ اس مکار عورت کو آزماؤ وہ تمہاری تابعدار نہیں ہے۔ یہ میں دعوے سے کہتی ہوں۔ آج میری بات تمہاری عقل میں نہیں آئے گی تو کل دھوکا کھانے کے بعد خود ہی سمجھ لوگی۔ جاؤ۔ اسے سمجھتی رہو..."

لومی نے فون بند کر دیا۔ یہ سوچ کر مسکرانے لگی کہ اس نے ابھی جو زہر اگلا ہے۔ وہ جمائلہ کو متاثر کر رہا ہے۔ وہ پس و پیش میں ہوگی کہ سونیا اس کے ساتھ مخلص ہے یا اسے دھوکا دے رہی ہے؟

وہ مکاری سے سوچنے لگی کہ اگر میں کسی بھی طرح جمائلہ کو سونیا سے بدظن کردوں، اس کے لیے دل میں نفرت پیدا کردوں، تو وہ شیطانی قوتیں رکھنے والی اسے بھی زندہ نہیں چھوڑے گی۔ ہوسکتا ہے، سونیا جیسی ناقابلِ شکست عورت کی موت جمائلہ کے ہاتھوں ہی لکھی ہو۔

موبائل فون نے پھر اس کے خیالات میں مداخلت کی۔ اس نے فون کی طرف دیکھا نمبر پڑھے تو ایک دم سے پریشان ہوگئی۔ دل تیزی سے دھڑکنے لگا وہ کئی بار مجھ سے فون پر رابطہ کرچکی تھی۔ اسے میرا نمبر اچھی طرح یاد تھا مگر اب وہ سمجھ رہی تھی کہ میں اسے کال کررہا ہوں۔

اس نے اپنی موت کا ناٹک کرنے کے بعد اپنی پچھلی تمام چیزیں بدل دی تھیں۔ موبائل نمبر بھی بدل دیا تھا۔ اب حیرانی سے سوچ رہی تھی کہ مجھے اس کا نیا نمبر کیسے معلوم ہوگیا؟

ایک جگہ رکھا ہوا فون مسلسل بول رہا تھا۔ اس سے کہہ رہا تھا کہ سونیا کی جگہ لے کر جس کی تنہائی میں جانا چاہتی ہو وہی تمہیں بلا رہا ہے۔ اور جب بلا رہا ہے تو پھر ہچکچانا کیسا؟ چلو اس کے پاس جاؤ......

اس نے ہچکچاتے ہوئے فون کو اٹھایا پھر اسے آن کرکے کان سے لگاتے ہوئے کہا۔ ''ہیلو......؟''

میں نے کہا۔ ''بڑی دیر کی مہرباں فون اٹھانے میں....''

اس نے پھر ہچکچاتے ہوئے انجان بن کر پوچھا۔ ''تم۔ تم کون ہو؟''

میں نے ایک زوردار قہقہہ لگایا۔ میرے قہقہے نے اسے سمجھا دیا کہ میں اس کے بارے میں بہت کچھ جان چکا ہوں۔ کم از کم یہ تو معلوم ہوگیا ہے کہ اب وہ مردہ نہیں رہی ہے۔ اس کی زندگی کا سراغ مل گیا ہے۔

اس کے باوجود اس نے ڈھٹائی سے کہا۔ ''کیوں.... خوامخواہ ہنس رہے ہو؟ ٹو دی پوائنٹ بات کرو۔ کون ہو تم......؟''

''میں وہ ہوں جو تمہارے گلے میں ہڈی کی طرح اٹک گیا ہوں۔ جسے نہ اگل سکتی ہو۔ نہ نگل سکتی ہو۔''

''تم۔ تم پہیلیاں بجھوا رہے ہو۔ سیدھی طرح بولو......''

''میں ابھی آواز کے ذریعے تمہارے کانوں میں اتر رہا ہوں۔ کل تمہارے پاس آکر تمہارے وجود میں اتر جاؤں گا۔ میرا پیار حاصل کرلینے کی تڑپ ایسی ہے کہ میری یادیں تمہارے وجود میں لہو کی طرح دوڑتی ہیں۔''

اس نے ایک گہری سانس ایسے لی جیسے سانس کے ذریعے مجھے اپنے اندر اتار رہی ہو۔ وہ بہت ہی سنگدل اور بے رحم تھی لیکن ان لمحات میں رونے لگی۔ روتے روتے کہنے لگی۔ ''فرہاد......! جب سے میں نے ہوش سنبھالا ہے۔ تب سے ہی سونیا بننے کے خواب و خیال میں گم رہتی آئی ہوں۔ اور میں نے ایسا بن کر دکھا دیا۔ میں سو فی صد نہ سہی ننانوے فی صد سونیا بن چکی ہوں۔ بس ایک فی صد والی کمی یہ رہ گئی ہے کہ میں سونیا بن کر بھی تمہیں متاثر نہ کرسکی۔''

وہ ایک سرد آہ بھر کر بولی۔ ''میں نے تمہیں پانے کے لیے کیا کیا جتن نہیں کیے، سونیا تمہاری بہت ہی محبوب ہستی ہے۔ میں اسے مشکلات میں ڈالتی رہی۔ اسے تم سے دور کرتی رہی۔ اور خود تمہارے قریب آنے کے لیے میں نے کیا کچھ نہیں کیا؟''

وہ دل پکڑ کر کراہتے ہوئے بولی۔ ''ہائے......! کیا کروں؟ تمہیں پانے کے لیے میں نے اپنی موت کا ڈراما پلے کیا۔ اپنے سب سے وفادار جانثار دستِ راست کاشف جمال کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ تمہارے قریب ہونے کے لیے طرح طرح کے خطرات سے کھیلتی رہی۔ مجھے بتاؤ اور میں کیا کروں؟''

وہ بڑے جذبے سے بول رہی تھی۔ ذرا خاموش ہوئی تو میں نے کہا۔ ''جو منزل تک پہنچنے کے لیے شارٹ کٹ یا غلط راستہ اختیار کرتے ہیں وہ ہمیشہ بھٹکتے رہتے ہیں۔ ذلتیں اٹھاتے رہتے ہیں۔ اور آخر کار برے انجام کے ساتھ فنا ہوجاتے ہیں۔''

''بے شک۔ میں نے غلط راستہ اختیار کیا تھا لیکن میں تمہیں پانے کے لیے اب بھی ہر جائز اور ناجائز راستہ اختیار کرسکتی ہوں۔''

''اور جب تک ایسا کرتی رہو گی۔ کبھی میرے سائے تک بھی نہیں پہنچ سکو گی۔ اور اب تو بالکل ہی ناممکن ہوگیا ہے۔''

اس نے پوچھا۔ ''ناممکن کیوں ہوگیا ہے؟''

''اس لیے کہ میں اب تم سے کوئی انتقام نہیں لوں گا۔ تم میرے پاس آنا چاہو گی تو میں تمہیں قبول کرلوں گا لیکن میرے قریب آؤ گی کیسے؟ اب تو تم سونیا کا شکار ہو۔ وہ تمہیں کسی حال میں زندہ نہیں چھوڑے گی۔ میرے قریب آتے ہی تم اس کے ہاتھوں ماری جاؤ گی۔''

''اگر تم اپنے دل میں میرے لیے تھوڑی سی جگہ بنالو۔ مجھے اپنی لائف پارٹنر بنالو تو میں سونیا سے دشمنی مول نہیں لوں گی۔ میرے اندر پھر کوئی جلاپا نہیں رہے گا۔''

''میں کہہ تو رہا ہوں کہ تمہیں قبول کرسکتا ہوں لیکن سونیا

کو کیسے سمجھاؤ گی؟ وہ تمہاری ایک نہیں سنے گی۔ گن گن کر بدلے لے گی۔''

''کوئی ضروری نہیں ہے کہ تم سونیا کو کچھ بتاؤ، میں راز داری سے بھی تو تمہاری لائف پارٹنر بن کر رہ سکتی ہوں؟''

میں ہنسنے لگا اس نے پوچھا۔ ''ہنس کیوں رہے ہو؟''

''میں تمہاری تڑپ اور بے چینی کو خوب سمجھ رہا ہوں۔ اگر ابھی راضی ہوجاؤں۔ تمہیں اپنے پاس تنہائی میں بلاؤں اور دوسری طرف سے سونیا کو بھی بلالوں تو تمہارا کیا انجام ہوگا؟''

''میں تمہارے قریب آکر تم پر دل و جان نچھاور کرتی رہوں گی۔ تو کیا پھر بھی مجھے دھوکا دو گے؟''

''نہیں۔ میں ایسا نہیں کرنا چاہتا۔ اگر کرنا چاہوں تو ابھی تمہاری بات مان لوں لیکن میں یہ فیصلہ کرچکا ہوں کہ تم سے خود انتقام نہیں لوں گا۔ میں نے تمہیں سونیا کے حوالے کردیا ہے، اب تمہارا مقدمہ اس کی عدالت میں ہے، اس کے پاس جاؤ، رحم کی اپیل کرو۔ شاید وہ تمہارے حق میں کوئی فیصلہ سنا سکے۔''

''میں جانتی ہوں، وہ انتقام لینے کے لیے مجھے تلاش کررہی ہے۔''

''صرف وہی نہیں۔ ہمارے تمام ٹیلی پیتھی جاننے والے اور بابا صاحب کے ادارے سے تعلق رکھنے والے جاسوس تمہیں ہر ملک ہر شہر میں تلاش کررہے ہیں۔ تم اپنی ذہانت سے کام لے کر جب تک چھپ سکتی ہو چھپو لیکن موت تو پہاڑوں کی چٹانوں کے اندر بھی پہنچ جاتی ہے۔''

وہ ذرا خفگی سے بولی۔ ''ایسی بے نیازی سے تو نہ بولو۔ تم نے میرے بدن کی خوشبو چرائی ہے۔ میں نے اپنا سارا وجود تمہارے نام کردیا تھا، اسی کا کچھ لحاظ کرو۔ مجھے اپنا بنالینے کی بات کرو۔''

''میں کہہ چکا ہوں کہ تمہارا مقدمہ میری عدالت سے خارج ہوچکا ہے۔ جاؤ، سونیا کی عدالت میں جاؤ۔ دیٹ از آل۔''

میں نے رابطہ ختم کردیا۔ وہ مایوس ہونا نہیں جانتی تھی۔ میں اس سے جس قدر دور ہوتا جاتا تھا۔ اسی قدر اس کی محبت اور مجھے پانے کا جذبہ شدت اختیار کرتا جاتا تھا۔ میری خاطر وہ جنون میں آکر بہت کچھ کرتی رہی تھی اور نقصان اٹھاتی رہی تھی۔

بہر حال وہ میرے حصول سے باز آنے والی نہیں تھی۔ تھوڑی دیر تک سوچتی رہی پھر اس نے سونیا کے فون پر رابطہ کیا۔ پتا چلا کہ اس کا فون بند پڑا ہے۔ وہ اس سے فون پر بات کرکے دوستی کرنا چاہتی تھی۔ اس سے معافی مانگ کر میرے پاس آنے کا راستہ ہموار کرنا چاہتی تھی۔

اس نے سوچا کہ خیال خوانی کے ذریعے اسے مخاطب کرنا چاہیے۔ ہوسکتا ہے، وہ بات کرنے پر راضی ہوجائے؟

اس نے خیال خوانی کی پرواز کی۔ اس کا خیال تھا کہ پہلے تو وہ پرائی سوچ کی لہروں کو محسوس کرتے ہی سانس روک لے گی۔ پھر دوسری بار اس کے پاس جانا ہوگا لیکن ایسا کچھ نہیں ہوا۔ سونیا کے اندر آسانی سے جگہ مل گئی، اور ایسا اس لیے ہوا کہ ان لمحات میں جمائلہ اس پر تنویمی عمل کررہی تھی۔

نومی نے فوراً ہی میرے موبائل پر رابطہ کیا۔ میں نے فون کو کان سے لگا کر پوچھا۔ ''کیا بات ہے؟''

وہ بولی۔ ''میں نے اب تک سونیا سے دشمنی کی ہے۔ اب دوست بننے کا ثبوت دے رہی ہوں۔ فوراً سونیا کے دماغ میں پہنچو۔ جمائلہ اسے ہپناٹائز کررہی ہے۔ اسے اپنی تابعدار بنالینا چاہتی ہے۔ میں بروقت اطلاع دے رہی ہوں۔ اس سے تم میرے خلوص اور نیک نیتی کو سمجھ سکتے ہو۔ اب آئندہ میں سونیا سے دشمنی نہیں کروں گی۔''

میں نے کہا۔ ''ٹھیک ہے۔ تم اسی طرح اپنے خلوص اور نیک نیتی کا ثبوت دیتی رہو۔ ویسے تمہاری اطلاع کے لیے عرض ہے کہ میں سب کچھ جانتا ہوں۔ میرے ٹیلی پیتھی جاننے والے سونیا کے اندر موجود ہیں۔ میں بھی وہیں موجود تھا۔ فون کا بزر سن کر پھر دماغی طور پر حاضر ہو کر تم سے بات کررہا ہوں۔''

وہ گہری سانس لے کر بولی۔ ''میں تو بڑے خلوص سے سونیا کے کام آنے کے لیے تمہیں اطلاع دینے آئی تھی۔ یہ بھول گئی تھی کہ تم بہت محتاط رہ کر اس کی نگرانی کررہے ہو گے۔''

''مایوس نہیں ہونا چاہیے۔ اسی طرح نیک نیتی سے سونیا کا خیال رکھو گی۔ اس کے برے وقت میں کام آؤ گی تو شاید وہ تمہیں دوست بنالے۔ اب جاؤ۔ مجھے سونیا کے پاس جانا ہے۔''

میں نے فون بند کیا پھر سونیا کے پاس پہنچ گیا۔ وہاں پہلے ہی کردنا، اعلیٰ بی بی اور کبریا پہنچے ہوئے تھے۔ میری ضرورت نہیں تھی۔ پھر بھی میں وہاں رہنا چاہتا تھا۔ یہ جانتا تھا کہ نومی بھی تجسس میں مبتلا ہو کر وہاں آگئی ہوگی۔ اور یہ دیکھنا چاہتی ہوگی کہ جمائلہ اس پر کس طرح کا تنویمی عمل کررہی ہے۔

اس بار جمائلہ کا تنویمی عمل کچھ زیادہ ہی طویل تھا کیونکہ وہ موجودہ حالات اس کے ذہن سے مٹا رہی تھی۔ اسے یہ بھول جانے کی تاکید کر رہی تھی کہ وہ اب تک جمائلہ کی ماں بن کر رہتی آئی ہے۔ اور اس سے جھوٹ بولا گیا ہے کہ اس کا شوہر مر چکا ہے اور صرف جمائلہ ہی اس کی اکلوتی اولاد ہے۔

وہ اپنے عمل کے ذریعے یہ ساری باتیں اس کے ذہن سے مٹا رہی تھی۔ اور اس کی یادداشت واپس لانے کے لیے اس کا ماضی اسے یاد دلا رہی تھی۔

سونیا بڑی مکاری سے اس کی باتیں مان رہی تھی۔ یہ تاثر دے رہی تھی کہ وہ اپنے عمل کے ذریعے جو حکم دیتی جا رہی ہے۔ وہ اس کی تعمیل کرتی جا رہی ہے۔

سونیا اسے مسلسل دھوکا دیتی جا رہی تھی۔ تالی دونوں ہاتھوں سے ہی بج رہی تھی۔ جمائلہ بھی اسے اپنی ماں بنا کر دھوکا دے رہی تھی۔ جھوٹ زیادہ دور تک نہیں چلتا اور فریب کبھی نہ کبھی کھل ہی جاتا ہے۔ ہمیں یہ اندیشہ تھا کہ کبھی فریب ظاہر ہوگا تو جمائلہ غصے اور جنون میں آ کر سونیا کے لیے بہت بڑا مسئلہ بن جائے گی۔

میں دوسری ہی صبح جناب اسد اللہ تبریزی کے پاس خیال خوانی کے ذریعے حاضر ہو گیا۔ انہوں نے کہا۔ ”آؤ فرہاد! بہت عرصے کے بعد آئے ہو؟“

میں نے بڑے ہی مودبانہ انداز میں کہا۔ ”جی حضور! جمائلہ نامی ایک لڑکی کا مسئلہ پیش کرنے آیا ہوں۔ وہ ایک عجوبہ ہے۔ اس کے ساتھ قدرتی حالات کچھ ایسے ہیں جو ہمارے لیے ناقابل فہم ہیں۔“

وہ بولے۔ ”ہوں! تو وہ لڑکی دُہری شخصیت کی حامل ہے؟“

میں نے کہا۔ ”اللہ تعالیٰ نے آپ کو روحانی علوم سے مالا مال کیا ہے۔ آپ ہمارے کہنے سے پہلے ہی سب کچھ سمجھ لیتے ہیں۔ میں معلوم کرنا چاہتا ہوں۔ کہ وہ ایسی کیوں ہے؟ دن کی روشنی میں نہایت ہی پاک باز اور عبادت گزار بن کر رہتی ہے۔ اور رات کی تاریکی میں بالکل اس کے برعکس ہو جاتی ہے۔ اور شیطانی طرز کی زندگی گزارتی ہے۔“

وہ بولے۔ ”اللہ تعالیٰ عالم الغیب ہے۔ وہ اس دنیا کے اور ساری کائنات کے بھید جانتا ہے۔ اس کی قدرت سے ظہور پذیر ہونے والے بڑے بڑے پراسرار واقعات تو ایک طرف ہیں۔ اس کے معمولی سے اسرار کو بھی انسانی عقل سمجھ نہیں پاتی۔“

انہوں نے ایک ذرا توقف سے کہا۔ ”مجھ سے نہ پوچھو کہ جمائلہ کے ساتھ ایسا کیوں ہوتا ہے؟ ہر انسان اس دنیا میں آنے کے بعد دوہری زندگی گزارتا ہے۔ وہ اپنے طور پر نیکیاں بھی کرتا ہے اور بدی سے بھی ہمکنار ہوتا رہتا ہے۔ ساری عمر اپنے اندر کے شیطان سے لڑتے لڑتے عاقبت میں یہ اعمال نامہ اپنے ساتھ لے جاتا ہے کہ اس نے شیطان سے لڑتے وقت کتنی جنگیں جیتی ہیں اور کس طرح زندگی کے پل صراط پر سے گزرتے ہوئے اپنے ایمان کو برقرار رکھا ہے؟“

وہ پھر ذرا خاموش ہوئے اس کے بعد بولے۔ ”جمائلہ بھی انسان ہے اور ہر انسان کی طرح وہ بھی دوہری زندگی گزار رہی ہے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ ہر انسان بیک وقت انسان بھی ہوتا ہے اور شیطان بھی لیکن جمائلہ ذرا مختلف ہے۔ وہ دن کو مکمل انسان ہوتی ہے اور رات کو مکمل شیطان....“

انہوں نے سر جھکا کر کہا۔ ”تم قدرت کے کتنے عجائبات پر حیران ہوتے رہو گے؟ ایسے انسان بھی پیدا ہوتے ہیں جن کے دو سر ہوتے ہیں۔ ایسے بھی ہوتے ہیں جن کے ہاتھ پاؤں نہیں ہوتے۔ کچھ لوگ پیدائشی طور پر اپنارمل ہوتے ہیں، کبھی ایسے شیطانی بچے بھی پیدا ہوتے ہیں۔ جو دودھ پیتے ہوئے ماں کی چھاتی کاٹ کر اسے لہو لہان کر دیتے ہیں۔“

میں نے کہا۔ ”بے شک۔ انڈیا میں جڑواں بہنیں تھیں اچھی خاصی جوان ہونے تک وہ ایک دوسرے سے جڑی رہیں۔ بعد میں کامیاب آپریشن کے ذریعے انہیں الگ کر دیا گیا۔ ابنارمل پیدا ہونے والے بچوں کو علاج کے ذریعے رفتہ رفتہ نارمل بنا دیا جاتا ہے۔ کیا اسی طرح جمائلہ کا علاج نہیں ہو سکتا؟“

”دنیا میں کوئی بات اور کوئی کام ناممکن نہیں ہے۔ شاید علم طب کے ذریعے اور علم روحانیت کے ذریعے اس کا علاج ہو جائے۔ میں ابھی یقین سے کچھ کہہ نہیں سکتا۔ تم اسے یہاں لانا چاہتے ہو۔ جب چاہو لے آؤ۔“

میں نے خوش ہو کر کہا۔ ”شکریہ جناب! آپ نے ہمارے دل کی بات کہہ دی، میں سونیا سے کہوں گا۔ وہ اسے یہاں لے آئے گی۔“

مجھے کچھ یاد آیا میں نے کہا۔ ”ایک اور اہم بات عرض کرنا چاہتا ہوں۔ سیون بلڈرز نامی ایک تنظیم ہے۔ جس کا ہیڈ کوارٹر پرتگال کے شہر لزبن میں ہے۔ وہ چاہتے ہیں کہ جمائلہ اس ادارے میں آئے اور یہاں کے اہم راز چرا کر ان کے پاس لے جائے۔“

انہوں نے کامل اطمینان سے کہا۔ ”دشمن تو سازش کرتے ہی رہتے ہیں۔ انہیں کرنے دو۔ جمائلہ کو لے آؤ۔“

میں ان کا شکریہ ادا کر کے دماغی طور پر اپنی جگہ حاضر ہو گیا۔ جمائلہ نے سونیا پر تنویمی عمل کیا تھا۔ اور مطمئن ہو گئی تھی اس نے ان چھ بلڈرز سے فون پر بات کی تھی اور کہا تھا کہ مجھے یقین ہے۔ آج بھی میرا تنویمی عمل کامیاب رہے گا۔

ایک بلڈر نے پوچھا۔ ”کیا اسے اپنی پچھلی زندگی یاد آ جائے گی؟“

”ہاں۔ میں نے اس کے ذہن میں یہ بات نقش کر دی ہے کہ وہ فرہاد علی تیمور کی بیوی ہے اور اس کا تعلق بابا صاحب کے ادارے سے ہے۔ وہ تنویمی نیند سے بیدار ہونے کے بعد جب یہ سب کچھ یاد کرے گی تو یقیناً فرہاد یا بابا صاحب کے ادارے سے رابطہ قائم کرنا چاہے گی۔ آپ وہاں کے رابطہ نمبر نوٹ کرائیں۔ تاکہ میں وہ تمام نمبرز میڈم کو بتا سکوں۔“

اسے بابا صاحب کے ادارے کے کئی فون نمبرز نوٹ کرائے گئے۔ ایک نے پوچھا۔ ”کیا اسے یہ یاد رہے گا کہ تم اب تک اس کی بیٹی بن کر رہی تھیں؟“

”نہیں۔ وہ ہماری تمام باتیں بھول جائے گی۔ جب تک میں اس کے ساتھ بابا صاحب کے ادارے میں نہ جاؤں۔ تب تک آپ میں سے کوئی سونیا کے سامنے نہیں آئے گا۔ اور سامنا بھی ہوگا تو آپ سب اجنبی بن جائیں گے۔“

بلڈر لو نے کہا۔ ”جب وہ تنویمی نیند سے بیدار ہوگی تو اس وقت تمہیں وہاں موجود ہونا چاہیے۔“

”میں نے اسے سات بجے تک تنویمی نیند سونے کا حکم دیا ہے۔ اس وقت تک میں تبدیل ہو چکی ہوں گی۔ اور اس کے پاس موجود رہوں گی۔“

وہ بلڈرز کو یہ رپورٹ دینے کے بعد اپنی عادت کے مطابق تفریح کے لیے نائٹ کلب اور کیسینو کی طرف چلی گئی۔

میں سونیا کے پاس پہنچا تو وہ گہری نیند میں تھی۔ پرائی سوچ کی لہروں کو محسوس کرتے ہی بیدار ہو گئی۔ میں نے کہا۔ ”سوری۔ میں نے نیند میں مداخلت کی ہے۔“

”پرابلم۔ کوئی خاص بات ہے تو مجھے بتاؤ؟“

”ہاں۔ خاص بات یہ ہے کہ جناب تبریزی نے جمائلہ کو ادارے میں لانے کی اجازت دے دی ہے۔“

وہ خوش ہو کر بولی۔ ”میں جمائلہ کو جلد سے جلد بابا صاحب کے ادارے میں لے جانے کی کوشش کروں گی۔“

”تمہیں کوشش کرنے کی ضرورت ہی نہیں پڑے گی۔ کل صبح تم یہ ظاہر کرو گی کہ تمہیں پچھلی تمام باتیں یاد آ گئی ہیں۔ اور تم بابا صاحب کے ادارے میں جانا چاہتی ہو، تو جمائلہ خود ہی تمہارے ساتھ جانا چاہے گی۔“

”ٹھیک ہے۔ صبح اٹھ کر دیکھا جائے گا۔ اب میں سونا چاہتی ہوں۔“

”ہاں۔ تمہیں نیند پوری کرنا چاہیے۔ میں جا رہا ہوں۔“

میں اس کے دماغ سے نکل آیا۔ دوسرے دن وہی ہونے والا تھا۔ جو تمام بلڈرز چاہتے تھے۔ انہوں نے اب سے پہلے کئی بار بابا صاحب کے ادارے میں چوری چھپے گھسنے کی کوششیں کی تھیں لیکن وہاں کے صدر دروازے کے اندر ایک قدم بھی رکھ نہیں پائے تھے۔

اب ان کی یہ حسرت پوری ہونے والی تھی۔

☆☆☆

پارس، پورس، اعلیٰ بی بی اور کبریا سب ہی انڈیا کے مختلف شہروں میں تھے۔ انڈین انٹیلی جنس والے ان سب کا محاسبہ کرنے والے تھے۔ محاسبہ اس لیے نہیں ہو پا رہا تھا کہ میری بیٹی اور تینوں بیٹے مختلف ناموں سے مختلف بہروپ میں تھے۔ پہچانے نہیں جا سکتے تھے۔

انڈین انٹیلی جنس میں چھ ایسے سینئر اور جونیئر افسران تھے، جو یوگا کے ماہر تھے۔ ان چھ افسران نے اعلیٰ حکام کے ساتھ ایک میٹنگ میں کہا۔ ”ہمارے دیش میں ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی تعداد بڑھتی جا رہی ہے۔ یہ لوگ ہمارے حساس اداروں کے اعلیٰ افسران کے دماغوں میں پہنچتے ہوں گے، اور ہمارے بہت سے اہم راز معلوم کر لیتے ہوں گے۔“

دوسرے افسر نے کہا۔ ”اگر ہم نے ان ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو اس ملک سے نکل جانے پر مجبور نہ کیا تو ہماری حکومت کا اور ہماری فوج کا کوئی راز، راز نہیں رہے گا۔“

اعلیٰ حکام میں سے ایک نے پوچھا۔ ”ہمارے دیش میں کل کتنے ٹیلی پیتھی جاننے والے ہیں؟“

ایک یوگا جاننے والے نے جواب دیا۔ ”یقین سے کچھ نہیں کہا جا سکتا کہ کتنے ہیں۔ تقریباً ایک برس پہلے معلوم ہوا تھا کہ یہاں فرہاد علی تیمور آیا ہوا ہے۔ اس کے آگے پیچھے کتنے ہی ٹیلی پیتھی جاننے والے ماتحت ہوتے ہیں۔ اس کے بیٹے بیٹی بھی ٹیلی پیتھی جانتے ہیں۔“

دوسرے یوگا جاننے والے نے کہا۔ ”جب ہم معلومات حاصل کرنے لگے تو پتا چلا کہ ہمارے دیش میں بھی کتنے ہی

ہندو ٹیلی پیتھی جاننے والے موجود ہیں۔ایک چنڈال جوگیا اور دوسرا تانترک مہاراج دونوں ہی مر چکے ہیں۔ایک امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والا ٹومی جے یہاں آیا تھا۔اب اس کا کچھ پتا نہیں چل رہا ہے۔شاید وہ واپس چلا گیا ہے۔''

ایک اور یوگا جاننے والے افسر نے کہا۔''شمالی ہندوستان میں وردان دشوا ناتھ ایک ٹیلی پیتھی جاننے والا ہے۔وہ تیز بھاگتا ہے۔فرہاد اور اس کے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو یہاں سے بھگانے کے سلسلے میں ہماری مدد کرسکتا تھا۔لیکن......''

ایک حاکم نے پوچھا۔''لیکن کیا؟''

''وردان پچھلے کئی ماہ سے فرہاد اور اس کے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کا مقابلہ کر رہا ہے۔اور پریشان ہو رہا ہے۔اس نے ہمیں ایک مشورہ دیا ہے اگر ہم اس پر عمل کریں تو کامیاب ہوسکتے ہیں۔''

''وہ مشورہ کیا ہے؟''

''وردان نے کہا ہے کہ وہ فرہاد علی تیمور کے سامنے ایک ٹیلی پیتھی جاننے والے کی حیثیت سے ظاہر ہوکر غلطی کر چکا ہے اگر ہمارے پاس کوئی ایسا ٹیلی پیتھی جاننے والا ہو کہ فرہاد اور اس کے ٹیلی پیتھی جاننے والے کبھی اس کا سراغ نہ لگا سکیں۔یہ معلوم نہ کرسکیں کہ وہ کون ہے؟ ان کے خلاف کیا کر رہا ہے؟ تو ہمیں کامیابی ہوسکتی ہے۔''

ایک حاکم نے کہا۔''یہ اچھا آئیڈیا ہے لیکن ہمارے پاس ایسا کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا نہیں ہے۔جسے ہم چھپا کر رکھیں۔''

''نہیں ہے تو ہوسکتا ہے۔اگر ہم امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والوں سے معاہدہ کریں اور ان میں سے کوئی ایک ٹیلی پیتھی جاننے والا یہاں آکر بڑی رازداری سے ہمارے لیے کام کرے تو فرہاد اور اس کے ٹیلی پیتھی جاننے والے پریشان ہوجائیں گے۔کبھی یہ معلوم نہیں کرپائیں گے کہ ان کے خلاف کون محاذ آرائی کر رہا ہے اور کہاں سے کر رہا ہے؟''

تمام اعلیٰ حکام نے متفق ہو کر کہا۔''یہ تو بہت ہی زبردست آئیڈیا ہے۔اس پر فوراً عمل کرنا چاہیے۔''

انہوں نے امریکی اکابرین سے رابطہ کیا۔اس سلسلے میں ان لوگوں کے درمیان دو دنوں تک بحث ہوتی رہی پھر انہوں نے اپنے ایک ٹیلی پیتھی جاننے والے وائس مین کو خفیہ طور سے خدمات انجام دینے کے لیے انڈیا بھیج دیا۔

وہاں وائس مین کا بڑی گرم جوشی سے استقبال کیا گیا۔اس نے ایک خفیہ میٹنگ میں کہا۔''صرف آپ چھ یوگا جاننے والے مجھے جانتے ہیں۔کسی ساتویں کو نہیں معلوم ہونا چاہیے کہ میں کوئی امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والا ہوں۔مجھے یہاں اس لیے بھیجا گیا ہے کہ میں ہندوستانی زبان اچھی طرح جانتا ہوں۔''

وہ ٹیلی پیتھی جاننے والا یہ طے کرکے آیا تھا کہ مجھ سے کبھی مخاطب نہیں ہوگا۔کبھی یہ ظاہر نہیں ہونے دے گا کہ امریکا سے کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا میرے مقابلے پر آیا ہے۔پہلے وہ بڑی خاموشی سے خیال خوانی کے ذریعے یہ معلوم کرتا رہے گا کہ ہم ٹیلی پیتھی جاننے والوں میں سے کون فرہاد کا رشتے میں کیا ہوتا ہے اور فرہاد کے کتنے ماتحت یہاں کام کر رہے ہیں؟

وہ بڑی زبردست پلاننگ کے ساتھ آیا تھا،اس وقت تک میں انڈیا سے پیرس چلا آیا تھا۔وہاں پارس، پورس اعلیٰ بی بی، کبریا اور عدنان رہ گئے تھے۔ان دنوں وردان ان جڑواں بہنوں کے پیچھے پڑا ہوا تھا۔اسے ناکامی اس طرح ہوئی تھی کہ دونوں بہنوں نے خودکشی کرلی تھی۔

وردان نے اس ٹیلی پیتھی جاننے والے وائس مین سے ملاقات کی تھی۔اور کہا تھا کہ یہ راز میرے سینے میں دفن رہے گا۔میرے دیش کی سیوا کرنے آئے ہو، میں تمہارے ساتھ بھرپور تعاون کروں گا۔میرا تعاون تو یہی ہے کہ فرہاد کا بیٹا پارس ان دنوں دہلی شہر میں ہے۔وہ ان جڑواں بہنوں کے باپ عبدالرحمن کے پاس آتا جاتا ہے۔

اس نے عبدالرحمن کا پتا بتا دیا۔انڈین انٹیلی جنس والوں نے اور وائس مین نے خیال خوانی کے ذریعے دور سے پارس کو دیکھ لیا' وائس مین نے یوگا کے چھ افسران سے کہہ دیا تھا کہ وہ سب اس کی ہدایت پر عمل کرتے رہیں گے۔

اس نے ہدایت کی کہ فی الحال پارس کو بالکل نہ چھیڑا جائے۔دور سے ہی اس کی نگرانی کی جائے۔اس طرح ہم اس کے دوسرے رشتے داروں تک پہنچ سکیں گے۔

پورس اپنے بیٹے عدنان اور شیوانی کے ساتھ ایک فیملی لائف گزار رہا تھا۔وردان نے وائس مین کو اور انٹیلی جنس والوں کو بتایا کہ اس کی سب سے بڑی پہچان یہ ہے کہ اس کا ایک پانچ برس کا بیٹا کچھ ابنارمل سا ہے۔میرے علم کے مطابق وہ میرے لیے بہت اہمیت رکھتا تھا۔میں اسے ڈھونڈ کر قیدی بنالیتا یا مار ڈالتا لیکن میں ایسا کچھ نہیں کرسکا۔

وائس مین نے پوچھا۔''کیا تم اسے یا اس کے باپ کو تلاش نہیں کرسکے؟''

''میں نے اسے ڈھونڈ نکالا تھا۔لیکن ان کے ٹیلی پیتھی

جاننے والے اتنے ہیں کہ ان کی بھیڑ سے اس بچے کو نکال لانا ناممکن ہوگیا۔''

وردان نے ایک گہری سانس لے کر کہا۔''میں تو شکست تسلیم کر چکا ہوں۔اپنا یہ ملک چھوڑ کر جانے والا ہوں۔''

وائس مین نے پوچھا۔''ایسی مایوسی کیوں طاری ہو گئی؟''

''فرہاد کے خاندان میں صرف ٹیلی پیتھی جاننے والے ہوتے تو کوئی بات نہ ہوتی۔وہاں تو سب ہی ایک سے بڑھ کر ایک ذلیل ہیں۔بڑے چالاک ہیں۔اتنے حاضر دماغ ہیں کہ آنکھوں سے سرمہ چرا کر لے جاتے ہیں اور خبر بھی نہیں ہوتی۔''

''تمہارے ساتھ ایسا کیا ہوا ہے کہ تم بری طرح مایوس ہوکر اپنے ہی وطن کو چھوڑ رہے ہو؟''

''ایک آدھ بار ناکامی ہوتی تو میں مایوس نہ ہوتا لیکن ہر بار جب بھی انہیں مات دینی چاہی تو خود مات کھاتا چلا گیا۔کیا تم یقین کروگے کہ آخری بار مجھے ایک پندرہ برس کی لڑکی نے بری طرح شکست دی؟''

اس نے بے یقینی سے کہا۔''تمہارے جیسے جہاندیدہ اور تجربہ کار شخص کو ایک پندرہ برس کی لڑکی نے شکست دی......! نہیں یقین نہیں آتا۔''

''فرہاد کے خاندان میں عجوبے ہیں۔اس کا پوتا عدنان بھی ایسا عجوبہ ہے کہ اس کا باپ تو کیا اس کا دادا فرہاد بھی اسے سمجھ نہیں پاتا ہے۔''

''تم کسی پندرہ برس کی لڑکی کا ذکر کر رہے تھے۔''

''ہاں۔وہ بھی فرہاد کے خاندان سے ہی تعلق رکھتی ہے۔اس پانچ برس کے لڑکے کی دلہن بننے والی ہے۔''

اس بار وائس مین نے شدید حیرانی سے پوچھا۔''کیا......؟ لڑکی پندرہ برس کی ہے اور لڑکا پانچ برس کا اور وہ اس کی دلہن بننا چاہتی ہے؟ یہ تو بہت ہی عجیب اور یقین نہ کرنے والی بات ہے۔''

''میں نے کہا ناں۔اس کے خاندان میں ایسے ہی عجیب و غریب لوگ ہیں۔کیا یقین کروگے کہ وہ پندرہ برس کی لڑکی بھی بہت اچھی ٹیلی پیتھی جانتی ہے؟''

''یہ بھی یقین نہ کرنے والی بات ہے۔کیا تمہارا اس سے سامنا ہوا تھا؟''

وردان نے کہا۔''ہاں۔خیال خوانی کے ذریعے ہی رابطہ ہوا تھا۔اور ایسا کہ اس نے آتے ہی مجھے اپنا تابعدار بنا لیا تھا۔''

وائس مین نے شدید حیرانی سے کہا۔''اوہ مائی گاڈ! ہم امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والے اکثر فرہاد کے اور اس کی فیملی کے بارے میں باتیں کرتے رہتے ہیں۔یہ سمجھنا چاہتے ہیں کہ آخر وہ پہاڑ جیسا ٹیلی پیتھی جاننے والا کسی سے زیر کیوں نہیں ہوتا؟ بات یہی سمجھ میں آتی ہے کہ جس خاندان کا ایک ایک فرد ذہین، حاضر دماغ اور عجیب و غریب ہو بھلا اسے کون شکست دے سکتا ہے؟''

''میرے مہاگرو پربھو دیال شنکر میری مدد نہ کرتے تو میں اس پندرہ برس کی لڑکی اور اس عجوبے عدنان کا معمول اور تابعدار بن کر رہ جاتا۔ساری زندگی ان کی غلامی کرتا رہتا۔''

''یہ بات تسلیم شدہ ہے کہ وہ سب لوہے کے چنے ہیں۔ہم چبا نہیں سکتے لیکن چپ چاپ ان سے دور رہ کر ان سے چھپ کر ان لوہے کے چنوں کو اپنی تقدیر کی آگ میں پگھلا تو سکتے ہیں۔''

''ابتدا میں میرا بھی یہی خیال تھا کہ ایسا کرسکتا ہوں۔''

''تم بری طرح مایوس ہوگئے ہو، میرا مشورہ ہے کہ یہاں سے نہ جاؤ۔میرے ساتھ رہو گے تو میں تمہاری معلومات سے اور یہاں کے تجربات سے باآسانی ان پر قابو پاسکوں گا۔انہیں یہیں تباہ و برباد کردوں گا یا فرار ہونے پر مجبور کردوں گا۔''

''سوری۔تم اپنے عزائم کے مطابق کام کرو۔میں اپنے مہاگرو پربھو دیال شنکر کے احکامات کی تعمیل کرتا رہتا ہوں۔انہوں نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں ملک چھوڑ کر کہیں دور چلا جاؤں۔اگر میں فرہاد اور اس کی فیملی کے خلاف کوئی قدم نہیں اٹھاؤں گا۔کبھی ان کی برائی نہیں سوچوں گا۔تو میری عمر بہت طویل ہوگی۔ورنہ میں بے موت مارا جاؤں گا۔''

وردان نے اس امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والے وائس مین کو ہمارے بارے میں بڑی معلومات فراہم کیں۔پھر وہاں سے چلا گیا۔اس کے مہاگرو پربھو دیال شنکر کی یہ پیش گوئی درست ثابت ہوئی کہ وہ ملک سے باہر جاکر ایک طویل عمر گزار سکتا ہے۔اسے صرف ہمارے خلاف کوئی قدم اٹھانا نہیں چاہیے لیکن اس کے جانے انجانے میں یہی بات ہوگئی۔

وہ لوسی کا تابعدار بن کر سونیا کے قریب آگیا۔لوسی سونیا کو ہلاک کرنا چاہتی تھی۔اور وردان اس کی ہلاکت کا ذریعہ بن رہا تھا۔

قصہ مختصر یہ کہ وہ اپنے گرودیو کی پیش گوئی کے مطابق بے موت مارا گیا۔

وردان نے وائس مین کو بتایا تھا کہ پورس اپنے بیٹے عدنان اور شیوانی کے ساتھ ممبئی میں رہتا ہے۔شیوانی ہندو

تھی۔ اس کے رہنے کا طریقہ بھی ہندوانہ تھا۔ لہٰذا اس کے ساتھ رہنے والے پورس اور عدنان کو پہچاننا بہت ہی مشکل تھا۔ پھر بھی انٹیلی جنس والے انہیں تلاش کر رہے تھے۔

دہلی کے ایک افسر نے رپورٹ دی کہ میں نے ایک نہایت ہی خوبصورت اور اسمارٹ لڑکی کو دیکھا ہے میں اس کا دیوانہ ہو گیا تھا۔ اس سے لفٹ لینا چاہتا تھا۔

انٹیلی جنس کا وہ افسر دراصل اعلیٰ بی بی کے بارے میں رپورٹ پیش کر رہا تھا۔ اس نے عالی کو ایک نائٹ کلب میں دیکھا تھا۔ اس نے لفٹ لینی چاہی تھی۔ عالی نے کہا کہ میں پامسٹ ہوں۔ ہاتھ کی لکیریں دیکھ کر مستقبل کے بارے میں بہت کچھ جان لیتی ہوں۔ جس کے ہاتھ کی لکیر یہ کہے گی کہ وہ میرا لائف پارٹنر بن سکتا ہے تو میں اسی سے محبت کروں گی۔

اس افسر نے اپنا ہاتھ پیش کرتے ہوئے کہا۔ ''میرا ہاتھ دیکھو اور بتاؤ کہ تم میرے مقدر میں ہو یا نہیں......؟''

عالی اس کے ہاتھ کی لکیروں کو دیکھنے لگی اور اس کے دماغ میں پہنچ گئی۔ اس کے بارے میں بہت کچھ معلوم کرتے ہوئے کہنے لگی۔ ''تم ایک سرکاری افسر ہو۔ تمہاری تنخواہ زیادہ نہیں ہے۔ لیکن اوپری آمدنی کے لیے الٹے سیدھے کام کرتے ہو۔ جو مجرم گرفت میں آتا ہے اس سے بڑی بڑی رقمیں لے کر اسے رہا کر دیتے ہو۔''

افسر نے شرمندہ ہو کر کہا۔ ''یہ جھوٹ ہے۔ تم ہاتھ کی لکیریں دیکھنا نہیں جانتیں، غلط کہہ رہی ہو۔''

عالی نے پوچھا۔ ''کیا یہ بھی غلط ہے کہ تم شادی شدہ ہو؟ میرے سامنے خود کو کنوارہ کہہ رہے ہو؟''

وہ اس کی ہر بات نہیں جھٹلا سکتا تھا۔ سر ہلا کر بولا۔ ''ہاں۔ میں نے خود کو کنوارہ کہا ہے۔ لیکن ایک طرح سے یہ جھوٹ نہیں ہے۔ کیونکہ میری بیوی شادی کے ایک برس بعد ہی پاگل ہو گئی تھی۔ اب اسے زنجیروں سے باندھ کر رکھا جاتا ہے۔ ہمارے درمیان میاں بیوی کے تعلقات بھی نہیں رہے ہیں۔ کیا اس طرح میں خود کو کنوارہ نہیں کہہ سکتا؟''

عالی نے پوچھا۔ ''میں کیسے یقین کروں کہ تمہاری بیوی پاگل ہے؟''

''تم ابھی میرے ساتھ میرے گھر چل سکتی ہو۔ اور اسے دیکھ سکتی ہو۔''

عالی اس کے ارادوں کو سمجھ رہی تھی۔ اس کے ساتھ جانے کے لیے راضی ہو گئی۔ کلب سے باہر آئی پھر اسے اپنی کار میں بٹھاتے ہوئے بولی۔ ''اتنے بڑے سرکاری افسر ہو لیکن رشوت لینے کے باوجود اس قابل نہیں ہو کہ اپنے لیے ایک کار خرید سکو؟''

''کسی دن لمبا ہاتھ ماروں گا تو صرف ایک کار ہی نہیں۔ بڑا سا بنگلا بھی خریدوں گا۔ وہاں تمہیں لے جا کر رکھوں گا۔'' اس نے ہنس کر کہا۔ ''تم جاگتی آنکھوں سے خواب دیکھتے رہتے ہو۔''

وہ اس کے گھر پہنچ گئی۔ وہاں کوئی نہیں تھا، وہ تو پہلے سے جانتی تھی کہ گھر خالی ہے۔ اور اس کے ارادے خطرناک ہیں۔ اس نے اندر پہنچتے ہی دروازے کو بند کر لیا۔ پھر کہا۔ ''میں نے اپنی بیوی کو ایک برس بعد ہی طلاق دے دی تھی۔ کیا کروں؟ دل بھر گیا تھا۔ اب شادی کرنے کی غلطی نہیں کروں گا۔ جب حسین لڑکیاں یوں ہی مل جاتی ہیں تو گلے میں ڈھول کیوں لٹکاؤں؟''

یہ کہہ کر وہ آگے بڑھتے ہوئے بازو پھیلاتے ہوئے بولا۔ ''آؤ۔ میری آغوش میں آ کر مجھے مدہوش کر دو۔''

آگے بڑھتے ہی اس کی آنکھوں کے سامنے تارے ناچنے لگے۔ عالی نے گھوم کر ایک کِک اس کے منہ پر ماری تھی۔ وہ لڑکھڑا کر پیچھے چلا گیا۔ ایک لڑکی سے مار کھاتے ہی شرم آئی۔ اس نے پلٹ کر حملہ کیا۔ وہ اچھا خاصا تربیت یافتہ انٹیلی جنس کا افسر تھا۔ مجرموں سے لڑنا اور انہیں قابو میں کرنا جانتا تھا۔ لیکن اس وقت وہ مجرم تھا۔ اس لیے مار کھا رہا تھا۔

دو چار حملوں کے بعد ہی اس کی ناک اور منہ سے خون رسنے لگا تھا۔ اتنی پٹائی کے بعد سمجھ میں آ گیا کہ مقابلے میں جو لڑکی ہے۔ وہ تر لقمہ نہیں ہے۔ پتھر کا نوالہ ہے۔ وہ اسے نگل نہیں سکے گا۔ پھر بھی اپنی مردانگی کا بھرم رکھنے کے لیے اس نے پھر اس پر ایک آدھ حملے کیے اور اس بری طرح مار کھاتا رہا کہ نڈھال ہو کر فرش پر گر پڑا۔ ہڈیاں پسلیاں دکھنے لگیں۔

اس دلچسپ ترین داستان کے بقیہ واقعات 50 ویں حصے میں ملاحظہ فرمائیں، جو کہ مئی 2008ء میں شائع ہو گا۔